

فتاویٰ رضویہ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

۱۳

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور

پاکستان (۵۴۰۰۰)

Contents

| | |
|-----|---|
| 4 | پیش لفظ |
| 5 | تیرھویں جلد |
| 7 | اجمالی فہرست |
| 9 | مفصل فہرست |
| 9 | طلاق کی قسم کھائی تو اب نکاح قائم رہنے کی صورت یہ ہے کہ شرط واقع نہ ہو یا اگر ایک یا دو طلاق رجعی کی قسم کھائی ہے تو بعد وقوع شرط رجوع کرے۔ |
| 65 | فہرست ضمنی مسائل |
| 101 | باب تعلیق الطلاق |
| 101 | (تعلیق طلاق کا بیان) |
| 155 | رسالہ |
| 155 | آکد التحقیق باب التعلیق ^{۱۳۲۲ھ} |
| 155 | (باب تعلیق کے متعلق تحقیق ائین) |
| 257 | باب الإیلاء |
| 257 | (ایلاء کا بیان) |
| 263 | باب الخلع (خلع کا بیان) |
| 267 | باب الظہار (ظہار کا بیان) |
| 291 | باب العدة |
| 291 | (عدت کا بیان) |
| 327 | باب الحداد (سوگ کا بیان) |
| 335 | باب زوجة المفقود (مفقود الخبر کی زوجہ کا حکم) |
| 349 | باب النسب |
| 349 | (نسب کا بیان) |
| 383 | باب الحضانة |

| | |
|----------|---|
| 383..... | پرورش کا بیان) |
| 415..... | باب النفقة |
| 415..... | (نفقہ کا بیان) |
| 495..... | کتاب الایمان |
| 511..... | رسالہ |
| 511..... | الجوهر الثمین فی علل نازلة الیمین ^{۱۳۳۰ھ} |
| 511..... | (قسم کی مصیبت سے متعلق قیمتی جوہر) |
| 581..... | باب النذر |
| 581..... | (نذر کا بیان) |
| 609..... | باب الکفارة |
| 609..... | (کفارے کا بیان) |
| 613..... | کتاب الخُود و التّعزیر |
| 613..... | (حدود اور تعزیر کا بیان) |
| 657..... | مآخذ و مراجع |
| 681..... | ضمیمہ |
| 681..... | مآخذ و مراجع |

فتاویٰ رضویہ مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور نمبر ۸

پاکستان (۵۴۰۰۰)



مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ (الحديث)
 اَلْعَطَايَا النَّبَوِيَّةُ فِي الْفَتَاوَى الرَّضَوِيَّةِ
 مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

جلد سیزدہم^{۱۳}

تحقیقات نادرہ پر مشتمل چودھویں صدی کا عظیم الشان
 فقہی انسائیکلو پیڈیا

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز

۱۲۷۲ھ _____ ۱۳۴۰ھ

۱۸۵۶ء _____ ۱۹۲۱ء

رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ، لاہور (۸)، پاکستان (۵۴۰۰۰)

فون: ۷۶۵۷۳۱۴

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

| | |
|-------------------|--|
| کتاب | فتاویٰ رضویہ جلد سیزدہم |
| تصنیف | شیخ الاسلام امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ |
| ترجمہ عربی عبارات | حضرت علامہ مفتی محمد خاں قادری، لاہور |
| پیش لفظ | حافظ عبدالستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور |
| ترتیب فہرست | حافظ عبدالستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور |
| تخریج و تصحیح | مولانا ندیر احمد سعیدی، مولانا محمد اکرم اللہ بٹ |
| باہتمام و سرپرستی | مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہلسنت، پاکستان |
| کتابت | محمد شریف گل، کڑیال کلاں (گوجرانوالا) |
| پیشنگ | مولانا محمد منشا تابش قصوری معلم شعبہ فارسی جامعہ نظامیہ لاہور |
| صفحات | ۶۸۸ |
| اشاعت | ذیقعد ۱۴۱۸ھ / مارچ ۱۹۹۸ء |
| مطبع | |
| ناشر | رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور |
| قیمت | |

ملنے کے پتے

* رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

۰۳۰۰/ ۹۴۱۵۳۰۰ ۷۶۶۵۷۷۲

* مکتبہ اہلسنت جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

* ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور

* شبیر برادرزہ، بی، اردو بازار، لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

پیش لفظ

الحمد لله اعلیٰ حضرت امام المسلمین مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خزانہ علمیہ اور ذخائر فقہیہ کو جدید انداز میں عصر حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق منظر عام پر لانے کے لئے دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں فاؤنڈیشن کے نام سے جو ادارہ مارچ ۱۹۸۸ء میں قائم ہوا تھا وہ انتہائی کامیابی اور برق رفتاری سے مجوزہ منصوبہ کے ارتقائی مراحل کو طے کرتے ہوئے اپنے ہدف کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اب تک ادارہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی متعدد تصنیف شائع کر چکا ہے، مگر اس ادارے کا عظیم ترین کارنامہ العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ المعروف بہ فتاویٰ رضویہ کی ترجمہ و تخریج کے ساتھ عمدہ و خوبصورت انداز میں اشاعت ہے۔ فتاویٰ مذکورہ کی اشاعت کا آغاز شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ / مارچ ۱۹۹۰ء میں ہوا تھا اور بفضلہ تعالیٰ جل مجدہ و بعنا یتہ رسولہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب تک تقریباً آٹھ سال کے مختصر عرصہ میں کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الجنائز، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب النکاح، کتاب الطلاق، کتاب الایمان اور کتاب الحدود و التغریر پر مشتمل تیرہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں، جن کی تفصیل سنین، مشمولات اور مجموعی صفحات کے اعتبار سے حسب ذیل ہے:

| جلد | عنوان | جوابات اسئلہ | تعداد رسائل | سنین اشاعت | صفحات |
|--------------|-----------------------------------|-----------------|----------------|--------------------------------------|-------|
| پہلی جلد | کتاب الطہارۃ | ۲۲ | ۱۱ | شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ _____ مارچ ۱۹۹۰ء | ۸۳۸ |
| دوسری جلد | کتاب الطہارۃ | ۳۳ | ۷ | ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ _____ نومبر ۱۹۹۱ء | ۷۱۰ |
| تیسری جلد | کتاب الطہارۃ | ۵۹ | ۶ | شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ _____ فروری ۱۹۹۲ء | ۷۵۶ |
| چوتھی جلد | کتاب الطہارۃ | ۱۳۲ | ۵ | رجب المرجب ۱۴۱۳ھ _____ جنوری ۱۹۹۳ء | ۷۶۰ |
| پانچویں جلد | کتاب الصلوٰۃ | ۱۴۰ | ۶ | ربیع الاول ۱۴۱۴ھ _____ ستمبر ۱۹۹۳ء | ۶۹۲ |
| چھٹی جلد | کتاب الصلوٰۃ | ۴۵۷ | ۴ | ربیع الاول ۱۴۱۵ھ _____ اگست ۱۹۹۴ء | ۷۳۶ |
| ساتویں جلد | کتاب الصلوٰۃ | ۲۶۹ | ۷ | رجب المرجب ۱۴۱۵ھ _____ دسمبر ۱۹۹۴ء | ۷۲۰ |
| آٹھویں جلد | کتاب الصلوٰۃ | ۳۳۷ | ۶ | محرم الحرام ۱۴۱۶ھ _____ جون ۱۹۹۵ء | ۶۶۴ |
| نویں جلد | کتاب الجنائز | ۲۷۳ | ۱۳ | ذیقعدہ ۱۴۱۶ھ _____ اپریل ۱۹۹۶ء | ۹۴۶ |
| دسویں جلد | کتاب زکوٰۃ، صوم، حج | ۳۱۶ | ۱۶ | ربیع الاول ۱۴۱۷ھ _____ اگست ۱۹۹۶ء | ۸۳۲ |
| گیارہویں جلد | کتاب النکاح | ۴۵۹ | ۶ | محرم الحرام ۱۴۱۸ھ _____ مئی ۱۹۹۷ء | ۷۳۶ |
| بارہویں جلد | کتاب نکاح، طلاق | ۳۲۸ | ۳ | رجب المرجب ۱۴۱۸ھ _____ نومبر ۱۹۹۷ء | ۶۸۸ |
| تیرہویں جلد | کتاب طلاق، ایمان اور حدود و تعزیر | ۲۹۳ | ۲ | ذیقعدہ ۱۴۱۸ھ _____ مارچ ۱۹۹۸ء | ۶۸۸ |

تیرہویں جلد

یہ جلد فتاویٰ رضویہ جلد پنجم کے باب تعلیق الطلاق سے جلد پنجم کے آخر تک ۲۹۳ سوالوں کے جوابات پر مشتمل ہے۔ اس جلد کی عربی و فارسی عبارات کا ترجمہ بتوفیق اللہ تعالیٰ و بفضلہ راقم پر تقصیر عفی اللہ عنہ نے کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس جلد کے مسائل و رسائل کی مکمل و مفصل فہرست نیز مسائل ضمنیہ کی فہرست راقم نے افادہ قارئین کے لئے تیار کر دی ہے۔ متعدد ضمنی مسائل و فوائد کے علاوہ اس جلد میں مندرجہ ذیل چودہ^{۱۳} عنوانات زیر بحث لائے گئے ہیں:

- (۱) باب تعلیق الطلاق
- (۲) باب الایلاء
- (۳) باب الخلع
- (۴) باب الظہار
- (۵) باب العدۃ
- (۶) باب الحداد (سوگ)

(۷) زوجة مفقود الخبر (۸) باب النسب

(۹) باب الحضانة (پیدائش) (۱۰) باب النفقة

(۱۱) کتاب الایمان (۱۲) باب النذر

(۱۳) باب الکفارة (۱۴) کتاب الحدود و التعزیر

مندرجہ بالا عنوانات کے علاوہ انتہائی دقیق اور نادر تحقیقات و تدقیقات پر مشتمل مندرجہ ذیل ۲۰ رسائل بھی اس جلد میں شامل ہیں:

(۱) اکد التحقیق بباب التعليق (۱۳۲۲ھ)

مسئلہ تعلیق میں ایک دیوبندی مفتی کا ردِ بلیغ

(۲) الجوهر الثمین فی علل نازلة الیمین (۱۳۳۰ھ)

ایک نوع کی قسم کے بارے میں اجتہادی جزیئہ اور اُس پر تفصیلی بحث

بنگالہ ضلع نواکھالی ڈاکخانہ بیگم گنج سے ۱۶ محرم الحرام ۱۳۲۱ھ کو ارسال کردہ جناب مولانا عبدالمجید شنوپوری کا استفتاء جو فتاویٰ رضویہ جلد پنجم قدیم کے صفحہ ۵۹۰ پر مذکور تھا، چونکہ وہی رسالہ اکد التحقیق بباب التعليق کے معرضِ تحریر میں آنے کا موجب بنا لہذا ترتیبِ سابق میں تبدیلی کر کے جلد ہذا میں اس استفتاء و جوابِ استفتاء کو رسالہ مذکورہ سے پہلے کر دیا گیا تاکہ دونوں آپس میں مربوط ہو جائیں۔ ایک اور ترمیم یہ کی گئی ہے کہ کتاب المفقود جو کہ فتاویٰ رضویہ قدیم میں جلد سادس میں مندرج تھی اور ابوابِ فقہیہ کی ترتیب کے اعتبار سے اس کو وہاں پر ہی ہونا چاہئے تھا مگر اس کے تحت چوتھ فتوے مذکور ہیں اتفاق سے وہ سب ہی زوجہ مفقود الخبر سے متعلق ہیں لہذا مفتی کی سہولت کے پیش نظر مناسب سمجھا گیا کہ کتاب المفقود کو وہاں سے نکال کر باب زوجہ مفقود الخبر کے عنوان سے جلد ہذا میں شامل کر دیا جائے، علاوہ ازیں المحضرت علیہ الرحمۃ کا ایک مفصل فتویٰ جو فتاویٰ رضویہ قدیم میں شامل نہ تھا (جس میں متعدد وجوہ سے مولوی اشرف علی تھانوی کے جہالت پر مبنی ایک فتوے کا ردِ بلیغ کیا گیا اور بیسیوں جید علماء کرام نے اس کی تصدیق و تائید فرماتے ہوئے اس پر مہرِ ثبوت فرمائی ہیں) جلد ہذا میں شامل کر لیا گیا ہے جس کو آپ صفحہ ۱۷۱ پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں نیز جلد ہذا کا مسئلہ نمبر ۲۴۹ دراصل فتاویٰ افریقہ کا مسئلہ نمبر ۶۰ ہے جس کو باب النذر کی مناسبت سے اس جلد میں شامل کیا گیا ہے۔

○

حافظ محمد عبدالستار سعیدی

ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

ذیقعدہ ۱۴۱۸ھ

مارچ ۱۹۹۸ء

اجمالی فہرست

| | |
|----------------------|-----|
| پیش لفظ | ۵ |
| باب تعلیق الطلاق | ۱۰۱ |
| باب الایلاء | ۲۵۷ |
| باب الخلع | ۲۶۳ |
| باب الظہار | ۲۶۷ |
| باب العدة | ۲۹۱ |
| باب الحداد (سوگ) | ۳۲۷ |
| باب زوجہ مفقود الخبر | ۳۳۵ |
| باب النسب | ۳۴۹ |
| باب الحضانة (پرورش) | ۳۸۳ |
| باب النفقة | ۴۱۵ |
| کتاب الایمان | ۴۹۵ |
| باب النذر | ۵۸۱ |
| باب الکفارة | ۶۰۹ |
| کتاب الحدود والتعزیر | ۶۱۳ |
| فہرست رسائل | |
| ○ اکد التحقیق | ۱۵۵ |
| ○ الجوہر الثبین | ۵۱۱ |



مفصل فہرست

| | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۱۰۲ | محض طلاق کی قسم سے طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ وقوع شرط کے بعد واقع ہوتی ہے۔ | ۱۰۱ | باب تعلیق الطلاق |
| ۱۰۲ | طلاق کی قسم کھائی تو اب نکاح قائم رہنے کی صورت یہ ہے کہ شرط واقع نہ ہو یا اگر ایک یا دو طلاق رجعی کی قسم کھائی ہے تو بعد وقوع شرط رجوع کرے۔ | ۱۰۱ | خالد سے زمینداری کا کام کراؤں تو میری عورت کو طلاق، طلاق معلق ہو گئی۔ |
| ۱۰۳ | نکاح سے قبل کہا "اگر زوجہ ہندہ کی اجازت کے بغیر نکاح ثانی کروں تو زوجہ ثانی کو تین طلاق" تعلیق صحیح ہو گئی۔ | ۱۰۱ | ائمہ دین کا اجماع ہے کہ جب طلاق کسی شرط پر مشروط کی جائے تو اس شرط کے وقوع سے واقع ہو جائے گی۔ |
| ۱۰۴ | صورت مذکورہ بالا میں اگر ہندہ سے نکاح سے قبل کوئی اور عقد کرے اس پر یہ شرط اثر انداز نہ ہوگی۔ | ۱۰۲ | آیہ کریمہ الطلاق مرتن میں طلاق دونوں قسموں یعنی منجز و معلق کو شامل ہے۔ |
| ۱۰۴ | ہندہ کی موت کے بعد کسی سے عقد کرے یہ شرط اس پر بھی اثر انداز ہوگی۔ | ۱۰۲ | تعلیق کو اصطلاحات شرع میں یمین اور حلف کہا گیا ہے۔ |
| ۱۰۴ | میثت صالح اذن نہیں۔ | ۱۰۲ | تحريم حلال یمین ہے۔ |
| ۱۰۴ | طرفین کے نزدیک بقاء یمین کے لئے امکان بر شرط ہے جیسا کہ انعقاد یمین کے لئے شرط ہے۔ | ۱۰۲ | طلاق کی قسم کھانے پر کفارہ نہیں بلکہ کفارہ اللہ عزوجل کی قسم میں ہے۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|---|
| ۱۰۴ | کسی شخص نے قسم کھائی کہ فلاں کے اذن کے بغیر کچھ نہ دے گا تو فلاں کے مرنے کے بعد اگر دے گا تو حاث نہ ہوگا۔ | ۱۱۰ | اگر بیوی سے کہا کہ زندگی میں تجھ پر غیر سے نکاح کروں تو مجھ پر طلاق واجب، پھر دوسری عورت سے نکاح کر لیا تو دونوں میں سے ایک کو طلاق ہو گئی۔ شوہر کو اختیار ہے جس کی طرف چاہے پھیر دے۔ |
| ۱۰۴ | ہندہ کو طلاق دے کر دوسرا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کیا، طلاق واقع ہو جائے گی۔ | ۱۱۱ | کلام میں جب تک اعمال ممکن ہوا ہمال سے احتراز چاہئے۔ |
| ۱۰۶ | تعلیق میں تعیم نہ ہو تو ایک بار کے بعد شرط کا عدم ہو جاتی ہے۔ | ۱۱۲ | نکاح میں ایجاب عورت کی طرف سے تھا قبول میں مرد نے یہ شرط لگائی، اگر عند الطلب نصف مہر نہ ادا کر دوں تو تین طلاق، بعد نکاح زوجہ کے طلب پر ادا نہ کیا تو طلاق واقع ہوگی۔ |
| ۱۰۶ | بوقت نکاح عورت سے یہ شرط کی، اگر بے تیری اجازت سے دوسرا نکاح کروں تو تجھ کو تین طلاق، نکاح سے قبل یہ شرط لغو ہے اور نکاح کے بعد یہ شرط ہو تو تعلیق صحیح ہے لیکن اگر نکاح ثانی سے قبل عورت کو ایک یا دو طلاق دی اور عدت ختم ہو گئی تو اب دوسرے نکاح سے طلاق نہ پڑے گی اور تعلیق ختم ہو جائے گی، اس صورت کی مزید تفصیل۔ | ۱۱۳ | ہمارے ائمہ کا اتفاق ہے کہ یمن مضاف منعقد ہے عدم وقوع کی روایت ضعیف ہے۔ |
| ۱۰۶ | طلاق صریح عدت کے اندر صریح کو بھی لاحق ہو جاتی ہے اور بائن کو۔ | ۱۱۳ | زاہدی قابل اعتماد راوی نہیں۔ |
| ۱۰۶ | طلاق صریح یہ ہے کہ محتاج نیت نہ ہو چاہے بائن ہو یا رجعی۔ | ۱۱۳ | روایات شاذہ ساقطہ پر فتویٰ دینا جائز نہیں۔ |
| ۱۰۷ | شوہر نے بیوی کو کہا اگر تو اس گھر میں داخل ہوئی تو تجھے تین طلاق، پھر کہا تجھے تین طلاقیں ہیں، اب عورت نے دوسرے سے نکاح کیا اور گھر میں داخل ہوئی، پھر حلالہ کے بعد دوبارہ اس کے نکاح میں آئی اور گھر میں داخل ہوئی تو طلاق نہ ہوگی۔ | ۱۱۴ | یمن مضاف میں اگر متفرق معلق کیا ہے تو بے حلالہ دوبارہ شادی ہو سکے گی۔ |
| ۱۱۰ | اگر بے اجازت زوجہ اولیٰ نکاح ثانی کروں تو میرا نکاح باطل، اس صورت میں صحت تعلیق کی صورت میں دوسری کو طلاق واقع ہوگی۔ | ۱۱۴ | یمن مضاف میں طلاق واقع نہ ہونے کی ایک سبیل۔ |
| | | ۱۱۴ | الفاظ شرط اور ان کا حکم۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|---|
| ۱۲۲ | دیوبند مفتی کی جہالتوں میں سے پہلی جہالت کا بیان۔ | ۱۱۶ | تو میری چیز کھائے تو طلاق ہے اور زوجہ کی نیت نہ کی ہو تو شوہر کی چیز کھانے سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ |
| ۱۲۳ | مذاکرہ طلاق میں تمام صورتوں میں قضاء طلاق واقع ہو جاتی ہے سوائے ان الفاظ کے جو رد و جواب کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ | ۱۱۶ | مسئلہ مذکورہ میں احتیاطی تدبیر۔ |
| ۱۲۳ | دوسری جہالت کا بیان۔ | ۱۱۷ | ایک دیوبند مفتی کے غلط اور جہالت صریحہ پر مشتمل فتویٰ کا زوردار اور مدلل رد و تبلیغ۔ |
| ۱۲۳ | عدم اضافت کی صورت میں شوہر انکار نیت کرے تو لفظ طلاق سے بھی واقع نہیں ہوتی۔ | ۱۱۷ | قول منکر کا معتبر ہوتا ہے جبکہ گواہ مدعی کے ذمہ ہوتے ہیں۔ |
| ۱۲۳ | تیسری جہالت کا بیان۔ | ۱۱۸ | یہ لفظ کہ "نکاح سے علیحدہ کر دوں گا" یہ نرا وعدہ ہے اور وعدہ سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ |
| ۱۲۳ | عورت کو خود اپنے معاملے میں بایں معنی قاضی بتانا کہ اس کا حکم منحل حاکم شرع نافذ ہے صریح جہالت ہے۔ | ۱۱۸ | "طلاق می کنم" کہنے سے طلاق ہو جاتی ہے بخلاف طلاق کنم کے۔ |
| ۱۲۳ | چوتھی جہالت کا بیان۔ | ۱۱۸ | لفظ "جواب" کے معانی اور اس کے کنایہ طلاق ہونے کا بیان۔ |
| ۱۲۳ | مدعا علیہ کو شہادت پیش کرنے کا ذمہ دار ٹھہرانا جہالت کا واضح نمونہ ہے۔ | ۱۱۹ | جو کلمہ صالح رد ہو وہ مطلقاً ہر حال میں محتاج نیت ہے اگرچہ حالت غضب ہو اگرچہ حالت مذاکرہ طلاق ہو۔ |
| ۱۲۴ | پانچویں جہالت کا بیان۔ | ۱۱۹ | حالات تین ہیں: رضا، غضب اور مذاکرہ طلاق۔ |
| ۱۲۴ | شرع مطہر میں مفتی کی سزا سلطان اسلام کے یہاں اسی کوڑے ہیں۔ | ۱۱۹ | کنایات تین طرح کے ہیں۔ |
| ۱۲۴ | شریعت مطہرہ پر افتراء اللہ عز و جل پر افتراء ہے جو بے ایمان ہی کر سکتا ہے۔ | ۱۱۹ | لفظ "کنایہ" میں شوہر عدم نیت طلاق کی قسم کھائے تو اس کی بات مان لی جائے گی، نہ قاضی اس صورت میں حکم طلاق دے سکتا ہے اور نہ ہی عورت اپنے آپ کو مطلقہ سمجھ سکتی ہے۔ |
| ۱۲۴ | چھٹی جہالت کا بیان۔ | ۱۱۹ | کنایہ کی صورت میں عدم نیت طلاق کی قسم شوہر سے عورت گھر میں بھی لے سکتی ہے۔ |
| ۱۲۴ | جو اللہ تعالیٰ کے اتارے پر حکم نہ کریں وہ ظالم ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے اتارے پر حکم نہ کریں وہ فاسق ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے اتارے پر حکم نہ کریں وہ کافر ہیں۔ | ۱۲۰ | ترک اضافت ہمیشہ مانع حکم طلاق ہے جبکہ شوہر بخلاف انکار نیت کرے۔ |
| | | ۱۲۰ | عدم اضافت کے سبب طلاق واقع نہ ہونے کی چند مثالیں۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|---|
| ۱۳۴ | تصدیقات علماء بمبئی۔ | ۱۳۴ | جنہوں نے بے علم فتویٰ دیا وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ |
| ۱۳۵ | تصدیقات علماء پبلی بھیت۔ | ۱۳۵ | جو بغیر علم کے فتویٰ دے اس پر زمین و آسمان کے فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔ |
| ۱۳۷ | ایک مسئلہ تعلیق میں اقوال علماء کے درمیان محاکمہ۔ | ۱۳۵ | ساتویں جہالت کا بیان۔ |
| ۱۳۷ | تعلیق ربط مضمون جملہ بمضمون آخر ہے نہ کہ خط مضمون ربط آخر۔ | ۱۳۵ | زوجہ کو شوہر سے برگشتہ بنانا شیاطین کا کام ہے۔ |
| ۱۳۷ | طلاق صریح سے بائن کی نیت کرے تب بھی رجعی ہی واقع ہوگی۔ | ۱۳۵ | حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالی ہے کہ جو کسی مرد سے اس کی زوجہ کو برگشتہ کرے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔ |
| ۱۳۷ | بندہ تغیر حکم شرع کی قدرت نہیں رکھتا۔ | ۱۳۶ | تصدیقات و تائیدات علماء کرام و مفتیان عظام |
| ۱۳۸ | ہمارے علماء کے نزدیک وقت حلول شرط سے نزول جزیوں ہوتا ہے کہ گویا اس وقت تکلم بالجواز منجز واقع ہوا۔ | ۱۳۷ | تصدیقات علماء بدایوں۔ |
| ۱۳۸ | در مختار کی ایک عبارت کی توضیح۔ | ۱۳۸ | تصدیقات علماء شاہجہان پور۔ |
| ۱۳۹ | اگر میں تیرے سوا کسی اور عورت سے شادی کروں تو تجھ کو ایسی طلاق کہ تو اپنے نفس کی مالک ہو اس سے ایک طلاق بائن پڑے گی۔ | ۱۳۸ | تصدیقات علماء دہلی۔ |
| ۱۴۱ | مطلقاً تعلیق سے طلاق بائن واقع نہیں ہوتی۔ | ۱۳۹ | تصدیقات علماء میرٹھ۔ |
| ۱۴۳ | اگر کوئی شے معدوم ہو تو اس کی نقیض موجود ہوتی ہے۔ | ۱۳۹ | تصدیقات علماء احمد آباد۔ |
| ۱۴۳ | اگر شوہر نے بیوی کو کہا تجھے طلاق اگر میں تجھے طلاق نہ دوں، تو بوقت موت طلاق واقع ہوگی۔ | ۱۴۰ | علماء سوء کے بارے میں ایک شخص اور شیطان کے درمیان گفتگو کا واقعہ۔ |
| ۱۴۴ | ایک نکتہ بدیعہ۔ | ۱۴۱ | تصدیات علماء جلمپور۔ |
| ۱۴۴ | احناف کے نزدیک الفاظ کا مفاد لغوی بنائے یقین نہیں بلکہ معانی عرفیہ پر بنائے کار ہے۔ | ۱۴۲ | تصدیقات علماء مراد آباد۔ |
| ۱۴۴ | اغراض و مقاصد جس قدر مفاد لفظ سے زائد ہوں یعنی عموم و اطلاق بھی انھیں متبادل نہ ہو ملحوظ نہیں ہوتے۔ | ۱۴۳ | لفظ جواب طلاق کے واسطے موضوع نہیں یہ ایک ہندی کلمہ ہے جو چند معنوں میں استعمال ہوتا ہے لہذا اس سے خاص کر طلاق بائن کا مفہوم سمجھنا دلیل نا فہمی ہے۔ |
| | | ۱۴۴ | تصدیقات علماء لاہور۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|---|
| ۱۴۹ | زید نے عمرو سے کہا آؤ میرے ساتھ کھانا کھاؤ، عمرو نے کہا میں کھاؤں تو میری عورت مطلقہ ہو، کل زید کے ساتھ کھانا کھایا طلاق نہ ہوگی۔ | ۱۴۴ | لفظ کی تاویل عرفی سے اجنبی خارج و بیگانہ و زائد بات اگرچہ عرفاً مقصود حالف ہو منظور نہ ہوگی مگر اغراض محض ضرور ہو سکتی ہیں۔ |
| ۱۴۹ | عورت کو جماع کے لئے بلایا اس نے انکار کیا، شوہر نے کہا اگر میرے پاس اس کو ٹھہری میں نہ آئے تو تجھ پر طلاق، عورت آئی مگر اس وقت شوہر کی شہوت ساکن ہو چکی تھی تو طلاق ہو گئی۔ | ۱۴۴ | ولات لفظ کہ عموم پر تھی بنظر غرض خاص پر مقصور ہو جائے گی یہ مدلول لفظ سے خروج نہیں بلکہ بعض مدلولات پر قصر ہے۔ |
| ۱۴۹ | کلمہ ان تراخی کے لئے ہے جب تک قرینہ فور نہ پایا جائے۔ | ۱۴۵ | کسی شے کا بھاؤ چکاتے وقت مشتری نے قسم کھائی کہ دس میں نہیں خریدے گا، پھر گیارہ میں خرید تو حانث ہو جائے گا۔ |
| ۱۴۹ | حاکم سے حلف کیا کہ اگر شہر میں کوئی بد معاش آئے اور میں خبر نہ دوں تو میری عورت کو طلاق ہے، بد معاش آیا اور اس نے حاکم کو خبر نہ دی اس وقت کہاجب وہ حاکم معزول ہو گیا تھا طلاق ہو گئی۔ | ۱۴۵ | بائع نے قسم کھائی کہ دس میں نہیں فروخت کریگا پھر گیارہ میں فروخت کیا تو حانث نہیں ہوگا۔ |
| ۱۵۰ | دائن نے مدیون سے حلف لیا کہ تیرے بے اذن باہر نہ جاؤں گا، یہ حلف بقاء دین تک رہے گا، بعد ادا یا ابراء اذن کی حاجت نہیں۔ | ۱۴۵ | بیع بالعشرۃ دو نوع پر ہے ایک بیع بعشرۃ مفردۃ اور دوسری بیع بعشرۃ مقررۃ۔ |
| ۱۵۱ | قسم کھائی کہ عورت بے میرے اذن کے باہر نہ جائیگی یہ قیام زوجیت تک محدود ہے۔ | ۱۴۶ | عام کی تخصیص و تقیید عرف سے جائز ہے۔ |
| ۱۵۱ | قسم کھائی کہ دس کو نہ بیچوں گا اور گیارہ کو بیچا تو حانث نہ ہوا۔ | ۱۴۷ | غرض متکلم اپنی کلام سے کبھی تو کلام کا حقیقی یا مجازی معنی ہوتی ہے اور کبھی لفظ سے خارج کوئی شئی۔ |
| ۱۵۱ | بیمین کی بناء عرف پر ہے۔ | ۱۴۷ | تخصیص عوارض الفاظ میں سے ہے۔ |
| ۱۵۱ | عدم بے سلف کلی متحقق نہیں ہوتا۔ | ۱۴۸ | بیمین فور کا استنباط امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ |
| ۱۵۲ | نکرہ چیز نفی میں عام ہو جاتا ہے۔ | ۱۴۸ | الفقہاء کلہم عیال الابن حنیفہ۔ |
| ۱۵۲ | عموم سلب بوجہ ایجاب جزئی صادق نہیں رہتا۔ | ۱۴۸ | بیمین فور سے متعلقہ مسائل۔ |
| ۱۵۲ | ایک شخص نے اپنی بیوی کو بعد نماز مغرب کہا کہ اگر تو نماز نہ پڑھے گی تو تجھے دو طلاق، بعدہ بیوی نے عشاء کی نماز نہیں پڑھی تو صبح صادق طلوع ہوتے ہی اس پر دو طلاقیں پڑ گئیں۔ | ۱۴۸ | عورت باہر جانے کو ہوئی شوہر نے کہا باہر جائے تو تجھ پر طلاق، عورت بیٹھ گئی اور دوسرے وقت باہر گئی طلاق نہ ہوگی۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۱۶۹ | دیوبندی مولوی وجیہ اللہ کے فتویٰ کا پچیس وجوہ سے رد۔ تبلیغ۔ | ۱۵۲ | مرد نے بیوی سے کہا تو نماز ترک کرے تو تجھے طلاق، عورت نے ایک نماز قصداً قضاء کی طلاق ہو جائے گی اگرچہ اس قضاء کو ادا بھی کرے۔ |
| ۱۷۰ | دیوبندی فتویٰ کی پہلی خطا۔ | ۱۵۳ | نیت حالف اگرچہ دلالت حال کے خلاف ہو اعتبار اس کا ہوگا۔ |
| ۱۷۰ | حکم شرعی کے معلوم ہونے پر سوال کی صورت کو تبدیل کرنا مکروفریب ہے۔ | ۱۵۳ | طلاق مغلط سے عورت حرام ابدی نہیں ہوتی البتہ بے حلالہ شوہر اول کے نکاح میں آنے کے قابل نہیں رہتی۔ |
| ۱۷۱ | دوسری خطا | ۱۵۵ | ○ رسالہ اکسد التحقیق بباب التعليق (مسئلہ تعلیق میں ایک دیوبندی مولوی کے فتویٰ کا رد۔ تبلیغ) |
| ۱۷۱ | انشائے تعلیق اور تعلیق انشاء میں فرق۔ | ۱۵۶ | نقل فتویٰ مولوی وجیہ اللہ دیوبندی باشندہ بنگالہ۔ |
| ۱۷۱ | ہر جزاء کو استقبال لازم ہے۔ | ۱۶۶ | جواب منجانب مصنف (المصنفات امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ) |
| ۱۷۱ | طلاق باعتبار صدور مرد کی اور باعتبار وقوع عورت کی صفت ہے۔ | ۱۶۶ | تیسری طلاق دے دی تو اب بیوی حرام قطعی ہو گئی تجدید نکاح سے بھی حلال نہیں ہو سکتی تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے۔ |
| ۱۷۲ | تیسری خطا۔ | ۱۶۷ | خاوند نے بیوی کو کہا اگر تو نے نماز نہ پڑھی تو تجھے دو طلاقیں بعدہ کہتا ہے کہ میں نے اس سے عموم کا ارادہ کیا ہے یعنی تمام عمر کبھی کبھی کوئی نماز نہ پڑھے تو تجھے دو طلاقیں، تو یہ حیلہ جھوٹ اور خالص فاسد بہانہ ہے۔ |
| ۱۷۲ | خاوند نے بیوی کو کہا اگر تو مجھے نہیں چاہتی تو تجھے طلاق بیوی نے کہا میں چاہتی ہوں تو طلاق نہ ہوگی۔ | ۱۶۷ | جب طلاق نہ ہوئی تو رجوع کیسا اور کس سے رجوع۔ |
| ۱۷۲ | شوہر نے اپنی بیوی کو کہا اگر میں تین ماہ میں نہ آؤں اور دس دینار نہ لاؤں تو تجھے طلاق پس وہ آیا اور دینار نہ لایا تو طلاق ہو جائے گی۔ | ۱۶۷ | یہ کہنا کہ رجوع کر لینے سے پہلی طلاقیں باطل ہو جاتی ہیں گمراہ کلمات ہیں جن پر "لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" ہی پڑھا جاسکتا ہے۔ |
| ۱۷۲ | خاوند نے بیوی کو کہا اگر تو حرام کاری کرے تو تجھے تین طلاق، پھر اس کو طلاق بائنہ دے کر عدت میں اس سے وطی کی تو قسم ٹوٹ گئی اور تین طلاقیں ہو جائیں گی۔ | ۱۶۹ | لوگوں میں بد بخت ترین وہ شخص ہے جو دوسروں کی دنیا کے لئے اپنی آخرت برباد کر دے۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|---|
| ۱۷۶ | چوتھی خطاء۔ | ۱۷۲ | کلیت معقولات ثانیہ میں سے ہے۔ |
| ۱۷۶ | پانچویں خطاء۔ | ۱۷۳ | طبعیہ قضیہ ذنیہ ہوتا ہے نہ کہ خارجیہ۔ |
| ۱۷۶ | دیوبندی مولوی وجیہ اللہ کا معلق کو تین قسموں پر اور پھر ایک کو دو قسموں پر منقسم ماننا جہالت ہے دیوبندی مفتی کی جہالت کہ شرح وقایہ کی عبارت کو نہ سمجھ سکا۔ | ۱۷۳ | منتزع، انتزاع کے تابع ہوتا ہے لہذا بلا انتزاع نہیں پایا جاتا اگر چہ منتزع منہ موجود ہو۔ |
| ۱۷۷ | چھٹی خطاء۔ | ۱۷۳ | بارہویں خطاء۔ |
| ۱۷۷ | ساتویں خطاء۔ | ۱۷۴ | تیرہویں خطاء۔ |
| ۱۷۷ | آٹھویں خطاء۔ | ۱۷۴ | الشیاطین کے مرتبہ میں عموم کلیت اور اطلاق ملحوظ ہوتا ہے۔ |
| ۱۷۷ | نویں خطاء۔ | ۱۷۴ | چودھویں خطاء۔ |
| ۱۷۷ | یمنین الفور کی تخصیص غصہ اور بے اعتدال طبع سے کرنا دیوبندی اجتہاد ہے ورنہ کتب مذہب میں اس کا کوئی نشان نہیں۔ | ۱۷۴ | تختیصل حاصل باطل ہے۔ |
| ۱۷۷ | حاکم نے قسم کھائی کہ اگر شہر میں کوئی بد معاش آئے اور تجھے سزا نہ دوں تو بیوی کو طلاق، یہ یمنین فور ہے۔ حالانکہ یہاں غصہ اور اشتغال طبع نہیں۔ | ۱۷۴ | پندرہویں خطاء۔ |
| ۱۷۸ | دسویں خطاء۔ | ۱۷۵ | مبنیٰ کے فساد سے بناء کا فساد ہوتا ہے۔ |
| ۱۷۸ | فعل حکم نکرہ میں ہے اور نکرہ چیز نفی میں عام ہو جاتا ہے۔ | ۱۷۵ | سولہویں خطاء۔ |
| ۱۷۹ | عموم سلب اور بوجہ ایجاب جزئی صادق نہیں رہتا۔ | ۱۷۵ | سترہویں خطاء۔ |
| ۱۷۹ | گیارہویں خطاء۔ | ۱۷۶ | خاوند نے بیوی سے مجامعت کا ارادہ کیا اور بیوی کو کہا کہ اگر تو میرے ساتھ کمرے میں داخل نہ ہوئی تو تجھے طلاق ہے، اس کے بعد بیوی اس وقت کمرے میں داخل ہوئی جب خاوند کی شہوت ختم ہو چکی تھی تو طلاق واقع ہو جائے گی اگر زوال شہوت سے پہلے داخل ہوئی تو طلاق نہ ہوگی۔ |
| ۱۷۹ | محققین نے عمدۃ المدققین علامہ سید میرزا ہد کی بعض مشہور تدقیقات کا کثیر وجوہ سے رد کیا ہے۔ | ۱۷۶ | دخول مطلق قضیہ طبعیہ کا موضوع ہے اور وہ اس وقت تک منتفی نہیں ہوتا جب تک جمیع افراد دخول منتفی نہ ہو جائیں۔ |
| ۱۸۰ | قضیہ طبعیہ کا موضوع کلیت کا معروض ہوتا ہے۔ | ۱۷۶ | اٹھارہویں خطاء۔ |
| ۱۸۰ | | | کسی چیز کا انتفاء اس کے تمام افراد کے منتفی ہونے سے ہو جاتا ہے۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|---|
| ۱۸۱ | انیسویں خطاء۔ | ۱۸۱ | وہ طلاق جس کے بعد رجوع کرنا جائز ہے وہ دوبار طلاق ہے اس سے زائد نہیں۔ |
| ۱۸۱ | مکابرہ کا کوئی علاج نہیں۔ | ۱۸۸ | تین طلاقوں کے بعد مرد کو رجوع کا اختیار ہوتا تھا جو آیت کریمہ "الطلاق مرتان" سے منسوخ ہو گیا۔ |
| ۱۸۲ | بیسویں خطاء۔ | ۱۸۹ | دیوبندی مقصد شریعت کو پامال اور جاہلیت کے ظلم و ستم کو دوبارہ زندہ کر رہے ہیں۔ |
| ۱۸۲ | بیوی باہر جانے یا غلام کو مارنے کے لئے تیار تھی خاوند نے اس وقت بیوی کو کہا اگر تو باہر نکلی یا تو نے مارا تو تجھے طلاق تو یہ دونوں یقین فور ہیں۔ | ۱۹۰ | بانیسویں خطاء۔ |
| ۱۸۳ | امام اعظم ابو حنیفہ اقسام یقین کے اتمام کے استنباط میں متفرد ہیں۔ | ۱۹۰ | یہ جزئیہ کہ رجوع کے بعد طلاق کا عدم نہیں ہوتی۔ |
| ۱۸۳ | نشہ والے شخص نے بیوی کو مارا دینا تو وہ باہر نکل گئی، اس پر نشی نے کہا اگر تو واپس نہ لوئی میرے پاس تو تجھے طلاق یہ واقع عصر کے وقت ہوا اور وہ عورت عشاء کے وقت اس کے پاس لوٹ کر آئی تو طلاق ہو جائے گی کیونکہ یہ یقین فور ہے۔ اگر یقین فور کی نیت کا انکار کرے تو قاضی اس کی تصدیق نہیں کرے گا۔ | ۱۹۰ | حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حیض میں دی ہوئی طلاق سے رجوع کر لیا مگر اس کے باوجود وہ طلاق شمار ہوئی۔ |
| ۱۸۳ | بیوی باہر نکلے گی تو خاوند نے کہہ دیا اگر تو نکلی تو تجھے طلاق ہے۔ اس پر بیوی واپس بیٹھ گئی اور کچھ دیر کے بعد نکلی تو قسم نہ ٹوٹی اور طلاق واقع نہ ہوئی۔ | ۱۹۲ | دیوبندی تعلیم کی حدیث سے مخالفت۔ |
| ۱۸۴ | اکیسویں خطاء۔ | ۱۹۲ | تیسری طلاق کے بعد عورت خاوند کے لئے بلا حلالہ حلال نہیں ہو سکتی چاہے پہلی طلاق کے بعد رجوع کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ |
| ۱۸۴ | دیوبندی تعلیم نے قرآن و حدیث اور ائمہ قدیم و جدید کا اجماع پس پشت ڈال دیا۔ | ۱۹۲ | کتب فقہ بلا اختلاف تین طلاقوں کو مطلقاً حرمت غلیظ کے لئے مثبت بیان کرتی ہیں۔ |
| ۱۸۵ | آیہ کریمہ "الطلاق مرتان" کا شان نزول اور اس میں مختلف اقوال مفسرین۔ | ۱۹۲ | ہزار ہا عبارات دیوبندی مفتی کی گمراہی کے بطلان پر شاہد ہیں۔ |
| ۱۸۵ | تین طلاقوں کے بعد مرد کو رجوع اختیار نہیں اور عورت خود مختار ہے۔ | ۱۹۲ | خاوند نے بیوی کو کہا جب بھی تو بچہ جنے تو تجھے طلاق ہے اس کے بعد بیوی نے سنے حمل کے ساتھ تین بچے جنے تو دوسرا اور تیسرا بچہ پہلی اور دوسری طلاق سے رجوع متصور ہو گا جبکہ تیسرے بچے کی پیدائش پر تین طلاقیں ہو جائیں گی اور حرمت غلیظ ثابت ہو جائے گی اور تینوں بچوں کا نسب خاوند سے ثابت ہو گا۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|---|
| ۱۹۹ | جو کسی بات پر قسم کھالے پھر دیکھے کہ اس قسم کا خلاف بہتر ہے تو وہی بہتر کام کرے اور قسم کا کفارہ دے لے۔ | ۱۹۵ | دیوبندی تعلیم ائمہ امت کے مخالف ہے۔ |
| ۱۹۹ | اغراض فاسدہ کے لئے وعظ ضلالت اور یہود و نصاریٰ کی سمت ہے۔ | ۱۹۵ | چوبیسویں خطا۔ |
| ۱۹۹ | نااہل کے وعظ کہنے کی مذمت احادیث کریمہ سے۔ | ۱۹۵ | دیوبندی مفتی کی انتہائی غباوت اور گمراہی۔ |
| ۲۰۰ | کیسے واعظ کو وعظ کہنے کی اجازت نہیں۔ | ۱۹۶ | نجدیت کی بدعتی اور کج فہمی۔ |
| ۲۰۰ | طلاق مغفلہ کی قسم کھائی تو طلاق سے بچنے کا ایک حیلہ۔ | ۱۹۶ | چوبیسویں خطا۔ |
| ۲۰۱ | یہیمن وجود شر کے بعد مطلقاً ختم ہو جاتی ہے۔ | ۱۹۶ | بطلان طلاق اور بطلان عمل میں فرق ہے۔ |
| ۲۰۱ | طلاق کو وعظ کہنے پر معلق کیا تو یہ سبیل ممکن ہے کہ عورت کو ایک طلاق دے وہ عدت سے نکل چکے تو وعظ کہے پھر عورت سے دوبارہ نکاح کر لے۔ | ۱۹۷ | دیوبندی مجتہدین کی دین اور شریعت میں نئی بدعت۔ |
| ۲۰۲ | شوہر نے کہا تو مہر بخشے تو طلاق دوں گا۔ عورت بولی اگر تو طلاق دے تو میں نے مہر بخش دیا، شوہر نے طلاق دی، طلاق واقع ہوئی مہر ساقط نہ ہوا۔ | ۱۹۷ | حرام قطعی کو حلال کہنا فقہی حکم کے مطابق قطعی کفر ہے۔ |
| ۲۰۲ | ہندہ سے اس شرط پر نکاح کہ نصف مہر عند الطلب ادا نہ کروں تو تین طلاق، اس مسئلہ کی مختلف صورتوں کے احکام۔ | ۱۹۷ | طلاق مغفلہ کے بعد عورت کو شوہر کے لئے حلال قرار دینے والے مفتیوں کی بیویاں ان پر حرام ہو گئیں ان پر تجدید اسلام اور تجدید نکاح لازم ہے۔ |
| ۲۰۲ | ہبہ میں تعلیق باطل ہے۔ | ۱۹۸ | طلاق کی قسم کھانا شرعاً ناپسندیدہ ہے۔ |
| ۲۰۲ | تملیکات یعنی بیع و شراء وغیرہ میں تعلیق باطل ہے۔ | ۱۹۸ | طلاق کی قسم کھانا مومنانہ نہیں منافقانہ فعل ہے۔ |
| ۲۰۳ | "کلمۃ الدخول فانت طالق" میں تین بار دخول دار کے بعد یہیمن منحل ہوگی یا تین طلاق سے زوال حل ہوئے تب یہیمن منحل ہوگی۔ | ۱۹۸ | جو کوئی اس بستی میں وعظ کرے اس کی عورت پر طلاق، اور جو کوئی سے مراد اس کی اپنی ذات تھی، تو اگر وعظ کہے گا طلاق رجعی واقع ہوگی۔ |
| ۲۰۳ | لفظ کلمہ عموم افعال کا تقاضا کرتا ہے جبکہ لفظ کل عموم اسماء کا۔ | ۱۹۸ | کلمہ من تعیم کے لئے ہے۔ |
| ۲۰۶ | اگر تو میرے گھر میں آئی تو تجھے طلاق، اور عورت دوسرے کے گھر میں تھی تو شوہر کے گھر آتے ہی طلاق، اور شوہر کے گھر میں ہی تھی تو جب تک وہاں رہے گی طلاق واقع نہ ہوگی۔ | ۱۹۹ | وعظ کیسے واعظ کو کرنا چاہئے۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۲۱۴ | ہر عاقد و حالف کے کلام کو اس کے عرف پر مجہول کیا جائے گا۔ | ۲۰۶ | چاروں مذاہب کے چاروں اماموں کا اجماع ہے کہ تین طلاقیں ایک جگہ ایک وقت ایک ہی دفعہ ایک لفظ میں واقع ہو جاتی ہیں۔ |
| ۲۱۴ | شوہر سے چند غلط شرائط کا اقرار نامہ لکھوانے کا حکم۔ | ۲۰۷ | وہابی گمراہ بے دین مسئلہ طلاق ثلاثہ میں خلاف کرتے اور حرام کو حلال ٹھہراتے ہیں۔ |
| ۲۱۵ | جو شرط شریعت کے خلاف ہو وہ باطل ہے۔ | ۲۰۷ | شوہر نے ایک وقت کی نماز بے عذر شرعی نہ پڑھنے پر تین طلاقیں معلق کیں۔ بے عذر ایک وقت کی نماز بھی چھوڑ دے گی تین طلاقیں ہو جائیں گی۔ |
| ۲۱۵ | اللہ تعالیٰ کا حکم حق اور اللہ تعالیٰ کی شرط مؤکد ہے۔ | ۲۰۷ | جو حیلہ ارتکاب کبیرہ بالعمد پر مشتمل ہو اس کا بتانا بھی حرام ہے۔ |
| ۲۱۵ | بیوی اب باپ ہی کے یہاں رہے گی اور موجودہ و آئندہ اولاد کی وہ مالک ہوگی، اور باپ کے گھر بیٹھے نفقہ پائے گی۔ یہ سب شرطیں خلاف شرع و مردود ہیں۔ | ۲۰۷ | مفتی کو یصدق دینا نہیں کہنا چاہئے بلکہ ادب یہ ہے کہ لایصدق قضاء کہے۔ |
| ۲۱۶ | مرد کا یہ لکھنا کہ اگر میں شرط کے خلاف کروں تو میری یہ تحریر تین طلاق سمجھی جائے گی، باطل ہے۔ | ۲۰۸ | شوہر نے کہا اگر تو فلاں مکان میں گئی میری عورت نہ رہے گی، اگر نیت طلاق ہے طلاق معلق ہوگی۔ |
| ۲۱۶ | بجق حضانت لڑکا سات سال اور لڑکی نو سال کی عمر تک ماں کے پاس رہیں گے پھر باپ لے گا۔ | ۲۰۹ | نیت طلاق کے بارے میں شوہر کا قول قسم کے ساتھ مان لیا جائے گا۔ |
| ۲۱۶ | شوہر اگر اپنے پاس بلانا چاہے تو عورت کو باپ کے گھر رہنے کا کوئی اختیار نہیں۔ | ۲۰۹ | اگر تیری اجازت کے بغیر نکاح کروں تو طلاق مغلظہ ہوگی۔ اس شرط پر نکاح کی مختلف صوتوں کے احکام کی تفصیل۔ |
| ۲۱۶ | عورت شوہر کے پاس آنے سے انکار کرے تو نفقہ کی مستحق نہیں ہوگی۔ | ۲۱۱ | جواب مضمون سوال کے اعادہ کو متضمن ہوتا ہے۔ |
| ۲۱۷ | مہر اگر نہ معجل ہو نہ مؤجل تو جب تک موت یا طلاق نہ ہو عورت کو اس کے مطالبہ کا اختیار نہیں۔ | ۲۱۲ | عرف میں طلاق مغالظہ تین طلاقیں کو ہی کہتے ہیں۔ |
| ۲۱۷ | بے علم کو علماء سے صرف حکم شریعت دریافت کرنا چاہئے نہ یہ کہ صفحہ و سطر جانچے۔ | ۲۱۳ | مرد نے بیوی سے کہا تجھ پر تینوں شرطوں سے طلاق، تو کیا حکم شرعی ہے۔ |
| ۲۱۷ | تعلیق طلاق بہ عدم ادائے حقوق زوجہ کے ایک اقرار نامہ کا شرعی حکم۔ | ۲۱۳ | شرط مجہول پر طلاق معلق کرنے سے طلاق اصلاً واقع نہ ہوگی۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|---|
| ۲۱۹ | تاکید مفید شرط و جزاء کے درمیان فاصلہ نہیں ہوتی۔ | ۲۲۶ | زن غیر مدخولہ یک بارگی تین طلاق کی محل ہے۔ |
| ۲۱۹ | بیوی کو کہا انت طالق ان شاء اللہ تو کن صورتوں میں استثناء صحیح اور کن میں غیر صحیح ہوگا۔ | ۲۲۶ | غیر مدخولہ کو تین طلاق بطور تعلیق دیں تو شرط کے جزا پر مقدم و مؤخر ہونے میں کیا حکم ہے۔ |
| ۲۲۰ | نان و نفقہ نہ ملنے کے بارے میں عورت محتاج گواہان نہیں بلکہ اس کا بیان حلفی کافی ہے۔ | ۲۲۶ | مسئلہ طلاق ثلاثہ کی تقاضیل باعتبار حرف عطف اور باعتبار تعلیق و تخییر اور باعتبار تقدم و تاخر شرط اور باعتبار زن مدخولہ و غیر مدخولہ۔ |
| ۲۲۱ | شرط میں نفی پر بینہ مسموع ہیں۔ | ۲۳۱ | عورت کو طلاق کا اختیار دینے کے ایک اقرار نامہ کی مختلف صورتوں کا شرعی حکم۔ |
| ۲۲۱ | اگر میاں بیوی وجود شرط میں اختلاف کریں تو شوہر کا قول قسم کے بعد معتبر ہوگا۔ | ۲۳۱ | شرط کا پٹن نامہ قبل تحریر ہو اور اس میں نکاح کی طرف اضافت نہ ہو تو وہ شرط محض فضول و باطل ہے۔ |
| ۲۲۳ | شوہر نے اقرار نامہ لکھا کہ اپنی عورت کی حیات میں کسی دوسری عورت سے شادی کروں تو اس دوسری پر تین طلاق، اس صورت میں اگر کسی فضولی نے اس کا نکاح کسی دوسری عورت سے کر دیا اور اس نے زبان کے بجائے کسی عمل سے اس کی توثیق کر دی تو دوسری عورت کو حسب شرائط اقرار نامہ طلاق نہ ہوگی۔ | ۲۳۱ | تفویض طلاق میں زن و شوہر دونوں میں سے ایک کے کلام میں اضافت کافی ہے۔ |
| ۲۲۳ | فضولی نے کسی کا نکاح کر دیا شوہر نے مہر مقررہ عورت کو بھیج دیا تو نکاح نافذ ہو گیا۔ | ۲۳۲ | جو تفویض طلاق معلق بالشرط ہو بعد وقوع شرط اسی مجلس پر محدود رہتی ہے جس میں عورت کو وقوع شرط کا حکم ہوا مجلس بدلنے کے بعد اسے طلاق لینے کا اختیار نہیں رہتا۔ |
| ۲۲۳ | شوہر نے فضولی کے نکاح کے بعد کاغذ پر لکھا کہ میں نے اس نکاح کو نافذ کیا تو نافذ ہو گیا۔ | ۲۳۲ | عورت کے ارادہ، رضا اور خواہش پر طلاق کو معلق کرنا تملیک مع التعلیق ہے اور یہی تملیک مجلس تک محدود رہے گی۔ |
| ۲۲۳ | نکاح فضولی کے بعد کسی نے یا خود اسی فضولی نے شوہر کو مبارکباد دی شوہر نے اس پر سکوت اختیار کیا، تو نکاح نافذ ہو گیا۔ | ۲۳۳ | ایک مہینہ کے اندر عورت کے شوہر کے مکان پر نہ آنے پر طلاق کو معلق کیا، عورت نہ آئی، یہ خود ایک مہینہ کے اندر عورت کے پاس پہنچا، طلاق واقع ہو گئی۔ |
| ۲۲۶ | غیر مدخولہ کو ایک لفظ سے تین طلاق دینے اور متفرق الفاظ میں تین طلاق دینے کا حکم اور تعلیق کی مختلف صورتوں کا تفصیلی حکم۔ | ۲۳۳ | زید نے اپنی بیوی کو کہا کہ تینوں طلاق پوری کر دوں گا، یہ محض وعدہ ہے اور وعدہ سے طلاق نہیں ہوتی۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۲۳۷ | شرابی جنت میں نہیں جائے گا۔ | ۲۳۳ | وقوع طلاق سے پہلے رجوع عن الطلاق لغو ہے۔ |
| ۲۳۸ | فسخ نکاح اور آزادی کا لفظ کنایات طلاق سے ہے۔ | ۲۳۳ | طلاق رجعی کا تعلیق کے سبب بائن ہو جانا باطل قطعی ہے۔ |
| ۲۴۰ | دوسرے نکاح کی اجازت سے طلاق کی نیت کی تو طلاق واقع ہوگی اور نیت کے بارے میں شوہر کا قول قسم سے معتبر ہوگا۔ | ۲۳۳ | اقرار نامہ لکھنا کہ تمہارے سوا کسی دوسری عورت سے شادی کروں تو ایک دو تین طلاق ہے۔ دوسری عورت سے شادی اپنی بیوی سے اجازت لے کر کی شادی کرتے ہوئے دوسری عورت پر ایک طلاق بائن پڑگئی۔ |
| ۲۴۱ | مرد نے عورت سے کہا اگر میں تجھے جھالود سے باہر لے جاؤں تو تجھے طلاق پھر جھالود نامی گاؤں سے اس کو کہیں اور لے کر جائے گا تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ | ۲۳۵ | مالک نے اپنے غلاموں کے بارے میں کہا ہذا حرا و ہذا و ہذا تو تیسرا آزاد ہو گیا جبکہ پہلے دونوں میں سے ایک آزاد ہے اس کے تعین کا اختیار مالک کو ہے۔ |
| ۲۴۱ | تین طلاقیں واقع ہو جائیں از روئے قرآن بے حلالہ شوہر اول کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ | ۲۳۵ | کلمہ "او" "تخیر اور" "و" شریعت کے لئے ہے۔ |
| ۲۴۲ | شوہر طلاق مغلظہ دے کر منکر ہو گیا عورت کو طلاق کا یقین ہے تو جیسے ہو سکے اس سے دور بھاگے اور اگر اس پر قادر نہیں تو وبال شوہر پر ہے۔ | ۲۳۵ | اردو زبان میں کسی شئی کا ثبوت پہنچانا اور کوئی شئی ثبوت کو پہنچانا، ان دونوں میں فرق ہے۔ |
| ۲۴۳ | مہر ادا کئے بغیر اور تمہاری اجازت بصیغہ رجسٹری حاصل کئے بغیر اگر دوسری عورت سے شادی کر دوں تو اس کو طلاق، مہر ادا کر دیا، اجازت بھی حاصل کی لیکن اس کی رجسٹری نہیں کرائی اور دوسرا نکاح کیا تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ | ۲۳۵ | طلاق کو دو شرطوں پر معلق کیا تو جب تک دونوں شرطیں نہ پائی جائیں طلاق واقع نہ ہوگی۔ |
| ۲۴۳ | "طلاق سمجھی جائے" سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ | ۲۳۷ | عورت کو ناپچ گانے کی اجازت دینا حرام قطعی ہے اور ایسا کرنے والا شوہر دیوث ہے۔ |
| ۲۴۵ | "عدم خبر گیری کو طلاق سمجھنا" خبر گیری نہ کی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ | ۲۳۷ | دیوث اگر توبہ نہ کرے تو اس پر جنت حرام اور اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہوتی ہے۔ |
| ۲۴۵ | باطل پر کچھ اثر مرتب نہیں ہو سکتا۔ | ۲۳۷ | حدیث کی رو سے تین اشخاص جنت میں نہیں جائیں گے، ماں باپ کو ناحق اذیت دینے والا اور دیوث اور مردوں جیسی وضع بنانے والی عورت۔ |
| ۲۴۷ | شوہر نے بعد نکاح اقرار نامہ لکھا، اگر مہر النساء کی رضا و رغبت کے بغیر دوسری شادی کروں تو دوسری کو طلاق، تو عدم رضا کا ثبوت اقرار زوجہ سے ہوگا بے اس کے طلاق واقع نہ ہوگی۔ | | |

| | | | |
|-----|---|-----|---|
| ۲۵۰ | عورتوں کی غالب عادت یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کا نکاح ثانی پسند نہیں کرتیں۔ | ۲۳۷ | تحقق شرط تحقق جزاء کو مستلزم ہے۔ |
| ۲۵۱ | زن نامدخولہ تین طلاق دفعی کی محل ہے۔ | ۲۳۸ | محض ایک عورت کا بیان حجت شرعیہ خصوصاً سوکن کے بارے کہ محل تہمت ہے۔ |
| ۲۵۱ | جس عورت سے تیری اجازت کے بغیر شادی کروں اس کو طلاق، بعدہ اس عورت کو طلاق دے دی، پھر دوسری عورت سے اس کی اجازت کے بغیر شادی کی، طلاق واقع ہو جائے گی۔ | ۲۳۸ | عدم رضا اور ترک استرضاء میں بہت فرق ہے۔ |
| ۲۵۱ | اذن کا علم قول سے ہوگا اور محبت و بغض کا نہیں۔ | ۲۳۸ | تعلیق بالرضاء میں علم درکار نہیں۔ |
| ۲۵۲ | اذن و رضاء کا فرق | ۲۳۸ | شوہر نے عورت سے کہا ہے میری رضا کے باہر گئی تو طلاق، پھر شوہر نے آہستہ سے کہا جا عورت نے سنا نہیں۔ چلی گئی۔ تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ |
| ۲۵۳ | جس شرط کا علم عورت کے ہی بتانے سے ہو اس میں اسی کے قول کا اعتبار ہے۔ | ۲۳۸ | اذن بغیر قول مسموع و مفہوم کے نہیں ہو سکتا۔ |
| ۲۵۳ | یہ کہا اگر تجھے حیض آئے تو تو اور فلانہ کو طلاق، عورت نے کہا مجھے حیض آیا تو اس کو طلاق ہوگی فلانہ کو نہیں۔ | ۲۳۸ | مرد نے قسم کھائی کہ بیوی کے اذن کے بغیر نہیں پیوں گا، بیوی نے اپنے ہاتھ میں پیالہ پکڑ کے اس کو پلایا مگر زبان سے اذن نہیں دیا یا مگر شوہر نے نہیں سنا تو حائض ہو جائے گا۔ |
| ۲۵۴ | اگر فلاں مومن ہے تو تجھے طلاق، عورت پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ | ۲۳۹ | عدم اذن محل شرط میں گواہوں سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔ |
| ۲۵۴ | اگر میں تیری حاجت پوری نہ کروں تو میری عورت کو طلاق، مخا طب نے کہا میری حاجت یہی ہے کہ تو اپنی عورت کو طلاق دے دے، شوہر اگر اس کو بیان حاجت میں جھوٹا سمجھے تو اس کی عورت کو طلاق واقع نہ ہوگی۔ | ۲۳۹ | عدم رضا و رغبت کا ثبوت شہادت سے نہیں ہو سکتا۔ |
| ۲۵۷ | باب الایلاء | ۲۳۹ | دل ہر وقت ایک حال پر نہیں رہتا کیونکہ القلب ینقلب۔ |
| ۲۵۷ | ایلاء کسے کہتے ہیں، اس کا حکم کیا ہے اور اس سے طلاق مغلفہ پڑتی ہے یا نہیں۔ | ۲۳۹ | عدم رضائے سابق و لاحق دلیل عدم مقارن نہیں ہو سکتی۔ |
| | | ۲۳۹ | اسباب غضب ہزاروں ہیں لہذا کسی ایک سبب پر انحصار درست نہیں۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۲۶۳ | خلع کی تعریف۔ | ۲۵۷ | ایلاء کا مدار پانچ باتوں پر ہے جب تک وہ پانچ جمع نہ ہوں ایلاء درست نہ ہوگا۔ |
| ۲۶۳ | تہازوجہ کے لئے خلع نہیں ہو سکتا۔ | ۲۵۷ | وضو، غسل، تلاوت قرآن، سجدہ تلاوت اور اتباع جنازہ نذر سے لازم نہیں ہوتے۔ |
| ۲۶۳ | باپ دادا کا کیا ہوا نکاح عورت بالغ ہو کر بھی فسخ نہیں کر سکتی۔ | ۲۵۸ | ایلاء میں چار مہینہ تک قربت نہ کی، عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہو گئی۔ |
| ۲۶۳ | باپ دادا کے غیر کا کیا ہوا نابالغہ کا نکاح وہ بالغ ہوتے ہی رد کر سکتی ہے۔ | ۲۵۹ | ایلاء طلاق مغفلہ نہیں لہذا حلالہ کی ضرورت نہیں۔ |
| ۲۶۵ | نماز روزہ سے مضحکہ کرنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کی بیوی نکاح سے نکل جاتی ہے۔ | ۲۵۹ | اگر ایلاء میں طلاق بائن ہو گئی تو شوہر و عورت عدت میں یا بعد عدت جب چاہیں باہم نکاح کر سکتے ہیں۔ |
| ۲۶۵ | غیر مدخولہ کا شوہر اسلام سے خارج ہو جائے تو وہ بلا عدت دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے عدت لازم نہیں۔ | ۲۵۹ | ایلاء مؤبد کی صورت میں چار ماہ بلا رجوع گزرنے سے ایک طلاق بائن پڑی، پھر اس سے نکاح کر لیا پھر چار ماہ خالی گزر گئے تو دوسری طلاق پڑ جائی گی، پھر نکاح کیا اور چار ماہ اس طرح گزر گئے، تو تیسری پڑ جائے گی، اب بلا حلالہ اس کو نکاح میں نہیں لائے گا۔ |
| ۲۶۷ | باب الظہار | ۲۶۰ | حنفی مذہب سے منسوب ایک من گھڑت مسئلہ کا رد۔ |
| ۲۶۷ | یہ لفظ کہ میں تجھ کو طلاق دے دوں گا محض نامعتبر اور وعدہ ہے اس سے کچھ واقع نہیں ہوتا۔ | ۲۶۳ | باب الخلع |
| ۲۶۷ | میں تجھ سے کلام کروں تو اپنی ماں بہن سے کلام کروں، یہ جملہ باب طلاق میں لغو ہے۔ | ۲۶۳ | مہر کے بدلے میں طلاق دی تو طلاق بائن واقع ہو گئی۔ |
| ۲۶۷ | تجھے ماں کے بجائے سمجھتا ہوں، اگر اس کا مطلب یہ تھا کہ حرام سمجھتا ہوں تو یہ کلمہ ظہار ہے۔ | ۲۶۳ | صوم و صلوٰۃ کی پابند لڑکی بد خصلت اور بے نماز شوہر سے بیزار ہو کر خلع کرنا چاہتی ہے کیا شرعاً ایسا کر سکتی ہے۔ |
| ۲۶۸ | مظاہر پر عورت کے ساتھ صحبت، بشوت بوسہ لینا، بشوت بدن کو ہاتھ لگانا، بشوت شرمگاہ کو دیکھنا حرام ہے۔ | | |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۲۸۰ | عورت کو ماں بہن کہنا قول شنیع ہے لیکن یہ قول لغو ہے، نہ اس سے طلاق واقع ہو نہ ظہار۔ | ۲۶۹ | کفارہ ظہار کا بیان اور غلہ کفارہ میں دے تو اس کا وزن۔ |
| ۲۸۰ | عورت کو طلاق کی نیت سے ماں کہنے سے طلاق نہیں ہوتی۔ | ۲۷۰ | بیوی کو ماں بہن کہنے والا گنہگار اور دروغ گو ہے۔ |
| ۲۸۱ | بیوی کو بنیت طلاق کہا کہ تو مثل یا مانند یا بجائے ماں بہن ہے تو ایک طلاق بائن ہو جائے گی۔ | ۲۷۰ | از روئے قرآن مجید کسی کی ماں وہی ہے جس نے اسے جنا ہے۔ |
| ۲۸۱ | بیوی کو کہا تو میرے لئے مثل یا مانند یا بجائے ماں بہن ہے اور نیت ظہار یا تحریم کی ہے تو ظہار ہو گیا۔ | ۲۷۱ | طلاق بائن طلاق بائن کو لاحق نہیں ہوتی۔ |
| ۲۸۱ | مظاہر کے لئے کیا کیا چیزیں حرام ہیں۔ | ۲۷۲ | عورت کو بجائے ماں بہن کہنے سے نیت طلاق ہو تو طلاق، اور حرمت مراد ہو تو ظہار ہے، اور کچھ بھی مراد نہ ہو تو دیانۃ کچھ نہیں۔ |
| ۲۸۱ | کفارہ ظہار کی تفصیل۔ | ۲۷۳ | کفارہ ظہار ادا کرنے کے بعد عورت شوہر پر حلال ہو جاتی ہے اور کفارہ میں غلام عیب سے پاک ادا کرنا چاہئے، روزہ میں دو ماہ تک تسلسل ضروری ہے، غلہ دے تو دو سیر تین چھٹانک اٹھنی بھر گیہوں یا دو وقت شکم سیر کھانا کھلائے۔ |
| ۲۸۱ | بیوی کو بلا کسی نیت کے کہا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کے ہے تو یہ لفظ لغو و مہمل ہوگا طلاق یا کفارہ وغیرہ کچھ لازم نہ آئے گا۔ | ۲۷۵ | حتی الامکان عاقل بالغ کے کلام کو مہمل نہ چھوڑا جائے۔ |
| ۲۸۲ | بیوی کو ماں، بہن یا بیٹی کہنے سے طلاق نہیں ہوتی اگرچہ بنیت طلاق کہے، | ۲۷۶ | بیوی کو بجائے ماں بہن کہا اور کہتا ہے کہ نیت کسی قسم کی نہ تھی تو قاضی ظہار پر محمول کرے گا۔ |
| ۲۸۲ | عورت کو طلاق کی نیت سے ماں کہہ کر مشہور کیا تو یہ قضاء طلاق مانی جائے گی، ہاں اگر اس کے قول سے یہ واضح ہو کہ یہ اقرار طلاق اسی غلط فہمی کی بناء پر تھا تو قطعاً طلاق نہ ہوگی۔ | ۲۷۷ | مظاہر کو قاضی مجبور کرے گا کہ کفارہ ادا کرے یا طلاق دے۔ |
| ۲۸۲ | برسام کے مریض نے بیوی کو طلاق دی پھر ٹھیک ہونے کے بعد کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی بعدہ کہتا ہے کہ میں نے یہ سمجھا تھا کہ حالت برسام میں طلاق واقع ہو جاتی ہے تو کیا حکم ہے۔ | ۲۷۹ | مظاہر نے لفظ سے حقیقت کچھ مراد نہ لیا لیکن قاضی نے ظہار قرار دیا۔ عورت ادائے حق کے لئے کفارہ کا مطالبہ کرے تو چونکہ حقیقت اس نے ارادہ ظہار نہیں کیا تھا اس لئے اس قول شنیع سے توبہ کر کے عورت سے کہہ سکتا ہے کہ میں نے کفارہ ادا کر دیا۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|---|
| ۲۸۸ | مرد کو بیوی کا دودھ پینا حرام مگر نکاح میں خلل نہیں آتا۔ | ۲۸۳ | خوشدامن سے کہا کہ تیری لڑکی کو تاحیات تیرے مثل اپنی بہن سمجھتا ہوں، اگر نیت ظہار سے کہا ظہار ہوگا لیکن یہ ظہار موقت ہے۔ خوشدامن کی موت کے بعد خود رفق ہو جائے گا اور اگر نیت طلاق سے کہا تو ایک بائن اور چونکہ طلاق موقت نہیں اس لئے تاحیات کا لفظ لغو ہوگا۔ اور اگر نیت نہ تھی یا اعزاز و اکرام خواہ الفت و محبت کی نیت تھی تو یہ الفاظ لغو ہیں۔ |
| ۲۸۸ | اڑھائی برس کی عمر کے بعد دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ | ۲۸۳ | مظاہر کفارہ نہ دے تو عورت اس پر دعویٰ کر سکتی ہے کہ یا تو کفارہ دے کر جماع کرے یا طلاق دے۔ |
| ۲۸۸ | عورت کو اپنے باپ دادا سے تشبیہ دینے سے کچھ نہیں ہوتا۔ | ۲۸۴ | اگر کفارہ ظہار کی ادائیگی سے قبل شوہر نے وطی کی تو استغفار کرے اور فقط ظہار کا کفارہ دے۔ |
| ۲۸۹ | تم سے صحبت کروں تو مال سے زنا کروں، اس قول سے توبہ و استغفار لازم آتا ہے اور بس۔ | ۲۸۳ | ظہار کو اگر کسی وقت سے مقید کیا ہے تو اس وقت کے گزرنے سے ساقط ہو جائے گا۔ |
| ۲۸۹ | عورت کو ماں بہن کہنا طلاق ہے نہ ظہار۔ | ۲۸۵ | "سمجھتا ہوں" کا لفظ باب ظہار میں تحقیق کے لئے ہے اور باب طلاق میں عدم تحقق کے لئے۔ |
| ۲۹۰ | اپنا ٹھکانا دوسری جگہ کر لے، نیت طلاق ہے تو کما یہ ہے، طلاق بائن واقع ہوگی۔ | ۲۸۶ | اپنی عورت کے ان اعضاء کو جن سے پورے جسم کی تعبیر کی جاتی ہو یا جزو شائع کو محرمات سے تشبیہ دے تو ظہار ہے اور دیگر اعضاء کو تشبیہ دے تو نہیں اور عورت اپنے کو کسی سے تشبیہ دے کچھ نہیں۔ |
| ۲۹۱ | باب العدة | ۲۸۷ | تشبیہ عادات زوجہ بعات محارم موجب حرمت و کفارہ نہیں۔ |
| ۲۹۱ | نابالغہ کو اگر شوہر نے بے خلوت طلاق دی عدت نہیں۔ | ۲۸۷ | عورت اگر اعضاء شوہر کو اپنے محارم کے اعضاء سے تشبیہ دے تو شوہر اس پر حرام نہیں ہوتا۔ |
| ۲۹۱ | نابالغہ کو خلوت کے بعد طلاق دی تو چار مہینہ دس یوم انتظار کرائیں، حمل ظاہر ہو تو عدت وضع حمل ورنہ تین مہینے پر عدت ختم ہوگی۔ | ۲۸۷ | جب تک سبب کفارہ نہ پایا جائے کفارہ لازم نہیں ہوتا۔ |
| ۲۹۱ | نابالغہ کی عدت کی تفصیل۔ | ۲۸۸ | میاں بیوی کا آپس میں ایک دوسرے کو ماں پینا کہہ لینا لغو ہے اور یہ کلام باعث گنہگاری ہے۔ |
| | | ۲۸۸ | عورت کا پستان منہ میں لے لینا کچھ نہیں۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۲۹۵ | شوہر نے طلاق دی، عورت کو عمرو سے حمل قرار پا گیا۔ عمرو نے تین مہینہ دس یوم کے بعد نکاح کر لیا، اب معلوم ہوا کہ عورت حاملہ ہے اس صورت میں وضع حمل اگر طلاق کے بعد دو سال کے اندر اندر ہو تو بچہ ثابت النسب ہے ورنہ نہیں۔ اور پہلی صورت میں عدت وضع حمل ہے اور دوسری صورت میں نکاح صحیح ہو۔ | ۲۹۳ | وفات کی عدت غیر حاملہ عورت کے لئے مطلقاً چار ماہ دس دن ہے چاہے صغیرہ ہو یا کبیرہ، مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ۔ |
| ۲۹۶ | حاملہ بیوہ سے نکاح ہوا تو انتظار کیا جائے دو برس کے اندر بچہ ہوا تو عدت وضع حمل ہے اور نکاح مذکور فاسد، اور دو برس کے بعد بچہ پیدا ہو تو نکاح مذکور صحیح۔ | ۲۹۳ | طلاق کی عدت غیر مدخولہ پر اصلاً نہیں اگرچہ کبیرہ ہو۔ |
| ۲۹۶ | معتدہ کے نکاح میں جو لوگ واقف حال شریک ہوں سخت گنہگار ہیں۔ | ۲۹۳ | بیوی سے خلوت واقع ہو چکی یا نکاح فاسد میں وطی کر لی تو عدت لازم ہے۔ |
| ۲۹۶ | بیوہ حاملہ سے نکاح باطل محض ہے وضع حمل کے بعد دوبارہ نکاح لازم ہے۔ | ۲۹۳ | مطلقہ حائضہ کے لئے عدت تین حیض ہے اور غیر حائضہ یعنی صغیرہ اور آنسہ کے لئے تین ماہ ہے۔ |
| ۲۹۷ | عدت موت چار مہینہ دس دن ہیں۔ | ۲۹۳ | نکاح فاسدہ میں محض خلوت سے عدت لازم نہیں ہوتی جب تک وطی نہ کر لی ہو۔ |
| ۲۹۷ | دوران عدت بیوہ سے نکاح بلکہ نکاح کی گفتگو بھی حرام ہے۔ | ۲۹۴ | عورت کے لئے حد صغر ۹ سال ہے اس سے کم عمر میں جوانی ہر گز نہیں ہوتی۔ |
| ۲۹۷ | بہت سے احکام الہی تعمیدی ہیں اور جو معقول المعنی ہیں ان کی حکمتیں بھی من و تو کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ | ۲۹۴ | عورت کے لئے آثار بلوغ کیا ہیں۔ |
| ۲۹۷ | احکام الہیہ میں چون و چرا اور بیہودہ سوالوں کا دروازہ کھولنا علوم و برکات کا دروازہ بند کرنا ہے۔ | ۲۹۴ | آثار بلوغ پائے تو بالغہ ورنہ پندرہ سال کا مسل کی عمر پر جوانی کا حکم کر دیں گے۔ |
| ۲۹۸ | عدت وفات کی حکمت تعرف براءت رحم ہی نہیں بلکہ فوت شدہ شوہر کا سوگ بھی ہے۔ | ۲۹۴ | "چھوڑنے" کا لفظ صریح طلاق ہے۔ اس کے کہنے کے فوراً بعد سے عدت شمار ہوگی۔ |
| ۲۹۸ | عدت وفات میں خلوت ہونے نہ ہونے کا کچھ دخل نہیں۔ | ۲۹۴ | عدت ختم ہونے سے پہلے عورت کا دوسرے مرد کے ساتھ رہنا یا اس کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے۔ |
| ۲۹۸ | سوائے شوہر کے عورت کو کسی کے لئے تین دن سے زائد سوگ جائز نہیں۔ | ۲۹۴ | مطلقہ اور بیوہ کی عدتوں کی تفصیل۔ |
| | | ۲۹۵ | قابل جماع لڑکی پر خلوت صحیحہ کے بعد عدت ہے۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۳۰۱ | نکاح فاسد میں متارکہ ضروری جو میاں بیوی دونوں میں سے کوئی بھی کر سکتا ہے۔ | ۲۹۸ | عورت اپنے شیر خوار شوہر پچیس سالہ ایک تنہا مکان میں یکجائی ہو تو خلوت صحیح نہ ہوئی۔ |
| ۳۰۲ | عدت میں جانتے ہوئے نکاح کیا تو نکاح باطل اور جماع زنا ہے اور لاعلمی میں کیا تو نکاح فاسد، اگر وحلی نہ کی تو متارکہ کے بعد عدت ضروری نہیں، ورنہ متارکہ کے وقت سے بھی عدت واجب ہے۔ | ۲۹۹ | مطلقہ کی عدت کے بارے میں تفصیل۔ |
| ۳۰۳ | منکوحہ نے اپنے شوہر سے ناراض ہو کر غیر سے نکاح کر لیا، کچھ عرصہ بعد دوبارہ شوہر اول سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو اب شوہر اول سے عقد قدیم قائم ہے عقد جدید کی ضرورت نہیں۔ | ۲۹۹ | تین حیض دو ماہ بھی ہو سکتے ہیں اور دو سال میں بھی۔ |
| ۳۰۳ | زنا کی عدت نہیں۔ | ۲۹۹ | مرد و عورت یک مکان میں مثل زن و شوہر رہتے ہوں اور باہم انبساط زوج و زوجہ رکھتے ہوں تو شرعاً زوج و زوجہ ہی قرار دئے جائیں گے۔ |
| ۳۰۳ | منکوحہ عورت کو خالی وحلال سمجھ کر نکاح میں لایا تو اس پر فرض قطعی ہے کہ عورت کو ترک کرے اگر جماعت کر چکا ہے تو عورت وقت ترک سے تین حیض عدت کرے۔ اس کے بعد شوہر اول کے لئے بے تجدید نکاح رہ سکتی ہے۔ | ۳۰۰ | اپنے سامنے نکاح نہ ہونے کو نکاح نہ ہونا سمجھ لینا سخت سفاہت ہے۔ |
| ۳۰۴ | حمل کے اعضا مکمل ہونے تک ہوں تو اسقاط سے عدت تام ہو جاتی ہے۔ | ۳۰۰ | عدم علم، علم عدم نہیں۔ |
| ۳۰۵ | نکاح میں خلوت صحیحہ سے عدت واجب ہو جاتی ہے۔ | ۳۰۰ | شرع مطہر بدگمانی کو سخت حرام فرماتی ہے۔ |
| ۳۰۵ | عالمگیری کی دو عبارتوں کی توضیح۔ | ۳۰۰ | بے انقضائے عدت دوسرے سے نکاح حرام و ناجائز ہے اور بعض علماء کے نزدیک اس عقد پر کوئی حکم نکاح اصلاً مرتب نہیں ہوتا۔ |
| ۳۰۶ | آیت کریمہ "اذا نکحتم المؤمنات ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فمالکم علیہن من عدۃ" کا مطلب۔ | ۳۰۰ | معتدہ غیر سے دانستہ نکاح کرنا باطل محض ہے۔ |
| ۳۰۷ | چچا کا کیا ہونا بالغ کا نکاح باپ کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ | ۳۰۰ | زنا کے پانی کو شرع میں کوئی حرمت نہیں نہ اس کے لئے کوئی عدت۔ |
| ۳۰۷ | ولی نے نکاح فضولی کو رد کر دیا پھر اجازت دی تو جائز نہ ہوگا۔ | ۳۰۰ | جس عورت کو زنا کا حمل ہو غیر زانی کو بھی باوجود حمل اس سے نکاح جائز ہے مگر تا وضع حمل جماع جائز نہیں۔ |
| | | ۳۰۰ | بہن کی موجودگی میں بہنوئی سے نکاح سخت حرام ہے۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|---|
| ۳۱۱ | مکان کرایہ کا ہو تو دوران عدت اس میں رہنے کا کرایہ خاوند پر لازم ہے۔ | ۳۰۷ | الاجازۃ للاحق المفسوخ۔ |
| ۳۱۲ | حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔ | ۳۰۷ | نکاح تحقیق نہ ہو تو نہ طلاق ہے نہ عدت۔ |
| ۳۱۲ | معتدہ کا نفقہ اور سکنتی دونوں شوہر وں پر واجب ہیں | ۳۰۷ | نابالغ لڑکا اہل طلاق نہیں لہذا اس کے دئے سے طلاق نہ ہوگی۔ |
| ۳۱۲ | مطلقہ حاملہ کی عدت بھی وضع حمل ہے۔ | ۳۰۷ | نابالغ کی طرف سے اس کا ولی طلاق نہیں دے سکتا۔ |
| ۳۱۳ | شوہر نے عورت کو طلاق دی اور عدت کے اندر مر گیا۔ اگر طلاق صحت میں دی یا مرض الموت میں، بے رضائے زوجہ دی تو عدت تین حیض، اور مرض الموت میں بے رضائے زوجہ دی تو عدت وفات اور عدت طلاق میں سے جو دراز تر ہو وہ پوری کی جائے۔ | ۳۰۷ | بلوغ پسر سے پہلے بوجہ مخالفت طلاق دلوانا محض باطل ہے۔ |
| ۳۱۴ | رافضی کا نکاح سنیہ سے نہیں ہوتا اس لئے نہ طلاق کی ضرورت ہے نہ عدت کی۔ | ۳۰۷ | خلوت صحیحہ سے عدت لازم آجاتی ہے مہر بھی پورا واجب ہوتا ہے۔ |
| ۳۱۴ | متوفی عنہا زوجہا کی خلوت صحیح ہو یا نہ ہو عدت وفات ضروری ہے۔ | ۳۰۸ | شوہر سے جدائی کتنی ہی طویل مدت سے ہو طلاق کے بعد عدت ضروری ہے۔ |
| ۳۱۵ | عام روافض زمانہ کافر و مرتد ہیں۔ | ۳۰۸ | عورت میکے میں تھی شوہر کا انتقال ہوا عدت شوہر کے گھر گزارے، بغیر مذر صحیح اس کا خلاف حرام ہے۔ |
| ۳۱۵ | مرتد و مرتدہ کا نکاح کسی ملت و مذہب والے سے نہیں ہو سکتا، نہ مومنین سے نہ کفار سے۔ | ۳۰۹ | موطوہ بیوی کی عدت گزرنے سے قبل اس کی بہن سے نکاح ناجائز و حرام ہے۔ |
| ۳۱۶ | بے طلاق کسی کی عورت گھر میں رکھ لی اور میاں بیوی کی طرح رہنے لگے اس کے بعد شوہر مر گیا تو جب تک نکاح جدید نہ کر لیں میاں بیوی نہ ہوں گے، اس صورت میں یہ طلاق دے گا تو واقع نہ ہوگی۔ | ۳۰۹ | مدخولہ اور غیر مدخولہ کی عدت کا بیان۔ |
| ۳۱۶ | غیر کفو سے عورت کب نکاح کر سکتی ہے۔ | ۳۱۱ | تمام عدت تک نفقہ سکنتی شوہر کے ذمہ ہے۔ |
| ۳۱۶ | منکوحہ غیر کو بے طلاق اپنے پاس رکھنے والا فاسق معلن ہے۔ | ۳۱۱ | عدت کے دیگر احکام۔ |
| ۳۱۶ | فاسق معلن مودن جیسے دینی عہدے کے لائق نہیں۔ | ۳۱۱ | جو طلاق بطور خلع واقع ہو بابتہ ہوتی ہے۔ |
| | | ۳۱۱ | طلاق بابتہ کے بعد مرد پر لازم ہے کہ عورت کو عدت پوری ہونے تک اپنے ہی مکان میں جگہ دے اور بوجہ زوال نکاح اس سے پردہ کرے۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|---|
| ۳۱۹ | کسی کو پیسے دے کر اس کی بیوی کو طلاق دلوانا تاکہ خود اس سے شادی کرے یہ رشوت ہے۔ | ۳۱۶ | جس نے حمل کے لئے اقرار کیا کہ میرے زنا سے ہے وہ مستحق سزا ہے۔ |
| ۳۱۹ | عدت کے اندر نکاح قطعی حرام ہے۔ | ۳۱۶ | قیام حدود کے لئے اسلامی حکومت اور امام درکار ہے۔ |
| ۳۱۹ | شوہر کی زندگی میں حمل شرعاً شوہر ہی کا سمجھا جائے گا۔ | ۳۱۶ | شوہر کے مرنے کے بعد دو سال کے اندر بچہ پیدا ہوا اور عورت عدت ختم ہونے کا اقرار نہ کر چکی ہو تو لڑکا صحیح النسب ہوگا اور اقرار کر چکی ہو تو مجہول النسب ہوگا۔ |
| ۳۱۹ | وفات شوہر کے بعد حاملہ عورت کا جب تک حمل وضع نہ ہو وہ عدت ہی میں ہے۔ | ۳۱۷ | معتدہ غیر سے لاعلمی میں نکاح کر کے صحبت کی تو صحبت حرام ہے لیکن گناہ نہ ہوگا۔ |
| ۳۲۰ | مدخولہ کو طلاق دی عدت واجب ہے اور عدت کے اندر نکاح حرام ہے۔ | ۳۱۷ | متوفی عنہا زوجہ عدت میں بضرورت صرف دن میں باہر جاسکتی ہے۔ |
| ۳۲۰ | حیض والی عورت طلاق کے ایک مہینہ بعد نکاح کرے تو نکاح عدت کے اندر ہوا اور ایسی عورت کو نکاح سے وراثت کا حق پہنچے گا، اور مہر مثل اور مٹھی سے جو کم ہو وہ پائے گی۔ | ۳۱۷ | عدت کے اندر نکاح حرام ہے اس کے لئے طلاق کی ضرورت نہیں متارکہ کافی ہے، صحبت ہو چکی تو عدتیں ایک ساتھ چلیں گی ورنہ ایک ہی۔ |
| ۳۲۱ | نکاح فاسد و باطل میں توارث جاری نہیں ہوتا بلکہ استحقاق ارث نکاح صحیح سے ہوتا ہے۔ | ۳۱۸ | عدت کے اندر دوسرا نکاح حرام اور قربت زنا ہے اگر ناک کو علم تھا تو وہ فاسق ہوا اور اس کو امام بنانا گناہ ہے اور دانستہ نکاح میں شریک ہونے والے سخت گنہگار ہوئے۔ |
| ۳۲۱ | عورت انقضائے عدت کی دعویدار ہے تو اس کا قول بقسم معتبر ہوگا۔ | ۳۱۸ | عدت وفات کے اندر دوسرا نکاح ہوا عورت وہاں سے چلی آئی اگر قربت نہ ہوئی ہو تو چار مہینہ دس یوم کے بعد دوسرا نکاح ہو سکتا ہے اور صحبت ہو چکی ہو تو ایک اور عدت واجب اور دونوں ساتھ ہی ساتھ چلیں گی جو بعد میں ختم ہو اس کے بعد نکاح جائز ہوگا۔ |
| ۳۲۲ | ناک کو علم تھا کہ عورت مدخولہ ہے اور طلاق کو چار روز ہوئے ہیں ایسی صورت میں نکاح زنا خالص ہے۔ عدت کی مدت ختم ہونے کے بعد کوئی بھی اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔ | ۳۱۹ | جب تک عدت نہ گزرے نکاح تو نکاح، نکاح کا پیغام دینا حرام قطعی ہے۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|---|
| ۳۲۷ | بَابُ الْحَدَادِ (سُور) | ۳۲۲ | زنا کے پانی کی شرع میں کوئی حرمت نہیں اور نہ اس کے لئے عدت ہے۔ |
| ۳۲۷ | عدت وفات میں عورت شوہر کے مکان سے باہر نہیں جاسکتی ہاں جو عورت کسب معاش کے لئے مجبور ہو وہ دن میں باہر جائے اور رات اس گھر میں گزارے۔ | ۳۲۲ | زوجہ کو ماں کہنا گناہ ہے مگر اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ |
| ۳۲۷ | اگر شوہر کے مکان میں رہنا کسی وجہ سے ناممکن ہو تو اس کے قریب تر کسی مکان میں منتقل ہو سکتی ہے۔ | ۳۲۳ | عورت کہتے ہی دن شوہر سے الگ رہے اگر خلوت ہو چکی ہو تو عدت واجب ہے۔ |
| ۳۲۸ | اگر اباحت بوجہ ضرورت ہو تو جب ضرورت نہ رہے اباحت بھی نہیں رہتی۔ | ۳۲۳ | پیش از انقضائے عدت نکاح قطعاً ناجائز و حرام ہے۔ |
| ۳۲۸ | کن مجبوریوں کے سبب عورت کو عدت وفات میں گھر سے نکلنے کی اجازت ہے۔ | ۳۲۳ | متوفی عنہا زوجہ کی عدت چار مہینہ دس دن ہے اس کے لئے خلوت کی شرط نہیں۔ |
| ۳۲۸ | کیا معتدہ وفات اپنے کسی حق کو حاصل کرنے کے لئے باہر مجبوری کچہری میں جاسکتی ہے۔ | ۳۲۴ | دیدہ دانستہ عدت کے اندر عورت کا نکاح کیا جائے تو وہ محض باطل ہے، اس کو نکاح ہی نہیں کہہ سکتے۔ |
| ۳۲۹ | عورت عدت وفات میں نفقہ کے حصول کے لئے یا اس کے استحکام کے لئے دن ہی دن میں باہر جاسکتی ہے۔ | ۳۲۴ | باپ دادا نہ ہوں تو جوان بھائی حقیقی ولی نکاح ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے ماں کو اختیار نہیں۔ |
| ۳۳۰ | عدت موت کا نفقہ کسی پر نہیں ہوتا۔ عورت خود اپنے پاس سے کھائے، پاس نہ ہو تو دن کو مزدوری کے لئے باہر جاسکتی ہے۔ | ۳۲۴ | حاملہ کی عدت وضع حمل ہے چاہے طلاق یا وفات کو دو منٹ ہی گزرے ہوں۔ |
| ۳۳۰ | اللہ تعالیٰ کے فرض کی ادائیگی میں حیلے بہانے نہ کئے جائیں۔ | ۳۲۴ | انیس دین میں تین حیض نہیں گزر سکتے۔ |
| ۳۳۰ | متوفی عنہا زوجہ مکان عدت میں جان و مال عزت کا واقعی خوف ہو تب بھی حتی الامکان عدت اسی مکان میں گزارے۔ | ۳۲۴ | طلاق کی معتدہ عدت کے اندر حاملہ ہوئی تو اب اس کی عدت وضع حمل سے پوری ہوگی۔ |
| ۳۳۰ | باہر نکلنے والی عورت بھی اگر نفقہ ہو تو عدت شوہر کے گھر میں بیٹھ کر گزارے۔ | ۳۲۴ | معتدہ وفات اگر دوران عدت حاملہ ہو جائے تب بھی اس کی عدت چار ماہ دس دن ہوگی۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۳۳۱ | عدت وفات میں عورتوں کو کیا چیزیں منع ہیں۔ | ۳۳۱ | چار سال کی تقدیر کا حدیث شریف سے ثبوت نہیں۔ |
| ۳۳۲ | عدت کے اندر نکاح کا پیغام حرام ہے۔ | ۳۳۲ | زوجہ مفقود کے بارے میں مولانا علی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب احناف کے موافق ہے۔ |
| ۳۳۲ | شوہر کے انتقال کے وقت عورت سفر میں ہو تو اس کو مزید سفر حرام، عدت وہیں گزارے۔ | ۳۳۲ | حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس مسئلہ میں رجوع ثابت ہے۔ |
| ۳۳۲ | عورت کو غیر شخص کے پاس ٹھہرنا حرام ہے۔ | ۳۳۲ | امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول جدید و رائج بھی جمہور کے موافق ہے۔ |
| ۳۳۳ | عدت کے اندر عورت کو سفر حرام ہے۔ سفر کرنے سے عدت ختم نہیں ہوتی اسی گھر میں آکر رہنا ضروری ہے۔ | ۳۳۳ | ائمہ شوافع کے نزدیک قاضی چار سال والے مسئلہ پر عمل کرے تو اس کی قضا توڑ دی جائے۔ |
| ۳۳۳ | نابالغہ کے معاف کئے سے مہر معاف نہیں ہو سکتا۔ | ۳۳۳ | قول ضعیف پر فتویٰ دینا جہل و مخالفت اجماع ہے۔ |
| ۳۳۳ | معتدہ کا نکاح دوران عدت باطل محض ہے۔ | ۳۳۳ | شریعت کو فروج میں سخت احتیاط ملحوظ ہے۔ |
| ۳۳۳ | معتدہ وفات نابالغہ کے نکاح کا اختیار بعد از عدت اس کے باپ کو ہے نہ کہ سر کو۔ | ۳۳۳ | اصل اشیا میں اباحت ہے لیکن فروج میں اصل حرمت ہے۔ |
| ۳۳۳ | عدت کی حالت میں عورت سفر میں ہو تو عدت کہاں گزارے۔ | ۳۳۳ | ہندوستان میں بیوہ کا نکاح نہیں کرتے جس سے معلوم ہوا کہ زوجہ مفقود کے بارے میں ضرورت و مجبوری نہیں ہے۔ |
| ۳۳۳ | معتدہ وفات کو کن حالات میں موضع عدت سے منتقل ہونے کی اجازت ہے۔ | ۳۳۳ | جو اللہ پر بھروسہ کرے اللہ اس کو مخلوق سے بے پروا کرتا ہے۔ |
| ۳۳۵ | باب زوجہ مفقود الخبر | ۳۳۵ | عذوبت کا شرعی علاج۔ |
| ۳۳۵ | زوجہ مفقود الخبر کے لئے چار برس کی مہلت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے جمہور ائمہ اس کے خلاف ہیں۔ | ۳۳۵ | امام مالک علیہ الرحمۃ کے مسلک کی غلط پیروی۔ |
| ۳۳۵ | چار برس کی تقدیر پر امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کے علاوہ کوئی دلیل نہیں۔ | ۳۳۵ | امام مالک کے مذہب میں قاضی کے وہاں معاملہ پیش ہونے سے پہلے بیس سال گزر چکے ہوں ان کا اعتبار نہیں۔ |
| ۳۳۶ | ائمہ مالکیہ مال کے بارے میں چار سال والی تقدیر کے قائل ہیں۔ | ۳۳۶ | زوجہ مفقود اور اس کے محارم کو ہدایت و نصیحت۔ |
| | | ۳۳۶ | مجوس دائمی کو شرعی حکم ہے کہ اپنی عورت کو طلاق دے دے۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|---|
| ۳۴۸ | زن عنین کا حکم۔ | ۳۴۲ | تقویٰ طلاق کرنا بھی کافی ہے۔ |
| ۳۴۹ | باب النسب | ۳۴۲ | زوجہ مفقود نے دوسری شادی کی اس کے بعد پہلا شوہر لوٹ آیا۔ عورت اس کو دلادی جائے گی۔ |
| ۳۴۹ | نکاح کے پانچ مہینہ کے بعد بچہ پیدا ہو تو کس صورت میں صحیح النسب ہوگا اور کس صورت میں نہیں۔ | ۳۴۳ | صورت جماع میں دوسرے شوہر پر بھی مہر مثل واجب ہے۔ |
| ۳۴۹ | حمل چھ مہینے سے کم اور دو سال سے زائد کا صحیح النسب نہ ہوگا۔ | ۳۴۴ | چار برس کے بعد بطور خود زوجہ مفقود کا نکاح کرنا کسی امام کا مذہب نہیں ہے۔ |
| ۳۵۰ | شہادت علی النفی مقبول نہیں۔ | ۳۴۴ | خفیہ کے نزدیک عورت پر اس وقت تک انتظار فرض ہے کہ شوہر کی عمر پر ستر برس گزر جائیں۔ |
| ۳۵۰ | جس لڑکے کے بارے میں عورت دعوٰی کرے کہ یہ شوہر کے نطفہ سے ہے مگر اس کی شرعی توجیہ نہ کرے تو حمل مجہول النسب ہوگا۔ | ۳۴۴ | زوجہ مفقود کے لئے تنگی رزق عذر لنگ ہے کہ رزق اللہ پر ہے۔ |
| ۳۵۱ | حمل مجہول النسب ہو تو ایسی عورت سے نکاح فاسد ہوگا۔ | ۳۴۵ | زوجہ مفقود سے متعلق ایک سوال اور اس کا خفی مسلک پر جواب۔ |
| ۳۵۱ | نکاح فاسد میں اگر شوہر نے وطی صحیح کر لی تو مہر مثل اور مہر مستیٰ میں سے جو کم ہے وہ دینا لازم ہوگا۔ | ۳۴۶ | ماں نے نکاح کیا۔ اگر کفو کے ساتھ کیا اور لڑکی نے بالغ ہوتے ہی اس سے انکار نہ کیا۔ نکاح لازم ہو گیا۔ |
| ۳۵۲ | ناکحہ عورت خواب میں ہمبستری سے حمل ہونے کا دعوٰی کرے تو اس کا یہ قول مکروہ قرار دیا جائے گا اور ہر گز تسلیم نہ کیا جائے گا۔ | ۳۴۶ | مفقود کی عورت شوہر کی عمر کے ستر برس ہونے تک انتظار کرے۔ |
| ۳۵۲ | ماء واحد سے تخلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خصائص میں سے ہے۔ | ۳۴۶ | زوجہ مفقود کے نکاح ثانی کے بعد اگر زوج اول آیا اپنی عورت کو دوسرے شوہر سے لے لے گا۔ |
| ۳۵۲ | جن سے نکاح کا دعوٰی کرے تو دعوٰی غلط ہوگا اور نسب ثابت نہ ہوگا اور صورت مذکورہ میں لڑکا ولد الزنا ہوگا یا مجہول النسب۔ دونوں روایتیں ہیں۔ | ۳۴۷ | زوجہ مفقود کے بارے میں ایک اور سوال۔ |
| ۳۵۲ | عورت خاوند کے یہاں سے بھاگ کر ادھر ادھر رہی، بچے پیدا کئے جب تک شوہر ان بچوں سے لعان کے ذریعے انکار نہ کرے نسب شوہر سے ثابت ہے۔ | ۳۴۸ | زوجہ مفقود کے بارے میں مذہب احناف کا بیان۔ |
| | | ۳۴۸ | مذہب امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) کی توضیح۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۳۶۱ | زید کا دادا بیٹھا تھا اور دادی اور والدہ سیدانی، اس صورت میں زید سید ہے یا بیٹھا۔ | ۳۵۶ | نکاح میں ایک گواہ معاینہ اور ایک اقرار بیان کرے تو یہ اختلاف شرعاً موجب رد شہادت ہے۔ |
| ۳۶۱ | شرع مطہر میں نسب باپ کی طرف سے لیا جاتا ہے صرف امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس حکم عام سے مستثنیٰ ہیں۔ | ۳۵۷ | عورت اگر حاملہ ہو تو بعد وفات شوہر وضع حمل تک ورنہ چار ماہ دس عدت گزارے گی۔ |
| ۳۶۱ | جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے اس پر خدا اور سب فرشتوں اور سب آدمیوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا نہ فرض قبول فرمائے گا نہ نفل۔ | ۳۵۸ | عدت کے اندر نکاح مطلقاً ناجائز ہے۔ |
| ۳۶۱ | سبطین کریمین کی اولاد سید ہے نہ کہ بنات فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کہ وہ اپنے والدوں کی طرف نسبت کی جائے گی۔ | ۳۵۹ | خلوت کے معنی یہ ہیں کہ مرد و عورت تنہا ایک مکان میں تھوڑی دیر کے لئے اکٹھے ہوں جہاں مباشرت سے کوئی مانع نہ ہو اگرچہ مباشرت واقع نہ ہو۔ |
| ۳۶۲ | جب کوئی شخص کسی عورت سے زنا کر چکا تو اس عورت کی بیٹی اس شخص پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی۔ | ۳۵۹ | قبل از خلوت مرد نے طلاق دے دی تو عورت پر اصلاً عدت لازم نہ ہوئی۔ |
| ۳۶۲ | مرد پر اس کی مزنہ اور مسوسہ بہ شہوت کے اصول و فروع حرام ہیں۔ | ۳۵۹ | معتدہ کے نکاح میں جتنے لوگ اس سے واقف ہو کر شریک وساعی ہوئے سب حرام عظیم میں مبتلا ہوئے۔ |
| ۳۶۲ | جس عورت کے فرج کے داخل کو مرد نے شہوت کے ساتھ دیکھا اس کے اصول و فروع اس مرد پر حرام ہو گئے۔ | ۳۵۹ | معتدہ سے نکاح ہوا اولاد حرام نہیں بلکہ اگر شوہر ثانی کو عدت کا علم تھا تو اولاد شوہر اول کی اور اگر علم نہ تھا تو شوہر ثانی کی قرار پائے گی۔ |
| ۳۶۲ | دوسرے کی عورت سے زنا کرتا رہا اولاد ہوئی تو کس کی قرار دی جائے گی۔ مختلف صورتوں کا بیان۔ | ۳۵۹ | نکاح ثانی کو معلوم نہ تھا کہ عورت معتدہ ہے تو جو بچہ پیدا ہو دوسرے نکاح کا ہوگا ورنہ پہلے کا۔ |
| ۳۶۳ | طہر کے لئے زیادت کی جانب کوئی حد مقرر نہیں۔ لہذا ممکن ہے تین حیض تیس برس میں آئیں۔ | ۳۶۰ | عورت کو آوارہ کر کے گھر سے نکال دیا۔ نکاح میں فرق نہ آیا۔ اولاد اسی کی ہوگی۔ |
| ۳۶۳ | طلاق رجعی میں مرد کا عدت کے اندر مطلقہ سے وطی کرنا حرام نہیں۔ بلکہ رجعت ہو جاتی ہے۔ | ۳۶۱ | عورت کو بلا وجہ شرعی گھر سے نکالنے پر شوہر گنہگار ہوگا۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۳۶۳ | وضع حمل کے بعد بقاءِ عدت کے کوئی معنی نہیں۔ | ۳۶۰ | امام ضحاک مفسر و محدث ہیں۔ |
| ۳۶۳ | بے نکاح جدید مرد کے لئے عدت بائن میں قربت حرام ہے۔ | ۳۶۰ | امام محدث عبدالعزیز ماجشونی چار برس حمل میں رہے۔ |
| ۳۶۶ | کتاب بہشتی زیور کا دیکھنا حرام ہے۔ اس میں بہت مسائل غلط اور بہت باتیں گمراہی کی ہیں۔ | ۳۶۰ | بنی ماجشون کی عورتوں کی یہ عادت مشہور ہے کہ بچہ ان کے پیٹ میں چار برس رہتا ہے۔ |
| ۳۶۶ | مصنف بہشتی زیور کی علماء حرمین شریفین نے نام لے کر تکفیر کی ہے۔ | ۳۶۰ | "میرا اس سے کوئی تعلق نہیں" کنایہ ہے اس سے طلاق کے لئے نیت شرط ہے۔ |
| ۳۶۶ | عورت نے عدت و وفات چار مہینے دس یوم گزار کر نکاح کیا۔ چھ مہینے بعد بچہ پیدا ہوا، اسی شوہر کا قرار دیا جائے گا اگرچہ پہلے شوہر کی موت کے دس مہینے دس دن بعد ہی پیدا ہوا ہو۔ | ۳۶۰ | کنایہ کے وہ الفاظ جو سب و شتم کا احتمال رکھتے ہوں۔ |
| ۳۶۷ | نماز کے بعد پیشانی پر ہاتھ رکھ کر دعا پڑھنا حدیث میں آیا ہے۔ | ۳۶۴ | بچہ سے انکار کیا اور عورت کو طلاق دے دی تو بچہ کا نسب اسی شخص سے ایسا ثابت ہو گیا کہ اس کے رد کی کوئی صورت نہیں۔ |
| ۳۶۸ | ہندہ سے اس کے شوہر نے پونے تین سال سے قربت نہیں کی، بچہ پیدا ہوا، بچہ شوہر کا ہی ہے۔ | ۳۶۴ | لعان کے لئے قیام زوجیت شرط ہے۔ |
| ۳۶۸ | امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں ایک بچے کی ولادت کا واقعہ جس کے اگلے چاروں دانت ماں کے پیٹ میں ہی نکل چکے تھے۔ | ۳۶۴ | بعد از وجوب بھی لعان طلاق بائن کے سبب ساقط ہو جاتا ہے۔ |
| ۳۶۸ | فقہ میں عام عادت پر حکم دیا جاتا ہے۔ عادت یہی ہے کہ دو سال سے زائد حمل شکم مادر میں نہیں رہتا۔ نادر اس کے خلاف بھی ہوتا ہے۔ | ۳۶۴ | بعد از لعان حاکم اسلام بچے کا نسب باپ سے منقطع کر کے ماں کے ساتھ ملحق کر دے گا۔ |
| ۳۶۹ | امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے دو سال سے زائد بچہ شکم مادر میں رہنے کی روایت۔ | ۳۶۵ | رضاعی ماموں سے عورت کا نکاح، نکاح خبیث ہے جو ہرگز قائم نہ رکھا جائے گا، مرد وزن پر فرض عظیم ہے کہ فوراً جدا ہو جائیں، مرد نہ مانے تو عورت خود جدا ہو جائے۔ |
| ۳۷۰ | امام ضحاک کی ولادت کا ذکر اور ان کے نام کی توجیہ۔ | ۳۶۵ | رضاعی ماموں بھانجی نے نکاح کر لیا اور جدا نہیں ہوتے تو حاکم بالجبر انہیں جدا کر دے۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|---|
| ۳۷۵ | زید نے رضاعی بھانجی سے نکاح کیا کچھ عرصہ بعد تفریق ہو گئی تو پورا مہر مثل لازم ہو گا نہ کہ مہر مسٹی۔ | ۳۷۵ | زید نے علاقائی بہن کی نواسی سے نکاح کیا، چھ برس بعد تفریق ہوئی تو عورت پر عدت ضرور لازم ہے۔ |
| ۳۷۵ | لڑکا سات برس اور لڑکی نو برس کی عمر تک ماں کے پاس رہے پھر باپ لے گا۔ | ۳۷۵ | محارم سے نکاح کے بعد تفریق ہو تو مرد پر پورا مہر مثل واجب ہو گا مہر مسٹی کا لحاظ نہ ہو گا۔ |
| ۳۷۵ | اپنے محارم سے نکاح کیا کوئی حد نہ قائم ہو گئی۔ اور مہر مثل واجب ہو گا اور بچہ پیدا ہوا تو نسب نلک سے ثابت ہو گا۔ | ۳۷۵ | نکاح فاسد میں بچہ کا نسب نلک سے ثابت ہوتا ہے۔ |
| ۳۷۶ | شوہر کے انتقال کے بعد بچہ پیدا ہوا اس کا نسب کس سے ثابت ہو گا۔ | ۳۷۹ | زید کے فوت ہونے کے ۷ ماہ بعد عورت نے شادی کی، بروقت نکاح ۵ ماہ کا حمل تھا، اگر موت شوہر اول سے دو سال بعد بچہ پیدا ہو تو نکاح صحیح اور نسب شوہر ثانی سے ثابت ہے ورنہ نکاح باطل اور لڑکا شوہر اول کا ہے۔ |
| ۳۷۶ | بیوہ عورت کو وفات شوہر کے تین برس بعد اور نکاح ثانی کے پانچ ماہ بعد بچہ پیدا ہوا بچہ مجہول النسب ہے۔ | ۳۷۹ | حمل کی کم سے کم مدت اور زائد سے زائد مدت کا بیان۔ |
| ۳۷۷ | دوسرے کی عورت بھگالے جانے والا زانی ہے۔ مسلمان اس سے قطع تعلق کریں اور اس دوران جو بچے پیدا ہوئے ان کا نسب اصل شوہر سے ثابت ہے۔ | ۳۸۰ | زید و ہندہ نکاح کے بعد ایک ہی مکان میں رہتے تھے باہم مواصلت بظاہر نہیں ہوئی بچہ پیدا ہوا شرعاً بچہ زید کا ہے اگر زید نے طلاق دی پورا مہر واجب ہو گا۔ |
| ۳۷۷ | ساس سے زنا کیا اس سے بچی پیدا ہوئی، اس لڑکی سے شادی حرام اور اس نکاح حرام سے جو بچہ پیدا ہوا ولد الحرام ہے۔ | ۳۸۱ | زن مشرقی اور مرد مغربی میں کبھی ملاقات نہ ہوئی اور بچہ پیدا ہوا تو شریعت نے شوہر کا ہی قرار دیا۔ |
| ۳۷۸ | علاقائی بہن کی نواسی سے نکاح حرام قطعی، نلک، نکاح خوان، وکیل اور گواہ سخت تر گناہ کبیرہ میں گرفتار ہیں | ۳۸۱ | بے ثبوت قطعی شرعی کسی کو زانی قرار دینا درست نہیں۔ |
| ۳۷۸ | مرتکب کبیرہ کا جہل اس کے گناہ کبیرہ ہونے سے خارج نہیں کرے گا بلکہ خود دوسرا گناہ کبیرہ ہے۔ | ۳۸۱ | باوجود فراش صحیح بچہ کو ولد الحرام قرار دینا جائز ہے۔ |
| ۳۷۸ | عالم کا گناہ ایک گناہ ہے اور جاہل کا گناہ دوہرا ہے۔ | | |

| | | | |
|-----|---|-----|---|
| ۳۸۳ | باب الحضانة (پرورش) | ۳۹۰ | تزوج عصبات کے حق حضانت کے مسقطات میں سے نہیں۔ |
| ۳۸۳ | نابالغ بچوں کے باپ مرگے اولیاء میں نانی، دادا، چچا زاد بھائی اور ماموں ہے۔ حق پرورش نانی کو ہے۔ اور ماموں موجود ہوں تو اس کو۔ | ۳۹۰ | حق حضانت میں ماموں نانا سے بھی پانچویں درجہ میں ہے۔ |
| ۳۸۳ | حضانت کے وقت و عمر کا بیان۔ | ۳۹۱ | باپ دادا نہ ہوں تو نابالغوں کی ولایت نکاح کا حق چچا کو ہے۔ |
| ۳۸۵ | مذکورہ بالا لڑکوں کی ولایت نکاح کا حق دادا کے چچا زاد بھائی کو اور مال کی ولایت کا حق باپ دادا کے وصی یا حاکم کو ہے۔ | ۳۹۱ | ماں نے اجنبی سے نکاح کر لیا تو اس کو پرورش کا حق نہ رہا۔ بالغ بہن ہے تو وہ پرورش کرے۔ |
| ۳۸۵ | بچے کی ماں نے اجنبی سے نکاح کر لیا تو اس کا حق پرورش ختم ہو گیا۔ | ۳۹۲ | نابالغ یتیموں کے پاس ماں نہ ہو تو ان کا نفقہ ایسے وارثوں پر ہے جن کے پاس اپنے بال بچوں کے مصارف کے بعد پس انداز ہوتا ہو۔ ماں کے پاس اپنا مال نہ ہو تو اس پر نفقہ واجب نہیں۔ |
| ۳۸۵ | دادی، نانی، بہن نہ ہو تو خالہ پرورش کرے۔ مستحقین حضانت کی تفصیل۔ | ۳۹۳ | نفقہ وارثوں پر بقدر ارث لازم ہوتا ہے۔ |
| ۳۸۶ | نابالغ کے مال کی ولایت باپ، دادا یا ان کے وصی یا حاکم کو حاصل ہے۔ | ۳۹۴ | ماں مرگئی بچہ کا حق پرورش نانی کو ہے اور اس کے مال کی ولایت باپ کو حاصل ہے۔ |
| ۳۸۷ | ماں نے کسی اجنبی سے شادی کر لی، نانی موجود نہیں۔ لڑکا دادی کے پاس رکھا جائے۔ | ۳۹۵ | جہیز عورت کی ملک ہوتا اور بعد اس کی مرگ کے فرائض اللہ پر تقسیم پائے گا۔ |
| ۳۸۷ | حضانت کی ایک صورت۔ | ۳۹۵ | بچہ غنی ہو تو پرورش اس کے ماں سے ہو ورنہ نفقہ والد پر ہے۔ |
| ۳۸۸ | حضانت کا تفصیلی بیان اور مستحقین کی ترتیب۔ | ۳۹۶ | عورت نے اجنبی سے شادی کر لی تو بچہ کی پرورش کا حق اس کو نہیں رہا بچہ کی حقیقی دادی اگر موجود ہے تو اس کو حق حاصل ہے۔ |
| ۳۹۰ | حق حضانت میں نانا اکتالیسویں درجہ میں ہے۔ | ۳۹۷ | عورت اپنے نابالغ بچے کے غیر محرم سے نکاح کر لے تو اس کا حق حضانت ساقط ہو جاتا ہے۔ |
| ۳۹۰ | نکاح ثانی کے سبب باپ کے پاس مضرت جان اطفال کا اندیشہ گمان فاسد ہے۔ | ۳۹۸ | متوفیہ نے بچہ چھوڑا، اہل حضانت میں صرف ماں کی پھوپھی موجود ہے تو بچہ اس کی پرورش میں دیں گے۔ اُبرت لینی چاہے تو باپ سے دلادیں گے۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۳۹۹ | نابالغ لڑکوں اور لڑکیوں کا نگران باپ کے چچا زاد بھائی کے علاوہ نہیں تو ولایت نکاح بھی اسی کو حاصل ہے اور پرورش کے لئے کسی صالح دیندار عورت کو تلاش کیا جائے اور مال کی نگہداشت باپ دادا کا وصی ہو تو وہ کرے ورنہ قاضی اس کے لئے بھی کسی دیندار مسلمان کا انتخاب کرے۔ | ۳۰۷ | حضانت کی مستحق عورت نہ رہ جائے اور عصبیات میں دادا ہو تو وہی مستحق پرورش ہے۔ |
| ۴۰۱ | ایتام کی حضانت ولایت و حفاظت سے تعلق ایک مفصل فتویٰ۔ | ۳۰۸ | نابالغوں کے نکاح کا اختیار عصبیات میں چچا کو ہے اگر وہ موجود ہے۔ |
| ۴۰۲ | شرائط حضانت کی جامع کوئی عورت نہ ہو تو بالترتیب عصبیات پھر ذوی الارحام کو منتقل ہوگی وہ بھی نہ ہوں تو اہل شہر دیندار مسلمان بچوں کی نگہداشت اور ایسی عورت کو بچیوں کی نگہداشت کے لئے مقرر کریں۔ | ۳۰۸ | ماں اجنبی سے شادی کر چکی تو نابالغ اپنی بیوہ بہن کے پاس وہ نہ رکھے تو خالہ، پھر پھوپھی کے پاس رکھے جائیں۔ |
| ۴۰۳ | جس شہر میں کوئی عالم دیندار ہوں امور مسلمین میں اسی کی رائے معتبر ہوگی اور چند علماء ہوں تو اعلم علماء بلد کو حق ہے۔ | ۳۱۰ | نابالغ لڑکی کو ماں کے پاس سے نو سال کی عمر تک جدا نہیں کیا جاسکتا جبکہ اس میں مقتضی حضانت کوئی عیب نہ ہو۔ |
| ۴۰۳ | اگر غیر مسلم حکومت مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں آزادی کسی حد تک محدود کر دے تب بھی جہاں تک آزادی ہے اس پر کارروائی لازم ہے۔ | ۳۱۱ | عورت لڑکے کے نامحرم سے شادی کرے تو اس لڑکے کو ماں کی پرورش سے نکال لیا جائے گا لیکن ماں سے ملنے جلنے کو روکنا حرام ہے۔ |
| ۴۰۶ | حضرت مولانا محمد وصی احمد محدث سورتی کا ذکر خیر۔ | ۳۱۱ | اللہ کی لعنت ہے اس پر جو ماں اور اس کے بچے میں جدائی ڈالے۔ |
| ۴۰۶ | لڑکے کے حق حضانت سات سال تک ماں کو حاصل ہے جبکہ لڑکے کے اجنبی سے شادی نہ کرے۔ | ۳۱۱ | رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے کسی مسلمان کو ناحق ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی۔ |
| ۴۰۷ | لڑکا غنی ہو تو نفقہ اسی کے مال میں واجب ہے، اور غنی نہ ہو تو باپ کے ذمہ، اور وہ نہ ہو تو دادا کے ذمہ واجب ہے۔ | ۳۱۲ | باپ کے انتقال کے بعد لڑکی کے نکاح اور مال کی نگہداشت کا حق دادا کو ہے اور نو برس تک پرورش کا حق ماں کو ہے۔ |
| ۴۰۷ | اگر لڑکی کی کوئی عزیزہ اس کی مفت پرورش کرنا چاہتی ہو تو ماں سے کہا جائے گا تو یہی مفت پال یا اس دوسری کو دے دے۔ | ۳۱۲ | لڑکی کسی کو ہبہ کردی شرعاً اس کی نہ ہوئی نہ اس کے پاس رہ سکتی ہے نہ اس کے نکاح کی ولایت اس کو حاصل ہے، اس پر جو خرچ کیا تبرع ہوا۔ |

| | | | | |
|-----|--|-----|--|-----|
| ۴۱۵ | بَابُ النِّفْقَةِ | ۴۱۵ | جس اسقاط کی قسم نہیں کھائی جاسکتی اس کی تعلیق صحیح نہیں۔ | ۴۱۸ |
| ۴۱۵ | مطلقہ حاملہ ہو تو عدت وضع حمل ورنہ تین حیضوں کا آخر ختم ہو جانا ہے۔ | ۴۱۹ | عورت آٹھویں دن اپنے والدین کے یہاں بے اذن زوج بھی جاسکتی ہے۔ | ۴۱۹ |
| ۴۱۵ | مطلقہ کا نفقہ عدت کے بغیر شوہر پر واجب نہیں۔ | ۴۲۰ | والدین کے علاوہ دیگر محارم کی زیارت کو عورت سال میں ایک مرتبہ جاسکتی ہے چاہے شوہر اجازت دے یا نہ دے۔ | ۴۲۰ |
| ۴۱۵ | نفقہ عدت کے تابع ہے۔ | ۴۲۰ | ظالم شوہر کے ظلم سے بچنے کے لئے عورت کو انتقال سکونت کے مطالبہ کا حق ہے۔ | ۴۲۰ |
| ۴۱۷ | شوہر کو عورت کے اپنے پاس رکھنے کا حق شرعاً حاصل ہے، اس حق کو خود شوہر بھی کسی اقرار نامہ کے ذریعہ باطل نہیں کر سکتا۔ | ۴۲۱ | ایام عدت کا نفقہ شوہر نے ادا نہ کیا اور عدت گزر گئی تو وہ ساقط ہو گیا۔ | ۴۲۱ |
| ۴۱۷ | شوہر کو حق جس زوجہ، مہر معجل کی ادائیگی کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ | ۴۲۲ | زوجہ کو بلاوجہ تکلیف دینا ایک گناہ ہے اور دوسری زوجہ سے کم رکھنا دوسرا گناہ شدید جس کی تحریم پر قرآن وحدیث ناطق ہے۔ | ۴۲۲ |
| ۴۱۷ | مہر وطی معقود علیہ ہے۔ | ۴۲۲ | عورت نے اپنے نفقہ کے لئے باہمی تراضی یا قضاء قاضی کے بغیر جو قرض لیا اس کی ذمہ دار وہ خود ہے اور تراضی یا تقریر قاضی کے بعد اگر اپنے مال سے بھی خرچ کرے تو اس کو شوہر سے وصول کر سکتی ہے۔ | ۴۲۲ |
| ۴۱۷ | تسلیم بعض موجب تسلیم باقی نہیں۔ | ۴۲۳ | جہاں مہر میں تعجیل یا تاخیل کچھ مذکور نہ ہو تو وہاں حکم عرف رواج کے مطابق ہوگا۔ | ۴۲۳ |
| ۴۱۸ | مہر معجل نہ ادا ہو تو عورت شوہر کو انتفاع اور رخصتی سے روک سکتی ہے اور اس صورت میں ناشزہ نہ ہوگی۔ | ۴۲۳ | ہمارے بلاد میں عامہ مہوریوں بندھتے ہیں کہ ان میں تعجیل و تاخیل کچھ مشروط نہیں ہوتی تو بحکم عرف شائع و ذائع یہاں کی عورتیں جب تک مرگ یا طلاق سے افتراق نہ واقع ہو مہر گز مطالبہ مہر کا استحقاق نہیں رکھتیں نہ قاضی کو اختیار کہ ایسی صورت میں پیش از افتراق ادائے مہر پر جبر کرے۔ | ۴۲۳ |
| ۴۱۸ | اسقاط کے لئے پہلے ثبوت درکار ہے جو شئی ہنوز ثابت ہی نہیں ساقط کیا ہوگی۔ | ۴۲۴ | عورت جب تک ناشزہ نہ ہو مستحق نفقہ ہے۔ | ۴۲۴ |

| | | | |
|-----|--|-----|---|
| ۴۳۳ | عورت اور نابالغ اولاد کا نفقہ شوہر پر لازم ہے جبکہ نابالغوں کے پاس ذاتی مال بقدر کفایت نہ ہو۔ | ۴۲۵ | اگر نفقہ قضاء یا رضاء سے مقرر ہو لیا ہے تو جتنے دن بعد قرار داد بے نفقہ گزر گئے ہیں عورت ان کا مطالبہ بھی کر سکتی ہے اور آئندہ کے لئے بھی جو میعاد تکرار نفقہ کے لئے قرار پائی ہے اس کے شروع کے بعد اسی قدر کا مطالبہ کر سکتی ہے مثلاً نفقہ ماہ بمہ دینا قرار پایا ہے تو ہر مہینے کے شروع میں اس مہینے کا اور اگر سال بسال مقرر ہوا تو ہر سال کے آغاز پر اس سال کا نفقہ مانگ سکتی ہے۔ |
| ۴۳۳ | شوہر نے عورت کو گھر سے نکال دیا۔ عورت جانے کو تیار مگر یہ بلاتا نہیں نفقہ واجب ہے۔ | ۴۲۶ | شوہر نفقہ مقرر کرنے پر راضی نہ ہو تو عورت قاضی کے وہاں دعوٰی کر کے نفقہ مقرر کرا سکتی ہے۔ |
| ۴۳۴ | تہمت کی وجہ سے اگرچہ وہ تہمت واقع میں صحیح ہی ہو عورت کا نکاح زائل نہیں ہوتا۔ | ۴۲۶ | نفقہ کے تقرر میں مرد وزن و دونوں کی حیثیت کا لحاظ ہوگا۔ |
| ۴۳۴ | فاجرہ عورت کو طلاق دینا شوہر پر واجب نہیں۔ | ۴۲۸ | عورت شوہر کے پاس سے فرار ہو گئی تو ناشزہ ہے اتنی مدت کا نفقہ نہ پائے گی۔ |
| ۴۳۵ | جاہلوں میں جو یہ بات مشہور ہے کہ اگر عورت معاذ اللہ بد وصفی کرے تو نکاح جاتا رہتا ہے محض غلط ہے۔ | ۴۲۸ | جوان غیر اپانچ بیٹھ کی عورت کا نفقہ باپ پر لازم نہیں۔ |
| ۴۳۵ | شوہر پر فرض ہے کہ بیوی کے نان و نفقہ کی خبر گیری کرے یا طلاق دے دے۔ | ۴۲۹ | نابالغ بچہ کی پرورش کا خرچ اس کے باپ پر، اور پرورش کا حق سات سال کی عمر تک ماں کو ہے اگر آوارہ اور بدکار نہ ہو۔ |
| ۴۳۵ | بیوی کو معلق رکھنے والا شوہر گنہگار اور صریح حکم قرآن کا خلاف کرنے والا ہے۔ | ۴۳۰ | عورت کو بلا وجہ شرعی نان و نفقہ نہ دینے والا شوہر ظالم و گنہگار اور عورت کے حق میں گرفتار ہے۔ |
| ۴۳۵ | شوہر کی اجازت کے بغیر جانے سے نفقہ ساقط ہو جاتا ہے لیکن نکاح باقی رہتا ہے۔ | ۴۳۰ | عورت شوہر کے حکم سے کہیں گئی تو ناشزہ نہیں نفقہ پائے گی اور ناشزہ بھی جب شوہر کے پاس آجائے تو نفقہ پائے گی۔ |
| ۴۳۵ | نفقہ زوجہ جزاء احتباس ہے۔ | ۴۳۱ | نفقہ اگر قضاء قاضی یا تراضی طرفین سے مقرر نہ ہو تو جو وقت گزر گیا اس کا نفقہ ساقط ہے۔ |
| ۴۳۵ | وعدہ پر جبر نہیں۔ | ۴۳۱ | عورت اگر دعوٰی کر کے حکم قاضی نفقہ کرا لے اور شوہر نہ دے تو جبراً بذریعہ وصول کر سکتی ہے۔ |
| ۴۳۵ | شوہر کے بلانے پر بیوی شوہر کے گھر نہ آئی تو نفقہ ساقط ہو گیا۔ | ۴۳۲ | بالغ لڑکا جب کسب پر قادر ہو اس کا نفقہ باپ کے ذمہ نہیں۔ |

| | | | | |
|-----|---|-----|---|-----|
| ۴۳۶ | گزشتہ نفقہ اور اخراجات دو اعلان یا تجہیز و تکفین کا مطالبہ شوہر سے نہیں کیا جاسکتا۔ | ۴۳۶ | حوالہ نقل دین ہے۔ | ۴۳۹ |
| ۴۳۷ | جہیز اور مہر عورت کا ترکہ ہے۔ | ۴۳۷ | جہاں دین معدوم ہو وہاں حوالہ متحقق نہیں ہو سکتا۔ | ۴۴۰ |
| ۴۳۷ | عورت شوہر اور والدین چھوڑ کر فوت ہوئی اس کا ترکہ چھ سہام ہو کر تین سہم شوہر دو سہم پدر اور ایک مادر کو ملے گا۔ | ۴۳۷ | جہالت مال کی صورت میں حوالہ صحیح نہیں ہوتا۔ | ۴۴۰ |
| ۴۳۷ | عورت کو رخصت کرا کر اپنے پاس رکھنا شوہر کا شرعی حق ہے۔ نفقہ اسی کے بدلہ میں ہے، اپنے اس حق کو شوہر بھی ساقط نہیں کر سکتا۔ | ۴۳۷ | عورت اگر بلا اکراہ شرعی مہر معاف کر دے تو شوہر کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔ | ۴۴۱ |
| ۴۳۷ | باپ کا اپنی بیٹی کو بلا وجہ شرعی شوہر کے گھر جانے سے روکنا ظلم ہے۔ | ۴۳۷ | ابراء مہر بلا اقرار زن یا بینہ عادلہ قاضی کے پاس ثابت نہیں ہو سکتا۔ | ۴۴۲ |
| ۴۳۷ | عورت کا نفقہ جزاء احتباس ہے لہذا جب احتباس نہ ہوگا تو نفقہ بھی لازم نہ ہوگا۔ | ۴۳۷ | خلوت میں عورت نے مہر معاف کیا پھر انکاری ہو کر خدا نافرستی کرتے ہوئے قاضی کے پاس شوہر پر دغوی کر دیا تو قاضی ذمہ شوہر پر مہر کو ثابت قرار دے گا۔ معاملہ باطنی قاضی حقیقی عالم الغیب والشادۃ کے سپرد ہے۔ | ۴۴۲ |
| ۴۳۷ | اللہ تعالیٰ کی شرط احق ہے۔ | ۴۳۷ | قاضی ظاہر پر فیصلہ کرے گا۔ | ۴۴۲ |
| ۴۳۷ | کتاب اللہ کے خلاف شرط معتبر نہیں اگرچہ سوا شرط کرے۔ | ۴۳۷ | زناے زناں موجب بطلان نکاح نہیں۔ | ۴۴۲ |
| ۴۳۸ | نان نفقہ کی ذمہ داری عورت کے باپ نے لی تو اس کے شوہر کے ذمہ سے نفقہ ساقط نہ ہوگا۔ | ۴۳۸ | نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں ہے۔ | ۴۴۲ |
| ۴۳۹ | اسقاط دین پیش از وجوب معنی ندارد۔ | ۴۳۹ | اگر عورت شوہر کے باپ یا بیٹے سے بدکاری کرے تو نکاح باطل نہیں ہوتا اگرچہ وہ شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے اور متارکہ فی الفور فرض ہو جاتا ہے۔ | ۴۴۲ |
| ۴۳۹ | نفقہ زوجہ شوہر پر روزانہ شیاً فشیاً واجب ہوتا ہے۔ | ۴۳۹ | حرمت مصاہرہ سے نکاح مرتفع نہیں ہوتا حتیٰ کہ متارکہ اور انقضائے عدت سے قبل اس عورت کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ناجائز ہوگا۔ | ۴۴۲ |
| ۴۳۹ | اسقاط شیئی قبل از وجوب جائز نہیں۔ | ۴۳۹ | حرمت مصاہرہ کے بعد شوہر اگر عورت سے وطی کرے تو اس کو زنا قرار دیا جائے گا یا نہیں۔ | ۴۴۳ |
| ۴۳۹ | کفالہ بشرط برائت اصیل حوالہ ہے۔ | ۴۳۹ | | |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۴۴۸ | جس معصیت میں حد نہیں اس میں تعزیر ہے۔ | ۴۴۳ | بد فعلی کرنے والی عورت اپنے جرم کے مطابق مستحق حد یا تعزیر ہوگی شوہر اگر اس کے فعل پر راضی نہ ہو اور اس کے حقوق واجبہ میں کوتاہی نہ کرے تو اس پر کوئی وبال نہیں۔ |
| ۴۴۹ | عدم ادائے نفقہ کی صورت میں قاضی جبر نہ کریگا وجہ فرق میں مصنف کی تحقیق۔ | ۴۴۳ | پدر زن وجوب نفقہ سے پہلے اس کو اپنے ذمہ بطور حوالہ بھی نہیں لے سکتا، ہاں بطور کفالہ ہو تو صحیح ہے لیکن نفقہ ذمہ شوہر سے ساقط نہ ہوگا۔ |
| ۴۴۹ | نفقہ سے عجز احناف کے نزدیک سبب تفریق نہیں۔ | ۴۴۴ | عورت کے نفقہ سے متعلق ایک سوال |
| ۴۵۰ | شافعی قاضی کا بسبب عجز نفقہ تفریق کا حکم احناف کے نزدیک بھی نافذ نہ ہوگا۔ | ۴۴۵ | جوان اور نافرمان لڑکوں کا نفقہ باپ پر نہیں اور ناشزہ عورت کا نفقہ شوہر پر نہیں۔ |
| ۴۵۲ | جوان بہنوں کا نفقہ بھائی پر اس وقت ہے جبکہ ان کا کوئی ذاتی مال نہ ہو اور بھائی ان کی اعانت پر قادر ہو۔ | ۴۴۵ | جو شخص منفعت غیر کے لئے محبوس ہو اس کا نفقہ اسی غیر پر ہے۔ |
| ۴۵۲ | مجبور کا نفقہ تنہا ایک آدمی پر اس وقت واجب ہے جبکہ یہ اکیلا ہی وارث ہو ورنہ تمام ورثاء پر حصہ میراث کے حساب سے۔ | ۴۴۵ | معلقہ عورت حاکم عدالت سے فریاد کر کے طلاق لے سکتی ہے یا نہیں۔ |
| ۴۵۳ | ضرور تمند باپ کی خدمت کر سکتا ہے اور نہیں کرتا ہے تو لڑکا عاق ہے۔ | ۴۴۶ | عورتوں کے حقوق سے متعلق آیات قرآنیہ۔ |
| ۴۵۳ | قدرت کے باوجود ضعیف و محتاج باپ کی مدد نہ کرنے والا قابل امانت نہیں۔ | ۴۴۶ | عورت کا سکنی شوہر پر واجب ہے اس کو معلقہ کی طرح چھوڑ دینا حرام ہے اور گاہ گاہ اس سے صحبت کرنا بھی واجب ہے۔ |
| ۴۵۳ | جن کے نفقہ ذمہ میں ہوں اور نہ کرنا سخت گناہ ہے۔ | ۴۴۶ | عورت کے اذن و رضا کے بغیر چار مہینے تک ترک جماع بلا عذر صحیح شرعی ناجائز ہے۔ |
| ۴۵۳ | عورت کے نفقہ کا بوجھ دوسرا اٹھاتا ہو تب بھی مستثنیات کے علاوہ بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر کہیں نہیں جاسکتی۔ | ۴۴۶ | نکاح کے بعد ایک دفعہ صحبت کرنا حق زن ہے، اگر شوہر حق ادا نہ کرے تو عورت قاضی کے یہاں دعویٰ تفریق کر سکتی ہے۔ |
| ۴۵۳ | عورت والدین کی زیارت کو آٹھویں دن اور دیگر محارم کے یہاں سال بعد ایک دن بلا اذن شوہر بھی جاسکتی ہے بشرطیکہ رات شوہر کے پاس واپس آجائے۔ | ۴۴۸ | شوہر جماع نہ کرے۔ نہ طلاق دے تو قاضی شوہر کو ان دو باتوں میں سے ایک پر مجبور کرے گا اگر نہ مانے قید کرے گا پھر نہ مانے تو ماری کی سزا دے گا۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۴۵۵ | عورت کے لئے شوہر کی طرف سے کہیں جانے کی ممانعت واجب العمل ہے۔ | ۴۵۸ | نکاح محرمات میں نلج پر مہر مثل اور مستی میں سے جو کم ہو وہ واجب ہے۔ |
| ۴۵۵ | بعد اوائے مہر معجل عورت مطلقاً پابند شوہر ہے اس میں کوئی قید و تخصیص اوائے نفقہ تکفل حوائج کی نہیں۔ | ۴۵۸ | موطوہ بیوی کو طلاق دینے سے مہر تمام و کمال واجب ہوگا۔ |
| ۴۵۵ | والد کا متکفل نفقہ پسر وزن پسر ہونا ہمارے بلاد میں معمول ہے۔ | ۴۵۸ | نفقہ مقرر کر کے ادا نہ کیا پھر طلاق دے دی، عورت طلاق سے قبل والے نفقہ کی مستحق ہے۔ |
| ۴۵۵ | شوہر سرکشی پر آمادہ ہو اور نفقہ نہ ادا کرے تب بھی عورت شوہر کے گھر ہی رہے۔ | ۴۶۰ | جو مہر نہ معجل بندھا ہو نہ اس کی کوئی میعاد مقرر کی گئی ہو عورت قبل موت یا طلاق اس کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔ |
| ۴۵۵ | عورت پر واقعی اندیشہ فساد ہو تو شوہر قید خانے میں اپنے پاس رکھنے کی درخواست کر سکتا ہے۔ | ۴۶۰ | عورت ناراض ہو کر میکہ چلی گئی اس کا نفقہ شوہر پر نہیں۔ |
| ۴۵۶ | "نفقہ پابندی کے بدلہ میں ہے" اس پر ایک شبہ اور اس کا ازالہ۔ | ۴۶۰ | ناشرہ عورت کو طلاق دینا شوہر پر لازم نہیں۔ |
| ۴۵۷ | منکوحہ کی ماں سے زنا کا اقرار کرتے ہی نکاح فاسد ہو جاتا ہے اگر چہ کہے میں نے جھوٹا اقرار کیا۔ | ۴۶۰ | ناشرہ عورت کا نفقہ نہ اصل شوہر پر ہے نہ کفیل پر۔ |
| ۴۵۷ | محرمات سے نکاح کی صورت میں متارکہ لازم ہے۔ | ۴۶۰ | عورت نشوز چھوڑ دے تو اب کفیل سے مطالبہ کر سکتی ہے جبکہ کفالت موقت نہ ہو۔ |
| ۴۵۷ | بصورت متارکہ عورت پر روز متارکہ سے عدت لازم ہے۔ | ۴۶۱ | زید نے زبیدہ کے اولیاء کو نوٹس دیا کہ اب اس کے ولی بنو تو بنو بعد میں بننا چاہو گے تو زبیدہ کے اخراجات تم سے وصول کئے جائینگے اس نوٹس کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔ |
| ۴۵۷ | تفریق اگر شوہر کی جانب سے ہو تو نفقہ عدت عورت کے لئے شوہر پر مطلقاً لازم ہے۔ | ۴۶۱ | عورت کا نفقہ شوہر پر اس وقت ہے کہ وہ شوہر کے پاس رہے، بلا وجہ میکہ رہے تو کوئی نفقہ نہیں۔ |
| ۴۵۸ | معصیت نفقہ عدت نہ پائے گی البتہ سکنی پائے گی۔ | | |

| | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۴۷۴ | اللہ و رسول سے زنا کی اجازت مانگنی کفر ہے۔ | ۴۶۱ | اولاد محتاج ہو تو باپ پر نفقہ ہے اور غنی ہو تو نہیں، اولاد کے باپ کے پاس رہنے نہ رہنے سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ |
| ۴۷۴ | جب تک کسی عورت کا شوہر زندہ ہو اور طلاق بھی نہ دی ہو اس عورت کا دوسرا نکاح حرام حرام حرام زنا زنا زنا ہے۔ | ۴۶۲ | جو نفقہ تراضی یا قضائی سے مقرر نہ ہو وقت گزر جانے کے بعد ساقط ہو جاتا ہے۔ یہ حکم عورت کے نفقہ کا ہے۔ اولاد کا نفقہ انقضائے وقت کے بعد مطلقاً ساقط ہو جاتا ہے۔ ہاں حاکم نے قرض لے کر بچہ پر صرف کرنے کا حکم دیا ہو تو اس کا مطالبہ باپ پر ہے۔ |
| ۴۷۴ | جو اللہ تعالیٰ کے لئے صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مشکل کھول دیتا ہے۔ | ۴۶۳ | پہلی عورت مخبوط الحواس ہو تو دوسری شادی کی اجازت ہے، لیکن دونوں میں عدل ضروری ہے۔ |
| ۴۷۴ | رزق اللہ پر ہے شوہر رازق نہیں۔ | ۴۶۳ | ایک عورت مالدار اور ایک غریب ہو تو شوہر مالدار ہو تو مالدار عورت کو مالداروں کا اور غریب کو متوسط اور غریب مالدار عورت کو متوسط اور غریب کو غریبوں کا نفقہ ملے گا۔ |
| ۴۷۴ | غلبہ خواہش پر قابو پانے کے لئے روزے رکھے جائیں۔ | ۴۶۵ | تقرر نفقہ سے متعلق تمام امور ملحوظ کی تفصیل اور اس کا حکم۔ |
| ۴۷۴ | جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اسی کے لئے راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے رزق پہنچائے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا۔ | ۴۶۷ | قرضہ کی وجہ سے نفقہ میں تنگی کا حکم نہیں دے سکتے۔ |
| ۴۷۵ | جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اسے کافی ہے۔ | ۴۶۸ | نفقہ میں میاں بیوی دونوں کے حال کا لحاظ کیا جائے گا۔ |
| ۴۷۵ | جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کا کام آسان کر دے گا۔ | ۴۶۹ | نفقہ زن میں تنگی و مالدار کی کوئی خاص حد علماء نے مقرر نہ کی عرف پر اس کا مدار رکھا البتہ نفقہ اقارب میں ایسا مقرر بہ نصاب ہے۔ |
| ۴۷۵ | اللہ سچا ہے اور اس کے وعدے سچے ہیں، شیطان جھوٹا ہے اور اس کے ڈراوے جھوٹے ہیں۔ | ۴۷۱ | نفقہ اقارب میں منفق کی دو قسمیں ہیں: قادر و عاجز، اور نفقہ زن میں تین قسمیں ہیں: غنی، فقیر، متوسط۔ |
| ۴۷۵ | طلاق کے بعد مہر و نفقہ عدت کے علاوہ عورت کا کوئی حق نہیں، | ۴۷۱ | غنی، فقیر، متوسط کی اغذیہ کا بیان۔ |
| | | ۴۷۳ | شرع مطہر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۴۷۵ | بعد طلاق زندگی بھر کے نفقہ کا اقرار نامہ وعدہ ہے جس کو پورا کرنا چاہئے لیکن یہ واجب نہیں۔ | ۴۷۵ | غیر محارم کے یہاں عورت شوہر کی اجازت سے بھی نہیں کی جاسکتی۔ شوہر اگر اجازت دے گا تو گنہگار ہوگا۔ |
| ۴۷۶ | جس عورت نے مرتدہ ہونے کا ارادہ کیا وہ اسی وقت مرتدہ ہو گئی۔ | ۴۷۶ | عورت شوہر کے مکان میں ہے تو نفقہ پائے وہ جماع کرے یا نہ کرے۔ |
| ۴۷۶ | شوہر کی زندگی میں بلا طلاق عورت کے دوسرے شخص سے نکاح کی کوئی صورت نہیں۔ | ۴۸۰ | زید آوارہ بد چلن ہے، علاوہ ازیں بیوی کے نان و نفقہ کا کفیل بھی نہیں ہو سکتا تو بیوی کو اپنے نفس کے روکنے کا اختیار ہے یا نہیں۔ |
| ۴۷۶ | قاضی حنفی اپنے مسلک کے خلاف حکم نہیں کر سکتا اگر کرے تو نافذ نہ ہوگا۔ | ۴۸۰ | شوہر نان و نفقہ سے عاجز ہو تو کیا قاضی کو زوجین میں تفریق کا حق ہے۔ |
| ۴۷۷ | مہر کسی خدمت کا معاوضہ نہیں وہ نکاح میں بضع کا عوض ہے۔ | ۴۸۰ | شوہر نفقہ نہ ادا کرے تو قاضی اس کو مجبور کریگا یا نفقہ دے یا طلاق دے۔ |
| ۴۷۷ | عورت کے فائز العقل ہونے سے مہر ساقط نہ ہوگا اور جب تک وہ شوہر کے گھر آنے سے انکار نہ کرے نفقہ دلایا جائے گا۔ | ۴۸۱ | طلاق شوہر کی زبان پر ہے جب وہ کہتا ہے کہ میں نے طلاق دے دی، طلاق ہو گئی نہ دی تھی تو اب ہو گئی۔ |
| ۴۷۷ | نفقہ میں مرد وزن و دونوں کے حال کا لحاظ رکھا جائے گا۔ | ۴۸۱ | رہنے کو مکان دینا مالک کر دینا نہیں جب تک ولایت تملیک ثابت نہ ہو اور اس کے ساتھ اپنے اسباب و غیر ہا سے خالی کر کے قبضہ دلا دینا ضرور ہے۔ |
| ۴۷۷ | مادر زن کا شوہر سے نصف آمدنی مانگنا ظلم ہے جبکہ یہ مقدار نفقہ زن سے زائد ہو۔ | ۴۸۱ | وعدہ کی بناء پر دعوٰی نہیں ہو سکتا۔ |
| ۴۷۸ | گزرے ہوئے نفقہ کا ادا کرنا کسی پر ضروری نہیں۔ | ۴۸۱ | وفاء وعدہ پر جبر نہیں۔ |
| ۴۷۸ | نفقہ مقرر ہو گیا، لڑکی میکہ آئی، شوہر نے اپنے گھر بلایا نہیں۔ اور یہ اس انتظار میں رہی کہ بلائے تو جاؤں، تو ان ایام میکہ کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ ہے۔ | ۴۸۱ | عورت کا نفقہ مقررہ کب ساقط ہو جاتا ہے۔ |
| ۴۷۸ | عورت آٹھویں دن دن بھر کے لئے اپنے والدین کی ملاقات کے لئے بے اذن شوہر بھی جاسکتی ہے۔ اور محارم کے یہاں سال بھر کے بعد، اور باجائز مزید ایام بھی، ناشزہ قرار نہ دی جائے گی۔ | ۴۸۳ | عورت شوہر کی نافرمانی کرے تو سخت گنہگار ہے۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|---|
| ۴۸۶ | مقامات مقدسہ کی تصویر چھانٹ کر گندگی میں ڈالنا اگر وہابی عقائد کی بنیاد پر ہو کہ یہ سب بدعت ہے تو جہل و گمراہی ہے اور ان مقامات کی تحقیر مقصود ہو تو کفر ہے۔ | ۴۸۳ | عورت کا شوہر سے طلاق مانگنا خلع نہیں ہے۔ |
| ۴۸۷ | دیوتاؤں کی تصویریں تزیین کے لئے لگائے ٹھنناہ کبیرہ اور تعظیم معبودان کفار مقصود ہو تو کفر ہے۔ | ۴۸۳ | عورت کی نافرمانی کی وجہ سے شوہر نے کام کے لئے نوکر رکھے اس کا تاوان عورت پر نہیں ہے۔ |
| ۴۸۷ | عورت کو نماز و روزہ سے روکنا اور شراب پینے پر مجبور کرنا یونہی ہو ٹھنناہ کبیرہ شدیدہ اور فرضیت صلوٰۃ یا حرمت خمر کے انکار کے طور پر ہو تو کفر ہے۔ | ۴۸۳ | ناشرہ جتنے دن شوہر کے پاس نہ رہے نفقہ نہ پاکے گی۔ |
| ۴۸۷ | استحفاف شرع کفر ہے۔ | ۴۸۳ | ناگواری کے ساتھ کسی کے خاموش رہنے کو اجازت نہیں سمجھا جائے گا۔ |
| ۴۸۷ | مسجد خیر الاماکن ہے۔ | ۴۸۳ | عورت نے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے اعزہ کی شادی وغیرہ میں جو خرچ کیا وہ شوہر وصول کر سکتا ہے۔ |
| ۴۸۷ | مسجد کی طرف بلائے جانے کے جواب میں کہتا ہے کہ میں شراب خانے شراب پینے جا رہا ہوں تو کیا حکم ہے۔ | ۴۸۳ | عورت جب تک شوہر کی اجازت کے بغیر اپنی ماں کے یہاں یا کسی دوسری جگہ رہے نفقہ کی مستحق نہیں۔ |
| ۴۸۸ | اسلام کا احتمال بعید ہوتے ہوئے بھی کسی پر کفر کا حکم نہیں لگانا چاہئے۔ | ۴۸۳ | جب تک طلاق یا موت واقع نہ ہو غیر میعاد مہر واجب الادا نہیں ہوتا۔ |
| ۴۸۸ | شوہر کے کسی قول یا فعل سے جب تک کفر ثابت نہ ہو جائے عورت کے نکاح سے نکلنے کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ | ۴۸۳ | فاتر العقل عورت کا نفقہ ساقط نہیں۔ دو شادیاں کیں جن میں ایک فاطر العقل ہے، عدل و مساوات ضروری ہے۔ |
| ۴۸۸ | اس شخص کا حکم جو یہ کہے کہ نہ میں مسجد میں آتا ہوں نہ اس کی تعمیر میں کوئی درہم دیتا ہوں میرا مسجد میں کیا کام ہے۔ | ۴۸۵ | عورت سے زنا متحقق ہونے کے باوجود مرد پر واجب نہیں اسے طلاق دے۔ |
| ۴۸۸ | شوہر موجود ہو نفقہ پر قادر ہو اور نفقہ نہ دے تو تفریق کا حکم نہ خفیہ کے نزدیک نہ شافیہ کے۔ | ۴۸۵ | زانیہ جب تک شوہر کے پاس ہے نفقہ سکنی واجب ہے البتہ بعد عدت کا نفقہ خود اس عورت پر یا اس کے وارثوں پر ہے شوہر پر نہیں۔ |
| | | ۴۸۶ | شراب پینا ٹھنناہ کبیرہ اور اس کو حلال جاننا کفر ہے۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|---|
| ۴۸۹ | جن مسائل کا تصفیہ حنفی مسلک پر نہ ہو سکے ان کی کار بر آری کی شرعی صورت۔ | ۴۸۹ | قسم کھائی فلاں شخص سے کلام نہ کروں گا۔ نماز میں اس کو لقمہ دینے سے حانث نہ ہوگا۔ |
| ۴۹۲ | عدم ادائے نفقہ کا ایک گول مول سوال اور اس کا جواب۔ | ۴۹۲ | صدہا مسائل ایسے ہیں جن کا ماخذ عرف پر احکام ایمان کی بنا ہے۔ |
| ۴۹۳ | قرآن عظیم نے شوہر دار عورت کو حرام قطعی فرمایا ہے۔ | ۴۹۳ | زید نے عمرو سے قسمیہ کہا یہ کام کر، اور اس نے نہ کیا۔ تو بہ سبب انکار اس کام کے عمرو پر قسم عائد ہوتی ہے یا نہیں۔ |
| ۴۹۳ | عورتوں کو ہوائے نفس کا اتباع کرنا اور اسے کسی امام کے سر رکھنا کوئی دین نہیں۔ | ۴۹۳ | کسی کے قسم دلانے سے قسم واجب نہیں ہوتی۔ نہ اس کام کو کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ ہاں اگر حرج نہ ہو تو مان لینا مستحب ہے۔ |
| ۴۹۳ | ایک عورت کا شوہر پوری طرح بیوی کا حق ادا نہیں کر سکتا اور بوجہ جہالت طلاق بھی نہیں دیتا تو وہ عورت کیا کرے۔ | ۴۹۳ | قرآن مجید کی قسم شرعی ہے۔ |
| ۴۹۵ | کتاب الایمان | ۴۹۵ | قسم اگر امر مستقبل پر ہے جس کا کرنا اس کے قبضہ اقتدار میں ہے تو اس کے جھوٹا کرنے میں گناہ ہے اور کفارہ اس گناہ کا رافع۔ |
| ۴۹۵ | زید نے قسم کھائی کہ بکر سے کلام کروں تو میری بیوی کو طلاق، مرنے کے بعد قبر پر سلام کیا۔ طلاق واقع نہ ہوگی۔ | ۴۹۵ | بیمین منعقدہ اور اس کے کفارہ کی تفصیل۔ |
| ۴۹۶ | بیمین کی بناء عرف پر ہے۔ اس لئے اگر قسم کھائی کہ گوشت نہ کھائے گا، تو مچھلی کے کھانے سے حانث نہ ہوگا۔ یونہی قسم کھائی کلام نہ کروں گا تو قرآن شریف پڑھنے سے حانث نہ ہوگا۔ | ۴۹۶ | کسی معصیت پر قسم کھائی مثلاً شراب پئے گا یا نماز نہ پڑھے گا تو اس کا جھوٹا کرنا پھر کفارہ دینا واجب ہے۔ |
| ۴۹۶ | قسم کھائی کہ زید سے کلام نہ کروں گا اور زید نماز جماعت میں اس کے برابر کھڑا تھا سلام پھیرتے وقت اس کی طرف منہ کر کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا تو حانث نہ ہوگا۔ | ۴۹۶ | والدین سے کلام نہ کرنے کی قسم کھائی تو قسم توڑنا اور اس کا کفارہ دینا واجب ہے۔ |
| ۴۹۶ | نمازی کو سلام پھیرتے وقت نیت حاضرین کا قطعاً حکم ہے۔ | ۴۹۶ | کسی کو قتل کرنے کی قسم کھائی تو حنث و تکفیر واجب ہے۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۴۹۹ | کفارہ میں دیا جانے والا کپڑا ایسا ہونا چاہئے جو تین ماہ سے زیادہ چل سکے اور تمام بدن ڈھک لے۔ | ۵۰۵ | حلف کی ایک عبارت کی توضیح۔ |
| ۴۹۹ | قصدا جھوٹی قسم کھانا گناہ ہے۔ | ۵۰۵ | جرمانہ کے ساتھ تعزیر کہ مجرم کا کچھ مال خطا کے عوض لے لیا جائے۔ منسوخ ہے۔ |
| ۴۹۹ | قسموں کو ڈھال بنانے والوں کی قرآن عظیم میں مذمت آئی ہے۔ | ۵۰۵ | منسوخ پر عمل جائز نہیں |
| ۴۹۹ | کفارہ اس لئے مقرر ہوا کہ اگر احیاناً حنث واقع ہو تو یہ اس کا مصلح ہو سکے نہ کہ یہ کفارہ پر تکلیف کر کے جھوٹی قسم کھائے۔ | ۵۰۵ | ناجائز بات پر عمل کرنا جس حلف سے لازم آتا ہو اس کا توڑنا واجب ہے۔ |
| ۵۰۰ | قسم کھائی ظہر جماعت سے پڑھے گا۔ دو رکعت ملی حانث ہو گیا کہ تین رکعت تک پانے والا جماعت والا نہیں۔ ہاں جماعت کا ثواب تو نفیس شرکت بلکہ بارادہ جماعت گھر سے نکلنے میں ملے گا۔ | ۵۰۶ | انجمن والوں نے باہم حلف اٹھایا جو نماز نہ پڑھے اس پر اتنا جرمانہ، جو جرمانہ نہ دے اس کو انجمن سے نکال دیا جائے گا۔ یہ تعزیر شرعی نہیں نہ اس میں حرج ہے۔ |
| ۵۰۰ | ترک سکونت کی مطلق قسم کھائی تو فوراً اس پر عمل ضروری ہے۔ عذر صحیح کے بغیر ترک سکونت میں کچھ بھی ڈھیل دی فوراً حانث ہوگا۔ | ۵۰۶ | جملہ مستقلہ بغیر حرف عطف کے ماقبل سے متعلق نہیں ہوتا۔ |
| ۵۰۰ | قسم کھائی کہ بریلی میں نہ رہے گا۔ تیاری و تہیہ میں مشغول تھا کہ کسی نے قید کر لیا اور نکلنے نہ دیا۔ تو جب تک یہ مجبوری رہے گی حانث نہ ہوگا اگرچہ عمر گزر جائے۔ | ۵۰۶ | فصل اجنبی عمل حلف کو باطل کر دیتا ہے۔ |
| ۵۰۱ | بریلی میں نہ رہنے کی قسم کھائی مگر بریلی کے سوا کہیں اس کے رہنے کا ٹھکانا نہیں۔ نہ اپنے ذاتی مال یا حرفت یا تجارت کے ذریعے دوسری جگہ بسر ممکن ہے تو مجبور سمجھا جائے گا جب تک ایسی حالت باقی رہے گی۔ | ۵۰۶ | کسی نے کہا "واللہ والرسول لافعلن کذا" یہ جملہ یقین نہ ہوگا۔ |
| ۵۰۳ | قسم دلانے سے واجب نہیں ہوتی نہ اس کام کا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ | ۵۰۶ | اگر کسی نے کہا "واللہ لاشربین لاقومن" تو حلف کے تحت فقط شرب داخل ہوگا نہ کہ قیام ہاں اگر یوں کہا "واللہ لاشربین ولاقومن" تو اس صورت میں شرب و قیام دونوں حلف کے تحت داخل ہوں گے۔ |
| ۵۰۳ | "اگر اس باغ میں رہوں تو اپنی ماں بیٹی سے زنا کروں" یہ الفاظ قسم کے نہیں۔ | | |

Page 47 of 688

| | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۵۱۸ | نفی پر نفی اثبات ہوتی ہے۔ | ۵۱۴ | ایک شخص نے کہا کہ اگر میں فلاں شخص کو اپنے گھر داخل ہوتا چھوڑوں تو میری بیوی کو طلاق، پھر وہ شخص اس کی لاعلمی میں گھر میں داخل ہو گیا تو حالف حانث نہ ہوگا اور اگر علم ہونے کے باوجود اس کو منع نہ کیا تو حانث ہو جائے گا۔ |
| ۵۱۸ | امر ثانی۔ | ۵۱۴ | کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں کو یہ کام کرتے ہوئے یا جاتے یا داخل ہوتے نہ چھوڑوں گا، تو قسم پورا کرنے کے لئے صرف زبان سے کہہ دینا کافی ہے کہ یہ کام مت کر یا مت جایا مت داخل ہو، چاہے وہ مانے یا نہ مانے۔ |
| ۵۱۸ | امر ثالث۔ | ۵۱۴ | ایک شخص نے طلاق کی قسم کھائی کہ وہ اپنی بالغ بہن کو گھر میں اپنے دیوروں کے ساتھ رہتا ہوا نہیں چھوڑے گا اگر وہ گھر حالف کا نہ ہو اور وہ زبانی طور پر بہن کو منع کر دے تو حانث نہ ہوگا۔ |
| ۵۱۹ | امر رابع۔ | ۵۱۴ | کسی شخص نے قسم کھائی میں اپنے گھر میں رہنے والے فلاں شخص کو آج نکال باہر کروں گا حالانکہ وہ فلاں غلام وغالب ہے جس کو نکالنا اس کے لئے مشکل ہے تو فقط زبانی طور پر اسے نکلنے کا کہہ دینے سے حانث نہ ہوگا۔ |
| ۵۱۹ | چند شبہات کا ازالہ۔ | ۵۱۵ | قسم کھائی کہ اگر فلاں شخص کو اس گھر میں داخل ہوتا چھوڑوں تو میری بیوی کو طلاق، اگر یہ گھر حالف کی ملکیت ہے تو زبان و عمل دونوں سے روکنا لازم ہے ورنہ حانث ہو جائے گا۔ |
| ۵۲۰ | شبہ اولیٰ۔ | ۵۱۵ | مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے بطور تحقیق و تنقیح چند امور پر تنبیہ۔ |
| ۵۲۰ | شبہ ثانی۔ | ۵۱۵ | امر اول۔ |
| ۵۲۱ | فعل اختیار کے بغیر تحقیق نہیں ہوتا۔ | ۵۱۵ | مصنف علیہ الرحمۃ کی طرف سے ائمہ کی مختلف عبارات میں تطبیق، |
| ۵۲۱ | عدمی چیز اختیار کے بغیر بھی تحقیق ہو جاتی ہے۔ | ۵۱۷ | اپنے ذاتی گھر میں کلی اختیار کا حاصل ہونا اغلب ہے۔ |
| ۵۲۱ | شبہ ثالث۔ | ۵۱۷ | فقہی احکام کا مدار غالب امور پر ہوتا ہے۔ |
| ۵۲۲ | حاضر میں وصف کا ذکر لغو ہوتا ہے۔ | ۵۱۷ | قتل سے براہے۔ |
| ۵۲۲ | قسم کھائی کہ اس بچے کے ساتھ کلام نہ کریگا پھر اس کے جوان ہونے کے بعد اس سے بات کی تو حانث ہوگا۔ | ۵۱۷ | نہ چھوڑنے کے لئے کم از کم زبان سے روکنا ضروری ہے۔ |
| ۵۲۲ | فتمیں الفاظ پر مبنی ہوتی ہیں اغراض پر مبنی نہیں ہوتی۔ | ۵۱۸ | قسم میں کلمہ کا لفظ ہمیشگی کے لئے ہوتا ہے۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۵۲۲ | تخصیص حال کی ایک صورت۔ | ۵۲۷ | سلطان نے قیدی کو قسم دی کہ میری اجازت کے بغیر میرے ملک سے تو باہر نہ جائے گا یہ قسم اس کی حکومت کی بقاء کے ساتھ مقید ہوگی سلطان کے معزول ہونے کے بعد اس کی اجازت کے بغیر ملک سے باہر جانے پر قیدی کی قسم نہ ٹوٹے گی۔ |
| ۵۲۳ | دیانت میں صفت داعیہ وغیرہ داعیہ دونوں یکساں ہیں اس لئے نیت تخصیص ضروری ہے۔ | ۵۲۸ | آقا نے غلام، بادشاہ نے رعایا یا خاوند نے بیوی کو قسم دی یا خود قسم کھائی کہ تو میری اجازت کے بغیر باہر نہ جائے تو یہ قسم بقاء ملک بقاء ملک اور بقاء زوجیت کے ساتھ مقید ہوگی۔ |
| ۵۲۳ | وصف کو ذکر کے بغیر نیت تو دینا تا بھی معتبر نہیں چہ جائیکہ قضاء۔ | ۵۲۸ | ایک شخص نے بیوی کو کہا، اگر تیری اجازت کے بغیر دوسری عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق، پھر بیوی کو نکاح سے خارج کر کے اس کی اجازت کے بغیر دوسری سے نکاح کرے تب بھی دوسری کو طلاق ہو جائے گی۔ |
| ۵۲۳ | کسی شخص نے کہا اگر میں باہر جاؤں تو میرا غلام آزاد ہے اور باہر جانے سے سفر کی نیت کی تو دینا تا اس کی تصدیق کی جائے گی اور کسی خاص مکان مثلاً بغداد کی طرف خروج کی نیت کرے تو صحیح نہیں۔ | ۵۲۹ | کسی نے اپنی بیوی کو کہا اگر تو میری اجازت کے بغیر باہر نکلی تو تجھے تین طلاقیں، پھر خاوند نے بیوی کو ایک طلاق بائن دے دی، اب خاوند کی اجازت کے بغیر باہر نکل گئی تو حائث نہ ہوگا۔ |
| ۵۲۳ | چوتھا شبہ۔ | ۵۲۹ | خاوند جب بیوی کو طلاق بائن دے دے تو ولایت منع زائل ہو جاتی ہے۔ |
| ۵۲۵ | ایک شخص نے قسم کھائی اگر زید سے بات کروں تو میری بیوی کو تین طلاقیں اب چاہتا ہے کہ اس سے بات کرے اور بیوی کو طلاق مغفلہ نہ ہو تو بیوی کو ایک طلاق بائنہ دے عدت گزر جانے کے بعد بات کر سکتا ہے اور بعد ازاں بلا حلالہ دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ | ۵۳۰ | اہل حرب نے قیدی کو قسم دی کہ تو ہمارے حاکم کی اجازت کے بغیر باہر نہیں جائے گا پھر حاکم معزول ہو کر دوبارہ بحال ہوا اب وہ قیدی اس کی اجازت کے بغیر باہر چلا جائے تو حائث نہ ہوگا۔ |
| ۵۲۶ | سیدنا حضرت ایوب علیہ السلام کے قسم کھانے کا واقعہ۔ | ۵۳۰ | مالک نے غلام کو کہا کہ اگر تو میری اجازت کے بغیر باہر نکلا تو آزاد ہے، پھر اس کو فروخت کر کے دوبارہ خرید لیا اب وہ غلام اس کی اجازت کے بغیر نکلا تو آزاد ہوگا۔ |
| ۵۲۶ | قسم کا سبب اور داعی ختم ہو جانے کے باوجود قسم باقی رہتی ہے اس کے زوال سے قسم باطل نہیں ہوتی۔ | | |

| | | | |
|-----|---|-----|---|
| ۵۳۰ | خاوند نے قسم کھائی کہ میری بیوی گھر سے باہر نہ نکلے گی تو یہ قسم بقاء زوجیت کے ساتھ مقید نہ ہوگی کیونکہ اس میں اجازت کا ذکر نہیں۔ | ۵۳۰ | کسی شخص کے لئے آسان پر چڑھنا یا پتھر کو سونے سے بدلنا عقلاً ممکن ہے لیکن عادیہ محال ہے۔ |
| ۵۳۱ | کسی شخص نے اپنی بیوی کو کہا میں جس عورت سے تیری اجازت کے بغیر نکاح کروں اس کو طلاق ہوگی۔ اس کے بعد بیوی کو طلاق باندھ یا مغفل دے دی پھر کسی عورت سے اس مطلقہ کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو طلاق ہو جائے گی۔ | ۵۳۱ | پانچواں شبہ۔ |
| ۵۳۱ | قسم کھائی کہ اگر فلاں سے اس کی اجازت یا اس کی آمد کے بغیر بات کروں تو یہ ہو جائے، پھر وہ فلاں فوت ہو گیا تو قسم ختم ہو جائے گی۔ | ۵۳۱ | تطفل علی الشاہی۔ |
| ۵۳۱ | جب قسم کسی شرط کے ساتھ مشروط ہو تو طرفین کے نزدیک اس شرط کا متصور ہونا ضروری ہے۔ | ۵۳۱ | قسم گواہوں کا خلیفہ بنتی ہے تو جب اصل ہو جائے تو خلیفہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ |
| ۵۳۲ | مرنے کے بعد جو حیات ملتی ہے وہ دنیوی حیات کا غیر ہے۔ | ۵۳۲ | اگر مدعی کے گواہ قاضی کی مجلس میں حاضر ہوں تو بالاتفاق مدعی علیہ سے قسم نہیں لی جائے گی۔ |
| ۵۳۲ | حیات کا ایک ایسا عارضہ ہے جس کو بعینہ واپس لانا ممکن نہیں۔ | ۵۳۲ | کوئی شخص قسم کھائے کہ میں اس کوزے کے پانی کو ضرور پیوں گا، پھر وہ پانی گرا دیا گیا تو وہ حاشا ہو جائے گا۔ |
| ۵۳۲ | روح اور حیات ایک دوسرے کے مغایر ہیں۔ | ۵۳۲ | حاکم شہر نے کسی کو قسم دی کہ تو شہر میں داخل ہونے والے ہر فساد کی اطلاع مجھے دے گا۔ پھر وہ حاکم معزول ہو گیا تو اس کی دی ہوئی قسم بھی ختم ہو جائے گی۔ |
| ۵۳۲ | قسموں کی بنیاد عرف پر ہوتی ہے۔ | ۵۳۳ | رد المحتار کی ایک عبارت کی توضیح و تشریح۔ |
| ۵۳۲ | اجازت صرف عاقل سے متصور ہوتی ہے۔ | ۵۳۵ | قرضخواہ نے مقروض کو قسم دی کہ تو مجھ سے منہ نہ چھپائے گا اس کا کیا مطلب ہے۔ |
| ۵۳۳ | تین حضرات نے ایک شخص کو قسم دی کہ وہ ان کی اجازت کے بغیر بخارا سے باہر نہ جائے گا، پھر ان میں سے ایک مجنون ہو گیا اور باقی دو کی اجازت سے وہ باہر گیا تو حاشا ہو جائے گا لیکن اگر ان میں سے ایک فوت ہو جائے اور باقی دو کی اجازت سے وہ باہر چلا جائے تو حاشا نہ ہوگا۔ | ۵۳۷ | مقصود کا متقی ہونا اور اس کا قصد نہ کرنا دو مختلف چیزیں ہیں۔ |
| | | ۵۳۸ | مقصود کا باقی نہ رہنا اور اسے مقصود نہ بنانا دو مختلف چیزیں ہیں اور ان میں بڑا فرق ہے۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۵۴۸ | متعدد احادیث سے اس بات کا ثبوت غصہ میں کھائی پر غصہ کے زوال کے بعد بھی حنث لازم آتا ہے۔ | ۵۴۸ | ماترید یہ کے نزدیک مطہر کو سزا دینا محال عقلمی ہے۔ |
| ۵۴۸ | حضور علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا کہ جب تو قسم کھائے پھر اس کے خلاف کو بہتر دیکھے تو قسم توڑ کر اس کا کفارہ دے دے۔ | ۵۴۸ | معتزلہ کے نزدیک توبہ کو قبول کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔ |
| ۵۴۹ | نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفر مان ہے کہ بخدا تم میں کسی کا اپنی قسم کی وجہ سے اپنے اہل کو ضرور ایذا پہنچانا عند اللہ زیادہ گناہ ہے اس سے کہ اس کے بدلے وہ کفارہ دے دے جو اللہ تعالیٰ نے فرض فرمایا ہے۔ | ۵۴۹ | توبہ کو قبول کرنا محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ |
| ۵۵۰ | قسم اختیاری فعل ہے۔ | ۵۵۰ | ایک شخص نے قسم کھاتے ہوئے اپنی بیوی کو کہا کہ اگر میں دنیا کی ہر بدی اور قباحت کو تیری طرف منسوب کر کے تیرے بھائی سے شکایت نہ کروں تو تجھے طلاق ہے۔ ایسا شخص قسم سے بری ہونے کے لئے کیا کرے۔ |
| ۵۵۰ | کوئی اختیاری فعل قصد و ارادہ کے بغیر ممکن نہیں۔ | ۵۵۱ | طلاق معوض اور گناہ مغضوب ہے۔ |
| ۵۵۰ | مقصود کے انتفاء سے علی الاطلاق اور علی العموم قسم کا باطل ہونا غلط ہے۔ | ۵۵۱ | صلح و آشتی محبوب اور شرعاً مطلوب ہے۔ |
| ۵۵۰ | اگر کوئی شخص غیر مفید طور پر قسم کھائے کہ میں فلاں کو ماروں گا یا حاکم کے سامنے پیش کروں گا یا فلاں چیز کھلاؤں گا یا جوڑا پہناؤں گا، تو یہ قسمیں عرفاً زندگی بھر کے لئے ہیں اگر یہ کام نہ کئے اور فلاں مر گیا تو حانث ہوگا اور قسم کا کفارہ دینا لازم ہوگا اور اگر یہ قسمیں طلاق یا اعتاق سے متعلق تھیں تو طلاق یا اعتاق واقع ہو جائے گا۔ | ۵۵۱ | صلح قسم کو ختم نہیں کرتی۔ |
| ۵۵۱ | چھٹا شبہ۔ | ۵۵۱ | زید نے قسم کھائی کہ وہ عمرو کو مارے گا تو عمرو کے بے گناہ ثابت ہونے سے قسم ختم نہ ہوگی بلکہ زید پر لازم ہوگا کہ وہ قسم توڑے اور کفارہ دے۔ |
| ۵۵۱ | علامہ سائحانی پر تطفل۔ | ۵۵۱ | زید نے قسم کھائی کہ وہ عمرو کو مارے گا تو عمرو کے بے گناہ ثابت ہونے سے قسم ختم نہ ہوگی بلکہ زید پر لازم ہوگا کہ وہ قسم توڑے اور کفارہ دے۔ |
| ۵۵۳ | اثبات مدعی نئے انداز سے۔ | ۵۵۳ | ساتواں شبہ۔ |
| ۵۵۳ | جب تک جرم باقی ہو استحقاق انتقام باقی رہتا ہے۔ | ۵۵۳ | ساتویں شبہ کا جواب اول۔ |
| ۵۵۳ | اہلسنت کے نزدیک توبہ کو قبول کرنا واجب اصلی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کچھ واجب نہیں ہوتا۔ | ۵۵۳ | زید اپنی بیوی کو عمرو کے گھر جانے سے روکے بیوی باز نہ آئے اور زید قسم کھائے کہ اگر تو عمرو کے گھر میں داخل ہوئی تو تجھے تین طلاق اب جب بھی بیوی عمرو کے گھر داخل ہوگی طلاق ہو جائیگی چاہے زید عمرو سے راضی ہو جائے یا ناراض رہے۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|---|
| ۵۶۲ | حلالہ میں صرف نکاح پر اکتفا نہ کرنے اور مجامعت کو شرعاً لازم قرار دینے کی حکمت۔ | ۵۵۸ | طلاق مغفلہ کو کسی شرط پر معلق کیا تو مغفلہ سے بچنے کا حیلہ۔ |
| ۵۶۳ | تیسری مثال۔ | ۵۵۸ | جواب ثانی۔ |
| ۵۶۳ | بسا اوقات عورتیں فرقت کے بعد بھی اپنے سابق خاوند کی دوسری شادی سے غمگین ہوتی ہیں۔ | ۵۵۸ | جواب ثالث۔ |
| ۵۶۳ | شوہر نے قسم کھاتے ہوئے بیوی کو کہا کہ تو میری اجازت کے بغیر باہر نہیں جائے گی، تو قسم حالت نکاح سے مقید ہوگی۔ | ۵۵۹ | جواب رابع۔ |
| ۵۶۳ | چوتھی مثال۔ | ۵۵۹ | شک یقین کو زائل نہیں کر سکتا۔ |
| ۵۶۳ | امام نجم الدین عمر نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن وانس کے مفتی ہیں۔ | ۵۵۹ | بیوی نے خاوند سے کہا کہ تو نے مجھ پر کوئی دوسری بیوی بنا رکھی ہے تو خاوند نے جواب میں کہا کہ جو بھی عورت میری بیوی ہے اس کو طلاق ہے، تو اس بیوی کو طلاق ہو جائے گی۔ |
| ۵۶۳ | کسی شخص نے اپنی بیوی کو اجنبی شخص سے بے تکلف گفتگو کرتے دیکھ کر کہا اب اگر تو نے کسی بیگانہ شخص سے بات کی تو تجھے طلاق ہے۔ یہ قسم عام ہوگی اور ہر غیر محرم کو شامل ہوگی چاہے وہ اس گھر کے ملازم یا خاوند و بیوی کے رشتہ دار ہوں۔ | ۵۶۰ | الفاظ قسم میں عموم و اطلاق ہو تو عموم ہی یقینی ہے نیت تخصیص قضاء معتبر نہ ہوگی۔ |
| ۵۶۳ | آٹھواں شبہ۔ | ۵۶۰ | دلالت حال عموم میں تخصیص نہیں کر سکتی۔ |
| ۵۶۵ | قسم میں کسی خاص وصف غیر مذکور کی نیت معتبر نہیں۔ | ۵۶۱ | اسی بات کی چند مثالیں کہ محض احتمال کی صورت میں دلالت حال معتبر نہیں۔ |
| ۵۶۵ | ایک شخص کھڑا ہو تو کوئی شخص اس کے بارے میں یہ قسم کھائے کہ وہ اس سے بات نہیں کرے گا، پھر کہے کہ میری نیت یہ تھی کہ بوقت قیام اس سے بات نہ کروں گا، تو یہ نیت معتبر نہ ہوگی۔ | ۵۶۱ | پہلی مثال۔ |
| ۵۶۵ | صفت قیام ترک کلام کی داعی نہیں۔ | ۵۶۱ | دوسری مثال۔ |
| ۵۶۵ | حاضر میں وصف لغو ہے۔ | ۵۶۲ | ایک شخص کا قصہ جس نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ اگر ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ غیر شخص کو پائے تو قتل کر دے؟ |
| ۵۶۵ | اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ وہ عورت نہیں کرے گا اور نیت کرے ہاشمی، عربی یا ترکی یا کوئی خاص نسب والی کی تو یہ نیت دیانہ معتبر ہوگی قضاء نہیں۔ | ۵۶۲ | بیک وقت تین طلاقیں دینا کیوں گناہ قرار دیا گیا۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|---|
| ۵۶۸ | خاوند نے تھیلی میں کچھ رقم رکھی اور بیوی کو کہا کہ اگر تو نے صبح تک اس میں سے کچھ باقی رکھا تو تجھے طلاق ہے۔ اب اگر بیوی نے اس میں سے کچھ بھی خرچ نہ کیا یا کچھ خرچ کیا اور کچھ باقی رکھا تو طلاق ہو جائے گی۔ | ۵۶۶ | قسم کھائی کہ فلاں کے گھر نہ رہوں گا اور کہتا ہے کہ میری مراد یہ تھی کہ فلاں کے گھر کرایہ پر نہیں رہوں گا، تو نیت صحیح نہیں۔ لہذا اس کے گھر بلا کرایہ بھی رہائش پذیر ہوا تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ |
| ۵۶۸ | جو ابقاء بشر کی صفت ہے وہ عدم فعل ہے نہ کہ فعل۔ | ۵۶۶ | اگر قسم کھائی کہ فلاں کے اس گھر میں نہیں رہوں گا جو اس نے خریدا ہے اور کہتا ہے کہ میری مراد یہ تھی کہ جو اس نے اپنی ذات کے لئے خریدا ہے تو یہ نیت مان لی جائے گی۔ |
| ۵۶۸ | زید نے کوئی چیز بیع فاسد کے ساتھ عمر و پر فروخت کی جس پر قاضی کو غصہ آیا اور کہا اگر میں یہ بیع فاسد باقی رکھوں تو یہ ہو جائے سورج غروب ہو گیا اور قاضی نے بیع فسخ نہ کی تو حانث ہوگا۔ | ۵۶۶ | نواں شبہ۔ |
| ۵۶۸ | اسی شبہ کا ازالہ کہ کبھی انسانی ابقاء فعل سے بھی حاصل ہو جاتا ہے جیسے زید کو گھر میں لا کر زنجیر سے باندھنا، تو یہ زید کو گھر میں باقی رکھنا ہے حالانکہ باندھنا فعل ہے۔ | ۵۶۷ | ابقاء جو کہ حی و قیوم کا فعل ہے محققین کے نزدیک وجودی ہے۔ |
| ۵۶۸ | کسی کو باندھنا خود ابقاء نہیں بلکہ مستلزم ابقاء ہے۔ | ۵۶۷ | امام الحرمین، امام رازی اور قاضی ابوبکر باقلانی کے مذہب پر ابقاء عین وجود ہے نہ کہ وجود پر کوئی امر زائد، لہذا ابقاء بمعنی ایجاد ہوگا۔ |
| ۵۶۹ | دسواں شبہ۔ | ۵۶۷ | ائمہ کشف و شہود کے مذہب پر ابقاء جواہر سمیت ہر چیز کے امثال کے تجدید کا نام ہے لہذا اس مذہب پر ابقاء ہر لمحہ امثال کے ایجاد کا نام ہے۔ |
| ۵۷۰ | نکلنے کا حکم نہ دینا اور نہ نکلنے کا حکم دینا یہ دونوں چیزیں آپس میں منافی نہیں۔ | ۵۶۷ | خالق و باری کی طرح صفت قیوم کا اطلاق بھی غیر اللہ پر جائز نہیں بلکہ اس پر علماء نے تکفیر کی ہے۔ |
| ۵۷۰ | وجودی چیز عدمی چیز کی قسم نہیں بن سکتی۔ | ۵۶۷ | ایسی چیز کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا جو اس کے شایان شان نہ ہو یا جہالت، نقص اور عجز کی نسبت اس کی طرف کرنا یا صفات مختصہ باللہ کا اطلاق غیر اللہ پر کرنا کفر ہے۔ |
| ۵۷۰ | کوئی شیئی مقارنات کے ساتھ متنوع و منقسم نہیں ہوتی۔ | ۵۶۸ | جو ابقاء بشر کی طرف سے ہو وہ ترک ازالہ کا نام ہے (نہ کہ ایجاد کا)۔ |
| ۵۷۱ | ضروری نوٹ۔ | | |

| | | | |
|-----|--|-----|---|
| ۵۷۱ | دیوبندی حضرات دیو جہالت کے ایسے اسیر ہیں کہ سوال سمجھ بغیر اپنا اجتہادی جواب دے دیتے ہیں۔ | ۵۷۱ | قسم کھائی کہ فلاں کا کھانا نہ کھاؤں گا پھر اس کے کھانے کا تصور کیا، حاشا نہ ہوا۔ |
| ۵۷۲ | حضرت مولانا غلام گیلانی شمس آبادی جن کے استفتاء پر رسالہ الجوبہ الثمین معرض تحریر میں آیا کا مکتوب گرامی بنام مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا۔ | ۵۷۲ | حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا عجیب فیصلہ۔ |
| ۵۷۳ | جس سوال پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسالہ الجوبہ الثمین کی صورت میں مفصل و مدلل جواب تحریر فرمایا اسی سوال پر مفتی دیوبند کا نامکمل اور بلاحوالہ جواب ناصواب۔ | ۵۷۳ | اصول الشاشی اور فصول کی ایک عبارت کی تشریح۔ |
| ۵۷۳ | مفتی دیوبند کے جواب پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا تبصرہ۔ | ۵۷۳ | فعل متعدی بغیر مفعول بہ کے متحقق نہیں ہوتا۔ |
| ۵۷۳ | دیوبند مفتی کی جہالت کہ رکھنے اور چھوڑنے میں فرق نہ سمجھ سکا۔ | ۵۷۳ | چند شخصوں نے مسجد کے اندر کہا کہ جو شخص بیٹی پر روپیہ لے یا قرضدار کے یہاں کھانا کھائے تو کلمہ شریف اور قرآن شریف سے پھرے، اس کا غنڈ بھی لکھا گیا بعد ازاں کاغذ پھاڑ ڈالا اور وہی کام کرنے لگے۔ ان کا کیا حکم ہے۔ |
| ۵۷۳ | جھوٹی بات پر قرآن مجید کی قسم کھانا یا اٹھانا سخت عظیم گناہ کبیرہ ہے۔ | ۵۷۳ | بیٹی پر روپیہ لینا اور قرضدار کے یہاں کھانا اگر قرض کے دباؤ سے ہے تو ناجائز ہے۔ |
| ۵۷۳ | سچی بات ہو تو قسم بھی کھا سکتے ہیں اور قرآن بھی اٹھا سکتے ہیں۔ | ۵۷۳ | قسم کھائی جو ایسا کرے کلمہ اور نماز سے پھرے، پھر قسم توڑ دی تو جو اس سے واقعہ کلمہ اور نماز سے پھرنا سمجھتا تھا کافر ہو گیا ورنہ گنہگار ہوا اور اس پر کفارہ واجب ہے۔ |
| ۵۷۳ | کلام اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اس لئے اس کی قسم شرعی ہے۔ | ۵۷۳ | قسم کھائی کہ عورتوں کو غلط رسوم والی شادی میں نہ جانے دیں گے پھر ایسی شادی میں جانے دیا جہاں غلط رسمیں ہوئیں تو دوسرا گناہ ہوا، ایک گناہ قسم توڑنے کا دوسرا گناہ کی جگہ سمجھئے گا۔ |
| ۵۷۳ | صفات الہیہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات۔ | ۵۷۳ | قسم کھا کر وعدہ خلافی کرنے والوں کو نہ حکم بنایا جائے اور نہ ہی ان کی گواہی سنی جائے۔ |
| ۵۷۵ | مصنف شریف ہاتھ میں لے کر کوئی بات کہی تو قسم شرعی نہ ہوگی۔ | ۵۷۵ | عہد پر قائم رہنے والوں پر طعنہ کرنے والوں کے اسلام میں فرق آنے کا خطرہ ہے۔ |
| ۵۷۵ | کوئی شخص کہے کہ میں قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہوں کہ ایسا کروں گا اور پھر نہ کیا تو کفارہ لازم آئے گا۔ | ۵۷۵ | |

| | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۵۸۳ | حرمین شریفین کے مصارف کے لئے یا وہاں کے علماء و فقراء کے لئے نذرمانی تو انسب یہی ہے کہ وہیں خرچ کرے، دوسری جگہ بھی اسی مصرف میں خرچ کر سکتا ہے۔ | ۵۷۹ | ایک شخص نے کسی سے غصہ میں آکر کہا کہ تیرے مکان کا کھانا بیٹا مجھ پر حرام ہے۔ یا کہا کہ تیرے منکے کا پانی مجھ پر حرام ہے، تو شرعیہ قسم ہے اگر اس کے گھر کھائے پئے گا اس کے منکے کا پانی پئے گا تو قسم کا کفارہ دینا آئے گا۔ |
| ۵۸۳ | نذر شرعی کی ادا واجب ہے۔ | ۵۷۹ | کوئی شخص کہے اگر میں تم سے بولوں یا تمہارے مکان جاؤں یا یہ چیزیں کھاؤں تو میرے حق میں حرام ہے، تو استحسانا یہ صورت حلف کی ہے۔ |
| ۵۸۳ | تعیین مکان نذر میں نامعتبر ہے۔ | ۵۷۹ | بیمین تحریم حلال ہی ہے۔ |
| ۵۸۳ | مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو بھوت خانہ کالی گھر کی مثل کہنا گستاخی و توہین و کلمہ کفر ہے۔ | ۵۸۱ | باب النذر |
| ۵۸۳ | نذر پوری کرنے سے جو شخص روکے وہ مناع الخیر ہے۔ | ۵۸۱ | "اللہ کو نذر کریں گے" کہنے سے نذر شرعی نہ ہوئی، یونہی نھئی کو دیں گے صرف وعدہ ہے یہ بہہ بھی نہ ہوگا۔ |
| ۵۸۳ | اگر بد رگاہ خداوند کریم سوال کیا جائے کہ مجھ کو فرزند عطا ہو یا بیماری دفع ہو یا قرض ادا ہو تو اس قدر خیرات فی سبیل اللہ بارواح رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام یا حضرت پیر و سنگیر یا ولی اللہ کردوں گا۔ تو بلا شبہ یہ نذر جائز ہے اور اس کا پورا کرنا واجب ہے۔ | ۵۸۱ | جو وعدہ کیا اس سے پھر ناہر گز نہیں چاہئے، قرآن شریف میں اس پر سخت وعید فرمائی گئی ہے۔ |
| ۵۸۴ | چہل تن چالیس شہداء ہیں۔ | ۵۸۱ | ایک چیز کو نذر کرنے کو کہا اور بہہ کرنے کو بھی، طریقہ یہ ہے کہ کسی فقیر کو وہ چیزیں دے دے پھر اس سے خرید کر جس کو بہہ کرنے کے لئے کہا ہے اس کو دے دے۔ |
| ۵۸۴ | نذر ماننے کے بعد ناذر فوت ہو جائے تو اس کے ترکہ سے نذر ادا کی جائے گی۔ | ۵۸۱ | اللہ کے نام نذر کرنے سے قربانی ضروری نہیں۔ اس کے لئے قربانی کا نام لینا ضروری ہے۔ |
| ۵۸۴ | چہل تنوں کی منت کی شرعی صورت اور فاضل لہو و لعب کا رد۔ بلیغ۔ | ۵۸۲ | اپنے کاروبار میں غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے متعین حصہ مثلاً سولھواں حصہ برائے ایصال ثواب مقرر کیا تو اس رقم کو ہر دینی کام میں صرف کر سکتے ہیں۔ |
| ۵۸۴ | میلاد مبارک اور گیارھویں احباب کو کھانا کھلانے، مساجد میں شربینی لے جانے یا نمازیوں کو کھلانے کی نذر فقہی نہیں لہذا امیر غریب سب کھا سکتے ہیں۔ | ۵۸۲ | مسجد ویران کی آبادی نہایت اہم کام ہے اور اس میں صرف کرنا مقدم ہے۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۵۸۵ | خاص معین جانور کی نذر شرعی مانی تو اس کا بدلنا جائز نہیں۔ | ۵۸۵ | جب تک زبان سے الفاظ نذر نہ کہے صرف نیت سے کچھ لازم نہیں آتا۔ |
| ۵۸۶ | مزار پختہ بنوانے کی نذر شرعی نہیں، نہ اس کا پورا کرنا شرعاً واجب ہے۔ | ۵۸۶ | نذر غیر شرعی و نذر شرعی کی تنقیح تام۔ |
| ۵۸۶ | بزرگوں کی منت حقیقۃ اللہ عزوجل کے لئے ہوتی ہے اس لئے اس میں حرج نہیں۔ | ۵۸۶ | مسلمان پر بدگمانی جائز نہیں۔ |
| ۵۸۶ | پانچ روپیہ کا غلہ دینے کی منت مانی تو فقیر کو اتنے کا کپڑا دے سکتا ہے سلائی کا پیسہ نذر میں محسوب نہ ہوگا۔ | ۵۸۶ | پہلے مہینے کی تنخواہ کی منت مانی تو عرفاً پورے ایک مہینہ کی تنخواہ مراد ہوگی۔ |
| ۵۸۷ | نذر پورا کرنے کا ثبوت آیات قرآنی سے۔ | ۵۸۷ | ہر عاقد، حالف، ناذر اور واقف کے کلام کو اسی معنی پر محمول کیا جائے گا جو متعارف ہے۔ |
| ۵۸۷ | نذر والے کی نیت اگر یہ ہو کہ منت ماننے سے مقدر بدل جائے گا اور تقدیر کا نوشتہ پلٹ جائے گا تو یہ اعتقاد فاسد ہے اور ایسی نذر سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ | ۵۸۷ | نذر کے روپے اپنے اصول، فروغ، زوج، زوجہ اور سید کو نہیں دے سکتے۔ |
| ۵۸۹ | سر کی منت مانی تو اس کی قیمت کا گوشت بھی دے سکتے ہیں۔ | ۵۸۹ | ایک ماہ کی تنخواہ دینے کی منت مانی اور روپے غریب عزیز کو دے دئے تو عُدُونا ثواب ہوگا۔ |
| ۵۸۹ | منت مانی کہ میرا یہ کام ہو جائے تو جانور نذر کروں گا، اگر الفاظ ایسے ہوں جن سے وجوب شرعی ثابت ہو تو جانور متعین ہو گیا۔ | ۵۸۹ | ایک شخص نے کہا کہ مجھے جو نفع ہوگا اس میں سے سوٹھواں حصہ واسطے اللہ کے نکالوں گا اب اس کو لاگت سے زائد ایک روپیہ نفع ہوا لیکن متفرق خرچ یعنی تنخواہ ملازمین وغیرہ میں دو آنے صرف ہو گئے باقی چودہ آئے رہے، اب وہ روپے کا سوٹھواں حصہ نکالے یا چودہ آنے کا۔ |
| ۵۸۹ | منذور بعینہا ہلاک ہو جائے تو نذر ساقط ہے۔ | ۵۸۹ | صرف دل میں ارادہ کر لینے سے منت نہیں ہوتی اس کے لئے زبان سے کہنا ہوگا۔ |
| ۵۹۰ | طاق بھرنے کی منت سے اگر طاق بھرنا ہی مقصود ہو تو یہ نیت لغو ہے۔ | ۵۹۰ | اپنی تجارت میں سوٹھواں حصہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے نذر کیا اس کے مصارف کیا ہوں گے۔ |
| ۵۹۰ | میلاد شریف کی منت ماننا کیسا ہے۔ | ۵۹۰ | بے الفاظ نذر زبان سے کہا کہ اپنے منافع تجارت سے سوٹھواں نیک کاموں میں اللہ تعالیٰ کے لئے صرف کیا کروں گا، اس سے محض میلاد، گیارہویں شریف، افطاری رمضان اور اپنے والدین و سادات و علماء کی خدمت سب کچھ کر سکتا ہے۔ |
| ۵۹۰ | مجلس میلاد شریف کہ طریقہ رائج حرمین شریفین پر ہو اعلیٰ مستحبات سے ہے۔ | ۵۹۰ | |

| | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۵۹۷ | منت شرعی کا گوشت نہ تو خود کھاسکتا ہے نہ اپنی اصل اور فرع کو کھاسکتا ہے اور نہ ہی کسی ہاشمی یا غنی کو کھاسکتا ہے۔ | ۵۹۵ | طاعت پر اجارہ باطل ہے۔ |
| ۵۹۷ | جو مصرف زکوٰۃ ہے وہی مصرف نذر ہے۔ | ۵۹۵ | متاخرین نے امامت، اذان اور تعلیم قرآن پر اجرت کو جائز قرار دیا ہے۔ |
| ۵۹۸ | غیر خدا کے لئے نذر فقہی کی ممانعت ہے۔ | ۵۹۵ | الفاظ نذر کے بغیر آمدنی کا کچھ حصہ منافع تجارت کا اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا اور نیت خاص مساکین کو خدا کے نام پر دینے کی تھی تو اس رقم سے میلاد شریف، گیارہویں شریف اور افطاری رمضان وغیرہ کرا سکتا ہے مگر اب صرف محتاجوں کو کھلائے، سادات و علماء اور والدین کو بھی بحالت حاجتمندی دے سکتا ہے کیونکہ یہ صدقہ واجبہ نہیں۔ |
| ۵۹۸ | اولیائے کرام کے لئے ان کی حیات ظاہری خواہ باطنی میں جو نذریں بھی جاتی ہیں یہ نذر فقہی نہیں۔ | ۵۹۶ | اہل و عیال اور اولاد کو جو کچھ کھلادیا جاتا ہے احادیث میں اس پر صدقہ کا اطلاق آیا ہے۔ |
| ۵۹۹ | شاہ رفیع الدین صاحب برادر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی عبارت سے تائید۔ | ۵۹۶ | اگر خاص الفاظ نذر زبان سے ادا کئے تو اب والدین، سادات اور اغنیاء کو نہیں دے سکتا، دیگر محتاجوں کو دے سکتا ہے اگرچہ اس کی پھوپھی، خالہ، چچا، ماموں اور بہن بھائی ہوں۔ |
| ۵۹۹ | علامہ سید عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمۃ کی عبارت سے استدلال۔ | ۵۹۶ | اگر مجلس گیارہویں شریف یا میلاد شریف منعقد کر کے مال نذر فقیر کی ملک کر دیا تو درست ہے۔ |
| ۵۹۹ | اولیاء گزشتہ کے لئے منت مجازاً ان کے خادمانِ قبور پر تصدق سے عبارت ہے۔ | ۵۹۶ | ذکر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی ولی کو ایصالِ ثواب کے لئے اجتماع نذر و صدقہ کے منافی نہیں۔ |
| ۵۹۹ | فقیر کو زکوٰۃ دے اور قرض کا نام لے تو صحیح ہو جائے گی۔ | ۵۹۶ | مال زکوٰۃ اور خاص نذر کا حکم ایک ہی ہے۔ |
| ۵۹۹ | اعتبار معنی کا ہے نہ کہ لفظ کا۔ | ۵۹۶ | مال زکوٰۃ اور مال نذر محتاج طالب علموں کو بھی دے سکتے ہیں خواہ کپڑے بناوے خواہ اناج یا کھانا انھیں دے کر مالک کر دے، ہاں گھر میں بٹھا کر کھلانے سے زکوٰۃ نذر ادا نہ ہوگی۔ |
| ۵۹۹ | امام اجل ابوالحسن نور الملیۃ والدین علی بن یوسف بن جریر شطرنوبی بے نظیر امام ہیں۔ | ۵۹۶ | مؤذن کی تنخواہ میں نذر یا زکوٰۃ محسوب نہیں ہو سکتی ہاں اگر بلا تنخواہ اذان دیتا ہے اور محتاج ہے تو دے سکتے ہیں۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۶۰۲ | اولیاء کرام کا مادہ کے پیٹ کے حال کو جاننا۔ | ۵۹۹ | شس الدین ذہبی فن رجال کے امام ہیں۔ |
| ۶۰۳ | اولیاء کے علوم غیبیہ۔ | ۵۹۹ | نذیر اولیاء کرام سے متعلق کتاب مستطاب بحجۃ الاسرار کے حوالہ سے گیارہ روایات۔ |
| ۶۰۳ | نویں روایت۔ | ۵۹۹ | پہلی روایت۔ |
| ۶۰۳ | اولیاء اللہ جانوروں کی گفتگو سمجھتے ہیں۔ | ۶۰۰ | سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کھڑاؤں کا کمال۔ |
| ۶۰۳ | ایک دہقانی کا انوکھا واقعہ۔ | ۶۰۰ | سرکار غوث اعظم کی یاد سے نجات ملتی ہے۔ |
| ۶۰۳ | دسویں روایت۔ | ۶۰۰ | دوسری روایت۔ |
| ۶۰۳ | اولیاء اللہ شیروں پر حکومت کرتے ہیں۔ | ۶۰۰ | حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نذریں قبول فرماتے اور خود بھی تناول فرماتے تھے۔ |
| ۶۰۴ | اولیاء اللہ کے تصرفات و علوم غیبیہ۔ | ۶۰۱ | تیسری روایت۔ |
| ۶۰۴ | ولیوں کے قدموں پر گرنا اور قدمبوسی کرنا۔ | ۶۰۱ | غوث اعظم کی فیاضی اور غریب نوازی کا ایک واقعہ۔ |
| ۶۰۵ | اللہ تعالیٰ اولیاء سے کوئی چیز مخفی نہیں رکھتا۔ | ۶۰۱ | چوتھی روایت۔ |
| ۶۰۵ | دلی خطرہ پر ولی کی نظر۔ | ۶۰۱ | شیخ بقاء بن بطور رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل۔ |
| ۶۰۵ | گیارہویں روایت۔ | ۶۰۱ | پانچویں روایت۔ |
| ۶۰۵ | حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم فرمانا کہ حاجت برآری کے لئے سیدہ طاہرہ نفیسہ کی نذر مانو۔ | ۶۰۱ | شیخ منصور بطاحی علیہ الرحمۃ کی عظمت۔ |
| ۶۰۵ | شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی عبارت سے استشاد۔ | ۶۰۲ | چھٹی روایت۔ |
| ۶۰۷ | شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی عبارت سے استدلال۔ | ۶۰۲ | شیخ علی بن ہبیتی علیہ الرحمۃ کا مقام۔ |
| ۶۰۷ | شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی عبارتوں کے چودہ عظیم وہابیت کش فولد۔ | ۶۰۲ | ساتویں روایت۔ |
| ۶۰۸ | مجموعہ خطب مؤلفہ مولوی عبدالحی کے وہ اشعار جو استفتاء میں مذکور ہیں موافق اہلسنت نہیں ہے۔ | ۶۰۲ | ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ اکابر اولیاء عراق سے ہیں۔ |
| ۶۰۸ | استفتاء میں مذکور برکات الامداد کی عبارت متعلق بہ استمداد ہے۔ | ۶۰۲ | آٹھویں روایت۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۶۱۳ | کافر کی گواہی قبول نہیں۔ | ۶۰۹ | باب الکفارة |
| ۶۱۳ | مدعی کا قول مسموع نہیں۔ | ۶۰۹ | شرع مطہر میں کفارہ اس گناہ پر آتا ہے جو شاعت میں حد سے نہ گزرا ہو، شاعت و قباحت میں حد سے گزرے ہوئے گناہ کے لئے کفارہ موجب معافی نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لئے توبہ صادقہ لازم ہے۔ |
| ۶۱۳ | بغیر دیکھے کسی مسلمان پر تہمت لگانا کہ اس نے اپنی بیٹی کے ساتھ زنا کیا سخت حرام قطعی اور گناہ کبیرہ ہے۔ ایسی تہمت لگانے والا سخت عذاب الہی کا مستحق ہوتا ہے۔ | ۶۱۰ | اگر اپنی بیوی کو اپنی بہن یا ماں سے تشبیہ دی تو کفارہ لازم ہوگا لیکن اگر (معاذ اللہ) اپنی بہن یا ماں کو اپنی بیوی بنالیا تو کوئی کفارہ نہیں۔ بغیر توبہ صادقہ یہ جرم ہر گز معاف نہیں ہو سکتا۔ |
| ۶۱۳ | آبرو اتارنا زنا کے لئے خاص نہیں مار پیٹ کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ | ۶۱۰ | قرآن شریف اٹھا کر عہد کرنا اور پھر توڑ دینا قرآن شریف کی توجہ ہے جس پر بہت جلد توبہ صادقہ کرے ورنہ عذاب عظیم والیم اور نارنجیم کا منتظر رہے۔ |
| ۶۱۳ | زنا کی جھوٹی تہمت لگانے والے پر اسی کوڑے کی سزا ہے اور وہ مرد و عورت دونوں کے لئے ہے۔ | ۶۱۰ | قسم توڑنے کا کفارہ غلام آزاد کرنا، دس مسکین کو کھانا دینا یا کپڑا پہنانا ہے اور اس پر قادر نہ ہو تو تین دن پے در پے روزے رکھنا ہے۔ |
| ۶۱۵ | جہاں اسلامی قانون نہ ہونے کی وجہ سے حد قذف نہ لگائی جاسکے وہاں مسلمان تہمت لگانے والے سے اعلانیہ توبہ کرائیں نہ کرے تو اس سے مقاطعہ کریں۔ | ۶۱۱ | شرابی کی اخروی سزا کا بیان۔ |
| ۶۱۵ | ظالم کے پاس بیٹھنے سے قرآن مجید نے منع فرمایا۔ | ۶۱۱ | کفارہ یحیٰی منعقد پر ہے یحیٰی غموس کا کفارہ نہیں۔ |
| ۶۱۵ | اثبات زنا کے لئے کیسے گواہ درکار ہیں۔ | ۶۱۳ | کتاب الحدود والتعزیر |
| ۶۱۵ | زنا کی شہادت کے الفاظ کا بیان۔ | ۶۱۳ | زنا کا ثبوت چار عینی شاہدوں پر ہوتا ہے ورنہ الزام لگانے والے پر اسی کوڑے حد قذف کے لگائیں گے۔ |
| ۶۱۵ | کسی پر بہتان باندھنا، ناجائز طور پر آبرو لینا، دغا و فریب کسی کے ساتھ ہو، گناہ ہے، شریعت میں اس پر حد مقرر نہیں۔ حاکم شرع اپنی صوابدید سے تعزیر کر سکتا ہے اور تعزیر میں ۳۹ کوڑے سے زیادہ مارنا منع ہے بشرطیکہ بہتان زنا کا نہ ہو ورنہ حد قذف لازم ہے۔ | ۶۱۳ | عورت نے کسی مرد پر زنا کی تہمت لگائی اس پر حد قذف لازم آئی مگر وہاں اسلامی قانون نافذ نہیں اور حد قائم نہیں ہو سکتی۔ تو اب حکم شرعی یہ ہے کہ مسلمان اس سے اعلانیہ توبہ کرائیں۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|---|
| ۶۱۸ | زانی کے نکاح پر زنا سے کوئی اثر نہیں پڑتا مگر یہ کہ اس سے مصاہرت ثابت ہو جیسے اپنی زوجہ کی ماں یا بیٹی سے زنا کرے۔ | ۶۱۸ | زنا کا ثبوت بازاری باتوں سے نہیں ہوتا۔ |
| ۶۱۹ | توبہ کے بعد زانی وزانیہ سے میل جول میں حرج نہیں۔ | ۶۱۸ | ثبوت زنا کے لئے کافی شہادت شرعیہ یا کافی اقرار زانی وزانیہ لازم ہے۔ |
| ۶۱۹ | دیوبندی عقیدہ والے مرتدین ہیں ان سے میل جول منع ہے۔ | ۶۱۸ | عورت کا زانیہ ہونا ثابت ہو جائے تب بھی نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا۔ |
| ۶۱۹ | عورت کے زنا پر شوہر راضی نہ ہو تو اس پر کچھ الزام نہیں۔ | ۶۱۸ | عورت اگر شوہر کے باپ یا بیٹے سے زنا کرے تو حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی اور نکاح فاسد ہو جائے گا۔ |
| ۶۱۹ | جو لوگ زنا میں سماعی ہوں یا بعد زنا بلا وجہ توبہ زانی وزانیہ کے حامی ہوئے وہ بھی مستحق سزائے شرع ہیں۔ | ۶۱۸ | زانیہ کو طلاق دینا شوہر پر واجب نہیں۔ |
| ۶۲۰ | کسی عورت کے ساتھ کسی نے زنا کیا شوہر نے ازراہ چشم پوشی سزا نہ دلوائی، یہ فعل محمود ہے۔ | ۶۱۸ | طلاق جس طرح زبان سے ہوتی ہے اسی طرح قلم سے جبکہ بلا مجبوری شرعی لکھا ہو۔ |
| ۶۲۰ | مرد زنا کا اقرار کرتا ہے اور عورت انکار کرتی ہے اپنے اپنے بارے میں دونوں کا قول صحیح مانا جائیگا۔ | ۶۱۸ | الکتاب کا لخطاب۔ |
| ۶۲۱ | عورت منکر زنا ہے اور مرد اس سے زنا کا مقرر، تو جو شخص فقط اقرار مرد کی بناء پر عورت پر تہمت زنا لگائے گا سخت گنہگار اور اسی کو ٹروں کا سزاوار ہوگا۔ | ۶۱۸ | طلاق نامہ میں طلاق رجعی ہو مگر شوہر طلاق بائن کا اقرار کرے تو بائن ہو گئی۔ |
| ۶۲۱ | مرد مقرر زنا کو زانی قرار دے کر حد جاری کی جائیگی اگر اسلامی سلطنت نہ ہو تو مسلمان اس کو برادری سے خارج کریں اور اس سے میل جول چھوڑ دیں جب تک وہ اعلان توبہ نہ کرے۔ | ۶۱۸ | زانیہ کو طلاق دی تو عورت کو عدت اسی مکان میں گزارنا لازم ہے اور شوہر پر مہر اور نفقہ عدت لازم ہے۔ |
| ۶۲۲ | بیہودہ بے معنی اور بے اصل گواہوں سے زنا قیامت تک ثابت نہیں ہو سکتا۔ | ۶۱۸ | سزاوی ہے جو مطابق شرع ہے اس کے خلاف کی خواستگاری ناجائز ہے۔ |
| | | ۶۱۸ | منزل من اللہ کے خلاف فیصلہ کرنے والے ظالم ہیں۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|---|
| ۶۲۵ | گناہ تین قسم کے ہیں: ہلکے جو حد کی حد تک نہ ہوں، حد سے بڑھے ہوئے کہ حد بھی اس کا کفارہ نہ ہو سکے، اور متوسط، کہ حد سے پاک ہو جائیں۔ | ۶۲۳ | شہادت سے زنا کے ثبوت کے لئے شرائط کا بیان۔ |
| ۶۲۵ | شراب نوشی پر حد ہے، پیشاب نوشی پر کیوں نہیں۔ | ۶۲۳ | اگر شہادت زنا کی شرائط پوری نہ ہوں تو خود گواہی دینے والوں پر حد قذف جاری ہوگی۔ |
| ۶۲۵ | اجنبیہ سے زنا پر حد ہے محارم سے نکاح پر کیوں نہیں۔ | ۶۲۳ | ایک گواہ نے زنا کی عینی شہادت دی کہ کلیل فی المخلیہ دیکھا۔ دوسرے نے ننگے لیٹے ہوئے ہونے کی، نہ زنا ثابت ہوگا نہ حد جاری ہوگی۔ |
| ۶۲۶ | ہندہ کے چچا زاد بھائی نے اس کا بازو پشت کی طرف سے پکڑ کر پھیرا، ہندہ اس پر بدعتی کا الزام لگاتی ہے حالانکہ خود بد چلن ہے، اس صورت میں چچا زاد بھائی پر الزام نہیں۔ اگر مونا کپڑا درمیان میں حائل تھا تو کوئی قصور نہیں ورنہ اس کو مونڈھا پکڑنا نہیں چاہئے تھا۔ | ۶۲۳ | زنا کی شہادت میں وقت کا اختلاف ہوا شہادت مردود ہوگی۔ |
| ۶۲۶ | مسلمان پر تہمت رکھنا افعال شنیعہ سے ہے۔ | ۶۲۳ | عورتیں زنا کے بارے میں گواہ ہو ہی نہیں سکتیں۔ |
| ۶۲۶ | بھاج سے مذاق اور ہاتھ پائی حرام ہے۔ | ۶۲۳ | سنی سنائی گواہی تو دو کوڑی کے مال میں بھی مقبول نہیں چہ جائیکہ زنا جیسا اہم معاملہ ہو۔ |
| ۶۲۶ | شوہر جان بوجھ کر چشم پوشی کرتا ہے تو "دیوث" ہے۔ | ۶۲۳ | باہر سے سن کر زنا کی گواہی دینی نامقبول ہوگی۔ |
| ۶۲۶ | دیوث پر جنت حرام ہے۔ | ۶۲۳ | شوہر اگر اقرار کرے کہ اس کے باپ نے اس کی بیوی سے افعال مثل بوس و کنار وغیرہ کئے، عورت اس پر حرام ہوگئی۔ |
| ۶۲۶ | کسی کے عزیز واقارب اس کو فحاشی و بے حیائی سے منع نہیں کرتے تو شریک گناہ اور مستحق عذاب ہیں۔ | ۶۲۳ | زنا مسلمہ اور کافرہ سب کے ساتھ حرام ہے، زنا کافرہ کو جو حلال قرار دے تو کفر ہے۔ |
| ۶۲۷ | جانور سے نابالغ نے جماعت کی تو تنبیہ کی جائے، اور بالغ نے ایسی حرکت کی تو سزا دی جائے اور جانور کو ذبح کر کے جلادیا جائے۔ | ۶۲۳ | زنا کاروں پر توبہ فرض ہے۔ |
| ۶۲۸ | ہر شخص پر اس کی وسعت کے مطابق بُرے کام سے روکنا ضروری ہے اس میں کوتاہی نہ کرے۔ اور متعلقہ باز نہ آئے تو اس پر کوئی الزام نہیں اور راضی ہو تو خود مجرم، اس سے بھی قطع تعلق کیا جاسکتا ہے۔ | ۶۲۳ | زانی اور زانیہ اپنے کرتوت سے باز نہ آئیں تو ان کا بائیکاٹ کیا جائے۔ |
| | | ۶۲۵ | محرمات ابدیہ سے نکاح میں حد نہیں۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۶۲۱ | سیاست قتل غیر امام کے لئے جائز نہیں، اور امام کو بھی صرف ان کبائر میں قتل جائز ہے جو متعدی الضرر ہوں، صغائر یا کبائر غیر متعدی الضرر میں قتل جائز نہیں۔ | ۶۲۹ | زانی اور زانیہ کو حالت زنا میں پایا تو کیا حکم ہے، اور آتے جاتے ملتے ملاتے دیکھا تو کیا حکم ہے۔ |
| ۶۲۲ | زہادی معتزلی ہے اور ہر رطب و یابس کو جمع کرنے میں معروف، غیر ثقہ وغیرہ معتد ہے۔ | ۶۲۹ | سیاست کا حق سلطان کو ہے۔ |
| ۶۲۳ | بلاوجہ شرعی کسی مسلمان کو یا عالم کو مردود، آلو وغیرہ کہنا ناحق ایذاء دینا حرام ہے۔ | ۶۲۹ | ناحق قتل مسلم سخت کبیرہ گناہ اور قاتل پر قصاص لازم ہے۔ |
| ۶۲۴ | بلاوجہ شرعی جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دی۔ | ۶۲۹ | زانیہ وزانی کے قتل کا حکم مطلق نہیں بلکہ واجب ہے کہ پہلے زجر و ضرب و قہر کریں اگر جدا ہو جائیں تو اب عوام کو ان کا قتل حرام ہے۔ ہاں شہادت اربعہ گزریں یا بروجہ شرعی چار مجلسوں میں چار اقرار تو ان میں سے جو محسن ہو سلطان اسے رجم کرے گا۔ |
| ۶۲۵ | علماء دین کی شان ارفع واعلیٰ ہے۔ | ۶۲۹ | زانی اور زانیہ کو قتل کرنے کی اجازت غیر سلطان کو کس صورت میں ہے۔ |
| ۶۲۵ | شان علماء میں گستاخی کرنے والا منافق ہے اور لائق تعزیر ہے۔ | ۶۳۰ | "قتل زانی بحالت زنا" کے مسئلہ میں اضطراب اور اس کے درمیان مصنف کی توفیق۔ |
| ۶۲۵ | اصلاً ہر مسلمان مومن ہے، بعض اطراف کے عرف میں بکھروں کو مومن کہنا ان کی سلیم الطبعی کی وجہ سے ہوگا اور اس لفظ کو بطور طعن استعمال کرنا دوسرا گناہ ہے۔ | ۶۳۳ | ازالہ منکر اگر بغیر قتل کے حاصل ہو سکتا ہے تو قتل کی اجازت نہیں۔ |
| ۶۲۵ | مومن وہ ہے جس کے ہمسائے اس کی ایذاؤں سے امان میں ہوں۔ | ۶۳۳ | زنا کا سد باب ازالہ منکر ہے اور ازالہ منکر اللہ عزوجل کے لئے ہوتا ہے لہذا اس میں محارم واجنبی عورتیں برابر ہیں۔ |
| ۶۲۶ | کسی مسلمان کو اس کے پیشہ کے سبب سے حقیر جاننا برا ہے۔ | ۶۳۰ | مامور بشینین سے اگر ایک فوت ہو جائے تو دوسری ساقط نہیں ہوتی۔ |
| ۶۲۶ | نماز نہ پڑھنے پر کسی کو مار پیٹ کی، اس کی گھڑی ٹوٹ گئی تو قیمت دینی ہوگی۔ | ۶۳۰ | احدا لمعصیتین کا ارتکاب دوسری معصیت کو مباح نہیں کرتا۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|---|
| ۶۳۶ | مسلمان کے مال کا نقصان اور اس کی ہتک عزت بلاوجہ شرعی حرام ہے۔ | ۶۳۶ | علم الہی سے کسی شئی کی نفی اس کے علم سے نفی ہے کہ واقع ہونا تو ضرور علم میں ہوتا ہے۔ |
| ۶۳۶ | نماز پڑھنے کے لئے تنہیہ و تقہیم چاہئے مار پیٹ کا وقت نہیں ہے۔ | ۶۳۶ | شوہر سے بدزبانی ناشکری ہے جس پر عورت کو توبہ چاہئے۔ |
| ۶۳۷ | کوتوں اور سوروں کو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کہنا سخت و شنیع جملہ ہے توبہ اور تجدید اسلام کرے۔ | ۶۵۰ | "الشیخ فی قومہ کالذی فی امتہ" حدیث کے الفاظ ہیں۔ |
| ۶۳۷ | کافروں کا نسب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقطع ہے۔ | ۶۵۰ | مثل اور مانند میں بہت فرق ہے۔ |
| ۶۳۷ | کفار کو کتے اور سور کہنے والے پر کوئی الزام نہیں کیونکہ کافر تو کتوں اور سوروں سے بھی بدتر ہیں۔ | ۶۵۰ | سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایمانی کا ایمان جبرائیل یوں کیوں نہیں فرمایا ایمانی مثل ایمان جبرائیل۔ |
| ۶۳۸ | بھائی ہونے کی نفی کی، اگر کوئی سلوک ایسا بھی کیا ہو تو نفی کر سکتا ہے ورنہ تین گناہوں کا مرتکب ہے۔ | ۶۵۰ | بلاوجہ کسی مسلمان کو سخت و ست کہنا حرام ہے۔ |
| ۶۳۸ | کذب صریح، قطع اور ایذائے مسلم کبیرہ گناہ ہیں۔ | ۶۵۰ | سید، عالم بلکہ مرشد زادہ کو سخت و ست کہنا تو اور شدید ہے۔ |
| ۶۳۸ | جملہ "اچھا ہوا فلاں کے چوری ہو گئی" کے احکام۔ | ۶۵۰ | تین شخصوں کو ہلکا جاننے والا منافق ہے ایک وہ جسے اسلام میں بڑھایا آیا، دوسرا عالم، تیسرا بادشاہ اسلام عادل۔ |
| ۶۳۸ | حرام قطعی کا استحسان کفر ہے۔ | ۶۵۱ | مرتکب کبیرہ کے اسلام اور نکاح میں خلل نہیں آتا۔ |
| ۶۳۸ | حسد حرام ہے۔ | ۶۵۱ | جمع بین الاختین کرنے والا حرام کار ہے اس کا مقاطعہ کرنا چاہئے۔ |
| ۶۳۸ | کسی کے نقصان پر عداوت کے سبب سے خوش ہونا عداوت کے تابع ہے، اگر عداوت مذمومہ ہے تو یہ بھی قبیح و مذموم، اور اگر عداوت محمودہ ہے جیسے اعداء اللہ سے دشمنی، تو اس میں حرج نہیں۔ | ۶۵۲ | مسلمانوں کو بلاوجہ شرعی مردود، سبلیس کہنا سخت حرام۔ |
| ۶۳۹ | توبہ کے لئے ندامت اور گناہ سے تبری ضروری ہے۔ | ۶۵۲ | مسلمان کو ایذا دینے کی مذمت قرآن و حدیث سے۔ |
| ۶۳۹ | عورت نے کہا خدا جانے آپ کو فلاں گھر سے کیوں عشق ہے، مرد نے کہا "خدا جانے" اس پر عورت نے کہا "کچھ بھی خدا جانے نہیں" یہ جملہ کفر نہیں۔ | ۶۵۲ | مسلمان کو کافر کہنے پر سخت وعید۔ |
| | | ۶۵۲ | بلاوجہ شرعی جو شخص دوسروں کو مردود، کافر کہے تو اس کو اس فعل سے توبہ اور شخص متعلقہ سے معافی مانگنی ضروری ہے ورنہ فاسق معلن ہے۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|---|
| ۶۵۵ | امام محمد نے جامع صغیر وغیرہ کتب جو بروایت امام ابو حنیفہ حضرت امام اعظم سے روایت کیں، ان امام ابو یوسف کو کنیت سے کیوں یاد نہیں کیا۔ | ۶۵۲ | فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ |
| ۶۵۵ | حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام صفات کریمہ بایں معنی خصائص حضور ہیں کہ کوئی صفت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مماثل و شریک نہیں۔ | ۶۵۳ | عالم کے ساتھ سوء ادبی سے آدمی مستحق تعزیر ہے۔ |
| ۶۵۶ | حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بعض صفات کریمہ کا اپنے مستفیضوں اور خادموں اور غلاموں پر پر توڑال دیا جیسے علیم، حلیم اور بشیر و نذیر وغیرہ، ان صفات کی تجلی جس میں متحقق ہو اس پر ان صفات کے اطلاق میں حرج نہیں۔ | ۶۵۴ | یہ کہنا کہ خدا شریک کو بھی بخش دے گا یا یہ کہنا "آیات و احادیث" کچھ نہیں "صریح کفر ہے۔ |
| ۶۵۶ | مومن صالح کو شیطان کہنا شیطان کا کام ہے۔ | ۶۵۴ | حکم کفر کا اطلاق تارک صلوٰۃ پر حدیث شریف میں ہے یہ مسئلہ فقہیہ نہیں کلامی ہے۔ |
| ۶۵۶ | مومن صالح کو شیطان کہنا شیطان کا کام ہے۔ | ۶۵۵ | حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام سادہ اور پیر کا آداب والقباب کے ساتھ سوء ادبی ہے، اور پیر کی عظمت حضور سے زیادہ ہو تو کفر ہے۔ |
| ۶۵۷ | مآخذ و مراجع۔ | ۶۵۵ | عرب میں کنیت تعظیم ہے۔ |
| | | ۶۵۵ | امام ابو یوسف امام محمد کے استاذ اور امام اعظم کے شاگرد ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ |

فہرست ضمنی مسائل

| تفسیر | صفحہ | حیض | ردیف |
|--|------|--|------|
| آیہ کریمہ الطلاق مرتن میں طلاق دونوں قسموں یعنی منجز و معلق کو شامل ہے۔ | ۱۰۲ | تین حیض دو ماہ میں بھی ہو سکتے ہیں اور دو سال میں بھی۔ | ۲۹۹ |
| آیہ کریمہ "الطلاق مرتن" کا نشان نزول اور اس میں مختلف اقوال مفسرین۔ | ۱۸۵ | انیس دن میں تین حیض نہیں گزر سکتے۔ | ۳۲۴ |
| تین طلاقوں کے بعد مرد کو رجوع کا اختیار ہوتا تھا جو آیہ کریمہ "الطلاق مرتن" سے منسوخ ہو گیا۔ | ۱۸۸ | طہر کے لئے زیادت کی جانب کوئی حد مقرر نہیں، لہذا ممکن ہے تین حیض تیس برس میں آئیں۔ | ۳۶۳ |
| آیہ کریمہ "اذا نکحتم المؤمنت ثم طلقتموهن من قبل ان یتسوهن فمآلکم علیہن من عدۃ" کا مطلب۔ | ۳۰۶ | اذان | |
| فوائد حدیثیہ | | فاسق معلن مؤذن جیسے دینی عہدے کے لائق نہیں۔ | ۳۱۶ |
| "الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ" حدیث کے الفاظ ہیں۔ | ۶۵۰ | نماز | |
| | | نمازی کو سلام پھیرتے وقت نیت حاضرین کا قطعاً حکم ہے۔ | ۴۹۶ |

| | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۲۰۹ | اگر تیری اجازت کے بغیر نکاح کروں تو طلاق مغلط ہوگی، اس شرط پر نکاح کی مختلف صورتوں کے احکام کی تفصیل۔ | ۵۰۰ | قسم کھائی ظہر جماعت سے پڑھے گا۔ دو رکعت ملی حائث ہو گیا کہ تین رکعت تک پانے والا جماعت والا نہیں۔ ہاں جماعت کا ثواب تو نفس شرکت بلکہ بارادہ جماعت گھر سے نکلنے میں ملے گا۔ |
| ۲۲۳ | فضولی نے کسی کا نکاح کر دیا شوہر نے مہر مقررہ عورت کو بھیج دیا تو نکاح نافذ ہو گیا۔ | | امامت |
| ۲۲۳ | شوہر نے فضولی کے نکاح کے بعد کاغذ پر لکھا کہ میں نے اس نکاح کو نافذ کیا تو نافذ ہو گیا۔ | ۳۱۸ | عدت کے اندر دوسرا نکاح حرام اور قربت زنا ہے اگر نکاح کو علم تھا تو وہ فاسق ہوا اور اس کو امام بنانا گناہ ہے اور دانستہ نکاح میں شریک ہونے والے سخت گنہگار ہوتے۔ |
| ۲۶۳ | باپ دادا کیا ہوا نکاح عورت بالغ ہو کر بھی فتح نہیں کر سکتی۔ | ۳۵۳ | قدرت کے باوجود ضعیف و محتاج باپ کی مدد نہ کرنے والا قابلِ امامت نہیں۔ |
| ۲۶۳ | باپ دادا کے غیر کا کیا ہوا بالغ کا نکاح وہ بالغ ہوتے ہی رد کر سکتی ہے۔ | ۶۵۲ | فاسق معین کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ |
| ۲۹۶ | حاملہ بیوہ سے نکاح ہوا تو انتظار کیا جائے، دو برس کے اندر بچہ ہو تو عدت وضع حمل ہے اور نکاح مذکور فاسد، اور دو برس کے بعد بچہ پیدا ہو تو نکاح مذکور صحیح۔ | | مساجد |
| ۲۹۶ | معتدہ کے نکاح میں جو لوگ واقف حال شریک ہوں سخت گنہگار ہیں۔ | ۵۸۲ | مسجد ویران کی آبادی نہایت اہم کام ہے اور اس میں صرف کرنا مقدم ہے۔ |
| ۲۹۶ | بیوہ حاملہ سے نکاح باطل محض ہے وضع حمل کے بعد دوبارہ نکاح لازم ہے۔ | | زکوٰۃ |
| ۲۹۹ | مرد و عورت ایک مکان میں مثل زن و شوہر رہتے ہوں اور باہم انبساط زوج و زوجہ رکھتے ہوں تو شرعاً زوج و زوجہ ہی قرار دئے جائیں گے۔ | ۵۹۹ | فقیر کو زکوٰۃ دے اور قرض کا نام لے تو صحیح ہو جائے گی۔ |
| | | | نکاح |

| | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۳۱۹ | عت کے اندر نکاح قطعی حرام ہے۔ | ۳۰۰ | اپنے سامنے نکاح نہ ہونے کو نکاح نہ ہونا سمجھ لینا سخت سفاهت ہے۔ |
| ۳۲۴ | دیدہ دانستہ عدت کے اندر عورت کا نکاح کیا جائے تو وہ محض باطل ہے، اس کو نکاح ہی نہیں کہہ سکتے۔ | ۳۰۰ | بے انقضائے عدت کے دوسرے سے نکاح حرام و ناجائز اور بعض علماء کے نزدیک اس عقد پر کوئی حکم نکاح اصلاً مرتب نہیں ہوتا۔ |
| ۳۵۸ | عدت کے اندر نکاح مطلقاً ناجائز ہے۔ | ۳۰۰ | معتدہ غیر سے دانستہ نکاح کرنا باطل محض ہے۔ |
| ۴۷۴ | جب تک کسی عورت کا شوہر زندہ ہو اور طلاق بھی نہ دی ہو اس عورت کا دوسرا نکاح حرام حرام حرام زنا زنا زنا ہے۔ | ۳۰۰ | جس عورت کو زنا کا حمل ہو غیر زانی کو بھی باوجود حمل اس سے نکاح جائز ہے مگر تا وضع حمل جماع جائز نہیں۔ |
| ۴۷۶ | شوہر کی زندگی میں بلا طلاق عورت کے دوسرے شخص سے نکاح کی کوئی صورت نہیں۔ | ۳۰۰ | بہن کی موجودگی میں بہنوئی سے نکاح سخت حرام ہے۔ |
| ۶۱۸ | عورت کا زانیہ ہونا ثابت ہو جائے تب بھی نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا۔ | ۳۰۱ | نکاح فاسد میں متارکہ ضروری جو میاں بیوی دونوں میں سے کوئی بھی کر سکتا ہے۔ |
| | جمع بین الاختین کرنے والا حرام کار ہے اس کا مقاطعہ کرنا چاہئے۔ | ۳۰۲ | عدت میں جانتے ہوئے نکاح کیا تو نکاح باطل اور جماع زنا ہے اور لاعلمی میں کیا تو نکاح فاسد ہے۔ |
| | محرمات | ۳۰۳ | منکوحہ نے اپنے شوہر سے ناراض ہو کر غیر سے نکاح کر لیا کچھ عرصہ بعد دوبارہ شوہر اول سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو اب شوہر اول سے عقد قدیم قائم ہے عقد جدید کی ضرورت نہیں۔ |
| ۳۶۲ | جب کوئی شخص کسی عورت سے زنا کر چکا تو اس عورت کی بیٹی اس شخص پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی۔ | ۳۰۳ | منکوحہ عورت کو خالی و حلال سمجھ کر نکاح میں لایا تو اس پر فرض قطعی ہے کہ عورت کو ترک کرے۔ اگر جماعت کر چکا ہے تو عورت ترک سے تین حیض عدت کرے، اس کے بعد شوہر اول کے لئے بے تجدید نکاح رہ سکتی ہے |
| ۳۶۲ | مرد پر اس کی مزنہ ار مسوسہ بہ شہوت کے اصول و فروع حرام ہیں۔ | ۳۱۳ | رافضی کا نکاح سنہ سے نہیں ہوتا اس لئے نہ طلاق کی ضرورت ہے نہ عدت کی۔ |
| ۳۶۲ | جس عورت کے فرج کے داخل کو مرد نے شہوت کے ساتھ دیکھا اس کے اصول و فروع اسی مرد پر حرام ہو گئے۔ | ۳۱۶ | بے طلاق کسی کی عورت گھر میں رکھ لی اور میاں بیوی کی طرح رہنے لگے اس کے بعد شوہر مر گیا تو جب تک نکاح جدید نہ کر لیں میاں بیوی نہ ہوں گے۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۶۲۳ | شوہر اگر اقرار کرے کہ اس کے باپ نے اس کی بیوی سے افعال مثل بوس و کنار وغیرہ کئے، عورت اس پر حرام ہو گئی۔ | ۳۷۵ | رضاعی ماموں سے عورت کا نکاح، نکاح خبیث ہے جو ہرگز قائم نہ رکھا جائے گا، مرد وزن پر فرض عظیم ہے کہ فوراً جدا ہو جائیں، مرد نہ مانے تو عورت خود جدا ہو جائے۔ |
| | کفایت | ۳۷۵ | رضاعی ماموں بھانجی نے نکاح کر لیا اور جدا نہیں ہوتے تو حاکم بالجبر انھیں جدا کر دے۔ |
| ۳۱۶ | غیر کفو سے عورت کب نکاح کر سکتی ہے۔ | ۳۷۷ | ساس سے زنا کیا اس سے بچی پیدا ہوئی، اس لڑکی سے شادی حرام اور اس نکاح حرام سے جو بچہ پیدا ہوا اولد الحرام ہے۔ |
| | ولایت | ۳۷۸ | علاقہ بہن کی نواسی سے نکاح حرام قطعی، نکاح، نکاح خواں، وکیل اور گواہ سخت تر گناہ کبیرہ میں گرفتار ہیں۔ |
| ۳۰۷ | چچا کیا ہونا بالغ کا نکاح باپ کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ | ۳۷۸ | زید نے علاقہ بہن کی نواسی سے نکاح کیا، چھ برس بعد تفریق ہوئی تو عورت پر عدت ضرور لازم ہے۔ |
| ۳۰۷ | ولی نے نکاح فضولی کو رد کر دیا پھر اجازت دے تو جائز نہ ہوگا۔ | ۴۴۲ | اگر عورت شوہر کے باپ یا بیٹے سے بدکاری کرے تو نکاح باطل نہیں ہوتا اگرچہ وہ شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے اور متارکہ فی الفور فرض ہو جاتا ہے۔ |
| ۳۰۷ | بالغ کی طرف سے اس کا ولی طلاق نہیں دے سکتا۔ | ۴۴۲ | حرمت مصاہرہ سے نکاح مرتفع نہیں ہوتا حتیٰ کہ متارکہ اور انقضائے عدت سے قبل اس عورت کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ناجائز ہوگا۔ |
| ۳۲۴ | باپ دادا نہ ہوں تو جوان بھائی حقیقی ولی نکاح ہے، اس کے ہوتے ہوئے ماں کو اختیار نہیں۔ | ۴۴۳ | حرمت مصاہرہ کے بعد شوہر اگر عورت سے وطی کرے تو اس کو زنا قرار دیا جائے گا یا نہیں۔ |
| ۳۳۳ | معتدہ وفات نابالغہ کے نکاح کا اختیار بعد از اس عدت اس کے باپ کو ہے نہ کہ سر کو۔ | ۴۹۳ | قرآن عظیم نے شوہر دار عورتوں کو حرام قطعی فرمایا ہے۔ |
| | | ۶۱۸ | عورت اگر شوہر کے باپ یا بیٹے سے زنا کرائے تو حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائے گی اور نکاح فاسد ہو جائے گا۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|---|
| ۳۳۳ | نابالغہ کے معاف کئے سے مہر معاف نہیں ہو سکتا۔ | ۳۴۶ | ماں نے نکاح کیا، اگر کفو کے ساتھ کیا اور لڑکی نے بالغ ہوتے ہی اس سے انکار نہ کیا، نکاح لازم ہو گیا۔ |
| ۳۴۳ | صورت جماع میں دوسرے شوہر پر بھی مہر مثل واجب ہے۔ | ۳۹۱ | باپ دادا نہ ہوں تو نابالغوں کی ولایت نکاح کا حق چچا کو ہے۔ |
| ۳۵۱ | نکاح فاسد میں اگر شوہر نے وطی صحیح کر لی تو مہر مثل اور مہر مستی میں سے جو کم ہے وہ دینا لازم ہو گا۔ | ۳۹۴ | ماں مر گئی بچہ کا حق پرورش نانی کو ہے اور اس کے ماں کی ولایت باپ کو حاصل ہے۔ |
| ۳۷۵ | زید نے رضاعی بھانجی سے نکاح کیا کچھ عرصہ بعد تفریق ہو گئی تو پورا مہر مثل لازم ہو گا نہ کہ مہر مستی۔ | ۳۹۹ | نابالغ لڑکوں اور لڑکیوں کا نگران باپ کے چچا زاد بھائی کے علاوہ نہیں تو ولایت نکاح بھی اسی کو حاصل ہے اور پرورش کے لئے کسی صالح دیندار عورت کو تلاش کیا جائے گا اور مال کی نگہداشت باپ دادا کا وصی ہو تو وہ کرے ورنہ قاضی اس کے لئے بھی کسی دیندار مسلمان کا انتخاب کرے۔ |
| ۳۷۸ | محارم سے نکاح کے بعد تفریق ہو تو مرد پر پورا مہر مثل واجب ہو گا مہر مستی کا لحاظ نہ ہو گا۔ | ۴۰۸ | نابالغوں کے نکاح کا اختیار عصبات میں چچا کو ہے اگر وہ موجود ہے۔ |
| ۳۸۰ | زید و بندہ نکاح کے بعد ایک ہی مکان میں رہتے تھے باہم مواصلت بظاہر نہیں ہوئی، بچہ پیدا ہوا شرعاً بچہ زید کا ہے، اگر زید نے طلاق دی پورا مہر واجب ہو گا۔ | ۴۱۲ | باپ کے انتقال کے بعد لڑکی کے نکاح اور مال کی نگہداشت کا حق دادا کو ہے اور نورس تک پرورش کا حق ماں کو ہے۔ |
| ۴۱۷ | شوہر کو حق جس زوجہ، مہر معجل کی ادائیگی کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ | | مہر |
| ۴۱۸ | مہر معجل نہ ادا ہو تو عورت شوہر کو انتفاع اور رخصتی سے روک سکتی ہے، اور اس صورت میں ناشرہ نہ ہو گی۔ | ۴۰۲ | شوہر نے کہا تو مہر بخشے تو طلاق دوں گا۔ عورت بولی اگر تو طلاق دے تو میں نے مہر بخش دیا، شوہر نے دو طلاق دی، طلاق واقع ہوئی مہر ساقط نہ ہوا۔ |
| ۴۲۴ | جہاں مہر میں تعجیل یا تاخیر کچھ مذکور نہ ہو تو وہاں حکم عرف رواج کے مطابق ہو گا۔ | ۴۱۷ | مہر اگر نہ معجل ہو نہ مؤجل تو جب تک موت یا طلاق نہ ہو عورت کو اس کے مطالبہ کا اختیار نہیں۔ |
| ۴۲۴ | ہمارے بلاد میں عامہ مہور یوں بندھتے ہیں کہ ان میں تعجیل و تاخیر کچھ مشروط نہیں ہوتی تو بحکم عرف شائع ذائع یہاں کی عورتیں جب تک مرگ یا طلاق سے افتراق نہ واقع ہو ہر گز مطالبہ مہر کا استحقاق نہیں رکھتیں، نہ قاضی کو اختیار ہے کہ ایسی صورت میں پیش از افتراق ادائے مہر پر جبر کرے۔ | ۴۰۷ | خلوت صحیحہ سے عدت لازم آ جاتی ہے مہر بھی پورا واجب ہوتا ہے۔ |

| | | |
|-----|--|---|
| ۴۴۱ | رضاعت | عورت اگر بلا اکراہ شرعی مہر معاف کر دے تو شوہر کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔ |
| ۲۸۸ | اڑھائی برس کی عمر کے بعد دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ | اگر مہر بلا اقرار زن یا مینہ عادلہ قاضی کے پاس ثابت نہیں ہو سکتا۔ |
| ۴۵۸ | طلاق | نکاح محرمات میں ناک پر مہر مثل اور مستثنیٰ میں سے جو کم ہو وہ واجب ہے۔ |
| ۴۵۸ | یہ لفظ کہ "نکاح سے علیحدہ کر دوں گا" یہ نرا وعدہ ہے اور وعدہ سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ | مروطہ بیوی کو طلاق دینے سے مہر تمام و کمال واجب ہوگا۔ |
| ۴۶۰ | "طلاق می کنم" کہنے سے طلاق ہو جاتی ہے بخلاف "طلاق کنم" کے۔ | جو مہر نہ مقبل باندھا ہو نہ اس کی کوئی میعاد مقرر کی گئی ہو عورت قبل موت یا طلاق اس کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔ |
| ۴۷۷ | عدم اضافت کے سبب طلاق واقع نہ ہونے کی چند مثالیں۔ | مہر کسی خدمت کا معاوضہ نہیں وہ نکاح میں بضع کا عوض ہے۔ |
| ۴۷۷ | مذکرہ طلاق میں تمام صورتوں میں قضاء طلاق واقع ہو جاتی ہے سوائے ان الفاظ کے جو رد و جواب کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ | عورت کے فترا العقل ہونے سے مہر ساقط نہ ہوگا۔ |
| ۴۸۳ | عدم اضافت کی صورت میں شوہر انکار نیت کرے تو لفظ طلاق سے بھی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ | جب تک طلاق یا موت واقع نہ ہو غیر میعادی مہر واجب الادا نہیں ہوتا۔ |
| ۶۱۸ | طلاق صریح سے بائن کی نیت کرے تب بھی رجعی ہی واقع ہوگی۔ | زانیہ کو طلاق دی تو عورت کو عدت اسی مکان میں گزارنا لازم ہے اور شوہر پر مہر اور نفقہ عدت لازم ہے۔ |
| ۱۳۹ | اگر میں تیرے سوا کسی اور عورت سے شادی کروں تو تجھ کو ایسی طلاق کہ تو اپنے نفس کی مالک ہو اس سے ایک طلاق بائن پڑے گی، | جہیز |
| ۳۹۵ | | جہیز عورت کی ملک ہوتا ہے اور بعد اس کی مرگ کے فرائض اللہ پر تقسیم پائے گا۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|---|
| ۲۴۳ | "طلاق سمجھی جائے" سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ | ۱۶۶ | تیسری طلاق دے دی تو اب بیوی حرام قطعی ہو گئی تجدید نکاح سے بھی حلال نہیں ہو سکتی تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے۔ |
| ۲۴۵ | "عدم خبر گیری کو طلاق سمجھنا" خبر گیری نہ کی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ | ۱۹۲ | تیسری طلاق کے بعد عورت خاوند کے لئے بلا حلالہ حلال نہیں ہو سکتی چاہے پہلی طلاق کے بعد رجوع کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ |
| ۲۶۷ | یہ لفظ کہ "میں تجھ کو طلاق دے دوں گا" محض نامعتبر، اور وعدہ ہے، اس سے کچھ واقع نہیں ہوتا۔ | ۱۹۲ | کتب فقہ بلا اختلاف تین طلاقوں کو مطلقاً حرمت غلیظہ کے لئے مثبت بیان کرتی ہیں۔ |
| ۲۶۷ | "میں تجھ سے کلام کروں تو اپنی ماں بہن سے کلام کروں" یہ جملہ باب طلاق میں لغو ہے۔ | ۲۰۶ | چاروں مذاہب کے چاروں اماموں کا اجماع ہے کہ تین طلاقیں ایک جگہ ایک وقت ایک ہی دفعہ ایک ہی لفظ میں واقع ہو جاتی ہیں۔ |
| ۲۷۲ | عورت کو بجائے ماں بہن کہنے سے نیت طلاق ہو تو طلاق، اور حرمت مراد ہو تو ظہار ہے، اور کچھ بھی مراد نہ ہو تو دیانۃ کچھ نہیں۔ | ۲۱۳ | مرد نے بیوی سے کہا تجھ پر تینوں شرط سے طلاق، تو کیا حکم شرعی ہے۔ |
| ۲۸۰ | عورت کو طلاق کی نیت سے ماں کہنے سے طلاق نہیں ہوتی۔ | ۲۲۶ | غیر مدخولہ کو ایک لفظ سے تین طلاق دینے اور متفرق الفاظ میں تین طلاق دینے کا حکم۔ |
| ۲۸۱ | بیوی کو بنیت طلاق کہا کہ تو مثل یا مانند یا بجائے ماں بہن ہے تو ایک طلاق بائن ہو جائے گی۔ | ۲۲۶ | زن غیر مدخولہ بیکارگی تین طلاق کی محل ہے۔ |
| ۲۸۱ | بیوی کو بلا کسی نیت کے کہا کہ تو مجھ پر مثل میری ماں کے ہے، تو یہ لفظ لغو و مہمل ہوگا طلاق یا کفارہ وغیرہ کچھ لازم نہ آئے گا۔ | ۲۲۶ | مسئلہ طلاق ثلاثہ کی تفصیل باعتبار حرف عطف اور باعتبار تعلیق و تنجیز اور باعتبار تقدم و تاخر شرط اور باعتبار زن مدخولہ وغیرہ مدخولہ۔ |
| ۲۸۱ | بیوی کو ماں، بہن یا بیٹی کہنے سے طلاق نہیں ہوتی اگرچہ بنیت طلاق کہے۔ | ۲۳۳ | زید نے اپنی بیوی کو کہا کہ تینوں طلاق پوری کر دوں گا، یہ محض وعدہ ہے اور وعدہ سے طلاق نہیں ہوتی۔ |
| ۲۸۲ | عورت کو طلاق کی نیت سے ماں کہہ کر مشہور کیا تو یہ قضاء طلاق مانی جائے گی، ہاں اگر اس کے قول سے یہ واضح ہو کہ یہ اقرار طلاق اسی غلط فہمی کی بناء پر تھا تو قضاء بھی طلاق نہ ہوگی۔ | ۲۳۸ | فتح نکاح اور آزادی کا لفظ کنایات طلاق سے ہے۔ |
| | | ۲۴۰ | دوسرے نکاح کی اجازت سے طلاق کی نیت کی تو طلاق واقع ہوگی اور نیت کے بارے میں شومر کا قول قسم سے معتبر ہوگا۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۲۸۲ | برسام کے مریض نے بیوی کو طلاق دی پھر ٹھیک ہونے کے بعد کہا میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی، بعدہ کہتا ہے کہ میں نے یہ سمجھا تھا کہ حالت برسام میں طلاق واقع ہو جاتی ہے تو کیا حکم ہے۔ | ۲۸۱ | طلاق شوہر کی زبان پر ہے جب وہ کہتا ہے کہ میں نے طلاق دے دی طلاق ہو گئی، نہ دی تھی تو اب ہو گئی۔ |
| ۲۸۹ | عورت کو ماں بہن کہنا طلاق ہے نہ ظہار، | ۵۲۹ | خاوند جب بیوی کو طلاق بائن دے دے تو ولایت منع زائل ہو جاتی ہے۔ |
| ۲۹۰ | اپنا ٹھکانا دوسری جگہ کر لے، نیت طلاق ہے تو کنایہ ہے، طلاق بائن واقع ہوگی۔ | ۵۳۱ | کسی شخص نے اپنی بیوی کو کہا میں جس عورت سے تیری اجازت کے بغیر نکاح کروں اس کو طلاق ہوگی، اس کے بعد بیوی کو طلاق بائن یا مغلطہ دے دی پھر کسی عورت سے اس مطلقہ کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو طلاق ہو جائے گی، |
| ۲۹۳ | "چھوڑنے" کا لفظ صریح طلاق ہے، اس کے کہنے کے فوراً بعد سے عدت شمار ہوگی۔ | ۶۱۸ | زانیہ کو طلاق دینا شوہر پر واجب نہیں۔ |
| ۳۰۷ | نابالغ لڑکا اہل طلاق نہیں لہذا اس کے دے سے طلاق نہ ہوگی۔ | ۶۱۸ | طلاق جس طرح زبانی سے ہوتی ہے اسی طرح قلم سے جبکہ بلا مجبوری شرع لکھا ہو۔ |
| ۳۰۷ | بلوغ پسر سے پہلے بوجہ مخالفت طلاق دلوانا محض باطل ہے۔ | ۶۱۸ | طلاق نامہ میں طلاق رجعی ہو مگر شوہر طلاق بائن کا اقرار کرے تو بائن ہو گئی۔ |
| ۳۲۲ | زوجہ کو ماں کہنا گناہ ہے مگر اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ | | کنایہ |
| ۳۳۳ | تہمت کی وجہ سے اگرچہ وہ تہمت واقع میں صحیح ہی ہو عورت کا نکاح زائل نہیں ہوتا۔ | ۱۱۸ | لفظ "جواب" کے معانی اور اس کے کنایہ طلاق ہونے کا بیان۔ |
| ۳۳۳ | فاجرہ عورت کو طلاق دینا شوہر پر واجب نہیں۔ | ۱۱۹ | جو کلمہ صالح رد ہو وہ مطلقاً ہر حال میں محتاج نیت ہے اگرچہ حالت غضب ہو اگرچہ حالت مذاکرہ طلاق ہو۔ |
| ۳۳۵ | جابلوں میں جو یہ بات مشہور ہے کہ اگر عورت معاذ اللہ بد وصفی کرے تو نکاح جاتا رہتا ہے، محض غلط ہے۔ | ۱۱۹ | کنایات تین طرح کے ہیں۔ |
| ۳۳۲ | زنائے زناں موجب بطلان نکاح نہیں۔ | ۳۷۰ | "میرا اس سے کوئی تعلق نہیں" کنایہ ہے اس سے طلاق کے لئے نیت شرط ہے۔ |
| ۳۳۲ | نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں ہے۔ | | |

| | | | |
|-------|---|--------|--|
| ۳۷۰ | کنایہ کے وہ الفاظ جو سب و شتم کا احتمال رکھتے ہیں۔ | ۳۷۰ | بعد از لعان حاکم اسلام بچے کا نسب باپ سے منقطع کر کے ماں کے ساتھ ملحق کر دے گا۔ |
| رجعت | | عنین | |
| ۱۸۵ | تین طلاقیں کے بعد مرد کو رجوع کا اختیار نہیں اور عورت خود مختار ہے۔ | ۳۴۸ | زن عنین کا حکم۔ |
| ۱۸۶ | وہ طلاق جس کے بعد رجوع کرنا جائز ہے وہ دوبار طلاق ہے اس سے زائد نہیں۔ | متارکہ | |
| ۲۳۳ | وقوع طلاق سے پہلے رجوع عن الطلاق لغو ہے۔ | ۴۵۷ | محرمات سے نکاح کی صورت میں متارکہ لازم ہے۔ |
| ۳۶۳ | طلاق رجعی میں مرد کا عدت کے اندر مطلقہ سے وطی کرنا حرام نہیں بلکہ رجعت ہو جاتی ہے۔ | ۴۵۷ | بصورت متارکہ عورت پر روز متارکہ سے عدت لازم ہے۔ |
| تفویض | | حلالہ | |
| ۲۳۱ | عورت کو طلاق کا اختیار دینے کے ایک اقرار نامہ کی مختلف صورتوں کا شرعی حکم۔ | ۲۳۱ | تین طلاقیں واقع ہو جائیں تو از روئے قرآن بے حلالہ شوہر اول کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ |
| ۲۳۱ | تفویض طلاق میں زن و شوہر دونوں میں سے ایک کے کلام میں اضافت کافی ہے۔ | معاشرت | |
| ۲۳۲ | جو تفویض طلاق معلق بالشرط ہو بعد وقوع شرط اسی مجلس پر محدود رہتی ہے جس میں عورت کو وقوع شرط کا علم ہوا مجلس بدلنے کے بعد اسے طلاق لینے کا اختیار نہیں رہتا۔ | ۴۲۲ | زوجہ کو بلا وجہ تکلیف دینا ایک گناہ اور دوسری زوجہ سے کم رکھنا دوسرا گناہ شدید جس کی تحریم پر قرآن و حدیث ناطق ہیں۔ |
| لعان | | ۴۶۳ | پہلی عورت مجبوظہ لحواس ہو تو دوسری شادی کی اجازت ہے، لیکن دونوں میں عدل ضروری ہے۔ |
| ۳۷۴ | لعان کے لئے قیام زوجیت شرط ہے۔ | ۴۶۴ | ایک عورت مالدار اور ایک غریب ہو تو شوہر مالدار ہو تو مالدار عورت کو مالداروں کا اور غریب کو متوسط اور غریب مالدار عورت کو متوسط اور غریب کو غریبوں کا نفقہ ملے گا۔ |
| ۳۷۴ | بعد از وجوب بھی لعان طلاق بائن کے سبب ساقط ہو جاتا ہے۔ | | |

| | | | |
|-----|---|-----|---|
| ۲۰۱ | طلاق کو وعظ کہنے پر معلق کیا تو یہ سبیل ممکن ہے کہ عورت کو ایک طلاق دے وہ عدت سے نکل چکے تو وہ وعظ کہے پھر عورت سے دوبارہ نکاح کر لے۔ | ۲۸۲ | فاتر العقل عورت کا نفقہ ساقط نہیں دو شادیاں کیں جن میں سے ایک فاطر العقل ہے، عدل و مساوات ضروری ہے۔ |
| ۲۰۷ | جو حیلہ ارتکاب کبیرہ بالعمد پر مشتمل ہو اس کا بتانا بھی حرام ہے۔ | | عتاق |
| ۲۸۹ | جن مسائل کا تصفیہ حنفی مسلک پر نہ ہو سکے ان کی کارر آری کی شرعی صورت | ۲۳۵ | مالک نے اپنے غلاموں کے بارے میں کہا ہذا حرا و ہذا و ہذا تو تیسرا آزاد ہو گیا جبکہ پہلے دونوں میں سے ایک آزاد ہے اس کے تعین کا اختیار مالک کو ہے۔ |
| ۵۲۵ | ایک شخص نے قسم کھائی کہ اگر زید سے بات کروں تو میری بیوی کو تین طلاقیں، اب چاہتا ہے کہ اس سے بات کرے اور بیوی کو طلاق مغلط نہ ہو تو بیوی کو ایک طلاق بائنہ دے عدت گزر جانے کے بعد بات کر سکتا ہے اور بعد ازاں بلا حلالہ دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ | | حیل |
| ۵۵۳ | ایک شخص نے قسم کھاتے ہوئے اپنی بیوی کو کہا کہ اگر میں دنیا کی ہر بدی اور قباح کو تیری طرف منسوب کر کے تیرے بھائی سے شکایت نہ کروں تو تجھے طلاق ہے، ایسا شخص قسم سے بری ہونے کے لئے کیا کرے۔ | ۱۰۲ | طلاق کی قسم کھائی تو اب نکاح قائم رہنے کی صورت یہ ہے کہ شرط واقع نہ ہو یا اگر ایک یا دو طلاقیں رجعی کی قسم کھائی ہے تو بعد وقوع شرط رجوع کرے۔ |
| ۵۵۸ | طلاق مغلطہ کو کسی شرط پر معلق کیا تو مغلطہ سے بچنے کا حیلہ۔ | ۱۱۴ | بیمین مضاف میں طلاق واقع نہ ہونے کی ایک سبیل |
| ۵۸۱ | ایک چیز کو نذر کرنے کو کہا اور ہبہ کرنے کو بھی، طریقہ یہ ہے کسی فقیر کو وہ چیز دے دے پھر اس سے خرید کر جس کو ہبہ کرنے کے لئے کہا ہے اس کو دے دے۔ | ۱۶۷ | خاوند نے بیوی کو کہا اگر تو نے نماز نہ پڑھی تو تجھے دو طلاقیں، بعدہ کہتا ہے کہ میں نے اس سے عموم کا ارادہ کیا ہے یعنی تمام عمر کبھی کہیں کوئی نماز نہ پڑھے تو تجھے دو طلاقیں، تو یہ حیلہ جھوٹ اور خالص فاسد بہانہ ہے۔ |
| | | ۲۰۰ | طلاق مغلطہ کی قسم کھائی تو طلاق سے بچنے کا ایک حیلہ۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۱۴۴ | لفظ کی تداخل عرفی سے اجنبی خارج و بیگانہ و زائد بات اگرچہ عرفاً مقصود حالف ہو منظور نہ ہوگی مگر اغراض محض ضرور ہو سکتی ہے۔ | ۵۹۶ | اگر مجلس گیارھویں شریف یا میلاد شریف منعقد کر کے مال نذر فقیر کی ملک کر دیا تو درست ہے۔ |
| ۱۴۴ | دلالت لفظ کہ عموم پر تھی بنظر غرض خاص پر مقصود ہو جائے گی یہ مدلول لفظ سے خروج نہیں بلکہ بعض مدلولات پر قصر ہے۔ | | فوائد اصولیہ |
| ۱۴۶ | عام کی تخصیص و تقیید عرف سے جائز ہے۔ | ۱۰۴ | میت صالح اذن نہیں۔ |
| ۱۴۷ | غرض متکلم اپنی کلام سے کبھی تو کلام کا حقیقی یا مجازی معنی ہوتی ہے اور کبھی لفظ سے خارج کوئی شئی۔ | ۱۰۴ | طرفین کے نزدیک بقاء یمین کے لئے امکان بر شرط ہے جیسا کہ انعقاد یمین کے لئے شرط ہے۔ |
| ۱۴۷ | تخصیص عوارض الفاظ میں سے ہے۔ | ۱۰۶ | تعلیق میں تعین نہ ہو تو ایک بار کے بعد شرط کا عدم ہو جاتی ہے۔ |
| ۱۴۹ | کلمہ ان تراخی کے لئے آتا ہے جب تک قرینہ فور نہ پایا جائے۔ | ۱۱۱ | کلام میں جب تک اعمال ممکن ہو اہمال سے احتراز چاہئے۔ |
| ۱۵۱ | یمین کی بناء عرف پر ہے۔ | ۱۱۳ | ہمارے ائمہ کا اتفاق ہے کہ یمین مضاف منعقد ہے عدم وقوع کی روایت ضعیف ہے۔ |
| ۱۵۲ | نکرہ چیز نفی میں عام ہو جاتا ہے۔ | ۱۱۴ | الفاظ شرط اور ان کا حکم۔ |
| ۱۵۳ | نیت حالف اگرچہ دلالت حال کے خلاف ہو اعتبار اسی کا ہوگا۔ | ۱۱۷ | قول منکر کا معتبر ہوتا ہے جبکہ گواہ مدعی کے ذمہ ہوتے ہیں۔ |
| ۱۷۱ | ہر جزء کو استقبال لازم ہے۔ | ۱۳۷ | تعلیق ربط مضمون جملہ بمضمون آخر ہے نہ کہ خط مضمون ربط آخر۔ |
| ۱۷۵ | فعل حکم نکرہ میں ہے اور نکرہ چیز نفی میں عام ہو جاتا ہے۔ | ۱۳۸ | ہمارے علماء کے نزدیک وقت حلول شرط سے نزول جزایوں ہوتا ہے کہ گویا اس وقت متکلم بالجزاء منجز واقع ہوا۔ |
| ۱۷۶ | منتزع، انتزاع کے تابع ہوتا ہے لہذا بلا انتزاع نہیں پایا جاتا اگرچہ منتزع منہ موجود ہو۔ | ۱۴۴ | احناف کے نزدیک الفاظ کا مفاد لغوی بنائے یمین نہیں بلکہ معانی عرفیہ پر بنائے کار ہے۔ |
| ۱۷۷ | الشیئی المطلق کے مرتبہ میں عموم، کلیت اور اطلاق ملحوظ ہوتا ہے۔ | ۱۴۴ | اغراض و مقاصد جس قدر مفاد لفظ سے زائد ہوں یعنی عموم و اطلاق بھی انہیں متناول نہ ہو ملحوظ نہیں ہوتے۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۲۴۹ | عدم رضائے سابق ولاحق دلیل عدم مقارن نہیں ہو سکتی۔ | ۱۷۷ | تحصیل حاصل باطل ہے۔ |
| ۲۸۷ | جب تک سبب کفارہ نہ پایا جائے کفارہ لازم نہیں ہوتا۔ | ۱۷۸ | بینی کے فساد سے بناء کا فساد ہوتا ہے۔ |
| ۳۰۰ | عدم علم، علم عدم نہیں۔ | ۱۸۰ | کسی چیز کا انقضاء اس کے تمام افراد منتفی ہونے سے ہو جاتا ہے۔ |
| ۳۰۷ | الاجازۃ لا تلحق المفسوخ۔ | ۱۹۸ | کلمہ من تعیم کے لئے ہے۔ |
| ۳۰۷ | نکاح تحقیق نہ ہو تو نہ طلاق ہے نہ عدت۔ | ۲۰۱ | بیمین وجود شرط کے بعد مطلقاً ختم ہو جاتی ہے۔ |
| ۳۲۸ | اگر اباحت بوجہ ضرورت ہو تو جب ضرورت نہ رہے اباحت نہیں رہتی۔ | ۲۰۲ | تملیکات یعنی بیع و شراء وغیرہ میں تعلیق باطل ہے۔ |
| ۳۳۸ | اصل اشیاء میں اباحت ہے لیکن فروج میں اصل حرمت ہے۔ | ۲۰۳ | لفظ کما عموم افعال کا تقاضا کرتا ہے جبکہ لفظ کل عموم اسماء کا۔ |
| ۴۱۷ | ہر و طی معقود علیہ ہے۔ | ۲۱۱ | جواب مضمون سوال کے اعادہ کو متضمن ہوتا ہے۔ |
| ۴۱۷ | تسلیم بعض موجب تسلیم باقی نہیں۔ | ۲۱۴ | شوہر سے چند غلط شرائط کا اقرار نامہ لکھوانے کا حکم۔ |
| ۴۱۸ | ہنوز ثابت ہی نہیں ساقط کیا ہوگی۔ | ۲۱۵ | جو شرط شریعت کے خلاف ہو وہ باطل ہے۔ |
| ۴۱۸ | جس استقاط کی قسم نہیں کھائی جاسکتی اس کی تعلیق صحیح نہیں۔ | ۲۱۵ | اللہ تعالیٰ کا حکم حق اور اللہ تعالیٰ کی شرط مؤکد ہے۔ |
| ۴۳۷ | عورت کا نفقہ جزاء احتباس ہے۔ | ۲۱۹ | تاکید مفید شرط جزاء کے درمیان فاصل نہیں ہوتی۔ |
| ۴۳۷ | اللہ تعالیٰ کی شرط احق ہے۔ | ۲۳۱ | جس تعلیق میں ملک یا اضافت الی الملک نہ پائی جائے وہ باطل ہے۔ |
| ۴۳۷ | کتاب اللہ کے خلاف شرط معتبر نہیں اگرچہ سوار ہو۔ | ۲۳۳ | طلاق رجعی کا تعلیق کے سبب بائن ہو جانا باطل قطعی ہے۔ |
| ۴۳۹ | استقاط شی قبل از وجوب جائز نہیں۔ | ۲۳۵ | کلمہ "او" تخییر اور "و" شرکت کے لئے ہے۔ |
| ۴۴۸ | جس معصیت میں حد نہیں اس میں تعزیر ہے۔ | ۲۳۵ | باطل پر کچھ اثر مرتب نہیں ہو سکتا۔ |
| ۴۷۴ | شرع مطہر اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ | ۲۴۷ | تحقق شرط جزاء کو مستلزم ہے۔ |
| ۴۹۷ | صد ہا مسائل ایسے ہیں جن کا ماخذ عرف پر ہے احکام ایمان کی بناء ہے۔ | ۲۴۸ | تعلیق بالرضاء میں علم برضادر کار نہیں۔ |
| ۵۰۶ | جملہ مستقلہ بغیر حرف عطف کے ماقبل سے متعلق نہیں ہوتا۔ | ۲۴۸ | اذن بغیر قول مسموع کے نہیں ہو سکتا۔ |
| ۵۰۶ | فصل اجنبی عمل حلف کو باطل کر دیتا ہے۔ | | |

| | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۵۵۹ | شک یقین کو زائل نہیں کر سکتا۔ | ۵۱۸ | قسم میں کلمہ کا لفظ بیشکی کے لئے ہوتا ہے۔ |
| ۵۶۰ | الفاظ قسم میں عموم و اطلاق ہو تو عموم ہی یقینی ہے نیت تخصیص قضاء معتبر نہ ہوگی۔ | ۵۱۸ | لفظی پر لفظی مفید اثبات ہوتی ہے۔ |
| ۵۶۰ | دلالت حال عموم میں تخصیص نہیں کر سکتی۔ | ۵۲۱ | فعل اختیار کے بغیر تحقق نہیں رہتا۔ |
| ۵۶۱ | اس بات کی چند مثالیں کہ محض احتمال کی صورت میں دلالت حال معتبر نہیں۔ | ۵۲۱ | عدمی چیز اختیار کے بغیر بھی تحقق ہو جاتی ہے۔ |
| ۵۶۵ | قسم میں کسی خاص وصف غیر مذکور کی نیت معتبر نہیں۔ | ۵۲۲ | حاضر میں وصف کا ذکر لغو ہوتا ہے۔ |
| ۵۶۵ | صفت قیام ترک کلام کی داعی نہیں۔ | ۵۲۲ | قسمیں الفاظ پر مبنی ہوتی ہیں اغراض پر مبنی نہیں ہوتیں۔ |
| ۵۶۵ | حاضر میں وصف لغو ہے۔ | ۵۲۶ | قسم کا سبب اور داعی ختم ہو جانے کے باوجود قسم باقی رہتی ہے اس کے زوال سے قسم باطل نہیں ہوتی۔ |
| ۵۷۰ | کوئی شئی مقارنات کے ساتھ متنوع و منقسم نہیں ہوتی۔ | ۵۳۱ | جب قسم کسی شرط کے ساتھ مشروط ہو تو طرفین کے نزدیک اس شرط کا مقصود ہونا ضروری ہے۔ |
| ۵۸۳ | تعیین مکان نذر میں نامعتبر ہے۔ | ۵۳۹ | قسم گواہوں کا خلیفہ بنتی ہے تو جب اصل ہو جائے تو خلیفہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ |
| ۵۹۶ | ذکر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی ولی کو ایصال ثواب کے لئے اجتماع، نذر و صدقہ کے منافی نہیں۔ | ۵۳۹ | اگر مدعی کے گواہ قاضی کی مجلس میں حاضر ہوں تو بالاتفاق مدعی علیہ سے قسم نہیں لی جائے گی۔ |
| ۶۱۸ | الکتب کا الخطاب۔ | ۵۴۷ | مقصود کا متعلق ہونا اور اس کا قصد نہ کرنا دو مختلف چیزیں ہیں۔ |
| ۶۳۰ | مامور بشیئین سے اگر ایک فوت ہو جائے تو دوسری ساقط نہیں ہوتی۔ | ۵۵۰ | کوئی اختیاری فعل قصد و ارادہ کے بغیر ممکن نہیں۔ |
| ۶۳۰ | احدا المعصیتین کا ارتکاب دوسری معصیت کو مباح نہیں کرتا۔ | ۵۵۰ | مقصود کے انتفاء سے علی الاطلاق اور علی العموم قسم کا باطل ہونا غلط ہے۔ |
| | فوائد فقہیہ | ۵۵۳ | جب تک جرم باقی ہو استحقاق انتقام باقی رہتا ہے۔ |
| ۱۰۲ | تعلیق کو اصطلاحات شرع میں یقین اور حلف کہا گیا ہے۔ | ۵۵۷ | صلح قسم کو ختم نہیں کرتی۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۱۶۸ | یہ کہنا کہ رجوع کر لینے سے پہلی طلاقیں باطل ہو جاتی ہے گمراہ کلمات ہیں جن پر "لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم" ہی پڑھا جاسکتا ہے۔ | ۱۰۲ | تحریم حلال یحییٰ ہے۔ |
| ۱۷۱ | انشاء تعلیق اور تعلیق انشاء میں فرق۔ | ۱۰۶ | طلاق صریح عدت کے اندر صریح کو بھی لاحق ہو جاتی ہے۔ اور بائن کو بھی۔ |
| ۱۷۱ | طلاق باعتبار صدور مرد کی اور باعتبار وقوع عورت کی صفت ہے۔ | ۱۰۶ | طلاق صریح یہ ہے کہ محتاج نیت نہ ہو۔ چاہے بائن ہو یا رجعی۔ |
| ۱۷۳ | یمین الفور کی تخصیص غصہ اور بے اعتدالی طبع سے کرنا دیوبندی اجتہاد ہے ورنہ کتب مذہب میں اس کا کوئی نشان نہیں۔ | ۱۱۳ | یمین مضاف میں طلاق اگر متفرق معلق کیا ہے تو بے حلالہ دوبارہ شادی ہو سکے گی۔ |
| ۱۹۰ | یہ جزئیہ کہ رجوع کے بعد طلاق کا عدم نہیں ہوتی۔ | ۱۱۹ | حالات تین ہیں رضا، غضب اور مذاکرہ طلاق۔ |
| ۱۹۶ | بطلان طلاق اور بطلان عمل میں فرق ہے۔ | ۱۱۹ | لفظ "کنایہ" میں شوہر عدم نیت طلاق کی قسم کھائے تو اس کی بات مان لی جائے گی نہ قاضی اس صورت میں حکم طلاق دے سکتا ہے اور نہ ہی عورت اپنے آپ کو مطلقہ سمجھ سکتی ہے۔ |
| ۲۱۲ | عرف میں طلاق مغفلہ تین طلاقیں کو ہی کہتے ہیں۔ | ۱۱۹ | کنایہ کی صورت میں عدم نیت طلاق کی قسم شوہر سے عورت گھر میں بھی لے سکتی ہے۔ |
| ۲۱۳ | شرط مجہول پر طلاق معلق کرنے سے طلاق اصلاً واقع نہ ہوگی۔ | ۱۲۰ | ترک اضافت ہمیشہ مانع حکم طلاق ہے جبکہ شوہر بخلاف انکار نیت کرے۔ |
| ۲۱۳ | ہر عاقد و حالف کے کلام کو اس کے عرف پر محمول کیا جائے گا۔ | ۱۳۱ | مطلقاً تعلیق سے طلاق بائن واقع نہیں ہوتی۔ |
| ۲۱۹ | بیوی کو کھانت طالق ان شاء اللہ تو کن صورتوں میں استثناء صحیح اور کن میں غیر صحیح ہوگا۔ | ۱۳۸ | یمین فور سے متعلق مسائل۔ |
| ۲۳۱ | شرط کا بین نامہ قبل از نکاح تحریر ہو اور اس میں نکاح کی طرف اضافت نہ ہو تو وہ شرط محض فضول و باطل ہے۔ | ۱۵۰ | دائن سے مدیون نے حلف لیا کہ تیرے بے اذن باہر نہ جاؤں گا۔ یہ حلف بقاء دین تک رہے گا بعد ادا یا ابراء اذن کی حاجت نہیں۔ |
| ۲۳۲ | عورت کے ارادہ، رضا اور خواہش پر طلاق کو معلق کرنا تملیک مع التعلیق ہے اور یہ تملیک مجلس تک محدود رہے گی۔ | ۱۵۳ | طلاق مغفلہ سے عورت حرام ابدی نہیں ہوتی البتہ بے حلالہ شوہر اول کے نکاح میں آنے کے قابل نہیں رہتی۔ |
| | | ۱۶۷ | جب طلاق نہ ہوئی تو رجوع کیا اور کس سے رجوع۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۲۳۹ | اسباب غضب ہزاروں ہیں لہذا کسی ایک سبب پر انحصار درست نہیں۔ | ۲۳۵ | نفقہ زوجہ جزائے احتباس ہے۔ |
| ۲۵۱ | زن نامدخولہ تین طلاق دفعی کی محل ہے۔ | ۲۷۱ | نفقہ اقارب میں منفق کی دو قسمیں ہیں: قادر و عاجز، اور نفقہ زن میں تین قسمیں ہیں: غنی، فقیر، متوسط۔ |
| ۲۷۱ | طلاق بائن طلاق بائن کو لاحق نہیں ہوتی۔ | ۲۷۱ | غنی فقیر اور متوسط کی اغذیہ کا بیان۔ |
| ۲۸۵ | "سمجھتا ہوں" کا لفظ باب ظہار میں تحقیق کے لئے ہے اور باب طلاق میں عدم تحقیق کے لئے۔ | ۲۸۳ | عورت کا شوہر سے طلاق مانگنا خلع نہیں ہے۔ |
| ۲۹۸ | عورت شیر خوار شوہر پچیس سالہ ایک تنہا مکان میں یکجائی ہوئی تو خلوت صحیح نہ ہوئی۔ | ۲۸۳ | ناگواری کے ساتھ کسی کے خاموش رہنے کو اجازت نہیں سمجھا جائے گا۔ |
| ۳۱۱ | جو طلاق بطور خلع واقع ہو جائے ہوتی ہے۔ | ۲۹۹ | کفارہ اس لئے مقرر ہوا کہ اگر احیاناً حنث واقع ہو تو یہ اس کا مصلح ہو سکے نہ کہ یہ کفارہ پر تکیہ کر کے جھوٹی قسم کھائے۔ |
| ۳۵۹ | خلوت کے معنی یہ ہیں کہ مرد و عورت تنہا ایک مکان میں تھوڑی دیر کے لئے اکٹھے ہوں جہاں مباشرت سے کوئی مانع نہ ہو اگرچہ مباشرت واقع نہ ہو۔ | ۵۱۲ | گھر میں چھوڑنے کا معنی ترک و تخلیہ ہے جو دو وجہ سے متنی ہو سکتا ہے یا منع بالفعل یا نہی بالقول۔ |
| ۳۶۸ | فقہ میں عام عادت پر حکم دیا جاتا ہے، عادت یہی ہے کہ دو سال سے زائد حمل شکم مادر میں نہیں رہتا، نادر اس کے خلاف بھی ہوتا ہے۔ | ۵۱۷ | اپنے ذاتی گھر میں کلی اختیار کا حاصل ہونا اغلب ہے۔ |
| ۳۷۹ | حمل کی کم سے کم مدت اور زائد سے زائد مدت کا بیان۔ | ۵۱۷ | نہ چھوڑنے کے لئے کم از کم زبان سے روکنا ضروری ہے۔ |
| ۳۹۰ | حق حضانت میں نانا کنیت لیسویں درجہ میں ہے۔ | ۵۲۲ | تخصیص حال کی ایک صورت۔ |
| ۳۹۰ | تزوج عصبیات کے حق حضانت کے مسقطات میں سے نہیں۔ | ۵۲۸ | آقائے غلام، بادشاہ نے رعایا یا خاوند نے بیوی کو قسم دی یا خود قسم کھائی کہ تو میری اجازت کے بغیر باہر نہ جائے تو یہ قسم بقاء ملک، بقاء ملک اور بقاء زوجیت کے ساتھ مقید ہوگی۔ |
| ۳۹۳ | نفقہ وارثوں پر بقدر ارث لازم ہوتا ہے۔ | ۵۳۲ | قسموں کی بنیاد عرف پر ہوتی ہے۔ |
| ۴۱۵ | مطلقہ کا نفقہ عدت کے بعد شوہر پر واجب نہیں۔ | ۵۳۲ | اجازت صرف عاقل سے منظور ہوتی ہے۔ |
| ۴۱۵ | نفقہ عدت کے تابع ہے۔ | ۵۵۰ | قسم اختیاری فعل ہے۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۱۳۳ | لفظ جواب طلاق کے واسطے موضوع نہیں یہ ایک ہندی کلمہ ہے جو چند معنوں میں استعمال ہوتا ہے لہذا اس سے خاص کر طلاق بائن کا مفہوم سمجھنا دلیل نا فہمی ہے۔ | ۵۶۲ | بیک وقت تین طلاقیں دینا کیوں گناہ قرار دیا گیا۔ |
| ۱۴۰ | حکم شرعی کے معلوم ہونے پر سوال کی صورت کو تبدیل کرنا مکرو فریب ہے۔ | ۵۶۲ | حلالہ میں صرف نکاح پر اکتفاء نہ کرنے اور مجامعت کو شرعا لازم قرار دینے کی حکمت۔ |
| ۲۰۷ | مفتی کو یصدق دینا نہیں کہنا چاہئے بلکہ ادب یہ ہے کہ لایصدق قضاء کہے۔ | ۵۷۲ | کلام۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اس لئے اس کی قسم شرعی ہے۔ |
| ۲۷۵ | حتی الامکان عاقل بالغ کے کلام کو مہمل نہ چھوڑا جائے۔ | ۵۷۹ | بیمین تحریم حلال ہی ہے۔ |
| ۳۳۸ | قول ضعیف پر فتویٰ دینا جہل و مخالف اجماع ہے۔ | ۵۹۱ | نذر غیر شرعی و نذر شرعی کی تنقیح تام۔ |
| ۳۳۸ | شریعت کو فروج میں سخت احتیاط ملحوظ ہے۔ | ۵۹۶ | مال زکوٰۃ اور خاص نذر کا حکم ایک ہی ہے۔ |
| ۳۴۴ | چار برس کے بعد بطور خود زوجہ مفقود کا نکاح کرنا کسی امام کا مذہب نہیں ہے۔ | ۵۹۸ | غیر خدا کے لئے نذر فقہی کی ممانعت ہے۔ |
| ۵۰۵ | جرمانہ کے ساتھ تعزیر کہ مجرم کا کچھ مال خطا کے عوض لے لیا جائے منسوخ ہے۔ | ۵۹۸ | اولیائے کرام کے لئے ان کی حیات ظاہری خواہ باطنی میں جو نذریں کہی جاتی ہے یہ نذر فقہی نہیں۔ |
| ۵۰۵ | منسوخ پر عمل جائز نہیں۔ | ۶۲۵ | شراب نوشی پر حد ہے۔ پیشاب نوشی پر کیوں نہیں۔ |
| ۵۱۷ | فقہی احکام کا دار و مدار غالب امور پر ہوتا ہے۔ | ۶۲۵ | اجنبیہ سے زنا پر حد ہے محارم سے نکاح پر کیوں نہیں۔ |
| ۵۲۳ | دیانت میں صفت داعیہ و غیر داعیہ دونوں یکساں ہیں اس لئے نیت تخصیص ضروری ہے۔ | | افتاء و رسم المفتی |
| ۵۲۳ | وصف کو ذکر کئے بغیر نیت تو دیانتا بھی معتبر نہیں چہ جائیکہ قضاء۔ | ۱۱۳ | روایات شاذہ ساقطہ پر فتویٰ دینا جائز نہیں۔ |
| ۵۲۳ | کسی شخص نے کہا اگر میں باہر جاؤں تو میرا غلام آزاد ہے، اور باہر جانے سے سفر کی نیت کی تو دیانتا اسکی تصدیق کی جائے گی اور کسی خاص مکان مثلاً بغداد کی طرف خروج کی نیت کرے تو صحیح نہیں۔ | ۱۲۴ | جنہوں نے بے علم فتویٰ دیا وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ |
| | | ۱۲۵ | جو بغیر علم کے فتویٰ دے اس پر زمین و آسمان کے فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۵۶۵ | اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ وہ عورت نہیں کرے گا اور نیت کرے ہاشمی عربی یا ترکی یا کوئی خاص نسب والی کی تو یہ نیت دیانہ معتبر ہوگی قضاء نہیں۔ | ۳۶۶ | مصنف "بہشتی زیور" کی علماء حرمین شریفین نے نام لے کر تکفیر کی ہے۔ |
| ۵۹۱ | ہر عاقد، حالف، ناذر اور واقف کے کلام کو اسی معنی پر محمول کیا جائے گا جو متعارف ہے۔ | ۳۶۸ | امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں ایک بچے کی ولادت کا واقعہ جس کے اگلے چاروں دانت ماں کے پیٹ میں ہی نکل چکے تھے۔ |
| | اسماء الرجال | ۳۷۰ | امام ضحاک کی ولادت کا ذکر اور ان کے نام کی توجیہ۔ |
| ۱۱۳ | زاہدی قابل اعتماد راوی نہیں۔ | ۳۷۰ | امام محدث عبدالعزیز ماجشونی چار برس حمل میں رہے۔ |
| ۶۳۲ | زاہدی معتزلی ہے اور ہر رطب و یابس کو جمع کرنے میں معروف غیر ثقہ و غیر معتد ہے۔ | ۳۷۰ | بنی ماجشون کی عورتوں کی یہ عادت مشہور ہے کہ بچہ ان کے پیٹ میں چار برس رہتا ہے۔ |
| | تاریخ و تذکرہ | ۵۲۶ | سیدنا حضرت ایوب علیہ السلام کے قسم کھانے کا واقعہ۔ |
| ۱۳۸ | یمین فور کا استنباط امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ | ۵۶۲ | ایک شخص کا قصہ جس نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ اگر ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ غیر شخص کو پائے تو قتل کر دے؟ |
| ۱۷۶ | محققین نے عمدۃ المدققین علامہ سید میر زاہد کی بعض مشہور تدقیقات کا کثیر وجوہ سے رد کیا ہے۔ | ۵۷۶ | حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا عجیب فیصلہ۔ |
| ۱۹۰ | حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد پر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حیض میں دی ہوئی طلاق سے رجوع کر لیا مگر اس کے باوجود وہ طلاق شمار ہوئی۔ | ۶۰۰ | حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نذریں قبول فرماتے اور خود بھی تناول فرماتے۔ |
| | | ۶۰۱ | غوث اعظم کی فیاضی اور غریب نوازی کا ایک واقعہ۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|---|
| ۶۰۰ | سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کھڑاؤں کا کمال۔ | ۶۰۳ | ایک دہقان کا انوکھا واقعہ۔ |
| ۶۰۰ | سرکار غوث اعظم کی یاد سے نجات ملتی ہے۔ | ۶۵۵ | عرب میں کینت تعظیم ہے۔ |
| ۶۰۱ | شیخ بقاء بن بطور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فضائل۔ | ۶۵۵ | امام ابو یوسف امام محمد کے استاذ اور امام اعظم کے شاگرد ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ |
| ۶۰۱ | شیخ منصور بطاحی علیہ الرحمۃ کی عظمت۔ | | فضائل و مناقب |
| ۶۰۲ | شیخ علی بن ہبیتی علیہ الرحمۃ کا مقام۔ | ۱۳۸ | الفقہاکلہم عیال لابی حنیفہ۔ |
| ۶۰۲ | ابوسعید قیلوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکابر اولیاء عراق سے ہیں۔ | ۱۸۳ | امام اعظم ابو حنیفہ اقسام یمنین کے اتمام کے استنباط میں متفرد ہیں۔ |
| ۶۰۳ | اولیاء اللہ شیروں پر حکومت کرتے ہیں۔ | ۳۵۲ | ماء واحد سے تعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خصائص میں سے ہے۔ |
| ۶۳۵ | علماء دین کی شان ارفع و اعلیٰ ہے۔ | ۳۶۱ | شرع مطہر میں نسب باپ کی طرف سے لیا جاتا ہے صرف امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس حکم عام سے مستثنیٰ ہیں۔ |
| ۶۳۵ | شان علماء میں گستاخی کرنے والا منافق ہے اور لائق تعزیر ہے۔ | ۳۷۰ | امام ضحاک مفسر و محدث ہیں۔ |
| ۶۵۵ | حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام صفات کریمہ بایں معنی خصائص حضور ہیں کہ کوئی صفت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مماثل و شریک نہیں۔ | ۴۰۶ | حضرت مولانا محمد وصی احمد محدث سورتی کا ذکر خیر۔ |
| | بیوع | ۴۷۴ | جو اللہ تعالیٰ کے لئے صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مشکل کھول دیتا ہے۔ |
| ۱۳۵ | بیع بالعشرۃ دو نوع پر ہے، ایک بیع بعشرۃ مفردہ اور دوسری بیع بعشرۃ مقررہ۔ | ۴۸۷ | مسجد خیر الاماکن ہے۔ |
| | اجارہ | ۵۶۳ | امام نجم الدین عمر نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن و انس کے مفتی ہیں۔ |
| ۳۱۱ | مکان کرایہ کا ہو تو دوران عدت اس میں رہنے کا کرایہ خاوند پر لازم ہے۔ | ۵۹۹ | امام اجل ابوالحسن نورا الملمۃ والدین علی بن یوسف بن جریر شطرنوفی بے نظیر امام ہیں۔ |
| ۳۹۸ | وفات پانے والی عورت نے بچہ چھوڑا، اہل حضانت میں صرف ماں کی پھوپھی موجود ہے تو بچہ اسی کی پرورش میں دیں گے۔ اجرت لینی چاہے تو باپ سے دلا دیں گے۔ | ۵۹۹ | شمس الدین ذہبی فن رجال کے امام ہیں۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۴۲۲ | عورت نے اپنے نفقہ کے لئے باہمی تراضی یا قضاء قاضی کے بغیر جو قرضہ لیا اس کی ذمہ دار وہ خود ہے اور تراضی یا تقریر قاضی کے بعد اگر اپنے مال سے بھی خرچ کرے تو اس کو شوہر سے وصول کر سکتی ہے۔ | ۵۹۵ | طاعت پر اجارہ باطل ہے۔ |
| ۴۳۹ | اسقاط دین پیش از وجوب معنی ندارد۔ | ۵۹۵ | متاخرین نے امامت، اذان اور تعلیم القرآن پر اجرت کو جائز قرار دیا ہے۔ |
| ۴۶۲ | حاکم نے قرض لے کر بچہ پر صرف کرنے کا حکم دیا ہو تو اس کا مطالبہ باپ پر ہے۔ | | کفالہ |
| | ہبہ | ۴۳۹ | کفالہ بشرط ابراۃ اصیل حوالہ ہے۔ |
| ۲۰۲ | ہبہ میں تعلیق باطل ہے۔ | ۴۳۳ | پدر زن وجوب نفقہ سے پہلے اس کو اپنے ذمہ بطور حوالہ نہیں لے سکتا۔ ہاں بطور کفالہ ہو تو صحیح ہے۔ |
| ۴۱۲ | لڑکی کسی کو ہبہ کر دی شرعاً اس کی نہ ہوئی نہ اس کے پاس رہ سکتی ہے نہ اس کے نکاح کی ولایت اس کو حاصل ہے اس پر جو خرچ کیا تبرع ہوا۔ | ۴۵۵ | والد کا متکفل نفقہ پسر وزن پسر ہونا ہمارے بلاد میں معمول ہے۔ |
| ۴۸۱ | رہنے کو مکان دینا مالک کر دینا نہیں جب تک ولایت تملیک ثابت نہ ہو اور اس کے ساتھ اپنے اسباب وغیرہ سے خالی کر کے قبضہ دلادینا ضرور ہے۔ | ۴۶۰ | عورت نشوز چھوڑ دے تو اب کفیل سے مطالبہ کر سکتی ہے جبکہ کفالت موقت نہ ہو۔ |
| | ضمان | | حوالہ |
| ۴۸۳ | عورت کی نافرمانی کی وجہ سے شوہر کام کے لئے نوکر رکھے اس کا تاوان عورت پر نہیں ہے۔ | ۴۳۹ | حوالہ نقل دین ہے۔ |
| ۴۸۳ | عورت نے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے اعزہ کی شادی وغیرہ پر جو خرچ کیا وہ شوہر وصول کر سکتا ہے۔ | ۴۴۰ | جہاں دین معدوم ہو وہاں حوالہ متحقق نہیں ہو سکتا۔ |
| ۶۴۶ | نماز نہ پڑھنے پر کسی کو مار پیٹ کی، اس کی گھڑی ٹوٹ گئی تو قیمت دینی ہوگی۔ | ۴۴۰ | جہالت مال کی صورت میں حوالہ صحیح نہیں ہوتا۔ |
| | | | قرض |

| اقرار | دعوی |
|---|--|
| شوہر نے بعد نکاح اقرار نامہ لکھا، اگر مہر النساء کی رضا و رغبت کے بغیر دوسری شادی کروں تو دوسری کو طلاق، تو عدم رضا کا ثبوت اقرار زوجہ سے ہوا ہے اس کے طلاق واقع نہ ہوگی۔ | ۲۳۷ نان و نفقہ نہ ملنے کے بارے میں عورت محتاج گواہان نہیں بلکہ اس کا بیان حلفی کافی ہے |
| جس شرط کا علم عورت کے ہی بتانے سے ہو اُس میں اسی کے قول کا اعتبار ہے۔ | ۲۵۳ اگر میاں بیوی وجود شرط میں اختلاف کریں تو شوہر کا قول قسم کے بعد معتبر ہوگا۔ |
| جس نے حمل کے لئے اقرار کیا کہ میرے زنا سے ہے اور مستحق سزا ہے۔ | ۳۱۶ مظاہر کفارہ نہ دے تو عورت اس پر دغوی کر سکتی ہے کہ یا تو کفارہ دے کر جماع کرے یا طلاق دے۔ |
| شوہر کے مرنے کے بعد دو سال کے اندر بچہ پیدا ہوا اور عورت عدت ختم ہونے کا اقرار نہ کر چکی ہو تو لڑکا صحیح النسب ہو گا اور اقرار کر چکی ہو تو مجہول النسب ہوگا۔ | ۳۱۶ نا کھرا عورت خواب میں ہمبستری سے حمل ہونے کا دغوی کرے تو اس کا یہ قول مکروہ قرار دیا جائے گا اور ہر گز تسلیم نہ کیا جائے گا۔ |
| عورت انقضائے عدت کی دعویٰ ہے تو اُس کا قول بقسم معتبر ہوگا۔ | ۳۵۲ جن سے نکاح کا دعویٰ کرے تو دعویٰ غلط ہوگا۔ |
| منکوحہ کی ماں سے زنا کا اقرار کرتے ہی نکاح فاسد ہو جاتا ہے اگرچہ کہے کہ میں نے جھوٹا اقرار کیا۔ | ۴۵۷ معارفہ عورت حاکم عدالت سے فریاد کر کے طلاق لے سکتی ہے یا نہیں۔ |
| حجر | ۴۴۶ نکاح کے بعد ایک دفعہ صحبت کرنا حق زن ہے، اگر شوہر حق ادا نہ کرے تو عورت قاضی کے یہاں دعویٰ تفریق کر سکتی ہے۔ |
| عورت کے لئے حد صغر ۹ سال ہے اس سے کم عمر میں جوانی ہر گز نہیں ہوتی۔ | ۴۸۱ وعدہ کی بناء پر دغوی نہیں ہو سکتا۔ |
| عورت کے لئے آثار بلوغ کیا ہیں۔ | ۴۹۴ مدعی کا قول مسموع نہیں۔ |
| آثار بلوغ پائے تو بالغہ ورنہ پندرہ سال کامل کی عمر پر جوانی کا حکم کر دیں گے۔ | ۴۹۴ شہادت |
| | ۱۲۳ مدعا علیہ کو شہادت پیش کرنے کا ذمہ دار ٹھہرانا جہالت کا واضح نمونہ ہے۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۶۲۳ | زنا کی شہادت میں وقت کا اختلاف ہوا شہادت مرد وود ہوگی۔ | ۲۲۱ | شرط میں نفی پر بینہ مسموع ہیں۔ |
| ۶۲۳ | عورتیں زنا کے بارے میں گواہ ہو ہی نہیں سکتیں۔ | ۲۳۹ | عدم اذن محل شرط میں گواہوں سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔ |
| ۶۲۳ | سُنی سنائی گواہی تو دُر کوڑی کے مال میں بھی مقبول نہیں چہ جائیکہ زنا جیسا اہم معاملہ ہو۔ | ۲۳۹ | عدم رضاء و رغبت کا ثبوت شہادت سے نہیں ہو سکتا۔ |
| ۶۲۳ | باہر سے سُن کر زنا کی گواہی دینی نامقبول ہوگی۔ | ۳۵۰ | شہادت علی النفی مقبول نہیں۔ |
| | قضاء | ۳۵۶ | نکاح میں ایک گواہ معاینہ اور ایک اقرار بیان کرے تو یہ اختلاف شرعاً موجب رد شہادت ہے۔ |
| ۱۲۳ | عورت کو خود اپنے معاملے میں بائیں معنی قاضی بتانا کہ اس کا حکم مثل حاکم شرح نافذ ہے صریح جہالت ہے۔ | ۵۷۹ | قسم کھا کر وعدہ خلافی کرنے والوں کو نہ حکم بنایا جائے اور نہ ہی اُن کی گواہی سُنی جائے۔ |
| ۱۲۴ | جو اللہ تعالیٰ کے اتارے پر حکم نہ کریں و ظالم ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے اتارے پر حکم نہ کریں وہ فاسق ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے اتارے پر حکم نہ کریں وہ کافر ہیں۔ | ۶۱۴ | کافر کی گواہی قبول نہیں۔ |
| ۴۴۲ | خلوت میں عورت نے مہر معاف کیا پھر انکاری ہو کر خدا نافرستی کرتے ہوئے قاضی کے پاس شوہر پر دغوی کر دیا تو قاضی ذمہ شوہر پر مہر کو ثابت قرار دے گا۔ معاملہ باطنی قاضی حقیقی عالم الغیب والشادۃ کے سپرد ہے۔ | ۶۱۵ | اثبات زنا کے لئے کیسے گواہ درکار ہیں۔ |
| ۴۴۲ | قاضی ظاہر پر فیصلہ کرے گا۔ | ۶۱۵ | زنا کی شہادت کے الفاظ کا بیان۔ |
| ۴۴۸ | شوہر جماع نہ کرے نہ طلاق دے تو قاضی شوہر کو ان دو باتوں میں سے ایک پر مجبور کرے گا اگر نہ مانے قید کرے گا پھر نہ مانے تو مار کی سزا کریگا۔ | ۶۲۲ | بیہودہ بے معنی اور بے اصل گواہوں سے زنا قیمت تک ثابت نہیں ہو سکتا۔ |
| ۴۴۹ | عدم ادائے نفقہ کی صورت میں قاضی جبر نہ کریگا۔ | ۶۲۳ | شہادت سے زنا کے ثبوت کے لئے شرائط کا بیان۔ |
| ۴۵۰ | شافعی قاضی کا بسبب عجز نفقہ تفریق کا حکم احناف کے نزدیک بھی نافذ نہ ہوگا۔ | ۶۲۳ | اگر شہادت زنا کی شرائط پوری نہ ہوں تو خود گواہی دینے والوں پر حد قذف جاری ہوگی۔ |
| ۴۷۶ | قاضی حنفی اپنے مسلک کے خلاف حکم نہیں کر سکتا اگر کرے گا تو نافذ نہ ہوگا۔ | ۶۲۳ | ایک گواہ نے زنا کی عینی شہادت دی کہ کلیل فی المحلہ دیکھا، دوسرے نے ننگے لیٹے ہوئے ہونے کی، نہ زنا ثابت ہوگا نہ حد جاری ہوگی۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۴۷۴ | جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لئے راہ نکال دے گا اور اُسے وہاں سے رزق پہنچائے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا۔ | ۴۸۰ | شوہر نان و نفقہ سے عاجز ہو تو کیا قاضی کو زوجین میں تفریق کا حق ہے۔ |
| ۴۷۵ | جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اسے کافی ہے۔ | ۴۸۰ | شوہر نفقہ نہ ادا کرے تو قاضی اس کو مجبور کرے گا یا نفقہ دے یا طلاق دے۔ |
| ۴۷۵ | جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کا کام آسان کر دے گا۔ | ۶۱۸ | منزل من اللہ کے خلاف فیصلہ کرنے والے ظالم ہیں۔ |
| ۴۷۵ | اللہ سچا ہے اور اس کے وعدے سچے ہیں، شیطان جھوٹا ہے اور اس کے ڈراوے جھوٹے ہیں۔ | | عقائد و کلام |
| ۴۸۶ | شراب پینا گناہ کبیرہ اور اس کو حلال جاننا کفر ہے۔ | ۱۳۷ | بندہ تغیر حکم شرع کی قدرت نہیں رکھتا۔ |
| ۴۸۸ | اسلام کا احتمال بعید ہوتے ہوئے بھی کسی پر کفر کا حکم نہیں لگانا چاہئے۔ | ۱۹۷ | حرام قطعی کو حلال کہنا قطعی کفر ہے۔ |
| ۴۸۸ | شوہر کے کسی قول یا فعل سے جب تک کُفر ثابت نہ ہو جائے عورت کے نکاح سے نکلنے کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ | ۱۹۷ | طلاق مغضہ کے بعد عورت کو شوہر کے لئے حلال قرار دینے والے مفتیوں کی بیویاں اُن پر حرام ہو گئیں اُن پر تجدید اسلام اور تجدید نکاح لازم ہے۔ |
| ۴۸۸ | اُس شخص کا حکم جو یہ کہے کہ نہ میں مسجد میں آتا ہوں نہ اس کی تعمیر میں کوئی درہم دیتا ہوں میرا مسجد میں کیا کام ہے۔ | ۲۹۷ | بہت سے احکام الہی تعبدی ہیں اور جو معقول المعنی ہیں انکی حکمتیں بھی من و تو کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ |
| ۵۳۲ | مرنے کے بعد جو حیات ملتی ہے وہ دُنیوی حیات کا غیر ہے۔ | ۲۹۷ | احکام الہیہ میں چھون و چرا اور بیہودہ سوالوں کا دروازہ کھولنا علوم و برکات کا دروازہ بند کرنا ہے۔ |
| ۵۳۲ | حیات ایک ایسا عارضہ ہے جس کو بعینہما واپس لانا ممکن نہیں۔ | ۳۱۵ | عام روافض زمانہ کافر و مرتد ہیں۔ |
| ۵۳۲ | روح اور حیات ایک دوسرے کے مغایر ہیں۔ | ۳۳۹ | جو اللہ پر بھروسہ کرے اللہ اس کو مخلوق سے بے پروا کرتا ہے۔ |
| ۵۵۴ | اہلسنت کے نزدیک توبہ کو قبول کرنا واجب اصلی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کچھ واجب نہیں ہوتا۔ | ۴۷۴ | اللہ و رسول سے زنا کی اجازت مانگنی کفر ہے۔ |
| ۵۵۴ | ماتریدیہ کے نزدیک مطہر کو سزا دینا محال عقلمانی ہے۔ | ۴۷۴ | رزق اللہ پر ہے شوہر رازق نہیں۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۵۵۳ | مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو مہموت خانہ کالی گھر کی مثل کہنا گستاخی و توہین و کلمہ کفر ہے۔ | ۵۵۳ | معتزلہ کے نزدیک توبہ کو قبول کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔ |
| ۵۸۷ | نذر والے کی نیت اگر یہ ہو کہ منت ماننے سے مقدر بدل جائے گا اور تقدیر کا نوشتہ پلٹ جائے گا، توبہ اعتقاد فاسد ہے اور ایسی نذر سے رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ | ۵۵۳ | توبہ کو قبول کرنا محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ |
| ۶۰۳ | اولیا کرام کے علوم غیبیہ۔ | ۵۶۷ | ابقاء کہ جی و قیوم کا فعل ہے محققین کے نزدیک وجودی ہے۔ |
| ۶۰۳ | اولیاء اللہ جانوروں کی گفتگو سمجھتے ہیں۔ | ۵۶۷ | امام الحرمین، امام رازی اور قاضی ابوبکر باقلانی کے مذہب پر بقاء عین وجود ہے نہ کہ وجود پر امر زائد، لہذا بقاء بمعنی ایجاد ہوگا۔ |
| ۶۰۴ | اولیاء اللہ کے تصرفات و علوم غیبیہ۔ | ۵۶۷ | ائمہ کشف و شہود کے مذہب پر بقاء جواہر سمیت ہر چیز کے امثال کے تجدد کا نام ہے۔ |
| ۶۰۴ | ولیوں کے قدموں پر گرنا اور قدمبوسی کرنا۔ | ۵۶۷ | خالق و باری کی طرح صفت قیوم کا اطلاق بھی غیر اللہ پر جائز نہیں بلکہ اس پر علماء نے تکفیر کی ہے۔ |
| ۶۰۵ | اللہ تعالیٰ اولیاء سے کوئی چیز مخفی نہیں رکھتا۔ | ۵۶۷ | ایسی چیز کی نسبت اللہ کی طرف کرنا جو اس کے شایان شان نہ ہو یا جہالت، نقص اور عجز کی نسبت اس کی طرف کرنا یا صفات مختصہ باللہ کا اطلاق غیر اللہ پر کرنا کفر ہے۔ |
| ۶۰۵ | ولی خطرہ پر ولی کی نظر۔ | ۵۶۸ | جو ابقاء بشر کی طرف سے ہو وہ ترک ازالہ کا نام ہے (نہ کہ ایجاد کا) |
| ۶۰۸ | مجموعہ خطب مولفہ مولوی الہ کے وہ اشعار جو استثناء میں مذکور ہیں موافق اہلسنت نہیں ہیں۔ | ۵۶۸ | جو ابقاء بشر کی صفت ہے وہ عدم فعل ہے، نہ کہ فعل۔ |
| ۶۲۳ | زنا مسلمہ اور کافرہ سب کے ساتھ حرام ہے، زنائے کافرہ کو جو حلال قرار دے تو کفر ہے۔ | ۵۶۸ | اس شبہ کا ازالہ کہ کبھی انسانی ابقاء فعل سے بھی حاصل ہو جاتا ہے جیسے زید کو گھر میں لا کر زنجیر سے باندھنا، توبہ زید کو گھر میں باقی رکھنا ہے۔ حالانکہ باندھنا فعل ہے۔ |
| ۶۳۷ | سُتوں اور سُوروں کو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کہنا سخت و شنیع جملہ ہے۔ توبہ اور تجدید اسلام کرے۔ | ۵۶۸ | کسی کو باندھنا خود ابقاء نہیں بلکہ مستلزم ابقاء ہے۔ |
| ۶۳۷ | کافروں کا نسب حضرت آدم علیہ السلام سے منقطع ہے۔ | ۵۷۳ | صفات الہیہ عین ذات ہیں نہ کہ غیر ذات۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|---|
| ۶۵۶ | حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے اپنی بعض صفات کریمہ کا اپنے مستفیضوں اور خادموں اور غلاموں پر پر تو ڈال دیا جیسے علیم، حلیم اور بشیر و نذیر وغیرہ۔ ان صفات کی تجلی جس میں متحقق ہوا اس پر ان صفات کے اطلاق میں حرج نہیں۔ | ۶۳۷ | کفار کو کتے اور سُور کہنے والے پر کوئی الزام نہیں کیونکہ کافر تو کُتوں اور سُوروں سے بھی بدتر ہیں۔ |
| | سیر | ۶۳۸ | حرام قطعی کا استحسان کفر ہے۔ |
| ۲۶۵ | نماز روزہ سے مضحکہ کرنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کی بیوی نکاح سے نکل جاتی ہے۔ | ۶۳۹ | عورت نے کہا خدا جانے آپ کو فلاں گھر سے کیوں عشق ہے، مرد نے کہا "خدا جانے" اس پر عورت نے کہا "کچھ بھی خدا جانے نہیں" یہ جملہ کفر نہیں۔ |
| ۲۶۵ | غیر مدخولہ کا شوہر اسلام سے خارج ہو جائے تو وہ بلا عدت دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے عدت لازم نہیں۔ | ۶۳۹ | علم الہی سے کسی شئی کی نفی اس علم سے نفی ہے کہ واقع ہوتا تو ضرور علم میں ہوتا۔ |
| ۳۱۵ | مرتد و مرتدہ کا نکاح کسی ملت و مذہب والے سے نہیں ہو سکتا، نہ مومنین سے نہ کفار سے۔ | ۶۵۰ | تین شخصوں کا ہلکا جاننے والا منافق ہے، ایک وہ جسے اسلام میں بڑھا پایا، دوسرا عالم، تیسرا بادشاہ اسلام عادل۔ |
| ۳۱۶ | قیام حدود کے لئے اسلامی حکومت اور امام درکار ہے۔ | ۶۵۱ | مرتکب کبیرہ کے اسلام اور نکاح میں خلل نہیں آتا۔ |
| ۴۰۳ | جس شہر میں کوئی عالم دیندار ہو تو امور مسلمین میں اسی کی رائے معتبر ہوگی اور چند علماء ہوں تو علم علمائے بلد کو حق ہے۔ | ۶۵۳ | عالم کے ساتھ سُوءِ ادبی سے آدمی مستحق تعزیر ہے، |
| ۴۰۳ | اگر غیر مسلم حکومت مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں آزادی کسی حد تک محدود کر دے تب بھی جہاں تک آزادی ہے اس پر کارروائی لازم ہے۔ | ۶۵۳ | یہ کہنا کہ خدا شرک کو بھی بخش دے گا یا یہ کہنا "آیات و احادیث کچھ نہیں" صریح کفر ہے۔ |
| ۴۷۶ | جس عورت نے مرتدہ ہونے کا ارادہ کیا وہ اسی وقت مرتدہ ہو گئی۔ | ۶۵۳ | حکم کفر کا اطلاق تارک صلوٰۃ پر حدیث شریف میں ہے یہ مسئلہ فقہیہ نہیں کلامی ہے۔ |
| ۴۸۶ | مقامات مقدسہ کی تصویر چھانٹ کر گندگی میں ڈالنا اگر وہابی عقائد کی بنیاد پر ہو کہ یہ سب بدعت ہے۔ تو جہل و گمراہی ہے اور ان مقامات کی تحقیر مقصود ہو تو کفر ہے۔ | ۶۵۵ | حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام سادہ اور پیر کا آداب والقباب کے ساتھ سُوءِ ادبی ہے، اور پیر کی عظمت حضور سے زیادہ ہو تو کفر ہے۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|---|
| ۱۷۳ | چھٹی خطاء۔ | ۴۸۷ | دیوتاؤں کی تصویریں ترسین کے لئے لگائے تو گناہ کبیرہ اور تعظیم معبودان مقصود ہو تو کفر ہے۔ |
| ۱۷۴ | ساتویں خطاء۔ | ۴۸۷ | عورت کو نماز و روزہ سے روکنا اور شراب پینے پر مجبور کرنا یونہی تو گناہ کبیرہ شدیدہ اور فرضیت صلوٰۃ یا حرمت خمر کے انکار کے طور پر ہو تو کفر ہے۔ |
| ۱۷۴ | آٹھویں خطاء۔ | ۴۸۷ | استخفاف شرع کفر ہے۔ |
| ۱۷۴ | نویں خطاء۔ | | ردِ بد مذہبیاں |
| ۱۷۵ | دسویں خطاء۔ | ۱۱۷ | ایک دیوبندی مفتی کے غلط اور جہالت صریحہ پر مشتمل فتویٰ کا زور دار اور مدلل ردِ بلیغ۔ |
| ۱۷۶ | گیارہویں خطاء۔ | ۱۲۲ | دیوبندی مفتی کی جہالتوں میں سے پہلی جہالت کا بیان۔ |
| ۱۷۷ | بارہویں خطاء۔ | ۱۲۳ | دوسری جہالت کا بیان۔ |
| ۱۷۷ | تیرہویں خطاء۔ | ۱۲۳ | تیسری جہالت کا بیان۔ |
| ۱۷۷ | چودھویں خطاء۔ | ۱۲۳ | چوتھی جہالت کا بیان۔ |
| ۱۷۸ | پندرہویں خطاء۔ | ۱۲۴ | پانچویں جہالت کا بیان۔ |
| ۱۷۸ | سولہویں خطاء۔ | ۱۲۴ | چھٹی جہالت کا بیان۔ |
| ۱۷۹ | سترہویں خطاء۔ | ۱۲۵ | ساتویں جہالت کا بیان۔ |
| ۱۸۰ | اٹھارہویں خطاء۔ | ۱۶۹ | دیوبندی مولوی وجیہ اللہ کے فتویٰ کا بچپس ^{۲۵} وجوہ سے ردِ بلیغ۔ |
| ۱۸۱ | انیسویں خطاء۔ | ۱۷۰ | دیوبندی فتویٰ کی پہلی خطاء۔ |
| ۱۸۲ | بیسویں خطاء۔ | ۱۷۱ | دوسری خطاء۔ |
| ۱۸۳ | اکیسویں خطاء۔ | ۱۷۲ | تیسری خطاء۔ |
| ۱۸۴ | دیوبندی گمراہی کا جوش۔ | ۱۷۲ | چوتھی خطاء۔ |
| ۱۸۴ | دیوبندی تعلیم نے قرآن و حدیث اور ائمہ قدیم و جدید کا اجماع پس پشت ڈال دیا۔ | ۱۷۳ | پانچویں خطاء۔ |
| ۱۸۹ | دیوبندی مقصد شریعت کو پامال اور جاہلیت کے ظلم و ستم کو دوبارہ زندہ کر رہے ہیں۔ | ۱۷۳ | دیوبندی مفتی کی جہالت کہ شرح و قایہ کی عبارت کو نہ سمجھ سکا۔ |

| | | | |
|-----|--|------|--|
| ۱۹۰ | باکیسویں خطاء۔ | ۱۹۱ | دیوبندی عقیدہ والے مرتدین ہیں ان سے میل جول منع ہے۔ |
| ۱۹۲ | دیوبندی تعلیم کی حدیث سے مخالفت۔ | منطق | |
| ۱۹۲ | تینیسویں خطاء۔ | ۱۳۳ | اگر کوئی شئی معدوم ہو تو اس کی نفیض موجود ہوتی ہے۔ |
| ۱۹۲ | مزار با عبارات دیوبندی مفتی کی گمراہی کے بطلان پر شاہد ہیں۔ | ۱۵۱ | عدم بے سلف کلی متحقق نہیں ہوتا۔ |
| ۱۹۵ | دیوبندی تعلیم ائمہ اُمت کے مخالف ہے۔ | ۱۵۲ | عموم سلب بوجہ ایجاب جزئی صادق نہیں رہتا۔ |
| ۱۹۵ | چومیسویں خطاء۔ | ۱۷۶ | قضیہ طبعیہ کا موضوع کلیت کا معروض ہوتا ہے۔ |
| ۱۹۵ | دیوبندی مفتی کی انتہائی غباوت اور گمراہی۔ | ۱۷۶ | کلیت مقولات ثانیہ میں سے ہے۔ |
| ۱۹۶ | نجرت کی بد عقلی اور کج فہمی۔ | ۱۷۶ | طبعی قضیہ ذہنیہ ہوتا ہے نہ کہ خارجیہ۔ |
| ۱۹۶ | پچیسویں خطاء۔ | ۱۷۹ | دخول مطلق قضیہ طبعیہ کا موضوع ہے اور وہ اس وقت تک منتفی نہیں ہوتا جب تک جمیع افراد دخول منتفی نہ ہو جائیں۔ |
| ۱۹۷ | دیوبندی مجتہدین کی دین اور شریعت میں نئی بدعت۔ | ۵۷۰ | نکلنے کا حکم نہ دینا اور نہ نکلنے کا حکم دینا یہ دونوں چیزیں آپس میں منافی نہیں۔ |
| ۲۰۷ | وہابی گمراہ بے دین مسئلہ طلاق ثلاثہ میں خلاف کرتے اور حرام کو حلال ٹھہراتے ہیں۔ | ۵۷۰ | وجودی چیز عدمی چیز کی قسم نہیں بن سکتی۔ |
| ۵۷۱ | دیوبندی حضرات دیو جہالت کے ایسے اسیر ہیں کہ سوال سمجھے بغیر اپنا اجتہادی جواب دے دیتے ہیں۔ | نحو | |
| ۵۷۳ | مفتی دیوبندی کے جواب پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا تبصرہ۔ | ۵۷۷ | فعل متعدی بغیر مفعول بہ کے متحقق نہیں ہوتا۔ |
| ۵۷۳ | دیوبندی مفتی کی جہالت کہ رکھنے اور چھوڑنے میں فرق نہ سمجھ سکا۔ | دُعا | |
| ۶۰۷ | شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی عبارتوں کے پندرہ عظیم وہابیت کُش فوائد۔ | ۳۶۷ | نماز کے بعد پیشانی پر ہاتھ رکھ کر دعا پڑھنا حدیث میں آیا ہے۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۳۶۱ | جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے اس پر خدا اور سب فرشتوں اور سب آدمیوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا نہ فرض قبول فرمائے گا نہ نفل۔ | | توبہ واستغفار |
| ۳۷۸ | مرکب کبیرہ کا جہل اس کے گناہ کبیرہ ہونے سے خارج نہیں کرے گا بلکہ خود دوسرا گناہ ہے۔ | ۲۸۹ | تم سے صحبت کروں تو ماں سے زنا کروں، اس قول سے توبہ و استغفار لازم آتا ہے اور بس۔ |
| ۳۷۸ | عالم کا گناہ ایک گناہ ہے اور جاہل کا گناہ دوہرا گناہ ہے۔ | ۶۳۹ | توبہ کے لئے ندامت اور گناہ سے تہری ضروری ہے۔ |
| ۴۱۱ | اللہ کی لعنت ہے اس پر جو ماں اور اس کے بچے میں جدائی ڈالے۔ | ۶۳۹ | شوہر سے بدزبانی ناشکری ہے جس پر عورت کو توبہ چاہئے۔ |
| ۴۱۱ | رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رشاد ہے کہ جس نے کسی مسلمان کو ناحق ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی۔ | | ترغیب وترہیب |
| ۴۹۹ | قسموں کو ڈھال بنانے والوں کی قرآن عظیم میں مذمت آئی ہے۔ | ۱۲۴ | شرع مطہر میں مفتری کی سزا سلطان اسلام کے یہاں اسی ۸۰ کوڑے ہیں۔ |
| ۵۵۶ | طلاق مبغوض اور گناہ مغضوب ہے۔ | ۱۲۴ | شریعت مطہرہ پر افتراء اللہ عزوجل پر افتراء ہے جو بے ایمان ہی کر سکتا ہے۔ |
| ۵۵۶ | صلح و آشتی محبوب اور شرعاً مطلوب ہے۔ | ۱۶۹ | لوگوں میں بد بخت ترین وہ شخص ہے جو دوسرے کی دنیا کے لئے اپنی آخرت برباد کر دے۔ |
| ۵۷۹ | عہد پر قائم رہنے والوں پر طعنہ کرنے والوں کے اسلام میں فرق آنے کا خطرہ ہے۔ | ۲۳۷ | دیوث اگر توبہ نہ کرے تو اس پر جنت حرام اور اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہوتی ہے۔ |
| ۶۱۰ | قرآن شریف اٹھا کر عہد کرنا اور پھر توڑ دینا قرآن شریف کی توہین ہے جس پر بہت جلد توبہ صادقہ کرے ورنہ عذاب عظیم والیم اور نارجمیم کا منتظر ہے۔ | ۲۳۷ | حدیث کی رو سے تین اشخاص جنت میں نہیں جائیں گے: ماں باپ کو ناحق اذیت دینے والا اور دیوث اور مردوں والی وضع بنانے والی عورت۔ |
| ۶۱۱ | شرابی کی آخری سزا کا بیان۔ | ۲۳۷ | شرابی جنت میں نہیں جائے گا۔ |
| ۶۱۲ | بغیر دیکھے کسی مسلمان پر تہمت لگانا کہ اس نے اپنی بیٹی کے ساتھ زنا کیا سخت حرام قطعی اور گناہ کبیرہ ہے، ایسی تہمت لگانے والا سخت عذاب الہی کا مستحق ہوتا ہے۔ | ۳۴۰ | زوجہ مفقود اور اس کے محارم کو ہدایت و نصیحت۔ |

| | | | |
|--------------------|--|-----|--|
| ۶۲۶ | دیوث پر جنت حرام ہے۔ | ۲۱۶ | شوہر اگر اپنے پاس بلانا چاہے تو عورت کو باپ کے گھر رہنے کا کوئی اختیار نہیں۔ |
| ۶۳۳ | بلاوجہ شرعی جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دی۔ | ۲۱۶ | عورت شوہر کے پاس آنے سے انکار کرے تو نفقہ کی مستحق نہیں ہوگی۔ |
| ۶۵۲ | مسلمان کو کافر کہنے پر سخت وعید۔ | ۲۱۷ | بے علم کو علماء سے صرف حکم شریعت دریافت کرنا چاہئے نہ یہ کہ صفحہ و سطر جانچے۔ |
| حظر و اباحت | | ۲۳۷ | عورت کو ناچ گانے کی اجازت دینا حرام قطعی ہے اور ایسا کرنے والا شوہر دیوث ہے۔ |
| ۱۲۵ | زوجہ کو شوہر سے برگشتہ بنانا شیطان کا کام ہے۔ | ۲۴۲ | شوہر طلاق مغفلہ دے کر منکر ہو گیا عورت کو طلاق کا یقین ہے تو جیسے ہو سکے اس سے دُور بھاگے اور اس پر قادر نہیں تو بال شوہر پر ہے۔ |
| ۱۲۵ | حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان عالی ہے کہ جو کسی مرد سے اس کی زوجہ کو برگشتہ کرے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔ | ۲۶۳ | صوم و صلوٰۃ کی پابندی لڑکی کی بد خصلت اور بے نماز شوہر سے بیزار ہو کر خلع کرنا چاہتی ہے، کیا شرعاً ایسا کر سکتی ہے۔ |
| ۱۹۸ | طلاق کی قسم شرعاً ناپسندیدہ ہے۔ | ۲۷۰ | بیوی کو مال کہنے والا گنہگار اور دروغ گو ہے۔ |
| ۱۹۸ | طلاق کی قسم کھانا مومنانہ نہیں منافقانہ فعل ہے۔ | ۲۸۳ | اگر کفارہ ظہار کی ادائیگی سے قبل شوہر نے وطی کی تو استغفار کرے اور فقط ظہار کا کفارہ دے۔ |
| ۱۹۹ | وعظ کیسے واعظ کو کرنا چاہئے۔ | ۲۸۸ | میاں بیوی کا آپس میں ایک دوسرے کو مال بیٹا کہہ لینا لغو ہے اور یہ کلام باعث گنہگاری ہے۔ |
| ۱۹۹ | جو کسی بات پر قسم کھالے پھر دیکھے کہ اس قسم کا خلاف بہتر ہے تو وہی بہتر کام کرے اور قسم کا کفارہ دے لے۔ | ۲۸۸ | عورت کا پاکستان منہ میں لے لینا کچھ نہیں۔ |
| ۱۹۹ | اغراض فاسدہ کے لئے وعظ و صلوات اور یہود و نصاریٰ کی سنت ہے۔ | ۲۸۸ | مرد کو بیوی کا دودھ پینا حرام مگر نکاح میں خلل نہیں آتا۔ |
| ۱۹۹ | نااہل کے وعظ کہنے کی مذمت احادیثِ کریمہ سے۔ | ۲۹۳ | عدت ختم ہونے سے پہلے عورت کو دوسرے مرد کے ساتھ رہنا یا اس کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے۔ |
| ۲۰۰ | کیسے واعظ کو وعظ کہنے کی اجازت نہیں۔ | ۲۹۷ | دورانِ عدت بیوہ نکاح بلکہ نکاح کی گفتگو بھی حرام ہے۔ |
| ۲۱۵ | بیوی اب باپ ہی کے یہاں رہے گی اور موجودہ و آئندہ اولاد کی وہی مالک ہوگی او باپ کے گھر بیٹھے نفقہ پائے گی، یہ سب شرطیں خلافِ شرع و مردود ہیں۔ | ۲۹۸ | سوائے شوہر کے عورت کو کسی کے لئے تین دن سے زائد سوگ جائز نہیں۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|---|
| ۳۳۰ | اللہ تعالیٰ کے فرض کی ادائیگی میں حیلے بہانے نہ کئے جائیں۔ | ۳۰۰ | شرع مطہر بدگمانی کو سخت حرام فرماتی ہے۔ |
| ۳۳۱ | عدت وفات میں عورتوں کو کیا چیزیں منع ہیں۔ | ۳۰۰ | زنا کے پانی کی شرع میں کوئی حرمت نہیں، نہ اس کے لئے کوئی عدت۔ |
| ۳۳۲ | عدت کے اندر نکاح کا پیغام حرام ہے۔ | ۳۰۹ | موطوہ بیوی کی عدت گزرنے سے قبل اس کی بہن سے نکاح ناجائز و حرام ہے۔ |
| ۳۳۲ | عورت کا غیر شخص کے پاس ٹھہرنا حرام ہے۔ | ۳۱۶ | منکوحہ غیر کو بے طلاق اپنے پاس رکھنے والا فاسق معلن ہے۔ |
| ۳۳۳ | معتدہ وفات کو کن حالات میں موضع عدت سے منتقل ہونے کی اجازت ہے۔ | ۳۱۷ | معتدہ غیر سے لاعلمی میں نکاح کر کے صحبت کی تو صحبت حرام ہے لیکن گناہ نہ ہوگا۔ |
| ۳۵۹ | معتدہ کے نکاح میں جتنے لوگ اس سے واقف ہو کر شریک و ساعی ہوئے سب حرام عظیم ہیں مبتلا ہوئے۔ | ۳۱۷ | متوفیٰ عنہا زوجہ عدت میں بصورت صرف دن میں باہر جاسکتی ہے۔ |
| ۳۶۱ | عورت کو بلا وجہ شرعی گھر سے نکلنے پر شوہر گنہگار ہوگا۔ | ۳۱۷ | عدت کے اندر نکاح حرام ہے۔ |
| ۳۶۳ | بے نکاح جدید مرد کے لئے عدت بائن میں قربت حرام ہے۔ | ۳۱۹ | جب تک عدت نہ گزرے نکاح تو نکاح، نکاح کا پیغام دینا حرام قطعی ہے۔ |
| ۳۶۶ | کتاب "بہشتی زیور" کا دیکھنا حرام ہے اس میں بہت مسائل غلط اور بہت باتیں گمراہی کی ہیں۔ | ۳۱۹ | کسی کو پیسے دے کر اس کی بیوی کو طلاق، دلوانا تاکہ خود اس سے شادی کرے یہ رشوت ہے۔ |
| ۳۷۷ | دوسرے کی عورت بھگالے جانے والا زانی ہے، مسلمان اس سے قطع تعلق کریں اور اس دوران جو بچے پیدا ہوئے ان کا نسب اصل شوہر سے ثابت ہے۔ | ۳۲۳ | پیش از انقضائے عدت نکاح قطعاً ناجائز و حرام ہے اور ان پر جدا ہو نا فرض ہے۔ |
| ۳۸۱ | بے ثبوت قطعی شرعی کسی کو زانی قرار دینا درست نہیں۔ | ۳۲۷ | عدت وفات میں عورت شوہر کے مکان سے باہر نہیں جاسکتی، ہاں جو عورت کسب معاش کے لئے مجبور ہو وہ دن میں جائے اور رات اس گھر میں گزارے۔ |
| ۳۸۱ | باوجود فراش صحیح بچہ کو ولد الحرام قرار دینا ناجائز ہے۔ | ۳۲۸ | کن مجبوریوں کے سبب عورت کو عدت وفات میں گھر سے نکلنے کی اجازت ہے۔ |
| ۳۱۱ | عورت لڑکے کے نامحرم سے شادی کرے تو اس لڑکے کو ماں کی پرورش سے نکال لیا جائیگا لیکن ماں سے ملنے جلنے کو روکنا حرام ہے۔ | | |

| | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۴۱۹ | عورت آٹھویں دن اپنے والدین یہاں بے اذن زوج بھی جاسکتی ہے۔ | ۴۱۹ | غلبہ خواہش پر قابو پانے کے لئے روزے رکھے جائیں۔ |
| ۴۲۰ | والدین کے علاوہ دیگر محرم کی زیارت کو عورت سال میں ایک مرتبہ جاسکتی ہے چاہے شوہر اجازت دے یا نہ دے۔ | ۴۲۰ | مادر زن کا شوہر سے نصف آمدنی مانگنا ظلم ہے جبکہ یہ مقدار فقہ زن سے زائد ہو۔ |
| ۴۳۵ | وعدہ پر جبر نہیں۔ | ۴۳۵ | عورت آٹھویں دن دن بھر کے لئے اپنے والدین کی ملاقات کے لئے بے اذن شوہر بھی جاسکتی ہے۔ |
| ۴۳۳ | بد فعلی کرنے والی عورت اپنے جرم کے مطابق مستحق حد یا تعزیر ہوگی شوہر اس کے اس فعل پر راضی نہ ہو اور اس کے حقوق واجبہ میں کوتاہی نہ کرے تو اس پر کوئی وبال نہیں۔ | ۴۳۳ | غیر محرم کے یہاں عورت شوہر کی اجازت سے بھی نہیں جاسکتی۔ شوہر اگر اجازت دے گا تو گنہگار ہوگا۔ |
| ۴۵۴ | جن کے نفقے ذمے ہوں ادانہ کرنا سخت گناہ ہے۔ | ۴۵۴ | زید آوارہ بد چلن ہے، علاوہ ازیں بیوی کے نان و نفقہ کا کفیل بھی نہیں ہو سکتا تو بیوی کو اپنے نفس کے روکنے کا اختیار ہے یا نہیں۔ |
| ۴۵۳ | عورت کے نفقہ کا بوجھ دوسرا اٹھاتا ہو تب بھی مستثنیات کے علاوہ بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر کہیں نہیں جاسکتی۔ | ۴۵۳ | وفاء وعدہ پر جبر نہیں۔ |
| ۴۵۴ | عورت والدین کی زیارت کو آٹھویں دین اور دیگر محرم کے یہاں سال بعد ایک دن بلا اذن شوہر بھی جاسکتی ہے بشرطیکہ رات شوہر کے پاس آجائے۔ | ۴۵۴ | عورت شوہر کی نافرمانی کرے تو سخت گنہگار ہے۔ |
| ۴۵۵ | عورت کے لیے شوہر کی طرف سے کہیں جانے کی ممانعت واجب العمل ہے۔ | ۴۵۵ | عورت سے زنا متحقق ہونے کے باوجود مرد پر واجب نہیں کہ اسے طلاق دے۔ |
| ۴۵۵ | شوہر سرکشی پر آمادہ ہو اور نفقہ نہ ادا کرے تب بھی عورت شوہر کے گھر ہی رہے۔ | ۴۵۵ | مسجد کی طرف بلانے جانے کے جواب میں کہتا ہے کہ میں شراب خانے شراب پینے جا رہا ہوں، تو کیا حکم ہے۔ |
| ۴۵۵ | عورت پر واقعی اندیشہ فساد ہو تو شوہر قید خانے میں اپنے پاس رکھنے کی درخواست کر سکتا ہے۔ | ۴۵۵ | عورتوں کو ہوائے نفس کا اتباع کرنا اور اسے کسی امام کے سر رکھنا کوئی دین نہیں۔ |
| ۴۶۰ | ناشہ عورت کو طلاق دینا شوہر پر لازم نہیں۔ | ۴۶۰ | ایک عورت کا شوہر پوری طرح بیوی کا حق ادا نہیں کر سکتا اور بوجہ جہالت طلاق بھی نہیں دیتا تو وہ عورت کیا کرے۔ |

| | | | |
|-----|---|-----|---|
| ۴۹۹ | کفارہ میں دیا جانے والا کپڑا ایسا ہونا چاہئے جو تین ماہ سے زیادہ چل سکے اور تمام بدن ڈھک لے۔ | ۵۸۱ | جو وعدہ کیا اس سے پھر ناہر گز نہیں چاہئے، قرآن شریف میں اس پر سخت وعید فرمائی گئی ہے۔ |
| ۴۹۹ | قصداً بھوٹی قسم کھانا گناہ ہے۔ | ۵۸۲ | اپنے کاروبار میں غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے متعین حصہ مثلاً سولہواں حصہ برائے ایصالِ ثواب مقرر کیا تو اس رقم کو مردینی کام میں صرف کر سکتے ہیں۔ |
| ۵۰۶ | انجمن والوں نے باہم حلف اٹھایا جو نماز نہ پڑھے اس پر اتنا جرمانہ، جو جرمانہ نہ دے اس کو انجمن سے نکال دیا جائے گا، یہ تعزیر شرعی نہیں، نہ اس میں حرج ہے۔ | ۵۸۳ | چہل تنوں کی منت کی شرعی صورت اور فاضل لہو و لعب کا ردِ تبلیغ۔ |
| ۵۰۷ | بلا وجہ شرعی قسم توڑنا حرام ہے، ہاں خلاف میں خیر ہو تو قسم توڑ کر کفارہ دے۔ | ۵۸۴ | میلاد مبارک اور گیارہویں، احباب کو کھانا کھلانے، مساجد میں شیرینی لے جانے یا نمازیوں کو کھلانے کی نذر فقہی نہیں لہذا امیر فقیر سب کھا سکتے ہیں۔ |
| ۵۰۹ | دھوکا دے کر حج کا بھجونا ارادہ ظاہر کیا اور اس ذریعہ سے لوگوں سے روپیہ لیا تو سخت مجرم ہے۔ | ۵۸۹ | سر کی منت مانی تو اس کی قیمت کا گوشت بھی دے سکتے ہیں۔ |
| ۵۰۹ | کسی مسلمان پر بدگمانی جائز نہیں۔ | ۵۹۰ | میلاد شریف کی منت ماننا کیسا ہے۔ |
| ۵۱۷ | فتنہ قتل سے بُرا ہے۔ | ۵۹۰ | مجلس میلاد شریف کہ طریقہ رائج حرمین شریفین پر ہو اعلیٰ مستحبات سے ہے۔ |
| ۵۱۴ | جھوٹی بات پر قرآن مجید کی قسم کھانا یا اٹھانا سخت عظیم گناہ کبیرہ ہے۔ | ۵۹۱ | مسلمان پر بدگمانی جائز نہیں۔ |
| ۵۱۴ | سچی بات ہو تو قسم بھی کھا سکتے ہیں اور قرآن بھی اٹھا سکتے ہیں۔ | ۵۹۷ | منت شرعی کا گوشت نہ تو خود کھا سکتا ہے نہ اپنی اصل اور فرع کو کھلا سکتا ہے اور نہ ہی کسی ہاشمی یا غنی کو کھلا سکتا ہے۔ |
| ۵۷۷ | چند شخصوں نے مسجد کے اندر کہا کہ جو شخص بیٹی پر روپیہ لے یا قرضدار کے یہاں کھانا کھائے تو کلمہ شریف اور قرآن شریف سے پھرے، اس کا کاغذ بھی لکھا گیا، بعد ازیں کاغذ پھاڑ ڈالا اور وہی کام کرنے لگے، ان کا کیا حکم ہے۔ | ۶۱۵ | ظالم کے پاس بیٹھنے سے قرآن مجید نے منع فرمایا۔ |
| ۵۷۸ | بیٹی پر روپیہ لینا اور قرضدار کے یہاں کھانا اگر قرض کے دباؤ سے ہے تو ناجائز ہے۔ | ۶۱۸ | سزا وہی ہے جو مطابق شرع ہے اس کے خلاف کی خواستگاری ناجائز ہے۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۶۲۸ | ہر شخص پر اس کی وسعت کے مطابق بُرے کام سے روکنا ضروری ہے اس میں کوتاہی نہ کرے۔ اور متعلقہ شخص باز نہ آئے تو اس پر کوئی الزام نہیں اور راضی ہو تو خود مجرم، اس سے بھی قطع تعلق کیا جاسکتا ہے۔ | ۶۱۸ | زانی کے نکاح پر زنا سے کوئی اثر نہیں پڑتا مگر یہ کہ اس سے مصاہرت ثابت ہو جیسے اپنی زوجہ کی ماں یا بیٹی سے زنا کرے۔ |
| ۶۳۳ | ازالہ منکر اگر بغیر قتل کے حاصل ہو سکتا ہے تو قتل کی اجازت نہیں۔ | ۶۱۹ | توبہ بعد زانی و زانیہ سے میل جول میں حرج نہیں۔ |
| ۶۳۳ | زنا کا سد باب ازالہ منکر ہے اور ازالہ منکر اللہ عزوجل کے لئے ہوتا ہے لہذا اس میں محارم و اجنبی عورتیں برابر ہیں۔ | ۶۱۹ | عورت کے زنا پر شوہر راضی نہ ہو تو اس پر کچھ الزام نہیں۔ |
| ۶۳۴ | بلا وجہ شرعی کسی مسلمان کو یا عالم کو مردود، اُلُو وغیرہ کہنا ناحق ایذا دینا حرام ہے۔ | ۶۱۹ | جو لوگ زنا میں ساعی ہوں یا بعد زنا بلا توبہ زانی و زانیہ کے حامی ہوئے وہ بھی مستحق سزائے شرع ہیں۔ |
| ۶۳۵ | مومن وہ ہے جس کے ہمسائے اس کی ایذاؤں سے امان میں ہوں۔ | ۶۲۰ | کسی عورت کے ساتھ کسی نے زنا کیا شوہر نے ازراہ چشم پوشی سزا نہ دلوائی، یہ فعل محمود ہے۔ |
| ۶۳۶ | کسی مسلمان کو اس کے پیشہ کے سبب سے حقیر جاننا برا ہے۔ | ۶۲۲ | زنا کاروں پر توبہ فرض ہے۔ |
| ۶۳۶ | کسی مسلمان کے مال کا نقصان اور اس کی ہتک عزت بلا وجہ شرعی حرام ہے۔ | ۶۲۳ | زانی اور زانیہ اپنے کرتوت سے باز نہ آئیں تو ان کا بایکٹ کیا جائے۔ |
| ۶۳۶ | نماز پڑھانے کے لئے تنبیہ و تفہیم چاہئے مار پیٹ کا وقت نہیں ہے۔ | ۶۲۶ | مسلمان پر تہمت رکھنا افعالِ شنیعہ سے ہے۔ |
| ۶۳۸ | بھائی ہونے کی نفی کی، اگر کوئی سلوک ایسا بھی کیا ہو تو نفی کر سکتا ہے ورنہ تین گناہوں کا مرتکب ہے۔ | ۶۳۶ | بھادج سے مذاق اور ہاتھ پائی حرام ہے، شوہر جان بوجھ کر چشم پوشی کرتا ہے تو "دیوث" ہے۔ |
| ۶۳۸ | کذب صریح، قطع رحم اور ایذائے مسلم کبیرہ گناہ ہیں۔ | ۶۳۶ | کسی کے عزیز و اقارب اس کو فاشی و بے حیائی سے منع نہیں کرتے تو شریک گناہ اور مستحق عذاب ہیں۔ |
| ۶۳۸ | جملہ "اچھاؤ افلاں کے چوری ہو گئی" کے احکام۔ | ۶۳۷ | جانور سے نابالغ نے مجامعت کی تو تنبیہ کی جائے اور نابالغ نے ایسی حرکت کی تو سزا دی جائے اور جانور کو ذبح کر کے جلا دیا جائے۔ |
| ۶۳۸ | حسد حرام ہے۔ | | |

| | | | |
|-----|--|-------|---|
| ۶۳۸ | کسی کے نقصان پر عداوت کے سبب سے خوش ہونا عداوت کے تابع ہے۔ اگر عداوت مذمومہ ہے تو یہ بھی قبیح و مذموم، اگر عداوت محمودہ ہے جیسے اعداء اللہ سے دشمنی، تو اس میں حرج نہیں۔ | قصاص | |
| ۶۵۰ | بلاوجہ کسی مسلمان کو سخت و سست کہنا حرام ہے۔ | سیاست | ناحق قتل مسلم سخت کبیرہ گناہ اور قاتل پر قصاص لازم ہے۔ |
| ۶۵۰ | سید، عالم بلکہ مرشد زادہ کو سخت و سست کہنا تو اور شدید ہے۔ | | |
| ۶۵۲ | مسلمانوں کو بلاوجہ شرعی مردود یا اہلبلیس کہنا سخت حرام ہے۔ | | سیاست کا حق سلطان کو ہے۔ |
| ۶۵۲ | مسلمان کو ایذا دینے کی مذمت قرآن و حدیث سے۔ | | زانی اور زانیہ کو قتل کرنے کی اجازت غیر سلطان کو کس صورت میں ہے۔ |
| ۶۵۲ | بلاوجہ شرعی جو شخص دوسروں کو مردود، کافر کہے تو اس کو اس فعل سے توبہ اور شخص متعلقہ سے معافی مانگنی ضروری ہے ورنہ وہ فاسق ملعن ہے۔ | | سیاست قتل غیر امام کے لئے جائز نہیں، اور امام کو بھی صرف ان کبائر میں قتل جائز ہے جو متعدی الضرر ہوں، صغائر یا کبائر غیر متعدی الضرر میں قتل جائز نہیں۔ |
| ۶۵۶ | مگر وہ بد دین فتنہ پرور کو شیطان کہہ سکتے ہیں۔ | مصارف | |
| ۶۵۶ | مومن صالح کو شیطان کہنا شیطان کا کام ہے۔ | | نذر کے روپے اپنے اصول، فروع، زوج، زوجہ اور سید کو نہیں دے سکتے۔ |
| | نفسیات | | اپنی تجارت میں سولھواں حصہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے نذر کیا اس کے مصارف کیا ہوں گے۔ |
| ۲۵۰ | عورتوں کی غالب عادت یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کا نکاح ثانی پسند نہیں کرتیں۔ | | بے الفاظ نذر زبان سے کہا کہ اپنے منافع تجارت سے سولھواں حصہ نیک کاموں میں اللہ تعالیٰ کے لئے صرف کیا کروں گا تو اس سے محفل میلاد، گیارھویں شریف، افطاری رمضان اور اپنے والدین و سادات علما کی خدمت سب کچھ کر سکتا ہے۔ |
| ۵۶۳ | بسا اوقات عورتیں فرقت کے بعد اپنے سابق خاوند کی دوسری شادی سے عنگیں ہوتی ہیں۔ | | |

| | | | |
|-----|--|-------------|--|
| ۴۳۵ | بیوی کو معلق رکھنے والا شوہر گنہگار اور صریح حکم قرآن کا خلاف کرنے والا ہے۔ | ۵۹۶ | اگر خاص الفاظ نذر زبان سے ادا کئے تو اب والدین، سادات اور اغنیاء کو نہیں دے سکتا، دیگر محتاجوں کو دے سکتا ہے اگرچہ اس کی پھوپھی، خالہ، چچا، ماموں اور بہن بھائی ہوں۔ |
| ۴۳۷ | عورت کو رخصت کرا کر اپنے پاس رکھنا شوہر کا شرعی حق ہے، نفقہ اس کے بدلہ میں ہے، اپنے اس حق کو شوہر خود بھی ساقط نہیں کر سکتا۔ | ۵۹۶ | مالِ زکوٰۃ اور مالِ نذر محتاج طالب علموں کو بھی دے سکتے ہیں خواہ کپڑے بنا دے خواہ اناج یا کھانا انھیں دے کر مالک کر دے، ہاں گھر میں بٹھا کر کھلانے سے زکوٰۃ و نذر ادا نہ ہوگی۔ |
| ۴۳۷ | باپ کا اپنی بیٹی کو بلا وجہ شرعی شوہر کے گھر جانے سے روکنا ظلم ہے۔ | ۵۹۶ | مؤذن کی تنخواہ میں نذر یا زکوٰۃ محسوب نہیں ہو سکتی ہاں اگر بلا تنخواہ اذان دیتا ہے اور محتاج ہے تو دے سکتے ہیں۔ |
| ۴۴۶ | عورتوں کے حقوق سے متعلق آیات قرآنیہ۔ | ۵۹۷ | جو مصرف زکوٰۃ ہے وہی مصرف نذر ہے۔ |
| ۴۴۶ | عورت کا سکنتی شوہر پر واجب ہے اس کو معلقہ کی طرح چھوڑ دینا حرام ہے اور گاہ گاہ اس سے صحبت کرنا بھی واجب ہے۔ | حقوق العباد | |
| ۴۴۶ | عورت کے اذن و رضا کے بغیر چار مہینے تک ترک جماع بلا عذر صحیح شرعی ناجائز ہے۔ | | |
| ۴۴۶ | ضرور تمند باپ کی خدمت کر سکتا ہے اور نہیں کرتا ہے تو لڑکا عاق ہے۔ | ۴۴۷ | شوہر کو عورت کے اپنے پاس رکھنے کا حق شرعاً حاصل ہے، اس حق کو خود شوہر بھی کسی اقرار نامہ کے ذریعہ باطل نہیں کر سکتا۔ |
| ۴۵۵ | بعد ادائے مہر معجل عورت مطلقاً پابند شوہر ہے اس میں کوئی قید و تخصیص ادائے نفقہ و تکفل حوائج کی نہیں۔ | ۴۴۷ | ظالم شوہر کے ظلم سے بچنے کے لئے عورت کو انتقال سکونت کے مطالبہ کا حق ہے۔ |
| ۴۷۵ | طلاق کے بعد مہر و نفقہ عدت کے علاوہ عورت کا کوئی حق نہیں، بعد طلاق زندگی بھر کے نفقہ کا اقرار نامہ وعدہ ہے جس کو پورا کرنا چاہئے، لیکن یہ واجب نہیں۔ | ۴۴۷ | عورت کو بلا وجہ شرعی نان و نفقہ نہ دینے والا شوہر ظالم و گنہگار اور عورت کے حق میں گرفتار ہے۔ |
| | | ۴۴۷ | شوہر پر فرض ہے کہ بیوی کے نان و نفقہ کی خبر گیری کرے یا طلاق دے دے۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|---|
| ۲۵۲ | اذن و رضاء کا فرق۔ | | فرائض |
| ۲۶۰ | حنفی مذہب سے منسوب ایک من گھڑت مسئلہ کا رد۔ | ۳۲۰ | حیض والی عورت طلاق کے ایک مہینہ بعد نکاح کرے تو نکاح عدت کے اندر ہوا اور ایسی عورت کا نکاح سے وراثت کا حق نہ پہنچے گا، اور مہر مثل اور مسٹی سے جو کم ہو وہ پائے گی۔ |
| ۲۷۰ | از روئے قرآن مجید کسی کی ماں وہی ہے جس نے اسے جنا ہے۔ | ۳۲۱ | نکاح فاسد و باطل میں توارث جاری نہیں ہوتا بلکہ استحقاق ارث نکاح صحیح سے ہوتا ہے۔ |
| ۳۰۵ | عالمگیری کی دو اُعبار توں کی توضیح۔ | ۳۳۷ | جہیز اور مہر عورت کا ترکہ ہے۔ |
| ۳۳۰ | متوفی عنہا زوجہا کے بارے میں ایک عجیب تجربہ۔ | ۳۳۷ | عورت شوہر اور والدین چھوڑ کر فوت ہوئی اس کا ترکہ چھ ۶ سہام ہو کر تین سہم شوہر، دو سہم پدر اور ایک مادر کو ملے گا۔ |
| ۳۶۱ | زید کا وادہ پٹھان تھا اور وادی اور والدہ سیدانی، اس صورت میں زید سید ہے یا پٹھان۔ | | متفرقات |
| ۳۶۱ | سبیلین کریمین کی اولاد سید ہے نہ کہ بناتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کہ وہ اپنے والدوں کی طرف نسبت کی جائیں گی۔ | ۱۳۰ | علماءِ سوء کے بارے میں ایک شخص اور شیطان کے درمیان گفتگو کا واقعہ۔ |
| ۳۶۹ | امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دو سال سے زائد بچہ شکم مادر میں رہنے کی روایت۔ | ۱۳۷ | ایک مسئلہ تعلیق میں اقوالِ علماء کے درمیان محاکمہ۔ |
| ۵۰۵ | حلف کی ایک عبارت کی توضیح۔ | ۱۳۸ | در مختار کی ایک عبارت کی توضیح۔ |
| ۵۱۵ | مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے بطور تحقیق و تنفیج چند امور پر تنبیہ۔ | ۱۳۴ | ایک نکتہ بدیعہ۔ |
| ۵۱۵ | مصنف علیہ الرحمۃ کی طرف سے ائمہ کی مختلف عبارات میں تطبیق۔ | ۱۸۱ | مکارہ کا کوئی علاج نہیں۔ |
| ۵۳۵ | تطفل علی الشامی۔ | ۲۳۵ | اردو زبان میں کسی شئی کا ثبوت پہنچانا اور کوئی شئی ثبوت کو پہنچانا، ان دونوں میں فرق ہے۔ |
| ۵۴۳ | ردالمحتار کی ایک عبارت کی توضیح و تشریح۔ | ۲۴۸ | عدم رضا اور ترک استرضائیں بہت فرق ہے۔ |
| ۵۵۱ | علامہ سائمانی پر تطفل۔ | ۲۴۹ | دل ہر وقت ایک حال پر نہیں رہتا کیونکہ القلب ینقلب۔ |
| ۵۷۷ | اصول الشاشی اور فصول کی ایک عبارت کی تشریح۔ | ۲۵۱ | اذن کا علم قول سے ہو گا اور محبت و بغض کا نہیں۔ |

| | | | |
|-----|--|-----|--|
| ۶۴۵ | اصلًا ہر مسلمان مومن ہے، بعض اطراف کے عرف میں بکروں کو مومن کہنا ان کی سلیم الطبعی کی وجہ سے ہوگا اور اس لفظ کو بطور طعن استعمال کرنا دوہرا گناہ ہے۔ | ۵۸۴ | چہل تن چالیس شہدا ہیں۔ |
| ۶۵۰ | مثل اور مانند میں بہت فرق ہے۔ | ۵۹۶ | اہل و عیال اور اولاد کو جو کچھ کھلایا جاتا ہے احادیث میں اس پر صدقہ کا اطلاق آیا ہے۔ |
| ۶۵۰ | سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ایمانی کا ایمان جبرائیل کیوں نہیں فرمایا: ایمانی مثل ایمان جبرائیل۔ | ۶۱۴ | آبرو اتارنا زنا کے لئے خاص نہیں مار پیٹ کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ |
| ۶۵۵ | امام محمد نے جامع صغیر وغیرہ کتب جو بروایت امام ابو یوسف حضرت امام اعظم سے روایت کیں ان امام ابو یوسف کو کنیت سے کیوں یاد نہیں کیا۔ | ۶۲۵ | گناہ تین قسم کے ہیں: ہلکے جو حد کی حد تک نہ ہوں۔ حد سے بڑھے ہوئے، کہ حد بھی اس کا کفارہ نہ ہو سکے۔ اور متوسط، کہ حد سے پاک ہو جائیں۔ |



بسم الله الرحمن الرحيم

باب تعلیق الطلاق (تعلیق طلاق کا بیان)

مسئلہ ۱: از ضلع مظفر پور ڈاک خانہ رائے پور سب ڈویژن سیتامڈھی مقام گوری دروازہ سرفراز علیاں مرسلہ ایوب علی خاں صاحب ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۱۸ھ

زوج زید نے عقب میں زوجہ ہندہ کے بمقابلہ بکر کے سوگند کھائی کہ ہم اپنے برادر خالد سے کارِ زمینداری نہ کرائیں گے اگر کرائیں تو اس کی زوجہ کو طلاق ہے، بعد چند روز کے زید نے برادر موصوف سے کام مذکور کرایا اس صورت میں زوجہ ہندہ مطلقہ ہوگی یا نہیں؟ اور اگر ہوگی تو کون سی دلیل مطلقہ ہونے کی ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ نے اپنے کلام مجید فرقانِ حمید میں کسی جگہ ذکر اس قسم کی سوگند کا نہیں کیا، اگر بمجرد سوگند ہندہ مطلقہ ہوئی تو کون سی صورت نکاح قائم رہنے کی ہے، اور اس سوگند میں کفارہ ہے یا نہیں؟ فقط۔

الجواب:

صورت مستفسرہ میں زوجہ پر ایک طلاق پڑ گئی، اس کی دلیل اجماعِ ائمہ دین کہ جب طلاق کسی شرط پر مشروط کی جائے تو اس شرط کے واقع ہو جانے سے واقع ہو جائے گی،

| | |
|---|---|
| فی الهدایۃ اذا اضافہ الی شرط وقع عقیب الشرط مثل ان یقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق | ہدایہ میں ہے کہ اگر طلاق کو شرط کی طرف منسوب کیا ہو تو وہ شرط کے پائے جانے کے بعد واقع ہوگی، مثلاً یوں کہے "اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے" |
|---|---|

| | |
|----------------------------|----------------------------|
| وہذا بالاتفاق ¹ | یہ ضابطہ متفق علیہ ہے۔ (ت) |
|----------------------------|----------------------------|

بلکہ وہ آیہ کریمہ الطلاق مرتین وغیرہ سے ثابت ہے،

| | |
|--|---|
| فان الايات ذکرت الطلاق بالاطلاق فشمّل المنجز المعلق۔ | کیونکہ آیات میں مطلق طلاق کا ذکر ہے جو مشروط اور غیر مشروط دونوں طلاق کو شامل ہے۔ (ت) |
|--|---|

اسے سوگند یمن کہنا ایک اصطلاح علمی ہے جس کا پتا آیہ کریمہ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ² (اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے جو حلال فرمایا اسے آپ کیونکہ حرام فرماتے ہیں تا اللہ تعالیٰ کے ارشاد: بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے قسموں کو حلال فرمانا فرض فرمایا ہے۔ (ت) سے مستفاد ہوتا ہے کہ یہاں بھی تحریم حلال ہے اور آیت میں تحریم حلال ہی کو یمن فرمایا:

| | |
|--|---|
| علیٰ کہا بیئہ المحقق علی الاطلاق فی الفتح قبیل باب الیمن فی الدخول والسکنی اقول وللعبد الضعیف ههنا کلام ذکرته علی هامشه۔ | جیسا کہ محقق ابن ہمام نے فتح القدیر میں دخول و سکنی کے باب سے تھوڑا پہلے بیان فرمایا، اقول (میں کہتا ہوں) یہاں اس عبد ضعیف کو اعتراض ہے جس کو میں نے اس کے حاشیے پر ذکر کیا ہے۔ (ت) |
|--|---|

بلکہ تعلیق طلاق پر حلف کا اطلاق حدیث میں بھی وارد ہے، ابن عساکر حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|--|--|
| ما حلف بالاطلاق مومن ولا استحلف به الامنافق ³ | مومن طلاق کی قسم نہیں کھاتا اور طلاق کی قسم نہیں لیتا مگر منافق۔ (ت) |
|--|--|

مگر اس سوگند میں کفارہ نہیں اللہ عزوجل کی قسم میں ہے نہ بمجرد سوگند طلاق واقع ہوگی بلکہ بعد وقوع شرط واقع ہوگی۔ نکاح قائم رہنے کی صورت یہ ہے کہ شرط واقع نہ ہو یا اگر ایک یا دو طلاق رجعی کی سوگند ہے تو بعد وقوع شرط رجعت کر لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

¹ الهدایہ باب الایمان فی الطلاق المكتبة العربية کراچی ۳۶۵/۲

² کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن انس حدیث ۴۶۳۴۰ کتاب الیمن من قسم الاقوال مؤسسة الرسالة بیروت ۶۸۹/۱۶

³ کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن انس حدیث ۴۶۳۴۰ کتاب الیمن من قسم الاقوال مؤسسة الرسالة بیروت ۶۸۹/۱۶

مسئلہ ۴۶۲: از ملک آسام ضلع جورہاٹ ڈاک خانہ کشنگا بمقام سرانے مرسلہ سید صفاء الدین ۹/ربیع الاول ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں:

سوال اول: زید نے اپنی پہلی زوجہ ہندہ کے نکاح کے قبل وعدہ کیا تھا کہ اگر بلا اجازت اس زوجہ مسیحی بہ ہندہ کے نکاح ثانی کروں تو زوجہ ثانی کو تین طلاق، اس صورت میں کیا حکم ہے؟

سوال دوم: زید نے وقت نکاح اپنی زوجہ ہندہ سے یہ شرط کی کہ اگر بلا اجازت تیرے نکاح ثانی کروں تو تجھ کو تین طلاق۔

سوال سوم: زید نے قبل نکاح کے یہ شرط کی کہ میں اگر بلا اجازت اس منکوحہ کے نکاح ثانی کروں تو میرا نکاح باطل، اس صورت میں کس بی بی کو طلاق ہوگی؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

جواب سوال اول: اللہم ہدایۃ الحق والصواب (حق و صواب کے لئے رہنمائی فرمات) صورت مستفسرہ میں تعلیق صحیح ہوگئی،

| | |
|--|--|
| لوجود الاضافة الى سبب الملك وهو النكاح ولا يضر كونه قبل نكاح الاولى اذ ليس المعلق طلاقاً حتى يحتاج الى ملكها او الاضافة اليه او الى سببه بل طلاق الاخرى وقد اضافته الى نكاحها۔ | ملکیت کے سبب (نکاح) کی طرف اضافت پائے جانے کی وجہ سے اور پہلی بیوی کے نکاح سے قبل اضافت کا ہونا مضر نہیں کیونکہ اس نکاح والی کی طلاق کو معلق نہیں کیا گیا تاکہ اس کے لئے نکاح یا نکاح کی طرف اضافت یا ملکیت یعنی نکاح کے سبب کی طرف اضافت ضروری ہو بلکہ یہ دوسری عورت کی طلاق کی تعلیق ہے جس کو اس کے نکاح کی طرف مضاف کیا گیا ہے۔ (ت) |
|--|--|

در مختار میں ہے:

| | |
|---|---|
| شرطه الملك حقيقة كقنه او حكماً كمنكوحته او معتدته او الاضافة الى الملك كان ملكاً عبداً و ملكتك او نكحتك اه ^۱ ملخصاً۔ | ثبوت تعلیق کی شرط حقیقی ملکیت جیسا کہ لونڈی، یا حکمی ملکیت جیسا کہ منکوحہ بیوی یا عدت میں مصروف بیوی یا ملکیت کی طرف اضافت ہو، مثلاً یوں کہے اگر میں عبد کا مالک بن جاؤں یا تیرا مالک بن جاؤں یا تجھ سے نکاح کروں اھ ملخصاً (ت) |
|---|---|

^۱ در مختار باب التعلیق مطبع مجتبیٰ، دہلی ۱۳۰۷ھ

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|---|
| <p>الملکیت کی طرف اضافت جیسے ملکیت کے ساتھ معلق کرنا جیسا کہ مثال بیان ہوئی اور یہ کہ اگر تو میری بیوی ہو جائے یا ملکیت کے سبب کی طرف اضافت ہو یعنی نکاح کی طرف نسبت ہو، مثلاً یوں کہے "جب میں نکاح کروں، یا خریدوں" اھ (ت)</p> | <p>الاضافة اليه بان يكون معلقاً بلاملك كما مثل وكقوله ان صرت زوجة لي او بسبب الملك كالنكاح اى التزوج والشرء اه¹۔</p> |
|---|---|

مگر قبل نکاح ہندہ اس کے لئے کچھ اثر نہیں کہ شرط وہ نکاح ہے جو نکاح ہندہ سے ثانی ہو پس اگر پیش از نکاح ہندہ کسی عورت سے بے اجازت ہندہ نکاح کرے گا اسے طلاق نہ ہوگی نہ بعد موت ہندہ اس کا اثر باقی رہے گا کہ شرط اذن ہندہ ہے اور میت صالح اذن نہیں تو بعد موت ہندہ جس سے نکاح کرے گا اس پر بھی طلاق نہ ہوگی اب وہ تعلیق ہی نہ رہی،

| | |
|---|--|
| <p>کیونکہ قسم کے پورا ہونے کا امکان قسم کے باقی رہنے کیلئے بھی امام اعظم اور امام محمد رضی اللہ عنہما کے نزدیک اس طرح شرط ہے جس طرح کہ ان کے ہاں یہ امکان قسم کے تحقق کے لئے شرط ہے (ت)</p> | <p>فان امكان البر شرط بقاء اليمين ايضاً عند الطرفين كما هو شرط انعقادها عندهما رضى الله تعالى عنهما۔</p> |
|---|--|

فتح القدیر میں ہے:

| | |
|---|--|
| <p>جب کسی نے یہ قسم اٹھائی کہ میں فلاں کو یہ چیز نہ دوں گا جب تک دوسرا فلاں اجازت نہ دے، اور دوسرے فلاں کے فوت ہو جانے کے بعد دے تو قسم نہ ٹوٹے گی اھ اسی کی مثل رد المحتار میں بحر سے منقول ہے (ت)</p> | <p>اذا حلف لا يعطيه حتى يأذن فلان فمات فلان ثم اعطاه لم يحنث اه² مثله في رد المحتار عن البحر۔</p> |
|---|--|

ہاں بقاء میں نکاح ہندہ کچھ شرط نہیں یہاں تک کہ اگر ہندہ اس کے نکاح سے خارج ہو جائے اگرچہ طلاق مغلط سے، تاہم جب تک وہ زندہ ہے اگر بے اس کے اذن کے نکاح ثانی کرے گا زوجہ ثانیہ پر تین طلاقیں پڑ جائیں گی،

| | |
|--|--------------------------------------|
| <p>عورت کا کوئی حکم خاوند پر لازم نہیں، خاوند کے لئے</p> | <p>فان المرأة لا حكم لها على بعل</p> |
|--|--------------------------------------|

¹ ردالمحتار باب التعليق دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/۲۹۵

² فتح القدیر

| | |
|---|---|
| <p>فحال الزوجية وعدمها سواء بخلاف الرجل فانها تحتاج شرعاً الى اذنه في خروجها وغيره من امور كثيرة مادامت الوصلة باقية فاذن الرجل في مثل قوله لا تخرج الاباذنى ينصرف الى ذلك المعهود والثابت بالشرح اما هي فلم تحتاج الى اذنها الا بالتعليق ولم يفصل فيه فليتنظم اذنها مادامت حية وان زال النكاح۔</p> | <p>زوجیت اور عدم زوجیت دونوں حال برابر ہیں، اس کے برخلاف بیوی کے لئے خاوند کا حکم الزم ہے کیونکہ بیوی باہر نکلنے اور دیگر امور میں خاوند کی اجازت کی شرعاً محتاج ہے جب تک زوجیت باقی ہے تو خاوند کا بیوی کو یہ کہنا کہ تو میری اجازت کے بغیر باہر نہ نکل اسی عرف اور شرعی ضابطہ کی طرف سے پابندی ہے، لیکن خاوند تعلیق کے ماسوا بیوی کی کسی اجازت کا محتاج نہیں ہے اور یہاں خاوند نے کوئی تفصیل بیان نہیں کی، لہذا بیوی سے نکاح ختم ہو جانے کے بعد بھی خاوند بیوی کی زندگی بھر میں اجازت کے بغیر دوسری عورت سے نکاح کرے گا تو دوسری کو طلاق ہو جائیگی۔ (ت)</p> |
|---|---|

رد المحتار باب الیمین فی الضرب والقتل میں ہے:

| | |
|---|--|
| <p>لو قال لامرأته كل امرأة اتزوجها بغیر اذنك فطالق فطلق امرأته طلاقاً بائناً او ثلاثاً ثم تزوج بغیر اذنها، طلقت لانه لم ينتقيد يمينه ببقاء النكاح لانها انما تنتقيد والمنع بعقد النكاح اه فتح ای بخلاف الزوج فانه يستفيد ولاية الاذن بالعقد وكذا رب الدين كما في الذخيرة¹۔</p> | <p>اگر خاوند نے بیوی کو کہا میں جس عورت سے بھی تیری اجازت کے بغیر نکاح کروں تو اس کو طلاق ہوگی، اب خاوند نے بیوی کو طلاق بائنہ یا تین طلاقیں دے دیں اس کے بعد اس نے کسی عورت سے پہلی بیوی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو طلاق واقع ہو جائیگی کیونکہ اس نے قسم میں اجازت کو بیوی کے نکاح سے مقید نہ کیا تھا، اور یہ اجازت نکاح کے ساتھ مقید تب ہوتی جب عورت اپنے نکاح کی وجہ سے اذن یا منع کی ولایت حاصل کرتی تھی، فتح میں ہے، یعنی اس کے برخلاف خاوند کو نکاح کی وجہ سے ولایت اذن خود بخود حاصل ہو جاتی ہے، اور ایسے قرض دینے والے کو خود بخود قرض لینے والے پر ولایت حاصل ہو جاتی (کہ جب چاہے مطالبہ کرے) جیسا کہ ذخیرہ میں ہے۔ (ت)</p> |
|---|--|

پس حاصل حکم یہ کہ اگر بعد نکاح ہندہ بحالت حیات ہندہ طلاق ہندہ بے اذن ہندہ کسی

¹ رد المحتار باب الیمین فی الضرب والقتل دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۶/۳

عورت سے نکاح کرے گا تو نکاح کرتے ہی فوراً وہ زوجہ ثانی تین طلاقوں سے مطلقہ ہو جائے گی مگر اس کا اثر ایک باہر کر ختم ہو جائے گا یعنی اس کے بعد اگر پھر اور نکاح بے اذن ہندہ کرے گا اگرچہ بعد حلالہ اسی زوجہ ثانیہ سے، تو اب طلاق نہ ہوگی کہ تعلیق میں تعیم نہ تھی کہ جتنے نکاح بے اذن کرے سب میں طلاق پڑے، لہذا صرف ایک بار پر انتہا ہو کر آئندہ کچھ اثر نہ ڈالے گی،

| | |
|--|---|
| فی التنبیہ ینحل الیمن اذا وجد الشرط مرة الا فی کلماً ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | تنویر میں ہے کہ قسم ایک دفعہ شرط کے پائے جانے سے ختم ہو جاتی ہے الا یہ کہ اس نے قسم میں "کلماً" (جب بھی) کا لفظ استعمال کیا ہو تو قسم ختم نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ |
|--|---|

جواب سوال دوم: اگر یہ شرط ایجاب و قبول سے پہلے کی اگرچہ اس کے متصل بلا فصل ہی ایجاب و قبول واقع ہوئے جب تو محض باطل و بے اثر ہے لعدم الملك والاضافة جیباً (ملکیت اور اس کی طرف اضافت بھی نہ ہونے کی وجہ سے۔ ت) پس اگر سو نکاح بے اجازت ہندہ کرے گا ہندہ پر طلاق نہ ہوگی اور اگر بعد ایجاب و قبول کی اگرچہ فوراً بلا تاخیر تو یقیناً صحیح ہوگی لوقوعہ فی الملك (ملکیت میں وقوع کی وجہ سے۔ ت) اب جب تک ہندہ اس کے نکاح یا عدت طلاق غیر مغلط میں بے اجازت ہندہ نکاح ثانی کرے گا ہندہ پر تین طلاقیں ہو جائیں گی۔

| | |
|---|--|
| فی الدر المختار الصریح یلحق الصریح والبائن بشرط العدة، الصریح ما لا یحتاج الی نية، بائناکان الواقع به اور جیباً فتح فمنه الطلاق الثلاث فیلحقهما ^۲ اھ ملخصاً۔ | در مختار میں ہے: صریح طلاق، صریح اور بائنہ کو لاحق ہو سکتی ہے بشرطیکہ وہ پہلی بائن کی عدت میں واقع ہو۔ صریح وہ ہوتی ہے جس میں نیت کی ضرورت نہ ہو خواہ اس سے رجعی طلاق پڑے یا بائنہ پڑے، فتح، تو اسی قبیل سے مغلط طلاق ہے تو یہ رجعی اور بائنہ دونوں کو لاحق ہو سکتی ہے، اھ، ملخصاً (ت) |
|---|--|

ہاں اگر اس نکاح ثانی سے پہلے ہندہ کو طلاقیں ایک یا دو^۱ اور عدت گزر گئی اور اسی حالت میں کہ وہ اس کے نکاح سے باہر ہے بے اس کی اجازت کے نکاح ثانی کیا تو ہندہ پر طلاق نہ ہوگی کہ اس حالت میں وہ طلاق کی محل ہی نہیں اور اس نکاح ثانی سے وہ تعلیق ختم ہو جائے گی یہاں تک کہ اب اگر ہندہ سے پھر نکاح کرے اور اس کے بعد کتنے ہی نکاح بے اجازت ہندہ کرے تو ہندہ پر طلاق نہ ہوگی، یونہی

^۱ در مختار باب التعلیق مطبع مجتبائی دہلی ۲۳۱/۱

^۲ در مختار باب الکنایات مطبع مجتبائی دہلی ۲۲۵/۱

اگر ہندہ کو قبل از نکاح ثانی تین طلاقیں دے دیں تو اب کسی صورت میں نکاح ثانی بے اجازت ہندہ سے ہندہ پر طلاق نہ پڑے گی اگرچہ یہ نکاح اس وقت کرے جبکہ ہندہ بعد حلالہ اس کے نکاح میں آچکی ہو لانتہاء التعلیق بتنجیز الثلاث (تین غیر معلق طلاقیں کے باعث تعلیق ختم ہونے کی وجہ سے۔ ت) ہدایہ میں ہے:

| | |
|---|---|
| <p>تعلیق اور یمین کے بعد ملکیت کا ختم ہونا یمین کو باطل نہیں کرتا کیونکہ یمین کا محل ابھی باقی ہے، پھر اگر شرط ملکیت کے دوران پائی جائے تو یمین و قسم ختم ہو جاتی ہے اور طلاق واقع ہو جاتی ہے اور اگر ملکیت کے بغیر شرط پائی جائے تو شرط کی وجہ سے قسم ختم ہو جائیگی جبکہ طلاق نہ ہوگی کیونکہ طلاق کا محل یعنی نکاح ختم ہو چکا ہے اھ ملخصاً (ت)</p> | <p>زوال الملك بعد اليمين لا يبطلها لبقاء محله فبقى اليمين ثم ان وجد الشرط في ملكه انحلت اليمين ووقع الطلاق وان وجد في غير الملك انحلت اليمين لوجود الشرط ولم يقع شيء لانعدام المحلية اھ¹ ملخصاً۔</p> |
|---|---|

فتح میں ہے:

| | |
|--|---|
| <p>اگر خاوند نے دخول سے طلاق کے معلق کرنے کے بعد بیوی کو طلاق دے دی اور عدت بھی گزر گئی، اور اس کے بعد دوبارہ سے نکاح کیا اور اب وہ گھر میں داخل ہوئی تو اب شرط پائے جانے کی وجہ سے طلاق واقع نہ ہوگی، اور زوال ملکیت سے قسم و یمین کے عدم بطلان کو تین سے کم طلاقیں سے مقید کرنا ضروری ہے اس لئے کہ اگر تین طلاقیں دیں اور حلالہ کے بعد دوبارہ نکاح کیا تو اب گھر میں داخل ہوئی تو طلاق نہ ہوگی، جیسا کہ عنقریب آئے گا اھ مختصراً، میں کہتا ہوں عنقریب آنے والی عبارت ہدایہ کی ہے جو یہ ہے کہ اگر خاوند نے بیوی کو کہا اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے تین طلاق،</p> | <p>لوطلقها فأنقضت عدتها بعد التعلیق بدخول الدار ثم تزوجها فدخلت طلقت ولا بد من تقييد عدم البطلان بما زال الملك بآدون الثلاث اما اذا طلقها ثلاثاً فتزوجت بغيره ثم عادت فدخلت لا تطلق على ما سبقت اھ² مختصراً قلت والاتی هو قول الهداية ان قال لها ان دخلت الدار فانت طالق ثلاثاً ثم قال لها انت طالق ثلاثاً فتزوجت بغيره ودخل بها ثم رجعت الى الاول فدخلت الدار لم يقع شيء۔³</p> |
|--|---|

¹ الهداية باب الايمان في الطلاق المكتبة العربية كراچی ۳۶۶/۲

² فتح القدير باب الايمان في الطلاق نوريه رضويه كھر ۳۵۰/۳

³ الهداية باب الايمان في الطلاق المكتبة العربية كراچی ۳۶۹/۲

اس کے بعد خاوند نے بیوی کو بغیر تعلیق تین طلاقیں دے دیں اور کہا تجھے تین طلاق۔ اس کے بعد مطلقہ نے حلالہ شریعہ کے بعد دوبارہ پہلے سے نکاح کیا اور اب گھر میں داخل ہوئی تو کوئی طلاق نہ ہوگی۔ (ت)

اور اگر زید نے یہ شرط نفس ایجاب و قبول میں کی تو اس کی دو صورتیں ہیں: اگر پہلے زید نے کہا کہ میں تجھے اپنے نکاح میں لایا اس شرط کہ اگر تیری بے اجازت کے نکاح ثانی کروں تو تجھ پر تین طلاق، ہندہ نے کہا میں نے قبول کیا، تو اس کا حکم مثل صورت اولیٰ ہے یعنی شرط محض باطل و بے اثر ہے کہ جب تک ہندہ نے قبول نہ کیا تھا وہ اس کی زوجہ نہ ہوئی تھی تو اس کی تعلیق پر بے حصول ملک یا اضافہ بہ ملک اسے کچھ اختیار نہ تھا۔ اور اگر پہلے ہندہ نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں دیا، زید نے کہا میں نے قبول کیا اس شرط پر کہ اگر بے تیری اجازت الیٰ اخرہ تو شرط صحیح ہو گئی، اور وقوع طلاق کے وہی احکام ہوں گے جو اوپر گزرے کہ جب کلام اول جانب ہندہ سے تھا تو یہ تعلیق بعد تحقق ایجاب و قبول و ثبوت زوجیت متحقق ہوئی اور اس وقت اسے اختیار کامل تھا، خانیہ و زازیہ و عمادیہ و بحر و نہر وغیرہا میں ہے:

| | |
|---|--|
| واللفظ للامام الاجل فقیہ النفس رجل تزوج امرأة علی انها طالق او علی ان امرها فی الطلاق ببیہا ذکر محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فی الجامع انه یجوز النکاح والطلاق باطل ولا یكون الامر ببیہا. قال الفقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ تعالیٰ هذا اذا ابدأ الزوج فقال تزوجتك علی انک طالق وان ابتدأت المرأة فقالت زوجت نفسي منك علی انی طالق فقال قبلت جاز النکاح ویقع الطلاق لان البدایة اذا كانت من الزوج کان الطلاق والتفویض قبل النکاح فلا یصح | والفاظ امام فقیہ النفس کے ہیں کہ ایک شخص نے ایک عورت کو کہا میں تجھ سے اس شرط پر نکاح کرتا ہوں کہ "تو طلاق والی ہے، یا اس شرط پر کہ طلاق کا اختیار تیرے ہاتھ میں ہے۔" اس کے متعلق امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے جامع میں ذکر فرمایا کہ یہ نکاح صحیح ہے اور طلاق کی شرط باطل ہے اور بیوی کو طلاق کا اختیار بھی نہ ہوگا۔ اس پر فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر خاوند نے ابتداء کرتے ہوئے کہا "میں تجھ سے اس شرط پر نکاح کرتا ہوں کہ تجھے طلاق ہے" تو پھر مذکور حکم یعنی نکاح صحیح اور طلاق باطل ہے، اور اگر عورت ابتداء کرتے ہوئے کہے میں نے اپنے آپ کو تجھ سے نکاح دیا اس شرط پر کہ مجھے طلاق ہو تو خاوند نے جواب میں کہا میں نے قبول کیا، تو نکاح صحیح ہو کر طلاق ہو جائے گی کیونکہ خاوند کی طرف سے ابتداء کرنے میں طلاق اور تفویض، نکاح سے قبل |
|---|--|

| | |
|--|---|
| <p>ہوئی تو طلاق کی شرط صحیح نہ ہوئی، لیکن عورت کی طرف سے ابتداء ہوئی تو پھر طلاق کی تفویض نکاح کے بعد ہوئی کیونکہ جب زوج نے عورت کی کلام کے بعد جواب میں "میں نے قبول کیا" کہا، تو چونکہ جواب میں سوال کا اعادہ معتبر ہوتا ہے تو گویا خاوند نے یوں کہا کہ "میں نے نکاح قبول کیا اس شرط پر کہ تجھے طلاق ہو یا طلاق کا معاملہ تیرے اختیار میں ہو" تو یوں نکاح پہلے ہو گیا اور تفویض طلاق بعد ہوئی اھ، اختصاراً۔</p> <p>اقول: (میں کہتا ہوں) آپ کو معلوم ہے کہ طلاق کے معاملہ میں عورت کی بات کا اعتبار نہیں ہوتا لیکن یہ طلاق خاوند کے نکاح کو قبول کرنے پر خاوند کی طرف سے مقدر ہوئی کیونکہ خاوند کے جواب میں سوال کا اعادہ معتبر ہے، تو جب سوال معتبر ہے تو صحت نکاح پر طلاق مرتب ہوئی لہذا طلاق صحیح ہوگی، جیسا کہ ابولیت رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول کہ خاوند کا "قبول ہے" کہہ کر کہنا اس شرط پر کہ تجھے طلاق ہے الخ، تیری رہنمائی کر رہا ہے، اور خانیہ کا یہ بیان دونوں ابتداؤں میں فرق کو واضح کر رہا ہے جیسا کہ ہم نے اس کو ردالمحتار کے حاشیہ میں واضح کیا ہے، اگرچہ یہ فرق علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ پر مخفی رہا۔ (ت)</p> | <p>اما اذا كانت البداية من قبل المرأة يصير التفويض بعد النكاح لان الزوج لما قال بعد كلام المرأة قبلت والجواب يتضمن اعادة مآني السؤال صار كانه قال قبلت على انك طالق او على ان يكون الامر بيدك فيصير مفوضاً بعد النكاح¹ اه باختصار اقول: انت تعلم ان كلام المرأة لا عبرة بهافي قبول الزوج لاجل ان السؤال معاد في الجواب فاذا وقع فيه تحقيقاً كان اولى بالصحة كما يرشدك اليه قوله رحمه الله تعالى قال قبلت على انك طالق الخ وبما افاد في الخانية ظهر الفرق بين البدايتين كما اوضحناه فيما علقناه على ردالمحتار وان كان خفي على العلامة الشامي رحمه الله تعالى۔</p> |
|--|---|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|--|--|
| <p>اگر مرد کسی عورت کو کہے کہ میں نے تجھ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ طلاق کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، تو عورت نے قبول کر لیا، اس صورت میں نکاح صحیح اور شرط لغو ہوگی کیونکہ طلاق کا</p> | <p>لو قال لها تزوجتك على ان امرك بيدك فقبلت جاز النكاح ولغا الشرط لان الامر انما يصح</p> |
|--|--|

¹ فتاویٰ قاضی خاں فصل فی النکاح علی الشرط نوکشتور لکھنؤ ۱۵۲/۱

| | |
|--|--|
| <p>فی الملك او مضافاً اليه ولم يوجد واحد منهما بخلاف ما مر فان الامر صار بيدھا مقارناً لصيرورتھا منكوحة اهنهر، والحاصل ان الشرط صحيح اذا ابتدأت المرأة لا اذا ابتدأ الرجل ولكن الفرق خفي¹ الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> | <p>اختیار دینا نکاح میں یا نکاح کی طرف منسوب کرنے میں درست ہو سکتا ہے جب کہ یہاں دونوں باتوں میں کوئی بھی موجود نہیں ہے، اس کے برخلاف جب عورت ابتداء کرے تو پھر اختیار طلاق عورت کو بیوی بننے سمیت ہوا، اھ، نہر۔ حاصل یہ ہے کہ اگر عورت ابتداء کرے تو شرط صحیح ہوگی اور اگر مرد ابتداء کرے تو شرط صحیح نہ ہوگی، لیکن فرق مخفی رہا، الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)</p> |
|--|--|

جواب سوال سوم: دوسری کو مگر انہیں شرائط سے جو جواب اول میں گزریں کہ پہلا وہ نکاح جو بعد نکاح ہندہ بحیات ہندہ اگرچہ بعد انشراق ہندہ بے اجازت ہندہ کسی عورت سے کرے گا اس عورت کو طلاق ہوگی، اصل یہ ہے کہ یہ لفظ کہ "تو میرا نکاح باطل" مجمل و محتمل تھا کہ اس میں بیان نہ کیا کہ کون نکاح باطل، اگر بعد نکاح ہندہ یہ الفاظ کہتا یا قبل نکاح یوں کہا ہوتا کہ اگر ہندہ سے نکاح کروں اور اس کے بعد کسی عورت سے بے اس کی اجازت کے نکاح ثانی کروں تو میرا نکاح باطل، تو اسے اختیار تھا کہ زوجہ اولیٰ یا ثانیہ جس کی طرف چاہے پھیر دے کہ دونوں اس تعلیق تطلیق کی صالح تھیں،

| | |
|---|---|
| <p>الاولیٰ لتحقق الملك وفي الاخریٰ کا لاخریٰ فیہما لحصول الاضافة۔</p> | <p>پہلی کو اس لئے کہ وہ ملکیت نکاح میں ہے اور دوسری کے لئے اس کے لئے کہ یہ پہلی کے بعد دوسری ہے اور اضافت نکاح موجود ہے (ت)</p> |
|---|---|

فتح القدیر پھر ہندیہ میں ہے:

| | |
|--|---|
| <p>لو قال لامرأة ان تزوجت عليك ماعشت فالطلاق على واجب ثم تزوج عليها تقع تطليقة على واحدة منهما يصرفها الى ايتها شاء² اھ ملخصاً۔</p> | <p>اگر کسی عورت کو کہا "جب تک تو زندہ ہے تجھ پر نکاح کروں تو مجھ پر طلاق واجب ہے" اس کے بعد خاوند نے اس پر دوسرا نکاح کر لیا تو یہ طلاق ان بیویوں میں سے ایک پر پڑ جائے گی، دونوں میں سے جس کی طرف چاہے طلاق کو پھیر دے اھ ملخصاً (ت)</p> |
|--|---|

¹ رد المحتار باب الرجعة دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۴۰/۲

² فتاویٰ ہندیہ فصل الثالث فی تعلیق الطلاق الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۴۲۶/۱، فتاویٰ قاضیجاں باب التعلیق نوکشتور لکھنؤ ۱/۲۳

یہاں کہ قبل نکاح ہندہ یہ لفظ کہا اور اس میں نکاح ہندہ کی طرف وہ اضافت بھی نہیں جو یہاں کام دے یعنی صریح الفاظ شرط کہ زن معینہ میں اسی کی حاجت ہے معنی شرط کافی نہیں،

| | |
|--|---|
| کما فی الفتح وغیرہ قال فی الدرر یکنی معنی الشرط الا فی المعینۃ باسم او نسب او اشارۃ الخ ^۱ ۔ | جس طرح فتح وغیرہ میں ہے، در میں کہا کہ شرط کا معنی کافی ہے ماسوائے نام یا نسب یا اشارہ کے ساتھ معین کردہ عورت کے۔ (ت) |
|--|---|

غرضیکہ صرف نکاح ثانیہ کی طرف اضافت اور صحت تعلیق کئے سے وجود ملک یا اضافت بملک لازم تو ہندہ اس تعلیق کی اصلاً محل نہیں، لاجرم زوجہ ثانیہ متعین ہو گئی، بالجمہ ہندہ اس تعلیق میں اجنبیہ محض ہے بخلاف ثانیہ، تو اجنبیہ کی طرف پھیرنے کی کوئی راہ نہیں،

| | |
|---|--|
| لما فیہ من اہمال الکلام ہو محتز عنہ مہما امکن اعمالہ۔ | کیونکہ اس میں کلام کو مہمل بنانا لازم آتا ہے جبکہ اس سے حتی الامکان بچنا ہوتا ہے (ت) |
|---|--|

یہ تو ایسا ہوا جیسے اپنی عورت اور ایک اجنبیہ کو ملا کر کہا میں نے تم دونوں میں سے ایک کو طلاق دی خواہی خواہی اس کی عورت ہی پر طلاق پڑے گی اجنبیہ کی طرف پھیرنے کا اختیار نہ دیا جائے گا کہ اسے طلاق دینا اس کے قابو میں نہ تھا،

| | |
|---|--|
| فی الہندیۃ لوضم الی امرأۃ اجنبیۃ وقال احدکم طالق او قال هذه طالق او هذه لا تطلق امرأۃ الا بالنیۃ لان الاجنبیۃ محل لذلك خبر او ان لم تکن محلا له انشاء وهذه الصیغۃ بحقیقتہا اخبار ولو قال فی هذه الصورۃ طلقت احدکم طلقت امرأۃ من غیر نیۃ ذکرہ فی طلاق الاصل ^۲ ھ | ہندیہ میں ہے: اگر خاوند نے اپنی بیوی کے ساتھ اجنبی عورت کو ملا کر کہا تم دونوں میں سے ایک کو طلاق، یا یوں کہا اس کو یا اس کو طلاق ہے، تو اس کی بیوی کو بغیر نیت کئے طلاق نہ ہوگی، کیونکہ اجنبی عورت اگرچہ انشاء طلاق کے محل نہیں لیکن طلاق کی خبر و حکایت کا محل ہے جبکہ خاوند کا کلام حقیقۃً خبر ہے، ہاں اگر یوں کہے میں نے تم دونوں میں سے ایک کو طلاق دی، تو بیوی کو نیت کے بغیر طلاق ہو جائے گی، اس کو مبسوط کے طلاق میں ذکر |
|---|--|

^۱ درمختار باب التعلیق مطبع مجتبائی دہلی ۲۳۰/۱

^۲ فتاویٰ ہندیہ الفصل الاول فی الطلاق الصریح نورانی کتب خانہ پشاور ۳۶۳/۱

| | |
|--|--|
| وانت تعلم ان التعليق انشاء التعليق وان الاولى ليست محلاله لتترك الاضافة فوجب الصرف الى المحل لابقاء العمل وهذا كله واضح جدا، والله تعالى اعلم۔ | کیا ہے اھ، آپ کو معلوم ہے کہ معلق کرنا، تعلیق کا انشاء ہے، جبکہ اجنبیہ اسکا محل نہیں کیونکہ وہ نہ نکاح میں ہے اور نہ اس سے نکاح کی طرف نسبت ہے اس لئے محل کی طرف پھیرنا ضروری ہے تاکہ کلام بامقصد بن سکے، اور یہ تمام خوب واضح ہے، واللہ تعالیٰ اعلم (ت) |
|--|--|

کیا ہے اھ، آپ کو معلوم ہے کہ معلق کرنا، تعلیق کا انشاء ہے، جبکہ اجنبیہ اسکا محل نہیں کیونکہ وہ نہ نکاح میں ہے اور نہ اس سے نکاح کی طرف نسبت ہے اس لئے محل کی طرف پھیرنا ضروری ہے تاکہ کلام بامقصد بن سکے، اور یہ تمام خوب واضح ہے، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ سے بعوض ہزار روپیہ کے نکاح کیا اور قبل نکاح درمیان نکاح کے یہ شرط کی کہ نصف مہر یعنی پانسو روپیہ اگر عند الطلب زوجہ ادا نہ کروں تو ہندہ پر تین طلاقیں ہیں، پس نکاح کے بعد ہندہ مذکور نے روپیہ طلب کیا زید نے روپیہ مذکورہ اس وقت ادا نہ کیا اور شرط مذکورہ ایجاب میں ہوا تھا اور ایجاب جانب عورت سے اور قبول جانب مرد سے، اب اس صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب:

صورتِ مستفسرہ میں ہندہ پر تین طلاقیں ہو گئیں، فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے:

| | |
|--|--|
| تزوج علی انہا طالق ذکر محمد رحمہ اللہ تعالیٰ انہ یجوز النکاح والطلاق باطل قال الفقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ تعالیٰ هذا اذا بدأ الزوج فقال تزوجتك علی انک طالق وان ابتدأت المرأة فقالت زوجت نفسي منك علی انی طالق فقال زوجت نفسي منك علی انی طالق فقال قبلت جاز النکاح ویقع الطلاق الخ ^۱ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | مرد نے کہا میں تجھ سے اس شرط پر نکاح کرتا ہوں کہ تجھے طلاق ہے، امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نکاح صحیح اور طلاق باطل ہوگی، فقیہ ابولیث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ جب ہے کہ یہ بات خاوند پہلے کہے، اگر عورت نے ابتداء کرتے ہوئے یوں کہا "میں نے اپنے آپ کو تیرے نکاح میں اس شرط پر دیا کہ مجھے طلاق ہو، تو خاوند کے قبول کرنے پر نکاح صحیح ہو کر طلاق ہو جائے گی الخ واللہ تعالیٰ اعلم (ت) |
|--|--|

۷ محرم ۱۳۱۲ھ

از مدرسہ اسلامیہ مسیت مکہ مرسلم مولوی عبدالرزاق صاحب

مسئلہ ۶:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی شخص حنفی نے یمین مضاف کی ہو اس طرح پر

^۱ فتاویٰ قاضی خاں فصل فی النکاح علی الشرط نوکثور لکھنؤ ۱۵۲/۱

کہ اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو طلاق ہے و طلاق ہے، آیا اس کو تقلید مذہب شافعی کی جائز ہے تاکہ وطی اس عورت کی بلا تردد ہو جائے کیونکہ عند الشافعی یبین مضاف میں طلاق نہیں واقع ہوتی،

| | |
|---|--|
| کما فی الدر المختار فی المجتبى عن محمد فی المضافة لایقع وبه افقی ائمة خوارزم انتھی وهو قول الشافعی ¹ | جیسا کہ در مختار میں ہے کہ مجتبى میں امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ جس عورت کے نکاح سے کوئی شرط منسوب کی جائے تو طلاق نہ ہوگی، اسی پر ائمہ خوارزم کا فتویٰ ہے اھ، یہی امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے یا نہیں۔ (ت) |
|---|--|

الجواب:

ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے کہ یمن مضاف منعقد ہے اور ایسی صورت میں نکاح کرتے ہی فوراً طلاق بائن ہو جائے گی، وہ روایت ضعیفہ کہ مجتبى میں امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جس کا پانا بیان کیا قطع نظر اس سے کہ زاہدی چنداں موثوق فی النقل نہیں وہ خود بھی اس کے ضعف کا معترف ایسی روایات شاذہ ساتھ پر فتویٰ دینا جائز نہیں، ولہذا علماء تصریح فرماتے ہیں کہ نہ مفتی کو اس روایت پر افتا کی مجال، نہ کسی کو اس پر عمل حلال۔ در مختار میں عبارت منقولہ سائل کے بعد ہے: هذا یعلم ولا یفتی به² (اس کو معلوم کر لیا جائے لیکن اس پر فتویٰ نہ دیا جائے۔ ت) رد المحتار میں ہے:

| | |
|---|---|
| فی البزازیة وعن الصدر اقول لا یحل لاحدان یفعل ذلك وقال الحلوانی یعلم ولا یفتی به لئلا یتطرق الجہال الی ہدم المذہب اھ بحر ³ | بزاز یہ میں ہے اور صدر سے مروی ہے میں کہتا ہوں کہ کسی کو یہ کام حلال نہیں، اور حلوانی نے فرمایا معلوم کر لیا جائے لیکن اس پر فتویٰ نہ دیا جائے تاکہ جاہل لوگ مذہب کے خلاف نہ مصروف ہو جائیں اھ بحر۔ (ت) |
|---|---|

اُسی میں ہے:

| | |
|--|--|
| فلیس للمفتی الافتاء بالروایة الضعیفة وكونها افقی بہا کثیر من ائمة خوارزم | مفتی کو ضعیف روایت اختیار نہیں کرنی چاہئے، اور ائمہ خوارزم کا اس پر فتویٰ اس کے ضعف کو |
|--|--|

¹ در مختار باب التعلیق مطبع مجتبائی، دہلی، ۲۳۱/۱

² در مختار باب التعلیق مطبع مجتبائی، دہلی، ۲۳۱/۱

³ رد المحتار باب التعلیق الطباعة المصرية بمصر ۴۹۶/۲

| | |
|---|---|
| <p>لا ینفی ضعفها ولذا تقدم عن الصدر انه لا یحل لاحدان یفعل ذلك وكذا ماتقدم عن الحلواني من انه یعلم ولا یفتی به فلو تثبت هذه الروایة عن محمد وكانت صحیحة لبنوا الحكم علیها ولم یحتاجوا الی بنائه علی مذهب الشافعی فهذا یدل علی انها رواية شاذة كما یشیر الیه كلام المجتبى المار¹۔</p> | <p>ختم نہیں کر سکتا، اسی لئے صدر سے منقول گزرا کہ کسی کو یہ کام حلال نہیں، اور یوں ہی علامہ حلوانی سے منقول گزرا کہ اس کو جان لیا جائے مگر فتویٰ نہ دیا جائے، تو اگر یہ بات امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے صحیح ثابت ہو تو پھر چاہئے تھا کہ اس قول محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کو مبنی حکم بناتے اور امام شافعی کے قول کے محتاج نہ ہوتے، اس سے معلوم ہوا کہ یہ روایت شاذ ہے جیسا کہ اس پر گزشتہ مجتبى کا کلام اشارہ کر رہا ہے۔ (ت)</p> |
|---|---|

پھر اگر مخلص چاہے تو کچھ تقلید امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاجت نہیں، خود اپنے مذہب میں مخلص موجود ہے مثلاً صورتِ مستفسرہ میں اس عورت سے نکاح کر لے، نکاح کرتے ہی طلاق پڑ جائے گی، اور از انجا کہ عورت غیر مدخولہ ہے اور اس نے تین طلاقیں بتفریق ذکر کی ہیں کہ طلاق ہے و طلاق ہے و طلاق ہے لہذا ایک ہی واقع ہوگی،

| | |
|---|---|
| <p>فی الدر المختار وان فرق بوصف او خبر او جمل بعطف او غیرہ بآنت بالاولی لا الی عدّة ولذا لم تقع الثانية بخلاف الموطوة حیث یقع الكل²۔</p> | <p>در مختار میں ہے: اگر طلاق کو متفرق وصف یا خبر یا حکم کے ساتھ متفرق کرے خواہ عطف کے ذریعہ یا بغیر عطف تو عورت پہلی طلاق سے ہی بائنہ ہو جائے گی اور عدت نہ ہوگی، اسی وجہ سے دوسری طلاق واقع نہ ہوگی، اس کے برخلاف اگر وطی شدہ بیوی کو ایسے کہا تو سب طلاقیں واقع ہوں گی۔ (ت)</p> |
|---|---|

پس اسی وقت پھر اس سے نکاح کر لے اب طلاق نہ پڑے گی کہ بیین ایک بار سے کھل گئی،

| | |
|--|--|
| <p>فی التنویر الفاظ الشرط ان واذا واذا ما وکل وکلبا ومتی ومتی ما</p> | <p>تنویر میں ہے: عربی شرط کے الفاظ یہ ہیں: ان، اذا، اذا ما، کل، کلبا، متی، متی ما،</p> |
|--|--|

¹ رد المحتار باب التعليق الطباعة المصرية بمصر ۲/۹۷

² در مختار باب طلاق غیر المدخول بها مطبع مجتبائی، دہلی، ۱/۲۳۳

| | |
|---|---|
| تنحل الیمین اذا وجد الشرط مرّة الا فی کلمہ فانہ ینحل بعد الثلاث ¹ | ان تمام الفاظ کی شرط جب پائی جائے تو قسم ختم ہو جائے گی ماسوائے لفظ "کلمہ" کیونکہ اس میں شرط تین طلاؤں کے بعد ختم ہوگی۔ (ت) |
|---|---|

مگر اتنا ہوگا کہ عورت پر صرف دو طلاؤں کا مالک رہے گا کہ ایک تو نکاح پیش میں پڑ چکی اب اگر کبھی دو طلاقیں دے گا مغلظہ ہو جائے گی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کسی ذی علم کے سامنے تذکرہ کہے کہ میں نے یوں حلف کر لیا ہے کہ مجھے نکاح فضولی کی حاجت ہے یا کیا اچھا ہوتا کہ کوئی شخص بے میری توکیل کے بطور خود میرا نکاح اس سے کر دے تا ذی علم مذکور خود یا کسی اور اسے کہہ کر عورت کا نکاح اس سے کر دے جب اس شخص کو نکاح کی خبر پہنچے یہ زبان سے کچھ نہ کہے بلکہ کوئی فعل ایسا کرے جس سے اس نکاح موقوف کی اجازت ہو جائے، مثلاً عورت کو مہر بھیج دے یا لوگوں کی مبارکباد قبول کرے کہ اس صورت میں نکاح ہو جائے گا اور طلاق اصلاً واقع نہ ہوگی،

| | |
|--|---|
| فی درالمختار عن البحر عن البزازیة ینبغی ان یجیب الی عالم ویقول له ما حلف واحتیاجہ الی نکاح الفضولی فیزوجہ العالم امرأة ویجیز بالفعول فلا یحث وکذا اذا قال لجماعة لی حاجة الی نکاح الفضولی فزوجہ واحد منهم. اما اذا قال لرجل اعقد لی عقد فضولی یکون توکیلاً ² ھ | ردالمختار میں بحر سے منقول اور وہاں بزازیہ سے منقول ہے کہ مناسب ہے کہ کسی عالم کے پاس آکر جو اس نے قسم اٹھائی ہے اس کو بیان کرے اور کسی ایسے فضولی شخص (جو اس کی بیوی کو پہچانتا ہو) کی ضرورت کو بیان کرے تو وہ عالم اس کا کسی عورت سے نکاح کر دے اور یہ اس عالم کی کارروائی کو کسی اپنے عمل سے جائز کر دے تو حائث نہ ہوگا اور یونہی کسی ایسی جماعت کے سامنے اپنے لئے فضولی کے نکاح کی ضرورت کو پیش کرے تو اس جماعت میں کوئی شخص خود اس کا نکاح کر دے البتہ خاص کسی شخص کو فضولی بننے کے لئے نہ کہے کیونکہ کسی کو کہنا کہ تو فضولی بن میرا نکاح کر دے، تو یہ فضولی نہ ہوگا، بلکہ یہ تو اس کو وکیل بنانا ہوا، ھ (ت) |
|--|---|

مسئلہ ۷: از سینا پور ۶ رمضان المبارک ۱۳۱۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ زن و شو میں باہم نزاع لفظی واقع ہوا اس پر شوہر نے کہا تو میری چیز کھائے تو طلاق ہے، شوہر کی مراد اس سے نقصان نکاح کی ہر گزہر گز نہیں ہے غصہ میں

¹ درمختار باب التعلیق مطبع بیتابی، دہلی، ۱۳۱۱ھ

² ردالمختار باب التعلیق دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۷۷ھ

ایک مہمل لفظ زبان سے نکل گیا، اب زوجہ شوہر کی دی ہوئی کوئی چیز نہ لیتی ہے، نہ کھاتی ہے، نہ پہنتی ہے، نہ قریب آتی ہے، اور کہتی ہے کہ مجھ کو یہ خوف ہے کہ اگر میں کھاؤں تو مجھ پر شرعی نقصان پڑ جائے گا، شوہر اس امر سے قطعی انکار کرتا ہے اس کا بیان ہے کہ غصہ میں میرے منہ سے نکل گیا ہے ہر گز میری یہ مراد نہ تھی، بقسم شرعی کہتا ہے، یوم عقد سے گاہے اس نے ایسا لفظ بد منہ سے نہیں نکالا ہے بینوا تو جروا۔

الجواب:

اگر الفاظ اسی قدر تھے جو مذکور ہوئے جن میں کچھ ذکر نہیں کہ کون طلاق ہے کس پر طلاق ہے، اور ایسی حالت میں شوہر کا بقسم بیان کہ ان الفاظ سے میں نے طلاق زوجہ کی نیت نہ کی تو صورت مذکورہ میں بموجب روایات کثیرہ فتاویٰ قاضی خاں و فتاویٰ خلاصہ و فتاویٰ نزازیہ و فتاویٰ ہندیہ و فتاویٰ ذخیرہ و محیط امام برہان الدین و قنبر و بحر الرائق و در مختار و غیرہا ان الفاظ سے نکاح پر کوئی اثر نہ اب ہے نہ آئندہ کسی چیز کے کھانے سے پیدا ہو، اور بنظر دقیق احتیاط یہ ہے کہ اگر الفاظ یہی تھے کہ میری چیز کھائے الخ جب تو جو چیز کھانے سے پہلے زوجہ کو شوہر ہبہ کر دے کہ اب میری چیز کھانا صادق نہیں، اور اگر لفظ وہ ہیں جو کرامت نامہ میں ارشاد ہوئے کہ اب اگر میری لائی ہوئی کھائے الخ تو علاج یہ ہے کہ خود چیز نہ لائی جائے نوکریا عزیز یا غیروں سے منگوا کر دی جائے، یہ احتیاط صرف کھانے میں ہے اس کے سوا پہننا، بولنا، قریب آنا جانا وغیرہا کسی فعل سے کوئی اثر ضرر نہیں اور ایک بار سہوگ خواہ قصداً ایسا واقع ہو جائے کہ خلاف شرط کھانا عمل میں آئے تو الفاظ مذکورہ سے بنظر احتیاط بھی صرف ایک طلاق رجعی کا حکم ہوگا کہ عدت کے اندر فقط زبان سے اتنا کہہ دینا کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں پھیر لیا کفایت کرے گا، اس کے بعد وہ شرط باطل ہو جائے گی جو چاہے اور جتنی بار چاہے شوہر کی چیز اسی کی لائی ہوئی کھائے ہر گز طلاق نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نوٹ

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا یہ وہ مفصل فتویٰ ہے جس کا ذکر پیش لفظ میں گزر چکا ہے، یہ فتویٰ فتاویٰ رضویہ قدیم میں شامل نہ تھا، اس مسئلہ کی اہمیت اور اس باب سے متعلقہ ہونے کے پیش نظر اس مقام پر جلد ہذا میں شامل کر لیا گیا ہے۔

مسئلہ ۸:

از انبٹھ ضلع سہارن پور مرسلہ فضل کریم انصاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسٹی فضل کریم نے اپنی زوجہ مسماۃ حسینہ بی کو بلایا، اس کی والدہ نے بھیجنے سے انکار کیا، فضل کریم اس کے پاس گیا اور سمجھایا، جب دیکھا کہ وہ راضی نہیں ہوتی تو اس سے کہا کہ "اگر آج آپ عصر تک اپنے گھر نہ آئیں تو میں آپ کو اپنے نکاح سے علیحدہ کر دوں گا" اور اثنائے راستہ میں ہنگام واپسی مکان خسر خود صدیق احمد یا تیا زوجہ خود کے مل جانے پر اس سے بھی فضل کریم نے کہا کہ "ان کو سمجھا کر بھجوادو میں کہہ آیا ہوں کہ عصر تک اپنے گھر نہ آئیں تو میں اپنے نکاح سے علیحدہ کر دوں گا" اس پر اہالی زوجہ نے اس کو روک رکھا اور لفظ یہ بتائے کہ فضل کریم یہ لفظ کہہ گیا تھا کہ "اگر آپ عصر تک اپنے مکان میں نہ آئیں تو میری طرف سے جواب ہے" اور یہ الفاظ فضل کریم نے بحالت غیظ و غضب کہے تھے نیز یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ فضل کریم نے باہر از مکان خسر خود تیا زوجہ خود سے کہا تھا کہ "معافی نامہ مہر میرے پاس لکھا رکھا ہے اور میں کہہ آیا ہوں کہ" اگر عصر تک آپ اپنے گھر نہ آئیں تو میری طرف سے جواب ہے" فضل کریم ان الفاظ سے منکر ہے نیز بحلف شرعی کہتا ہے کہ بالفرض لفظ یوں ہوں یا کچھ ہوں جو کچھ ہوں میں نے کہا تھا اس سے زوجہ مذکور کو طلاق دینے کی نیت میری نہ تھی "اس پر بعض صاحبان عہ نے بے تحکیم فضل کریم

عہ: یعنی جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مصنف حفظ الایمان جن کی نسبت حسام الحرمین شریف میں علماء کرام حرمین شریفین کا حکم مشہور و معروف ہے ۱۲

(بوجہ مراسم تیا مسماۃ حسینہ بی تیا مند کور کے بلالانے پر) بطور خود حکم ہونے کا دعوٰی کیا اور یہ فیصلہ لکھ دیا کہ زوجہ فضل کریم مسماۃ حسینہ بی پر ایک طلاق بائن ہو گئی اور اس صورت میں کہ فضل کریم نے لفظ "جواب ہے" کہا تھا نیت فضل کریم کی حاجت نہیں، اور زوجہ حسینہ بی اپنے معاملہ میں قاضی ہے،

اور یہ بھی لکھا کہ فضل کریم شہادت پیش کرنے سے قاصر رہا حالانکہ منجانب حسینہ بی اس کے رشتہ دار گواہ جو ثقہ اور عادل ہیں پیش ہوئے، اگرچہ فیصلہ مذکور میں شہادت پیش شدہ غیر محدود صورت کے ساتھ ہے لیکن ایک اقربا حسینہ بی سے معلوم ہوا کہ تیا مند کور وچچی و تائی زوجہ مذکور نے اور ان کی ایک ماما غیر پردہ نشین نے بیان مسماۃ حسینہ بی کی تائید کی ہے۔

قابل استفتاء یہ امور ہیں کہ یہ فیصلہ کرنا اور صورت مذکورہ میں طلاق کا حکم دینا شرعاً حق ہے یا باطل، اور عورت کو اس موقع پر کیا سمجھنے کا حکم ہے وہ خود قاضی ہو سکتی ہے یا نہیں، اور جن لوگوں نے ایسا فیصلہ دیا ان کی نسبت کیا حکم ہے اور ان ہر دو اقوال میں فضل کریم شوہر کا قول معتبر ہے یا زوجہ حسینہ بی اور اس کے اقربا مذکورہ کا، اور ان ہر دو الفاظ سے شرعاً کسی قسم کی طلاق مذکورہ بالا صورت میں عائد ہوگی یا نہیں، مدلل مرقوم فرمائیں، بینو اتو جروا۔ احقر فضل کریم انصاری ساکن انبٹھ ضلع سہارنپور

الجواب:

اللہم ہدایۃ الحق والصواب

صورت متفسرہ میں ہر گز حکم طلاق نہیں، یہاں شرعاً فضل کریم کا قول معتبر ہے کہ حسینہ طلاق کی مدعیہ ہے اور فضل کریم اس سے منکر اور قاعدہ شرع ہے کہ القول للمنکر والبیینۃ علی المدعی (منکر کی بات معتبر ہے اور گواہی مدعی کے ذمہ ہے۔ ت) اگر اس نے یہی لفظ کہے تھے کہ "نکاح سے علیحدہ کردوں گا" جب تو ظاہر ہے کہ یہ نرا وعدہ ہے اور وعدے سے طلاق نہیں ہوتی۔ جو اہر اخلاطی میں ہے:

| | |
|--|---|
| طلاق میکنم طلاق بخلاف قوله کنم لانہ یتمحض الاستقبال ¹ | طلاق میکنم، حال ہونے کی وجہ سے طلاق ہے اس کے برخلاف طلاق کنم، کہا تو طلاق نہ ہوگی کیونکہ یہ محض استقبال ہے۔ (ت) |
|--|---|

اور اگر بالفرض اس نے وہی لفظ کہے ہوں جو اہالی زن بیان کرتے ہیں تو جبکہ وہ عدم نیت طلاق پر حلف کرتا ہے حکم طلاق محض باطل و خطا ہے، اولاً لفظ جواب اگرچہ اردو میں بمعنی ترک تعلق بھی آتا ہے جس کے سبب طلاق سے کنایہ ہو سکتا ہے

¹ جواہر الاخلاطی فصل فی طلاق الصریح قلمی نسخہ ۶۹

نوکر کو جواب دے دیا یعنی برخاست کر دیا مگر وہ اردوئے معلیٰ بلکہ فارسی میں بھی بمعنی رد و انکار و عدم قبول شائع و ذائع ہے گدارا جواب داد (فقیر کو جواب دیا۔) یعنی اس کا سوال رد کیا، دینے سے انکار کر دیا، زید سے فلاں کام کو کہا اس نے جواب دیا یعنی نہ مانا، قبول نہ کیا، عمرو سے کوئی درخواست کی اس نے کہا میری طرف سے جواب ہے یعنی مجھے منظور نہیں۔ مخلص کاشی راست۔

دریں زمانہ گدارنگ می تواند بست اگر زخواجہ مسک جواب میگیرد
(اس زمانہ میں گدار اپنے ڈنگ کا بختہ ہے اگرچہ بخل والا جواب بھی دے دے۔ ت)

فصح الملک

نامہ۔ رکھتا ہے اب لاتا ہوں دلبر کا جواب سُن چکا میں چار دن پہلے مقدر کا جواب اس قسم کے محاورات نظم و نثر میں بکثرت ہیں۔
تو کلمہ یقیناً صالح رد ہے، اور جو کلمہ صالح رد ہو مطلقاً ہر حال میں محتاج نیت ہے اگرچہ حالت غضب ہو اگرچہ حالت مذاکرہ طلاق ہو۔ در مختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| الحالات ثلثة رضى وغضب ومذاكرة والكنایات ثلث ما یحتمل الرد او ما یصلح للسب اولاً ولا ففی الرضى تتوقف الثلثة على نية للاحتمال وفى الغضب الاولان وفى مذاكرة الطلاق الاول فقط ¹ ۔ | حالات تین ہیں: رضا، غصہ اور مذاکرہ طلاق، اور کنائے تین ہیں: رد کا احتمال نہ رکھتا ہو، تو رضا کی صورت میں تینوں احتمال ہو سکتے ہیں جس کی نیت کریگا وہی ہوگا، اور غصہ کی صورت میں پہلے دونوں اور مذاکرہ کی صورت میں صرف پہلا احتمال یعنی رد ہو سکتا ہے۔ (ت) |
|--|---|

اور جب وہ حلف کے ساتھ نیت کا انکار کرتا ہے تو یقیناً اس کا قول مانا جائے گا۔ نہ قاضی حکم طلاق دے سکتا ہے نہ عورت اپنے آپ کو مطلقہ سمجھ سکتی ہے۔ در مختار میں ہے:

| | |
|--|--|
| والقول له بیمينه فى عدم النية ويكفى تحليفها له فى منزله ² ۔ | قسم کے ساتھ خاوند کی بات معتبر ہوگی اور بیوی کا گھر میں اس سے قسم لے لینا کافی ہے۔ (ت) |
|--|--|

¹ در مختار باب الكنايات مطبع مجتبائی دہلی ۲۲۴/۱

² در مختار باب الكنايات مطبع مجتبائی دہلی ۲۲۴/۱

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|--|--|
| قوله للاحتتمال لما ذكرنا من ان كل واحد من اللفاظ يحتمل الطلاق وغيره والحال لا تبدل على احدهما فيسأل عن نيته ويصدق في ذلك قضاء بدائع ¹ | ماتن کے قول للاحتتمال کی وجہ جو ہم نے ذکر کی کہ مذکور الفاظ میں سے ہر ایک طلاق وغیر طلاق کا احتمال رکھتا ہے جبکہ حال کی دلالت کسی ایک پر نہیں لہذا اس کی نیت پوچھی جائے گی اور قضاء اس کے بیان کی تصدیق کی جائے گی، بدائع۔ (ت) |
|--|--|

تایا بالفرض لفظ "جواب" معنی رد و انکار کا صالح نہ ہوتا بلکہ جانے دیجئے یوں فرض کیجئے کہ وہ سرے سے کنایہ ہی نہ ہوتا بلکہ خاص صریح ہوتا جب بھی صورت مستفسرہ میں بعد اس کے کہ فضل کریم نے حلقاً انکار نیت کیا، حکم طلاق زہار ممکن نہ تھا کہ یہاں عورت کی طرف اضافت نہیں، صرف اتنا کہا ہے کہ "میری طرف سے جواب ہے" یہ کچھ نہ کہا کہ کس کو جواب ہے، اور ترک اضافت ہمیشہ مانع حکم طلاق ہے جبکہ شوہر بحلف انکار نیت کرے۔ فتاویٰ خانیہ میں پھر فتاویٰ خلاصہ پھر فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

| | |
|---|--|
| واللفظ للاولى رجل قال لامرأته في الغضب اكرتوزن من سه طلاق وحذف الياء لا تطلق لانه ما اضاف الطلاق اليها ² | یعنی اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے حالت غضب میں کہا "تو میری عورت ہے تو تین طلاق"۔ اور یوں نہ کہا کہ "تو میری عورت ہے تو تجھے تین طلاق" طلاق نہ ہوگی کہ جب اس نے "تجھے" کا لفظ نہ کہا تو طلاق کو عورت کی طرف اضافت نہ کیا۔ |
|---|--|

نیز فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے:

| | |
|---|---|
| امراة قالت لزوجها طلقني ثلاثا فقال الزوج اينك هزار طلاق لا تطلق امرأته لانه كلام محتمل ³ | یعنی عورت نے شوہر سے کہا "مجھے تین طلاق دے دے" اس نے کہا "فی الحال ہزار طلاق" طلاق نہ ہوگی کہ اس میں اپنی عورت کو طلاق دینا صاف نہیں۔ |
|---|---|

فتاویٰ خلاصہ میں ہے:

| | |
|-----------------------------------|--|
| قالت طلقني فضر بها وقال اينك طلاق | یعنی عورت نے کہا "مجھے طلاق دے دے" اس پر |
|-----------------------------------|--|

¹ ردالمحتار باب الكنايات احياء التراث العربي بيروت ٢/٢٥٨

² فتاویٰ قاضی خاں فصل فی الكنايات والمدلولات نوکسور لکھنؤ ٢/٢١٥

³ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الطلاق نوکسور لکھنؤ ٢/٢١٥

| | |
|--|---|
| لا یقع ولو قال اینک طلاق یقع۔ ¹ | مرد نے اسے مارا اور کہا "فی الحال طلاق" طلاق نہ ہوگی اور اگر کہا "فی الحال تجھے طلاق" طلاق ہو جائیگی۔ |
|--|---|

فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

| | |
|--|--|
| رجل قال "ان خردیم ونبیز خوریم زنان ما بہ" ثم قال له رجل بعد ما سکت "بہ" طلاق فقال الرجل "بسہ طلاق" لا تطلق امرأته لانه لما فرغ عن الكلام وسکت ساعة كان هذا ابتداء كلام ليس فيه إضافة الى شیء۔ ² | ایک شخص نے کہا "ہم نے روٹی کھائی اور نبیز پی ہماری عورتوں کو تین" پھر جب چپ رہا دوسرے نے اس سے کہا "تین طلاقیں" تو جواب میں اس نے کہا "تین طلاقیں" طلاق نہ ہوگی کہ جب وہ پہلی بات کہہ کر کچھ دیر چپ رہا تو اب یہ ابتدائی کلام ہوا اور اس میں کسی طرف اضافت نہیں۔ |
|--|--|

محیط پھر فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

| | |
|---|--|
| سئل شیخ الاسلام الفقیہ ابو نصر عن سکران قال لامرأته اتریدون ان اطلقک قالت نعم فقال بالفارسیة اگر تو زن منی یک طلاق دو طلاق سہ طلاق قومی و اخرجی من عندی وهو یزعم انه لم یرد به الطلاق فالقول قوله۔ ³ | یعنی امام شیخ الاسلام فقیہ ابو نصر سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے نشہ میں کہا "کیا تو چاہتی ہے کہ میں تجھے طلاق دے دوں" اس نے کہا "ہاں" مرد نے کہا "اگر تو میری جو رہے ایک طلاق دو طلاق تین طلاق، اٹھ میرے پاس سے دور ہو" اور اس کا بیان ہے کہ اس نے ان لفظوں سے طلاق کی نیت نہ کی، تو اس کا قول معتبر ہے۔ |
|---|--|

امام اجل قاضی خان نے فرمایا: لانه لم یضف الطلاق الیه⁴ اس کا قول اس لئے معتبر ہوا کہ اس نے ان لفظوں میں طلاق کو عورت کی طرف نسبت نہ کیا تھا یعنی یوں نہ کہا تھا کہ اگر تو میری عورت ہے تو تجھے ایک طلاق دو طلاق تین طلاق۔ فتاویٰ ذخیرہ پھر فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

| | |
|-------------------------------------|---|
| سئل نجم الدین عن قالت له امرأته مرا | امام نجم الدین رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال ہوا ایک شخص |
|-------------------------------------|---|

¹ خلاصۃ الفتاویٰ کتاب الطلاق مکتبۃ حبیبیہ کوئٹہ ۷/۲

² فتاویٰ قاضی خاں کتاب الطلاق نوکسور لکھنؤ ۲۱۵/۲

³ فتاویٰ ہندیہ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیة نورانی کتب خانہ پشاور ۳۸۳/۱

⁴ فتاویٰ قاضی خاں باب التعلیق نوکسور لکھنؤ ۲۱۹/۲

| | |
|--|---|
| برگ باتو بشیدن نیست مر اطلاق ده فقال الزوج چوں تو روی طلاق داده شد وقال لم انو الطلاق هل يصدق قال نعم ¹ | سے اس کی عورت نے کہا "تیرے ساتھ میرے رہنے کا فائدہ نہیں مجھے طلاق دے دے" شوہر نے کہا "تجھ جیسی کو طلاق دے دی گئی" اور کہا میری نیت طلاق کی نہ تھی، کیا اس کا قول مانا جائیگا۔ فرمایا ہاں۔ |
|--|---|

فتاویٰ امام قاضی خاں پھر فتاویٰ بزاز یہ میں ہے:

| | |
|--|---|
| قال لها لا تخرجي الابا ذنى فانى حلفت بالطلاق فخرجت لا يقع لعدم ذكر حلفه بطلاقها ويحتمل الحلف بطلاق غيرهما فالقول له ² | یعنی عورت سے کہا "بے میری اجازت کے باہر نہ جانا کہ میں طلاق کا حلف کر چکا ہوں"۔ عورت بے اجازت چلی گئی، طلاق نہ ہوگی کہ اس نے یہ نہ کہا کہ تیری طلاق کا حلف کر چکا ہوں ممکن ہے کہ اور کسی کی طلاق کا حلف کیا ہو تو جب وہ اس عورت کو طلاق دینے کی نیت سے منکر ہے تو اس کا قول معتبر ہے۔ |
|--|---|

در مختار ہے:

| | |
|---------------------------------------|---|
| لم يقع لتركه اضافة اليها ³ | اس صورت میں طلاق اس لئے نہ ہوئی کہ عورت کی طرف طلاق کی اضافت نہ کی۔ |
|---------------------------------------|---|

کتب معتمدہ میں اس مسئلہ میں سندیں بہت بکثرت ہیں اور تمام تحقیق ہمارے رسالہ الکاس الدہاق بأضافة الطلاق (۱۳۱۳ھ) میں ہے تو آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ جس شخص نے خود حکم بن کر یہاں حکم طلاق دیا اور حسینہ کے نکاح سے نکلنے کا فیصلہ کیا وہ اس کا محض جہل و ظلم و زعم باطل تھا۔ وہ حکم جہالت اور وہ فیصلہ بطالت اور وہ حکم بن بیٹھنا افتراء و ضلالت۔

اؤگا اس نے اپنی جہالت سے لفظ "جواب ہے" کو محتمل دشنام ٹھہرا کر اس بناء پر کہ یہ الفاظ فضل کریم نے بحالت غیظ و غضب میں کہے تھے قضاء وقوع طلاق کا حکم دیا اور نہ جانا کہ وہ محتمل رد ہے اور جو لفظ محتمل رد ہو اس سے کسی حالت میں بے نیت طلاق نہیں ہو سکتی نہ دیانت نہ قضاء۔ ہدایہ میں ہے:

| | |
|----------------------------|--|
| في حالة الغضب يصدق في جميع | غضب کی حالت میں مذکورہ تمام صورتوں میں قائل کی تصدیق |
|----------------------------|--|

¹ فتاویٰ ہندیہ الفصل السابع في الطلاق بالالفاظ الفارسية نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۵۳

² فتاویٰ بزاز یہ علی بامش فتاویٰ ہندیہ کتاب الایمان نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۲۷۰

³ در مختار کتاب الطلاق باب الصریح مطبع مہتابی دہلی ۱/۲۱۸

| | |
|---------------------------------|--|
| ذلك لاحتمال الرد ¹ ۔ | کی جائے گی کیونکہ رد کا احتمال ہے۔ (ت) |
|---------------------------------|--|

کافی میں ہے:

| | |
|--|--|
| فی مذاکرۃ الطلاق یقع الطلاق فی سائر الاقسام قضاءً الا فیما یصلح جواباً وردافانہ لایجعل طلاقاً ² ۔ | قضاءً مذاکرہ طلاق میں تمام صورتوں میں طلاق واقع ہو جائیگی لیکن جن صورتوں میں جواب اور رد ہونے کا احتمال ہو ان صورتوں میں طلاق نہ ہوگی۔ (ت) |
|--|--|

ہائیا اسے نہ سوچا کہ لفظ اضافت سے خالی ہے تو بحال انکار نیت حکم طلاق ناممکن ہے اگرچہ خود لفظ "طلاق" ہوتا جیسا کہ مسائل مذکورہ میں گزرا، نہ کہ لفظ "جواب" کہ کنایہ ہے اور وہ بھی محتمل رد و انکار محیط میں ہے:

| | |
|--|--|
| لا یقع فی جنس الاضافة اذالم ینولعدم الاضافة الیہا ³ ۔ | یعنی جنس اضافت میں جب طلاق کو عورت کی طرف اضافت نہ کرے طلاق نہ ہوگی جب تک شوہر نیت نہ کرے۔ |
|--|--|

ہائیا اس نے عورت کو خود اپنے معاملے میں قاضی بنایا اس کا اگر یہ مطلب کہ عورت خود حاکم ہے اور اس کا حکم مثل قاضی شرع نافذ و ناطق ہے جب تو صریح جہالت ہے، ہاں جہاں کہ مرد خود حکم بن بیٹھتے ہوں وہاں کی عورتیں اگر خود قاضی بن بیٹھیں تو کیا عجب۔ اور اگر یہ مراد کہ الفاظ طلاق میں عورت کو وہی سمجھنا چاہئے جو عام لوگوں اور قاضی کو کہ دل کا حال اللہ جانتا ہے، یہ سب ظاہر پر عمل کرنے والے ہیں تو ہم در مختار و رد المختار و فتاویٰ قاضی خاں و فتاویٰ عالمگیری و فتاویٰ خلاصہ و فتاویٰ ذخیرہ و فتاویٰ بزازیہ و فتاویٰ محیط و بحر الرائق و کافی شرح وافی و ہدایہ کے نصوص جلیلہ سنا چکے کہ اس صورت میں جبکہ شوہر بحلف منکر نیت ہے قاضی بھی طلاق نہیں ٹھہرا سکتا تو عورت کیا چیز ہے۔

راجا اس کی جہالت کا صاف واضح نمونہ وہ ہے کہ فضل کریم شہادت پیش کرنے میں قاصر رہا وہ اتنا بھی نہیں جانتا کہ یہاں فضل کریم مدعا علیہ ہے اور حسینہ مدعیہ ہے مدعا علیہ کو شہادت کی کیا حاجت جس کے

¹ الہدایۃ فصل فی الطلاق قبل الدخول مکتبۃ العربیۃ کراچی ۳۵۴/۲

² کافی

³ محیط

پیش کرنے سے اسے قاصر کیا جائے۔

خاصاً حکم بننے میں اگر اس نے یہ زعم کیا کہ فضل کریم نے اسے حکم کیا اور وہ واقع میں ایسا نہ تھا تو اس نے ایک مسلمان پر افتراء کیا اور شرع مطہر میں مفتری کی سزا اسلام کے یہاں اسی^۱ کوڑے ہیں۔ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ^۱ (اور بیشک آخرت کا عذاب اور سخت تر) اور اگر یہ ٹھہرایا کہ گو فضل کریم نے مجھے حکم نہ کیا مگر شریعت نے بے رضا و تحکیم خود حکم بن بیٹھنا اور فیصلہ کر دینا جائز کیا ہے اور ایسا فیصلہ شرعاً صحیح و نافذ ہوتا ہے تو اس نے شریعت مطہرہ پر افتراء کیا، اور شریعت مطہرہ پر افتراء اللہ عزوجل پر افتراء ہے اور اللہ عزوجل پر افتراء ایمان ہی کرتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: اِنَّهَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِي لَا يُؤْمِنُوْنَ^۲ جھوٹے افتراء وہی باندھتے ہیں جو مسلمان نہیں۔

سادماً وہ جانتا تھا کہ شرع مطہر سے اس صورت میں حکم طلاق نہیں ہو سکتا اور پھر دانستہ خلاف حکم شرع حکم کیا جب تو ان آیات کریمہ سے اپنا حکم معلوم کرے کہ:

| | |
|--|--|
| وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ٥٠ | جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کریں وہ ظالم ہیں، |
| وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ٥١ | جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کریں وہ فاسق ہیں، |
| وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ٥٢ | جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کریں وہ کافر ہیں، |

جب حکم شرع پر حکم نہ کرنے والوں کے لئے یہ احکام ہیں تو جو دانستہ حکم شرع کے خلاف کریں اور اسے حکم شرع بتائیں ان پر کس درجہ سخت تر ہوں گے اور اگر نہ جانتا تھا اور بے علم فتویٰ دیا تو اپنا حکم اس حدیث سے لے:

| | |
|--|---|
| افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا ^۴ رواہ الائمة احمد و البخاری ومسلم والترمذی وابن ماجه عن عبد الله بن عمرو رضى الله تعالى عنهما۔ | بے علم فتویٰ دیا تو آپ بھی گمراہ ہوئے اور اوروں کو بھی گمراہ کیا (اسے امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت) |
|--|---|

^۱ القرآن الکریم ۲۶/۳۹

^۲ القرآن الکریم ۱۰۵/۱۶

^۳ القرآن الکریم ۴۷/۵

^۴ صحیح مسلم کتاب العلم باب رفع العلم وقبضہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۴۰/۲

اور اس حدیث سے معلوم کرے:

| | |
|--|---|
| من افقی بغیر علم لعنتہ ملئکة السماء والارض ¹ ۔ رواہ ابن عساکر عن امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ | جو بغیر علم کے فتویٰ دے اس پر آسمان وزمین کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ (اسے ابن عساکر نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت) |
|--|---|

بلکہ نظر بواقع صورتِ حاضرہ میں دونوں شقیں موجود ہیں، یہ حکم بن بیٹھنے والا خلافِ شرع حکم دینے والا جاہل بھی ہے، اس کا
جہل خود اس کے اس حکم ہی سے ہم نے بوجہ ظاہر کر دیا، اور دیدہ و دانستہ خلافِ مآئدِ اللہ حکم کرنے والا بھی ہے کہ ابھی
چند روز ہوئے بمقدمہ حاجی بنیاد علی بجنوری اس نے یہی جہالت کی تھی اور اس پر دارالافتاء سے تنبیہ کی گئی حکم صحیح بتایا گیا پھر
سائل کے مقرر سوال بغرض دفع اوہام جہال پر دوبارہ مفصل فتویٰ مرسل ہوا تو حکم اگر جب نہ جانتا تھا اب معلوم تھا اور پھر قصداً
اس کا خلاف کیا، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

سابقاً اس نے یہ مآئدِ اللہ کا خلاف اپنی کسی خانگی بات میں نہ کیا بلکہ ایک مسلمان کی زوجہ کو ناحق ناروا لکے نکاح سے خارج
ٹھہرایا اور شوہر سے برگشتہ بنایا، اور یہ شیاطین کا کام ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

| | |
|---|---|
| وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ ² اِلٰی قَوْلِهِ تَعَالٰی فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ ³ ۔ | شیاطین کافر ہیں لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں (الی قولہ تعالیٰ) جس سے مرد اور اس کی عورت میں جدائی ڈالتے ہیں۔ |
|---|---|

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|--|
| لیس منا من خب امرأته علی زوجها ⁴ ۔ رواہ ابو داؤد والحاکم بسند صحیح عن | جو کسی مرد سے اس کی زوجہ کو برگشتہ کرے وہ ہمارے گروہ سے نہیں (اس کو ابو داؤد اور حاکم |
|---|--|

¹ کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن علی حدیث ۰ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۰/۱۹۳

² القرآن الکریم ۱۰۲/۲

³ القرآن الکریم ۱۰۲/۲

⁴ سنن ابو داؤد کتاب الطلاق باب من خب امرأته علی زوجها آفتاب عالم پریس لاہور ۲۹۶/۲

نے ابوہریرہ سے طبرانی نے صغیر اور اوسط میں اسی طرح ابن عمرو سے ابویعلیٰ نے بسند صحیح اور طبرانی نے اوسط میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔ ت)

ابی ہریرۃ والطبرانی فی الصغیر والوسط بنحوہ عن ابن عمرو و ابویعلیٰ بسند صحیح والطبرانی فی الاوسط عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اس حکم بننے والے کا جہل و ظلم بہت وجہ سے بیان ہو سکتا ہے، اور یہ سات بعد دسیع سیوات کیا کم ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ المذنب احمد رضا القادری
عفی عنہ بمصطفیٰ المصطفیٰ القادری
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم



صحیح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
کتبہ محمد المدنی محمد احمد رضا القادری المدنی
سقاہ ربہ من منہل کرمہ المروی۔



لقد اجاد فیما افاد و اطاب فی ما اجاب واللہ تعالیٰ
اعلم بالصواب۔ امجد علی اعظمی رضوی



صحیح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
فہر محمد شمس علی عفی عنہ



ہذا هو الحق
محمد مصطفیٰ رضا خان القادری عفی عنہ



ذلک کذلک
الفقیہ محمد رضا خان القادری عفی عنہ



الجواب صحیح
عبد النبی قراب مرزا رضوی عفی عنہ



تصدقات علمائے بدایوں

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

حامداً ومصلياً ومسلماً

اگر زوج نے فقط یہی لفظ کہے تھے کہ "اگر عصر تک نہ آئیں تو نکاح سے میں تم کو علیحدہ کر دوں گا" تو یہ تو فقط وعدہ ہے طلاق سے تعلق ہی کیا۔ اور اگر یہ لفظ کہے تھے کہ "میری طرف سے جواب ہے" تو یہ کنایہ طلاق میں داخل ہو سکتا ہے مگر جب شوہر بخلف کہتا ہے کہ میری نیت نہ تھی تو اسی کا قول معتبر ہے جیسا کہ مجیب لبیب نے کتاب رد المحتار وغیرہ سے ثابت کیا ہے، بہر حال صرف انہیں کلمات کی بناء پر باوجود حلف شوہر کے عدم نیت طلاق پر حکم طلاق بائن دے دینا از روئے کتب فقہ حنفی صریح غلطی ہے کیا فصلہ المجیب المصیب، واللہ اعلم وعلیہ اتم واحکم۔ حررہ عبد الرسول محب احمد القادری عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح وصواب

محمد عبد الفتاح القادری عفی عنہ مدرسہ قادریہ بدایوں

الجواب صواب والمجیب شاب

هذا هو التحقيق وبالاتباع حقيق

صحیح الجواب واللہ اعلم بالصواب
عبد النبی محمد ابراہیم القادری عفی عنہ

تصدیقات علمائے شاہجہانپور

هذا الجواب صحیح والمجیب نجیح
محمد سلیمان عفی عنہما اجاب الفاضل المجیب فهو صحیح بالتحقیق
العبد الفقیر محمد ریاست علی عفی عنہموافق روایات مذکورہ بالا طلاق واقع نہیں ہوئی۔
کتبہ عبد المسکین غلام محی الدین عفی عنہ

الجواب صحیح

العبد محمد ریاست اللہ عفی عنہ



تصدقات علمائے دہلی

صورت مسئلہ میں طلاق بائن واقع ہونے کا فتویٰ باوجود انکار اور حلف فضل کریم کے پیشک غلط ہے، صحیح یہی ہے جو مجیب صاحب نے تحریر فرمائی، باقی رہی یہ بات کہ مفتی محضی نے اگر عہد گاہی کارروائی کی والعیاذ باللہ، تو بلا ریب مستحق عذاب الہی ہے اور اگر سہوگان سے غلط سرزد ہو گیا ہے اور وہ صاحب عالم ہیں اہل افتاء ہیں تو اس صورت میں عفو کے مستحق ہیں۔

سیف الرحمن مدرس اول مدرس مدرسہ فقہوری دہلی الجواب صحیح محمد پر دل مدرس مدرسہ نعمانیہ دہلی

۱۳۱۵
محمد پر دل

الرحمن
محمد سیف

الجواب صحیح محمد عرفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ نعمانیہ دہلی
الجواب صحیح محمد نسیم احمد عفی عنہ مدرس مدرسہ حسین بخش مرحوم دہلی
للہ در المجیب اللیب محمد کرامت اللہ عفا عنہ دہلوی
الجواب صحیح و المجیب مصیب حبیب المسلمین عفی عنہ سابق مدرس مدرسہ حسین بخش مرحوم دہلی
الجواب صحیح محمد نسیم احمد عفی عنہ مدرس مدرسہ حسین بخش مرحوم دہلی
اصاب من اجاب محمد میاں عفی عنہ مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی
ذلك كذلك ابو محمد محمد دینار علی الرضوی الحنفی عفا اللہ عنہ وعن والديه



تصدقات علمائے میرٹھ

جواب مذکور الصدر درست ہے اور جواب میں جو عبارات بطور نقل تحریر فرمائی ہیں وہ جواب کی صحت کو آفتاب کی طرح روشن کرتی ہیں، یہ عبارت کہ "اگر آپ عصر تک اپنے مکان پر نہ آئیں تو میری طرف سے جواب ہے" قابل غور ہے، واضح لفظ "جواب" اردو زبان میں لفظ مشترک ہے اور لفظ مشترک بدون بیان احناف کے نزدیک قابل عمل نہیں، اگر کسی آدمی نے وصیت کی کہ ثلث مال میرے موالی کو دینا اور وصیت کنندہ کا آزاد کرنے والا ہے اور وہ بھی ہے جس کو وصیت کنندہ نے آزاد کیا ہے تو احناف کے نزدیک وصیت باطل ہے اور وجہ بطلان کی بیان کرتے ہیں کہ لفظ موالی مشترک ہے معلوم نہیں کہ حکم کا ذہن اس کے اور اک سے کیوں بے نصیب رہا، اور باوجود انکار وعدم اضافت، جواب طلاق بابت کا بار فضل کریم کی گردن میں کیوں چسپاں کر دیا، آفریں بادریں ہمت مردانہ او، پس فیصلہ حکم کا جہالت پر مبنی ہے اور طریق احناف سے خارج ہے، میں فقہائے احناف کی عبارات نقل کر کے طول دینا نہیں چاہتا، جواب میں جو عبارات تحریر فرمائی ہیں وہ کافی ہیں بلکہ عند الانصاف کفایت سے زائد ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

احمد علی خاں خٹہ مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ
اندرون کوٹ
عبد اللہ خاں مدرس مدرسہ اسلامیہ شہر میرٹھ
چاپ صحیح ہے
محمد علی خاں

تصدیقات علمائے احمد آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الرؤف الرحیم

احباب بعد، بندہ نے اول سے آخر تک اس فتویٰ کو پڑھا، حضرت مولانا مولوی حامی دین متین جناب احمد رضا خاں صاحب عم فیضہ الصوری والمعنوی نے اس میں دریائے تحقیق بہا دیا ہے، اب جس میں مادہ ایمان ہے اس کے واسطے سوائے تسلیم کے اور اس کے حکم کو سر پر چڑھانے کے چارہ نہیں، اور جو لوگ اس فتویٰ کے خلاف حکم کرتے ہیں ان کے حال کو خاکسار اپنے احباب کو سمجھاتا ہے ان پر وحی شیطان کی نازل ہوتی ہے اس کی خبر رب العالمین اپنے کلام مجید میں دیتا ہے:

| | |
|---|--|
| <p>وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيْطَانِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ ذُخْرَ الْقَوْلِ غَرُّوهُ¹۔</p> | <p>اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن کئے ہیں آدمیوں اور جنوں میں کے شیطان کہ ان میں ایک دوسرے پر خفیہ ڈالتا ہے بناوٹ کی بات دھوکے کو۔ (ت)</p> |
|---|--|

وقال الله تعالى:

| | |
|--|---|
| <p>وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ ۚ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَذِبُونَ² ۝ اسْتَعِذْ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۚ³ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ⁴</p> <p>عزیزے شیطان لعین را دید کہ فارغ نشسته ست و از تضریل و اغوا خاطر جمع ساخته آں عزیز سر آزا پرسید لعین گفت کہ علمائے سوء ایں وقت دریں کار با من خود مدد عظیم کردند و مرا ازیں مہم فارغ ساختند و الحق دریں زمان ہر سستی و مد لانتی کہ در امور شرعیہ واقع شدہ است و ہر فتوے کہ در ترویج مملت و دین ظاہر گشتہ ست ہمہ از شومی علمائے سوء ست و فساد نیات ایشان³۔</p> | <p>اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کچھ کیا، سنتے ہو بیشک وہی جھوٹے ہیں، ان پر شیطان غالب آگیا تو انہیں اللہ کی یاد بھلا دی، وہ شیطان کے گروہ ہیں سنتا ہے بیشک شیطان ہی کا گروہ ہار میں ہے۔ (ت)</p> <p>ایک عزیز نے شیطان کو فارغ بیٹھا اور گمراہ کرنے اور حق سے ہٹانے کے کام سے مطمئن پایا تو عزیز نے اس سے وجہ پوچھی تو شیطان لعین نے کہا اس وقت کے علمائے سوء اس کام میں میرے بڑے مددگار ہیں اور مجھے اس کام سے انہوں نے فارغ کر دیا اور حقیقت یہی ہے کہ اس زمانے میں دین و شریعت کے امور میں جو سستی اور مدہانت اور ہر کرتاہی جو دین و ملت کی ترویج میں ظاہر ہو رہی ہے یہ تمام علمائے سوء کی نحوست اور بدعتی کی وجہ سے ہے۔ (ت)</p> |
|--|---|

یہ عبارت راقم نے مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ العزیز کی جلد اول کے ص ۹۳ مکتوب ۳۳ سے نقل کی ہے، اب جو لوگ شیطان کی وحی پر چلنا چاہتے ہیں وہ اپنے نفس کی شامت سے حزب الشیطان ہو جائیں ان کے جلانے اور سزا دینے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے جہنم تیار کر رکھی ہے اور جو شیطان سے

¹ القرآن الکریم ۱۱۲/۶

² القرآن الکریم ۱۸-۱۹/۵۸

³ مکتوبات امام ربانی مکتوب سی و سوم نوکشتور لکھنؤ ۱/۷۴

کفر کرتے ہیں اور خدائے تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں ان کی فہمائش کے لئے علمائے ربانین نے حکم شریعت مدلل لکھ دیا ہے فمآذا بعد الحق الاضلال (پھر حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی۔ ت) حضرت رب العزت تبارک وتعالیٰ اس تحریر پر تنویر کو سبب ہدایت اپنے بندوں کا کرے آمین ثم آمین ہذا ما عندی، واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم۔

صواب الجواب

حرره المستقر الی ربہ العظیم عبد الرحیم بن یحییٰ السنی
الحنفی القادری النشیدی الاحمد آبادی المدرس الاول
فی المدرستہ القادریہ

محمد خلیل الرحمن
سنی حنفی قادری

عبد الرحیم

الجواب صحیح

نعم الجواب وجہ التحقيق

عبد الرحیم

یا اللہ بن کر
شیخ محمد

تصدیقات علمائے جلیپور

ما احباب مولانا امام المحققین لہو الحق المبین
کتبہ الفقیر عبد الباقی محمد برہان الحق الرضوی الجلیپوری
کان اللہ تعالیٰ لہ

عبد الباقی

ان ہذا لہو الحق والحق لا تباع احق
کتبہ ادون عباد اللہ ذی الجلال والاکرام الراصد الی
الظفر محمد عبد السلام السنی الحنفی القادری الرضوی
الجلیپوری عفر لہ

محمد

تہدییقات علمائے مراد آباد

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

بے شک فضل کریم کا قول معتبر ہے جس حالت میں کہ وہ حلف کر رہا ہے کیونکہ وہ مدعا علیہ ہے، اور اس کے الفاظ طلاق نہیں ہیں کما صرحہ العلائہ الحبیب دامت برکاتہما وراگر اہالی زن کے بیان کردہ الفاظ بھی ثابت ہو جائیں تو بھی حکم طلاق جہل محض ہے، حضرت مجدد مائتہ حاضرہ متع اللہ المسلمین برکات انفا سے نے جو تحقیق فرمائی ہے بالکل حق و صواب ہے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ

احسن الجزاء و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

الجواب صحیح و صواب، العبد المسکین محمد عباد الدین عفی عنہ محمد نعیم الدین عفی عنہ

واضح ہو کہ صورت مسئلہ میں جو فضل کریم نے اپنی زوجہ حسینہ بی کے حق میں کہا کہ آپ آج اپنے گھر میں نہ آئیں تو میں آپ کو اپنے نکاح سے علیحدہ کر دوں گا انتہی۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ ایقاع طلاق کا وعدہ ہے اس میں طلاق کا وعدہ ہے اس میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔ پھر اگر وہ مسماۃ اپنے گھر میں نہ آئیں جب بھی طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ اس میں محض ایقاع طلاق کا وعدہ ہے اور بعد نہ آنے اس کے فضل کریم سے ایقاع طلاق کے کوئی کلام (الفاظ) وقوع میں بھی نہ آئے بلکہ پیرایہ وعدہ ہی رہے لہذا طلاق شرعاً ثابت نہیں ہوئی اور نہ اس عوت نے اپنے زوج فضل کریم سے سوال کیا تھا نہ اس کے متعلقین نے کہ تو اس کو طلاق دے دے تاکہ یہ صورت مذاکرہ طلاق کی ہوتی، اور لفظ "جواب" کو "جو کلام دوسرے" فضل کریم میں واقع ہوا یعنی اگر آپ عصر تک مکان پر نہ آئیں تو میرا جواب ہے لیکن یہ کلام دوسرا بعد دیر کے اس نے کہا اور فضل کریم زوج مسماۃ مذکورہ کا ان الفاظ سے انکار ہے اور نیز حلف شرعی سے کہتا ہے یوں ہی ہو یا جو کچھ ہو میں نے اس سے زوجہ مذکور کو نیت طلاق کی نہیں کی تھی، بعض متعلقین مسماۃ مذکورہ نے بیچارے فضل کریم کے ذمہ زبردستی سے اس لفظ کو چپکا دیا اور کسی ملانے نا فہمی اپنی سے مفہوم طلاق بائن کا سمجھ کر حکم طلاق بائن کا دیا۔ اور بر تقدیر فرض اگر اس نے یہ لفظ کہا ہے جب بھی طلاق بائن نہیں ہوئی، اولاً اس واسطے کہ یہ لفظ بعد دیر کے کہا پھر یہ کلام جدید ہے اور اضافت اس میں

الی شیعہ ناپدید ہے۔

| | |
|---|---|
| <p>قال قاضی خان فی فتاویٰ رجل قال نان خور دیم ونبیز خور دیم زنان ماہر^۳ ثم قال له رجل بعد ماسکت بسہ طلاق فقال الرجل بسہ طلاق لا تطلق امرأته لانه لما فرغ عن الکلام وسکت ساعة کان هذا ابتداء کلام لیس فیہ اضافۃ الی شیعہ^۱</p> | <p>قاضی خاں نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا ایک شخص نے کہا ہم نے روٹی کھائی اور نبیز پیا ہماری عورتوں کو تین، پھر کچھ دیر بعد اس کو ایک شخص نے کہا "تین طلاقیں" تو اس نے کہا "تین طلاقیں" تو اس کی بیوی کو طلاق نہ ہوئی کیونکہ جب خاموش ہو کر کچھ دیر کے بعد کہا تو یہ نیا کلام ہے اور اس میں اضافت کسی کی طرف نہ پائی گئی۔ (ت)</p> |
|---|---|

ہیچا یہ کہ لفظ "جواب" موضوع واسطے طلاق کے نہیں ہے بلکہ یہ ایک ہندی کلمہ ہے کہیں بمعنی ترک و رد کے آتا ہے، چنانچہ زید نے عمرو سے کچھ مانگا اس نے جواب دیا یعنی رد کیا کچھ نہ دیا خالی ہاتھ چلا گیا، دوسرا یہ کہ خالد نے مثلاً بکر سے سوال کیا نماز میں کتنے فرض اور کتنے واجب ہیں؟ اس کا جواب دے دیا یعنی اس کے سوال کو تسلیم کر کے اس کا جواب دیا یعنی رد نہ کیا بتلادیا اتنے فرض ہیں اتنے واجب ہیں۔ اور کبھی ایک شیعہ کے مقابلہ میں دوسری شیعہ تیار کی جائے اس کو ہندی میں جواب کہتے ہیں، مثلاً ایک شخص نے مکان بنایا اور اس میں چار در اور چار طاق محاذی ایک دوسرے کے بنائے اس کو اردو میں ایک دوسرے کا جواب کہتے ہیں۔ اور یہ بھی مفہوم لفظ جواب کا ہو سکتا ہے کہ اگر تم اپنے گھر نہ آئیں تو ہمارا بھی جواب ہے یعنی ہم بھی تمہارے گھر نہ آئیں گے۔ اور یہ بھی مفہوم ہو سکتا ہے کہ تم ہم سے اگر قرینہ نیک سے اور حسن معاشرت سے رہو گی تو ہم بھی اسی قاعدہ سے رہیں گے اگر تم ہم سے سرکشی رکھو گی ہم بھی سرکشی رکھیں گے۔ اور یہ بھی مفہوم ہو سکتا ہے کہ پہلے اس سے اس مخاطب نے اپنے زوج فضل کریم سے کوئی چیز مانگی ہو تو اس کے دینے میں سکوت کیا اور وہ رنجیدہ ہو کر اپنے گھر چلی گئی، جب اس نے اس مسما سے جا کر کہا کہ تم اپنے گھر چلو اس نے نہ مانا تو اس کے مقابلہ میں زوج نے کہا کہ ہمارا بھی جواب ہے، تو اس طرح سے یہ لفظ جواب اردو میں چند معنی میں مستعمل ہوتا ہے تو پھر لفظ جواب سے خاص کر طلاق بائن کا مفہوم سمجھنا دلیل نا فہمی کی ہے،

| | |
|--|---|
| <p>کہا حقه الفاضل المحقق الكامل جناب مولانا احمد رضا خان صاحب دام مجدہم بعد النی والتیامات ترک</p> | <p>جیسا کہ اس کی تحقیق فاضل محقق کامل جناب مولانا احمد رضا خان صاحب دام مجدہم نے فرمائی بہر صورت انہوں نے اس معاملہ میں تحقیق میں</p> |
|--|---|

^۱ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الطلاق مطبع نوکسور لکھنؤ ۲۱۵/۲

| | |
|---|---|
| المحقق المذكور من التحقيق في هذا الامر شيئاً لعل الله يحدث بعد ذلك امراً - والله اعلم وعلمه اكمل واتم - | کوئی کمی نہ چھوڑی، ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی مزید سبیل پیدا فرمادے، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اکمل واتم - (ت) |
|---|---|

عبدالباری

| | |
|---|---|
| قد ضل المجيب السابق في فهمه ضللاً بعيداً وقد صار في ردة المحقق المذكور مولناً مصيباً - | پہلے مجیب اپنے فہم میں زیادہ بھٹک گئے اور ان کے جواب اور رد میں محقق مذکور نے درست فرمایا۔ (ت) |
|---|---|

کتبہ المعتصم بحبل اللہ الاحد محمد ابوالفضل المدعو بفضل احمد

تصدیقات علمائے لاہور

الحق حق لا شك فيه، محمد عبدالعزیز زعفرانی عنہ مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور

هذا الجواب صحيح والمجيب نجيب، محمد یار عنہ امام مسجد طلانی لاہور بقلمہ

هذا هو الحق، فقیر محمد شفیق بگوی حنفی نقشبندی خطیب مسجد شاہی لاہور

هذا هو الحق المبين، الراجی الی اللہ العلیین، المسکین اللہ دین مدرس اول مدرس نعمانیہ لاہور

الجواب صحيح، محمد ذاکر بگوی عنہ مدرس اول حمیدیہ

الحق لا يتعداه المومنون، عبیدہ اصغر علی المدارس العربیۃ

المجيب مصيب فيمَا اجاب فله دره فيمَا اجتهد واصاب، كتبہ العبد الضعيف المسكين محمد اكرام الدين

البخارى عنہ الباری مشہور بواعظ الاسلام حال خطیب وامام فی مسجد نواب وزیر خان رحمہ اللہ

الملك المنان لاہور۔

تصدیقات علمائے ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحيم، حامدا ومصليا ومسلما، جو کچھ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت

مد ظہم العالی نے صورتِ مسئلہ طلاق کے عدم وقوع کی نسبت ارشاد فرمایا ہے اور جابر حکم کے فیصلہ باطلہ کی نسبت فرمایا: تو آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ جس شخص نے خود حکم بن کر یہاں حکم طلاق دیا اور حسینہ کے نکاح سے نکلنے کا فیصلہ دیا وہ اس کا محض جہل و ظلم و زعم باطل تھا وہ حکم جہالت اور وہ فیصلہ بطلالت، وہ حکم بن بیٹھنا افتراء و ضلالت۔ یہ سب صحیح ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے جاہل مفضل سے دور رہیں اور اس کے ایسے باطل فیصلہ پر ہر گز ہر گز عمل نہ کریں۔

حررہ العبد الفقیر محمد عمر الدین السنی الحنفی القادری الہزاروی عفا اللہ تعالیٰ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو کچھ کہ اعلیٰ حضرت امام المسلمین مراد المومنین مولانا وسیدنا احمد رضا خان صاحب مد ظہم العالی نے عدم وقوع طلاق کے بارے میں تحریر فرمایا ہے وہ سب صحیح ہے اور اس حکم جاہل کا فیصلہ بالکل لغو و فوج ہے۔

حررہ الاحقر محمد عبد الرزاق السنی الحنفی القادری المقتدری عفا اللہ تعالیٰ عنہ

حامداً و مصلیاً و مسلماً

اما بعد خاکسار امیدوار رحمت پروردگار نے یہ جواب کاشف حجاب عجب العجاب من اولہ الی آخرہ بنظر غور دیکھا، الحمد للہ دربارہ عدم وقوع طلاق وضوح حق نے سرور دیا حق تعالیٰ جل شانہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکتہ واقف حقیقت مروج شریعت مجدد طریقت حکیم الامت علامہ زمان و فہامہ یگانہ مولانا و بالفضل اولنا مولوی احمد رضا خان صاحب مد ظہم العالی کو داریں میں جزائے خیر عطا فرمائے اور جمیع اہلسنت و جماعت کو اس پر عمل کی توفیق بخشے، آمین ثم آمین!

حررہ حافظ عبد الحلیم السنی الحنفی القادری امام مسجد جاملی محلہ بمبئی

ما اجاب المحیب اللیب فہو فیہ مصیب۔ حررہ خادم الشرع القاضی

اسمعیل الجلمائی الشافعی عفا اللہ تعالیٰ عنہ وعن والدیہ وعن استاذیہ وعن المومنین، آمین یا رب

العالمین!

تصدقات علمائے پبلی بھیت

مجدد مائتہ حاضرہ صاحب حجت قاہرہ اعلیٰ حضرت مولانا وسیدنا مولوی احمد رضا خان صاحب

امام اہلسنت کا جواب بتوفیق رب الارباب عین صواب ہے فقط۔

فقیر قادری دہلی احمد علی خادم حدیث و دراستہ الحدیث



حضرت امام المحققین و راس المصلحین مولانا و یا افضل اولنا مولوی محمد احمد رضا خان صاحب
دام شمس فیوضہ شریقہ و مازال قرافا دائرہ مشینا کا تہاب عین صواب ہے۔

العبادوسراج عبدالحق عفی عنہ علیہ مولانا و یا افضل اولنا مولوی
محمد دہلی احمد محدث سورتی عم فیضہ العلی

الجواب هو الصواب

محمد فضل حق عفی عنہ خادم مدرستہ رحمانیہ سہیلی بھیت



مسئلہ ۹: از بنگالہ ضلع نواکھالی ڈاک خانہ بیگم گنج مرسلہ مولوی عبد المجید صاحب شنوپوری
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو بعد نماز مغرب کے کہا کہ اگر تو نماز نہ پڑھے گی تو دو طلاق
ہے، بعد وہ بی بی عشاء کی نماز نہیں پڑھی، فجر سے لے کر نماز شروع کی، اور وہ شخص بعد فجر کے رجعت بھی کر لیا ہے، پھر چند
برس کے بعد وہ شخص اور دو طلاق بلا شرط دیا اب اس شخص کا رجعت کرنا جائز ہے یا نہیں کیونکہ دو طلاق سابق اور یہ دو طلاق
مجموعہ چار طلاق ہوئی، اب سہ طلاق ہو کر محرمہ ابدی ہوئی یا نہ، اور سابق دو طلاق کو جب نماز پر شرط کیا اور نماز بھی نہ پڑھی یعنی
عشاء کی، تو طلاق ہوگی یا نہ، بینوا مع الدلیل (دلیل کے ساتھ بیان کئے۔ ت)۔ بعض عالم کہتے ہیں

اول جو طلاق نماز پر شرط کیا تھا نہیں واقع ہوگی کیونکہ قول زوج کا "اگر نماز نہ پڑھے گی" مستقبل کی طرف اشارہ ہے اور مستقبل تا حیات کے لئے ہوتا ہے، اور ثانی جو دو طلاق بلا شرط ابھی دیا ہے اس کے لئے رجعت جائز ہے اور دوسرے طرف کے علماء کہتے ہیں اب رجعت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ سہ طلاق ہو کر مغلا ہو گئی ہے اس وجہ سے کہ اول جو دو طلاق شرط نماز پر کیا تھا تا حیات پر موقوف نہیں کیونکہ زوج کی مقصود اور نیت یہ ہے کہ زوجہ کبھی نماز نہ چھوڑے، اور تاکید حکم شرع پر کرتا ہے اگر ایک وقت نماز چھوڑے گی تو امر صادق آویگی، اور رامپور کے بعض علماء کہتے ہیں اول دو طلاق بائن واقع ہوگی کیونکہ طلاق رجعی کی جب شرط پر معلق کرتا ہے تو بائن ہو جاتا ہے اور بائن کے لئے در مدت نکاح جدید چاہئے جب نکاح جدید در مدت نہ کیا اور مدت گزر گیا اب بعد باطلاق صحیح نہیں ہے فقط اول دونوں طلاق واقع ہوں گی اور بعد کے طلاق کی ملک نہیں ہے۔

الجواب:

اللہم لك الحمد اسألك هداية الحق والصواب (اے اللہ! تیرے لئے حمد ہے، میں تجھ سے حق اور صواب کی رہنمائی طلب کرتا ہوں۔ ت) فقیر نے ہر سہ فریق علمائے بنگالہ و بعض علمائے رامپور کے اقوال مذکور اور دلائل مزبور مطالعہ کئے جہاں تک اپنی نظر قاصر کا مبلغ حکم خیر الامور اوسطاً (درمیانی چیز بہتر ہے۔ ت) ان میں قول وسط عدل و وسط و صحیح و بے غلط ہے، فریق سوم کا زعم تو محض باطل و بے اصل ہے تعلیق ربط مضمون جملہ بمضمون آخر ہے نہ کہ خبط مضمون ربط آخر ان دخلت الدار فانت طالق (اگر تو گھر میں داخل ہو تو تجھے طلاق۔ ت) کہنے والے نے انت طالق کے مفاد شرعی کو دخول دار پر معلق کیا تو ہنگام دخول اسی مفاد کا نزول ہوگا نہ کہ مفاد سے عدول، اور قطعاً معلوم کہ اس کا مفاد نہیں، مگر طلاق رجعی یہاں تک کہ اگر انت طالق کہے تو طلاق بائن کی نیت کرے جب بھی رجعی ہوگی کہ وہ تغیر حکم شرع پر قدرت نہیں رکھتا، تنویر میں ہے:

| | |
|--|--|
| صریحہ کطلقت وانت طالق ومطلقة يقع بها واحدة رجعية وان نوى خلافها ¹ ۔ | صریح طلاق یہ ہے "میں نے تجھے طلاق دی، تو طلاق والی ہے، تو مطلقہ ہے" جیسے الفاظ ہیں، ان الفاظ سے ایک رجعی طلاق ہوگی اگرچہ نیت اس کے خلاف بھی کرے۔ (ت) |
|--|--|

ہدایہ میں ہے۔

¹ درمختار شرح تنویر الابصار باب الصریح مطبع مجتبیٰ دہلی ۲۱۸/۱

| | |
|---|---|
| <p>انت طالق ومطلقة وطلقتك فهذا يقع به الطلاق الرجعي ولا يفتقر الى النية وكذا اذا نوى الابانة لانه قصد التنجيز ماعلقه الشرع بانقضاء العدة فيرد عليه¹ (ملخصاً)</p> | <p>تجھے طلاق، تو مطلقہ ہے، میں نے تجھے طلاق دی، ان الفاظ سے رجعی طلاق ہوگی اور کسی نیت کی ضرورت نہیں ہے، یونہی اگر ان الفاظ سے بائنہ طلاق کی نیت کرے تب بھی رجعی ہی ہوگی کیونکہ شریعت نے ان الفاظ سے طلاق بائنہ کو عدت ختم ہونے تک معلق رکھا ہے جبکہ طلاق دینے والے نے فی الحال نافذ ہونے کی نیت کی ہے اس لئے بائنہ نہ ہوگی (ملخصاً)۔ (ت)</p> |
|---|---|

ہمارے علماء کرام کے نزدیک وقتِ حلول شرطِ نزول جزایوں ہوتا ہے کہ گویا اس وقت تکلم بالجزم منجز واقع ہوا اور ظاہر ہے کہ انت طالق کا تکلم ہرگز مفید نہ ہوگا مگر طلاق رجعی کا۔ فتح القدیر میں ہے:

| | |
|--|--|
| <p>انه ينزل سبباً عند الشرط كانه عند الشرط اوقع تنجيزاً²۔</p> | <p>کیونکہ طلاق کا سبب، شرط پائے جانے پر وارد ہوتا ہے گویا کہ شرط پائے جانے پر وہ طلاق بول کر نافذ کر رہا ہے۔ (ت)</p> |
|--|--|

ظاہراً ان بعض علماء کو ایک عبارت در مختار نے دھوکا دیا کہ او آخر باب طلاق بالصریح میں فرمایا:

| | |
|--|--|
| <p>لو قال انت طالق على ان لا رجعة لي عليك. له الرجعة وقيل لا. جوهرية ورجح في البحر الثاني، خطأ من افتي بالرجعي في التعاليق وقول البوثقين تكون طالقاً طلاقاً تملك بها نفسها³</p> | <p>اگر کہا "تجھے اس شرط پر طلاق ہے کہ مجھے رجوع کا اختیار نہیں، تو اس کو رجوع کا حق باقی ہوگا۔ بعض نے کہا اس کو رجوع کا حق نہیں ہے۔ جوہرہ۔ بحر میں دوسرے قول کو ترجیح دے کر کہا کہ جس نے معلق طلاق میں رجوع کا فتویٰ دیا اس نے خطا کی ہے، اور پختہ کار لوگ فرماتے ہیں کہ مذکورہ صورت میں ایسی طلاق ہوگی جس میں اختیار بیوی کو ہوگا کہ وہ نکاح دوبارہ کرے یا نہ کرے یعنی بائنہ طلاق ہوگی۔ (ت)</p> |
|--|--|

اس عبارت میں جملہ "وخطأ من افتي الخ" کے یہ معنی سمجھ لیے کہ علامہ بحر صاحب بحر رحمہ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً تعلیقات میں طلاق رجعی ماننے کو خطا ٹھہرایا، حالانکہ یہ محض سوئے فہم یا قلتِ تدبر سے ناشی ہے یہاں

¹ الهداية باب ايقاع الطلاق المكتبة العربية كراچی ۳۳۹/۱

² فتح القدیر باب الايمان في الطلاق مكتبة نوريه رضويه سکر ۳۴۵/۳

³ در مختار باب الصريح مطبع مجتبائی دہلی ۲۲۲/۱

خاص صورت یہ زیر بحث ہے کہ جزائے معلق میں وصف بینوت مذکور ہو، مثلاً:

| | |
|--|---|
| ان دخلت الدار فانت طالق طلاقاً لارجعه لی علیک فیہ یا ان تفعل کذا تکن طالقاً طلاقاً تملک بها نفسها۔ | اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو وہ طلاق جس میں مجھے رجوع کا حق نہ ہو، یا یوں کہے اگر تو یہ کام کرے تو تجھے وہ طلاق ہے جس میں اختیار تیرے ہاتھ میں ہو۔ (ت) |
|--|---|

عبارت درمیں وقول الموثقین بالجبر زیر فی داخل (قول الموثقین جر کے ساتھ التعالیق پر داخل "فی" کے تحت ہے۔
ت) اور التعالیق کا عطف تفسیری ہے، بحر۔ رد المحتار میں ہے:

| | |
|---|--|
| قوله وخطاء ای نسبه الی الخطاء، وقوله وقول الموثقین بالجبر قال ح عطف تفسیر علی التعالیق، قلت واصل المسئلة التي ذكرها صاحب البحر، وقد الف فيها رسالة ايضاً، هي ان رجلاً قال لزوجته متي ظهر لي امرأة غيرك فانت طالق واحدة تملكين بها نفسك، ثم ظهر له امرأة غيرها فاجاب فيها بأنه بائن ورد من افتی رجعی ¹ (ملخصاً) | اس کا قول کہ "خطاء" یعنی اس کو خطاء کی طرف منسوب کیا، اور اس کا قول "قول الموثقین، جر یعنی زیر کے ساتھ، تو اب اس کا تعالیق پر عطف تفسیری ہوگا۔ قلت اصل مسئلہ وہ ہے جس کو صاحب بحر نے ذکر کیا اور اس پر رسالہ بھی لکھا ہے کہ ایک شخص نے بیوی کو کہا کہ اگر تیرے سوا کوئی میری بیوی معلوم ہو جائے تو تجھے ایک طلاق ہے جس میں تجھے اپنا اختیار ہوگا، اس کے بعد اس شخص کی دوسری بیوی معلوم ہوئی تو بحر والے نے جواب دیا کہ یہ طلاق بائن ہوگی، اور انہوں نے اس شخص کا رد بھی کیا جس نے اس کے رجعی ہونے کا فتویٰ دیا (ملخصاً) (ت) |
|---|--|

خود علامہ بحر کی عبارت سنئے کہ در سے روشن تر ہے بحر میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| فی الجوهرۃ قال انت طالق علی انه لارجعه لی علیک یلغو ویملک الرجعة وقیل تقع واحدة بائنة اھ وظاھر مافی الهدایۃ ان المذهب الثانی فانه قال | جوہرہ میں ہے کہ اگر ایک شخص نے بیوی کو کہا تجھے طلاق ہے اس شرط پر کہ مجھے رجوع اختیار نہ ہوگا، تو ایسی میں رجوع نہ ہونے کی شرط لغو، اور اس طلاق پر خاوند کو رجوع کا اختیار باقی رہے گا، اور بعض نے کہا ہے کہ یہ ایک بائنہ طلاق ہوگی اھ |
|---|---|

¹ رد المحتار باب الصریح دار احیاء التراث العربی بیروت ۴۵۰/۲

واذا وصف الطلاق بضرب من الشدة والزيادة كان
بائناً وقال الشافعي يقع رجعياً اذا كان بعد الدخول،
لانه وصفه بالبينة خلاف المشروع فيلغو كما اذا
قال انت طالق على ان لا رجعة لي عليك ولنا انه وصفه
بما يحتمله ومسئلة الرجعة ممنوعة اه. قال في
العناية اى لانسلم انه لا يقع بائناً بل تقع واحدة
بأئنة اه. وهكذا في فتح القدير وغاية البيان والتبيين
فقد علمت ان المذهب وقوع البائن، وقد تمسك به
بعض من لا خبرة له ولا دراية بالمذهب على ان قول
الموثقين في التعاليق تكون طالقاً طلقة تملك بها
نفسها لا يوجب البينة مستنداً لبانه لو قال انت
طالق على ان لا رجعة كان رجعياً، وهو خطأ وقد اوسعت
الكلام فيها في رسالة¹ املخصاً۔

جبکہ ہدایہ کی عبارت سے ظاہر یوں ہے کہ دوسرا قول رائج
ہے، کیونکہ انہوں نے یوں فرمایا کہ جب طلاق کو ایسے وصف سے
موصوف کیا جائے جو شدت اور زیادتی پر دلالت کرے تو وہ طلاق
بائنہ ہوتی ہے اور امام شافعی نے فرمایا کہ یہ طلاق رجعی ہوگی
بشرطیکہ بیوی سے دخول کرچکا ہو کیونکہ اس نے صریحاً ایک طلاق
کو بائن کے وصف سے موصوف کیا ہے جو کہ خلاف مشروع ہے
لہذا یہ وصف لغو ہوگا، جیسا کہ کوئی یوں کہے کہ تجھے طلاق ہے اس
شرط پر کہ مجھے رجوع کا اختیار نہ ہوگا تو رجوع کا حق باقی رہے گا اور
طلاق رجعی ہوگی، اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے
مقابلہ میں ہماری دلیل یہ ہے کہ خاوند نے طلاق مذکورہ کو ایسے
وصف سے موصوف کیا جس کا اس میں احتمال بن سکتا ہے اور جس
مسئلہ پر آپ نے قیاس کیا یعنی رجوع نہ کرنے کی شرط، تو ہمارے
لئے وہ ایسے نہیں ہے بلکہ وہ طلاق بائنہ ہے اھ۔ عنایہ میں حنفی
مسلک کی تائید میں فرمایا کہ مذکورہ صورت میں بائنہ طلاق نہ
ہونا تسلیم نہیں کرتے بلکہ ایک طلاق بائنہ ہوگی اھ عنایہ کے علاوہ
فتح القدير، غایۃ البیان اور تبیین میں ایسے ہی ہے، اور آپ کو معلوم
ہو چکا ہے کہ حنفی مذہب میں طلاق بائنہ ہوگی، جن لوگوں کو مذہب کی
خبر اور سمجھ نہیں انہوں نے یہاں استدلال کیا ہے کہ "قول الموثقين
في التعاليق" سے مراد یہ ہے کہ اگر خاوند بیوی کو کہے کہ "تجھے ایک
رجعی طلاق جس میں تجھے اپنا اختیار حاصل ہے" تو اس میں طلاق بائنہ نہ
ہوگی، اس پر انہوں نے دلیل یہ دی کہ اگر کوئی بیوی کو کہے کہ تجھے ایک
طلاق ہے اس شرط پر کہ مجھے رجوع کا اختیار نہ ہوگا، تو یہ بھی رجعی طلاق
ہوگی، حالانکہ ان لوگوں کا یہ بیان واستدلال خطا ہے، اور میں نے اس
بات کو تفصیل سے رسالہ میں لکھا ہے اھ ملخصاً (ت)

¹ بحر الرائق فصل انت طالق ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۹۱/۳

نیز علامہ بحر کے اس رسالہ میں جس کا حوالہ ردالمحتار اور خود بحر الرائق میں گزرا یہاں وقوع بائن کی علت زیادہ لفظ تملك بھا نفسھایان فرمائی نہ یہ کہ نفس تعلیق موجب بینونت ہے رسالہ مذکورہ میں بعد بیان صورت واقعہ فرماتے ہیں:

| | |
|--|---|
| <p>یہاں طلاق کا وقوع، زائد الفاظ یعنی "وہ اپنے نفس کی مالک ہوگی" کے ساتھ ہوگا، لہذا یہ طلاق بائن ہوگی، اگرچہ صریح طلاق مذکور ہے، بدائع میں ہے کہ کسی جدائی والے لفظ یا لفظ طلاق کو جدائی والے کسی لفظ سے موصوف کر دیا جائے، تو یہ بائن طلاق ہوگی اھ، اور اس میں شک نہیں کہ عورت کو اپنے نفس کا اختیار بائن طلاق سے حاصل ہوتا ہے رجعی سے نہیں ہوتا۔ فتح القدیر میں ہے کہ رجعی طلاق میں عورت کو اپنے نفس کا اختیار حاصل نہیں ہوتا، اور بدائع میں ہے کہ عورت اپنے نفس کی مالک صرف بائن طلاق سے بنتی ہے اھ مختصرًا (ت)</p> | <p>وقع الطلاق ما ينبئ على الزيادة وهو قوله تملك بها نفسها فيكون بائنًا وان كان صريحاً في البدائع. البائن ان يكون بحروف الابانة او بحروف الطلاق لكن موصوفاً بصفة تنبئ عن البينونة اھ ولا شك ان قوله تملك بها نفسها يكون بالبائن لا بالرجعي. في فتح القدیر لا تملك نفسها الا بالبائن¹ اھ مختصرًا</p> |
|--|---|

مطلقاً تعلیق سے بائن کا وقوع علاوہ ان دلائل واضحہ کے کہ صدر کلام میں معروض ہوئے صدہا فروع منصوصہ فی المذہب سے باطل ہے۔ اسی درمختار میں ہے:

| | |
|--|--|
| <p>خاوند نے اگر طلاق مغالطہ کو وطی سے معلق کیا تو وطی کے ابتدائی مرحلہ میں دونوں شر مگاہوں کے ملنے پر ہی طلاق ہو جائے گی اور دخول کے بعد وقفہ پر بیوی کے لئے جوڑا (عقر) لازم نہ ہوگا اور نہ ہی اس کو طلاق رجعی میں رجوع قرار دیا جائے گا، ہاں اگر دخول کے بعد شر مگاہوں کے جدا ہونے کے بعد دوبارہ دخول کیا تو رجوع قرار پائے گا۔ (ت)</p> | <p>علق الثلث بالوطء حنث بالتقاء الختانين ولم يجب العقر باللبث بعد الايلاج ولم يصريه مراجعاً في الطلاق الرجعي الا اذا اخرج ثم اولج فيصير مراجعاً²۔</p> |
|--|--|

¹ الرسالة السابعة في الطلاق المعلق على الابرء هل هو رجعي او بائن مع الاشباه والنظائر۔ ادارة القرآن کراچی ۲۶/۲

² درمختار باب التعليق مطبع مجتبائی، دہلی ۲۳۲/۱، ۲۳۳

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|--|
| قوله في الطلاق الرجعي ای فیما اذا كان المعلق علی الوطی طلاقاً رجعیاً ^۱ ۔ | ماتن کا قول کہ "رجعی طلاق میں" یہ وہ صورت ہے جس میں رجعی طلق کو وطی کے ساتھ معلق کیا ہو۔ (ت) |
|---|--|

اسی طرح بحر الرائق و ہدایہ و فتح القدیر و عامہ کتب مذہب میں ہے۔ خود رسالہ مذکورہ علامہ زین میں بعد بیان صورت واقعہ کہ زوج نے کہا تھا:

| | |
|------------------------------------|--|
| متی ابرأیتنی من مہرک فانت طالق الخ | تو مجھے مہر سے بری کر دے تو تجھے طلاق ہے الخ (ت) |
|------------------------------------|--|

اور اثبات بیوت بوجہ زیادت صفت متقدمہ بیان فرمایا:

| | |
|---|--|
| فان قلت لولم تجعله بائناً بسبب اشتراط الابرأ من المہر فان الطلاق الموقع فی مقابلة الابرأ یکون بائناً، وعلیہ فی التجنیس بانہ یقع بعوض وهو لالہ اہ قلت فی مسئلتنا جعل الطلاق معلقاً بالابرأ شرطاً له لاعوضاً، فلذلالم تجعله بائناً الا ان یوجد نقل یدل علی ذلک اھ ^۲ ملتقطاً۔ | اگر تو اعتراض کرے کہ مہر سے بری کرنے کی شرط پر طلاق کو تم نے بائنہ کیوں نہ بنایا، کیونکہ ابراء کے مقابلہ میں طلاق بائنہ ہوتی ہے نہ کہ شرط سے، تجنیس میں اس کی وجہ یہ بتائی کہ اس صورت میں یہ طلاق ایسے عوض کے مقابلہ میں ہے جو خاوند کے حق میں نہیں اہ میں کہتا ہوں کہ اس مسئلہ میں طلاق کو ابراء سے معلق کیا گیا ہے جس میں ابراء کو شرط بنایا ہے عوض نہیں بنایا، اسی لئے تو ہم نے اس کو بائن نہیں بنایا الا یہ کہ کوئی نقل اس پر مل جائے جو اس پر دلالت کرے اھ ملتقطاً۔ (ت) |
|---|--|

نیز فتح القدیر میں زیر مسئلہ آتیہ تقریباً انت طالق ان لم اطلقک (اگر تجھے طلاق نہ دوں تو تجھے طلاق ہے۔ ت) ارشاد فرمایا:

| | |
|--|---|
| الطلاق یتحقق منہ الیاس بہوتها و اذا حکمنا بوقوعہ قبل موتها | کہ طلاق سے مایوسی عورت کی موت سے ہی ہو سکتی اور جب ہم بیوی کی موت سے قبل وقوع طلاق کا حکم |
|--|---|

^۱ ردالمحتار باب التعليق دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۰۸/۱

^۲ الرسالة السابعة فی الطلاق المعلق الخ مع الاشباہ والنظائر ادارة القرآن کراچی ۸۳۹/۲

| | |
|--|---|
| <p>لا یرث منها الزوج لانها بآنت قبل الموت فلم یبق بینهما زوجة حال الموت وانما حکمنا بالبینونة وان کان المعلق صریحاً لانتفاء العدة کغیر المدخول بها لان الفرج ان الوقوع فی آخر جزء لا یتجزأ فلم ینله الموت وبه تبیین اه¹</p> | <p>دیں تو خاوند اس بیوی کا وارث نہ ہوگا، کیونکہ موت سے طلاق بائنہ ہوتی ہے تو موت کے وقت زوجیت دونوں کی ختم ہو چکی ہوگی، اور بیشک ہم نے اس طلاق کو بائنہ قرار دیا ہے اگرچہ لفظوں میں یہ صریح طلاق ہے، کیونکہ اس پر عدت نہیں ہوتی جیسا کہ قبل دخول طلاق کی صورت میں ہوتا ہے اس لئے کہ فرض یہ کیا ہوا ہے کہ موت سے قبل ایک ادنیٰ جز جس میں موت کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا اس میں طلاق واقع ہوئی اس سے وہ بائنہ بن گئی اھ۔ (ت)</p> |
|--|---|

بالجملہ امر واضح اور شدت وضوح ایضاح سے مستغنی ہے۔ رہا فریق اول الفاظ کہ زبان زوج سے نکلے یعنی اگر تو نماز نہ پڑھے گی تو دو طلاق ہے، اگر لفظ ان کا مفاد دیکھا جائے تو واقعہ اسی قدر ہے جو اس فریق نے سمجھا اس لئے کہ یہاں معلق بہ عدم یعنی نماز نہ پڑھنا ہے اور عدم تحقق نہ ہوگا مگر عورت کے آخر جزء حیات میں اگر آج سے عمر بھر کبھی کوئی نماز نہ پڑھتی تو عدم مذکور صادق آتا اور عورت کی کچھلی سانس پر طلاق نازل ہوتی یہاں تک کہ اس نے صبح کی نماز پڑھی تو عدم معدوم اور اس کا نقیض موجود ہوا تو چاہئے تھا کہ یہ دو طلاقیں اصلاً نہ پڑتیں۔ ہدایہ فصل اضافۃ الطلاق الی الزمان میں ہے:

| | |
|---|---|
| <p>العدم لا یتحقق الا بالیأس عن الحیاة وهو الشرط کما فی قوله ان لم ات البصرة²۔</p> | <p>عدم طلاق کا تحقق صرف زندگی سے مایوس ہو جانے پر ہو سکتا ہے جبکہ طلاق نہ دینا شرط ہے، جیسا کہ کوئی یوں کہے "اگر میں بصرہ نہ آؤں" تو بصرہ میں نہ آنا زندگی بھر میں متوقع رہتا ہے صرف موت سے ہی یہ توقع ختم ہوتی ہے۔ (ت)</p> |
|---|---|

فتح القدیر میں ہے:

| | |
|--|---|
| <p>ولو قال انت طالق ان لم اطلقک لم تطلق حتی یسوت باتفاق الفقهاء لان الشرط ان لا یطلقها</p> | <p>اگر خاوند نے کہا "اگر تجھے طلاق نہ دوں تو تجھے طلاق ہے" کی صورت میں موت کے بغیر طلاق نہ ہوگی، اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے، اس لئے کہ طلاق</p> |
|--|---|

¹ فتح القدیر فصل فی اضافۃ الطلاق الی الزمان مکتبۃ نوریہ رضویہ سکھر ۳/۳۷۳

² الهدایۃ فصل فی اضافۃ الطلاق الی الزمان المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/۳۴۵

| | |
|--|---|
| <p>وذلك لا يتحقق الا باليأس عن الحياة لانه متى طلقها في عمره لم يصدق انه لم يطلقها بل صدق نقيضه وهو انه طلقها واليأس يكون في آخر جزء من اجزاء حياته¹۔</p> | <p>نہ دینے کی شرط ہے، اور یہ شرط تاحیات متحقق نہ ہوگی صرف زندگی سے مایوسی پر ہی متحقق ہوگی، کیونکہ زندگی میں جب طلاق دے گا تو طلاق نہ دینا صادق نہ آئے گا بلکہ اس کی نفی صادق آئے گی، اور وہ یہ کہ اس نے طلاق دی ہے، اس لئے طلاق نہ دینا عمر کے آخری ادنیٰ جزء میں معلوم ہو سکے گا اور وہی زندگی سے مایوسی کا وقت ہے۔ (ت)</p> |
|--|---|

مگر یہاں ایک نکتہ بدیع ہے جس سے غفلت اس فریق کے لئے باعث غلط ہوئی۔ الفاظ کا مفاد لغو ہمارے ائمہ کے نزدیک بنائے یمن نہیں بلکہ معانی عرفیہ پر بنائے کار ہے۔ درمختار میں ہے:

| | |
|---|--|
| <p>الاصل ان الايمان مبينة عند الشافعي رحمه الله تعالى على الحقيقة اللغوية وعند مالك رحمه الله تعالى على الاستعمال القرآني وعند احمد رحمه الله تعالى على النية وعندنا على العرف ما يتحملة اللفظ²۔</p> | <p>امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قسم میں حقیقی لغوی معنی کا لحاظ کیا جاتا ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں قسم میں قرآن پاک میں استعمال شدہ الفاظ و معانی کا لحاظ کیا جاتا ہے جبکہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں نیت کا لحاظ ہوتا ہے اور ہمارے احناف کے ہاں قسم میں عرفی معانی کا اعتبار ہوتا ہے بشرطیکہ قسم والے نے کسی احتمالی معنی کی نیت نہ کی ہو۔ (ت)</p> |
|---|--|

اور اغراض و مقاصد جس قدر مفاد لفظ سے زائد ہوں یعنی عموم و اطلاق بھی انہیں متناول نہ ہو ملحوظ نہیں ہوتے۔ الايمان مبينة على الالفاظ لاعلى الاغراض³ (قسموں میں الفاظ کا لحاظ ہوتا ہے اغراض کا لحاظ نہیں ہوتا۔ ت) کہ تنویر وغیرہ عامہ کتب مذہب میں ارشاد ہے اس سے یہی مراد ہے کہ لفظ کی تناول عرفی سے اجنبی خارج و بیگانہ و زائد بات اگرچہ عرفاً مقصود حالف ہو منظور نہ ہوگی مگر اغراض مخصوص ضرور ہو سکتی ہیں، دلالت لفظ کہ عموم پر تھی بنظر غرض خاص پر مقصود ہو جائے گی، یہ مدلول لفظ سے خروج نہیں بلکہ بعض مدلولات پر قصر ہے، یہ وہ تحقیق انیق ہے جس سے کلمات ائمہ مذہب میں توفیق ہے اور فروع متکثرہ مذہب کی شہادت متواترہ سے اس کی توثیق ہے جس کا نفیس و روشن بیان علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رد المحتار میں افادہ فرمایا اور اس کے بیان میں ایک مستقل رسالہ رفع الانتقاض و دفع الاعتراض

¹فتح القدیر فصل فی اضافۃ الطلاق الی الزمان مکتبۃ نوریہ رضویہ سحر ۳/۳۷۲-۳۷۳

²درمختار باب الیمن فی الدخول والخروج والسکنی الخ مطبع مجتبائی، دہلی ۲۹۶/۱

³درمختار شرح تنویر الابصار باب الیمن فی الدخول والخروج والسکنی الخ مطبع مجتبائی، دہلی ۲۹۶/۱

علی قولہم الایمان مبینة علی الالفاظ لاعلی الاغراض تالیف کیا۔ تلخیص الجامع الکبیر للامام ابی عبد اللہ صدر الدین محمد بن عباد میں ہے:

| | |
|---|---|
| وبالعرف یخص ولا یزاد حتی خص الرأس بما یکبس ولم یرد المملک فی تعلیق طلاق الاجنبیة بالدخول ^۱ ۔ | عرف سے تخصیص ہو سکے گی اور لفظ کے مفہوم پر زیادتی نہ ہو سکے گی چنانچہ سر بھونے جانے والی سری سے مختص ہوگا اور اجنبی عورت کی طلاق کو گھر میں داخل ہونے کی تعلیق میں ملکیت مراد نہیں ہو سکتی۔ (ت) |
|---|---|

علامہ علاء الدین ابوالحسن علی بن بلبان بن عبد اللہ فارسی اس کی شرح تحفۃ الحریر فی شرح التلخیص میں فرماتے ہیں:

| | |
|--|---|
| رجلان تساو ما ثوبا فحلف المشتري انه لا يشتريه بعشرة فاشتراه بأحد عشر حنث في يمينه. ولو كان الحالف البائع لا يبيعه بعشرة فباعه بأحد عشر لم يحنث. وهذا لان البيع بالعشرة نوعان بيع بعشرة مفردة وبيع بعشرة مقرونة بالزيادة ففي المشتري مطلق لادلالة فيه على تعيين احد النوعين فكان مراده العشرة المطلقة. اما البائع فمراده البيع بعشرة مفردة بدلالة الحال اذ غرضه ان يزيده المشتري على العشرة ولم يوجد شرط حنثه وهو | دو حضرات نے کپڑے کا ایک سودا کرتے ہوئے، گفتگو میں خریدار نے قسم اٹھائی کہ میں اسے دس ۱۰ میں نہ خریدوں گا، اس کے بعد اس نے گیارہ کا خرید لیا تو اس کی قسم ٹوٹ جائے گی، اور اگر فروخت کرنے والا قسم اٹھائے کہ میں اسے دس ۱۰ میں فروخت نہ کروں گا، اس کے بعد اس نے گیارہ کا فروخت کر دیا تو بائع کی قسم نہ ٹوٹے گی، یہ اسلئے کہ دس سے فروخت کرنے کے دو معنی ہیں، ایک یہ کہ صرف دس سے فروخت کرنا اور دوسرا معنی یہ کہ اس دہائی کے ساتھ کوئی اکائی بھی ہو، تو مشتری کے حلف میں مطلق دس ہے جس میں دونوں قسموں میں سے کسی ایک کے معین کرنے پر کوئی قرینہ نہیں ہے، لہذا یہاں دس مطلق مراد ہوں گے یعنی صرف دس یا دس سے کچھ اکائی کے ساتھ زائد، دونوں معنی میں سے کوئی بھی ہو لیکن فروخت کرنے والے کی قسم میں صرف |
|--|---|

^۱ رفع الانتقاض رسالة مجموعہ رسائل ابن عابدین بحوالہ تلخیص الجامع الکبیر سہیل اکبرمی لاہور ۱/۲۹۳

| | |
|--|---|
| <p>دس بغیر اکائی مراد ہیں جیسا کہ اس پر حال کی دلالت ہے کہ بائع کی غرض یہ کہ مشتری اسے زائد دے تو گیارہ میں فروخت کرنے پر شرط (یعنی صرف دس میں فروختگی) نہ پائی گئی لہذا قسم نہ ٹوٹی، لوگوں میں یہی متعارف ہے لہذا قسم کو لوگوں کے عرف پر محمول کیا جائیگا۔ اور متن میں یہ قول کہ "عرف سے تخصیص ہوتی ہے زیادتی نہیں ہوتی" یہ ایک سوال کا جواب ہے، سوال یہ مقدر ہے کہ بائع اگر مذکورہ صورت میں نو^۱ سے فروخت کر دے تو قسم کا ٹوٹنا ضروری ہوگا کیونکہ جبکہ دس سے اپنی ملکیت نہیں چھوڑتا تو نو سے بطریقہ اولیٰ نہ چھوڑنا ہوگا جیسا کہ عرف میں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ محض غرض ہے جبکہ حکم محض غرض سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ اس لفظ کا بھی اعتبار ہوتا ہے جس سے تلفظ کیا ہے اور بائع نے جو لفظ بولا ہے وہ دس^۲ ہے، جبکہ اس کا اسم، نو کا احتمال نہیں رکھتا جس کو غرض کے طور پر متعین کیا جاسکے۔ دس^۳ کا نام، نو^۴ پر مراد لینا یہ لفظی زیادتی ہے جو کہ عرف سے ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ عرف صرف تخصیص کرتا ہے زیادتی نہیں کر سکتا، اس کے برخلاف جب مشتری کپڑے کو دس کی بجائے نو سے خرید لے تو عرف یہاں کارآمد ہوگا کیونکہ مشتری کی قسم میں دس کی مذکورہ دونوں قسموں کا احتمال ہے صرف دس یا بیع اکائی مراد ہو، تو یہاں جب دس کا لفظ عام ہے تو عرف اس کی ایک قسم کی تخصیص یا تقیید کر سکتا ہے اھ ملقط۔ (ت)</p> | <p>البيع بعشرة مفردة فلا يحنث، وهذا هو المتعارف بين الناس فيحمل البين على ما تعارفوه^۱، وقوله في المتن وبالعرف يخص ولا يزداد جواب عن سوال مقدر وهو ان يقال البائع بتسعة مفردة وجب ان يحنث لان المنع عن ازالة ملكه بعشرة منع عن ازالته بتسعة عرفاً، والجواب ان الحكم لا يثبت بمجرد الغرض وانما يثبت باللفظ والذي تلفظ به البائع، هو العشرة واسم العشرة لا يحتمل التسعة ليتعين بغرضه والزيادة على اللفظ بالعرف لا تجوز بخلاف الشراء بتسعة لان العشرة في جانب المشتري تحتمل عشرة مفردة وعشرة مقرونة فتعين احدهما بغرضه اذ العام يجوز تخصيصه و تقيد به بالعرف اھ^۲ ملتقط۔</p> |
|--|---|

رفع الانتقاض میں ہے:

^۱ رفع الانتقاض الخ رساله من مجموعہ رسائل ابن عابدین بحوالہ شرح تلخیص الجامع الكبير سہیل اکیڈمی لاہور ۱۹۳۱-۹۳

^۲ رفع الانتقاض الخ رساله من مجموعہ رسائل ابن عابدین بحوالہ شرح تلخیص الجامع الكبير سہیل اکیڈمی لاہور ۱۹۸۱-۸۷

جاننا چاہئے کہ متکلم جب کوئی کلام کرتا ہے تو اس کی غرض اس کلام کا حقیقی معنی ہوتا ہے اور کبھی مجازی معنی ہوتا ہے اور کبھی لفظ سے خارج کوئی اور معنی غرض بنتا ہے۔ اوّل کی مثال، جیسے مشتری کا کہنا کہ میں دس سے نہ خریدوں گا تو یہاں مشتری کی غرض یہ ہے کہ دس درہم دینے سے باز رہنا ہے یہ محض دس ہوں یا بیع اکائی ہوں بیع کے عوض نہ دے گا، اور عرف بھی یہی ہے تو یہاں حلف میں غرض اور عرف دونوں حقیقی معنی میں مجتمع ہیں، لہذا یہاں اگر مشتری نے گیارہ میں خریدنا تو قسم ٹوٹ جائے گی کیونکہ اس نے مطلق دس ۱۰ مراد لئے تھے جبکہ یہ دس، گیارہ میں بھی موجود ہے۔ دوسرے کی مثال، جیسے بائع کہے کہ میں بھی دس درہم سے نہ فروخت کروں گا یہاں اگر اس نے نو میں فروخت کیا تو قسم نہ ٹوٹے گی، کیونکہ اس کلام سے بائع کی غرض یہ ہے کہ دس ۱۰ سے زائد یعنی دس مع اکائی کے بدلے فروخت کرے گا، نو اسکی مراد میں نہیں ہے کیونکہ اس کی کلام میں یہ مذکور نہیں ہے کہ دس ۱۰ کا اسم لغت اور عرف میں نو کیلئے وضع نہیں ہے تو دس بول کر نو مراد لینا لفظ سے خارج کسی اور معنی کو مراد لینا ہے جبکہ حلف میں محض غرض کا اعتبار نہیں ہوتا بلکہ لفظ کا اعتبار ضروری ہے، کیونکہ غرض محض تو بن سکتی ہے لیکن زیادتی پیدا نہیں کر سکتی جبکہ تخصیص لفظ کی صفت ہے لہذا لفظ کا اعتبار ضروری ہے محض غرض کافی نہیں ہے تو جب لفظ عام ہو اور غرض خاص ہو تو پھر

اعلم ان الغرض الذى يقصده المتكلم بكلامه قد يكون معنى اللفظ الذى تكلم به حقيقة او مجاز او قد يكون امرا اخر خارجا عن اللفظ، فالاول كقوله لا اشتريه بعشرة فغرض المشتري منع نفسه من التزام العشرة في ثمن ذلك الببيع سواء كانت عشرة مفردة او مقرونة بزيادة والعرف ارادة ذلك ايضا، فهنا اجتمع الغرض والعرف في لفظ الحالف فاذا اشترى باحد عشر حنث لانه اراد العشرة المطلقة و هي موجودة في الاحد عشر، والثاني كقوله لا يبيعه بعشرة فباعه بتسعة لا يحنث لان اغراض البائع ان يبيعه باكثر من عشرة، ولا يريد يبيعه بتسعة لكن التسعة لم تذكر في كلامه لان العشرة لم توضع للتسعة لالغة ولا عرفاً، فغرضه الذى هو قصده من هذا الكلام خارج عن اللفظ، والعبرة في الايمان للالفاظ لا للمجرد الاغراض لان الاغراض يصلح مخصصاً لا مزيداً، والتخصيص من عوارض الالفاظ فاذا كان اللفظ عاماً والغرض الخصوص اعتبر ما قصده

| | |
|---|---|
| <p>کالر اس فی لائلک رأساً۔ فان لفظہ عام والغرض منه خاص کما مر واعتبار هذا الغرض لا يبطل اللفظ لانه بعض ما وضع له اللفظ اه¹ مختصراً</p> | <p>خاص مقصد کا اعتبار ہوتا ہے جیسے کوئی کبے میں سر نہ کھاؤں گا، تو اس میں لفظ سر عام ہے جو ماکول اور غیر ماکول دونوں کو شامل ہے جبکہ غرض خاص یعنی ماکول ہے جیسے گزرا تو یہ خاص غرض لفظ کے مدلول کے خلاف نہیں ہے، کیونکہ یہ لفظ کے معنی کا ایک خاص حصہ ہے، اہ مختصراً۔ (ت)</p> |
|---|---|

وتمامہ فیہ، یمنین الفور جسے خاص فکر بلند ثریا پیوند امام الائمہ مالک الازمہ کاشف الغمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استنباط فرمایا اور دیگر ائمہ کرام قدست اسرار ہم نے بحکم الفقہاء کلہم عیال لابی حنیفہ (تمام فقہاء ابو حنیفہ کی عیال ہیں، کے حکم سے۔ ت) اس جناب کا اتباع کیا اس کے مسائل اسی اصل جلیل تخصیص بالغرض پر مبنی ہیں متون و شروح و فتاویٰ مذہب میں صد ہا فروغ اس پر مبنی ہیں مثلاً:

(۱) عورت باہر جانے کو ہوئی، شوہر نے کہا باہر جائے تو تجھ پر طلاق، عورت بیٹھ گئی اور دوسرے وقت باہر گئی، طلاق نہ ہوگی۔ تنویر و در میں ہے:

| | |
|--|--|
| <p>شرط للحنث فی قوله ان خرجت مثلاً فانت طالق او ان ضربت عبدك فعبدی حر لمريد الخروج والضرب، فعله فور الان قصده المنع عن ذلك الفعل عرفاً، ومدار الايمان عليه وهذه تسبی یمنین الفور تفرد ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ باظهارها ولم یخالفه احد²</p> | <p>جب بیوی باہر نکلے یا غلام کو مارنے کے لئے تیار ہو اس وقت خاوند اگر کہے کہ تو نے مارا یا باہر نکلی تو تجھے طلاق ہے، تو مارنے اور باہر نکلنے سے وہی مراد ہے جس کے لئے وہ تیار کھڑی ہے صرف اسی مارنے پر یا اسی نکلنے پر طلاق ہوگی کیونکہ خاوند کا اس عمل سے روکنا مقصود ہے یہی عرف ہے جبکہ حلف کا مدار یہی عرف ہے، اس کا نام یمنین فور ہے جس کے اظہار اور بیان میں امام ابو حنیفہ متفرد ہیں اور کسی نے ان کی مخالفت نہ کی۔ (ت)</p> |
|--|--|

فتح القدر وغنیہ ذوی الاحکام ورد المختار میں ہے:

| | |
|---------------------------------------|---|
| <p>تہیات للخروج فحلف لا تخرج فاذا</p> | <p>بیوی باہر نکلنے کو تیار تھی کہ خاوند نے حلف اٹھایا</p> |
|---------------------------------------|---|

¹ رفع الانتقاض الخ رسالہ من مجموعہ رسائل ابن عابدین سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۱۰۱-۳۰۰

² در مختار باب الیمنین فی الدخول والخروج والسکنی مطبع مجتائی، دہلی ۱/۲۹۸

| | |
|--|--|
| <p>جلست ساعة ثم خرجت لايحدث. لان قصده منعها من الخروج الذي تهيأت له. فكانه قال ان خرجت الساعة. وهذا اذا لم يكن له نية فان نوى شيئا عمل به¹۔</p> | <p>کہ اگر تو باہر نکلے تو تجھے طلاق ہے، تو بیوی بیٹھ گئی اور کچھ دیر بعد نکلی تو طلاق نہ ہوگی کیونکہ خاوند کا مقصد وہ نکلنا ہے جس کے لئے وہ تیار تھی اور اس نکلنے سے منع کرنا مقصود تھا، پس گویا خاوند نے یوں کہا کہ تو اب نکلے تو تجھے طلاق ہے، یہ حکم تب ہوگا جب خاوند نے کوئی نیت نہ کی ہو، اور اگر اس نے کوئی نیت کی ہو تو اس پر عمل ہوگا۔ (ت)</p> |
|--|--|

(۲) زید نے عمرو سے کہا "میرے ساتھ کھانا کھا لو"۔ عمرو: "میں کھاؤں تو عورت مطلقہ ہو"۔ کل زید کے ساتھ کھانا کھایا طلاق نہ ہوگی۔ تنویر ودر:

| | |
|--|--|
| <p>وكذا في حلفه ان تغديت فكذا بعد قول الطالب تعالى تغد معي شرط الحنث تغديه معه ذلك الطعام البدعو اليه²۔</p> | <p>یوں ہی اگر کھانے پر دعوت دینے والے کے جواب میں کوئی کہے "اگر میں کھانا کھاؤں تو بیوی کو طلاق ہے" تو یہاں بھی طلاق ہونے کے لئے جس کھانے پر دعوت دی گئی اسی کو دعوت دینے والے کے ساتھ کھانا شرط ہے۔ (ت)</p> |
|--|--|

(۳) عورت کو جماع کے لئے بلایا اس نے انکار کیا، شوہر نے کہا "اگر میرے پاس اس کو ٹھری میں نہ آئی تو تجھ پر طلاق" عورت آئی مگر اس وقت مرد کی شہوت ساکن ہو چکی تھی، تو طلاق ہو گئی، اشباہ ودر:

| | |
|---|--|
| <p>ان للتراخي الابقرينة الفور، ومنه طلب جماعها فابت فقال ان لم تدخل معي البيت فانت طالق فدخلت بعد سكون شهوته حنث³۔</p> | <p>لفظ "ان" تراخی کے لئے استعمال ہے مگر جہاں فور کا قرینہ پایا جائے تو تراخی مراد نہ ہوگی، اسی فور پر قرینہ کی مثال یہ ہے کہ خاوند نے بیوی کو جماع کیلئے طلب کیا تو بیوی کے انکار پر خاوند نے کہا تو میرے کمرے میں داخل نہ ہوئی تو طلاق ہے۔ تو فوراً داخل نہ ہوئی بلکہ خاوند کی شہوت و خواہش ختم ہونے کے بعد داخل ہوئی تو طلاق ہو جائے گی۔ (ت)</p> |
|---|--|

(۴) حاکم نے حلف کیا کہ اگر شہر میں بد معاش آئے اور میں خبر نہ دوں تو عورت طلاق ہے، بد معاش آیا اور اس نے حاکم کو خبر نہ دی اس وقت کہا وہ معزول ہو گیا تھا طلاق ہو گئی۔ تنویر:

¹ رد المحتار باب اليمين في الدخول والخروج الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۸۴/۳

² در مختار باب اليمين في الدخول والخروج الخ مطبع مکتبائی دہلی ۲۹۸/۱

³ در مختار باب اليمين في الدخول والخروج الخ مطبع مکتبائی دہلی ۲۹۹/۱

| | |
|--|--|
| حلفہ وال لیعلمہ بکل داعر دخل البلد، تقید بقیام ولایتہ ^۱ ۔ | شہر کے حاکم نے ایک ملازم سے حلف لیا کہ شہر میں داخل ہونے والے ہر بد قماش کی مجھے اطلاع دے گا، تو یہ حلف اس حاکم کی ولایت کے قائم رہنے تک مقید ہے (ت) |
|--|--|

در مختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| بیان لكون الیہین المطلقة تصیر مقیدۃ بدلالة الحال وینبغی تقیید الیہینہ بغور علمہ ^۲ ۔ | اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہ یہ مطلق حلف کو حال کی دلالت کی وجہ سے مقید ہونے کی مثال ہے اس میں یہ بھی قید ہوگی کہ وہ ملازم معلوم ہونے پر فوراً اطلاع دے گا۔ (ت) |
|--|---|

تبیین الحقائق میں ہے:

| | |
|--|--|
| ثم ان الحالف لو علم الداعر ولم یعلمہ لم یحنت الاذامات هو والمستحلف او عزل ^۳ ۔ | اگر حلف اٹھانے والے کو بد معاش کا علم ہو جائے اور وہ حاکم کو مطلع نہ کرے تو قسم صرف حلف دینے یا حلف لینے والے کی موت یا حاکم کے معزول ہو جانے پر ٹوٹے گی (ت) |
|--|--|

فتح القدیر میں ہے:

| | |
|--|--|
| ولو حکم بانعقاد هذه للفور لم یکن بعید انظرا الی المقصود وهو المبادرة لجزءه ودفع شره ^۴ ۔ | اگر اس حلف کو فوری ہونے کا حکم دیا جائے تو بعید نہ ہوگا کیونکہ حاکم کا مقصد بد قماش کو فوری سزا دینا اور اس کے شر کا دفاع کرنا ہے۔ (ت) |
|--|--|

(۵) دائن نے مدیون سے حلف لیا کہ تیرے بے اذن باہر نہ جاؤں گا، یہ حلف بقائے دین تک رہے گا بعد ادا یا ابراء اذن کی حاجت نہیں، تنویر و در میں ہے:

| | |
|--|--|
| لو حلف رب الدین غریبہ او الکفیل بأمر المکفول عنه ان لا یخرج من البلد الا باذنه تقید بالخروج حال قیام الدین | قرض خواہ نے مقروض یا مقروض کے بنائے ہوئے ضامن سے حلف لیا کہ تو میری اجازت کے بغیر شہر سے باہر نہ جائے گا، تو یہ حلف قرض اور ضمانت کی |
|--|--|

^۱ در مختار باب الیہین فی الضرب والقتل وغیر ذلک مطبع مجتبائی، دہلی ۱۳۱۳ھ

^۲ در مختار باب الیہین فی الضرب والقتل وغیر ذلک مطبع مجتبائی، دہلی ۱۳۱۳ھ

^۳ تبیین الحقائق باب الیہین فی الضرب والقتل وغیر ذلک مطبع کبیری امیریہ بولاق مصر ۱۲۱۳ھ

^۴ فتح القدیر کتاب الایمان مسائل متفرقة مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱۳۶۸ھ

| | |
|-----------------------|---|
| بالکفالة ¹ | بقاء تک مقید قرار پائے گا، قرض یا ضمانت ختم ہو جانے کے بعد حالف کو اجازت کی ضرورت نہ رہے گی (ت) |
|-----------------------|---|

(۶) قسم کھائی عوت بے میرے اذن کے باہر نہ جائے گی، یہ قیام زوجیت تک محدود ہے۔ تنویر و درمیں ہے:

| | |
|--|--|
| لو حلف لاتخرج امرأته الا باذنه تقيد بحال قيام الزوجية ² | خاوند نے قسم اٹھائی کہ بیوی اجازت کے بغیر باہر نہ جائیگی، تو یہ حلف بھی زوجیت کے قیام تک محدود ہوگا۔ (ت) |
|--|--|

(۷) وہی مسئلہ کہ دس کو نہ بیچوں گا اور گیارہ کو بیچا حاش نہ ہوا اگرچہ گیارہ میں دس موجود ہیں کہ مراد خاص قسم کے دس یعنی تنہا بلازیادت تھے۔ یہ سب تفسیریں اور عام کی تخصیص صرف بنظر اغراض متعارفہ ہوئی ہیں کہ یمین کی بنا ہی عرف پر ہے ولہذا امام ہمام بن الہمام نے عبارت مذکورہ ہدایہ کی شرح میں (جہاں ارشاد ہوا تھا کہ عدم بے سب کلی متحقق نہ ہوگا) فرمایا:

| | |
|---|---|
| کما قوله في ان لم ات البصرة اعطاء نظير والمراد ان كل شرط بأن منفي حكمه كذلك. وهو ان لا يقع الطلاق او العتاق اذا علق به الا بالموت لها ذكرنا. وزاد قيد احسننا في المبتغى بالغين المعجبة قال اذا قال لامرأته ان لم تخبريني بكذا فانت طالق ثلاثا فهو على الابد اذالم يكن ثم مايدل على الفور انتهي. ومن ثمة قالو الو اراد ان يجامع امرأته فلم تطاوعه فقال ان لم تدخلني معي فانت طالق فدخلت بعد ماسكنت شهوته طلقت، لان مقصوده من الدخول كان قضاء الشهوة وقد فات ³ | اس کا قول، جیسا کہ، اگر میں بصرہ میں نہ آؤں تو، یہ نظیر ہے، جس سے مراد یہ ہے جو شرط بھی لفظ ان کے ساتھ ذکر کی جائے تو اس کا حکم یونہی منفی رہے گا یعنی اس کے ساتھ طلاق یا عتاق کو معلق کیا گیا ہو تو شرط کے منفی ہونے پر موت سے پہلے قسم نہ ٹوٹے گی، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے اور پھر اس پر ایک اچھی قید بڑھائی کہ مبتغی (غین کے ساتھ) میں کہا کہ خاوند نے بیوی سے کہا کہ تو اگر مجھے فلاں خبر نہ دے تو تجھے تین طلاقیں ہوں گی، تو اگر فور پر کوئی قرینہ نہ ہو تو یہ قسم ابدی ہوگی اھ، اور اسی قبیل سے یہ ہے کہ خاوند نے بیوی کو جماع کے لئے طلب کیا تو بیوی نے اطاعت نہ کی تو کہا اگر تو میرے پاس کمرے میں نہ آئی تو تجھے طلاق، اگر بیوی فوراً نہ آئے بلکہ خاوند کی شہوت اور |
|---|---|

¹ درمختار باب اليمين في الضرب والقتل الخ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۱۳

² درمختار باب اليمين في الضرب والقتل الخ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۱۳

³ فتح القدير فصل في اضافة الطلاق الى الزمان مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۳/۳۷۳

خواہش ختم ہونے کے بعد آئی طلاق ہو جائے گی کیونکہ طلب مقصد اپنی شہوت کو پورا کرنا تھا جواب ختم ہو گئی ہے (ت) اور شک نہیں کہ ہمارے مسئلہ دائرہ میں بھی اس حلف سے شوہر کی یہ غرض نہیں کہ عورت اپنی مدۃ العمر میں کبھی کسی وقت کسی طرح دوبعدے کر لے اور بری ہو جائے بلکہ یقیناً حکم دلالت حال اس سے پابندی نماز مقصود ہے تو جس طرح عورت کا باہر جانا مطلق تھا لفظ شوہر میں کوئی قید نہ تھی کہ اس وقت ہو یا کب ہو مگر بدلالۃ حال خاص اس وقت کا خروج معتبر ہوا جس طرح کلام عمرو میں کھانا مطلق تھا کہ آج ہو یا کل یہ کھانا ہو یا اور، مگر حکم عرف خاص اس وقت یہ کھانا زید کے ساتھ کھانا ملحوظ رہا، جس طرح عورت کا کوٹھری میں شوہر کے پاس آنا عام تھا کہ اس شہوت موجودہ کی بقا میں ہو یا عمر میں کبھی کسی حالت میں ہو اور عدم متحقق نہ ہوگا مگر اخیر جزء حیات شوہر یا زن میں اور جبکہ کوٹھری میں شوہر کے پاس آئی اگرچہ زوال شہوت کے بعد تو عدم صادق نہ آیا اور بنظر مفاد لغوی لفظ لازم تھا کہ طلاق واقع نہ ہو لیکن بدلالۃ حال خاص وہ آنا مقصود رہا جو اس شہوت کی قضا کے لئے مطلوب تھا اور اسی کی انتقا پر شرط متحقق اور طلاق واقع مانی گئی، و قس علیٰ ہذا، اسی طرح یہاں بھی اگرچہ عشرہ مفردہ مقرر نہ کی مانند نماز پڑھنا بھی دو قسم ہے، ایک ملترم کہ پابندی کے ساتھ ہو دوسرا اس کا غیر یا دو قسم ہے، ایک مبریٰ ذمہ جس میں فرض نماز کا مطالبہ ذمے پر نہ رہے، دوسرا اس کے خلاف اور فعل یعنی ان لحد تدخلی (اگر تو میرے پاس نہ آئی۔ ت) مذکور کی طرح حکم نکرہ میں ہے اور نکرہ چیز نفی میں عام ہو جاتا ہے اور عموم سلب بوجہ ایجاب جزئی کی صبح کی نماز پڑھی صادق نہ رہا مگر بحالت دلالت حال واجب ہے کہ قسم اول یعنی صلاۃ ملترمہ مبریٰ ہ مراد ہو اور اس کا انتقا ایک وقت کی نماز فرض عمدًا بلاعذر شرعی چھوڑنے سے صادق آ جاتا ہے تو لازم ہوا کہ جب عورت نے اس حلف کے بعد نماز عشاء نہ پڑھی صبح صادق طالع ہوتے ہی اس پر دو طلاقیں پڑ گئیں جیسے وہاں سکون شہوت ہوتے ہی عورت مطلقہ ہو گئی تھی بلکہ اگر شوہر نے یہ لفظ اس وقت کہے تھے کہ ہنوز وقت مغرب باقی تھا اور عورت ادا پر قادر تھی تو شفق ڈوبتے ہی دو طلاقیں ہو گئیں، ہمارے علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر عورت سے کہا تو نماز ترک کرے تو تجھے طلاق، عورت نے ایک نماز قصداً قضا کی طلاق ہو جائے گی اگرچہ اس قضا کو ادا بھی کر لے، در مختار میں ہے:

| | |
|--|--|
| <p>بیوی کو کہا اگر تو نے نماز ترک کی تو تجھے طلاق ہے، اب اگر عورت نے نماز قضا کی تو زیادہ واضح قول یہی ہے کہ طلاق ہو جائیگی، ظہیریہ۔ (ت)</p> | <p>قال ان ترک الصلوۃ فطالق فصلتها قضا طلقت علی الاظہر، ظہیریہ^۱۔</p> |
|--|--|

^۱ در مختار باب الیمین فی البیع والشراء الخ مطبع مکتبائی دہلی ۳۱۰/۱

یہ حکم اس لفظ میں ہے جہاں الصلوٰۃ معرف باللام ہے جس میں کلام ہوگا کہ عرفاً تارک الصلوٰۃ کسے کہتے ہیں اور ہمارا مسئلہ دائرہ تو بحکم تحقیق مذکور ان ترک صلوٰۃ (اگر تو نماز چھوڑے۔ ت) بلالام کے مثل ہے یعنی اگر تو ایک نماز چھوڑے تو طلاق ہے، یہاں قضا کرنے سے وقوع طلاق میں کیا شک ہو سکتا ہے صاف بتا دیا کہ اس کی مراد وہی صلوٰۃ خاصہ ملتزمہ تھی اس پر دلیل واضح اس کا وقت صبح رجعت کرنا ہے، اگر وہ معنی مراد ہوتے جو فریق اول نے زعم کئے تو پیش از وقوع رجعت کے کیا معنی تھے اور امثال مقام میں نیت شوہر اگرچہ دلالت حال کے خلاف بھی ہو وہی معتبر رہتی ہے۔ امام محقق علی الاطلاق وغیرہ علماء کا ارشاد گزرا کہ:

| | |
|--|--|
| یہ جب ہے کہ اس نے نیت نہ کی ہو اگر اس نے کوئی نیت کی ہو تو اس پر عمل ہوگا۔ (ت) | هذا اذا لم يكن له نية فان نوى شيئا عمل به ¹ |
|--|--|

تو جہاں دلالت حال و نیت دونوں متوافق ہیں نہ اس دلالت کو مانئے نہ شوہر کی سنئے اور اپنی طرف سے ایک معنی تراش کر اس پر عمل کیجئے کس قدر فقہ سے بعید بلکہ قابلیت التفات سے دور ہے، اور اوپر واضح ہو چکا کہ یہ دونوں طلاقیں رجعی تھیں، لاجرم عورت بعد رجعت بدستور ملک نکاح میں باقی اور آئندہ طلاق کی محل رہی، اب کہ شوہر نے چند سال بعد دو طلاقیں اور دیں ایک تو لغو ہو گئی کہ حد شرع سے متجاوز تھی اور ایک ان پہلی دو کے ساتھ مل کر تین طلاقیں مغلطہ ہو گئیں جن سے عورت حرام ابدی تو نہیں ہو سکتی ہاں بے حلالہ اب اس شخص کے نکاح میں آنے کے قابل نہ رہی، هذا ما يظهر لي والعلم بالحق عند ربی (یہ وہ ہے جو مجھے معلوم ہوا، حق تو میرے رب کے ہاں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

¹ رد المحتار باب الیہین فی الدخول والخروج الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۸۴/۲



رسالہ

آکد التحقیق باب التعليق^{۱۳۲۲ھ} (باب تعلق کے متعلق تحقیق ایتق)

بسم الله الرحمن الرحيم ط

مسئلہ ۱۰: از بنگالہ موضع نواکھالی ڈاک خانہ بیگم گنج مرسلہ عبد المجید صاحب از رامپور ۶ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ

بگرمی خدمت، فیض درجت، مجمع الفضائل، منبع الفواضل، کاشف دقائق شریعہ، واقف حقائق عقلیہ نقلیہ، محی السنۃ النبویہ، مروج الاحادیث المصطفویہ، صاحب التحقیقات الراقیہ، زبدۃ السعادت الفائقہ، اعنی مولانا المولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب دام افضالہم۔

بعد ادائے تسلیمات فرواواں و کورنشات بیکراں معرض آں خدمت یہ ہے جناب حضور نے جو فتوائے طلاق معلق بالصلوۃ کی تحریر فرما کر ارسال فرمائے تھے بندہ گم گشتہ نے ملک کو بھیج دیا اور سب علمائے موافقین و مخالفین نے دیکھ کر بہت خرسندیں حاصل کیں بلکہ سب علماء متفق ہو کر بسبب فرمان فتوائے موصوف کے زوج احمد سے زوجہ مغلطہ کو علیحدہ کیا تھا اور اس پر بہت دن گزر گئے مگر مولوی وجیہ اللہ جو دیوبند سے عنقریب تحصیل کر کے گھر کو گئے اس نے زوج احمد کو کہا کہ تمہاری زوجہ مطلقہ مغلطہ نہیں ہوئی تم ہماری رائے پر چلو تو ہم فتوائے ہند کو مردود کر دیں گے، چنانچہ احمد علی بھی بوجہ نفع اپنے کے اور بوجہ تعلیم اپنے قول سے منکر ہو گئے یعنی جو پہلے تعلیم

کے منکر اور تخصیص کے راجع، اب بعد چندیں مدت اپنی نیت ظاہر کرتے ہیں کہ نیت ہمارا علی الابد کے لئے ہے اور مولوی وجیہ اللہ نے اس وقت کے نیت کے مطابق ایک فتویٰ بھی لکھا وہی فتویٰ آپ کی خدمت عالی میں ارسال کرتا ہوں اور فتویٰ تحریر کر کے احمد علی کو مدعی بنا کر کچہری میں مقدمہ دائر کئے ہیں بعد اس کے فتویٰ اور آنحضور کی تحریر مبارک دونوں کچہری میں پیش ہوا اور مولوی وجیہ اللہ کو اور اس طرف کے علماؤں کو حاکم نے طلب کیا اور دونوں فتویٰ کے مطلب حاکم کو سمجھا دئے مگر مولوی وجیہ اللہ نے حضور کے فتویٰ پر اور مذہب کے قیل و قال ناشائستہ بیان کیا مگر حاکم کے نزدیک کچھ اعتبار نہیں ہوا اور حاکم نے خود کہا کہ جناب مولینا شاہ احمد رضا خاں صاحب کو میں خوب جانتا ہوں اور ان کی حالت مجھے خوب معلوم ہے اور دیوبند کے علمائے لامذہب کو بھی معلوم ہے کہ میں ہند کی سیر کرنے والا ہوں، مولوی وجیہ اللہ نے کہا کہ صاحب، زجر اور تنبیہا بغرض نصیحت طلاق دینے سے طلاق نہیں ہوتی، اور دلالت حال و یمن الفور کا شرعاً کچھ اعتبار نہیں ہے، اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ طلاقیں مغلط واقع ہو گئیں تاہم بوجہ رجعت کے اولین طلاق باطل بعد وجود جو طلاق بلا شرط دیا ہے اس کے لئے رجعت جائز ہے، اور دلیل بھی بیان کیا اس وجہ سے حاکم کے دل میں خدشہ پیدا ہوا حاکم نے اس طرف کے علماؤں کو فرمایا کہ آپ لوگ مولونا موصوف کے بیس آدن کے اندر مولوی وجیہ اللہ کا رد جواب منگوائیے ورنہ یہ شبہ کس طرح دور ہو سکتا ہے، اور حاکم نے بیس آروز مقدمہ کا حکم مؤخر کر دئے، انکوں دست بستہ ہو کر عرض کرتا ہوں کہ آپ از روئے مہربانی و شفقت گزاری کے پندرہ یا سولہ روز کے اندر جواب تحریر فرمادیجئے اور ہم لوگوں کو بحر غموم سے خلاص کر لیجئے ورنہ جمیع علماء کی بلکہ ملک ہند کی بھی بدنامی کی بات ہے، زیادہ کیا عرض کروں۔ عرض گزار خادم عبدالمجید عفا اللہ عنہ

نقل فتویٰ مولوی وجیہ اللہ دیوبندی باشندہ بنگالہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و رازدارانِ شرع متین کہ حاضرین مجلس علماء وغیرہم کی موجودگی میں احمد علی نے اپنی زبان سے اقرار کیا کہ میں ہمیشہ اپنی بیوی کو تاکید اور تنبیہ کرتا رہا ہوں اور نماز پڑھنے کا طریقہ سکھاتا رہا ہوں لیکن چند روز بعد مغرب کے وقت میں نے بیوی سے کہا کہ نماز پڑھو تو بیوی نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ مجھے فرصت نہیں ہے،

سوال: چہ مے فرمایند علمائے دین و رازدارانِ شرع متین کہ در حاضر ان مجلس بحضور علماء وغیرہم کہ احمد علی بزبان خود اقرار نمود کہ من دائمًا زوجہ ام برائے نماز خوانی تاکید و زجر می کرده بودم و برائے نماز خوانی چند قواعد نماز تعلیم ہم کردم لیکن بعد روزے چند بوقت مغرب مر زوجہ ام را گفتم کہ تو نماز بخوان زن مذکورہ

اس پر میں نے اسے کہا "اگر تو نماز نہ پڑھے تو تجھ پر دو طلاقیں معلق طور پر دیتا ہوں" یہ بات بنگالی زبان میں (دیلام) جس کا اردو میں معنی (میں نے دیا) ہے، کہا، اس کے بعد بیوی نے عشاء کی نماز ادا نہ کی اور نہ قضا کی اور پھر فجر کی نماز پڑھی فجر کے بعد اس نے رجوع کر لیا، اور اس کے ایک سال بعد خاوند نے اس بیوی کو دو طلاقیں بغیر شرط پھر دے دیں، احمد علی مذکور نے علماء کی مجلس مذکورہ میں بیان دیتے ہوئے بیوی کو نہ نماز پڑھنے پر طلاق کو معلق کرنے میں تعلیم، و تخصیص کی نیت کا انکار کیا بلکہ تخصیص کا قرینہ راجع معلوم تھا، لیکن اس کے چھ ماہ بعد ہمارے مخالفوں کے سمجھانے سے اور اپنے فائدے کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس نے کہا کہ میں نے تو دائمی وابدی کوئی نماز نہ پڑھنے کی نیت سے کہا تھا (یعنی کوئی خاص نماز نہیں بلکہ زندگی میں نماز نہ پڑھنے کی نیت سے طلاق دینے کی بات کی تھی) کیا اب اس کا یہ اقرار درست ہے یا کیا ہے، اب کوئی کہتا ہے کہ اس نے بیوی کو نماز کا عادی بنانے کے لئے یہ بات بطور تنبیہ اور ڈانٹ کی تھی اور یہ طلاق نہیں ہے بلکہ طلاق کا وعدہ تھا جبکہ طلاق کا وعدہ طلاق نہیں ہوتی، اور کوئی کہتا ہے کہ خاوند کا بیوی کو کہنا کہ "نماز پڑھ" صیغہ امر ہے جس کی حالت پر دلالت واضح ہے لیکن یہ بین فور ثابت نہیں ہے بلکہ فور کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اور اگر تسلیم کر بھی لیا جائے

ابا و انکار کر دو گفت کہ مرفر صتے نیست ازیں وجہ گفتیم کہ اگر تو نماز نگزاری بر تو دو طلاق معلق دادم کہ بزبان بنگالہ (دیلام) و در لغت اردو (دیامیں) استعمال کنند بعدہ زن مذکورہ نماز عشا نخواند و قضا ہم نہ گزارد و نماز فجر بخواند بعد فجر رجعت ہم کرد و بعد سالے بلا شرط دو طلاق آں زوجہ مذکورہ را ایضا ہم داد و احمد علی بمحفل مذکور علماء وغیرہم نیت بوقت بیان تعلیم و تخصیص ہر دو منکر بود بلا قرینہ برائے تخصیص راجع اما بعد شش ماہ بجہت تعلیم مخالفین و بوجہ نفع خود بگوید کہ نیتم برائے دائم و علی الابد ست انکوں از روئے شرع شریف اقرار ش صحیح بود یا چہ و بگوید کہ زجر و تنبیہ برائے تعود للصلوة طلاق واقع نمی شود بلکہ معنی آں وعدہ طلاق شود و وعدہ طلاق طلاق واقع نمی شود بگوید کہ قول زوج بخوان صیغہ امر بردلالت حال راجع لیکن فور ثابت نمی شود بلکہ فور رائج اعتبار نیست بر تقدیر تسلیم کہ طلاقین اولین بوجہ رجعت باطل ست کما هو المعروف انکوں بہر حال برائے زوج احمد علی رجعت صحیح است آیا حکمش فے الواقع ہمیں ست یا زوجہ احمد علی بہ سہ طلاق شدہ مغلطہ شد بینوا بالتفصیل، اندریں صورت کہ زوج احمد علی بزبان خود اقرار مے کند کہ روزے بعد ادائے نماز مغرب مر زوجہ خود را بسبب تارک الصلوٰۃ

زجر و توبخ کرد کشتاں کشتاں آنکہ باعث عدال طبع واستقلال مزاج بطریق زجر و تنبیہ گفت کہ تو نماز بخواں اگر نماز نخوانی ترا دو طلاق و آں زن نیت نماز و سورہ بخوبی ندانستی غرض آنکہ زن عشاءِ نخواند بوقت فجر وضو کردہ برائے گزاردن نماز فجر استناد شولیش نیت و سورۃ تعلیم کرد و وے نماز خواند بعد دو سہ روز میانجی محلہ را طلبیدہ رجعت نمود و در صورت کذائیہ زوجہ اش برائے وے حلال ماند یا چہ و بعد چند ماہ دو طلاق بلا شرط ایضاً بر آں زوجہ مذکورہ اش داده است، آیا کہ اگر تسلیم کردہ شود کہ اول طلاقین واقع شد نہ بر تقدیرش بوجہ رجعت اول طلاقین بن باطل شد یا چہ، و اکنون رجعت کردہ از زوجہ مذکورہ استمتاع گرفتن رواست یا نہ؟ بینوا۔

کہ پہلی دو طلاقیں رجعی تھیں تو اس کے رجوع کر لینے کے بعد وہ دونوں طلاقیں ختم، اور باطل ہو گئیں جیسا کہ مشہور ہے لہذا اب دوسری بار دو طلاقیں کے بعد اب احمد علی خاوند کا دوبارہ رجوع کرنا صحیح ہے۔ کیا یہ باتیں درست ہیں یا پہلی دونوں طلاقیں کے بعد دو طلاقیں سے احمد علی کی بیوی کو تین طلاقیں یعنی مغلطہ طلاق ہو گئی ہے، تفصیل سے بیان کیجئے۔ خلاصہ اس سوال کا یہ ہے کہ احمد علی خاوند نے خود اقرار کیا کہ ایک روز نماز مغرب ادا کرنے کے بعد اس نے اپنی بیوی کو نماز کی تارک ہونے پر ڈانٹ اور سختی سے سمجھایا اور پھر معتدل مزاجی اور مستقل مزاجی سے ڈانٹ کے طور پر کہا نماز اگر تو نہ پڑھے تو تجھے دو طلاق ہیں، جبکہ وہ بیوی نماز کی نیت اور کوئی سورت اچھی طرح نہیں جانتی غرضیکہ بیوی نے عشاء کی نماز بھی نہ پڑھی فجر کی نماز کے لئے اس نے وضو کیا تاکہ نماز پڑھے، نماز کے لئے کھڑی ہوئی تو خاوند نے اس کو نماز کی نیت اور سورۃ سکھائی اور اس نے نماز پڑھی، اس سے دو تین روز بعد محلہ کے مولوی صاحب کو طلب کر کے احمد علی نے بیوی سے رجوع کیا، تو اس صورت میں رجوع کرنے پر احمد علی کے لئے اس کی بیوی حلال ہوئی یا نہیں، پھر اس کے چند ماہ بعد مزید دو طلاقیں بلا شرط اس کو دیں کیا یہ تسلیم کر لینے پر پہلی دو طلاقیں واقع ہو گئی تھیں تو ان سے رجوع کر لینے پر کیا وہ پہلی طلاقیں کا لعدم اور باطل ہو جائیں گی یا نہیں، اور دوسری طلاقیں کے بعد اس کا بیوی سے رجوع کرنا اور ہمبستری کرنا جائز ہے یا نہیں، بیان کیجئے۔

الجواب: البتہ زوجہ اش برائے وے حلال ماند چہ دریں صورت مطلق طلاق واقع نشد نہ حاجت تجدید نکاح نہ رجعت ہم و احتیاطا امرے دیگر قولہ

الجواب: یقیناً احمد علی کی بیوی اس پر حلال رہی کیونکہ اس صورت میں مطلقاً کوئی طلاق نہ ہوئی اور نہ ہی تجدید نکاح اور نہ ہی رجعت کی کوئی ضرورت ہے، ہاں احتیاط کریں تو اور بات ہے، احمد علی کا

کہنا "اگر تو نماز نہ پڑھے تو تجھے دو طلاق" اس کے متعلق میں کہتا ہوں: اولاً یہ تعلیق طلاق نہیں بلکہ وعدہ طلاق ہے کیونکہ تو طلاق، تو طلاق والی، اور تجھ کو طلاق، ان تینوں میں فرق ہے۔ پہلی عورت کی صفت اور اسی پر محمول ہے۔ دوسری میں خاوند کا طلاق دینا ہے، لہذا اس میں خاوند کا طلاق دینا ضرور محذوف ہے جب شرط سے معلق نہ ہو یعنی اس کا معنی یہ ہے کہ تجھ کو میں نے طلاق دی ہے، اور اگر شرط سے معلق ہو مثلاً یہ کہ اگر تو یہ کام کرے تو تجھے طلاق ہے تو اس کا معنی طلاق کا وعدہ ہے کہ تجھے طلاق دوں گا کیونکہ تعلیق میں شرط و جزا دونوں ہوتے ہیں اور جزا ہمیشہ مستقبل میں ہوتی ہے خواہ معنًا ہو اس مقام میں مطلب یہ ہے کہ اگر تو نماز نہ پڑھے تو تجھے میں دو طلاق دوں گا کیونکہ "دو" کا یہاں فعل محذوف ہوگا، تو ظاہر ہوا کہ یوں کہا "اگر تو نماز نہ پڑھے تو تجھے دو طلاق دوں گا" تو یہ طلاق دینے کا وعدہ ہوا نہ کہ تعلیق طلاق ہوا، جبکہ طلاق کے وعدہ سے طلاق نہیں ہوتی، یہ مطلب میں نے خود نہیں نکالا، بلکہ احمد علی خود کہتا ہے کہ میں نے یہ بات طلاق دینے کے ارادے سے نہیں کہی بلکہ ڈانٹ اور زجر کے لیے کہی ہے تاکہ بیوی نماز کی عادی بن جائے اور طلاق دینے کا میرے دل میں خیال تک نہ تھا، تو ظاہر ہوا کہ یہ صرف طلاق دینے کا وعدہ تھا، یہی بات احمد علی کے قول سے حاصل ہوئی، اور متکلم کی غرض کے یہی مطابق ہے اور قرینہ بھی یہی بتاتا ہے۔

چنانچہ میں کہتا ہوں کہ احمد علی کا بیوی کو یہ

اگر نماز بخوانی ترا دو طلاق اولاً گویم کہ اس قول تعلیق طلاق نیست بلکہ وعدہ طلاق دادن ست زیرا کہ میان تو طلاق و طالق و ترا طلاق فرق ست در اول وصف زن ست و محمول بروے دور ثانی طلاق ایقاع زوج ست پس دریں قول فعل ایقاع زوج ضرور محذوف است در تنجیز معنی ترا طلاق دادم ست در صورت تعلیق یعنی اگر اس کار کنی ترا طلاق معنی آں ترا طلاق خواہم داد ہست چہ در تعلیق شرط و جزا ہر دو خودند و جزا ہمیشہ مستقبل ے شود ولو معنی پس دریں مقام مطلب اگر نماز بخوانی ترا دو طلاق خواہم داد ہست و خواہم در فعل ایقاع محذوف است و پیدا است اگر نماز بخوانی ترا دو طلاق خواہم داد وعدہ طلاق دادن ست نہ تعلیق طلاق و از وعدہ طلاق، طلاق واقع نشود و اس مطلب از خود نکر فتم بلکہ احمد علی خود میگوید کہ من بہ نیت طلاق دادن گفتم بلکہ بطریق زجر و تہدید تنبیہاً بغرض تعدد للصلاۃ گفتم و طلاق دادن در دلم مطلقاً منظور نشد و ظاہر ست کہ وعدہ طلاق مفید اس مدعا ست و باغراض متکلم خوب چسپاں و مقتضائے قرینہ ہم، چنانچہ ست۔

چنانچہ گویم قولہ تو نماز بخوان اگر

کہنا کہ "تو نماز پڑھ۔ اگر تو نماز نہ پڑھے تو تجھے دو طلاق"، اس کو تعلیق قرار دیا جائے، اگرچہ یہ احتمال متکلم کے مقصد سے کوسوں دور ہے، تاہم دو طلاق درست ہوں گی، لیکن معلوم ہونا چاہئے کہ طلاق کو کسی شرط سے معلق کرنا تین طرح ہوتا ہے، پھر ہر ایک کی دو صورتیں ہوتی ہیں، شرط کا وجود، دوسری شرط کا عدم ہے تو مجموعی چھ صورتیں بنیں، وہ شرط خاوند کا فعل یا بیوی کا فعل وجوداً یا عدماً، اسی طرح اگر وہ شرط کسی غیر کا فعل ہو تو وجوداً یا عدماً ہوگا، جیسا کہ شرح وقایہ میں واضح ہے۔ یہاں زیر بحث صورت میں شرط بیوی کا فعل عدماً ہے یعنی اس کا نماز نہ پڑھنا اور تعلیق کا معنی یہ ہے کہ ایک جملہ کے مضمون کو دوسرے جملے کے مضمون یعنی جزاء کے جملے کو شرط کے مضمون جملہ سے معلق کرنا ہے، تو جب شرط پائی جائے گی جزاء بھی پائی جائے گی، اور جب شرط نہ پائی جائے تو جزاء بھی نہ پائی جائے گی۔ یہ بات سب صورتوں کو شامل ہے جن میں کوئی فرق نہیں لہذا جب احمد علی کے قول کو تعلیق تسلیم کر لیں، حالانکہ یہ قول مطلق ہے اور کسی وقت کے ساتھ مقید نہیں ہے، اور متکلم کی غرض صرف بیوی کو نماز کا عادی بنانا ہے، تو یہاں کسی نماز عشاء یا فجر کی کوئی تخصیص نہ ہوگی کہ اس کی کوئی وجہ نہیں اور نہ ہی یہ یقین فور بنتی ہے کیونکہ احمد علی نے معتدل مزاجی غصہ کے بغیر مستقل مزاجی سے یہ بات کہی ہے

نماز نخوانی تراد و طلاق، تعلیق طلاق ست اگرچہ از مطلب متکلم فرستگما و درست معنی آں تراد و طلاق هست، باید دانست کہ در تعلیق طلاق معلق ہر سہ گونه است و ہر یک دو گانہ است جانب وجود جانب عدم مجموعہ شش قسمت ست فعل الزوجین وجوداً او عدماً و فعل الغیر وجوداً او عدماً کما لایخفی من شرح الوقایۃ دریں جا معلق بہ فعل عدمی زوجہ است یعنی نماز نخواند و معنی التعلیق ربط حصول مضمون جملة ای جزا بحصول مضمون جملة آخری ای الشرط فاذا وجد الشرط وجد المشروط و کذا اذا فأت الشرط فأت المشروط وهذا یعم الصورة الستة کلها من غیر فرق پس ہر گاہ اس قول تعلیق طلاق مسلم نشت حالانکہ اس قول مطلق ست مقید بوقت دون وقت نیست و غرض متکلم نیز معتاد للصلوة شدن زوجہ است دائماً پس تخصیص نماز عشاء نہ فجر وغیرہ از کجا آمد و قرینہ یقین الفور ہم مفقود بل اعتبار نیست چہ قائل باعتدال مزاج واستقلال طبع بغیر غضب بطریق نصیحت مے گفت

اور نصیحت کے طور پر کہی ہے، تو یہ یمن فور کیسے ہو سکتی ہے تاکہ احمد علی کے اس قول کے قریب ترین وقت کی نماز سے مخصوص کیا جائے، اس لئے اس کو تعلیق طلاق ہی کہا جائے گا اور وہ بھی مطلق ہے اور قاعدہ ہے کہ مطلق کو اپنے اطلاق پر باقی رکھا جائے اور مقید کو قید سے پابند کیا جائے، لہذا کسی نماز سے بھی مطلق نماز کا وجود ہو سکتا ہے یعنی نماز کا فرد پایا جائے تو مطلق نماز کا تحقق ہو جائے گا، یونہی مطلق نماز کا عدم عمر بھر تمام نمازوں کے نہ پائے جانے پر تحقق ہو جائیگا، مطلق الصلوٰۃ کا وجود اور انقضاء ایک فرد کے وجود اور نفی سے ہوتا ہے یہی وہ فرق ہے جو منطقی حضرات، مہملہ قدماۓ اور قضیہ طبعیہ کے موضوع کے بارے میں بیان کرتے ہیں یعنی مطلق الشیء قضیہ مہملہ قدماۓ کا موضوع اور الشیء المطلق قضیہ طبعیہ کا موضوع ہے، پس یہاں شرط میں نماز مطلقہ کا عدم ہے جس کی نفی اور عدم کے لئے متکلم کے تعلیق کے وقت سے لے کر موت سے تھوڑا قبل تک تمام نمازوں کے معدوم ہونا ضروری ہے جبکہ یہاں نماز مطلقہ کا عدم نہیں پایا گیا کیونکہ احمد علی کی بیوی نے صرف ایک نماز نہیں پڑھی اس کے بعد اس نے فجر کی نماز اور باقی نمازیں پڑھیں اور نماز کی عادی ہو گئی، تو واضح ہوا کہ نماز مطلقہ کے عدم کا نہ ہونا نماز مطلقہ کے عدم کا عدم ہے، اور نماز مطلقہ کے عدم کا عدم نماز مطلق کا وجود ہے تو اس طرح نماز مطلق کا تحقق ہوا اور نماز مطلقہ کا عدم معدوم ہوا حالانکہ طلاق، عدم نماز مطلقہ سے معلق ہے جو منتفی ہے، اور جب شرط منتفی ہو جائے

یمن الفور از کجا برخاست تا اس قول را مخصوص باقرب الاوقات للصلوٰۃ گرداند بلکہ اس تعلیق طلاق ست پس مطلق طلاق ماند چه قاعدہ اصول ست المطلق یجری علی اطلاقہ والمقید یجری علی تقييدہ ووجود صلاة مطلق صادق آید بسبب وجود صلاة مایعنی یک صلاة بطریق فرد منتشر وعدم صلوٰۃ مطلق صادق آید بسبب عدم جمیع افراد صلاة در مدت العمر، وجود مطلق الصلوٰۃ متحقق شود بسبب تحقق وجود فرد ما ینتفی بانقضاء فرد ما هذا هو الفرق بین مطلق الشیء والشیء المطلق وہیں ست فرق میان موضوع مہملہ قدماۓ و موضوع قضیہ طبعیہ و مطلق الشیء یعنی مطلق الصلاة موضوع مہملہ قدماۓ و الشیء المطلق یعنی الصلاة المطلقہ موضوع قضیہ طبعیہ است پس در اینجا معلق بعدم الصلاة المطلقہ ست و آن بسبب عدم جمیع افراد نماز از زبان متکلم بالتعلیق تا قبیل موت متحقق شود وعدم صلاة مطلق منتفی زیرا کہ زوجہ احمد علی صرف در آن روز نماز نخواند و نماز فجر خواند متعود بالصلوٰۃ گشت و ہویدا است کہ انقضاء عدم صلاة مطلق عدم عدم صلاة مطلق ست وعدم عدم صلاة مطلق وجود صلاة مطلق ست پس وجود صلاة مطلق متحقق وعدم صلاة مطلق معدوم وفاتت حالانکہ آن شرط و معلق بہ بود و فوت شد فاذا فاک الشرط

تو مشروط بھی منتہی ہوگا، یہی مطلوب ہے، پس طلاق نہ ہوئی۔ یہ جو کچھ تحریر ہوا صرف احمد علی کے اقرار میں گفتگو تھی، اور اب ہم مطلوب کو فقہی دلائل سے ثابت کرتے ہیں۔ عالمگیریہ کی جلد دوم صفحہ ۵۹۹ میں ہے کہ قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی فعل کے عدم پر جو دو محل میں ہو تو دونوں میں سے جس محل میں قسم پورا ہونے کی شرط پائی جائے اس کو پیش نظر رکھا جائے گا اور جب شرط فوت ہو تو پھر قسم کا ٹوٹنا متعین ہوگا، اس قاعدہ کی رو سے ہماری بحث میں قسم پورا ہونے والی موجود ہے وہ فوت نہیں اس لئے حنث یعنی قسم نہ ٹوٹے گی، نیز اسی میں ہے اگر خاوند نے بیوی کو کہا "اگر تو مجھے یہ کپڑا نہ دے اور تو گھر میں ویسے ہی داخل ہو جائے تو تجھے طلاق ہے" تو اس صورت میں اس وقت تک طلاق نہ ہوگی جب تک کپڑا نہ دینا اور گھر میں داخل ہونا نہ پایا جائے یعنی دونوں باتیں پائی جائیں تو طلاق ہوگی ورنہ نہیں، جبکہ کپڑا نہ دینے والی بات خاوند یا بیوی میں سے کسی ایک کے مرنے یا اس کپڑے کے ختم ہو جانے تک باقی رہے گی اور قسم نہ ٹوٹے گی، اسی طرح یہاں بھی نماز مطلقہ کا عدم، عورت کے مرنے سے تھوڑا پہلے تک باقی رہے گا اور قسم نہ ٹوٹے گی بلکہ عورت کے مرنے سے ایک گھڑی پہلے جب یہ نماز مطلقہ کے عدم کا احتمال ختم ہو جائے گا

فأت المشروط وهو المدعى، پس طلاق واقع نشد آنکہ در سلك تحریر کشیدہ شد صرف گفتگو در نفس عبارت اقرار بود حالا اثبات مطلوب بادلہ فقیہ میگویند در عالمگیریہ جلد دوم ص ۵۹۹ آورد الاصل ان الیمن متى عقدت علی عدم الفعل فی محلیین ينظر فیہما الی شرط البر و عند فوات شرط البریتعین الحنث^۱ (در ما نحن شرط البر فأت نشد پس حنث متحقق نشد، وایضاً هناك مسطور و لو قال ان لم تعطین هذا الثوب ودخلت الدار لم يقع الطلاق حتی یجتمع امران دخول الدار وعدم الاعطاء وعدم الاعطاء انما یتحقق ببوت احدهما او بهلاك الثوب^۲، پچیس عدم الصلاة المطلقة قبیل موت زن مذکورہ متحقق تو اس شد قبل آن نے وایضاً فیہ ص ۶۵۱ رجل قال لامرأته ان لم تصل الیوم رکعتین فأت طالق فحاضت قبل ان تشرع فی الصلاة او بعد ما صلت رکعة.

^۱ فتاویٰ ہندیہ الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان و اذا وغیرہما نورانی کتب خانہ پشاور ۱۳۹۱ھ

^۲ فتاویٰ ہندیہ الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان و اذا وغیرہما نورانی کتب خانہ پشاور ۱۳۹۱ھ

تب قسم ٹوٹے گی۔ نیز اسی کے صفحہ ۶۵۱ پر ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا "اگر تو آج نماز دو رکعتیں نہ پڑھے تو تجھے طلاق ہے" تو اس عورت کو نماز شروع کرنے سے قبل حیض آجائے یا ایک رکعت پڑھنے کے بعد حیض آجائے تو شیخ شمس الائمہ حلوانی سے منقول ہے کہ اگر خاوند کی قسم اور حیض آنے کے درمیان اتنا وقت تھا کہ وہ نماز دو رکعتیں پڑھ سکتی تھی تو بالاتفاق یہ قسم صحیح ہوگی اور عورت کو طلاق ہو جائے گی، چونکہ اس مسئلہ میں "آج کے دن" اور "دو رکعتوں" کی قید ہے اس لئے یہ مسئلہ اور زیر بحث مسئلہ مختلف ہو گئے جن کا حکم بھی مختلف ہوگا، لہذا اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔ نیز اسی میں صفحہ ۶۴۱ پر ہے: ایک شخص نے دوسرے کو ضرب لگائی تو مضر ورب نے کہا اگر میں اس کو سزا نہ دوں تو بیوی کو فلاں طلاق، تو کچھ وقت گزر جانے کے باوجود اس نے سزا نہ دی (یعنی سزا سے مراد شرعی سزا قصاص یا تعزیر تاوان نہیں بلکہ کوئی تکلیف پہنچانا مراد ہے) تو اس قسم والے نے اگر عین فور کی نیت کی تو فوراً اس ضرب کے وقت سزا مراد ہوگی اور اگر کوئی نیت نہ کی ہو تو پھر مطلق سزا ہوگی یعنی کسی وقت بھی سزا دینا مراد ہوگی جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں میں مذکور ہے یہ مسئلہ ہمارے زیر بحث مسئلہ کے موافق ہے

حکى ان الشيخ الامام شمس الائمة الحلوانى انه كان يقول ان كان وقت الحلف الى وقت الحيض مقدار ما يمكنها ان تصلى ركعتين تنعقد البيمين عند الكل وتطلق¹ دریں عبارت قید الیوم و رکعتین موجود است و لہذا حکم مغایر حکم مانحن فیہ شد فافترتنا ولا تشکوا و ایضاً فیہ ص ۶۴۱ رجل ضرب رجلاً ضرباً وجیعاً فقال المضروب اگر من سزائے دے نکم فامرأته کذا فمضى زمان ولم يجاز قالوا هذا لا يقع على المجازاة الشرعية من القصاص والارش والتعزير او نحوه و انما يقع على الاساءة باى وجه يكون فان نوى الفور فهو على الفور وان لم ينو يكون مطلقاً کذا فی فتاویٰ قاضی خاں² ایں مطابق صورت مانحن فیہ ست، فرق لفظی آنکہ سزائے

¹ فتاویٰ ہندیہ الفصل الثالث فی التعلیق بکلمة ان واذا وغیر بہا نورانی کتب خانہ پشاور ۴۳۶/۱

² فتاویٰ ہندیہ الفصل الثالث فی التعلیق بکلمة ان واذا وغیر بہا نورانی کتب خانہ پشاور ۴۳۶/۱

صرف لفظی فرق ہے کہ یہاں "سزا نہ دوں" جو کہ خاوند کے فعل کا عدم ہے، کے ساتھ معلق کیا گیا ہے اور ہمارے زیر بحث مسئلہ میں "نماز نہ پڑھنے" کو جو کہ بیوی کے فعل کا عدم ہے، کو معلق کیا گیا ہے۔ لہذا دونوں مسئلوں کا حکم ایک ہے جیسے گزرا چنانچہ یہی حکم، بیوی کے نماز نہ پڑھنے پر ہوگا کہ اگر خاوند نے یمن فور کی نیت کی، فوری مراد ہوگی۔ اور اگر یمن فور کی نیت نہ کی ہو تو عام اور مطلق یعنی نماز کسی بھی وقت نہ پڑھنا مراد ہوگا، لیکن احمد نے فوری یمن مراد نہیں لی اور نہ ہی یمن فور کا یہاں کوئی قرینہ ہے، لہذا یہ قسم مطلق مراد ہوگی اور بعد میں بھی باقی رہے گی۔ شرح وقایہ کے صفحہ ۴۸ پر ہے: خاوند نے بیوی کو کہا "اگر میں تجھے طلاق نہ دوں تو تجھے طلاق ہے" تو یہ قسم عمر بھر کے لئے ہے، اگر عمر بھر طلاق نہ دی تو موت کے قریب آخری گھڑی میں طلاق ہوگی کیونکہ اس وقت معلوم ہوگا اس نے عمر بھر طلاق نہ دی ورنہ زندگی میں ہر وقت طلاق کا احتمال تھا، تو اسی طرح "نماز نہ پڑھنے کی شرط" کا وقوع عمر کے آخر میں ہوگا ورنہ زندگی میں ہر وقت نماز پڑھنے کا احتمال موجود ہے۔ قسستانی ص ۲۷۹ میں ہے کہ اصح قول یہ ہے کہ عمر کے آخری حصہ میں خاوند یا بیوی کی موت سے ایک گھڑی قبل شرط کا وقوع

وے نکم معلق بہ فعل عدمی زوج ست در مانحن فیہ اگر نحوانی معلق بہ فعل عدمی زوجہ است حکم اگر نماز نحوانی تراد و طلاق ان نوی الغور فهو علی الغور وان لم یمنو یكون مطلقاً لیکن احمد علی نیت فور نکرده نہ قرینہ فور یافتہ شود پس یمن مطلق باقی ماند فی شرح الوقایہ ص ۴۸ انت کذا ان لم اطلقک یقع فی آخر عمرہ^۱ زیرا کہ طلاق ندادن در آخر عمر صادق آید ورنہ ہر وقت احتمال طلاق ہست، ہمچنین نماز خواندن در آخر عمر صادق آید ورنہ نماز خواندن ہر وقت در مدۃ العمر محتمل ست، وفي القہستانی ص ۲۷۹ و یقع فی الاصح آخر العمر او قبیل موتہ او موتہا وفي النوادر لا یقع بموتہا فی قوله انت طالق وان لم اطلقک^۲ ہمچنین آں اگر زن قبیل موت نماز نہ خواند بروئے دو طلاق رجعی واقع شود مانحن فیہ چنان نیست بلکہ

^۱ شرح الوقایہ بیان لفویۃ التطبيق قبل التزوج مطبع مجتبائی دہلی ۷۷/۲

^۲ جامع الرموز (قہستانی) کتاب الطلاق مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۵۱۳/۱

آں زن از اس تاریخ تا اس دم متعوه گشت، فی قاضی خاں ص ۳۴۱ ولو قال اذا طلقك فانت طالق واذا لم اطلقك فانت طالق فلم يطلق حتى ماتت طلق ثنتين في آخر جزء من اجزاء حياته¹ اس ہمہ ثبوت مدعا ست ایضاً ص ۲۲۹ رجل قال لامرأته ان لم اجامعك على راس هذا المرح فانت طالق فما داماً حیین والمرح قائم لایحنت² وقیل موت احدہما یا بعد ضیاع روح حانث شود کہذا مانحن فیہ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اگر تسلیم کردہ شود کہ طلاقین اولین واقع شدند تاہم بوجہ رجعت باطل چنانکہ بعد طلاق بائن اگر تجدید نکاح کند بعدہ ایضا طلاق دہد طلاقین اولین باطل شوند بعد تجدید نکاح اگر طلاق دہد آں در حساب کردہ آید نہ طلاق قبل تجدید نکاح، مچنین بعد رجعت اول طلاق باطل است کما فی

معلوم ہوگا، اور نوادر میں ہے کہ اگر خاوند نے بیوی کو کہا "تجھے طلاق اگرچہ میں طلاق نہ دوں" تو بیوی کے مرنے پر طلاق نہ ہوگی، اسی طرح اس مسئلہ میں بیوی مرنے سے قبل نماز نہ پڑھے گی تو اس کو دو طلاقیں رجعی ہوگی جبکہ زیر بحث صورت میں بیوی نے نماز نہ چھوڑی بلکہ اس وقت سے لے کر آج تک وہ نماز کی عادی اور پابند ہے۔ قاضی خاں کے ص ۳۴۱ میں ہے کہ اگر خاوند نے کہا "جب میں تجھے طلاق دوں تو تجھے طلاق اور جب تجھے نہ دوں تو تجھے طلاق" اس صورت میں عورت کے مرنے پر اس کو طلاق ہوگی اور اس کی عمر کی آخری گھڑی میں دو طلاقیں ہوگی یہ تمام بحث مدلی کے ثبوت کے لئے تائید ہے۔ اسی میں ص ۲۲۹ پر ہے کہ ایک شخص نے بیوی کو کہا کہ "اگر میں نے اس نیزے کے سر پر تجھ سے جماع نہ کروں تو تجھے طلاق ہے۔" اس صورت میں جب تک خاوند اور بیوی زندہ ہیں اور نیزہ بھی موجود ہے طلاق نہ ہوگی، ہاں کسی کے مرنے یا نیزے کے ختم ہو جانے پر طلاق ہوگی، تو زیر بحث مسئلہ بھی ایسا ہی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ اگر تسلیم کر لیا جائے کہ احمد علی کی بیوی کو پہلی دو طلاقیں ہو گئی ہیں تو تب بھی ان سے رجوع کر لینے پر وہ کالعدم ہو گئیں جس طرح کہا بائنہ طلاق کے بعد اگر تجدید نکاح کر لیں اور اس کے بعد طلاق

¹ فتاویٰ قاضی خاں باب التعلیق نوکسور لکھنؤ ۱/۲۲۰

² فتاویٰ قاضی خاں باب التعلیق نوکسور لکھنؤ ۱/۲۲۸

| | |
|---|--|
| <p>الدر المختار لو طلقها رجعياً فجعله بائناً أو ثلثاً¹ ورد المختار قوله قبل الرجعة لانه بعد ها يبطل عمل الطلاق فيتعذر جعلها بائناً أو ثلثاً هكذا في الطحطاوى² ازیں عبارت خوب واضح شد طلاقین اولین بوجہ رجعت باطل ست اکٹوں برائے طلاق بلا شرط رجعت صحیح است وهو المدعى - والله تعالى اعلم - المستخرج محمد وجیه اللہ۔</p> | <p>دے دے تو بعد والی گنتی میں ہوگی اور پہلی گنتی میں نہ ہوگی کیونکہ پہلی تجدید نکاح سے کالعدم ہو گئی ہے۔ اسی طرح رجوع کر لینے کے بعد پہلی دی ہوئی طلاقیں کالعدم ہو جائیں گی، جیسا کہ در مختار میں ہے کہ اگر رجعی طلاق دی ہو تو اس کو بائنہ بنا دے یا تین طلاق دے دے۔ اس پر رد المختار میں کہا کہ ماتن کا قول "رجعت سے پہلے" یہ اس لئے کہ اگر رجعت کے بعد ہو تو طلاق کا عمل باطل ہو جاتا ہے اس لئے اس کو بائن یا تین بنانا ممکن نہ رہے گا، طحطاوی میں یوں ہے: اس عبارت سے خوب واضح ہو گیا کہ احمد علی کی بیوی کی پہلی دونوں طلاقیں رجعت کی وجہ سے کالعدم ہو جائیں گی۔ اب اس کے بعد کسی شرط کے بغیر دی ہوئی طلاق پر رجوع کرنا صحیح ہوگا، یہی مطلوب ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ مسئلہ کا حل پیش کرنے والا محمد وجیہ اللہ۔</p> |
|---|--|

الجواب:

| | |
|--|--|
| <p>اللهم هداية الحق والصواب رب انى اعوذ بك من هزات الشيطان واعوذ بك رب ان يحضرون در صورت مستفسره زن احمد على از حباله نكاحش بدر رفت، ونه آچنال که بمجرد تجدید نکاح باز زن او توان شد بلکه تحلیل لازم ست وبے توسط شوهر دیگر حرمت جازم قال الله تعالى فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ³ حالانکہ</p> | <p>اے اللہ! حق اور درستی کی رہنمائی فرما، اے رب! میں شیطان کے غرور سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور اے رب! شیطانوں کی موجودگی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، مسئلہ صورت میں احمد علی کی بیوی اس کے نکاح سے خارج ہو گئی اور اب تجدید نکاح سے بھی حلال نہ ہوگی بلکہ حلالہ ضروری ہے اور دوسرے شخص سے نکاح کے بغیر قطعی حرام رہے گی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اگر تیسری طلاق دے دے تو اس کے بعد بیوی حلال نہ ہوگی تا وقتیکہ وہ دوسرے</p> |
|--|--|

¹ در مختار باب الکنايات مطبع مجتبائی دہلی ۲۲۵/۱

² رد المختار باب الکنايات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۶/۱

³ القرآن الکریم ۲۳۰/۲

شخص سے نکاح نہ کرے، اب احمد علی نے کسی کے سکھانے پر جو حیلہ گھڑا اور کہا کہ عموم کا ارادہ کیا ہے یعنی تمام عمر کبھی کہیں کوئی نماز بیوی نہ پڑھے اور تمام عمر ایک نماز بھی نہ پڑھے تو تجھے دو طلاقیں، یہ حیلہ جھوٹ اور خالص فاسد بہانہ ہے جس کو پیچھے بچوں کے علاوہ کوئی عقلمند تسلیم نہیں کرے گا، جبکہ مقصد یہ ہے کہ بیوی کو نماز کا پابند بنانے کے لئے نصیحت اور ڈانٹ کے طور پر بات کی گئی ہے لوگوں کے عرف میں یہی سمجھا جاتا ہے کہ بیوی کو نماز کا پابند بنانے کے لئے کوئی نماز ترک کرنے پر اس کو دو طلاقیں ہوں گی، نہ یہ کہ تیرا ایک سجدہ ہی پسند ہے اور جب تو مرنے لگی اور دنیا سے رخصت ہوتی دیکھوں کہ تو نے کوئی ایک سجدہ نہ کیا اور دنیا سے واپس جاتے ہوئے جبکہ از خود نکاح ختم ہو رہا ہو تو تجھے دو طلاقیں ہوں گی، یہ معنی تو مذاق کے سوا کچھ بھی نہیں اور نہ ہی ایسی بات کرنے والوں کا ہر گز یہ مقصود ہوتا ہے اور نہ ہی اہل زبان اور اہل عرف یہ معنی سمجھتے ہیں۔ احمد علی نے رات کی کارروائی جو کہ پہلے واضح تھی اس کو صبح مزید واضح کرتے ہوئے بیوی کے عشاء کی نماز رات کو نہ پڑھنے پر دو رجعی طلاقوں کے بعد صبح اس نے رجوع کیا، اگر اس کا مقصد وہی تھا جو حیلہ سازوں نے اس کو سکھایا تو عشاء کی نماز نہ پڑھنے سے طلاق نہ ہوئی تو رجوع کیسا اور کس سے رجوع کیا، اس تمام واضح چیز کو نظر انداز کرنا اور

احمد علی بتعلیم کسے ادعائے ارادہ عموم میکند یعنی آنکہ اگر تو در ہمہ عمر خودت ہیچ گاہ پیراموں نماز نکردی و در مدت حیات یک نماز ہم ادانہ کنی بر تو دو طلاق باشد حیلہ ایست کاسدہ و بہانہ ایست بس فاسدہ کہ غیر طفلان بخر بیچ عاقلے بجوئے نخر و مقصود و عظم زجر آں می شد کہ پابند نماز شود ہمیں معنی در مستقام ہم عرف کہ بنائے ایمان ست مفہوم شود نہ آنکہ در مدت العمر یک سجدہ پسند ست اگر ترا بیستم کہ مردے و از دنیا رخت بردی بیچ گاہ یک سجدہ الہ نکردی آن گاہ بدم واپسین کہ خود از نکاح من بیروں مے روی بر تو دو طلاق باشد ایں معنی کہ اخوکہ بیش نیست ز نہار نہ مراد قائلان مے باشد و نہ مفہوم اہل عرف و زبان، و خود احمد علی صبح آں شب بکار روائی عملی خود مرا خودش کہ آشکارا بود آشکارا تر نمود کہ چون زن نماز عشاء نگزارد بامداد آں رجعت نمود اگر قصد آں بودے کہ حالا بآموز گاری دستاں سازاں داسے نماید طلاق بر کہ بود و رجعت از چہ فرمود ایں ہمہ واضحات گزشتن و گزشتن و بہر تحلیل فرج حرام نظر بر فریب و حیلہ گماشتن کار مسلمانی نیست و ہم از بیجا حیلہ قصد وعدہ از ہم پاشد بل ہر حیلہ کہ فسوسازے حالاً ترا شد عمل بامدادی

احمد علی ہمہ راجان خراشد و قولہ ایں بیچارہ بے علم چہ داند فقیر سخن ازاں در رد معلم اومی راند و ہمچنان ابطال طلاق بہ رجعت کہ ایں کلمہ ملعونہ از زبانش ہماں بتعلیم ضلال برآمد و لاحول ولاقوة الا باللہ العلی العظیم حکم مسئلہ در فتوائے جلیلہ سابقہ ہر چہ تمام تر روشن شدہ است اینجا تسکیناً للہوا جس و توضہنا للوساوس والذسائس حرفے چند نافع و سود مند در رد فتوائے دیوبند بر نگاریم و امید توفیق از حضرت عزت عز و علا داریم، ایں طرفہ فتوی جامع الخطا و الطغوی کہ اثر دیوبندیش از ہر سطر اش ہویدا و جان و جہاں دیوبندیاں بر حرف فرش شیدا بملاحظہ آمد، نوبادہ دیوبندیاں در تحلیل حرام خدا بہ تسویل نفس پر دعا، چہ ستم انجوبہا بکار برد کہ کسن مشقاں دیوبند را نیز رونق بازار برد تفصیلی مفضی تطویل، لہذا بر مائل و کفی تعویل و حاشا روئے سخن بر ہچو ناشناسان فن بلکہ مقصود نضح عوام مومنناں ست، تا مبادا باغوائے کسے حرام خدا را احلال پندارد، و کلمات خطا و ضلال حتی کہ تکذیب صریح کلام ذی الجلال را سہل انگارند و العیاذ باللہ العزیز الرحیم، و لاحول ولاقوة الا باللہ

فریب اور غلط حیلہ سے حرام شرمگاہ کو حلال کرنا مسلمانوں کا کام نہیں ہے، نیز یہاں یہ حیلہ کرنا کہ احمد علی نے وعدہ طلاق کا قصد کیا ہے، خود بخود ختم ہو گیا بلکہ وہ تمام حیلے جو کار سازوں نے اسے سکھائے ہیں ان سب کو خود احمد علی نے صبح رجوع کی کارروائی سے باطل قرار دیا اور اس مجیب بیچارے بے علم کو کیا معلوم ہے، یہ فقیر اس کے استاذ کے رد میں بیان کرتا ہے اور یونہی استاذ کے سکھائے ہوئے اس کلام میں کہ رجوع کرنے سے پہلی طلاقیں باطل ہو گئی ہیں جو کسی گمراہ کے بہکانے پر اس کی زبان نے استعمال کی ہیں کار دیا جائے گا۔ ان گمراہ کلمات پر "لاحول ولاقوة الا باللہ العلی العظیم" ہی پڑھی جاسکتی ہے، مسئلہ صورت کا جواب مذکور کلمات سے مکمل ہو گیا ہے تاہم شکوک کو ختم کرنے اور وسوسوں کو مٹانے کیلئے دیوبندی کے فتویٰ کے رد میں کچھ کلام کی جائے تو مفید اور سود مند ہوگی جس کے لئے میں اللہ تعالیٰ سے توفیق کا خواستگار ہوں۔ یہ ردی فتویٰ جو گمراہی اور غلطیوں کا مجموعہ ہے اس کی ہر سطر سے دیوبندیت اور جہالت نمایاں ہو رہی ہے اور اس کے ہر حرف سے دیوبندیوں کا سرمایہ ملاحظہ کیا جاسکتا ہے، دیوبندیوں کا یہ نیا تماشہ جو اللہ کی حرام کردہ کو حلال بنانے کے لئے من گھڑت فریب سے پر ہے۔ ان عجوبوں پر ظلم یہ کہ دیوبندی کہنے مشق شخصیات بھی بازار کی رونق

ثابت ہوئے ضرورت سے زائد بات موجب تطویل ہوگی لہذا ہم پر قلیل اور کافی کو پیش کرنا مناسب ہے ان جیسے ناسمجھ لوگوں سے ہر گز روئے سخن نہیں ہے بلکہ اہل ایمان کو نصیحت مقصود ہے تاکہ کہیں کسی کے بہکانے پر اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کو حلال نہ سمجھ لیں، اور غلط و گمراہی کی باتیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے صریح کلام کی تکذیب ہیں پر سہل انگاری سے کام نہ لیں العیاذ باللہ العزیز الرحیم، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ عزیزان نہایت ہوشیار بے صبری نہیں چاہئے، تیز رفتار شہسوار قلم کو حرکت میں آنے دو اللہ تعالیٰ کے فضل سے میدان صاف اور بیان واضح ہو جائے گا کہ اس مجیب بیچارے نے دیوبندی اثر کی بنا پر قرآن پاک کی نص قطعی کی تکذیب اور مومنوں کے ائمہ کرام رضوان اللہ علیہم کے اجماع کی خلاف ورزی کس طرح کی ہے اور وہ بھی حرام شرع گاہ کو غیر کے لئے حلال کرنے کے لالچ میں جرات کر کے شرمساری اپنے ذمے لے لی ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سچا ارشاد روایت فرمایا جس کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے کہ لوگوں میں سب سے بڑا بد بخت وہ شخص ہے جو غیر کی دنیا کے لئے اپنی آخرت خراب کرے والعیاذ باللہ رب العلمین، اب ہم چند تنبیہات مفیدہ، اس عجیب فتویٰ کی چند غلطیوں پر آگاہی کے لئے ذکر کریں گے تاکہ بے پر عاقل اور غافل لو

العلی العظیم عزیزان ہلہ ہشیار و مے شتاب زدگی نباید شہسوار خامہ برق بار را بچالش آمدن دہید بحولہ تعالیٰ حالا خالی شود و بیان بہ عیاں رسد کہ بیچارہ از اثر دیوبندی چسپاں تکذیب نص قطعی قرآن و خرق اجماع ائمہ مومنان علیہم الرضوان نمود، و بطمع آنکہ مگر فرجے حرام را برائے دیگرے حلال نماید حیا در ملا بر روئے خودش کشتود و قد صدق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیما یرویہ عنہ ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عند البیہقی فی شعب الایمان من اسوء الناس منزلة من اذهب آخرتہ بدنیاً غیرہ^۱۔ والعیاذ باللہ رب العلمین ہما چیدہ چیدہ در تنبیہات عدیدہ مفیدہ، بر چند خطایائے اس فتویٰ نوچا ویدہ آگاہی دہیم، تا عاقلان پے برند و غافلان خبردار شوند و خطایاں اگر توفیق یابند گرہ، ہچناں کور کورانہ نروند و باللہ التوفیق و وصول التحقیق۔

^۱ شعب الایمان باب فی اخلاص العبد للہ وترك الرباء حدیث دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۵۸/۵

خبردار ہو جائیں اور خطاکار اگر توفیق پائیں تو دوسروں کے نہ راستے کو نہ اپنائیں، توفیق اور حق تک رسائی اللہ تعالیٰ سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ (ت)

اول: آنکہ خرق طلاق را تبدیل صورت سوال رفو خواست سوال کہ ایں جا آمدہ بود لفظش آں بود کہ "ایک شخص نے اپنی بی بی کو بعد نماز مغرب کے کہا کہ اگر تو نماز نہ پڑھے گی تو دو طلاق ہے۔" و تعلیم سوال دیو بندی آنچناں ساخت کہ باعتبار طبع واستقلال مزاج بطریق زجر و تنبیہ گفت کہ نماز بخواں اگر نماز نخوانی ترا دو طلاق بجائے تو دو طلاق، ترا دو طلاق نمود تا بزعم باطل خودش اور از تعلیق بر آوردہ وعدہ طلاق نماید و بد نداں طبع گرہ از کار احمد علی کشاید و پیداست کہ تبدیل صورت بعد اطلاع بر حکم شرعی نمی باشد مگر از راہ مکر و خدع باز سائل ماکہ دوبارہ ایں سوال فرستاد نقاب از روئے دستاں ایں ہوا پر ستاں کشادہ کہ لفظ خاص احمد علی بزبان بنگالہ "دیلام" کہ صراحۃً بمعنی دادم ست نوشت و بساط اختراع وعدہ یکسر در نوشت۔

اول: یہ کہ، طلاق کے نشان کو سوال کی صورت میں تبدیلی کر کے، مٹانا چاہا، یہاں جو سوال آیا اسکے الفاظ یہ ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو نماز مغرب کے بعد کہا "اگر تو نماز نہ پڑھے گی تو دو طلاق ہے" اور دیو بندی کی تعلیم سے سوال یوں بنادیا: ایک شخص نے اعتدال طبع اور مستقل مزاجی سے زجر اور تنبیہ کے طور بیوی کو کہا کہ تو نماز پڑھ، اگر تو نماز نہ پڑھے تو تجھے دو طلاق، یوں اس نے "تو دو طلاق" کی بجائے "تجھے دو طلاق" بنادیا، تاکہ اپنے باطل زعم میں وہ تعلیق طلاق سے نکال کر وعدہ طلاق بنا سکے اور لالچ کے دانتوں سے احمد علی کی کارروائی کی گرہ کو کھولے، اور واضح بات ہے کسی شرعی حکم کے معلوم ہونے پر سوال کی صورت کو تبدیل کرنا صرف مکر و فریب ہی کہلا سکتا ہے پھر جس نے ہمارے پاس دوبارہ یہ سوال بھیجا ہے اس نے ان نفسانی خواہشات پرستوں کی داستان سے پردہ ہٹا دیا ہے کہ احمد علی نے جو لفظ خاص اس موقع پر بنگالی زبان میں استعمال کیا ہے وہ "دیلام" ہے جو کہ صراحۃً "میں نے دی" کے معنی میں ہونا لکھا ہے اور وعدہ کی اختراعی صورت بالکل ختم کر دی۔ (ت)

دوم: فرقہ کہ در تو طلاق و ترا طالق از پیش خویش بر آورد محض ایجاد بندہ است بچارہ در انشاء تعلیق و تعلیق انشافرق نمی داند مقصود و مفہام عرف اول ست نہ ثانی، و معنی استقبال خود لازم ہر جز است چنانکہ در قولش اگر چنان کنی تو طلاق معنی آنست کہ مطلقہ شوی ہم بایں انشانہ بانشاء جدید، کہ آں وقت وعدہ ابدایش میدہد، ہمچنان در قولش اگر چنان کنی ترا طلاق معنی همان ست کہ ترا طلاق شود ہمیں انشاء نہ بانشاء موعود، و طلاق آنچنان کہ صدوڑا وصف مردست کہ از بمصدر مبنی للفاعل اے مطلقیت بالکسر تعبیر کند ہمچنان وقوفاً صفت زن کہ از بمصدر مبنی للمفعول اعمی مطلقیت بالفتح نشان دہد پس مقدر خواہد شد بود نہ کہ خواہم داداگر مجرد ملاحظہ آنکہ ایں صفت زن بے فعل شوے صورت نہ بندد مشعر فعل جدید موعود و مفید معنی وعدہ شود پس ایں خود در قول او، اگر چنان شود تو طلاق نیز نقد وقت ست زیرا کہ از طلاق بمعنی رفع کہ فعل زوج ست اورا نیز ناگزیر ست بلکہ ہیچ لفظے از ایں معنی بے نیاز نبود پس اگر ایں ملاحظہ بموجب معنی وعدہ شدے ہمانا ہیچ تعلیق صورت نہ یستے مثلاً در تو طلاق نیز تو اں گفت کہ معنی آنست کہ تو مطلقہ خوانی شد و مطلقہ نیست مگر آنکہ بروئے ایقاع طلاق نمودہ شود پس معنی آں شد کہ بر تو ایقاع طلاق کردہ خواہد شد و پیدا است کہ ایں وعدہ طلاق نیست بالجملہ ایں وسوسہ و تفرقہ جہالتے بیش نیست۔

دوم: "تو طلاق، اور تجھے طلاق" کا فرق خود اپنی طرف سے من گھڑت بنایا، اس بیچارے کو تعلیق کی انشاء اور انشاء کی تعلیق کا فرق معلوم نہ ہو سکا، جبکہ عرف میں پہلا یعنی تعلیق کی انشاء مقصود و متعارف ہے نہ کہ دوسرا، اور پھر ہر جز کو استقبال خود لازم ہے مثلاً یہ کہنا کہ "تو اگر یوں کرے تو طلاق ہے" اس کا معنی یہ ہے کہ "تو مطلقہ ہو جائے گی" اور انشاء بھی یہی ہوگا نہ کہ کوئی بعد میں جدید انشاء ہوگا، اور طلاق صادر ہونے کے اعتبار میں خاوند کی صفت ہوتی ہے جس کو طلاق دینے والا، سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور یوں نہیں وہ وقوع کے اعتبار سے بیوی کی صفت ہوتی ہے جس کو مطلقہ سے تعبیر کرتے ہیں (یعنی خاوند کے لئے طلاق مصدر مبنی للفاعل اور بیوی کے لئے وہی طلاق مصدر مبنی للمفعول بن جاتا ہے) تو یہاں "ہو جائے گی" کی تقدیر بنے گی نہ کہ "میں دوں گا" کی تقدیر بنے گی۔ اور اگر صرف یہ لحاظ ہو کہ یہ بیوی کی صفت خاوند کے فعل کے بغیر بن گئی تو بات نہ بنے گی اور اس سے خاوند کے جدید آئندہ فعل اور طلاق کا وعدہ نہ بن سکے گا، پس خاوند کا یہ کہنا کہ "اگر یہ ہو جائے تو طلاق" بھی بروقت انشاء ہے کیونکہ طلاق جس کا معنی ہٹانا اور کھولنا ہے بھی خاوند کے فعل کا نام ہے جو کہ ضروری ہے، بلکہ کوئی لفظ طلاق بھی خاوند کے فعل سے بے نیاز نہیں ہو سکتا، پس اگر اس لحاظ سے اس کو وعدہ والا معنی قرار دیا جائے تو پھر تعلیق کے لئے کوئی صورت نہیں بن سکے گی مثلاً کوئی یوں کہے "تو طلاق ہے" تو وہ کہہ سکتا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے تو مطلقہ ہو سکے گی اور ابھی

مطلقہ نہ ہوئی۔ اور جس عورت کو کئی طلاق دے تو معنی یہ ہو جائے گا کہ طلاق دوں گا حالانکہ وہ طلاق واقع کر رہا ہے اور طلاق کا وعدہ نہیں کر رہا، غرضیکہ یہ فرق کا وسوسہ جہالت ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ سوم: یہ عجیب فرق کرنے پر مجتہد العصر نے یہ بھی نہ دیکھا یا دیکھا اور حق نظر نہ آیا کہ مذہب کی تمام کتب میں جابجا صراحۃً "تخلف طلاق ہے" کو تعلیق قرار دیا گیا ہے نہ کہ وعدہ طلاق قرار دیا گیا۔ فتاویٰ خلاصہ اور فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے اگر خاندان نے بیوی کو کہا کہ "اگر تو مجھے نہیں چاہتی تو تجھے طلاق ہے" بیوی نے جواب میں کہا "میں چاہتی ہوں" تو طلاق نہ ہوگی کیونکہ یہ بیوی کے ارادہ سے معلق ہے اور ارادہ باطنی چیز ہے اس پر واقفیت نہیں ہو سکتی لہذا بیوی کے اختیار پر فیصلہ ہوگا، اور فتاویٰ قاضی خان اور خزانۃ المفتین وغیرہما میں فرمایا ہے کہ خاندان نے بیوی کو کہا "اگر میں تین ماہ کو نہ آؤں اور دس دینار نہ لاؤں تو تجھے طلاق"۔ تو تین ماہ کے بعد آیا اور دس دینار نہ لایا تو طلاق ہو جائے گی۔ فتاویٰ ظہیریہ اور خزانہ امام سمعانی میں فرمایا اگر بیوی کو کہا اگر تو حرام کرے تو تجھے تین طلاق۔ اس کے بعد اس نے بیوی کو طلاق بانہ دے کر اس سے عدت میں جماع کیا تو قسم ٹوٹ جائے گی اور تین طلاقیں ہو جائیں گی دیوبندی مجتہد آنکھ کھول کر دیکھے کہ مذکورہ بالا عبارات میں وعدہ اور "طلاق دوں گا" کہاں ہے۔ چہارم: احمد علی کی اس داستان کا استاذ خود کہتا ہے کہ "یہ مطلب میں نے خود نہیں بنایا بلکہ احمد علی کہتا ہے" حالانکہ یہ گہرا معاملہ ہے اگر بے چارہ

سوم: جناب مجتہد العصر باجہاد خودش اس فرق بدلیج ابداع نمود و ندید یادید از چشم حق پوشید کہ در کتب مذہب تصریحاً جابجا بجا لفظ "ترطلاق" تعلیق قرار دادہ اند نہ وعدہ، در فتاویٰ خلاصہ و فتاویٰ عالمگیریہ فرمود اگر مرا نخواہی ترطلاق فقلت می خواہم لا تطلق هذا تعلیق بالارادۃ وانہا امر باطن لا یوقف علیہ فینتعلق بالاختیار^۱ در فتاویٰ قاضی خاں و خزانۃ المفتین و غیرہما فرمودند اگر سہ ماہ را نیایم و وہ دینار نیارم ترا طلاق فجاء ولم یأت باللدن انیر تطلق^۲ در فتاویٰ ظہیریہ و خزانہ امام سمعانی فرمودہ قال لھا اگر تو حرام کنی ترا سہ طلاق فابانہا ثم جامعها فی العدة یحنت وتطلق ثلاثا^۳ حالانکہ مجتہد دیوبند از چشم کشادہ نظر فرماید کہ آں بالا خو اینہائے وعدہ و تقدیر خواہم داد کجا شد۔

چہارم: احمد علی رادریں دستاں استاذ خود می گوید کہ اس مطلب از خود نگر فتم بلکہ احمد علی میگوید حالانکہ معاملہ واژگونہ است بے چارہ

^۱ فتاویٰ ہندیۃ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیۃ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۸۷

^۲ خزانۃ المفتین فصل فی التعلیق قلمی نسخہ ۱۱۳/۱

^۳ خزانۃ المفتین فصل فی التعلیق قلمی نسخہ ۱۱۳/۱

احمد علی اگر ازیں کید عظیم آگئی داشتے صبح گاہ چار تخم رجعت کاختے۔

پنجم: باز کہ باعتراف حق گزائید سخن لغو بے سود چادیدن گرفت کہ معلق بر سه گونه است و قسم را قسمت دانسته میگوید مجموعہ شش قسمت است حالانکہ اس تقسیم را در مسئلہ دائرہ دخلے نیست اینجا و فرق حکم میان قسمے و قسمے نیست خود ش می سراید هذا یعم الصورة الستة کلها من غیر فرق ہو شمندر اپر سیدن ست کہ چون اینجا ہر قسم را حکم یکے ست ذکر اس تقسیم از ش چہ رود میان آمد جزینکہ میندہ داند کہ جناب اجتہاد مآب را گاہے بر شرح و قایہ ہم نظر افتادہ است و لومع عدم الفہم۔

ششم: شان الہی نظارہ کردنی ست کہ خود در ضمن باطل نادانستہ لب بحق می کشاید و باز از خطب بہ جذب می گراید، مرادش آں بود کہ اس تعلیق را دائم نماز چسپان نماید تا بوقوع صلوٰۃ ولو مرۃ زن را تحفظ از طلاق بدست آید از ہمیں رو منطق الطیر خود را خرچ نمود و مطلب را کشاں کشاں بر آں منزل آور کہ اگر از زن احمد علی یک نماز ہم پیش از مرگ واقع شد اورا طلاق نیست حالانکہ اس جا خود می گوید حیث لایشرع راہ حق می پوید، کہ غرض متکلم نیز معتاد للصلوٰۃ شدن زوجہ ست دائما سبحان اللہ اس شتر گرگی بین غرض متکلم آں بود کہ زوجہ دائما معتاد نماز شود یا آں شد کہ زن در مدۃ العریک سجدہ بجآرد گو در سائر عمر خودش ہیچ روئے قبلہ میار میںں تفاوت رہ از کجاست

احمد علی اس عظیم مکر کو سمجھتا تو صبح کو رجوع کیوں کرتا۔ پنجم: پھر حق کے اعتراف سے گزیر کرتے ہوئے لغو اور بے سود معاملہ میں الجھ گیا کہ "معلق تین قسم پر ہے" اور قسم کو تقسیم سمجھ کر کہتا ہے "مجموعہ چھ قسم ہے" حالانکہ زیر بحث مسئلہ میں اس تقسیم کا کوئی دخل نہیں ہے اور یہاں اقسام میں کوئی فرق نہیں ہے اور خود کہتا ہے کہ یہ حکم تمام چھ اقسام کو شامل ہے، اس عقلمند سے کوئی پوچھے کہ جب سب کا حکم ایک ہے تو پھر اس تقسیم کو کس وجہ سے درمیان میں لایا گیا سوائے اس کے کہ دیکھنے والے کو معلوم ہو جائے کہ جناب مجتہد صاحب کی نظر شرح و قایہ پر بھی پڑی ہے اگرچہ سمجھ نہیں آئی۔

ششم: خدا کی شان دیکھئے کہ باطل کے ضمن میں غیر شعوری طور پر حق زبان سے نکل گیا اور پھر دوبارہ گڑھے میں گر گیا، اس کا مقصد تو یہ تھا کہ اس تعلیق کا تعلق دائمی ترک نماز سے بنائے تاکہ ایک نماز بھی پڑھ لینے پر بیوی کو طلاق سے تحفظ مل سکے، اسی بناء پر اپنی منطق کو استعمال کرتے ہوئے مطلب کو کھینچ تان کر اس منزل پر لے آیا کہ اگر احمد علی کی بیوی مرنے سے قبل ایک نماز بھی پڑھ لے تو طلاق نہ ہوگی حالانکہ یہاں راہ حق کو غیر شعوری طور پر پاتے ہوئے کہتا ہے کہ متکلم کی غرض بھی یہی کہ اس کی بیوی دائمی طور پر نماز کی عادی ہو جائے، سبحان اللہ! اس شتر کی چال دیکھئے کہ یا متکلم کی غرض بیوی کو دائمی نماز کا پابند بنانا ہے یا یہ غرض ہے کہ پوری عمر ایک سجدہ بجالائے اگرچہ باقی عمر بھر قبلہ رونہ ہو

تا کجا۔

ہفتم: خود معترف شدہ کہ غرض متکلم دائما خوگر بودن زن بہ نماز ست، می گوید پس تخصیص نماز عشا و فجر وغیرہ از کجا آمد، اجتہاد تا بمانیز ہمیں می گویم کہ غرض تعددائم ست تخصیص پنج نماز نیست، ہر نماز یکہ عمدًا بلا عذر شرعی ترک دہد طلاق شود عشا باشد یا فجر چوں وقت عشا گزشت وزن نماز گزاشت وادانکرد طلاق شدہ۔

ہشتم: باعتراف آنکہ غرض متکلم تعددائم ست ایں چانہ زنی کہ قرینہ یمین ہم مفقود مگر از باب اجتہاد دیوبند خواہد بود یا ہانا معنی معاد صلوٰۃ شدن زوجہ دائما آں باشد کہ در ہمہ عمر جز یکبار پنج نماز ادانہ کند ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

نہم: تخصیص یمین الفور بصورت غضب وبے اعتدالی طبع نیز از اجتہادات دیوبندیہ است کہ در کتب مذہب ازاں نشانہ نیست در فتوائے جلیلہ سابقہ چند امثلہ اش از کتب معتمدہ مذکورہ است چشم مالیدہ آنجا بیند کہ غبار ایں تخصیص از دلش بنشیند در مثال چہارم فرمودہ اند حاکم حلف کرد اگر در شہر بد معاشے آید و ترا جزانہ دہم زن طلاقہ باشد ایں نیز از باب یمین الفور ست اینجا کدام غضب و اشتعال طبع بود مگر جناب اجتہاد مآب از وجہ تسمیہ الفور یک وجہ

یہ تفاوت دیکھئے کہاں سے کہاں پہنچ گیا۔

ہفتم: جب خود معترف ہے کہ متکلم کی غرض بیوی کو نماز کا دائمی پابند بنانا ہے، تو عشا یا فجر کی نماز وغیرہ کی تخصیص کہاں سے آئی، تمہارا اور ہمارا اجتہاد بھی یہی کہتا ہے کہ غرض نماز کا دائمی عادی بنانا ہے جس میں کسی نماز کی تخصیص نہیں ہے جو نماز بھی شرعی عذر کے بغیر ترک کرے گی طلاق ہو جائے گی وہ نماز عشا ہو یا فجر جب عشا کی نماز کا وقت ختم ہو جائے اور بیوی نے نماز وقت میں ادانہ کی تو اس کو طلاق ہو گئی۔

ہشتم: اس اعتراف کے باوجود کہ متکلم کی غرض دائمی نماز کا عادی بنانا ہے، یہ کہنا کہ "قرینہ یمین خود بھی مفقود ہے" کیسے درست ہو سکتا ہے۔ لیکن دیوبند کے اجتہاد میں یہ ہو سکتا ہے کیونکہ بیوی کو ہمیشہ نماز کا عادی بنانے کا مطلب جن کے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ تمام عمر میں ایک نماز کے علاوہ کوئی نماز نہ پڑھے (ان کے ہاں یہ بھی ہو سکتا ہے) لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ نہم: یمین الفور کی تخصیص غصہ اور بے اعتدالی طبع سے کرنا بھی دیوبند کا اجتہاد ہے، جبکہ مذہب کی کسی کتاب میں اس تخصیص کا کوئی نشانہ نہیں ہے، گزشتہ چند معتمد علیہ کتب کے فتاویٰ جلیلہ کی کچھ مثالیں گزری ہیں ان کو آنکھیں صاف کر کے دیکھیں تاکہ ان کے دل سے تخصیص کی غبار نکل سکے، چوتھی مثال میں فرمایا گیا ہے کہ اگر حاکم نے قسم اٹھائی کہ "اگر کوئی بد معاش شہر میں داخل ہوا تجھے سزا نہ دوں تو بیوی کو طلاق ہے" یہ بھی یمین فور ہے حالانکہ یہاں غصہ اور اشتعال طبع

موجود نہیں ہے مگر اس مجتہد صاحب نے یمن فور کی وجہ تسمیہ کے وجوہ میں سے ایک وجہ کو دیکھ کر گمان کر لیا کہ مشبہ اور مشبہ بہ ایک ہی چیز ہیں اور وجہ تسمیہ کی مناسبت شئی کی حقیقت کو لازم ہوتی ہے، یہ بھی تو دیوبندی تعلیم کے اثر کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔

وہم: ازیں جاتا قول وھکذا ما نحن فیہ واللہ تعالیٰ اعلم کہ دو ثلث تحریر اومی شود اگر فتوائے جلیلہ سابقہ را یکشم عقل وفہم و دیدن توانستے ازینمہ یادہ سرائہیا معاف داشتے این معنی کہ ظاہر مفاد لغوی لفظ تعلیق طلاق بر عدم دائم نماز ست در فتوائے جلیلہ بالفاظ جزیلہ قلیلہ ادا شدہ بود باز تخصیص بالفرض بور جے سمت ایضاح تافت کہ آفتاب حق بے حجاب سحاب تافت و خود لیکس نادانستہ ایمان آورد کہ غرض متکلم نیز معتاد للصلوۃ شدن زو جہ است دائما پس حق روشن شد و پردہ از جہالت دیوبندیہ بر افتاد و دریں دو ثلث تحریر بے تحریر ہر چہ جاوید ہمہ لغو وضائع رفت کہ حاجت التفات نمائد کما لا یخفی علی کل عاقل فضلا عن فاضل این الفاظ مختصرہ فتوائے جلیلہ سابقہ را کہ فعل حکم نکرہ میں ہے اور نکرہ چیز نفی میں عام ہو جاتا ہے اور عموم سلب بوجہ ایجاب جزئی کہ صبح کی نماز پڑھی صادق نہ رہا با تقریر طویل پریشانی لیکس باید سنجید عہ و باز تحقیق حق نا صح را کہ مگر بحکم دلالت حال واجب ست کہ خاص قسم اول یعنی صلوۃ ملتزمہ مبرئہ مراد ہو اور اس کا انتقاء

موجود نہیں ہے مگر اس مجتہد صاحب نے یمن فور کی وجہ تسمیہ کے وجوہ میں سے ایک وجہ کو دیکھ کر گمان کر لیا کہ مشبہ اور مشبہ بہ ایک ہی چیز ہیں اور وجہ تسمیہ کی مناسبت شئی کی حقیقت کو لازم ہوتی ہے، یہ بھی تو دیوبندی تعلیم کے اثر کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔

وہم: یہاں سے لے کر اس کے اس قول "ہمارے زیر بحث مسئلہ میں ایسے ہی ہے واللہ اعلم" تک جو کہ اس کی تحریر کا دو تہائی حصہ ہے کے متعلق اگر پہلے مذکور فتویٰ جلیلہ کو عقل وفہم کی آنکھ سے دیکھ لے اس کی یہ تمام یادہ گوئی ختم ہو جائے اور تعلیق طلاق کا لغوی معنی جس کا مفاد ظاہر دلالت کر رہا ہے کہ "اگر تو نماز نہ پڑھے گی" کا مطلب دوام نماز کا عدم ہے یعنی کوئی ایک نماز نہ پڑھے، مذکورہ فتویٰ جلیلہ کے الفاظ نے بھر پور انداز میں اس کو بیان کر دیا ہے پھر نماز فرض کی تخصیص واضح انداز میں بادل سے بے حجاب سورج کی طرح روشن ہو گئی ہے، اور خود اس شخص نے نادانستہ طور پر اعتراف کر لیا کہ "متکلم کا مقصد بیوی کو دائمی نماز کا پابند بنانا ہے" پس حق واضح ہو گیا اور دیوبندی کی جہالت سے پردہ اٹھ گیا، اور اس کی دو ثلث تحریر بے تحقیق یہاں لغو اور ضائع ہو گئی اور اس کی طرف التفات کی ضرورت نہیں جیسا کہ کسی بھی عقلمند پر مخفی نہیں چہ جائیکہ کسی فاضل پر مخفی رہے، گزشتہ فتاویٰ جلیلہ کے مختصر الفاظ کو "کہ فعل حکم نکرہ میں ہے اور نکرہ چیز نفی میں عام ہو جاتا ہے اور عموم سلب بوجہ

عہ: یہاں مسودہ میں بیاض ہے ۱۲

ایک وقت کی نماز فرض عداً بلا عذر شرعی چھوڑنے سے صادق آجاتا ہے تو لازم ہوا کہ جب عوت نے اس حلف کے بعد عشاء نہ پڑھی صبح صادق طالع ہوتے ہی اس پر دو طلاقیں پڑ گئیں باعتباراف بیکس کہ غرض متکلم نیز معادل لصلوۃ شدن زوجہ است دالماً باید دید تو بخدائے تو بیچ پردہ برچہ حق ماندہ است حاشا ثم حاشا بشرط آنکہ تعلیم دیوبندی عقل ترا دیوبندی یعنی بندی دیو نکرده باشد۔

ایجاب جزئی کی صبح کی نماز نہ پڑھی، صادق نہ رہا۔ کو اپنی طویل پر آگندہ تقریر کے مقابلہ میں اس شخص کو دیکھنا چاہئے، اور پھر اس کے بعد واضح حق کو کہ مگر حکم دلالت حال واجب ہے کہ خاص قسم اول یعنی صلوۃ ملترمہ مبرسیہ مراد ہوا اور اس کا انتفاء ایک وقت کی نماز فرض عداً بلا عذر شرعی چھوڑنے سے صادق آجاتا ہے اس حلف کے بعد عشاء نہ پڑھی، صبح صادق طالع ہوتے ہی اس پر دو طلاقیں پڑ گئیں۔ کو یہ شخص اپنے اس اعتراف کے ساتھ کہ متکلم کی غرض بھی بیوی کو دائمی طور پر نماز کی عادی بنانا ہے ملا کر دیکھے تو بخدا بتائے کہ حق کے چہرہ پر کوئی پردہ باقی رہتا ہے ہر گز ہر گز نہیں رہتا، بشرطیکہ دیوبندی تعلیم نے اس کی عقل کو دیوبندی یعنی شیطان کا غلام نہ بنایا ہو۔

یازوہم: مسکین بیچارہ کہ در مدرسہ دیوبند گاہے الفاظ میرزاہد بر ملا جلال راترجمہ شنیدہ باشد بشامت بخت منطقہ منطق بر رخت فقاہت دیوبندی بست و مطلبے را کہ در فتوائے جلیلہ سابقہ باحسن طریقہ اصول ایضاح یافتہ بود باخس طرق معقول نا معقول خودش اثبات خواست و بالآئکہ محققین اس تدقیق ذائع عمدة المدققین سید زاہد مرحوم را بوجہ کثیرہ رد فرمودہ اند بیچارہ دست نظر قاصر از انہا کوتاہ داشتہ بر تقلید جامد سید زاہد بسند نمود و نہ داشت کہ موضوع قضیہ طبعیہ معروض کلیت است و کلیت از معقولات ثانیہ پس قضیہ ذہنیہ باشد نہ خارجیہ و زہار ایں مرتبہ از وجود خارجی بویے نشود نہ بوجود فردے واحد نہ بوجود جمیع افراد فی الخارج بلکہ وجود فردے فی الخارج مستلزم وجود انتزاعی ایں مرتبہ ہم نتوال شد

یازوہم: مسکین نے کبھی دیوبند کے مدرسہ میں ملا جلال پر میرزاہد کے الفاظ کا ترجمہ سن لیا ہوگا جس پر بد قسمتی سے منطق کی بات شروع کردی اور دیوبندی فقاہت بنادی اور مذکورہ فتاویٰ جلیلہ کا مطلب جو وضاحت کے اصول پر بہت اچھی طرح واضح ہو چکا تھا اس کو اپنی نامعقول منطق سے ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے اگرچہ محققین نے عمدة المدققین علامہ سید میرزاہد مرحوم کی بعض مشہور تدقیقات کا کثیر وجوہ سے رد کیا یہ بیچارہ اپنی کوتاہ نظری کی وجہ سے محققین کی بیان کردہ وجوہ سے محروم رہ کر سید زاہد کی تقلید جامد پر ہی انحصار کر سکا۔ اسے معلوم نہیں کہ قضیہ طبعیہ کا موضوع کلیت کا معروض ہوتا ہے اور کلیت معقولات ثانیہ سے ہے جس کو وجود صرف ذہنی ہوتا ہے، لہذا یہ طبعیہ صرف قضیہ ذہنی ہوتا ہے

فان المنتزاع تابع للانتزاع فما لم ينتزع لم يوجد ولو وجد ما يصح الانتزاع منه آية بنی کہ ایں مرتبہ بے لحاظ ماہیت مع الاطلاق ای فی العنوان دون المعنون صورت نہ بند پس بے لحاظ لاحظ بمجرد وجود فرد فی الخارج چسپاں وجود ذہنی پزیرد۔

دوازدهم: مراد از وجود طبیعت موضوع طبعیہ وجود خارجی است یا وجود ذہنی اول را خود اوشایاں نیست و دوم در گرد وجود فرو نبود کہ بانتقائے افراد منتفی شود۔

سیزدهم: الشیء المطلق کہ ملحوظ بلحاظ عموم و کلیت و اطلاق است احکام افراد بادی ساری نشود پس چرا بوجود فرد موجود یا بانتقائے افراد منتفی شود۔

چهاردهم: اگر بفرض باطل طبعیہ را خارجیہ گویم پس وجود طبیعت بوجود ہر یک از افراد متعاقبہ ہماں نحو وجود ست کہ بوجود فرد اول عارض شود یا غیر آں ولو بالا اعتبار اول باطل ست کہ تحصیل حاصل ست و علی الثانی چون بوجود ہر فرد نحوے از وجود عارض شود بانتقائے آں فرد ہما نحو وجود منتفی شود پس

خارجہ نہیں ہوتا، اور یہ ہرگز وجود خارجی کا مرتبہ نہیں پاسکتا، یہ اپنے ایک فرد یا جمیع افراد کے خارجی وجود سے بھی خارج میں متحقق نہیں ہو سکتا بلکہ کسی فرد کے خارج میں پائے جانے سے اس مرتبہ کا وجود انتزاعی بھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ انتزاع کی ہوئی چیز، انتزاع کے تابع ہوتی ہے تو جب تک انتزاع نہ کیا جائے اس کا وجود نہیں ہوتا اگرچہ وہ چیز موجود تھی جس سے انتزاع کیا جاسکتا ہو، کیا غور نہیں کرتے کہ یہ مرتبہ ماہیت کے ساتھ اطلاق کو ملحوظ رکھے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا یعنی اطلاق کا لحاظ صرف عنوان میں ہو معنون میں نہ ہو، تو کسی فرد کے محض خارج میں لحاظ کرنے والے کے لحاظ کے بغیر پائے جانے سے ذہنی وجود کس طرح پیدا ہو سکے گا۔

دوازدهم: قضیہ کے موضوع کے لئے طبیعت کے وجود سے مراد خارجی وجود یا ذہنی وجود ہے وجود خارجی تو خود طبیعت کے شایاں نہیں، اور ذہنی وجود مراد ہو تو وہ حاصل نہیں (کیونکہ یہ افراد سے متعلق نہیں) کہ وہ افراد کے انقضاء سے منتفی ہو جائے۔ سیزدهم: الشیء المطلق کے مرتبہ میں عموم، کلیت اور اطلاق ملحوظ ہوتا ہے، اس میں افراد کے احکام سرایت نہیں کرتے تو اس مرتبہ کے متعلق یہ کہنا کہ ایک فرد کے وجود سے موجود یا ایک فرد کے انقضاء سے منتفی ہو جانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

چهاردهم: اگر بفرض باطل، ہم مان لیں کہ قضیہ طبعیہ کا وجود خارجی ہے تو طبعیہ کا وجود اس کے افراد متعاقبہ میں سے ہر فرد کے وجود سے ہوگا جو کہ اس کے فرد اول کا وجود ہے یا اس کا کوئی غیر وجود ہوگا اگرچہ یہ غیریت اعتباری ہی ہو، اول باطل ہے کیونکہ یہ

انتفاء انتفاء ہر فرد رو نماید و تفرقہ ایں حکم میان مطلق اشیئ و اشیئ المطلق ضائع برآید۔

پانزدہم: ایرادات قاہرہ بریں تفرقہ باہرہ در کلمات زائرہ ملک العلماء بحر العلوم قدس سرہ مطالعہ کن غرض بالقدر متعلق بالمقام این ست کہ احمد علی زن خود را گفت اگر نماز خوانی ترا دو طلاق پس بالبدایت مقصود او نمازے ست کہ خواندن و گزاردن وادا نمودن در خارج بر روئے کار آوردن را شایاں بود نہ نمازے کہ وجودش محض ذہنی و اعتباری باشد و قابلیت ایقاع وادا اصلاندارد پس محال ست انچہ گفتہ کہ مراد در اینجا الصلوٰۃ مطلقۃ یعنی موضوع قضیہ طبعیہ است و بہ بطلانش بطلان ہمہ انچہ برو متفرع کردہ واضح فان فساد المبني فساد البناء۔

شانزدہم: ہنگام تحقق شرط بر عدم حنث نہ خفائے داشت کہ محتاج بہ نقل بودے فلما مجتہد دیوبند کمال سلیقہ خود را در جلوہ دادن خواست و عبارت عالمگیری الاصل ان الیمین متی عقدت علی عدم الفعل فی محلین ينظر فیہما الی شرط البرا کہ ازیں محل بیعلاقہ بود بہ سند نمود مسکین اگر آں واضحہ را در محل لائق اونو انستی دید کاش ہم ازینجا بر فقرہ

تحصیل حاصل ہے، اور دوسری شق پر جب ہر فرد کے وجود سے طبیعت کو ایک قسم کا وجود عارض ہوا تو اس فرد کے انتفاء سے طبیعت کو حاصل شدہ وجود منتفی ہوگا، تو لازم آئے گا کہ ہر فرد کے انتفاء سے طبیعت کا انتفاء ہو جائے تو اس حکم میں مطلق اشیئ اور اشیئ المطلق کا فرق فضول ہوگا۔

پانزدہم: اس فرق پر مضبوط اعتراضات کا مطالعہ ملک العلماء بحر العلوم کے کلام میں کرو۔ زیر بحث مقام سے متعلق غرض یہ ہے کہ احمد علی نے اپنی بیوی کو کہا کہ اگر تو نماز نہ پڑھے تو تجھے دو طلاقیں، پس بالبدایت معلوم ہے کہ اس کا مقصد وہ نماز ہے جو خارج میں پڑھی اور ادا کی جاسکے، نہ وہ نماز جس کا وجود محض ذہنی اور اعتباری ہو اور خارج میں پڑھنے اور ادا کرنے کے قابل نہ ہو، تو یہ کہنا کہ یہاں صلوٰۃ مطلقہ مراد ہے جو قضیہ طبعیہ کا موضوع ہے، محال ہوگا، اس کے بطلان کے بعد وہ تمام باتیں باطل ہو گئیں جو اس پر متفرع کی گئی ہیں، یہ واضح بات ہے کیونکہ مبنی کے فساد سے بناء کا فساد ہوتا ہے۔

شانزدہم: عدم فعل کی شرط کے پائے جانے پر حنث کا پایا جانا واضح بات ہے جس پر کسی نقل کی ضرورت نہ تھی، لیکن دیوبندی مجتہد بڑے سلیقہ سے اپنا جلوہ دکھانا چاہتا ہے اور اس کا یہاں عالمگیری کی عبارت "کہ قاعدہ یہ ہے کہ اگر قسم کا تعلق ایسے عدم فعل سے ہو جس کا تعلق دو محل سے ہو تو دونوں میں قسم پورا ہونے کی شرط کو دیکھا جائے گا" کو بطور سند پیش کرنا بے علاقہ

وعند فوات شرط البر يتعين الحنث کہ بہ تکلف متکلف بطور مفہوم مخالف با مقصود او موافق می توان شد قناعت کردے تعلیق بمین بہ دو محل را دریں محل چه مقام و محل۔

بات ہے اس غریب کو اس واضح بات پر کوئی مناسب دلیل نظر نہ آئی تھی تو یہاں اس فقرہ پر کہ "اور قسم پورا ہونے کی شرط کے فوت ہو جانے پر حنث لازم اور متعین ہوگا" اکتفاء کر لیتا کیونکہ یہ بطور مفہوم مخالف اس کے مقصد کے موافق تھی، تو اس مفہوم مخالف کا تکلف کر لیتا، جبکہ قسم کو دو محلوں سے معلق کرنے کا یہاں کیا مقام تھا۔

ہفہم: آنکہ از عالمگیری مسئلہ ان لم تعطینی هذا الثوب¹ باز مسئلہ ان لم اطاك مع هذه البقعة² اور دو مسکین در میان ایں دو مسئلہ مسئلہ کہ ہمیں عالمگیری از محیط از فتاویٰ امام فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آورد واز بے بصری نہ دید یا دید واز بے بصیرتی نہ فہمید یا فہمید واز راہ مغالطہ عوام قطع و برید گزید، بین کہ در ہمیں سطور عالمگیری چه میں فرماید فی فتاویٰ ابی الیث رحمہ اللہ تعالیٰ اذا اراد الرجل ان یجامع امرأته فقال لها ان لم تدخلي معی فی البیت فانت طالق فدخلت بعد ماسكنت شهوته وقع الطلاق علیها وان دخلت قبل ذلك لا تطلق کذا فی المحيط³ اینجا چرانہ گوید کہ مخلوف علیہ عدم دخول مطلق ست و دخول

ہفہم: یہ کہ عالمگیریہ کا مسئلہ، کہ بیوی کو کہا اگر تو مجھے یہ کپڑا نہ دے تو طلاق۔ اور پھر دوسرا مسئلہ، اگر میں تجھ سے وطی نہ کروں اس اوڑھنی کے ساتھ، کو اس کفایت دینے والے مسئلہ کے ساتھ ذکر کیا اور اس غریب نے ان مذکورہ دونوں مسئلوں کے درمیان، عالمگیری کا محیط سے اور اس کا امام فقیہ ابواللیث سمرقندی سے منقولہ مسئلہ کو ذکر کیا اور بے بصری میں دیکھا نہیں یا دیکھا ہے تو بصیرت نہ ہونے کی وجہ سے سمجھا نہیں یا سمجھا ہے تو عوام کے مغالطہ دینے کے لئے قطع و برید کردی، دیکھئے عالمگیری کی انہی سطروں میں کیا بیان کیا ہے کہ فتاویٰ ابواللیث رحمہ اللہ تعالیٰ میں ہے کہ خاوند نے بیوی سے مجامعت کا ارادہ کرتے ہوئے بیوی کو کہا کہ اگر تو میرے ساتھ اندر کمرے میں داخل نہ ہوئی تو تجھے طلاق ہے، اس کے بعد عورت اس وقت داخل ہوئی جب خاوند کی شہوت ختم ہو گئی تو بیوی کو طلاق ہو گئی، اور اگر

¹ فتاویٰ ہندیۃ الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمۃ ان واذ انورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۲۹

² فتاویٰ ہندیۃ الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمۃ ان واذ انورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۳۱

³ فتاویٰ ہندیۃ الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمۃ ان واذ انورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۳۰

شہوت ختم ہونے سے قبل داخل ہوئی تو طلاق نہ ہوگی، جیسا کہ محیط میں ہے، یہاں اس عبارت پر اس نے اپنی مذکور تقریر نہ کی کہ عدم دخول پر قسم کھائی ہے اور عدم دخول مطلق ہے اور دخول مطلق قضیہ طبعیہ کا موضوع ہے جو تمام افراد کے منتفی ہوئے بغیر منتفی نہیں ہوگا مگر اس وقت جب کبھی دخول نہ پایا جائے اور یہ بات خاوند بیوی دونوں میں سے ایک کے مرنے پر معلوم ہو سکے گی تو جب دخول متحقق ہو خواہ دس سال بعد ہو اس وقت تک دخول مطلق کا عدم منتفی رہے گا، اور قسم کے ٹوٹنے کے پائے جانے کی صورت نہ بنے گی۔

پہچہم: باز عالمگیری مسئلہ ان لم تصل الیوم رکعتین فانت طالق فحاضت قبل ان تشرع فی الصلوٰۃ او بعد ماصلت رکعة¹ آورد کہ اگر وقت یمن تا آغاز حیض زمانے بود کہ دو رکعت را گنجائش دارد مطلقہ شود و اس مسئلہ را بظاہر منافی مسئلہ دائرہ انگاشتنہ سنگ تطبیق و توفیق بر سر اجتہاد بری دارد کہ درین عبارت قید الیوم و رکعتین موجود است لہذا حکمش مغایر مانحن فیہ شد فافترقا ولا تشکوا و نمی داند کہ دریں جہت اصلاً نہ در مسائل افتراق نہ در حکم تغیر صلوٰۃ رکعتین فی الیوم نیز طبیعت کلیہ دارد و انتقائے شئی بانقائے جمیع افراد شود چوں روز گزشت و بیچ فردا از افراد صلوٰۃ دو رکعت در اس متحقق نہ شد شرط بر منتفی گشت و حنث رو نمود و تو ہم آنکہ شوہر الیوم گفت و بجا آوری دو رکعت در مدۃ العمر

پہچہم: پھر عالمگیری کا مسئلہ ذکر کیا کہ خاوند نے بیوی کو کہا اگر تو آج دو رکعتیں نماز نہ پڑھے تو تجھے طلاق، اس کے بعد بیوی کو نماز شروع کرنے سے قبل حیض آگیا، یا ایک رکعت پڑھنے کے بعد حیض آگیا، تو بتایا کہ اگر قسم اور نماز شروع کرنے کے درمیان اتنا وقت تھا کہ دو رکعتیں نماز پڑھ سکے، تو بیوی کو طلاق ہو جائے گی، اس نے اس مسئلہ کو ظاہری طور پر زیر بحث کے منافی بتایا اور تطبیق و توفیق کا پتھر اجتہاد کے سر پر اٹھا کر کہا اس مسئلہ کی عبارت میں "آج" اور "دو رکعتوں" کی قید ذکر کی گئی ہے لہذا اس مسئلے کا حکم ہمارے زیر بحث کے حکم سے مغایر ہے۔ لہذا دونوں مسئلے جدا ہیں اور تمہارا اعتراض نہ ہو، اس کو معلوم نہ ہوا کہ اس وجہ کی بنا پر مسائل میں اختلاف اور نہ ہی حکم متغیر ہوا "آج دو رکعتیں نماز" کی بھی طبیعت کلیہ ہے اور کسی چیز کا

¹ فتاویٰ ہندیہ الفصل الثالث فی التعلیق بکلمۃ ان و اذا وغیرہما نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۳۶

بہیج روزے از روز ہائے عمر ایجا بسند کند و ہیمنت کہ ہیج غیر دیوبندی را عارض نتواں شد اگر چه در غایت جہل و عنادت باشد حاجت رفقش مگر بقیاس عقول علیہ دیوبندیہ افتاد باز رکعتیں را موجب تفرقہ دانستن طرہ برائ۔

انقضاء اس کے تمام افراد کے انقضاء سے ہو جاتا ہے تو جب دن بھر میں کوئی فرد نماز کا نہ پایا گیا اور اس دن میں دو ۲ رکعتوں کا وجود نہ پایا گیا تو دو رکعت نماز نہ پڑھنے کی شرط پائے جانے کی وجہ سے قسم ٹوٹ گئی تو طلاق ہو گئی ہے، اور اس کا یہ وہم کرنا کہ خاوند نے "آج" کا لفظ کہا ورنہ "دو رکعتیں پڑھنے" کا عمر بھر میں سے کوئی دن بھی ہو سکتا تھا تو یہ وہم دیوبندی کے علاوہ کسی کو خواہ کتنا ہی جاہل اور غبی ہو کسی کو لاحق اور عارض نہیں ہو سکتا، لہذا صرف دیوبندی عقول عالیہ کو ہی اس وہم کو دفع کرنے کی حاجت محسوس ہوئی پھر اس پر طرہ یہ کہ اس نے دو رکعتوں کو بھی وجہ فرق بتایا۔

نوردوہم: باز بکمال ذیہوشی مسئلہ "اگر سزائے وے نکلم فامراتہ کذا" ۱، آورد اگر نیت فور کند بر فور باشد ورنہ مطلق و خودش گفت کہ ایں صورت مطابق مانحن فیہ است و اعتراف کرد کہ ہمچنین حکم اگر نماز بخوانی ترا دو طلاق ان نوی المغور فہو علی المغور تا اینجا نادانستہ بحق رجوع آورد باز زخم نامند مل را چارہ کار بہماں مکابرہ و انکار جست لیکن احمد علی نیت فور نکرده نہ قرینہ فور یافتہ شد سبحان اللہ قرینہ فور از کلام خودت پرس کہ خواہر زادہ خالہ تو بالاچہ گفتہ است کہ غرض متکلم نیز معتاد للصلوۃ شدن زوجہ است دائما و نیت احمد علی ہم بامداد کار بامداد احمد علی دریاب کہ چون زن نماز عشاء نکرارد و صبح رجعت نمود اگر نیت فور نبودے رجعت از کدام راہ رونمودے، الحمد للہ کہ حق واضح ست فلما مکابرہ راچہ علاج۔

نوردوہم: پھر اپنی کمال عقلمندی دکھاتے ہوئے، یہ مسئلہ کہ اگر اس کو سزا نہ دوں تو بیوی کو طلاق، ذکر کر کے کہا کہ نیت فور کی کرے تو فور ہوگا ورنہ مطلق ہوگا، اور خود کہا کہ یہ مسئلہ ہمارے زیر بحث مسئلہ کے مطابق ہے اور اعتراف کیا کہ یوں ہی عورت کو کہنا اگر تو نماز نہ پڑھے تو تجھے دو طلاقیں، اس کا حکم بھی وہی ہوگا کہ اگر فور کی نیت کی تو فور ہوگا، یہ کہہ کر اس نے حق کی طرف رجوع نادانستہ طور پر کر لیا اور پھر اس مندمل نہ ہونے والے زخم کا علاج اس مکابرہ اور انکار سے کرتے ہوئے کہا، لیکن احمد علی نے فور کی نیت نہیں کی اور نہ ہی فور کا قرینہ پایا گیا، سبحان اللہ! فور کا قرینہ خود اپنے کلام سے پوچھ کہ تیری خالہ کے بھانجے نے (تو نے) اوپر کیا کہا ہے "کہ متکلم کی غرض بیوی کو ہمیشہ نماز کا عادی بنانا ہے" اور پھر احمد علی کی نیت معلوم کرنے کے لئے احمد علی سے پوچھ کہ اس کی بیوی کے رات کو عشاء کی نماز نہ پڑھنے پر طلاقیں سے صبح رجوع کر لیا، اگر فور کی نیت نہ ہوتی تو

۱ فتاویٰ ہندیہ الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمۃ ان و اذا نورانی مکتب خانہ پشاور ۱/۲۴۶

بسم: باز شرح وقایہ قسستانی وقاضیہاں مسئلہ انت کذا ان لم اطلقك¹ و مسئلہ ان لم اجامعك علی راس هذا الرمح² می آرد کہ تاکہ آخر عمر و تابقائے نیزہ مہلت دادہ اند وہماں مقدمہ مسلمہ را کہ خود در فتوائے جلیلہ سابقہ بوضوح وجوہ و احسن بیان باستناد عبارات ہدایہ و فتح القدیر رنگ ایضاح یافتہ بود بار بار ایضاح واضح می جوید و بتحصیل حاصل می پوید و از نکتہ بدلیہ رفیعہ کہ بحوالہائے تلخیص الجامع الکبیر و شرح التلخیص للعللۃ الفاسی و انتقاض الاعتراض و تنویر الابصار و در مختار و فتح القدیر و شرنبلالیہ و ردالمحتار و اشباہ و النظائر و تبیین الحقائق و غیرہا افادہ شدہ بود چشم می پوشد و باطل می کو شد یارب مگر ایں را چہ گفتہ آید مادیدہ را دیدہ کسودہ سہل ست آنکہ صد بار دیدہ دیدہ پوشیدہ و دیدہ و نادیدہ ساختہ اورا چارہ کدام، بارے مگر در شرح وقایہ بلکہ خود وقایہ ایں مسئلہ ندیدی کہ شرط للحنث فی ان خرجت و ان ضربت (فانت طالق) لم ریدة خروج او ضرب عبد فعلہما فور³، اودر قسستانی، فیہ اشارۃ الی ما تفرد بہ ابوحنیفۃ رحمہ اللہ فی استنباط

رجوع کرنے کا کیا جواز تھا، الحمد للہ حق تو واضح ہے مگر مکارہہ کیا علاج ہے۔

بسم: پھر قاضی خاں، قسستانی اور شرح وقایہ سے نقل کرتے ہوئے مسئلہ "تجھے طلاق ہے اگر تجھے طلاق نہ دوں" اور مسئلہ "اگر اس نیزے کے سر پر تجھ سے جماع نہ کروں تو طلاق ہے کو ذکر کر کے کہا کہ ان مسئلوں میں فقہاء نے آخر عمر اور نیزے کی بقاء تک مہلت دی ہے اور تمام وہ مقدمات مسلمہ جن کو فقہائے کرام نے اپنے فتاویٰ جلیلہ میں بہت اچھے انداز سے واضح کر کے ہدایہ، فتح القدیر کی عبارات سے مستند کیا ہے ان کو بار بار یہ ذکر کرتا ہے اور واضح کو بے مقصد واضح اور تحصیل حاصل کرتا چلا جاتا ہے اور بلند پایہ نکتہ جس کو تلخیص الجامع الکبیر، شرح تلخیص علامہ فاسی، انتقاض الاعتراض، تنویر الابصار، در مختار، فتح القدیر، شرنبلالیہ، ردالمحتار، اشباہ و النظائر اور تبیین الحقائق و غیرہا کے حوالوں سے مستفاد کیا گیا ہے، کو مسلسل نظر انداز کر رہا ہے اور باطل کے درپے ہے، یارب! کیا کہا جائے، نہ دیکھی چیز کو دکھانا آسان ہے اور صد بار دیکھی چیز سے بند آنکھ اور دیدہ کو نادیدہ بنانے والے کے لئے کیا چارہ کیا جائے۔ کیا آپ نے شرح وقایہ بلکہ خود وقایہ میں یہ مسئلہ کبھی نہیں دیکھا کہ جب بیوی باہر

¹ شرح الوقایہ بیان لغویۃ التعلیق قبل التزوج مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۷۷ھ

² فتاویٰ قاضی خاں باب التعلیق نوکسور لکھنؤ ۲۲۸/۱

³ مختصر الوقایہ فی مسائل الہدایۃ فصل حلف الفعل نور محمد کتب خانہ تجارت کراچی ص ۸۶

جانے کو یا غلام کو مارنے کے لئے تیار ہو تو اس وقت اس کو کہنا کہ تو باہر نکلی یا تو نے مارا تو تجھے طلاق ہے، تو یہ دونوں بیہین فور ہیں۔ امام قسستانی نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں اشارہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسموں کے اقسام مکمل فرمانے میں اپنے استنباط میں تفرد فرمایا ہے کیونکہ آپ سے قبل اسلاف نے بیہین کو صرف لفظاً و معنی مؤبدہ اور موقتہ پر تقسیم فرمایا تھا مثلاً میں یہ نہ کروں گا، اور میں آج یہ نہ کروں گا۔ پھر امام صاحب نے لفظاً و معنی مؤبدہ اور موقتہ پر ایک قسم زائد بیان کی جس کو بیہین فور یا بیہین حال کہا جاتا ہے یہ قسم لفظاً مؤبدہ ہے اور معنی موقت ہے جیسا کہ پہلے گزرا، قاضیاں میں ہے کہ ایک نشہ والے نے اپنی بیوی کو بیٹا تو وہ باہر نکل گئی تو اس نے کہا اگر تو واپس میرے پاس نہ آئی تو تجھے طلاق ہے، یہ واقعہ عصر کے وقت ہوا تو بیوی اس کے پاس عشاء کے وقت لوٹ آئی، اس پر فقہاء نے فرمایا قسم ٹوٹ گئی، کیونکہ یہ اس کی قسم بیہین فور تھی اگر وہ کہے کہ میں نے فور کی نیت نہیں کی تھی تو قاضی اس کی تصدیق نہ کریگا، اور اس مسئلہ میں کہ بیوی باہر نکلنے لگی تو خاوند نے کہہ دیا کہ اگر تو نکلی تو تجھے طلاق ہے، اس پر بیوی واپس بیٹھ گئی اور تھوڑی دیر بعد نکلی تو قسم نہ ٹوٹے گی، یہ بیچارے کیا جانیں، ان کو قرآن و حدیث کی نجدی تعلیم

من اتمام اقسام الیہین فان سلفہ قسموها الی المؤبدۃ لفظاً ومعنی، والموقتۃ کذلک، مثل لا فعل کذا ولا فعلہ الیوم ثم زاد الامام اتماماً ماسی بیہین الفور او یہین الحال ما ہی المؤبدۃ لفظاً والموقتۃ معنی کما مر^۱ (ملخصاً) ودر قاضی خاں، سکران ضرب امرأته فخرجت من داره فقال ان لم تعودى الى فانت طالق وكان ذلك عند العصر فعادت الیه عند العشاء قالوا یحیث فی بیہینہ لان بیہینہ تقع علی الفور وان قال لم انوالفور لایصدق قضاء، وفي البراءة اذا قامت لتخرج فقال الزوج ان خرجت فانت طالق وجلست ثم خرجت بعد ذلك بساعة لایحیث فی بیہینہ^۲، مکرایں بیچار گال چہ کنند کہ تعلیم نجدیت در قرآن و حدیث نیز بمصدق آفتو مؤنون ببغض الکشب و تکفرون ببغض^۳ کار میکند و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

^۱ جامع الرموز فصل حلف الفعل مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۲/۲۶۵

^۲ قاضی خان باب التعلیق نوکثور لکھنؤ ۱/۲۳۵

^۳ القرآن الکریم ۸۵/۲

ہے، اور پھر بعض کتاب مانتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو، کے مصداق عمل کرتے ہیں، لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

بست ویکم: یہاں تک دیوبندی جہالتیں تھیں اب دیوبندی گمراہی نے جوش مارا اور بے سوچے سمجھے بے دریغ ایسا کلمہ کہہ دیا کہ تمام دریا بھی اس کو صاف نہ کر سکیں، اور کہا کہ اگر تسلیم کر لیا جائے کہ پہلی دو طلاقیں واقع ہو گئی ہیں تب بھی احمد علی کے رجوع کر لینے پر وہ باطل ہو گئی ہیں، اور آخر میں کہا کہ اب غیر مشروط طلاق کے بعد اس کا رجوع صحیح ہے اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آدمی ختم ہو گئے اب فرشتہ اجتہاد شروع کر رہا ہے۔ دیوبندی تعلیم نے یہاں پر قرآن و حدیث اور ائمہ قدیم و جدید کا اجماع تمام کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے اور زبان و بہتان کے زور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد "عورتوں کی حرام شرمگاہوں کو حلال کریں گے" کے مصداق اس کا ارتکاب کیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا دو طلاقیں ہوں تو پھر خوبصورتی سے رجوع کر کے روک لو یا نیکی کے طور پر آزاد کر دو۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے قول "پس اگر تیسری طلاق دے دی ہو تو بیوی اس کے لئے حلال نہیں تا وقتیکہ بیوی کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے" تک۔ یعنی جس

بست ویکم: تا اینجا جہالات دیوبندیہ بود حالا ضلالت دیوبندیہ جوش ردیباک بے ادراک کلمہ گفت کہ بدریا ہانتواں شست کہ "اگر تسلیم کردہ شود کہ طلاقیں اولین واقع شدند تا ہم بوجہ رجعت باطل الی قولہ اکتواں برائے طلاق بلا شرط رجعت صحیح ست" اناللہ وانا الیہ راجعون ۱

ع آدمیاں گم شدند ملک گرفت اجتہاد

تعلیم دیوبندی دریں عہ۱ قرآن عظیم و حدیث کریم و اجماع ائمہ حدیث و قدیم ہمہ را یکسر پس پشت انداخت و زور زبان و زور بہتان بمصداق ارشاد حضور سید الاسیاد علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم القیام کہ یستحلون الخ شرمگاہ زنان را حلال خواهند گرفت فرج حرام را حلال ساخت قال اللہ تعالیٰ عزوجل اَلطَّلَاقُ مَوْتٌ فَاَمْسَاکَ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِیْ بِمِحْضٍ حَسَانٌ ۲ الی قولہ تبارک و تعالیٰ

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدِ حَتّٰی تَنْكِحَ ذَوْ جَا غَیْرَکَ ۳

یعنی طلاق کہ بعد وے اختیار رجعت ست ہمیں تا دو بار ست کہ شوی رادر ماندن زن بخوبی یا آزاد کردن بہ نیکوئی ۴ اختیار ست پس اگر بعد اینا طلاق دگر دہد

عہ ۲: یہاں مسودہ میں بیاض ہے ۱۲

عہ ۱: یہاں مسودہ میں بیاض ہے ۱۲

۱ القرآن الکریم ۲۹/۲-۲۸

طلاق کے بعد رجوع ہو سکتا ہے وہ دوبار طلاق ہے کہ جس میں خاوند کو اختیار ہے کہ بیوی کو روک رکھے یا نیکی کے ساتھ آزاد کرتے ہوئے طلاق دے دے، اس کے بعد اگر طلاق دے گا تو بیوی اس کے لئے حلال نہ ہوگی تا وقتیکہ وہ بیوی کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے۔ ائمہ تفسیر و حدیث نے اس آیہ کریمہ کا شان نزول یوں بیان فرمایا کہ اسلام سے قبل طلاق کی کوئی تعداد یا حد مقرر نہ تھی بلکہ خاوند جتنی بار بھی طلاق دے کر رجوع کرنا چاہتا کر لیتا، اور جب بیوی کو تنگ کرنا مقصود ہوتا تو طلاق دے کر عدت ختم ہونے کے قریب وہ رجوع کر لیتا اور رجوع کے بعد پھر طلاق دیتا اور عدت کے خاتمہ کے قریب رجوع کر لیتا اور جتنی بار دل چاہتا کرتا بیوی بیچاری لٹک کر رہ جاتی اس کے لئے آزادی یا آبادی کا کوئی طریقہ نہ رہتا، اسی پریشانی میں ایک عورت دربار رسالت میں حاضر ہوئی اور فریاد کی، تو اس پر یہ آیہ کریم نازل ہوئی، اور تین طلاقیں کے بعد رجوع کا اختیار ختم ہو گیا اور بیوی خود مختار ہو گئی۔ امام بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ" (الآیۃ کا شان نزول یہ ہے جس کو حضرت عروہ بن زبیر رضی تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ لوگ ابتداء میں بے شمار اور لاتعداد طلاقیں دیتے تھے، اور کوئی بھی شخص بیوی کو طلاق دے کر عدت ختم ہونے کے قریب رجوع کر لیتا اور پھر طلاق

زن مراد ارحال نبود تا با شوئے دگر بمخوابہ نشود، ائمہ تفسیر و حدیث سبب نزول کریمہ چنان آوردہ اند کہ پیش ازین طلاق را عدد دے محدود حدے محدود نبود ہر قدر بار شائے خواستے طلاقھا دادے و رجعت ہا کردے و آنکہ اضرار زن خواستے طلاقش دادے تاکہ آنکہ چوں عدتش بر سر گزشتن آمدن رجعت کردے باز طلاق دادے باز در قرب انقضائے عدت رجعت نمودے و ہمچنان کردے تا آنکہ کہ دلش خواستے بیچارہ زن بایں کار معلقہ باندے نہ رائے رفتن نہ روئے ماندن، زن ازین معنی بحضور بارگاہ رسالت فریاد آورد آنکہ آیہ کریمہ نزول فرمود و بعد سہ طلاق اختیار رجعت نمائد و کار زن بدست زن شد، امام بغوی در تفسیر معالم التنزیل فرمود قوله تعالیٰ "الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ" روى عن عروة بن الزبير رضى الله تعالى عنها قال كان الناس في الابتداء يطلقون من غير حصر ولا عدد وكان الرجل يطلق امرأته فاذا قارب انقضاء عدتها راجعها ثم طلقها كذلك ثم راجعها يقصد مضارتها فنزلت هذه الآية الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ يعنى الطلاق الذى يملك الرجعة عقبيه مرتان فاذا طلق ثلثا فلا تحل له الا بعد نكاح زوج آخر¹ امام رازی در تفسیر کبیر

¹ معالم التنزیل علی حاشیۃ تفسیر الخازن تفسیر آیۃ الطلاق مرتین الخ مصطفی البابی مصر ۱۴۲۷ھ

دے دیتا اور یوں بار بار کرتا رہتا جس کا مقصد بیوی کو تنگ کرنا تھا تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی، یعنی وہ طلاق جس کے بعد خاوند رجوع کر سکتا ہے وہ دوبارہ ہے، اور جب تین طلاقیں پوری کر دے تو اس کے لئے بیوی حلال نہ ہوگی مگر بیوی دوسرے شخص سے نکاح کرے تو اس کے بعد حلال ہو سکے گی۔ امام رازی نے تفسیر کبیر میں فرمایا: مسئلہ اولیٰ، یہ کہ جاہلیت میں مرد بیوی کو طلاق دے کر پھر عدت کے خاتمہ کے قریب رجوع کر لیتا اور اس طرح ہزار طلاق بھی ہوتی تب بھی خاوند کو رجوع کا اختیار رہتا، تو ایک عورت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں آئی اور اس نے اپنے خاوند کی شکایت کی کہ وہ طلاق دے کر عدت ختم ہونے سے قبل رجوع کر لیتا ہے اور تنگ کر رہا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیان کیا تو اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی الطلاق مرتان، الآیۃ۔ تفسیرات احمدیہ میں ہے کہ چونکہ جاہلیت میں طلاق دے کر بھی پھر رجوع کر لیتا اور عدت ختم ہونے کے قریب رجوع کر کے پھر طلاق دے دیتا، حتیٰ کہ ایک عورت نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آ کر اپنے خاوند کی شکایت کرتے ہوئے کہا کہ وہ بار بار طلاق دیتا اور رجوع کر لیتا ہے، تو حضرت

فرمود المسئلة الاولى كان الرجل في الجاهلية يطلق امرأته ثم يراجعها قبل ان تنقضي عدتها ولو طلقها الف مرة كانت القدرة على المراجعة ثابتة له فجاءت امرأة الى عائشة رضي الله تعالى عنها فشكت ان زوجها يطلقها ويراجعها يضارها بذلك فذكرت عائشة رضي الله تعالى عنها ذلك لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فنزل قوله تعالى الطلاق مَرَّتَيْنِ¹، در تفسیرات احمدیہ ست لہا كان عدد الطلاق في الجاهلية غير مقرر على وتيرة واحدة حتى انه لو طلقها عشرة يمكنه رجعتها وكان يراجعها وقت انقضاء العدة ثم يطلقها ويراجعها حتى ان جاءت امرأة الى عائشة رضي الله تعالى عنها تشكو من مراجعة زوجها ثم تطليقها ثم وثم هكذا عرضت الى

¹ تفسیر کبیر زیر آیۃ الطلاق مرتان الخ المطبعة البهية المصرية بمصر ۱۰۲/۶

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فنزل قوله تعالیٰ
 الْطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ ۖ فَاِمْسَاكِ بِعُرْوَةِ اَوْ تَسْرِيْهِ بِاِحْسَانٍ^۱
 یعنی ان الطلاق الرجعی الذی یتعلق به الرجعة
 مرتان ای اثنتان لازائد تان فبعد ذلك امساکها
 بمعروف او تسریحها كذلك وهذا امر بصیغة الخبر
 كانه قیل طلقوا الرجعی مرتین وهذا التوجيه المذكور
 فی الحسینی والزاهدی والبیضاوی والتلویح وهو
 الموافق لمذهب الشافعی وابی حنیفة جمیعاً^۱، ترمذی
 وابن مردودیہ وحاکم بافاده تصحیح و بیہقی در سنن ازام المؤمنین عائشہ
 صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کنند قالت کان الناس
 والرجل یطلق امرأته ما شاء ان یتلقها و هی امرأته
 اذا ارتجعها و هی فی العدة وان طلقها مائة مرة او اکثر
 حتی قال رجل لامرأته والله لا اطلقک فتبینین منی
 ولا أولیک ابدًا قالت وكيف ذلك قال اطلقک فکلما
 هبت عدتک ان تنقضی راجعتک، فذهبت المرأة حتی
 دخلت علی عائشة فاخبرتها فسکت عائشة رضی
 اللہ تعالیٰ عنہا، حتی

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ بات حضور علیہ الصلوٰۃ
 والسلام سے عرض کی، تو اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی، اللہ
 تعالیٰ نے فرمایا: الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ الْآیۃ، یعنی وہ طلاق جس کے
 بعد رجوع کرنا جائز ہے وہ دوبار طلاق ہے اس سے زائد نہیں،
 اس کے بعد بھلائی سے بیوی کو پاس رکھنا ہوگا یا نیکی کے ساتھ
 آزاد کرتے ہوئے آخری طلاق دینا ہوگی۔ اور تفسیر بیان کی جو
 امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں کے مذہب
 کے موافق ہے۔ ترمذی، ابن مردودیہ، حاکم بافادہ تصحیح اور
 بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا سے روایت کیا، انہوں نے فرمایا کہ لوگ اپنی بیوی
 کو جتنی چاہتے طلاق دیتے اس کے باوجود وہ بیوی رہتی جبکہ وہ
 عدت کے دوران رجوع لیتا، اگرچہ سو مرتبہ یا اس سے بھی
 زائد طلاق دے چکا ہوتا حتیٰ کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا
 کہ خدا کی قسم میں تجھے طلاق نہ دوں کہ توجدا ہو جائے اور نہ
 ہی تجھے پاس رکھوں تو ہمیشہ ایسے ہی رہے گی، بیوی نے پوچھا
 وہ کیسے؟ تو اس نے کہا میں تجھے طلاق دے کر عدت ختم ہونے
 سے قبل جب عدت ختم ہو نیوالی ہوگی تو رجوع کر لوں گا، تو اس
 عورت نے جا کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ
 شکایت کی، یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاموش
 ہو گئیں حتیٰ کہ

^۱ تفسیرات احمدیہ زیر آیت الطلاق مرتان الخ مکتبہ کربئی واقع بمبئی ص ۱۲۳

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات پر مطلع کیا جس پر آپ نے سکوت فرمایا حتیٰ یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی الطلاق مرتین الخ، نیز ابن مردودیہ اور بیہقی نے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، آپ نے بیان کیا کہ بیوی کو طلاق دینے اور پھر رجوع کرنے کا کوئی ضابطہ نہ تھا، کوئی بھی بیوی کو طلاق دے کر عدت ختم ہونے سے قبل رجوع کر لیتا اور خاوند بیوی میں کوئی خانگی جھگڑا جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے ہوتا تو خاوند کہتا خدا کی قسم میں تجھے نہ خاوند والی اور نہ غیر خاوند والی بنا دوں گا، اس کے لئے وہ بیوی کو طلاق دے کر عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کر لیتا اور بار بار ایسے کرتا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی

الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ الْآیۃ، جس میں تین طلاقیں مقرر کر دی گئی ہیں، جس میں سے ایک اور دو کے بعد رجوع کا حق دیا گیا ہے اور تیسری کے بعد رجوع نہیں ہوگا تا وقتیکہ بیوی کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے۔ ابو داؤد، نسائی اور بیہقی نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابتداء میں مرد کو طلاق دے دیتا تو اس کو منسوخ کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا الطَّلَاقُ

جاء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فأخبرته فسکت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی نزل القرآن الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَأَمْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيَّتِهِ بِإِحْسَانٍ¹، نیز ابن مردودیہ و بیہقی از ام المومنین روایت آرنہ، قالت یکن للطلاق وقت یطلق امرأته ثم یراجعها ما لم تنقض العدة وكان بین رجل و بین اہله بعض ما یکون بین الناس فقال واللہ لاترکنک، لا ایما ولا ذات زوج فجعل یطلقها حتی اذا کادت العدة ان تنقضی راجعها ففعل ذلک مرارا فانزل اللہ فیہ

الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَأَمْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيَّتِهِ بِإِحْسَانٍ¹ فوقت لهم الطلاق ثلاثا یراجعها فی الواحدة وفی الثنتین و لیس فی الثلاثہ رجعة حتی تنکح زوجا غیرہ²، ابو داؤد و نسائی و بیہقی از عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت دارند ان الرجل کان اذا طلق امرأته فهو احق برجعته وان طلقها ثلاثا فنسخ ذلک فقال الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَأَمْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ

¹ جامع الترمذی ابواب الطلاق الثلاث امین کہنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۳۳۱ھ، السنن الکبریٰ للبیہقی باب ما جاء فی امضاء الطلاق دار صادر

بیروت ۳۳۳/۷

² تفسیر درمنثور بحوالہ ابن مردودیہ و بیہقی تحت آیۃ الطلاق مرتان مکتبہ آیۃ اللہ العظمیٰ قم، ایران ۲۷۷/۱

أَوْتَسْرِيَّهَا حَسَانٌ¹ اجلہ ائمہ مالک وشافعی وعبید بن حمید وترمذی وابن جریر وابن ابی حاتم وبیہقی از عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آرنند قال کان الرجل اذا طلق امرأته ثم ار تجعها قبل ان تنقضى عدتها كان ذلك له وان طلقها الف مرة فعبد رجل الى امرأته فطلقها حتى اذا ما جاء وقت انقضاء عدتها ارتجعها ثم طلقها ثم قال واللہ لا اویک الی ولا تحلین لی ابدا فانزل اللہ تعالیٰ

الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَاَمْسَاكِ بِمَعْرُوفٍ اَوْتَسْرِيَّهَا حَسَانٌ² مسلمان دے انصاف دہید تعلیم دیوبندی چسپاں مقصود شریعت و حکم آیت را برہم میزند و ظلم و ستم جاہلیت را از سر نو تازہ می کند اگر طلاق پیشین رجعت باطل شود و بعد او شوئے را از سر اختیار سہ طلاق بدست ماند چنانکہ ایں کس زعم نمود پس لاجرم ہماں آتش جاہلیت بکا سہ اندرست و انسداد ظلمے کہ خدائے خواست معاذ اللہ باطل و بے اثر، ہر کہ خواہد ہزار بار طلاق دہد و ہر بار رجعت کند طلاق ہائے دادہ نادادہ شود و اختیارات نامتناہیہ بدست

مرتن فامساك بمعروف او تسريح باحسان، امام مالک، امام شافعی، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم بیہقی ان اجلہ ائمہ کرام نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ ابتداء میں مرد کو اختیار تھا کہ وہ طلاق کی عدت ختم ہونے سے قبل رجوع کر لے اگرچہ وہ ہزار طلاقیں بھی دے دے، تو ایک مرد نے بیوی کو طلاق دے کر عدت ختم ہونے کے قریب رجوع کر لیا اور پھر طلاق دے دی پھر کہا کہ خدا کی قسم میں تجھے نہ رکھوں گا نہ دوسرے کے لئے بھی حلال ہو سکے گی، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی

الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَاَمْسَاكِ بِمَعْرُوفٍ اَوْتَسْرِيَّهَا حَسَانٌ¹ اب مسلمانوں کو انصاف سے غور کرنا چاہئے کہ دیوبندی کس طرح شریعت کے مقصد اور آیہ کریمہ کے حکم کو پامال کرتے ہیں اور جاہلیت کے ظلم و ستم کو دوبارہ تازہ کر رہے ہیں، اگر پہلی طلاقیں رجوع کرنے سے باطل ہو جائیں اور خاوند کو نئے سرے سے دوبارہ تین طلاقیں کا اختیار مل جائے جیسا کہ یہ شخص کہہ رہا ہے تو لازمی طور پر جاہلیت کی آگ محفوظ رہے گی اور اللہ تعالیٰ نے جس ظلم کو ختم کرنا چاہا ہے وہ سب باطل اور بے اثر ہو کر رہ جائے گا اور جاہلیت دوبارہ عود کر آئے گی، اور جو شخص بھی ہزار بار طلاق دے کر رجوع کرتا رہے تو رجوع سے پہلی طلاق کا ہونا نہ ہو نا برابر

¹ السنن الکبریٰ للبیہقی باب من جعل الثلاث واحدة وماور فی خلاف ذلك دار صادر بیروت ۳۳۷/۷

² مؤطا امام مالک جامع الطلاق میر محمد کتب خانہ مرکز علم کراچی ص ۵۲۹

ہو جائے گا اور خاوند کو نہ ختم ہونے والا اختیار حاصل ہو جائے گا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ دیوبندی کی یہ تعلیم قرآن کے مخالف ہے۔

بست و دوم: خاص یہ جزئیہ کہ رجوع کے بعد طلاق کا عدم نہیں ہوتی، تو بخاری و مسلم اور عام اسلامی کتب میں تصریح ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طلاق سے رجوع کا حکم دیا اور رجوع کے باوجود یہ حیض میں دی ہوئی طلاق شمار ہوئی صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا انہوں نے فرمایا کہ عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے اپنی بیوی کو حیض میں طلاق دی تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اطلاع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا رجوع کرے، تو میں نے عرض کی کہ کیا وہ حیض میں دی ہوئی طلاق شمار ہوگی، تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور کیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے یونس بن جبیر سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ عبد اللہ سے کہو کہ وہ رجوع کرے تو میں نے پوچھا کہ کیا پہلی طلاق شمار ہوگی، تو جواب

شہر بود ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم اینست مخالفت تعلیم دیوبندی باقرآن عظیم۔

بست و دوم: خاص جزئیہ مسئلہ کہ طلاق بعد رجعت باطل نہ شد و محسوب ماند در صحیحین بخاری و مسلم و عامہ کتب اسلام مصرح ست عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما زوجہ خود را بحالت حیض طلاق داد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امر مراجعت فرمودہ باوصف رجعت آن طلاق را محسوب داشت، فی صحیح البخاری عن انس بن سیرین قال سمعت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال طلق ابن عمر امرأته وهي حائض فذكر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال لیبرا جعھا قلت تحتسب قال فہ^۱، وعن قتادة عن یونس بن جبیر عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال مرہ فلیبراجعھا قلت تحتسب، قال أریئنه ان عجز واستحیق^۲، وعن سعید بن جبیر عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال حسبت علی بتطلیقہ^۳ وفی صحیح مسلم

^۱ صحیح البخاری کتاب الطلاق باب اذا طلقت الحائض الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۷۹۰/۲

^۲ صحیح البخاری کتاب الطلاق باب اذا طلقت الحائض الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۷۹۰/۲

^۳ صحیح البخاری کتاب الطلاق باب اذا طلقت الحائض الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۷۹۰/۲

عن عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نحوه وقال فی آخرہ قال عبید اللہ قلت لنافع ما صنعت التطلیقۃ قال واحدة اعتدبہا¹، وعن سالم بن عبد اللہ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم عن ابیہ وفیہ کان عبد اللہ طلقها تطلیقة فحسبت من طلاقها وراجعتها عبد اللہ کما امرہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم²، وفی لفظ اخر قال قال ابن عمر فراجعتها وحسبت لھا التطلیقۃ التی طلقتهما³، وعن ابن سیرین عن یونس بن جبیر عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم انه امر ان یراجعها قال قلت افحسبت علیہ قال فہ او ان عجز واستنحق⁴، وعن انس بن سیرین قال قلت فاعتددت بتلك التطلیقۃ التی طلقت وبی حائض، قال مالی لا اعتد بہا وان كنت عجزت⁵ واستمقت بلکہ عبد الحق اشبلی در احکام، ونبہتی در سنن از عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کردند ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ہی واحدة⁶ نیست مخالفت تعلیم دیوبندی با حدیث کریم۔

میں فرمایا تو بتا اگر وہ رجوع کئے بغیر عاجز ہو جائے حماقت کرے یعنی رجوع نہ کرے تو کیا طلاق نہ ہوگی، اور سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبد اللہ بن عمر سے راوی ہیں کہ میں نے اسے ایک طلاق شمار کیا۔ اور صحیح مسلم میں عبید اللہ نافع سے، اور وہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی کی مثل روایت کی اور اس کے آخر میں ہے کہ عبد اللہ نے کہا کہ میں نے نافع کو کہا کہ تو نے اس طلاق کو کیا خیال کیا، تو انہوں نے کہا میں نے اسے ایک شمار کیا۔ اور سالم عبد اللہ سے انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے اور اس روایت میں ہے کہ عبد اللہ نے بیوی کو ایک طلاق دی تو میں نے اس کو طلاق شمار کیا اور اس نے رجوع کر لیا جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے فرمایا۔ اور دوسرے الفاظ میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں نے بیوی سے رجوع کر لیا اور میں نے جو طلاق دی اس کو میں نے ایک طلاق شمار کیا، اور ابن سیرین، یونس بن جبیر سے وہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ فرمایا کہ رجوع کرنے کا حکم فرمایا، میں نے پوچھا کہ یہ طلاق شمار ہوگی؟ تو فرمایا اور کیا۔ رجوع سے عاجز ہو جائے یا حماقت کرتے ہوئے رجوع نہ کرے تو کیا طلاق نہ ہوگی،

¹ صحیح مسلم باب تحریم طلاق الحائض قدیمی کتب خانہ کراچی ۷/۱۷۷

² صحیح مسلم باب تحریم طلاق الحائض قدیمی کتب خانہ کراچی ۷/۱۷۷

³ صحیح مسلم باب تحریم طلاق الحائض قدیمی کتب خانہ کراچی ۷/۱۷۷

⁴ صحیح مسلم باب تحریم طلاق الحائض قدیمی کتب خانہ کراچی ۷/۱۷۷

⁵ صحیح مسلم باب تحریم طلاق الحائض قدیمی کتب خانہ کراچی ۷/۱۷۷

⁶ السنن الکبریٰ باب ما جاء فی طلاق السنة وطلاق البدعة دار صادر بیروت / ۳۲۴

انس بن سیرین سے مروی ہے انہوں نے کہا کیا آپ نے وہ طلاق شمار کی جو حالت حیض میں آپ نے دی ہے تو انہوں نے مجھے فرمایا شمار نہ کرنے کی وجہ کیا ہو سکتی، اگر میں عاجز ہو جاؤں یا حماقت کروں تو کیا نہ ہوگی، جبکہ عبدالحق اشبیلی نے احکام میں اور بیہقی نے سنن میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمایا یہ ایک طلاق ہے، یہ ہے دیوبندی تعلیم کی حدیث کی مخالفت۔

بست وسوم: اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر خاوند تیسری طلاق دے دے تو وہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی تا وقتیکہ وہ کسی اور شخص سے نکاح نہ کر لے۔ تفسیر جلالین میں ہے اگر خاوند دو طلاق کے بعد تیسری طلاق دے۔ اور تفسیر جمل میں مزید ہے کہ رجوع کر چکا ہو یا نہ۔ مطلب یہ کہ تیسری طلاق کا یہ حکم مطلق ہے ہر صورت کو شامل ہے۔ اس میں علمائے امت میں سے کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ کتب فقہ میں بھی بلا اختلاف تین طلاقوں کو مطلقاً حرمت غلیظہ کے لئے مثبت بیان کرتی ہیں، اور ہر گز کسی کتاب میں بھی اس پلید و سوسہ کی بونگ نہیں ہے کہ رجوع کے بعد پہلے دی ہوئی طلاق کا عدم ہو جاتی ہے اور خاوند نئے سرے سے پوری تین طلاقوں کا مالک ہو جاتا ہے، اور ہزار ہا عبارات اس گمراہی کے بطلان پر شاہد ہیں۔ غافل کی تنبیہ اور جاہل کی تعلیم کے لئے اس مسئلہ کا تمام کتب میں دائر ہونا کافی سند ہے۔ کنز الدقائق اور بحر الرائق میں فرماتے ہیں کہ "خاوند نے کہا جب بھی

بست وسوم: قال اللہ تعالیٰ

نَ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَكَ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَ ۚ^۱ در تفسیر جلالین ست فان طلقها الزوج بعد الثنتين^۲ در جمل فرمود ای سوا کان قدر اجمعها امر لا^۳ ایں حکم کہ طلاق آیت مراد تناول ست نہ یکس از علمائے امت را در خلاف نیست کتب فقہ بلا خلاف مطلقاً ثلاث را مثبت حرمت غلیظہ گویند و ز نہار در بیچ کتابے بوئے ازیں و سوسہ نجسہ نیست کہ بعد رجعت طلاق اول در حساب نمی ماند و شوهر از سر سہ طلاق را مالک می شود عبارات ہزار در ہزار بر بطلان ایں ضلالت شاہد ست تنبیہ غافل و تعلیم جاہل را ہمیں مسئلہ دوارہ در کتب بسند ست کہ در کنز الدقائق و بحر الرائق فرمودند (کلیما ولدت فانت طالق فولدت ثلاثہ فی بطون

^۱ القرآن ۲/۲۳۰

^۲ تفسیر جلالین تحت الطلاق مرتان ملک سراجدین اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور ص ۳۵

^۳ تفسیر جمل (الفتوحات الالہیہ) تحت الطلاق مرتن مصطفی البابی ۱۸۵/۱

تو بچہ جنے تو تجھے طلاق ہے، اس کے بعد بیوی نے نئے نئے حمل پر تین بچے جنے، تو دوسرا بچہ اور تیسرا بچہ پہلی اور دوسری طلاق سے رجوع قرار پائے گا، اس لئے کہ پہلے بچہ سے جو طلاق ہوئی اس سے دوسرے بچے کی وجہ سے رجوع ہوا، اور یونہی دوسرے بچے سے جو طلاق ہوئی اس سے تیسرے بچے کی وجہ سے رجوع ثابت ہوا جبکہ تیسرے سے جو طلاق ہوئی وہ تیسری طلاق ہے جس حرمت غلیظہ ہو گئی،^۱ تبیین الحقائق میں فرمایا: یہ اس لئے کہ جب پہلے بچے کی وجہ سے طلاق ہوئی پھر جب اس کے بعد نئے حمل سے دوسرا بچہ پیدا ہوا تو معلوم ہوا کہ یہ نئے نطفہ سے پیدا ہوا ہے جس سے رجوع ثابت ہوا اور دوسری طلاق ہو گئی، پھر جب تیسرا بچہ پیدا ہوا تو اس بیان مذکور سے دوسری طلاق سے بھی رجوع ثابت ہوا اور تیسری طلاق ہو گئی اور بیوی حرمت غلیظہ کے طور پر حرام ہو گئی اور^۲ شرح ملا مسکین میں فرمایا کہ دوسرے بچے کی پیدائش سے پہلی طلاق سے اور تیسرے بچے کی پیدائش سے دوسری طلاق سے رجوع ہوا اور تیسری طلاق ہو گئی جس کے بعد رجوع کے لئے چارہ نہ رہا،^۳ تنویر الابصار اور^۴ مختار میں ہے کہ خاوند نے بیوی کو کہا کہ تو جب بھی بچہ جنے تو تجھے طلاق ہے تو اس نے تین حمل کے ساتھ تین بچے جنے تو تین طلاق

فالولد الثاني والثالث رجعة لوقوع الطلاق بالاول و تثبت الرجعة بالثاني والثالث ويقع بكل طلقة اخرى فتحرر حرمة غليظة^۱،^۲ در تبیین الحقائق فرمود لانها بولادة الاول وقع عليها الطلاق ثم اذا جاءت بولد اخر من بطن اخر علم انه من علوق حدث فتثبت به الرجعة وتقع طلقة اخرى بولادته ثم اذا جاءت بالثالث تبين انه كان راجعها بوقوع الثانية لما قلنا وتقع طلقة ثالثة بولادته فتحرر عليه حرمة غليظة^۲ اه مختصراً^۳ در شرح مسکین فرمود (فالولد الثاني) يصير به مراجعاً في الطلاق الاول (والثالث) يصير في الطلاق الثاني (رجعة) ويقع الطلاق الثالث بولادة الولد الثالث ولا سبيل الى الرجعة^۳،^۴ در تنویر الابصار و^۵ در مختار فرمودند في كلاً ولدت فانت طالق فولدت ثلث بطون

^۱ بحر الرائق باب الرجعة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵۵/۴

^۲ تبیین الحقائق باب الرجعة المكتبة الاميرية بولاق مصر ۲۵۶/۲

^۳ شرح كنز لامسکین حاشیة فتح المعین باب الرجعة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۶۹/۲

ہو جائیں گی، یوں کہ دوسرا بچہ پہلی طلاق سے اور تیسرا بچہ دوسری طلاق سے رجوع قرار پائے گا اور تین طلاقیں کلمہ کہنے کی وجہ سے ہو جائیں گی۔^۱ غرر اور^۲ درر میں فرمایا کہ جب بیوی کو کہا کہ تو جب بھی بچہ جنے تجھے طلاق ہے، تو اس نے ہر بار نئے حمل سے تین بچے جنے تو تین طلاقیں ہو جائیں گی، اور دوسرا اور تیسرا بچہ رجوع ثابت کر دے گا، ملتقی الابحر اور^۳ مجمع الانہر میں فرمایا، بیوی کو کہا، جب بھی تو بچہ جنے تو تجھے طلاق ہے تو اس نے مختلف حملوں میں تین بچے جنے تو دوسرا اور تیسرا بچہ رجعت ثابت کریں گے اور تین طلاقیں مکمل ہو جائیں گی، تیسرے بچے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کی ضرورت ہوگی۔^۴ وقایہ اور^۵ اس کی شرح میں ہے: جب بھی بچہ جنے کہنے پر، تین مختلف حملوں میں تین بچے جننے پر بیوی کو تین طلاقیں ہو جائیں گی اور دوسرا بچہ پہلی طلاق سے جیسا کہ تیسرا دوسری طلاق سے رجوع ثابت ہوگا۔^۶ غایۃ البیان اور^۷ ذخیرۃ العقبیٰ میں فرمایا کہ یاد رکھو مذکورہ صورت میں تین طلاقیں ہو جائیں گی اور تینوں بچوں کے نسب اس خاوند سے ثابت ہوں گے اور بیوی پر تیسرے بچے کی ولادت کے بعد عدت تین حیض ہوگی۔

تقع الثلاث والولد الثاني رجعة في الطلاق الاول، وتطلق به ثانيا كالولد الثالث، فانه رجعة في الثاني وتطلق به ثلثا عملا بكلمة^۱، درر و^۲ درر فرمود لوقال (كلمة ولدت فانت طالق فولدت ثلثة ببطون يقع طلاقات ثلاث و) الولد الثاني والثالث رجعة^۳ در ملتقى الابحر و^۴ مجمع الانهر فرمودند (كلمة ولدت فانت طالق فولدت ثلثة في بطون فالثاني والثالث رجعة وتتم الطلاقات الثلاث بولادة الثالث) فتحتاج الى زوج آخر^۵ در^۶ وقایہ و^۷ شرح اش فرمودند في كلمة ولدت فولدت ثلثة ببطون تقع الثلاث والولد الثاني رجعة كالثالث^۸ در غایۃ البیان و ذخیرۃ العقبیٰ فرمودند اعلم انها تطلق ثلثا ويثبت نسب الاولاد من الزوج وعليها العدة بثلاث حيض بعد ولادة الولد الثالث^۹ در اصلاح و^{۱۰} ايضا

^۱ در مختار باب الرجعة مطبع مجتبائی دہلی ۲۳۹/۱

^۲ الدرر الحکام فی شرح غرر الاحکام باب الرجعة مطبعة احمد کامل الکائنه دار سعادت بیروت ۳۸۶/۱

^۳ ملتقى الابحر و مجمع الانهر باب الرجعة دار احیاء التراث العربی بیروت ۴۳۷/۱

^۴ شرح الوقایہ باب الرجعة مطبع مجتبائی دہلی ۱۱۶/۲

^۵ ذخیرۃ العقبیٰ باب الرجعة مطبع نوکسور کانیپور ۲۱۳/۲

فرمودند کما ولدت فولدت ثلثة ببطون یقع ثلث والولد الثانی رجعة کالثلث^۱ امام اجل صدر شہید در شرح جامع صغیر امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمود لہما ولدت الولد الثالث صار مراجعاً ایضاً بالوطی بعد الطلاق ووقع آخر بالولادة ولا رجعة بعد ذلك لانه تم الثلاث^۲ در خزائن المفتیین بر مزی^۳ اختیار شرح مختار فرمود یقع ثلاث والولد الثانی رجعة کالثلث^۳ اینست مخالفت تعلیم دیوبندی بانتم امت ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

بست وچہارم: از غایت غبوت و غوایت اوست قول او چنانکہ بعد طلاق بان اگر تجدید نکاح کند بعدہ ایضا طلاق دہد طلاقین اولین باطل شوند و بعد تجدید نکاح اگر طلاق دہد آں در حساب کردہ آید نہ طلاق قبل تجدید نکاح ہمچنین بعد رجعت اول طلاق باطل است آفریں باوچہ خوش اصوات خارجہ از سوراخ نم اوست کہ دہن از آواز پر و ذہن از معنی

اصلاح وایضاح میں فرمایا کہ جب بھی تو بچہ جنے تو تجھے طلاق، کہنے پر جب تین بچے یکے بعد دیگرے حمل سے پیدا ہو جائیں تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور دوسرا بچہ رجوع ثابت ہوگا جیسا کہ تیسرا بچہ دوسری طلاق سے رجوع ثابت ہوگا۔ امام اجل صدر شہید نے امام محمد کی جامع صغیر کی شرح میں فرمایا کہ مذکورہ صورت میں جب تیسرا بچہ جنا تو دوسرے بچے کی طرح یہ بھی طلاق سے وطی کے بعد رجوع ثابت ہوگا، اور تیسرے بچے کی ولادت سے آخری طلاق ہو جائیگی جس کے بعد رجوع نہ ہو سکے گا کیونکہ تین طلاقیں مکمل ہو گئیں۔^۸ خزائن المفتیین میں^۹ اختیار شرح مختار کی علامات سے بیان فرمایا کہ مذکورہ صورت میں تین طلاقیں ہو جائیں گی اور دوسرا بچہ پہلی طلاق سے جس طرح تیسرا دوسری طلاق سے رجعت ثابت ہوگا۔ یہ ہے دیوبندی تعلیم، انتم امت کے مخالف۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ بست وچہارم: اس کی انتہائی غبوت اور گمراہی اس کا یہ کہنا ہے کہ "جس طرح طلاق بانہ کے بعد دوبارہ نکاح کرے تو اس کے بعد بھی طلاق دے دے تو پہلی دو طلاقیں کالعدم ہو جاتی ہیں اور دوبارہ نکاح کے بعد اگر طلاق دے تو وہ حساب میں آئے گی اور دوبارہ نکاح سے پہلے دی ہوئی شمار نہ ہوگی اسی طرح رجوع کے بعد پہلی طلاق کالعدم ہو جاتی ہے"

^۱ اصلاح وایضاح

^۲ حاشیہ علی الجامع الصغیر بحوالہ صدر الشہید باب الرجعة مکتبۃ الیوسفی لکھنؤ ص ۵۹

^۳ خزائن المفتیین فصل فی الرجعة قلمی نسخہ ۱۳۶/۱

اس پر آفرین کہ منہ کے سوراخ سے کیا اچھی آواز نکال رہا ہے، اس کا منہ آواز سے پر اور ذہن فہم سے خالی ہے، یہ بیچارہ کیا کرے کہ ابھی دیوبندیت کی نئی نویلی دلہن سے مطلب و معنی میں جفتی نہیں ہے، کون سی دو طلاقیں پہلے ہیں جو طلاق بائنہ کے بعد دوبارہ نکاح سے کالعدم ہو جاتی ہیں۔ جب تیرے ہاں دوبارہ نکاح سے قبل والی طلاق کالعدم ہو جاتی ہے، تو اس کا کالعدم ہونا دوبارہ نکاح سے طلاق بائنہ پر کیونکر موقوف ہوگا اور اگر کسی سے یہ سن لیا ہے کہ بائنہ کے بعد بائنہ لاحق نہیں ہو سکتی تو یہ عام قاعدہ نہیں ہے تو پھر پہلی طلاق کو بطلان کے لاحق ہونے کی وجہ کیسے ہوا، پھر اس کا منہ اخبار ہونے پر ہے تو رجعی طلاق کے بعد رجوع سے کیا تعلق ہے، پھر اگر ہو بھی تو ایک کا بطلان ہونا چاہئے نہ کہ دو کا، اور ان تمام وجوہ سے قطع نظر، رجعی کے بعد اور بائنہ طلاق کے بعد دوبارہ رجوع کے بعد بائنہ میں کون سا جامع امر ہے، اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ نجدیت کی بد عقلی اور کج فہمی اور دیوبندی تعلیم ہے۔

بست و پنجم: در مختار کے مسئلہ، کہ رجعی طلاق دے کر اس کو بائنہ یا تین کرنا، اس کے ساتھ ردالمختار اور طحاوی کی عبارت کہ اس لئے کہ اس کے بعد طلاق کا عمل باطل ہو جاتا ہے، کہ دلیل بنانا، ان مدہوش اور بیہوش لوگوں کا جو بطلان طلاق اور بطلان عمل میں فرق کرنے سکیں، کیا شکوہ کیا جائیے، یہ انہی کو لائق ہے، لیکن ہر عاقل مسلمان جانتا ہے کہ رجوع سے طلاق کا

تہی، و بیچارہ چہ کند کہ ہنوز ازیں نوع و رساں منصفہ دیوبندیت را با مطلب و معنی جفت نکرده اند، کد ام دو طلاق پیشین ست کہ بطلان بائن بعد تجدید نکاح باطل می شود و چوں طلاق قبل تجدید نکاح نزد تو خود در حساب نیست بطلانش بر طلاق بائن بعد تجدید چہ موقوف باشد و اگر از کسے شنیده است کہ بائن بہ بائن لاحق نشود ایں خود عام نیست باز عدم لحوق بطلان اول را چرا موجب شود باز مبنائش حمل بر اخبار ست در رجعی بعد رجعت اور اچہ کار است باز اگر باشد بطلان یکے باشند نہ ہر دو و بقطع نظر از جملہ وجوہ امر جامع میان رجعت بعد رجعی و طلاق بائن بعد تجدید نکاح بعد بائن چیست مگر آنکہ بد عقلی و کج فہمی لائق نجدیت و تعلیم دیوبندی است۔

بست و پنجم: از استنادش بمسئلہ در مختار طلقھا رجعیاً فجعلہ بائنًا او ثلاثاً^۱ مع عبارت ردالمحتار و طحاوی لانه بعدھا یبطل عمل الطلاق^۲ چہ جائے شکوے کہ ہجوم مدہوشاں و بیہوشاں در بطلان طلاق و بطلان عمل اگر فرق نکنند سزائے ایشاں فاما ہر مسلم عاقل را مسلم و معقول ست کہ بر رجعت عمل طلاق مرتفع می شود نہ آنکہ طلاق کردہ ناکردہ گردد و از

^۱ در مختار باب الکنایات مطبع مجتبائی دہلی ۲۲۵/۱

^۲ ردالمحتار باب الکنایات دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۶۸/۲

| | |
|---|---|
| <p>عمل ختم ہو جاتا ہے نہ کہ طلاق ختم ہو جاتی ہے اور کالعدم ہو جاتی ہے۔ ہم نے مسئلہ کو مفصل طور پر واضح کر دیا ہے اس سے زائد طوالت کی ضرورت نہیں ہے۔</p> <p>بالجملہ حاصل کلام یہ ہے کہ زیر بحث مسئلہ کا حکم یہ ہے کہ احمد علی کی بیوی کو تین طلاقیں ہو چکی ہیں، دیوبندی مجتہدین کے حلال کرینکے باوجود بغیر حلالہ کے حلال نہ ہوگی، بلکہ یہ کہ، بعد والی رجعت سے پہلی طلاقیں کالعدم ہو جاتی ہیں، یہ ان کی دین اور شریعت میں نئی بدعت ہے، حق یہ ہے کہ حرام قطعی کہ انہوں نے حلال کہہ دیا ہے جو کہ فقہی حکم کے مطابق قطعی کفر ہے، احمد علی کی بیوی ان کے حلال کرنے سے حلال نہ ہوگی مگر ان کو یہ فکر کرنی چاہئے کہ فقہی حکم کے مطابق ان کی بیویاں ان پر حرام ہو چکی ہیں، ان سب کو چاہئے کہ وہ خود تجدید اسلام اور تجدید نکاح کریں، اور اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کو دنیاوی ایندھن کی خاطر حلال نہ کریں، وبالله التوفیق، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) (رسالہ ختم ہوا)</p> | <p>صفحہ واقع ارتفاع پذیرد۔ مسئلہ را بنیایت ایضاح التضاح دادہ ایم بیش ازین اطالت در کار نیست۔</p> <p>بالجملہ حکم همان ست کہ زن احمد علی سہ طلاقہ شد وبے تحلیل بہ تحلیل مجتہدان دیوبندی حلال نشود بلکہ ایناں کہ بدعت زائغہ بطان طلاقہائے پیشین بر رجعت پسین در شرح ودین نہا دند، الحق کہ بتحلیل حرام قطعی لب کشادند او بر حکم فقہی کفرے ست حتمی۔ زن احمد علی بتحلیل ایناں حلال نشد مگر ترسند کہ ہمازن اناں بحکم فقہ بر ایناں حرام شدند بھوکساں را باید کہ برائے حطام دنیا حلال سازند وبالله التوفیق، واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> |
|---|---|

مسئلہ ۱۱: از جام جو دھ ملک کاٹھیاواڑ جماعت اہلسنت و جماعت مرسلہ آدم احمد صاحب ۱۱ شعبان ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ ایک چھوٹی سی بستی میں ایک عالم مدت دس ۱۰ پندرہ سال سے وعظ بیان کرتا تھا ہمیشہ چند لوگ اس عالم کی گلہ و غیبت کیا کرتے تھے اتفاقاً ایک روز نائک والے لوگوں کی فاسق کمپنی آئی اور چند مسلمان اس چھوٹی بستی کے اس تماشے میں داخل ہوئے اور اس اثنا میں ایک سید کے مکان پر وعظ کی محفل منعقد ہوئی چند لوگ نائک کے تماشا گر بھی اس محفل میں شریک تھے، واعظ صاحب کی نظر جب ان فاسقوں پر پڑی تو وعظ میں بہت لعن طعن کئے، فجر کو فاسقوں منافقوں نے غل مچایا، فساد و دنگا کرنے کی باتیں کیں، ایک شخص نے ان لوگوں کی طرف سے ان کو کہا کہ تم نے رات کو جو وعظ کیا سو چند آدمی آپ سے البتہ فساد کریں گے اور آپ کو فقط نماز روزہ کا وعظ کرنا چاہئے ورنہ ہمیشہ فساد ہوا کرے گا، کبھی دنگا اس کام سے نہ مٹے گا، پس واعظ کو غصہ آیا تو یہ لفظ عین غضب میں منہ سے نکالا کہ جو کوئی اس بستی میں وعظ کرے اس کی جو روپر طلاق ہے جو کوئی اس بستی میں

وعظ کرے سے خود کی نیت کی تھی لیکن تین یا دو کا لفظ منہ سے نہ نکلا اور تین کی نیت نہ تھی، اور وہ مسلمان لوگ سب مل کر واعظ کے پاس عاجزی سے کہتے ہیں کہ تم وعظ کرو، پس واعظ کہتا ہے کہ اگر میں وعظ کروں تو میری زوجہ مطلقہ ہوتی ہے میں ہرگز وعظ نہ کروں گا، پس ان الفاظ سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں، اور کون سی طلاق بائن یا کیا، اور وعظ وہ کرے یا نہیں، اور جب وعظ کرے تو بائن واقع ہونے سے کیا کرے، اور اگر قسم کی طلاقیں واقع ہوتی ہیں تو ان کا بھی خلاصہ لکھنا، کل مسلمان اہلسنت وجماعت آپ کے جواب کے منتظر ہیں، ان الفاظ میں اگر نیت ثلاثہ کی ہو تو کیا ثلاثہ واقع ہوگی یا نہیں، والسلام۔

الجواب:

واعظ کو نہ چاہئے کہ طلاق کی قسم کھاتا کہ شرعاً ناپسندیدہ ہے یہاں تک کہ حدیث میں آیا:

| | |
|---|---|
| ما حلف بالطلاق مومن وما استحلف به الا منافق ^۱ ۔ رواہ ابن عساکر عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ | مومن طلاق کی قسم نہیں کھاتا اور طلاق کی قسم نہیں لیتا مگر منافق۔ اس کو ابن عساکر نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت) |
|---|---|

اب کہ کہہ چکا ضرور وہاں وعظ کہنے سے عورت پر ایک طلاق رجعی ہوگی کہ عدت کے اندر رجعت کر لینے سے بدستور وہ اس کی زوجہ رہے گی۔ درمختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| جماعة يتحدثون في مجلس فقال رجل منهم من تكلم بعد هذا فامرأته طالق ثم تكلم الحالف طلقت امرأته لان كلمة من للتعيم والحالف لا يخرج نفسه عن اليمين فيحدث ^۲ ۔ | ایک جماعت مجلس میں باتیں کر رہی تھی کہ ان میں سے ایک نے کہا اس کے بعد جو بھی بات کرے اس کی بیوی کو طلاق، پھر خود قسم کھائی والے نے بات کر لی، تو اس کی بیوی کو طلاق ہو گئی، کیونکہ "جو بھی" کا لفظ عام ہے تو حلف اٹھانے والے کو بھی شامل ہے کیونکہ اس نے اپنے آپ کو خارج نہیں کیا اس لئے اس کی قسم ٹوٹ گئی۔ (ت) |
|--|---|

ہاں اگر اس قول میں تین طلاقیں کی نیت کی تھی تو تین پڑیں گی اور عورت بے حلالہ نکاح میں نہ آسکے گی۔ درمختار میں ہے:

^۱ کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن انس حدیث ۲۶۳۴۰ کتاب الیمن من قسم الاقوال مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۶/۲۸۹

^۲ درمختار باب طلاق غیر المدخول بہا مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۲۴

| | |
|--|---|
| <p>فی انت الطلاق یقع واحدة رجعية ان لم ینو شیاً اونوی واحدة اثنین لانه صریح مصدر لایحتمل العدد فان نوی ثلثاً فثلث لانه فرد حکمی^۱، ملخصاً۔</p> | <p>"تو طلاق ہے" کے لفظ سے ایک طلاق رجعی ہوگی، ایک کی یادو طلاق کی، یا کوئی نیت نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے کیونکہ طلاق مصدر صریح ہے اس میں عدد کی گنجائش نہیں، اور اگر کہنے والے نے اس لفظ سے تین طلاقیں کی نیت کی ہو تو تین ہوں گی کیونکہ طلاق میں تین کل جنس ہونے کی وجہ سے حکمی فرد بن گیا، ملخصاً (ت)</p> |
|--|---|

رہا یہ کہ اب وہاں وعظ کرے یا نہیں، اگر وہ وعظ اللہ عزوجل کے لئے کرتا ہے اور طلب مال یا اپنی شہرت و ریاست مقصود نہیں
اور اس کا وعظ مطابق شرع ہے، اتنا علم دین کافی دوائی رکھتا ہے جس سے اسے وعظ کی اجازت ہو، جب تو ظاہر ہے کہ ایسے بندہ
خدا ہادی راہ ہدی کا وعظ کہنا ہی اس کے، ان مسلمانوں کے سب کے حق میں بہتر ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| <p>من حلف علی یمین فرأی غیرها خیر منها فلیات الذی هو خیر ولیکفر عن یمینہ^۲۔ رواہ الاثمة احمد ومسلم والترمذی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنه۔</p> | <p>جو کسی بات پر قسم کھالے پھر دیکھے کہ اس قسم کا خلاف بہتر ہے تو وہی بہتر کام کرے اور قسم کا کفارہ دے لے (اس کو امام احمد، مسلم اور ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)</p> |
|---|---|

اور اگر ان باتوں سے کوئی بات کم ہے مثلاً علم دین کافی نہیں یا کسی غرض فاسد یا عقیدہ فاسدہ کے باعث وعظ خلاف شرع کہے
جب تو ظاہر کہ اس کا وعظ اس کے اور مسلمانوں سب کے حق میں برا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|--|--|
| <p>من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعده من النار^۳۔ رواہ الترمذی وصححه عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔</p> | <p>جس نے بغیر علم قرآن کا مطلب بیان کیا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے۔ اس کو ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔ (ت)</p> |
|--|--|

اور اگر مال یا شہرت مقصود ہے تو اگرچہ مسلمانوں کے لئے اس کا وعظ مفید ہو خود اس کے حق میں سخت

^۱ درمختار باب الصریح مطبع مجتبائی دہلی ۲۱۹/۱

^۲ مسند احمد بن حنبل دار المعرفۃ بیروت ۲۵۸/۳

^۳ جامع ترمذی باب ما جاء فی الذی یفسر القرآن برأیه المین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۱۹/۲

مضر ہے، علماء فرماتے ہیں ایسی اغراض کے لئے وعظ ضلالت اور یہود و نصاریٰ کی سنت ہے۔ در مختار میں ہے:

| | |
|---|---|
| التذكير على المنابر للوعظ والاتعاذ سنة الانبياء والمرسلين ولرياسة ومال وقبول عامة من ضلالة اليهود والنصارى ¹ | منبر پر وعظ و نصیحت کرنا انبیاء اور مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ اپنی، بڑائی، مال یا اپنی مقبولیت کے لئے وعظ کہنا یہود و نصاریٰ کی گمراہی جیسے ہے۔ (ت) |
|---|---|

صورتِ ثانیہ میں اسے وعظ کی اجازت ہی نہیں، نہ کہ ایسی حالت میں کہ اس کے سبب عورت پر طلاق ہوگی اور طلاق اللہ عزوجل کو بلاوجہ شرعی سخت ناپسند ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|--|
| ابغض الحلال الى الله الطلاق ² - رواه ابو داؤد وابن ماجة والحاكم عن ابن عمر رضى الله تعالى عنهما وفي لفظ للحاكم بسند صحيح عنه موصولا ولا بى داؤد عن محارب بن دثار مرسلًا ما احل الله شيئًا ابغض اليه من الطلاق ³ - | اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ ناپسندیدہ حلال طلاق ہے۔ اس کو ابو داؤد اور ابن ماجہ اور حاکم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، اور دوسرے الفاظ میں عبد اللہ بن عمر ہی سے حاکم نے صحیح سند کے ساتھ موصوفاً روایت کیا، ابو داؤد نے محارب بن دثار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلًا یوں روایت کی ہے: اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں میں سے طلاق اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ ناپسند ہے۔ (ت) |
|---|--|

اور اگر صورتِ صورتِ اولیٰ ہے جس میں وعظ کہنا اس کے حق میں بہتر ہے تو وعظ کہے اور عورت کو رجعت کر لے، اور اگر تین طلاق کی نیت کی تھی تو اگر چاہے تو یہ حیلہ ممکن ہے کہ عورت کو ایک طلاق دے جب عدت گزر جائے اور عورت نکاح سے نکل جائے اس وقت وعظ کہے پھر عورت سے نکاح کر لے اور وعظ کہتا رہے طلاق نہ پڑے گی،

| | |
|--|---|
| لانه لما أبانها وانقضت العدة لم تبقي محلاً للطلاق فاذا حنث بعدها | کیونکہ جب بیوی کو بائنہ کر دیا اور عدت گزر گئی تو اب وہ طلاق کا محل نہ رہی، اب اس کے بعد قسم ٹوٹے |
|--|---|

¹ در مختار فصل فی البیع کتاب الحظروالاباحۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲۵۳/۲

² سنن ابو داؤد باب فی کراہیۃ الطلاق آفتاب عالم پریس لاہور ۲۹۶/۱

³ سنن ابو داؤد باب فی کراہیۃ الطلاق آفتاب عالم پریس لاہور ۲۹۶/۱

| | |
|--|--|
| نزل الجزاء المعلق ولم یصادف محلاً فمضى هملًا وقد انتهى الییین لعدم ما یدل علی التکرار فاذا تزوجها بعد وعظ لم یحسث۔ | کی وجہ سے معلق شدہ جزاء وارد ہوگی تو اس وقت محل نہ ہونے کی وجہ سے مہمل ہو جائے گی اور قسم ختم ہو جائے گی کیونکہ اس میں تکرار والی کوئی بات نہیں، اور اب وعظ کر لے اور اس کے بعد دوبارہ نکاح کر لے تو حسث نہ ہوگا۔ (ت) |
|--|--|

در مختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| تنحل الییین بعد وجود الشرط مطلقاً لکن ان وجد فی المملک طلقت والا لا فحیلة من علق الثلاث بدخول الدار ان یطلقها واحدة ثم بعد العدة تدخلها فتتحل الییین فینکحها ^۱ ۔ | مطلقاً شرط پائے جانے کے بعد قسم ٹوٹ جاتی ہے لیکن وہ شرط اگر ملکیت نکاح میں پائی جائے تو طلاق ہو جائیگی ورنہ نہیں، تو جس نے تین طلاقیں کو دخول دار کی شرط سے معلق کیا ہو اس کے لئے حیلہ یہ ہے کہ بیوی کو ایک طلاق دے دے جب اس کی عدت ختم ہو جائے تو عدت کے بعد عورت دخول دار کر لے اب قسم ٹوٹ کر ختم ہو جائے گی پھر وہ عورت سے نکاح کر لے۔ (ت) |
|--|---|

مگر یہ صورت دقت سے خالی نہیں بعد انقضاء عدت عورت خود مختار ہو جائے گی اور اگر وہ اس سے نکاح نہ کرے تو اس پر جبر کا
کوئی اختیار نہیں۔ یونہی یہ سب صورتیں اس تقدیر پر ہیں کہ اس سے پہلے کبھی اس عورت کو دو طلاقیں مجموع خواہ متفرق نہ دے
چکا ہو ورنہ وعظ کہتے ہی یا قبل وعظ ایک طلاق دیتے ہی فوراً تین طلاقیں ہو جائیں گی اور اب سوا حلالہ کوئی علاج نہ ہوگا۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲: از ریاست رامپور محلہ باجوری ٹولہ متصل زیارت حافظ جمال اللہ صاحب مرسلہ محمد ضمیر خاں صاحب ۵ ذی
قعدہ ۱۳۲۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عمرو سے اس کی بیوی نے طلاق طلب کی۔ عمرو نے یہ کہا کہ تو مہر بخش دے تو تین
طلاق دوں گا۔ عورت نے یہ کہا اگر تم مجھے طلاق دو تو میں نے مہر بخش دیا۔ عورت نے تین مرتبہ یہ کہا کہ اگر میرا شوہر مجھے
طلاق دے تو میں نے مہر بخش دیا۔ پھر عمرو نے دو مرتبہ یہ کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ اس واقعہ کو قریب ایک ہفتہ
کے ہو اور یہ واقعہ درمیان شوہر اور بیوی کے غصہ کی حالت میں ہوا، آیا طلاق ہوئی یا نہیں؟ بینوا تو جروا

^۱ در مختار باب التعلیق مطبع مجتبائی دہلی ۲۳۱/۱

الجواب:

اگر عورت مدخولہ ہے دو طلاقیں ہو گئیں مگر جب تک عدت نہ گزرے رجعت کر سکتا ہے، مثلاً زبانی سے کہہ دے کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں پھیر لیا وہ بدستور اس کی زوجہ رہے گی اگر اس سے پہلے کبھی کوئی طلاق نہ دے چکا ہو۔ اور اگر عورت غیر مدخولہ ہے تو ایک طلاق بائن پڑی اور عورت نکاح سے نکل گئی، مگر اس کی رضا کے ساتھ عدت میں خواہ عدت کے بعد اس سے نکاح کر سکتا ہے رہا مہر وہ کسی حالت میں ساقط نہ ہو اب بدستور باقی ہے بزازیہ کتاب البیوع میں ہے:

| | |
|--|---|
| تعليق الهبة بكلمة ان باطل ¹ | ہبہ کو کسی شرط سے معلق کرنا باطل ہے (ت) |
|--|---|

اشباہ میں ہے:

| | |
|--|---|
| تعليق التمليكات بالشرط باطل كالبيع والشراء والهبه والابراء ² (ملخصاً) والله تعالى اعلم۔ | بیع و شراء، ہبہ اور حق کی وصولی سے کسی کو بری کرنا جیسی چیزوں کی تملیک کسی شرط سے معلق کرنا باطل ہے (ملخصاً) والله تعالى اعلم (ت) |
|--|---|

مسئلہ ۱۳: از ریاست رامپور سرشتہ پولیس مرسلہ سید جعفر حسین صاحب محرر سرشتہ ۲۰ محرم ۱۳۱۸ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ سے اس شرط پر نکاح کیا نصف مہر یعنی پانسو روپے اگر بوقت طلب زوجہ ہندہ ادانہ کروں تو ہندہ پر سہ طلاق ہیں اب بعد نکاح کے ہندہ نے زید سے نصف مہر طلب کیا زید نے اس وقت روپیہ مذکور ادانہ کیا اس صورت میں ہندہ پر سہ طلاق ہوئیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:

اگر عقد نکاح میں ایجاب یعنی ابتدائے کلام بشرط مذکور جانب زید سے ہو مثلاً زید نے ہندہ سے کہا میں تجھے بعوض ہزار روپے مہر کے اپنے نکاح میں لایا اس شرط پر کہ اگر نصف مہر تیری طلب کے وقت ادانہ کروں تو تجھ پر تین طلاق، ہندہ نے کہا میں نے قبول کیا، تو صورت مستفسرہ میں اگر زید نے ہنگام طلب نصف مہر ادانہ کیا ہندہ پر اصلاً طلاق نہ ہوئی، اور اگر ابتدائے عقد جانب ہندہ سے تھی خواہ شرط کلام ہندہ میں مذکور ہو، مثلاً ہندہ نے کہا میں نے اپنے نفس کو اس شرط پر تیرے نکاح میں دیا تو نصف مہر الخ، زید نے کہا میں نے

¹ فتاویٰ بزازیہ علی حاشیہ فتاویٰ ہندیہ کتاب البیوع نورانی کتب خانہ پشاور ۴۲۵/۴

² اشباہ والنظائر القول فی الشرط والتعلیق ادارة القرآن کراچی ۲/۳۲۵، ۲۶۶

قبول کیا یا کلام زید میں ہو مثلاً ہندہ نے کہا میں نے اپنی جان تیری زوجیت میں دی، زید نے کہا میں نے قبول کی اس شرط پر کہ اگر نصف مہر الخ یا ابتدائے ایجاب تو جانب زید سے تھی مگر شرط ہندہ نے قبول میں ذکر کی اور زید نے منظور کر لی، مثلاً زید نے کہا میں نے تجھے اپنی زوجیت میں لیا، ہندہ نے کہا میں نے قبول کیا اس شرط پر کہ اگر تو نصف مہر الخ، زید نے کہا مجھے منظور ہے، تو ان صورتوں میں جب نصف مہر عند الطلب ادا نہ کیا ہندہ پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں والفرق نفیس حسن بینا فی فتاونا (اور یہ فرق نفیس خوب ہے، اس کو ہم نے اپنے فتاویٰ میں بیان کیا ہے۔ ت) یہ مسئلہ خانیہ و خلاصہ و نزاریہ و بحر الرائق و ہندیہ و رد المحتار و غیرہا معتمدات اسفار میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳: از بنگالی ضلع پاپناڈا کخانہ سراج گنج موضع قاضی پور مرسلہ امید علی صاحب ۱۲ صفر ۱۳۱۸ھ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ فی هذه المسئلة (اے علماء کرام! اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے، آپ کا اس مسئلہ میں کیا ارشاد ہے۔ ت) کہ ایک شخص نے اپنی منکوحہ سے کہا کلمہ دخلت الدار فانت طالق (جب بھی تو گھر میں داخل ہوگی تجھے طلاق ہے۔ ت) بعد اس کے اس نے ایک طلاق دی بعد عدت عورت نے دوسرے سے نکاح کر لیا، بعدہ دوسرے نے بھی طلاق دے دی، بعد چند روز اول سے نکاح کر لیا پھر دخول دار پایا گیا اب طلاق پڑے گی یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

اگر تین بار دخول دار سے انحلال یمین یا تین طلاق تنجیزی خواہ تعلیقی خواہ مختلط سے زوال حل نہ ہو لیا تھا تو یمین ضرور باقی ہے وقوع شرط سے طلاق واقع ہوگی والتفصیل یستدعی التظویل (اس کی تفصیل کے لئے تطویل کی ضرورت ہے۔ ت) در مختار میں ہے:

معلوم ہونا چاہئے کہ یہ تعلیق حلف ختم ہونے پر باطل ہوگی محض ملکیت ختم ہونے پر تعلیق ختم نہ ہوگی، اگر خاوند نے تین طلاقیں یا ایک دو کو دخول دار سے معلق کیا ہو اور پھر اس کے بعد اس نے اس بیوی کو غیر مشروط طور پر تین طلاقیں دے دیں جس پر بیوی مذکورہ نے حلالہ شریعہ کے بعد دوبارہ اس پہلے خاوند سے نکاح کیا تو اس دوسرے نکاح کے بعد بیوی کے گھر میں داخل ہونے پر کوئی طلاق نہ ہوگی اور تعلیق ختم ہے

اعلم ان التعليق يبطل بزوال الحل لا بزوال الملك
فلو علق الثلث او مادونها بدخول الدار ثم نجز
الثلث ثم نكحها بعد التحليل بطل التعليق فلا
يقع بدخولها شبيح ولو كان نجز ما دونها لم يبطل
فيقع المعلق كله ووقع محمد بقية الاول وهي

| | |
|-------------------------------------|---|
| <p>مسألة الہدم^۱ الخ۔</p> | <p>اور اگر مذکورہ صورت میں خاوند نے تعلیق کے بعد تین سے کم طلاقیں دی ہوں تو اس کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کر لینے کے بعد بھی تعلیق ختم نہ ہوگی لہذا دوبارہ پہلے خاوند سے نکاح کرنے پر دخول دار ہوا تو تمام معلق طلاقیں واقع ہو جائیں گی، جبکہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ پہلی دی ہوئی طلاق سے بقیہ طلاقیں کو واقع مانتے ہیں ان کا یہ قول، دوسرے خاوند سے نکاح کے بعد پہلے خاوند سے نکاح کرنے پر پہلی طلاقیں کے ساقط ہو جانے کے اختلافی مسئلہ پر ان کے موقف پر مبنی ہے الخ (ت)</p> |
|-------------------------------------|---|

اسی میں ہے:

| | |
|---|---|
| <p>تبطل الیمین ببطلان التعلیق اذا وجد الشرط مرة الا فی کلمہ فانہ ینحل بعد الثلاث لاقتضاء عموماً الافعال کاقتضاء کل عموماً الاسماء فلا یقع ان نکحها بعد زوج آخر^۲ الخ۔</p> | <p>تعلیق سے متعلق یمین، تعلیق کے باطل ہو جانے پر ختم ہو جائے گی جب ایک دفعہ شرط پائی گئی ہو، مگر لفظ "کلمہ" کے ساتھ کسی شرط سے تعلیق کی گئی ہو تو وہ یمین تین طلاقیں کے بعد ختم ہوگی، کیونکہ "کلمہ" افعال کے عموم کو چاہتا ہے جیسا کہ "کل" عموم اسماء پر دلالت کرتا ہے، لہذا اس صورت میں تین طلاقیں کے بعد حلالہ کرنے پر پہلے خاوند سے نکاح کرے تو اب دخول دار سے طلاق نہ ہوگی الخ۔ (ت)</p> |
|---|---|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|--|---|
| <p>قوله فلا یقع تفریع علی قوله فانہ ینحل بعد الثلاث وانما لم یقع لان المحلوف علیہ طلقات هذه الملك وهو متنأیة کما مر اما لو کان الزوج الآخر قبل الثلاث فانہ یقع ما بقی^۳۔</p> | <p>ماتن کا قول "فلا یقع" کے اپنے قول "تین طلاقیں کے بعد یمین ختم ہو جائے گی" پر تفریع ہے، یہ اس لئے کہ حلف کا تعلق موجودہ ملکیت کی پوری طلاقیں سے ہوتا ہے اور وہ محدود ہیں اس لئے تین طلاقیں پر یمین ختم ہو جائے گی، جیسا کہ گزرا ہے، اور اگر تین طلاقیں سے کم پر دوسرے خاوند کے بعد پہلے سے نکاح کرے تو اب شرط پائے جانے پر باقی ماندہ طلاقیں واقع ہوں گی۔ (ت)</p> |
|--|---|

اسی میں قبیل باب التعلیق ہے:

^۱ درمختار باب التعلیق مطبع مجتبائی دہلی ۲۳۱/۱

^۲ درمختار باب التعلیق مطبع مجتبائی دہلی ۲۳۱/۱

^۳ ردالمحتار باب التعلیق دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۰۰/۲

| | |
|--|--|
| <p>اذا قال كذا دخلت الدار فانت طالق فدخلتها مرتين ووقع عليها الطلاق وانقضت عدتها ثم عادت اليه بعد زوج آخر فعند ما تطلق كذا دخلت الدار الى ان تبين بثلاث طلاقات خلا فالحمد كما ذكره الزيلعي¹ الخ وانظر ما علقنا على قوله السابق۔</p> | <p>اگر تعلیق میں "کذا" کے ساتھ شرط بیان کرتے ہوئے کہا جب بھی تو گھر میں داخل ہو تجھے طلاق ہے، تو اگر دو مرتبہ گھر میں دخول پایا گیا اور اس پر دو طلاقیں ہونے اور عدت گزرنے کے بعد پہلے خاوند سے نکاح کیا تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین مرتبہ داخلہ کے ساتھ تین طلاقیں ہو جائیں گی، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اب صرف ایک مرتبہ گھر میں داخلہ کے ساتھ ایک ہی باقیماندہ طلاق ہوگی، جیسا کہ اس کو امام زیلیعی نے ذکر فرمایا الخ۔ ردالمحتار کے پہلے قول پر ہمارا حاشیہ ملاحظہ کیا جائے۔ (ت)</p> |
|--|--|

در مختار میں ہے:

| | |
|--|--|
| <p>تنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا لکن ان وجد فی المملکة طلقت والا²۔</p> | <p>مطلقاً شرط پائے جانے پر یمین ختم ہو جاتی ہے اگر وہ شرط ملکیت یعنی نکاح کے دوران پائی جائے تو طلاق ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ (ت)</p> |
|--|--|

اس پر ردالمختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| <p>المحقق فی الفتح افاد فی باب التعلیق ان قولهم المعلق طلقت هذا المملکة الثلاث مقید بمادام مالکها لها فاذا زال ملكه لبعضها صار المعلق ثلاثاً³ اهـ وانظر ما كتبت على هامش الفتح من هذا القول واذا جمعت هذه كلها عرفت بعون الله تعالى تفاصيل صور المسئلة. والله سبحانه وتعالى اعلم۔</p> | <p>فتح القدير کے باب التعلیق میں محقق صاحب نے افادہ فرمایا کہ موجودہ ملکیت تین طلاقیں ہوتی ہیں، اس عبارت سے انہوں نے یہ قید بیان فرمائی کہ موجودہ ملکیت جب تک باقی ہے یمین و تعلیق باقی ہے اور اگر تین میں سے بعض طلاقوں کی ملکیت ختم ہو جائے تو تین تک تعلیق رہے گی اھ، فتح القدير کے اس قول پر میرے حاشیہ کو دیکھو، تو جب یہ تمام عبارات ملاحظہ میں آئیں تو اس مسئلہ کی تمام صورتوں کی تفصیل بعون اللہ آپ کو معلوم ہوگی۔ والله سبحانه وتعالى اعلم (ت)</p> |
|--|---|

¹ ردالمحتار فصل فی المشیئة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۹۰

² در مختار باب التعلیق مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۳۱

³ ردالمحتار فصل فی المشیئة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۹۰

مسئلہ ۱۵: ازہر دوار مسئلہ فضل حسین

ایک شخص نے بحالتِ غصہ اپنی عورت سے یہ کہا کہ اگر تو میرے گھر آئی تو تجھ کو طلاق ہے اور اگر میں تیرے ساتھ کوئی بات کروں (یعنی صحبت کروں) تو حرام کروں، ان الفاظ سے طلاق ثابت ہوتی ہے یا نہیں اور اس عورت کا نکاح دوسرے شخص کے ساتھ کرنے میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟

الجواب:

اس کہنے کے وقت اگر عورت شوہر کے گھر کے علاوہ اور جگہ تھی تو جب شوہر کے گھر آئے گی ایک طلاق رجعی پڑے گی اور اگر اس وقت شوہر ہی کے گھر میں تھی تو جب تک یہاں رہے گی طلاق نہ ہوگی جب کہیں اور جا کر وہاں سے شوہر کے یہاں آئے گی اس وقت طلاق پڑے گی، اور بہر حال طلاق رجعی ہوگی، عدت کے اندر اگر شوہر اتنا کہہ دے کہ میں نے اسے اپنے نکاح میں پھیر لیا تو وہ بدستور اس کی زوجہ رہے گی اور اس کا نکاح دوسرے سے نہ ہو سکے گا، ہاں اگر طلاق پڑے اور شوہر اسے اپنے نکاح میں واپس نہ لے یہاں تک کہ طلاق ہونے کے بعد سے تین حیض شروع ہو کر ختم ہو جائیں تو اس وقت عورت نکاح سے نکل جائے گی اور دوسرے سے نکاح جائز ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶: از کلکتہ مرسلہ ابوالقمر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے قسمیہ اپنی منکوحہ عورت سے کہہ دیا کہ اگر بغیر عذر شرعی کے تم نے کبھی نماز نہ پڑھی تو تجھ کو میری طرف سے تین طلاقیں ہوں گی، کیا ایک جگہ ایک وقت ایک ہی دفعہ ایک لفظ سے تین طلاقیں واقع ہوں گی چونکہ اس قسم کا سلسلہ دراز ہے جب تک زوج اور زوجہ زندہ ہیں مدام اندیشہ میں ہیں اور اس زمانہ کے لوگ سُست ہیں دین کے کاموں میں بے پروا ہو گئے ہیں، ممکن ہے کہ کسی وقت عورت سے غفلت ہو جائے تو اس کو طلاق پڑ جائے گی۔ کیا کوئی ایسی صورت ہو سکتی ہے کہ طلاق کے واقع ہونے سے قبل کوئی ایسا حیلہ کیا جائے کہ عورت پر طلاق نہ پڑے۔

الجواب:

چار اماموں چاروں مذہب کا اجماع ہے کہ تین طلاقیں ایک جگہ ایک وقت ایک ہی دفعہ ایک ہی لفظ میں واقع ہو جاتی ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا تیری بیوی بائسہ طلاق والی ہو گئی ہے اور تو نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے اگر تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے

قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بآنت امرأتک وعصیت ربک ان لم تتق اللہ فلم یجعل لک

| | |
|-----------------------|---|
| مخرجاً ^۱ ۔ | خوف نہ کرے گا تو پھر تیرے لئے اللہ تعالیٰ کوئی سبیل نہ فرمائے گا۔ (ت) |
|-----------------------|---|

وہابی گمراہ بد دین اس میں خلاف کرتے اور حرام کو حلال ٹھہراتے ہیں، زید نے جبکہ ایک وقت کی نماز نہ پڑھنے پر حکم طلاق مغلطہ معلق کیا جیسا کہ تقریر سوال سے ظاہر تو عورت جب بے عذر شرعی ایک وقت کی نماز بھی چھوڑے گی فوراً اس پر تین طلاقیں ہو جائیں گی اور بے حلالہ اس کے نکاح میں نہ آسکے گی فان الجزء ينزل عند نزول الشرط كما في الهداية وغيرها (شرط پائے جانے پر جزء پائی جاتی ہے جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں ہے۔ ت) اور اس کا حیلہ ارتکاب کبیرہ بالعمد پر مشتمل ہے اور اس کا بتانا بھی حرام ہے یہ اس معنی پر ہے جس پر سوال مبنی اور اگر مراد زید اور ہے تو اس کا اسی سے استفسار ہو،

| | |
|--|--|
| فان للكلام محملين آخرين لان ذكرها كيلا يكون تعليمًا والمفتي منه بل يسأل فهو اعلم بمراده۔ | اس کلام کے دو محمل اور جن کو ہم ذکر نہیں کرتے تاکہ تعلیم نہ قرار پائے مفتی کو اس سے باز رہنے کا حکم ہے بلکہ وہ صرف سوال کرے کیونکہ مبتلا شخص اپنی مراد کو بہتر جانتا ہے۔ (ت) |
|--|--|

اس وقت اس کا جواب دیا جائے، وجیز کردری و عقود الدریہ میں ہے ہ:

| | |
|--|---|
| احب المفتي ان لا يقول يصدق ديانة لانه تعليم بل ادبه ان يقول لا يصدق۔ ^۲ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | مفتی کے آداب میں سے ہے کہ وہ کسی بات پر دیانت کی تصدیق نہ کرے کیونکہ یہ مبتلاء کو تعلیم قرار پاتی ہے بلکہ ادب المفتی یہ ہے کہ وہ کہے کہ تصدیق نہیں ہو سکتی واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) |
|--|---|

مسئلہ ۱۷: از پبلی بھیت محلہ منیر خاں مرسلہ مولانا عبدالاحد صاحب ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی زوجہ ہندہ کے پدر سے کسی تذکرہ میں کہا تھا کہ اگر میری بیوی فلاں مکان میں جائے گی تو میری بیوی ہی نہ رہے گی پھر اس کے چند روز بعد دوسرے جلسے میں زید نے پدر ہندہ سے الفاظ مذکورہ دوبارہ پھر ادا کئے کہ ہندہ اگر فلاں مکان میں جائے گی تو میری بی بی ہی نہ رہے گی، بعد تھوڑے عرصہ کے ہندہ بلا رضا مندی اپنے شوہر کے اس مکان میں چلی گئی جس کی بابت زید دومرتبہ دو جلسوں میں پدر ہندہ سے عدم رضا مندی اپنی ظاہر کر چکا تھا اور اب عرصہ پانچ ماہ سے ہندہ اسی مکان میں مقیم ہے،

^۱ سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب نسخ المراجعة بعد التطبیقات الثلاث آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۹۹

^۲ عقود الدریۃ فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیۃ فوائد تتعلق بآداب المفتی حاجی عبدالغفار و پسران تاجران کتب ارگ بازار قندھار افغانستان ۳/۱

پس اس صورت میں نکاح زید سے قائم رہا یا نہیں؟ اور مبادا اگر نکاح ہندہ زید سے نہیں قائم رہا تو کون سی طلاق ہندہ پر پڑ سکتی ہے؟ اور کیا صورت رجعت کی از روئے شرع شریف ہو سکتی ہے؟

الجواب:

اگر زید نے وہ الفاظ دونوں بار خواہ ایک بار بہ نیت ایقاع طلاق کے کہے تھے یعنی یہ مطلب تھا کہ اگر وہ وہاں جائے تو اس پر طلاق ہے تو وہاں جانے سے عورت پر ایک طلاق بائن ہوگی نکاح سے نکل گئی رجعت نہیں کر سکتا، ہاں عورت کی رضا سے دوبارہ اس سے نکاح کر سکتا ہے عدت میں خواہ عدت کے بعد، بہر حال حلالہ کی حاجت نہیں اگرچہ لفظ مذکور تین بار کہا ہو اور اگر کسی بار اس سے نیت طلاق بمعنی مذکور نہ تھی تو عورت کا وہاں جانے سے کچھ نہ ہوا اور وہ بدستور اس کی زوجہ ہے، رہا یہ کہ نیت تھی یا نہ تھی یہ بیان زید پر ہے اگر وہ بحلف کہہ دے کہ میرا وہ مطلب ان لفظوں سے کسی بار میں بھی نہ تھا تو طلاق اصلاً نہ مانیں گے اگر زید جھوٹا حلف کر لے گا وہاں اس پر رہے گا، در مختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| <p>نیت نہ ہونے کے متعلق خاوند کی بات حلف کے ساتھ تسلیم کر لی جائے گی اور بیوی کا گھر میں ہی اس سے قسم لے لینا کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p> | <p>القول له ببينه في عدم النية ويكفي تحليفها في منزله۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> |
|--|---|

مسئلہ ۱۸: از ملک بنگال ضلع نواکھالی مقام ہتیا مرسلہ مولوی عباس علی عرف مولوی عبدالسلام صاحب ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۱۵ھ کیافر ماتے ہیں فضلائے شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ سے یوں کہہ کر نکاح کیا کہ میں تمہاری بلا اجازت دوسرا نکاح نہیں کروں گا اگر کروں تو طلاق مغضہ ہوگی، اب اس صورت میں شرط فوت ہو جائے تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اور ہو تو کس طلاق ہوں گی؟ بینوا تو جروامع الدلیل۔

الجواب:

اگر زید نے یہ الفاظ عقد نکاح سے پہلے کہے تھے یا خود نفس عقد میں یہ شرط کی مگر ایجاب یعنی ابتداءً الفاظ عقد جانب زید سے تھی، مثلاً اس نے کہا میں نے تجھے اپنے نکاح میں لیا اس شرط پر کہ بے تیری اجازت کے نکاح ثانی نہ کروں گا اگر کروں تو طلاق مغضہ ہو، ہندہ نے کہا میں نے قبول کیا جب تو بحال وقوع شرط زوجہ ثانیہ پر طلاق نہ ہوگی اور اگر بعد نکاح الفاظ مذکور کہے یا نفس عقد اس شرط پر ہوا اور زید کی جانب سے قبول تھا مثلاً ہندہ نے کہا میں نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں دیا زید نے کہا میں نے قبول کیا اس شرط پر الخ یا ہندہ نے کہا میں نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں دیا اس شرط پر کہ تو بے میری اجازت کے نکاح ثانی نہ کرے اگر کرے تو طلاق مغضہ ہو، زید نے کہا میں نے قبول کیا، تو در صورت وقوع شرط دونوں عورتوں میں سے ایک

مطلقہ ہوگی زید کو اختیار ہوگا کہ ان میں سے جس کی طرف چاہے طلاق کو پھیر دے خواہ ہندہ کی طرف خواہ منکوحہ ثانیہ کی جانب،

| | |
|--|---|
| <p>ہندہ میں فتح سے منقول ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا: "اگر تیری زندگی میں تجھ پر کسی دوسری عورت سے نکاح کروں تو مجھ پر طلاق واجب ہے" اس کے بعد اس نے اس بیوی پر دوسرا نکاح کر لیا تو پہلی اور دوسری دونوں بیویوں میں سے ایک کو طلاق ہو جائیگی خاوند اس طلاق کو جس پر چاہے نافذ کر دے اھ (ملخصاً)۔ (میں کہتا ہوں کہ) دوسری صورت یعنی نکاح کے بعد یا بیوی کی طرف سے ایجاب میں یہ الفاظ کہے ہوں، تو چونکہ شرط والے الفاظ کا تکلم ثبوت نکاح کے بعد ہوا کیونکہ نکاح ایجاب و قبول کے دو لفظوں سے تام ہوتا ہے لہذا مسئلہ صورت میں ہندہ طلاق کا محل بن گئی کیونکہ نکاح کے تام ہونے پر ملکیت نکاح مکمل ہو گئی ہے، چونکہ زید نے اس موقع پر طلاق مغلفہ واقع ہونے کی بات کی ہے لہذا دوسرا نکاح کرنے پر مغلفہ طلاق کا احتمال دونوں بیویوں میں سے ہر ایک کے لئے ہے لہذا زید اس طلاق کو دونوں میں سے جس پر چاہے نافذ کر دے لیکن پہلی صورت یعنی جب نکاح تام ہونے سے قبل شرط کا تکلم ہوا کیونکہ صرف ایجاب سے نکاح تام نہیں ہوتا، اس لئے اس صورت میں ہندہ طلاق کا محل نہ بن سکے گی کیونکہ ابھی نکاح نہ ہوا اور نہ ہی نکاح کی طرف طلاق کو</p> | <p>فی الہندیۃ عن الفتح، لو قال لامرأته ان تزوجت عليك ما عشت فالطلاق علی واجب ثم تزوج علیها یقع تطلیقہ علی واحدة منهما. یصرفہا الی ایتہما شاء^۱ اھ ملخصاً قلت ففی الفصل الثانی لما وقع التکلم بالشرط بعد ثبوت النکاح لانه یتمم باللفظین فقد کانت ہندۃ محلاً للتطلیق لثبوت ملکۃ علیہا. فقوله یکن طلاق مغلفہ یحتملہما فیصرفہ الی ایتہما احب. اما فی فصل الاول لما کان التکلم بہ قبل حصول النکاح حیث لا یتامر لہ بمجرد الایجاب لم تکن ہندۃ محلاً لہ لعدم البک والاضافۃ الی نکاح ہندۃ فتعینت الاخری اعمالاً للکلام کما لو قال لامرأته واجنبیۃ طلقت احدکما تطلق امرأۃ من غیرنیۃ</p> |
|--|---|

^۱ فتاویٰ ہندیہ فصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمۃ ان. اذا وغیرہما نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۲۶

لتعينها الانشاء¹ كما في الهندية عن المحيط عن
المبسوط، وفي الدر المختار من باب الرجعة، لو خافت
ان لا يطلقها تقول زوجتك نفسي على ان امرى
بيدى، زيلعى وتماهه في العبادية اه²، في رد المختار
حيث قال ولو قال لها تزوجتك على ان امرك فقبليت
جاز النكاح ولغا الشرط لان الامر انما يصح في الملك
او مضافا اليه ولم يوجد واحد منهما بخلاف ما مر
فان الامر صار بيدها مقارنا لصيرورتها منكوحه اه
نهر، والحاصل ان الشرط صحيح اذا ابتدأت المرأة
لا اذا ابتدأ الرجل ولكن الفرق خفي³ اه كلام الشامي
باختصار ورأيتني كتبت عليه مانصه اقول بل هو
ظاهر والحمد لله فان الزوج اذا ابتدأ فقال

منسوب کیا گیا، لہذا یہ طلاق لازماً دوسری بیوی کو ہوگی اور وہی
طلاق کے لئے متعین قرار پائیگی تاکہ زید کا کلام لغو نہ ہو، جیسا
کہ کوئی شخص اپنی بیوی اور اجنبی عورت کو خطاب کر کے کہے
میں نے تم دونوں سے ایک کو طلاق دی ہے، تو اس کی بیوی
کو ہی بغیر نیت طلاق ہوگی کیونکہ وہی انشاء طلاق کا محل ہونے
کی وجہ سے متعین ہوگی، اس کو ہندیہ میں محیط کے حوالے
سے مبسوط سے نقل کیا ہے۔ در مختار کے باب الرجعة میں ہے
کہ اگر بیوی کو ڈر ہو کہ کہیں خاوند طلاق نہ دے دے تو نکاح
کے وقت بیوی یوں کہے کہ میں تجھ سے اپنا نکاح اس شرط پر
کرتی ہوں کہ میری طلاق کا اختیار میرے ہاتھ میں ہوگا اس کو
امام زیلعی نے بیان کیا یہ بحث عمادیہ میں ہے، رد المختار
میں ہے کہ اگر خاوند نے ایجاب کرتے ہوئے یوں کہا میں تجھ
سے اس شرط پر نکاح کرتا ہوں کہ طلاق کا اختیار تیرے ہاتھ
میں ہے تو عورت نے قبول کیا، اس صورت میں نکاح جائز
ہوگا اور شرط کا ذکر لغو ہوگا، کیونکہ تفویض طلاق کے لئے جواز
تب پیدا ہوتا ہے جب نکاح موجود ہو یا طلاق کو نکاح کے ساتھ
معلق کیا ہو، جبکہ اس صورت میں دونوں باتوں میں سے کوئی
بھی نہ پائی گئی، بخلاف پہلے مذکور مسئلہ کے کہ وہاں عورت کی
طرف سے ایجاب میں شرط کو خاوند نے قبول کیا تو نکاح اور
طلاق کی شرط دونوں اکٹھے پائے گئے

¹ فتاویٰ ہندیہ الباب الثانی فی ایقاع الطلاق نورانی مکتب خانہ پشاور ۱/۳۶۳

² در مختار باب الرجعة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۴۱

³ رد المختار باب الرجعة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۵۴۰

تزوجتك على انك طالق فقلت كان التعليق قبل حصول البلك. اذلاملك الابعد تمام الركنين. ولا تعليق على سبب البلك. فان المعينة يجب فيها حقيقة الشرط لامعناه كما تقدم فكان باطلا كما نقله عن النهر. اما اذا كانت هي المبتدأة انى زوجتك نفسى على انى طالق فقال قلت كان السؤال معادا فى الجواب. فكانه قال بعد ايجابها قلت على انك طالق. فوقع بعد تمام الركنين. افاده فى الخانية حيث قال لان البدأة اذا كانت من الزوج كان الطلاق فلا يصح اما اذا كانت البدأة من قبل المرأة يصير التفويض بعد النكاح لان الزوج لما قال بعد كلام المرأة قلت والجواب يتضمن اعادة ما فى السؤال صار كانه قال قلت على انك طالق او على

اس لئے طلاق کا اختیار عورت کو حاصل ہوگا، نہر، حاصل یہ کہ شرط عورت کے پہلے کرنے پر صحیح ہوگی، مرد کے پہلے کرنے پر درست نہ ہوگی، لیکن یہ فرق مخفی رہا، اختصاراً، علامہ شامی کا کلام ختم ہوا۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے علامہ شامی کے اس کلام پر حاشیہ لکھا جس کی عبارت یہ ہے اقول: (میں کہتا ہوں کہ) فرق مخفی نہیں بلکہ ظاہر ہے الحمد للہ، کیونکہ خاوند کے پہلے کرنے اور یہ کہنے پر کہ میں تجھ سے نکاح اس شرط پر کرتا ہوں کہ تجھے طلاق ہے تو عورت نے قبول کر لیا تو یہ تعلیق ملکیت نکاح کے دونوں رکن (ایجاب و قبول) سے پہلے ہوئی ہے لہذا ملکیت حاصل نہ ہوئی اور ملکیت کے سبب پر بھی تعلیق نہیں کیونکہ معینہ عورت کے لئے حقیقہ شرط کا پایا جانا ضروری ہے محض شرط کا معنی کافی نہیں، جیسا کہ پہلے گزرا ہے، تو یہ تعلیق باطلاق باطل ہوگی جس طرح انہوں نے اس کو نہر سے نقل کیا ہے لیکن، اگر عورت پہلے کر کے ایجاب میں کہے میں نے تجھے اپنا نفس نکاح کر کے دیا اس شرط پر کہ مجھے طلاق ہے تو خاوند نے قبول کرتے ہوئے کہا میں نے قبول کیا، چونکہ جواب میں سوال کا اعادہ ہوتا ہے اس لئے گویا خاوند نے یوں کہا "میں نے قبول کیا اس شرط پر کہ تجھے طلاق ہے" تو یہ تعلیق نکاح کے دونوں رکن (ایجاب و قبول) پائے جانے کے بعد پائی گئی اس کا خانیہ نے افادہ فرمایا جہاں انہوں نے فرمایا کہ جب ابتداء زوج کرے تو طلاق اور تفویض دونوں نکاح سے قبل پائی گئیں لہذا صحیح نہ ہوں گی لیکن جب عورت ابتداء کرے تو تفویض نکاح کے بعد پائی گئی کیونکہ جب خاوند نے جواب میں کہا "میں نے

| | |
|--|---|
| <p>قبول کیا" چونکہ جواب میں سوال کا اعادہ مراد ہوتا ہے تو گویا یوں کہا میں نے قبول کیا اس شرط پر کہ تجھے طلاق ہے، یا تفویض کی صورت میں یوں کہا میں نے قبول کیا اس شرط پر کہ طلاق کا اختیار تیرے ہاتھ میں ہے تو تفویض نکاح کے بعد ہوئی اھ، (میں کہتا ہوں) اس سے صورت کا حکم معلوم ہو گیا جس میں بغیر شرط عورت ایجاب میں پہل کرے اور خاوند قبول کرتے ہوئے شرط ذکر کرے تو طلاق اور تفویض صحیح ہوگی، کیونکہ طلاق کے متعلق عورت کا کلام بے معنی ہے اس کی صحت کا دار و مدار خاوند کے قبول کرنے پر ہے جو کہ قبول کرنے میں مقدر طور پر مذکور ہے کیونکہ خاوند کا جواب عورت کے ایجاب یعنی سوال کو متضمن ہے تو جب خاوند کے قبول کرنے میں صراحتاً شرط مذکور ہو تو بطریق اولیٰ صحیح ہوگا اھ میں نے یہاں حاشیہ میں جو لکھا وہ ختم ہوا، اس سے یہاں پر تمام بحث کا آپ کو علم ہو گیا۔ (ت)</p> | <p>ان يكون الامر بيدك فيصير مفوضاً بعد النكاح اه قلت وبه تبين حكم ما اذا ابتدأت المرأة من دون شرط وقبل الزوج بشرط حيث يصح الطلاق و التفويض لان كلام المرأة لا عبرة بها في هذا الباب، كانت الصحة فيما مر لوقوعه في قبول الزوج تقديراً لتضمن الجواب مافی السؤال، فاذا وقع فيه تحقيقاً كان اولی بالصحة¹ اھ ما كتبت عليه وبه يظهر لك كل ما ذكرناه هنا۔</p> |
|--|---|

پھر بہر صورت منکوحہ ثانیہ خواہ ہندہ صورت مذکورہ میں جس پر طلاق پڑے گی تین طلاقیں ہوں گی کہ عرف میں طلاق مغلطہ اسی کو کہتے ہیں۔

| | |
|--|--|
| <p>اقول (میں کہتا ہوں کہ) جب گفتگو عرف پر مبنی ہے تو اب تنویر کی اس عبارت سے اعتراض پیدا نہ ہوگا کہ "غلط طلاق والی ہے" یہ ایک طلاق بائنہ ہوگی بشرطیکہ تین کی نیت نہ کرے۔ پھر یہ معلوم ہونا چاہئے کہ طلاق کا وقوع صفت کے ساتھ ہوگا جب صفت مذکور ہوگی، مثلاً جب خاوند کہے "تجھے طلاق ہے قطعی" حتیٰ کہ اس کے ساتھ متصل ان شاء اللہ کہہ دے تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی (کیونکہ ان شاء اللہ کا تعلق طلاق قطعی کے ساتھ ہے صرف "قطعی" سے نہیں) اگر اس میں</p> | <p>اقول وحيث كان البناء عليه فلا يرد ان قال انت طالق اغلظ الطلاق واحدة بائنة ان لم ينو ثلثاً² كما في التنوير ثم اعلم ان الوقوع بالصفة عند ذكرها كما اذا قال انت طالق البتة حتى لو قال بعدها ان شاء الله متصلاً لا يقع ولو كان الوقوع باسم الفاعل لوقع كما في رد المحتار فلا يتوهم</p> |
|--|--|

¹ جد الممتار حاشیة رد المحتار باب الرجعة حاشیہ نمبر ۱۰۸۷ المجمع الاسلامی مبارکپور انڈیا ۶۶/۲-۵۶۵

² در مختار شرح تنویر الابصار باب الصریح مطبع مجتبائی دہلی ۲۲۲/۱

| | |
|---|--|
| <p>ان الاخریٰ ينزل عليها الطلاق وهو غير مدخول بها والتعليق كالتكلم عند وجود الشرط فكانه قال لها حينئذ انت طالق طلاقاً مغلاً فطلقت بطلانٍ ولغاً الوصف فافهم، واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔</p> | <p>طلاق کا وقوع صرف لفظ "طالق" اسم فاعل سے ہوتا تو پھر ان شاء اللہ کا تعلق صرف لفظ "قطعی" یعنی البتہ سے ہوتا، اور طالق کے ساتھ نہ ہونے کی بناء پر طلاق واقع ہو جاتی، جیسا کہ ردالمحتار میں بیان کیا ہے تو اس قاعدہ کی بنا پر یہ وہم نہیں کیا جاسکتا کہ دوسری نئی بیوی غیر مدخولہ ہونے کی وجہ سے اس پر مذکورہ شرط والی مغلظہ طلاق نہ پڑی تو وہ انت طالق (تو طلاق والی ہے) سے بائنے ہو گئی، کیونکہ تعلیق میں شرط کے پائے جانے کے وقت طلاق والی کلام کا تکلم متحقق ہوتا ہے تو شرط پائے جانے پر گویا اس نے کہا تو طلاق والی ہے طلاق مغلظہ کے ساتھ، تو غیر مدخولہ کو طالق کہنے پر بائنے طلاق ہو گئی اور اس کے بعد مغلظہ کا وصف لغو قرار پایا، اس وہم کے مد فوع ہونے پر غور کرنا چاہئے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)</p> |
|---|--|

مسئلہ ۱۹: از ریاست رامپور مرسلہ حبیب اللہ بیگ جماعت مولوی فاضل اور نسیل کالج ۷ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنی عورت سے کہتا ہے کہ تجھ پر تین شرطوں سے طلاق قول من حیث ہو قول کیا، کسی چیز کی طرف اشارہ وغیرہ نہیں کیا بس تین شرطوں سے کہہ دیا یہ طلاق کون طلاق، واقع ہو گئی اور کیوں؟ اور تین شرطوں سے کیا مراد ہے اور کیوں؟

الجواب:

ظاہر الفاظ کا مفاد یہ ہے کہ طلاق بشرطِ مجہول دیتا ہے تو یہ کہنا ایسا ہوا کہ مطلقہ ہے، اگر تین شرطیں پائی جائیں اس صورت میں طلاق اصلاً واقع نہ ہوگی، درمختار میں ہے:

| | |
|---|--|
| <p>وشرط صحته ذكر المشروط فنحو "انت طالق ان" لغوبه يفتى^۱۔</p> | <p>تعلیق کی صحت کے لئے مشروط کا ذکر ضروری ہے، تو یوں کہنا "تجھے طلاق ہے اگر" لغو قرار پائے گا، اسی پر فتویٰ ہے (ت)</p> |
|---|--|

اور ایک احتمال یہ بھی ممکن کہ اس نے اپنے جاہلانہ محاورہ سے تین عدد کو تین شرطیں کہا ہو جیسے تین بار ہاتھ دھونے کو بعض جہال کہتے ہیں تینوں شرطیں پوری کرلو۔ اگر یہ اس کا محاورہ و مقصود ہے تو تین طلاقیں ہو گئیں۔ ردالمحتار میں ہے:

^۱ درمختار باب التعليق مطبع مجتبائی، دہلی، ۲۳۰/۱

| | |
|---|--|
| یحمل کلام کل عاقل و حالف علی عرفہ ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | عقد کرنے والے کے اور حلف دینے والے کلام کو اس کے عرف پر محمول کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت) |
|---|--|

مسئلہ ۲۰: از چھاؤنی برار علاقہ ریاست گوالیار متصل عقب گرلس اسکول بمعرفت منشی سید امجد علی صاحب مرسلہ عطا حسین صاحب نقشہ نوے ۵ ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کے والد اور ہندہ نے زید سے اسٹامپ لکھوا کر کچہری میں رجسٹری کروالی ہے جن میں کے چند شرائط درج ہیں:

(۱) ہندہ تمام عمر اپنے باپ ہی کے مکان پر رہے گی۔

(۲) جو اس وقت اولاد موجود ہے اس کی مالک ہندہ ہوگی زید مالک نہیں ہو سکتا اور آئندہ جو اولاد ہوگی اس اولاد کی بھی مالک ہندہ ہوگی۔

(۳) ہندہ کی حیات میں تم دوسری شادی نہیں کر سکو گے۔

(۴) دس اور وہیہ ماہوار ہندہ کے خرچ کے لئے زید کو ہندہ کے والد کے مکان پر بھیجنا ہوں گے۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر کسی وقت میں تین ماہ تک بہ استثنائے حوادثِ زمانہ جس کو میری زوجہ تسلیم کر لے خرچ نہ بھیجوں یا شرط مذکورہ بالا میں سے کسی شرط کا ایفاء نہ کروں تو میری یہ تحریر بجائے تین طلاق مغلط و شرع کے سمجھی جائے، یہ سب شرائط لکھنے کے بعد زید چھ ماہ تک ہندہ سے ملنے نہیں گیا اور نہ چھ ماہ تک ہندہ کے لیے خرچ بھیجا، بعد چھ ماہ کے زید ہندہ کے مکان پر گیا، ہندہ کے والد نے زید کو ہندہ سے ملنے دیا اور ہندہ کو زید کے ہمراہ رخصت کر دیا، زید ہندہ کو اپنے مکان پر لے آیا، اسی طرح سے آنا جانا بنا رہا، بعد چار ماہ کے ہندہ کا خط زید کے پاس آیا مجھ کو خرچ بھیجو، زید اس وقت بوجہ قرضداری کے خرچ نہیں بھیج سکا، ہندہ کے والد نے پھر ایک خط زید کو بھیجا تم نے اپنی تحریر کے موافق خرچ نہیں بھیجا تین ماہ کے بجائے چار ماہ گزر گئے اس لئے تم دونوں کو شریعت نے بالکل علیحدہ کیا طلاق ہو چکی اب کسی طرح میل جول نہیں ہو سکتا تم کو نوٹس دیا جاتا ہے کہ تیرہ سو بیس^{۱۳۲۰} روپے حق مہر یکمشت ادا کر دو، اس وقت اولاد کا دعویٰ کرنا، زید ہندہ کے والد کے پاس گیا زید نے یہ کہا جبکہ میں نے چھ ماہ تک خرچ نہیں بھیجا اور ہندہ کو آپ نے میرے ہمراہ رخصت کر دیا، اتنے عرصہ تک خرچ نہ بھیجئے پر اس وقت طلاق کیوں نہیں ہوئی، ہندہ کے والد نے جواب دیا ہندہ نے تم کو خرچ بھیجنے کیلئے نہیں لکھا تھا اب ہندہ نے تم کو خرچ منگوانے کے لئے لکھا ہے اس وقت سے تین ماہ رکھے گئے ہیں، پھر زید نے

^۱ رد المحتار باب التعلیق دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/۳۹۹

یہ سوال کیا کہ اسٹامپ میں آپ نے یا ہندہ نے یہ نہیں درج کروایا ہے کہ خرچ منگوانے پر تین ماہ رکھے جائیں، پھر زید نے ہندہ کا خط ہندہ کے والد کے روبرو پیش کیا، تین ماہ گزرنے میں پانچ یوم باقی ہیں ہندہ کے والد نے زید سے کہا تین ماہ کے تیس ۳۰ روپے دے دو تیس ۳۰ روپے دینے پر بھی تم ہندہ سے نہیں مل سکو گے اس وقت تک جبکہ تمہاری زوجہ کو خرچ نہ بھیجنے پر معذور سمجھے، اور علمائے دین سے دریافت کیا جائے اگر علمائے دین ملنے کی اجازت دے دیں اس وقت تم کو اطلاع دے دیں گے تم آ کر اپنی زوجہ کو رخصت کرا لے جانا، اور اگر علمائے دین نے ملنے کی اجازت نہ دی اور طلاق مقرر کر دی تو تمہارے تیس ۳۰ روپے واپس کر دے جائیں گے، زید نے کہا اس وقت میرے پاس تیس ۳۰ روپے نہیں فی الحال دس روپے لئے لیجئے مکان پر پہنچ کر بیس ۲۰ روپے اور بھیج دوں گا انہوں نے دس روپے نہیں لئے، زید کو واپس لوٹا دیا، ہندہ کے والد نے زید کو اولاد دیتے ہیں اور نہ ہندہ سے ملنے دیتے ہیں، زید میں اس قدر حیثیت نہیں ہے کہ تیرہ سو بیس ۳۲۰ روپیہ حق مہر یکشت ادا کر سکے، اب ہندہ کے والد یہ کہتے ہیں کہ علماء سے اجازت لو اگر علمائے دین ہندہ سے ملنے کی اجازت دے دیں تو پھر مجھ کو کچھ عذر نہ ہوگا تمہارے ساتھ ہندہ کو رخصت کر دوں گا، اب عرض یہ ہے کہ ان سب شرائط سے طلاق ہوئی یا نہیں؟ ہندہ کے والد نے زید کو لکھا کہ جس عالم سے تم فتویٰ منگواؤ اگر وہ لکھیں کہ طلاق نہیں ہوئی تو ان کو یہ ضرور لکھ دینا کہ جس کتاب سے طلاق نہیں ہوئی ہے (ثابت ہے) اس کتاب کا نام اور صفحہ کا نمبر ضرور لکھیں۔ بینوا تو جروا

الجواب:

یہ سب جاہلانہ خرافات ہیں، وہ اقرار نامہ باطل محض ہے اس میں جتنی شرطیں لگائیں سب باطل و مردود و خلاف شرع ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|--|
| مأبال رجال يشترطون شروطا ليست في كتاب الله ما كان من شرط ليس في كتاب الله فهو باطل وان كان مائة شرط فقضاء الله احق وشرط الله اوثق ^۱ ۔ رواه البخاری ومسلم عن ام المؤمنين الصديقة رضى الله تعالى عنها۔ | کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی شریعت میں نہیں، جو شرط شریعت کے خلاف ہو وہ باطل ہے اگرچہ سو ۱۰۰ شرطیں ہوں، اللہ کا حکم حق ہے، اور اللہ کی شرط مؤکد۔ (اس کو بخاری اور مسلم نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ت) |
|---|--|

اور اب باپ ہی کے یہاں رہے گی اور موجودہ اولاد کی وہی مالک ہوگی اور آئندہ اولاد کی بھی وہی مالک ہوگی اور

^۱ صحیح البخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الولاہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۷۷

باپ کے گھر بیٹھے نفع پائے گی یہ سب شرطیں خلاف شرع و مردود ہیں پانچویں شرط کو خلاف کرے تو یہی تحریر تین طلاق سمجھی جائے یہ بھی باطل ہے، غیر طلاق کو طلاق سمجھنا کیا معنی، فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

| | |
|---|---|
| امراة قالت لزوجهما طلاق ده، فقال الزوج دادة انكار او كرده انكار لا يقع وان نوى كانه قال لها بالعربية احسبى انك طالق وان قال ذلك لا يقع وان نوى ¹ اھملخصاً۔ | ایک عورت نے اپنے خاوند کو کہا تو مجھے طلاق دے، تو خاوند نے کہا دی ہوئی یا کی ہوئی سمجھ، تو طلاق نہ ہوگی خواہ نیت بھی کی ہو۔ گویا خاوند نے عربی میں کہا تو خیال کر لے کہ تو طلاق والی ہے۔ تو ایسا کہنے پر طلاق نہیں اگرچہ نیت طلاق بھی ہو، اھ ملخصاً (ت) |
|---|---|

اسی میں ہے:

| | |
|--|---|
| لو قيل لرجل اطلقت امرأتك فقال عدها مطلقه او احسبها مطلقه لا تطلق امرأته ² ۔ | اگر کسی شخص کو یہ کہا جائے کیا تو نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو وہ جواب میں کہے تو اس مطلقہ شمار کریا کہے بیوی کو مطلقہ سمجھ لے، تو اس سے طلاق نہ ہوگی (ت) |
|--|---|

بالجملہ نہ صورت مستفسرہ میں طلاق ہوئی نہ عورت مالک اولاد ہو سکتی ہے،

| | |
|---|--|
| قال الله تعالى وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ ³ ۔ | اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیوی کا نفقہ اولاد والے یعنی خاوند پر ہے۔ (ت) |
|---|--|

ہاں بحق حضانت لڑکاسات برس کی عمر تک ماں کے پاس رہے گا اور لڑکی نو برس کی عمر تک، پھر باپ لے گا۔ شوہر اگر اپنے پاس بلانا چاہے تو عورت کو باپ کے گھر رہنے کا اختیار نہیں،

| | |
|---|--|
| قال الله تعالى أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ ⁴ ۔ | اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم اپنی بیویوں کو وہاں رکھو جہاں سکونت پذیر ہو۔ (ت) |
|---|--|

اگر شوہر کے پاس آنے سے انکار کرے گی نفقہ پانے کی مستحق نہ ہوگی۔ عامہ کتب میں ہے: لانفقة للنأشزة⁵

¹ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الطلاق نوکشتور لکھنؤ ۲/۲۱۰

² فتاویٰ قاضی خاں کتاب الطلاق نوکشتور لکھنؤ ۲/۲۱۳

³ القرآن الکریم ۲/۲۲۳

⁴ القرآن الکریم ۶/۶۵

⁵ بحر الرائق باب النفقة (پچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۷۹)، رد المحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۷۳

(نافرمان بیوی کے لئے نفقہ نہیں۔ ت) مہر اگر نہ معجل تھا نہ مؤجل یعنی رخصت سے پہلے دینا قرار پایا تھا نہ کوئی میعاد معین مثلاً سال دو سال قرار پائی تھی، تو جب تک موت یا طلاق نہ ہو عورت کو اس کے مطالبہ کا کچھ اختیار نہیں۔ ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|---|
| مؤخر المہر حق طلبہ انہما ثبت لہا بعد الموت او | مؤخر کردہ مہر کا مطالبہ، طلاق یا موت کے بعد ہو سکتا ہے۔ |
| الطلاق ^۱ ۔ | (ت) |

پدر ہندہ کا یہ شرط لگانا کہ کتاب کا صفحہ بتایا جائے انہیں شرائط کے قبیل سے ہے جو اس نے اقرار نامہ میں لکھوائیں اگر وہ ذی علم ہوتا اس پر یہ احکام مخفی نہ رہتے نہ ایسا مہمل اقرار نامہ لکھواتا نہ یہ ہوتا کہ چھ مہینے گزرنے پر طلاق نہ سمجھی، تین مہینے گزرنے پر طلاق ہے، اور جو بے علم ہے اس کا حوالہ وصفہ طلب کرنا اپنے منصف سے بڑھنا ہے اور اسے صفحہ بتانا فضول، اسے یہ حکم ہے کہ علماء سے دریافت کرے نہ یہ کہ صفحہ سطر جانچے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱: از جلیپور محلہ بھان تلیا مرسلہ محمد نظیر داد خاں سوال نویس پکھری خفیہ ۲۰ رجب ۱۳۱۸ھ

منکہ علاء الدین ولد شیخ رجب قوم مسلمان ساکن جلیپور محلہ گلگاتالاب کا ہوں، چونکہ بوجہ دو عورتوں کے بیابا تھا عورت میری سے آپس میں تکرار ہوا کرتی تھی سو آج کے روز رو رو گواہان ذیل یہ تصفیہ ہوا کہ میں بلا عذر کھانا کپڑا یا کروں گا اور رات کے وقت مکان میں بھی رہا کروں گا اور بالفرض اگر میں ایک ماہ تک بلا وجہ کھانا کپڑا نہ دوں اور مکان میں رات کے وقت نہ رہوں تو رو رو گواہان یہ تصفیہ ہوا کہ عورت مذکورہ ہمارے نکاح سے باہر مثل طلاق کے ہو جائے اور میری لگت فسخ ہو جائے اور جوڈگری عدالت سے ہمارے نام کی ہے وہ بھی باطل ہو جائے اور بیابا تھا عورت کو اختیار ہے کہ وہ اپنے مکان میں جو اس کے باپ کا ہے رہے میں بھی اسی جگہ رہوں گا اور کھانا کپڑا دوں گا اس میں کسی طرح کا عذر و حیلہ نہ کروں گا عذر کروں تو جھوٹ، اس واسطے یہ چند کلمے بطریق اقرار نامہ کے لکھ دئے کہ سندر ہے اور وقت ضرورت کام آئے۔

میری شادی علاء الدین کے ساتھ عرصہ سات سال کا ہوا ہو گئی تھی اب میرے والدین قضا کر گئے اور میرا کوئی شرپرست نہیں رہا، میرے خاوند نے عرصہ چھ سال کا ہوا کہ ایک دوسرا نکاح کر لیا اور اس کے ہمراہ رہا کرتا ہے میری کسی طرح سے کفالت نہیں کرتا ایک مرتبہ پنجابیت میں اس نے میرے نان نفقہ کا اقرار کر کے ایک اقرار نامہ مورخہ ۷ جون ۱۸۹۹ء کو تحریر کر دیا تھا اور اقرار کیا تھا کہ اگر اقرار پورا نہ کروں تو طلاق ہو جائے مگر اس نے اپنا عہد پورا نہیں کیا اور میری وہ کیفیت ہے جو سابق میں تھی اب میں گزر اوقات کس طرح کروں اور میں نکاح سے

^۱ ردالمحتار کتاب القضاء فصل فی المجلس دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۳۳۳

باہر کیونکر ہو سکتی ہوں مجھے اس سے کچھ امید نہیں۔ مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۰۰ء عرضی مسماۃ بتول ولد بیچن خاں میاں نظیر داد خاں: باوجود ہونے پچائیت اور تحریر اقرار نامہ کے علاء الدین مسماۃ بتول کی پرورش بالکل نہیں کرتا اور مخفی رہتا ہے، کیا بموجب تحریر اسٹامپ طلاق ہو گئی، اگر ہو گئی ہو تو مطلع کرو اس کا عقد ثانی کر دیا جائے تاکہ بلا سے نجات ہو، اس شخص نے کبھی کفالت نہیں کی اور نہ امید پائی جاتی ہے۔ مورخہ ۱۶/۱۱ اگست ۱۹۰۰ء

محمد خاں: بخدمت مولانا عبدالسلام صاحب زاد فیضہ، چونکہ یہ مذہبی معاملہ ہے، میرے پاس یہ کاغذات آئے، میں نے شروع سے اخیر تک دیکھا واقعی علاء الدین اپنی بیابہتا عورت سے کسی قسم کا سروکار نہیں رکھتا اور نہ اس کی کفالت کرتا ہے، اس نے ایک دوسرا نکاح کر لیا ہے اس کی ہمراہی میں رہتا ہے، ایسی حالت میں اس کی زندگی پار ہونا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے، آپ تحریر فرمائیے کہ یہ نکاح سے باہر ہوئی یا نہیں، اور عقد ثانی ہو سکتا ہے یا نہیں؟ فقط۔ ۱۶/۱۱ اگست ۱۹۰۰ء محمد نظیر داد

خلاصہ جواب: صورت مستفسرہ میں ثبوت کتابت اقرار نامہ ہذا بلا کراہ، از علاء الدین یا از جانب علاء الدین مع تحقیق خلاف اقرار نامہ یعنی ترک نان و نفقہ زوجہ و ترک شب باشی بازوجہ تا یک ماہ معلق علیہا الطلاق مستلزم ترتب الجزاء علی الشرط یعنی وقوع طلاق کا ہے بمجرد انقضائے مدۃ معینہ بلا شک اس کی زوجہ مذکورہ پر طلاق بائن واقع ہوگی اور وہ عورت اس کے نکاح سے باہر ہو جائے گی۔ فتاویٰ الخیرۃ النفع البریہ میں ہے:

| | |
|--|--|
| لاشک اذا وجدت الغیبة والتروک المعلق علیہما الطلاق انه یقع لوجود الشرط الموجب للجزاء الخ ^۱ ۔ | اس میں شک نہیں کہ وہ غیر حاضری اور ترک معاملہ جس پر طلاق کو معلق کیا گیا ہو اگر پایا جائے تو طلاق ہو جائیگی کیونکہ جزاء لازم کرنے والی شرط پائی گئی الخ (ت) بعد انقضائے عدت طلاق وہ عورت عقد کر سکتی ہے۔ |
|--|--|

بخسہم کاغذات ہذا خدمت میں عالی جناب مولانا احمد رضا صاحب بریلوی مرسلہ ہو کر گزارش کی جائے بعد ملاحظہ رائے مناسب سے اطلاع بخشیں۔ المرقوم ۴ ستمبر ۱۹۰۰ء

الجواب:

فی الواقع علاء الدین کا کلام مذکور جہاں تک مقتضاء نظر فقہی ہے تعلیق شرعی ہے کہ وقت وجود شرط موجب وقوع طلاق بائن و زوال نکاح جواز نکاح ثانی زن بعد انقضائے عدت ہے جیسا کہ فاضل مجیب سلمہ اللہ القریب المجیب نے بیان فرمایا،

^۱ فتاویٰ خیرۃ کتاب الطلاق دار المعرفۃ بیروت ۱/۵۵

ظاہر یہی ہے کہ خاوند کا کہنا "رو برو گواہان یہ تصفیہ ہو" شرط اور جزاء کے درمیان فاصلہ نہ بنے گا کیونکہ درمیان میں اس کا یہ کہنا مفید تاکید و تائید مزید ہے لہذا یہ کلام اجنبی نہ ہوگا، در میں فرمایا: خاوند نے بیوی کو کہا تجھے طلاق ہے ان شاء اللہ تعالیٰ، تو یہ متصل استثناء صحیح ہوگا یعنی طلاق نہ ہوگی اور اگر کھانسی سانس یا باسی ڈکار یا چھینک یا زبان کے ثقل یا منہ کی بندش یا کوئی اور فاصلہ جو مفید تاکید یا تکمیل ہو یا وہ فاصلہ حد یا طلاق یا اندا کیلئے مفید ہو تو بھی استثناء صحیح ہوگا، مثلاً کوئی کہے انت طالق اے زانیہ ان شاء اللہ یا کہے تجھے طلاق ان شاء اللہ، تو طلاق نہ ہوگی، اس کے برخلاف کلام اور استثناء میں وہ فاصلہ ہے جو لغو ہو مثلاً یوں کہے تجھے طلاق رجعی ان شاء اللہ، استثناء صحیح نہ ہوگا و طلاق ہو جائے گی الخ۔ ہندیہ میں ہے ایک شخص نے بیوی کو کہا تجھے تین طلاق پس جان لے ان شاء اللہ تو استثناء صحیح ہوگا، اور اگر یوں کہا تجھے تین طلاق جان لے ان شاء اللہ، یا کہا جا چلی جان ان شاء اللہ تو بیوی کو تین طلاقیں واقع ہو گئی اور یہ استثناء باطل قرار پائیگا، یوں ہی فتاویٰ قاضی خان میں ہے الخ۔ اور ہندیہ میں طلاق قبل دخول کی فصل میں ہے کہ اگر کہے تجھے طلاق ہے گواہ ہو جاؤ ان شاء اللہ، تو استثناء صحیح نہ ہوگا اور ایک طلاق ہوگی، اور اگر گواہ ہو جاؤ

الظاہر ان لا يجعل قوله تور و برو گواہان یہ تصفیہ ہو فاصلاً بین الشرط والجزاء لانه من باب التأكيد المفيد والتأيد المزيـد فلا يكون اجنبياً. (قال في الدر) فقال لها انت طالق ان شاء الله تعالى متصلاً بالتنفس او سعال او جشاء او عطاس او ثقل لسان او امساك فم او فاصل مفيد لتأكيد او تكميل او حد او طالق او نداء. كانت طالق يا زانية او طالق ان شاء الله صح الاستثناء. بخلاف الفاصل اللغو كانت طالق رجعياً ان شاء الله¹ الخ وفي الهندية رجل قال لامرأته انت طالق ثلاثاً فاعلمى ان شاء الله صح الاستثناء ولو قال انت طالق ثلاثاً فاعلمى ان شاء الله او قال اذهبى ان شاء الله طلقت ثلاثاً وبطل الاستثناء كذا في فتاویٰ قاضی خان² اھ و فیہا فی فصل الطلاق قبل الدخول لو قال انت طالق اشہدوا ثلاثاً فواحدة ولو قال فاشہدوا فثلت

¹ در مختار باب التعليق مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۳۳

² فتاویٰ ہندیہ الفصل الرابع فی الاستثناء نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۴۶۰

| | |
|---|---|
| <p>کذا فی العتابیۃ^۱ اھو مثله فی هذا الباب المذكور من رد المحتار عن البحر من الظہیریۃ قال وحاصلہ ان انقطاع النفس وامساک الفم لا یقطع لاتصال بین الطلاق وعدہ وكذا النداء لانه لتعيين المخاطبة وكذا عطف فاشهد بالغاء لانها تعلق ما بعدها بما قبلها فصار الكل كلاماً واحداً^۲۔</p> | <p>کی بجائے پس گواہ ہو جاؤ کہہا، تو تین طلاقیں ہوں گی، عتابیہ میں یونہی ہے اھ، اسی باب میں رد المحتار میں بحر سے انہوں نے ظہیریہ سے نقل کیا اور کہا حاصل یہ ہے سانس کا ٹوٹ جانا یا منہ بند ہو جانا طلاق اور اس کے عدد میں اتصال کو منقطع نہ کرے گا اور یوں مخاطبہ کو معین کرنے کے لئے ندا بھی فاصل نہ بنے گی، اور اسی طرح فاشہد وا، فاء کے ساتھ عطف بھی فاصل نہ ہوگا کیونکہ ما بعد کا ما قبل سے تعلق ہوتا ہے تو پورا کلام واحد ہوگا (ت)</p> |
|---|---|

تحقق شرط میں اتنے امر کا لحاظ ضرور ہے کہ مہینہ بھر تک روٹی کپڑا نہ دینا اور شب کو مکان میں نہ رہنا بلا وجہ مقبول شرعی ہوا ہو کہ شرط میں "بلا وجہ" کا لفظ مذکور ہے تو کسی وجہ قابل قبول شرع کے باعث اگر مہینہ بلکہ برس گزر گیا اور اسے نہ کھانا کپڑا یا نہ مکان میں رہا تو طلاق نہ ہوگی، یونہی اگر دونوں شرط مذکور یعنی عدم انفاق و عدم شب باشی سے صرف ایک ثابت ہوئی مثلاً یہ تو ثابت ہوا کہ بلا وجہ مہینہ بھر تک روٹی کپڑا نہ دیا مگر مہینہ بھر تک رات کو مکان میں بلا وجہ نہ رہنے کا ثبوت نہ ہو سکا یا بالعکس تو جب بھی طلاق ثابت نہ ہوگی کہ یہاں دونوں شرطوں کا ثبوت ثبوت طلاق کے لئے ضرور ہے۔

| | |
|--|---|
| <p>فی رد المحتار، ان لم یکرر اداة الشرط فلا بد من وجود الشیئین قدم الجزاء علیہا او اخره^۳ بحر، ملخصاً۔</p> | <p>رد المحتار میں ہے اگر حرف شرط مکرر نہ ہو تو دو چیزوں یعنی شرط و جزا کا پایا جانا ضروری ہے، جزاء کو شرط سے مقدم ذکر کیا ہو یا موخر ذکر کیا ہو، برابر ہے، بحر، ملخصاً۔ (ت)</p> |
|--|---|

اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ اس مقدمے میں بالاتفاق بار ثبوت عورت کے ذمے ہے کہ مہینہ بھر تک نان و نفقہ نہ ملنے کے باب میں اگرچہ عورت محتاج گواہان نہیں بلکہ صرف اس کا بیان حلفی کافی ہے،

| | |
|--|--|
| <p>وعند قیام الزوجیۃ وكونها مستحقة</p> | <p>زوجیت پائی جائے اور بیوی خاوند سے خرچہ وصول</p> |
|--|--|

^۱ فتاویٰ ہندیہ الفصل الرابع فی الطلاق قبل الدخول نورانی مکتب خانہ پشاور ۱۱/۳۷۳

^۲ رد المحتار باب طلاق غیر المدخول بہا دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۵۶۶

^۳ رد المحتار باب التعلیق دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۵۰۸

| | |
|--|--|
| <p>کرنے کی مستحق ہو، جیسا کہ خاوند کی تحریر شاہد ہے تو پھر کسی نئے حادثہ کے بغیر نفقہ سے کوئی مانع نہیں اور ظاہر حال عورت کے حق میں جبکہ وہ ایسے حادثے کا انکار کرتی ہو پھر اگر خاوند اس حادثہ کا مدعی ہو تو خاوند پر حادثہ کو ثابت کرنا لازم ہوگا (ت)</p> | <p>لینفقہ کہا یشہد بہ کتابۃ الزوج لایکون الوجه المانع الاحداثا فیکون الظاهر مع المرأة المنکرة حدوثة فان ادعاه الزوج فلیثبتہ۔</p> |
|--|--|

مگر صرف اسی قدر تو شرط طلاق نہ تھا بلکہ مہینہ بھر تک بلاوجہ ترک شب باشی بھی، اور اس کا ثبوت گواہان شرعی سے دینا بلاشبہ عورت پر لازم ہے فقط اس کا بیان اگرچہ حلفی ہو یہاں ہر گز معتبر نہیں

| | |
|---|--|
| <p>لانہا ترید بہذا اثبات الطلاق وهو منکرہ والبیئۃ علی النفی مسبوۃ فی الشروط فی الدرالمختار (ان اختلافاً فی وجود الشرط) ای ثبوته لیعم العدمی (فالقول له مع الیمن) لانکار الطلاق ومفادہ انہ لو علق طلاقہا بعدم وصول نفقتها ایاماً فادعی الوصول وانکرت ان القول له وبہ جزم فی القنیۃ، لکن صحح فی الخلاصۃ والبزازیۃ ان القول لہا واقرة فی البحر والنہر وهو یقتضی تخصیص المتون، لکن قال المصنف وجزم شیخنا فی فتواہ بما تفیدہ المتون والشروح لانہا الموضوعۃ لنقل المذہب کمالاً یخفی، (الاذا برہنت) فان البیئۃ</p> | <p>کیونکہ بیوی اس سے اثبات طلاق کا ارادہ رکھتی ہے اور خاوند طلاق سے انکار کر رہا ہے جبکہ شرائط کے متعلق نفی پر بھی گواہی قابل سماعت ہے۔ درمختار میں ہے (اگر خاوند اور بیوی نے طلاق سے متعلق شرط کے پائے جانے میں اختلاف کیا) یعنی شرط کے ثبوت میں، تاکہ یہ عدمی شرط کو بھی شامل ہو سکے (تو خاوند کی بات کو اس سے قسم لے کر، تسلیم کر لیا جائے گا) کیونکہ وہ طلاق سے انکاری ہے۔ اس مسئلہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر خاوند نے طلاق کو چند دن نفقہ نہ پہنچانے سے معلق کیا تھا تو اب اختلاف میں خاوند کا موقف یہ ہے کہ اس نے نفقہ پابندی سے پہنچایا ہے اور بیوی اس کا انکار کرتی ہے تو اس میں خاوند کی بات معتبر ہوگی، قنہ میں اسی پر جزم کیا ہے لیکن خلاصہ اور بزازیہ میں بیوی کی بات معتبر قرار دینے کو صحیح قرار دیا ہے، اسی کو بحر اور نہر میں ثابت رکھا ہے، اور وہ متون کی تخصیص کا متقاضی ہے لیکن مصنف نے فرمایا کہ ہمارے شیخ نے اپنے فتاویٰ میں اس پر جزم کا اظہار فرمایا جس کو متون اور شروح نے بیان کیا ہے کیونکہ مذہب کی ترجمانی کے لئے یہی موضوع ہیں جیسا کہ مخفی نہیں ہے (الا یہ کہ بیوی گواہ پیش</p> |
|---|--|

کردے) کیونکہ شرط کے متعلق گواہی قبول ہوتی ہے اگرچہ یہ شرط منفی ہوا، اس مقام پر ردالمحتار میں ہے کہ ماتن کا قول کہ اس (بیوی کی بات معتبر ہے) کو بحر میں ثابت رکھا، یہ بات انہوں نے فصل امر بالید میں یوں کہی ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ خاوند کی بات معتبر ہوگی کیونکہ وہ طلاق کے وقوع کا منکر ہے، مگر اس کے ساتھ وہ نفقہ بیوی تک پہنچانے کو ثابت نہیں کر رہا، لہذا اصح یہ ہے کہ اس مسئلہ میں بیوی کی بات معتبر ہوگی اور اسی طرح ہر ایسے مقام میں جہاں خاوند حق کو پورا کرنے کا مدعی ہو اور بیوی منکر ہو تو بیوی کی بات معتبر ہوگی اھ، خیر الدین رملی نے بھی فیض اور فصول سے اس کی تصحیح کو نقل کیا ہے، اور ماتن کا قول کہ یہ (بیوی کی بات کا معتبر قرار دینا) متون کی تخصیص کا متقاضی ہے یعنی متون کے اس قول کا کہ خاوند کی بات معتبر ہوگی بایں صورت کہ خاوند کا دعویٰ مالی حق کو پہنچانے پر مشتمل نہ ہو یعنی متون کی مطلق عبارت کو مقید بنانے سے تخصیص ہوگی اھ مختصر گ اور غمز العیون میں ہے کہ خلاصۃ الفتاویٰ اور نزازیہ میں ہے ہر ایسے مقام پر جہاں خاوند کے مالی حق کو پہنچانے کا دعویٰ ہو اور بیوی کا انکار ہو تو خاوند کی بات کے معتبر نہ ہونے کی تصحیح کی ہے، لہذا یہ بات متون کی تخصیص کا تقاضا کر رہی ہے، اس بحث کو غنیمت سمجھو۔ (ت)

تقبل علی الشرط وان كان نفيًا^۱ اھ فی ردالمحتار قوله واقرة فی البحر حیث قال فی فصل الامر بالید قیل القول له لانه ینکر الوقوع لکن لایثبت وصول النفقة الیہا والاصح ان القول قولہا فی هذا فی کل موضع یدعی ایفاء حق وہی تنکر اھ، ونقل الخیر الرملی ایضاً تصحیحہ عن الفیض والفصول، قوله وهو یقتضی تخصیص المتون ای تخصیصہا بكون القول له اذالم یتضمن دعوی ایصال مال حملا للمطلق علی المقید^۲ اھ باختصار، البزازیة عدم قبول قوله فی کل موضع یدعی ایفاء حق مالی وہی تنکر فهذا یقتضی تخصیص المتون فاعتنم هذا^۳۔

وجہ شرعیہ جو یہاں قابل قبول ہوں متعدد مگر ان کے بیان سے دست کشی کی جاتی ہے کہ تعلیم نہ ہوا اگر کوئی وجہ باعث ترک تھی تو علماء الدین خود بیان کر دے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲: از کلکتہ ٹرین اسٹریٹ ۹۲ مسجد سمرمد خلیفہ مرسلہ عبدالرشید صاحب ۹ ذی الحجہ المبارک ۱۳۲۰ھ مرجع خاص وعام ملاذ علمائے کرام لازالت عتبتم کہف الانام سلام مسنون بر سیم فدیوان عقیدت کیش

^۱ درمختار باب التعليق مطبع مجتبائی دہلی ۲۳۱/۱

^۲ ردالمحتار باب التعليق دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۰۲/۲

^۳ غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر کتاب الطلاق ادارۃ القرآن کراچی ۲۵۶/۱

بجاء آوردہ، گزارش یہ ہے بنگالہ کے بعض دیار میں یہ دستور ہے کہ جب نوشہ شامل رات دُہن کے مکان پر جاتا ہے تو دُہن کے اولیاء و اقرباء غیر مناسب شرائط سے کابین لکھوا کر نوشہ کو اوپر دستخط کرنے پر مجبور کرتے ہیں اور در صورتِ عدم دستخط لڑکی دینے سے انکار کرتے ہیں، پچارہ نوشہ بخوفِ ندامت و تضرع زیورات و اسباب شادی جبراً و قہراً اس پر دستخط کر دیتا ہے اور بعد دستخط کرنے کے باقاعدہ رجسٹری بھی کرا دیتا ہے حالانکہ پیشتر اس مجلس نکاح کے ان بیہودہ شرائط کا تذکرہ تک نہیں ہوتا ہے، منجملہ ان غیر مناسب شرائط کے ایک شرط یہ بھی ہوتی ہے کہ تاحینِ حیات منکوحہ ہذا اور کسی عورت سے ہرگز شادی و نکاح نہ کروں گا، اگر کروں تو دوسری عورت مطلقہ بطلاق ثلاثہ بائنہ ہوگی خواہ منکوحہ ہذا بروقت نکاح بازنِ دیگر میرے نکاح میں موجود ہو یا نہ ہو۔ پس دریں صورت مسئولست کہ شرعاً ایسی بھی صورت ہے کہ نلح مذکور کو اس منکوحہ کے حینِ حیات میں دوسری عورت سے نکاح کرنا جائز ہو جائے، بینوا بحوالہ الکتاب توجروا عند الوہاب جواب بحوالہ کتب فقہیہ مع نقل عبارت مرحمت ہو۔

الجواب:

اگر کوئی فضولی بطور خود بے اس کی توکیل کے اس کا نکاح کسی عورت سے کر دے اور وہ شخص اجازت فعلی سے اسے جائز و نافذ کر دے زبان سے کچھ لفظ نہ کہے تو اس صورت میں منکوحہ ثانیہ پر طلاق اصلانہ ہوگی اگرچہ منکوحہ اولیٰ ہنوز خود اس کے نکاح میں موجود ہو اور فضولی یوں آپ نہ کر دے تو اس قسم کے الفاظ اس کے سامنے کہے کہ کاش کوئی فلاں عورت سے میرا نکاح کر دیتا یا کیا اچھا ہوتا کہ کوئی دوست بطور خود میرا عقد اس سے کر دیتا،

| | |
|--|---|
| وذلك لان هذا الفاظ الاماني دون الانابة حتى يكون توكيلا۔ | یہ اس لئے کہ یہ الفاظ تمنائی ہیں یہ نیابت ثابت نہیں کرتے حتی کہ وکیل بنانا متصور ہو سکے۔ (ت) |
|--|---|

اور اجازت فعلی یہ کہ مثلاً عورت کو مہر جو مقرر ہوا ہے بھیج دے یا زبان سے نہ کہے کاغذ پر لکھ دے کہ میں نے اس نکاح کو نافذ کیا اور اگر فضولی خواہ کسی نے اس عقد فضولی کی اس کو مبارکباد دی اور اسے سن کر سکوت کیا جب بھی عقد صحیح اور نافذ ہو گیا اور طلاق نہ پڑے گی، درمختار میں ہے:

| | |
|--|--|
| زوجه فضولی فاجاز بالقول حنث وبالفعل ومنه الکتابة لایحنت به یفتی خانیتہ ¹ | کسی کا نکاح فضولی شخص نے کر دیا تو اس شخص نے زبانی جائز کہہ دیا تو قسم ٹوٹ جائیگی اور عملی کارروائی سے جس میں لکھنا بھی شامل ہے، جائز کرے تو قسم نہ ٹوٹے گی، خانیتہ۔ (ت) |
|--|--|

¹ درمختار باب البیہین فی الضرب والقتل وغیر ذلك مطبع مکتبائی دہلی ۱۳۸۱

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|---|
| زادہ کی کتاب حاوی میں ہے کہ اگر کسی کو لوگوں نے فضولی نکاح پر مبارکباد دی، تو وہ خاموش رہا، تو یہ اجازت متصور ہوگی۔ (ت) | فی حاوی الزاہدی لوہنأه الناس بنکاح الفضولی فسکت فهذا اجازة ¹ ۔ |
|---|---|

اشباہ میں ہے:

| | |
|--|--|
| اگر کسی نے شادی نہ کرنے کی قسم کھا رکھی ہو تو اس کے لئے شادی کرنے کا حیلہ یہ ہے کہ کوئی فضولی شخص اس کا نکاح کر دے اور یہ شخص کسی فعل کے ذریعہ سے اس نکاح کو جائز کر دے۔ (ت) | حلف لا یتزوج فالحيلة ان یزوجہ فضولی ویجیزہ بالفعل ² ۔ |
|--|--|

غمر میں ہے:

| | |
|---|---|
| عملاً (فعل کے ذریعے) نکاح جائز کرنے کی صورت یہ ہے کہ وہ شخص مہر یا اپنی طرف سے کوئی چیز بھیج دے یعنی منکوحہ کو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ خاص اس تک پہنچا دے۔ یہ بات صدر شہید نے ذکر کی ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ بیوی کو دینے کی بجائے محض مہر روانہ کر دینا ہی نکاح کی فعلی اجازت کو کافی ہے کیونکہ بالفعل اجازت کو جائز قرار دیا گیا ہے تو روانہ کر دینا بھی فعل ہے۔ (ت) | الاجازة بالفعل کبعث المہر وشئ منہ والمراد الوصول الیہا ذکرہ الصدر الشہید رحمہ اللہ تعالیٰ، وقیل سوق المہر یکفی مطلقاً لان المجوزة الاجازة بالفعل وهو تحقق بالسوق ³ ۔ |
|---|---|

بحر الرائق میں ہے:

| | |
|--|--|
| مناسب یہ ہے کہ ایسا شخص کسی عالم کے پاس آکر اپنی قسم کے بارے میں بتائے اور فضولی شخص کے نکاح کر دینے کی حاجت ظاہر کرے تو وہ عالم اس کا کسی عورت سے خود نکاح کر دے، اور یہ اس نکاح کی اجازت اپنے کسی فعل سے دے تو | ینبغی ان یجیبی الی عالم ویقول له ما حلف واحتیاجہ الی نکاح الفضولی فیزوجہ العالم امرأة یجیزہ بالفعل فلا یحنت وکذا قال لجماعة لی حاجة الی نکاح الفضولی |
|--|--|

¹ ردالمحتار باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذلک دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳/۷

² الاشباہ والنظائر الفن الخامس الحیل فی النکاح ادارة القرآن کراچی ۲/۲۹۵، ۹۶

³ غمر عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر مع الاشباہ الفن الخامس الحیل فی النکاح ادارة القرآن کراچی ۲/۲۹۵، ۹۶

| | |
|---|---|
| <p>فزوجہ واحد منهم اما اذا قال لرجل اعقد لی عقد فضولی یکون توکیلا^۱ اھ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> | <p>قسم نہ ٹوٹے گی اور یہی حکم ہے اگر کسی جماعت کے سامنے وہ کہے کہ مجھے فضولی شخص کے نکاح کی ضرورت ہے تو اس جماعت کا کوئی فرد اس کا نکاح کر دے، لیکن جب کسی کو اس نے یوں کہہ دیا کہ تو فضولی بن کر میرا نکاح کر دے تو قسم ٹوٹ جائے گی کیونکہ اس صورت میں وکیل بنا رہا ہے لہذا وہ وکیل بنے گا فضولی نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)</p> |
|---|---|

مسئلہ ۲۳:

از کلنتہ مولوی امداد علی لین مرسلہ مولوی محمد عبدالعزیز صاحب

۲۱ شوال ۱۳۱۲ھ

| | |
|--|---|
| <p>بذرورہ عرض خدام برتر مقام دام اقبالکم، پس از سلام سنت خیر الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام، معروض اینکه مسئلہ ملائجل فی دیار ناپیشکش ملازمان می نہیام جواب شافیش عنایت فرمودہ رہین منت سازند جناب من بعضے اختلاف بدینگونہ می آورند کہ بر غیر مدخول بہا بعد از وقوع یک طلاق ثانی وثالث واقع نخواہد شد مگر ارادہ آنکس در بنیاد وقوع طلاق علی الانفراد نیست بلکہ باہم واقع کردن ست وسیاق کلام بنگالہ اش ہم ہمچنین است احقر در بنیاد بعینہ ترجمہ بنگالہ نمود، زیادہ حدادب۔</p> <p>ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اندریں شخص در کابین نامہ زوجہ خود نوشتہ داد کہ من بلا اجازت تو واجازت ولی معتبر تو نکاح دیگر نخواہم کرد و اگر بکنم کل دین مہر تو ادا نمودہ از تو و از ولی تو اجازت گرفتہ خواہم کردہ ورنہ بر منکو حصائے دیگر یک طلاق دو طلاق سہ طلاق واقع خواہد شد پس آں شخص کے راہم از شرائط مذکور بعمل نیاوردہ زنی را بعقد نکاح خود آوردہ اینک زوجہ ثانیہ اش</p> | <p>خدام کی عرض کو پورا کرنے والے، برتر مقام والے، دام اقبالکم، حضور علیہ والصلوٰۃ والسلام کے مسنون سلام کے بعد معروض یہ ہے کہ ہمارے علاقہ کا ایک لائجل مسئلہ جناب کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اس کا شافی جواب عنایت فرمادیں تو ممنون احسان ہوں گے، جناب من! بعض نے یہ اختلاف کیا ہے کہ طلاق غیر مدخولہ عورت پر ایک طلاق کے بعد دوسری اور تیسری طلاق واقع نہ ہوگی جبکہ یہاں خاوند کا منشاء تینوں طلاقوں کا علیحدہ علیحدہ دینا نہیں ہے بلکہ اکٹھی دینے کا ارادہ ہے اور بنگالی زبان کا سیاق بھی یہی ہے۔ احقر یہاں بنگالی زبان کا ترجمہ بعینہ پیش کرتا ہے، زیادہ ادب۔</p> <p>اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرماتے آپ کا کیا ارشاد ہے اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے نکاح نامہ میں بیوی کو لکھ دیا کہ میں تیری اور تیرے معتبر ولی کی اجازت کے بغیر دوسرا نکاح نہ کروں گا، اگر کروں تو تیرا مکمل مہر ادا شدہ ہوگا اور تجھ سے اور تیرے ولی سے اجازت کے ساتھ ہوگا ورنہ میری دوسری منکوحہ پر ایک طلاق،</p> |
|--|---|

^۱ بحر الرائق باب التعليق ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۷/۱۳

| | |
|--|--|
| مطلقہ بہ طلاق خواہ شد یا نہ؟ بینوا توجروا۔ | دوسری طلاق اور تیسری طلاق ہوگی، اس کے بعد اس شخص نے کوئی شرط پوری کئے بغیر دوسری عورت سے نکاح کر لیا، تو اس کی دوسری بیوی کو تین طلاق ہوں گی یا نہیں؟ بینوا توجروا (ت) |
|--|--|

الجواب:

| | |
|---|---|
| اصل اینست کہ معلق ہنگام وجود شرط فرودی آید گویا ایک بجز منجز تکلم کردہ است وزن نامدخولہ اگرچہ محل وقوع سے طلاق بیکبار ہست ولہذا اگر اورا گوید برتو سے طلاق یا اگر بایں خانہ در آئی سے طلاق باشی در صورت اولی فوراً و در آخری ہنگام دخولہ خانہ سے طلاق واقع شود بلکہ اگر سے طلاق جداگانہ تعلیق کرد اما معطوفہ بغیر حرف "ثم" و شرط را مؤخر آورد مثلاً گفت تو طلاق و طلاق و طلاق اگر چنان کنی نیز بحصول شرط سے طلاق افتد زیرا کہ عطف بواو یا فاعل ہمارا موصول کردہ و تاخیر شرط اول سخن را بہ تعلیق تغییر دادہ است پس مجموع معلق شد و بوقوع شرط دفعۃً فرود آمد اما غیر مدخولہ وقوع بتفریق را صلاحیت ندارد ولہذا اگر گفت ترا یک طلاق و دو طلاق و سے طلاق یا اگر ایکنار کنی تو طلاق و طلاق و و طلاق بتقدیم شرط یا تو طلاق طلاق طلاق اگر چنان کنی تاخیر شرط و ترک عطف ہمیں بیک طلاق بائن شود و باقی لغو رود زیرا کہ در صورت اولی چوں ترا یک طلاق گفت اس طلاق افتد وزن از عصمت نکاح بیروں شد وعدت ہم نیست پس محلیت طلاق نمائد و معطوفات باقیہ ہنگام انعدام محلیت بر زمان آمد و بیکار رفت و در ثانیہ چوں شرط مقدم ست گویا ہنگام وقوع شرط | قاعدہ یہ ہے کہ کسی شرط کے ساتھ معلق طلاق، اس شرط کے پائے جانے پر وقوع پذیر ہوتی ہے گویا کہ اس وقت اس نے طلاق کا تکلم غیر مشروط طور پر کیا ہے اور غیر مدخولہ عورت یکبار تین طلاقوں کے وقوع کا محل ہے لہذا اگر خاوند نے غیر مدخولہ بیوی کو کہا تجھے تین طلاق، یا کہا تو اگر اس گھر میں داخل ہوئی تو تجھے تین طلاق، تو پہلی صورت میں فوراً اور دوسری صورت میں اس کے گھر میں داخل ہونے پر تین طلاقیں ہو جائیں گی، بلکہ اگر متفرق طور پر تین طلاقیں کسی شرط سے معلق کر دے بشرطیکہ ان متفرق طلاقوں کو لفظ "واو" یا "فاء" کے ساتھ بطور عطف ذکر کرے نہ کہ لفظ "ثم" کے ساتھ، اور شرط کا ذکر اس کے بعد کرے، مثلاً یوں کہے تجھے طلاق و طلاق و طلاق اگر تو فلاں کام کرے، تو اس صورت میں بھی شرط پائے جانے پر تین طلاقیں ہوں گی، کیونکہ واو اور فاء کا عطف سب کو ملا دیتا ہے اور جب اس کے بعد شرط ذکر کی تو اس شرط نے پہلی پوری کلام کو معلق کر دیا تو شرط کے پائے جانے پر اس سے معلق تینوں طلاقیں دفعۃً واقع ہو جائیں گی لیکن اس کے برخلاف اگر غیر مدخولہ کو تین طلاقیں غیر مشروط طور پر متفرق دے مثلاً یوں کہے تجھے ایک طلاق اور دوسری طلاق اور تیسری یا تینوں کو متفرق طور پر ذکر کرے مگر شرط کو ان سے پہلے ذکر کرے مثلاً یوں کہے اگر تو نے فلاں کام کیا تو تجھے طلاق |
|---|---|

اور طلاق اور طلاق، یا مشروط تین طلاقیں ذکر کرے مگر طلاقوں کو بغیر عطف شرط سے پہلے ذکر کر دیا ہو مثلاً یوں کہے تھے طلاق طلاق طلاق اگر تو فلاں کام کرے، تو ان تینوں صورتوں میں متفرق شدہ طلاقوں میں سے ایک ہی طلاق ہوگی جو باندہ ہو جائے گی اور باقی دو لغو ہو جائیں گی، کیونکہ ان میں سے پہلی صورت میں جب اس نے "تجھے ایک طلاق" کہا تو بیوی بغیر عدت نکاح سے خارج ہو جائے گی تو وہ اس کے بعد طلاق کا محل ہی نہ رہی تو باقی دو کے وقوع کے وقت بیوی طلاق کا محل نہ تھی لہذا وہ دونوں طلاقیں بیکار (لغو) ہو گئیں، اور دوسری صورت میں چونکہ شرط مقدم ہے اس لئے شرط کے وجود پر پہلی طلاق کے بعد باقی دو طلاقوں کا محل نہ رہی کیونکہ وہ پہلی طلاق کے ساتھ ہی باندہ ہو گئی لہذا باقی دونوں لغو ہو گئیں، شرط کے پائے جانے پر، گویا یوں کہا تجھے طلاق و طلاق و طلاق، تو یہ پہلی صورت کی طرح ہو گئی، اور تیسری صورت میں اس لئے کہ تعلیق کا تعلق صرف آخری طلاق سے ہوا کیونکہ طلاقوں کے بعد اس نے شرط ذکر کی جس نے تیسری طلاق کے وقوع سے روک دیا، اور پہلی دونوں عطف نہ ہونے کی وجہ سے تیسری کے ساتھ مربوط نہ ہو سکیں، لہذا وہ دونوں ذکر کرتے ہی غیر مشروط واقع ہو گئیں تو جب پہلی واقع ہوئی تو وہ باندہ ہو گئی تو اس کے بعد وہ دوسری غیر مشروط اور تیسری معلق اور مشروط کا محل نہ رہی لہذا دوسری اور تیسری لغو ہو گئیں، جب یہ مذکورہ مسائل معلوم ہو گئے

چنان گفت کہ تو طلاق و طلاق و طلاق و بدلیلی ہمیں عہیک وقوع یافت و در ثالثہ مغیر کہ در آخر کلام یافتہ شد ہمیں طلاق ثالث را از تنجیز بہ تعلیق تغیر داد کہ ماسلف بجہت ترک عطف باد مربوط نبود، پس ہنگام تکلم بہ کلمہ اولی یک طلاق فی الحال واقع شد و محل تنجیز دوم و تعلیق سوم نمائد چوں ایں مسائل حالی شد حکم مسئلہ مسئلہ رنگ و وضوح یافت کہ بر منکوحہ ثانیہ ہمیں یک طلاق واقع شود و پس۔

فی الہندیۃ ان علق الطلاق بالشرط ان کان الشرط مقدماً فقال ان دخلت الدار فانت طالق و طالق و طالق وہی غیر مدخولۃ بآنت بواحدۃ عند وجود الشرط فی قول ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولغا الباقی، وان کان الشرط مؤخرًا فقال انت طالق و طالق و طالق ان دخلت الدار، أو ذکرہ بالفاء فدخلت الدار بآنت بثلاث اجماعاً سواء کانت مدخولۃ او غیر مدخولۃ، فان ذکرہ بغیر حرف العطف ان کان الشرط مقدماً فقال

عہ: یہاں مسودہ میں بیاض ہے۔

تو مسئلہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ دوسری منکوحہ کو بھی یہ ایک ہی طلاق ہوگی، اور بس۔ ہندیہ میں ہے اگر کسی نے طلاق کو مشروط کیا اور شرط کو پہلے ذکر کیا مثلاً یوں کہا اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق اور طلاق اور طلاق جبکہ عورت غیر مدخولہ ہو تو شرط پائے جانے پر وہ پہلی طلاق سے بابتہ ہو جائے گی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسلک پر اور باقی دو لغو ہو جائیں گی، اور اگر شرط مؤخر ذکر کی ہو مثلاً یوں کہا تجھے طلاق اور طلاق اور طلاق اگر تو گھر میں داخل ہوئی، یا فاء کے ساتھ عطف کیا، تو عورت جب گھر میں داخل ہوگئی تو تین طلاقوں سے بابتہ ہو جائے گی خواہ عورت مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ، یہ مسئلہ بالاجماع ہے، اور اگر طلاقوں کا ذکر عطف کے بغیر ہو تو اگر شرط مقدم ہو مثلاً یوں کہے اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق طلاق طلاق، جب بیوی غیر مدخولہ ہو تو پہلی طلاق شرط سے معلق ہوگی دوسری فی الحال واقع ہو جائے گی جو بابتہ ہوگی اور تیسری لغو ہو جائے گی، اور اگر شرط کو مؤخر ذکر کیا تو پہلی طلاق فوراً واقع ہوگی اور باقی دونوں لغو ہوں گی، سراج میں ایسے ہی مذکور ہے اھ ملخصاً۔ در مختار میں ہے اگر کسی نے یوں کہا تجھے ایک طلاق اور ایک (عطف کے ساتھ) اگر تو گھر میں داخل ہو، تو دونوں طلاقیں واقع ہوں گی کیونکہ دونوں ایک شرط سے مشروط ہیں، لہذا

ان دخلت الدار فانت طالق طالق طالق وہی غیر مدخولہ فالاول معلق بالشرط والثانی یقع للحال والثالث لغو. وان اخر فالاول ینزل للحال ولغا الباقی کذا فی السراج اھ¹ ملخصاً. وفی الدرالمختار یقع بآنت طالق واحدة واحدة ان دخلت الدار ثنتان لودخلت لتعلقهما بالشرط دفعة وتقع واحدة ان قدم الشرط لان المعلق کالمنجز اھ²

فی ردالمحتار قوله لتعلقهما بالشرط دفعة لان الشرط مغیر للايقاع فاذا اتصل بالمغیر توقف صدر الکلام علیه فیتعلق به کل من الطلقتین معاً فیقعان عند وجود الشرط كذلك بخلاف ما لو قدم الشرط فلا یتوقف لعدم المغیر. قوله لان المعلق کالمنجز ای یصدیر عند وجود شرطه کالمنجز ولو نجزة حقيقة لم تقع الثانية بخلاف ما اذا اخر الشرط لوجود المغیر

¹ فتاویٰ ہندیہ الفصل الرابع فی الطلاق قبل الدخول نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۷۴

² در مختار باب طلاق غیر المدخول بہا مطبع مجتہائی دہلی ۱/۲۲۳

زیلعی، وفي العطف بثم ان اخره تنجزت واحدة ولغماً بعدها وان قدم لغاً الثالث وتنجز الثاني وتعلق الاول فيقع عند الشرط بعد التزوج الثاني¹ اه مختصراً، وفي البحر الرائق لوقال لامرأة يوم اتزوجك فانت طالق وطالق وطالق فتزوجها وقعت واحدة وبطلت الثنتان ولو قال انت طالق وطالق و طالق يوم اتزوجك وقعت الثلاث كذا في الحاوی القدسی وكذا لو قال ان تزوجتك كما في المحيط² اه تمام تفصيل ایں مسئلہ کہ بلحاظ آنکہ عطف بواو وفاء باشد یا بثم یا بچ وبہر تقدیر منجز باشد معلق بشرط مقدم یا مؤخر و بہر وجہ زن مدخولہ باشد یا غیر آں بہجہ صورت میرسد و بلحاظ تفصیلات اخر صور دیگر صورت بند دار بزانیہ و فتح القدیر و بحر الرائق و ہندیہ تو اں جست۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

شرط پائے جانے پر دونوں دفعۃً واقع ہو جائیں گی۔ اور اگر شرط کو مقدم ذکر کیا تو ایک طلاق واقع ہوگی کیونکہ یہاں مشروط، غیر مشروط کی طرح ہے۔ رد المحتار میں اس پر فرمایا کہ ماتن کا قول کہ "(پہلی صورت میں) دونوں معلق بشرط واحد ہیں" کیونکہ شرط کے ذکر نے دونوں کو غیر مشروط سے مشروط بنادیا اس لئے کہ اس تبدیلی والی شرط کی وجہ سے پہلا کلام اس پر موقوف ہو گیا لہذا دونوں طلاقوں کا معاً اس شرط سے تعلق ہو گیا لہذا شرط پائے جانے پر دونوں اس طرح معاً واقع ہو جائیں گی، اس کے برخلاف اگر شرط کو مقدم ذکر کیا ہو تو دونوں پر موقوف نہ ہوں گی بلکہ صرف پہلی معلق ہوگی اور دوسری غیر مشروط رہے گی جو فی الحال فوراً واقع ہو جائیں گی، اور اس کا قول "(دوسری صورت میں) کہ مشروط، غیر مشروط کی طرح ہوگی" یعنی معلق بالشرط وہ شرط کے پائے جانے پر غیر مشروط کی طرح ہوگی اور حقیقتاً غیر مشروط ہو تو پھر دوسری واقع نہ ہوگی کیونکہ وہ پہلی سے ہی بائنہ ہو جائے گی، اس کے برخلاف جب شرط کو مؤخر ذکر کرے کیونکہ وہاں دونوں طلاقیں بعد والی شرط سے مشروط ہو جانے کی وجہ سے معلق ہو جائیں گی، اور شرط کو مقدم کیا تو تیسری لغو اور دوسری فوراً واقع۔ اور پہلی شرط سے معلق ہو کر شرط پائے جانے پر واقع ہوگی جب وہ دوسرے خاوند کے بعد دوبارہ اس سے نکاح کرے گا، اھ مختصراً۔ اور بحر الرائق میں ہے اگر کسی نے ایک عورت کو کہا جس دن میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق اور طلاق اور طلاق، اس کے بعد اس سے نکاح کیا تو ایک طلاق واقع ہوگی اور باقی لغو و باطل ہو جائیں گی، اور

¹ رد المحتار باب طلاق غیر المدخول بہا دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۵۷۷

² بحر الرائق فصل فی الطلاق غیر المدخول بہا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳/۲۹۷

اگر یوں کہا کہ تجھے طلاق اور طلاق اور طلاق ہے جس دن میں تجھ سے نکاح کروں، تو شرط کو بعد میں ذکر کرنے کی وجہ سے تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی، حاوی قدسی میں یوں ذکر ہے، اور یہی حکم ہے جب کہے اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو طلاق اور طلاق اور طلاق، کہ شرط کو مؤخر اور مقدم کرنے پر فرق ہوگا جیسا کہ محیط میں ہے اھ اس مسئلہ کی واؤ اور فاء یا ثم یا کسی اور عطف اور پھر ہر صورت میں بالشرط یا بغیر شرط اور پھر شرط کو مقدم یا مؤخر ذکر کرنے اور پھر ہر صورت میں بیوی کے مدخولہ اور غیر مدخولہ ہونے کے لحاظ سے کل اٹھارہ^{۱۸} صورتیں بنتی ہیں اور دیگر تفصیلات کے اعتبار سے مزید صورتیں بن سکتی ہیں، یہ بزاز یہ، فتح القدیر، بحر الرائق، اور ہندیہ سے تلاش کی جاسکتی ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۴: غلام گیلانی صاحب پنجابی از ضلع پتہ ڈاکخانہ پٹن موضع چنک نگر معرفت تاروچودھری اوائل صفر ۱۳۲۶ھ زوج نے قبل عقد نکاح کے کابین نامہ میں عورت کو یہ شرط لکھ دی کہ میں اگر آپ سے ایک برس کی مدت تک جدار ہوں یا کسی صورت سے آپ کا خبر گیر نہ ہوں تو اگر آپ کی مرضی ہو تو ہم کو شوہر سے چھوڑ کر طلاق دے سکتی ہو، انتی۔ کابین میں بگلہ زبان میں ایسی عبارت مہمل لکھی ہے جس کا ترجمہ بعینہا یہی ہوتا ہے، آیا یہ معنی ظاہری اس کا ترک کر کے عرفی موافق غرض زوج کے اس صورت سے لے سکتے ہیں (تم مجھ کو اپنی شوہری اور زوجیت سے نکال کر طلاق دے سکتی ہو) مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کس کو طلاق دے سکتے ہو۔ اضافت طلاق زوج کی طرف نہیں ہے، بگلہ زبان میں زوج نے قصد ایسی عبارت لکھی ہے کہ جس کا ترجمہ ایسا کچھ بنتا ہے جیسا کہ انا منک طالق (میں تجھ سے طلاق والا ہوں۔ ت) اور اب زوج وقوع شرط کی مدعیہ ہے اور زوج منکر ہے، وہ کہتا ہے کہ میں مدت کے اندر چند بار آیا مگر مجھ کو زوج کے اقارب نے زوج کے پاس جانے، ملاقات، بات چیت کرنے سے روک دیا اور مکان میں داخل ہونے نہیں دیا، دونوں اپنے دعوے پر بینہ رکھتے ہیں، مگر زوج کسی مولوی کو حکم نہیں بناتا اور نہ کسی کے پاس آتا ہے، تین برس گزار دیا ہے، اور معلوم ہوتا ہے کہ زوج بھی اپنے الفاظ سے عرفی معنی موافق مدعائے عورت لے کر انکار وقوع شرط کا کرتا ہے ورنہ زوج کے دفعہ میں اس کو اسی قدر بس ہے کہ کہہ دے کہ میری عبارت سے یہ نہیں نکلتا کہ عورت کو بعد وقوع شرط کے اختیار طلاق کا ہے۔ اب فقیر پر تفسیر عرض کرتا ہے کہ حضور والا ارشاد فرمائیں کہ اس عبارت سے کیا مطلب لیا جائے اور عورت کابینہ معتبر ہوگا یا کیا؟ کتنی طلاق دے سکتی ہے یا نہیں

دے سکتی؟

الجواب:

صورت مستفسرہ میں عورت کو کسی طرح اپنے نفس کو طلاق دینے کا اختیار نہیں، الفاظ شرط کا بین نامہ اگر اسی قدر ہیں جو سوال میں مذکور ہوئے اور اضافت الی النکاح کا اس میں کہیں ذکر نہیں کہ اگر میں تجھ سے نکاح کروں یا جب میں تجھے اپنی زوجیت میں لاؤں اس کے بعد اگر ایسا واقع ہو تو تجھے اختیار طلاق ہے جب تو شرط کا بین نامہ محض فضول و باطل ہے کہ اس کی تحریر قبل نکاح ہوئی اور نکاح کی طرف اس میں اضافت نہیں تو نہ ملک پائی گئی نہ اضافت ملک، اور ایسی تعلیق محض باطل ہے درمختار میں ہے:

شرطه الملك كقوله لمنكوحتہ ان ذہبت فانت طالق
او الاضافة اليه كان نكحت امرأة وان نكحتك فانت
طالق فلغا قوله لاجنبية ان زرت زيد افانت طالق
فنكحها فزارت لم تطلق لعدم الملك والاضافة اليه
الانتہی مختصراً۔

اس کی شرط یہ ہے کہ ملکیت یا ملکیت کی طرف اضافت پائی جائے، ملکیت مثلاً منکوحہ بیوی کو کہے اگر تو گئی تو تجھے طلاق، ملکیت کی طرف اضافت مثلاً کہے کہ اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں کسی اجنبی عورت کو یوں کہے اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق، تو محض اجنبی عورت کو اس کا یہ کہنا اگر تو نے زید کو دیکھا تو تجھے طلاق، لغو ہوگا، لہذا اگر اس کے بعد وہ اس عورت سے نکاح کر لے اور وہ عورت زید کی زیارت کو چلی جائے تو بھی طلاق نہ ہوگی، کیونکہ یہاں نہ ملکیت ہے اور نہ ہی ملکیت کی طرف طلاق کی اضافت ہے، اھ (ت)

اور اگر کا بین نامہ میں اضافت الی النکاح ہے تو یہ تعلیق و تفویض صحیح ہو گئی اور اس کا مفاد مثل انا منک طالق کے نہیں کہ لفظ "ہم کو" لفظ "چھوڑ کر" سے متعلق ہے نہ کہ لفظ طلاق سے، اور اس طلاق کی اضافت کلام زوج میں عورت کی طرف نہ ہونا کچھ منافی صحت تفویض نہیں کہ تفویض میں زن و شوہر دونوں کی اضافت سے ایک کے کلام میں اضافت کافی ہے۔ درمختار میں ہے:

وذكر النفس او الاختيار في كلام احد كلاميهما شرط
صحة الوقوع بالاجماع، ويشترط ذكرها
نفس یا لفظ اختیار کا ذکر کرنا خاوند اور بیوی دونوں میں سے کسی ایک کے کلام میں وقوع طلاق کے لئے شرط ہے بالاجماع، اور اس کا متصل ہونا شرط

¹ در مختار باب التعلیق مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۳۰۱ھ

| | |
|---|---|
| <p>متصلاً فان كان منفصلاً فان في المجلس صح والالافلو قال اختارى اختياراً او طلاقاً وقع لوقالت اخترت فان ذكر الاختيار كذكر النفس وكذا ذكر التطبيق والشرط ذكر ذلك في كلام احدهما فلم يختص بكلام الزوج كما ظن¹ انتهى مختصراً۔</p> | <p>ہے اگر منفصل ذکر کیا جائے تو اگر اسی مجلس میں ہو تو صحیح ہے ورنہ نہیں، لہذا اگر خاوند نے بیوی کو کہا اختارى اختياراً یا اختارى طلاقاً، اگر بیوی نے جواب میں اخترت (میں نے اختیار کر لیا) کہا تو طلاق واقع ہو جائیگی کیونکہ "اختياراً" کا ذکر ایسا ہی ہے جیسے نفس کو ذکر کر دیا جائے اور طلاق کا ذکر بھی ایسا ہی ہے اور نفس یا قائم مقام نفس کا خاوند بیوی میں سے کسی ایک کے کلام میں ذکر ہونا شرط ہے نہ کہ خاوند کا کلام اس کے لئے مخصوص ہے، جیسا کہ بعض کا گمان ہے اھ مختصراً (ت)</p> |
|---|---|

مگر تفویض طلاق کہ معلق بالشرط ہو، بعد وقوع شرط اسی مجلس پر محدود رہتی ہے جس میں عورت کو وقوع شرط کا علم ہوا مجلس بدلنے کے بعد اسے طلاق لینے کا اختیار نہیں رہتا۔ در مختار میں ہے:

| | |
|---|---|
| <p>التعليق بالمشيئة او الارادة او الرضاء او الهوى او المحبة يكون تمليكا فيه معنى التعليق فتقيد بالمجلس²۔</p> | <p>طلاق کو عورت کی مشیت، ارادہ، رضا، خواہش یا محبت پر معلق کرنا بیوی کو تعلیق کے طور پر طلاق کا مالک بنانا ہے تو یہ تملیک مقید بمجلس تک محدود ہوگی (یعنی بیوی کو طلاق کا اختیار اسی مجلس تک محدود ہوگا۔ (ت)</p> |
|---|---|

یہاں کہ عورت مدعیہ شرط ہے اور اس نے اب تک اپنے کو طلاق نہ دی مجلس اول ختم ہوتے ہی اسے اختیار طلاق نہ رہا، بہر حال صورتِ مسئلہ میں عورت کا دعویٰ اصلاً قابلِ سماعت نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵: ۱۳ جمادی الآخرہ ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی زوجہ کو بریلی سے رام پور بھیج دیا کہ بوجہ رنج ہو جانے کے باہم زید و ماموں زوجہ زید کے اور ایک رقعہ بھی لکھ دیا کہ میں اپنی بیوی کو بخوشی معہ زیور کے بوجہ رنجش کے رامپور کو رخصت کرتا ہوں اور آئندہ مجھ کو کوئی تعلق نہ ہوگا اور دو روپیہ ماہوار لڑکی کے دودھ پلانے کے مقرر کرتا ہوں، لوگوں نے زید سے دریافت کیا کہ کیا طلاق دیتے ہو، زید نے طلاق سے انکار کر کے یہ کہا جس وقت میری حالتِ غصہ درست ہو جائے تو پھر بلوالوں گا، بعد ایک ہفتہ کے جبکہ زوجہ زید رامپور

¹ در مختار باب تفویض الطلاق مطبع مہتابی دہلی ۱/۲۷۷

² در مختار فصل فی المشیئة مطبع مہتابی دہلی ۱/۲۳۰

چلی گئی، زید نے ایک خط بنام مولوی لطف اللہ صاحب کے لکھا کہ باہم میرے اور میری زوجہ کے ماموں میں رنج ہو گیا ہے آپ صفائی کرادیں اور ان سے کہہ دیجئے کہ یکم تاریخ تک روانہ بریلی کر دیں اور اگر نہ روانہ کریں گے تو یہ ایک طلاق دیتا ہوں ایسے درمیان میں جو زید نے واسطے آنے میعاد اپنی زوجہ کے مقرر کی تھی رامپور میں بحضور اپنی زوجہ کے رجوع کر لیا لیکن زوجہ زید رامپور سے بریلی کو اس میعاد مقررہ کے اندر نہیں آئی ایسی صورت طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اگر ہوئی تو کس قسم کی رجعی یا بائن، بعد ایک ماہ کے زید رامپور گیا، زوجہ کے ماموں نے یہ کہا کہ طلاق ہو گئی ہے میں رخصت ابھی نہ کروں گا، اس پر زید نے جواب دیا کہ آج ہی اس معاملہ کا فیصلہ نہ ہوگا تو تین طلاق پوری کروں گا، یہ کہہ کر چلا آیا، طلاق واقع ہوئی یا نہیں، ہوئی تو کس قسم کی واقع ہوئی رجعی یا بائن؟ بعض علماء کا بیان ہے کہ یہ طلاق بوجہ معلق ہونے کے بائن ہو گئی، یہ قول کیسا ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

صورت مستفسرہ میں ایک طلاق رجعی واقع ہوئی، زید کا کہنا کہ تینوں طلاق پوری کر دوں گا محض وعدہ ہے اور وعدہ سے طلاق نہیں ہوتی، اور زید کا میعاد وقوع طلاق یعنی یکم آنے سے پہلے جا کر رجوع کرنا محض بے اثر ہے فان الرجوع لا یتقدم (کیونکہ رجوع، طلاق کے وقوع سے پہلے نہیں ہو سکتا۔) تو نہ رہا مگر زید کا وہ قول کہ یکم تک نہ روانہ کریں گے تو یہ ایک طلاق دیتا ہوں، یہ طلاق اس شرط پر معلق تھی یکم گزر گئی اور عورت کو روانہ نہ کیا، شرط متحقق ہوئی طلاق پڑ گئی، اور یہ طلاق یقیناً رجعی ہے، تعلیق کے سبب بائن ہو جانا باطل قطعی کما قدمنا تحقیقہ (جیسا کہ اس کی تحقیق گزر گئی۔) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶: از بنگالہ نواکھالی محلہ رامپور فضل الرحمان صاحب ۶ شوال ۱۳۲۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بی بی کو اس شرط کے ساتھ کابین نامہ لکھ دیا کہ اگر تمہارے سوا کوئی دوسری بی بی کروں تو وہ ایک دو تین طلاق ہے، بعد اس کے زید نے اپنی منکوحہ سے اجازت لے کر دوسری کر لی مگر کابین اجازت وغیرہ کا ذکر مطلقاً نہیں آیا۔ صورت مذکورہ میں وہ اجازت عند الشرع معتبر ہوگی یا نہیں، اور شرعاً ایسی شرط کرنا درست ہے یا نہیں؟ اگر کر لے تو کیا حکم؟ بینوا تو جروا

الجواب:

صورت مستفسرہ میں نکاح ہوتے ہی زوجہ ثانیہ پر معاً ایک طلاق بائن ہو گئی وہ نکاح سے نکل گئی مگر حلالہ کی حاجت نہیں، اگر زید چاہے تو اس سے دوبارہ نکاح کر لے خواہ اور عورت سے نکاح کرے، اب زوجہ کو طلاق نہ ہوگی اگرچہ زوجہ اولیٰ اجازت بھی نہ

دے۔

| | |
|---|---|
| <p>طلاق کا وقوع اس لئے ہے کہ شرط پائی گئی اور اجازت اس کے لئے مانع نہیں ہے، لیکن ایک اور بابت طلاق اس لئے کہ یہ طلاق قبل دخول اور تینوں کے جدا جدا واقع ہونے سے پہلی واقع ہوئی اس لئے کہ خاوند نے تین کا لفظ نہیں کہا بلکہ ایک، دو، تین کہا، اور دوسری عورت سے یا اسی بیوی سے دوبارہ نکاح سے مزید طلاق نہ ہوگی اس لئے کہ اس نے "کلماً" یا اس کا ہم معنی لفظ نہیں کہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p> | <p>اماً وقوع الطلاق فلتحقق الشرط والاجازة لاتمنعه واما الواحدة والبيونة فلو قوعه قبل الدخول وتفريقه في الايقاع حيث لم يقل تين بل ايك دوتين ام عدم الوقوع اذ انكح اخرى او هذه مرة اخرى فلان حلال اليمين لعدم كلبا وما يقوم مقامه۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> |
|---|---|

مسئلہ ۲۷: از بمبئی پیر ولین پوسٹ عمر کھڑی مرسلہ منشی محمد صدیق قدسیہ جنتری ۲۳ جمادی الآخرہ ۱۳۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے محکمہ قضاء میں حاضر ہو کر اقرار کیا کہ آج سے آئندہ میں اگر شرط پیوں یا فتنہ و فساد کروں اور وہ پانچ اشخاص (جن کے نام اقرار نامہ میں بطور نگرانی درج ہیں) میری بد چلنی کا ثبوت پہنچادیں تو میری زوجہ مسماۃ ہندہ میرے نکاح سے باہر ہے اور میری مطلقہ ہے پس بعد عہد و اقرار مذکور کے پانچ یا سات نفر معتبر نے جو تحریر اقرار نامہ کے وقت موجود تھے زید کو برسرِ راہ حالت نشہ میں پایا اور زید کے والد کو نیز مرقومہ بالا پانچ اشخاص معینہ میں سے ایک شخص کو اسی وقت حالت نشہ کی خبر دی مگر زید کے والد اور شخص مذکور نے بخوف یا پاسبان خاطر زید کو نہ نہ کی اور اس واقعہ کے چند روز بعد زید نے اپنے والد کے ساتھ حالت نشہ میں فساد کیا اور گرفتار ہو کر محکمہ میں اسی بناء یعنی شراب خوری فساد بریزی پر جرمانہ دیا بعد ازاں اہل جماعت جمع ہوئے جن میں مذکور الصدر پانچ اشخاص بھی بصورت منصف موجود تھے اور زید کو تقصیر وار گردانا مگر مقدمہ مذکورہ بالا میں زید کی ظاہری بد چلنی جو وقوع میں آئی اس کو زبانی بیان کرنے میں پاسبان رکھتے ہیں، پس ان تمام صورتوں میں زید کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوئی تو عدت کس روز سے شمار ہوگی؟ بینوا تو جروا

الجواب:

قول زید کا حاصل یہ ہے کہ اگر اس سے شراب خوری یا فتنہ و فساد کا صدور ہو اور دونوں میں سے جو کچھ ہو اس کے ساتھ ایک اور امر ضرور ہو وہ یہ پانچ اشخاص مذکورین اس کی بد چلنی کا ثبوت پہنچائیں، ان باتوں کے جمع ہونے پر اس کی عورت اس کے نکاح سے باہر اور اس کی مطلقہ ہے،

عہ: یہاں مسودہ میں بیاض ہے۔

| | |
|--|--|
| وذلك لانه عطف الثاني على الاول باو ثم الثالث بالواو فكان الشرط وقوع احد الامرين الاولين مع الثالث۔ | یہ اسلئے کہ دوسری بات کو پہلی پر لفظ او (یا) سے اور پھر تیسری کا دوسری پر "و" سے عطف کیا لہذا تیسری بات کا وقوع پہلی دونوں میں سے ایک کے وقوع سے مشروط ہوگا۔ (ت) |
|--|--|

امام فخر الاسلام بزدوی قدس سرہ اصول میں فرماتے ہیں:

| | |
|--|---|
| ولهذا قلنا فيمن قال هذا حرا وهذا وهذا ان الثالث يعلق ويخير بين الاولين لان صدر الكلام تناول احدهما عملا بكلمة التخيير والواو تو جب الشركة فيما سبق له الكلام فيصير عطفاً على المعتقد من الاولين كقوله احد كما حرو هذا ¹ ۔ | اسی بناء پر ہم نے کہا کہ اگر مالک نے کہا "یہ آزاد یا یہ اور یہ ہے" تو تیسرا لازمی طور پر آزاد ہو جائیگا اور پہلے دونوں میں سے کسی ایک کو آزادی کیلئے متعین کرنے کا اختیار مالک کو ہوگا، کیونکہ اس کے کلام کا ابتدائی حصہ پہلے دونوں میں سے ایک کو شامل ہے لفظ "او" کے عمل کی وجہ سے اور بعد میں واؤ کا عطف پہلے دونوں میں مصداق کو شراکت کو چاہتا ہے لہذا پہلے دونوں میں سے جو آزاد ہوگا اس پر عطف ہوگا، یہ یوں ہوا جیسے کسی نے پہلے دونوں کو کہا ہو تم میں سے ایک اور یہ آزاد ہے (ت) |
|--|---|

ہماری زبان میں کسی شئی کا ثبوت پہنچانا، اور کوئی شئی ثبوت کو پہنچانا، ان دونوں میں فرق ہے لفظ اول میں ثبوت^۱ ہوتا ہے یعنی شہادت زبانی حجت تحریری اور اس کا پہنچانا، مہیا کرنا، ادا کرنا، پیش کرنا، اور لفظ ثبوت^۲ اپنے معنی پر اور ثبوت کو پہنچانا ثابت و مدلل کرنا اس کے ثبوت کا حکم دینا، پہلے لفظ کا تعلق شاہد و سماعی ثبوت سے ہے اور دوسرے کا حاکم و قاضی، ثبوت سے بھی غالب مراد ظاہر مفاد یہی ہے، اگر وہاں بھی عرف اسی طرح ہے، تو وہ اشخاص جبکہ بخوف و ہراس یا بہ لحاظ و پاس اس کی بد چلتی زبان پر لانے سے بھی احتراز کرتے ہیں تو بد چلتی کا ثبوت پہنچانا ان سے واقع نہ ہوا اور وہ بھی جزاء شرط تھا تو شرط کا مل متحقق نہ ہوئی تو طلاق اصلانہ ہوئی،

| | |
|--|--|
| لان ما علق وجود شيئين لايُنزل الا بعد وجودهما جبيعا۔ | کیونکہ جس چیز کو دو چیزوں کے وجود پر معلق کیا ہو تو وہ مشروط دونوں شرطوں کے اکٹھے پائے جانے پر متحقق ہوگا۔ (ت) |
|--|--|

عہ ۱: اصل میں یہاں بیاض ہے۔ عہ ۲: اصل میں یہاں کرم خوردہ ہے۔

¹ اصول امام فخر الدین بزدوی باب حروف المعانی نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۰۳

اور اگر وہاں کے عرف و محاورہ میں یہ فرق نہیں کسی شے کے ثابت قرار دینے کو بھی اس شے کا ثبوت پہنچانا کہتے ہیں تو جبکہ پانچ اشخاص مذکورین نے اس کی بد چلنی کا ثبوت مانا اور اس بنا پر اسے تفسیر وار ٹھہرایا ہو اور واقع میں اس سے بعد معاہدہ شراب خوری یا فتنہ و فساد کا صدور بھی ہوا ہو تو ہندہ پر طلاق ہو گئی لاجتماع کل اجزائی الشرطین فی نزل الجزاء (کیونکہ دونوں شرطوں کے اجزاء پائے جانے کی وجہ سے مکمل جزاء پائی جائے گی۔ ت) اور عدت اسی وقت سے لی جائیگی جس وقت ان پانچ اشخاص نے اس کی بد چلنی کے ثبوت کا حکم دیا لان الوقوع بالمجموع وانما العدة من حين الوقوع (کیونکہ طلاق کا وقوع دونوں کے مجموعہ پر ہوا، اور عدت بلاشبہ وقوع طلاق کے وقت سے شمار ہوگی۔ ت) مجرد تفسیر وار ٹھہرانا اگر بد چلنی ثابت مان کر نہ ہو وقوع طلاق کے لئے کافی نہ ہوگا۔

| | |
|---|---|
| لان الشرط هذا لاذك واثبات التخصير مطلقاً لا يستلزم اثبات الدعارت۔ | کیونکہ یہ شرط ہے، وہ نہیں ہے کیونکہ تفسیر کا اثبات مطلق طور پر بد چلنی کے اثبات کو مستلزم نہیں ہے (ت) |
|---|---|

یونہی اگر فی الواقع اس سے شراب خوری و فتنہ پر دازی بعد معاہدہ صادر نہ ہوئی اور ثبوت غلط طور پر بہم پہنچایا گیا جس سے اشخاص مذکورین نے حکم ثبوت دیا تو عند اللہ اس صورت میں بھی ہندہ پر طلاق نہ ہوگی لعدم تحقق الجزاء الاول (پہلی جزاء کے نہ پانے جانے کی وجہ سے۔ ت) اگرچہ محکمہ قضاء میں ثبوت شرعی کے باعث قضاۃ حکم طلاق دیں اور جبکہ ثبوت شرعی گزر گیا اور اشخاص مذکورین نے حکم ثبوت دیا ہو اور محاورہ کا وہ فرق کہ اوپر مذکور ہو وہاں کے عرف میں نہ ہو تو عورت پر بھی لازم ہے کہ اپنے آپ کو مطلقہ جانے لان المرأة كالقاضي كما في الفتح ورد المحتار وغیرہ^۱ (کیونکہ اس معاملہ میں عورت یعنی بیوی قاضی کا حکم رکھتی ہے، جیسا کہ فتح اور رد المحتار وغیرہ میں ہے۔ ت) واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸: از بریلی مرسلہ مولوی بشیر الدین صاحب وکیل ۱۱ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اقرار نامہ مصدقہ رجسٹری میں معاہدہ حسب ذیل اپنی منکوحہ بی بی سے کیا وہ معاہدہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اس معاہدہ کا نفاذ ہو سکتا ہے یا نہیں جو کہ مسماۃ مشتری جان طوائف دختر باء اللہ زوجہ منکوحہ مقرر کی ہے مسماۃ مذکور مقرر سے خواستگار اجازت مسماۃ مذکور نے کی ہے لہذا بصحت نفس وثبات عقل بخوشی خاطر اپنے بلا کسی جبر و باؤ کے اچھی طرح سمجھ کو مسماۃ مشتری جان مذکور کو اجازت دیتا ہوں کہ پیشہ ناپسنے و گانے کا جس طور سے سابق دستور کرتی چلی آئی ہے

^۱ رد المحتار باب الکنايات دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۶۸/۲

بدستور جاری و قائم رکھے اور بغرض مدد کرنے ناچ و گانے کے خواہ بداؤں سکونت رکھے یا دیگر جگہ قیام کرے میں کسی وقت اور کسی حالت میں مانع اور مزاحم یا حارج نہیں ہوں گا اگر میرے فعل یا ترک فعل سے کسی وقت میں مسماۃ مذکور کا نقصان یا حرج واقع ہو تو ایسی حالت میں نکاح فسخ ہو جائے گا اور مسماۃ کو ہر قسم کی آزادی حاصل ہوگی لہذا یہ اقرار نامہ بلا نالاش لکھ دیا کہ سند رہے، واضح ہے کہ معاہدہ کرنے والا شریف خاندان کنچنے وغیرہ سے نہیں ہے اور ان الفاظ کی تحریر سے نکاح فسخ ہو جائے گا یا نہیں اور شوہر اسے اجازت ناچنے و گانے کی اور دیگر جگہ اسے کام کے واسطے اجازت دے سکتا ہے یا نہیں؟ اور اسے اجازت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

ایسی اجازت حرام قطعی ہے اور اجازت دینے والا دیوث ہے، اگر توبہ نہ کرے تو اس پر جنت حرام، اور اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|--|--|
| ثلاثة لا یدخلون الجنة العاقل لوالدیہ والدیوث ورجلة النساء ^۱ ۔ رواہ حاکم والبیہقی فی شعب الایمان عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند صحیح۔ | تین شخص جنت میں نہ جائیں گے اپنے ماں باپ کو ناحق ایذا دینے والا اور دیوث اور مردانی وضع بنانے والی عورت (اس کو حاکم نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ت) |
|--|--|

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

| | |
|--|---|
| ثلاثة لا یدخلون الجنة ابدالیوث والرجلة من النساء ومد من الخمر ^۲ ۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند حسن۔ | تین شخص کبھی جنت میں نہ جائیں گے دیوث اور مردانی وضع بنانے والی عورت اور شرابی (اس کو طبرانی نے کبیر میں سند حسن کے ساتھ عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ ت) |
|--|---|

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

^۱ المستدرک للحاکم کتاب الایمان دار الفکر بیروت ۲/۱، شعب الایمان باب فی الغیرة والمذاہ حدیث ۹۹۷۱۰ دار الکتب العلمیہ

بیروت ۴/۱۲

^۲ شعب الایمان باب فی الغیرة والمذاہ حدیث ۱۰۸۰۰۰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/۱۲، مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی باب فیمن لا یرضی بأہلہ

بالخبث دار الکتب العربی ۴/۳۲

| | |
|--|--|
| ثلاثة قد حرم الله عليهم الجنة مدمن الخمر والعاق لوالديه والديوث الذي يقرب في اهله الخبث ¹ - رواه احمد والنسائي والبزار والحاكم وقال صحيح الاسناد - تین شخصوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام فرمادی ہے شرابی اور ماں باپ کا موذی اور دیوث کہ اپنے اہل میں گندی بات برقرار رکھے (اس کو احمد، نسائی، بزار اور حاکم نے صحیح الاسناد کہہ کر روایت کیا۔ ت) | |
|--|--|

رہی طلاق اس کا حکم یہ ہے کہ فسخ نکاح کنایات سے ہے اگر شوہر نے اس لفظ سے طلاق مراد لی ہے طلاق پڑ جائے گی ورنہ نہیں، درمختار میں ہے:

| | |
|--|--|
| اذہبی الی جہنم یقع ان نوی خلاصة وكذا اذہبی عنی وافلحی وفسخت النکاح ² - "جہنم میں جا" طلاق کی نیت سے کہا تو طلاق ہو جائیگی، خلاصہ۔ اور اگر یوں کہا "میرے پاس سے چلی جا، تو فلاح پالے، اور میں نے نکاح فسخ کیا" اور ان صورتوں میں طلاق کی نیت سے طلاق ہو جائیگی۔ (ت) | |
|--|--|

عالمگیری میں ہے:

| | |
|--|--|
| لو قال فسخ النکاح ونوی الطلاق یقع ³ - اگر کہا "میں نے نکاح فسخ کیا" اور طلاق کی نیت کی تو طلاق ہو جائے گی۔ (ت) | |
|--|--|

یہی حال آزادی کا ہے پس صورت مسئلہ میں اگر شوہر اقرار کرے کہ یہ الفاظ اس نے بہ نیت طلاق لکھے تھے تو بحال وقوع عورت پر ایک طلاق بائن ہو جائے گی اور اگر وہ اقرار نہ کرے تو اس سے قسم لی جائے گی قسم کھانے سے انکار کر دے تو اب بھی جبکہ شرط واقع ہوئی ہو، وقوع طلاق کا حکم ہوگا اور اگر قسم کھالی کہ واللہ میں نے یہ الفاظ بہ نیت طلاق نہ لکھے تھے تو حکم طلاق نہ ہوگا عورت بدستور اس کی منکوحہ رہے گی، پھر اگر وہ جھوٹ قسم کھالے گا تو اس کا وبال اس پر ہے عورت پر الزام نہیں۔ درمختار میں ہے:

| | |
|---|--|
| نحو اخر جی یحتمل ردا ونحو خلیۃ یصلح سباً ونحو انت حرة لا یحتمل "نکل جا" جیسے الفاظ رد وجواب سوال طلاق کا احتمال رکھتے ہیں، خلیہ۔ جیسے الفاظ گالی ہونے کا | |
|---|--|

¹ مسند احمد بن حنبل مروی از ابن عمر رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۶۹/۲

² درمختار باب الکنایات مطبع مجتبائی دہلی ۲۲۶/۱

³ فتاویٰ ہندیہ الفصل الخامس فی الکنایات نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۱

السب والرد ففي حالة الرضاى غير الغضب والمذاكرة تتوقف الاقسام الثلاثة تأثيرا على نية للاحتمال والقول له ببينه في عدم النية ويكفي تحليفها له في منزله فان ابى رفعته للحاكم فان نكل فرق بينهما مجتبى¹ اه ملتقطا. والله تعالى اعلم۔

احتمال رکھتے ہیں، اور "تو آزاد ہے" جیسے الفاظ سب و دشنام اور جواب ہونے کا احتمال نہیں رکھتے، تو حالت رضامندی میں یعنی غصہ کی حالت میں نہ ہو اور مذاکرہ طلاق بھی نہ ہو تو یہ تینوں قسم کے کنایا ت کی تاثیر نیت پر موقوف ہوگی، کیونکہ نیت اور عدم نیت کا احتمال ہے، اور طلاق کی نیت نہ ہونے میں خاوند کی بات کو معتبر سمجھا جائے گا اور بیوی کا اس سے گھر میں قسم لے لینا کافی ہے، اور اگر خاوند گھر میں بیوی کو قسم دینے سے انکار کرے تو بیوی حاکم کے پاس اپنا معاملہ پیش کرے، وہاں بھی اگر خاوند انکار کرے تو بیوی حاکم کے پاس اپنا معاملہ پیش کرے، وہاں بھی اگر خاوند انکار کرے تو قاضی دونوں میں تفریق کر دے اھ ملتقطا،
والله تعالى اعلم (ت)

مسئلہ ۲۹: از صدر بازار چھاؤنی بیچ محلہ بڑی منڈی مرسلہ چودھری ننھے سوداگر چرم ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ بکر نے شادی زید کے ساتھ اپنی دختر کی کی جس کو عرصہ ۹ سال کا ہوا بکر اور زید دونوں فقیر ہیں بوقت شادی زید کی عمر ۱۶، ۱۵ سال کی تھی اور لڑکی کی قریباً سولہ سال کی، شادی ہوتے ہی زید کے ہمراہ بھیج دی گئی تین ماہ بعد بکر کے یہاں آئی اور پھر چھ ماہ بعد زید کے ہمراہ بھیج دی گئی چھ ماہ بعد زید مع اپنی بی بی کے بکر کے یہاں آیا اور رہنے لگے چار ماہ بعد زید چلا گیا اور چوری کی علت میں گرفتار ہو گیا، بکر زید کو چھڑا کر لے آیا مگر آٹھ دس روز کے بعد پھر کسی کی چیز لے کر بھاگ گیا بکر پھر اس کو لے آیا کوئی ایک ماہ رہا پھر ایک بقال کا غلہ چرا کر بھاگ گیا ڈھائی ماہ بعد پھر زید آگیا اور اقرار نامہ منسلکہ تحریر کر دیا، کوئی دو ماہ بعد زید اپنی عورت سے مار پیٹ کر کے جبراً زور لے کر بھاگ گیا کوئی تین ماہ بعد ذات کی پچائیت ہوئی اور پنچوں نے پنچنامہ منسلکہ تحریر کیا زید کوئی چھ ماہ بعد پھر بکر کے پاس آکر رہنے لگا اور دو ماہ بعد لوگوں کے برتن وغیرہ لے کر بھاگ گیا اس وقت اس کی عورت کا حمل تھا ایک سال کے بعد زید کا باپ زید کی عورت کو لینے آیا زید کی عورت نے جانے سے انکار کیا پھر زید کو بذریعہ خطوط وغیرہ بلایا گیا جسے عرصہ آٹھ ماہ کا مقتضی ہوا ہے نہ زید آیا نہ خطوط کا جواب دیا، قریب ایک سال کے زید کی بی بی بیچے کا بار بکر پر ہے، زید کی عورت زید کے پاس رہنے سے نارضا مند ہے، ایسی صورت میں زید کی عورت کا دوسرا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

نقل اقرارنامہ

میں کہ سیور شاہ ولد مدھاری شاہ فقیر ساکن موضع رینٹ ماریہ علاقہ شاہ پور کاہوں جو کہ

¹ درمختار باب الکنایات مطبع مجتبائی دہلی ۲۲۴/۱

میری شادی ہمراہ مسماۃ مایلی بنت کنوردی شاہ فقیر ساکن چنادی نیچ ہوئی ہے، بعد شادی کے میں بخانہ کنوردی شاہ خسر خود رہا اور موضع رینٹ ماریہ بھی بوجہ تنازع چلا گیا اب کہ میں بخانہ کنوردی شاہ خسر خود رہ کر زندگی خود بسر کرنا چاہتا ہوں، لہذا اقرار کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میں تازندگی خود بخانہ کنوردی شاہ رہوں گا اور جو کچھ کما کر یا مانگ کر لاؤں گا وہ اپنے خسر و زوجہ و خوشدامن کو دوں گا اور زوجہ خود کو کسی طرح کی تکلیف نہ دوں گا نہ ماروں گا اور نہ کوئی فعل خراب کروں گا اور بر تقدیر کہیں باہر چلا جاؤں تو اس کی اطلاع کنوردی شاہ و زوجہ خود و اہل محلہ سے کر دوں گا اگر میں چنادی بخانہ خسر نہ رہوں یا کوئی خراب فعل کروں اور بدون اجازت کے چنادی سے چلا جاؤں تو کنوردی شاہ خسر میرے کو اختیار ہے کہ دوسری جگہ زوجہ میری کا نکاح کر دے میں کوئی طرح کا دغوی جھگڑا کچھری و بچنوں میں نہ کروں گا، بناء براں یہ چند کلمے بطور اقرار نامہ لکھ دئے کہ سندر ہے، ۲۵ جمادی اولیٰ ۱۳۳۶ھ (۳۰ دسمبر)

العبد

نشانی انگوٹھا سپورف شاہ

گواہ شد گواہ شد گواہ شد گواہ شد

اللہ بخش ولد شیخ کلچودھری قمر الدین ولد شیخ نیا نتھن ولد منابور پاری رحیم بخش ولد سعدی مجاور

الجواب:

جب تک طلاق ثابت نہ ہو یا وہ مرنے جائے عورت کا نکاح دوسری جگہ نہیں ہو سکتا، وہ اقرار جو اس نے لکھا ثبوت طلاق کے لئے کافی نہیں، ہاں اگر وہ اقرار کرے کہ اس اقرار نامہ سے میری مراد عورت کو طلاق دینا تھی، یہ جو اس نے کہا کہ ایسا کروں تو خسر کو اختیار ہے کہ جس سے چاہے اس کا نکاح کر دے اس سے مراد یہ تھی کہ ایسا کروں تو اسے طلاق ہے تو اس صورت میں طلاق ثابت ہو جائیگی، اور جبکہ وہ یہ سب باتیں کر چکا تو اسی وقت سے عورت نکاح سے نکل گئی، اور اگر وہ اقرار نہ کرے تو اس سے قسم لی جائے، اگر قسم کھالے گا کہ میں نے ان لفظوں سے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو وہ بدستور اس کی عورت ہے دوسری جگہ نکاح حرام قطعی ہے اور اگر قسم کھانے سے انکار کرے گا تو طلاق ثابت ہو جائے گی، اور اگر عدت گزر گئی یا اب گزر جائے تو دوسری جگہ نکاح جائز ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۰: از جہالود ضلع پنج محل گجرات احاطہ بمبنیٰ مرسلہ شیخ عمر ولی ڈاہیا ۷ ذی القعدہ ۱۳۳۶ھ

محمد آدم ساکن مورانے ابراہیم ساکن جہالود اس کی لڑکی کی شادی کا پیام کیا، ابراہیم نے کہا کہ مجھ کو چند شرطیں لکھ دو تو میں تم سے شادی کر دوں، محمد آدم نے قبول کیا اور کہا کہ جو شرط کرو بخوشی منظور ہے،

بعد اس کے مسٹی آدم نے ایک اسٹامپ تحریر کر دیا، تحریر ذیل مسماۃ فاطمہ بنت ابراہیم ساکن جھالود عمر ۱۶ سال محمد آدم ساکن موراعمر ۱۶ سال، میں تمہارے ساتھ برسم برادری شادی کرتا ہوں، بعد شادی ہونے کے ہم اور تم بطور مرد عورت کے رہیں گے، بعد میں اس کے متعلق اقرار نامہ برادری کی رسم کے مطابق زیور ۵۷۵ تولہ چاندی کے بعوض مہر دیتا ہوں اس زیور پر میرا کسی قسم کا حق نہیں، اور اقرار کرتا ہوں کہ اپنا وطن موراجھوڑ کر جھالود میں سکونت کروں گا باوجود اس کے اگر میری نیت میں فرق اور تم مارپیٹ کر کے جھالود سے دوسری جگہ یا کوئی گاؤں یا جھالود سے باہر لے جاؤں تو بغیر طلاق کے طلاق طلاق واقع ہو، یہ اقرار نامہ صحیح میں نے لکھ دیا مجھے اور میرے وارثوں کو منظور ہے سوائے اس کے میں تم کو بارہ ۱۲ ماہ کے اندر راضی اور خوش رکھوں گا اور رہوں گا اگر خلاف اس کے کروں تو تحریر بالا کے مطابق سمجھنا، یہ لکھا ہوا صحیح ہے، اگر بارہ ماہ تک میں تم سے جد ارہوں یا دوسری جگہ چھوڑ کر چلا جاؤں تو طلاق سمجھنا یہ لکھا ہوا درست ہے بعد تحریر دستاویز مذکور لڑکی کو سنایا گیا لڑکی نے قبول کیا، ستائیس ۲۹ روز بعد برسم برادری بشرائط مرقومہ بالا شادی کر کے لڑکی کو رخصت کیا۔ تین سال تک جھالود میں رہی بعد تین سال کے ایک روز بلار ضامندی عورت کے جھالود سے جیبرن گاؤں میں سوار کر کے چلا، قریب پون میل گیا ہوگا کہ اس کے والد کو معلوم ہوا کہ لڑکی کو لے گیا اس وقت وہ خود اور برادری کے تین چار آدمی دوڑ کر گئے اور گاڑی روک لی، لڑکی سے دریافت کیا کہ تو کہاں جاتی ہے؟ کہا میں بخوشی نہیں جاتی بلکہ مجھے مارپیٹ کر جیبرن لئے جاتا ہے، لڑکی سے کہا کہ گاڑی سے اتر، فوراً اتر آئی، محمد آدم سے کہا کہ تو نے اقرار نامہ لکھ دیا ہے اور کہاں لئے جاتا ہے، جواب دیا کہ میں اپنے گاؤں نہیں لے جاتا دوسری جگہ لے جاتا ہوں یعنی خود دکان کرنے جاتا ہوں، انہوں نے کہا کہ تم نے شرط توڑ دی اس لئے عورت کو طلاق ہو گئی، پھر قاضی کے پاس گئے انہوں نے کہا کہ تو نے شرطی دستاویز لکھ دیا ہے کہاں بیشک میں نے لکھ دیا ہے اور میں موری نہیں لے جاتا ہوں دوسرے گاؤں خود ہی جاتا ہوں۔

الجواب:

شرط میں اپنے گاؤں کی تخصیص نہ تھی اس کا عذر غلط ہے اس میں عام تھا کہ جھالود سے کسی دوسری جگہ لے جاؤں لیکن شرط میں مارپیٹ کر لے جانا ہے، اس کا ثبوت یا تو گواہان ثقہ سے ہو یا آدم اقرار کرے کہ ہاں مارپیٹ کر لے گیا فقط عورت کا کہنا کافی نہیں اگر گواہان یا اقرار سے مارپیٹ کر لے جانا ثابت ہو تو تین طلاقیں ہو گئیں بے حلالہ اس سے نکاح نہیں کر سکتی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر خاوند تیسری طلاق دے دے تو عورت حلال نہ ہوگی تا وقتیکہ وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے۔
(ت)

قال اللہ تعالیٰ
فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا^۱

اور اگر گواہ نہ ہوں یا وہ گواہ ثقہ شرعی نہ ہوں اور آدم مار پیٹ کر لے جانے کا اقرار بھی نہ کرے تو آدم سے حلف لیا جائے اگر حلف کرے گا کہ مار پیٹ کر نہیں لے گیا تو طلاق نہ ہوگی اور اس حلف کا حاکم کے سامنے ہونا ضرور نہیں مکان پر بھی لیا جاسکتا ہے، درمختار میں ہے:

| | |
|---|---|
| یکفی تحلیلھا لہ فی منزلہ ^۱ ۔ | بیوی کا خاوند سے اپنے گھر میں ہی قسم لے لینا کافی ہے۔ (ت) |
|---|---|

پھر اگر حلف کر لے اور عورت جانتی ہو کہ اس نے جھوٹا کیا، تو عورت پر لازم ہے کہ اپنے آپ کو تین طلاقیں سے مطلقہ سمجھے اور بوجہ طلاق نہ ثابت ہونے کے بذریعہ حکومت جبر نہیں کر سکتی لہذا اپنا مہر چھوڑ کر یا اور مال دے کر اس سے اعلانیہ طلاق لے، اگر طلاق نہ دے تو جس طرح جانے اس کے پاس سے بھاگے اور اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو مجبور ہے اور وبال شوہر پر ہے، ردالمحتار میں ہے:

| | |
|--|---|
| اذا سمعت او اخبرها عدل لايحل لها تمكينه بل تغدي نفسها بمال او تهرب فان حلف ولا بينة لها فالاثم عليه اذالم تقدر على الفداء او الهرب ^۲ (باختصار) والله تعالى اعلم | اگر خود عورت، مرد کی طرف سے تین طلاقیں سن لے، یا کسی عادل شخص نے اس کو یہ اطلاع دے دی تو پھر بیوی کو حلال (جائز) نہیں کہ وہ خاوند کو اپنے پر جماع کا موقعہ دے بلکہ جیسے بن پڑے مال دے کر اعلانیہ طلاق لے یا بھاگ کر اپنے کو بچائے، اور اگر خاوند طلاق نہ دینے کی قسم کھالے اور طلاق پر عورت کے پاس گواہ نہ ہوں اور بیوی مال کے بدلے یا بھاگ کر اپنے آپ کو نہ بچا سکے تو اب گناہ خاوند پر ہوگا (باختصار)۔ والله تعالى اعلم (ت) |
|--|---|

مسئلہ ۳۱: از جوئیور مرسلہ مولوی عبدالاول صاحب ۲۸ رمضان ۱۳۳۸ھ

زید نے اپنی زوجہ کے کابین نامہ میں منجملہ شرائط ایک شرط یہ لکھی کہ اگر بغیر رجسٹری شدہ اجازت نامہ تم سے حاصل کئے ہوئے اور بغیر تمہارا کل مہر ادا کئے ہوئے دوسرا نکاح کروں تو منکوحہ جدیدہ کو میری طرف سے تین طلاق ہوں گی، اب صورت حال یہ ہے کہ زوجہ نے مہر معاف کر دیا اور اجازت نامہ نکاح بلار رجسٹری شدہ شوہر نے حاصل کر کے دوسرا نکاح کر لیا، اب شرعاً اس مسئلہ میں کیا حکم ہے کہ اجازت نامہ بلار رجسٹری شدہ ہے اور ایفائے مہر نہیں پایا بلکہ زوجہ نے معاف کر دیا تو منکوحہ جدیدہ مطلقہ ہوگی

^۱ درمختار باب الکنايات مطبع مجتبائی دہلی ۲۲۴/۱

^۲ ردالمحتار باب الصریح دار احیاء التراث العربی بیروت ۴۳۲/۲

یا نہیں؟

الجواب:

فقیر شب ہلال ماہ مبارک سے بغرضِ علاج بعض اعزہ اس پہاڑ پر آیا ہوا ہے، وطن سے دور، کتب سے مجبور، بظاہر مقتضائے نظر فقہی یہ ہے کہ صورت مستفسرہ میں طلاق نہ ہوگی کہ ایفا سے مقصود برات ذہ ہے وہ حاصل اور رجسٹری کہ وقت انکار تحفظ کے لیے ہوتی ہے جب عورت نے اجازت دے دی اجازت نامہ لکھو دیا اصل مقصود حاصل ہو گیا جیسے عورت سے کہا اگر کل مجھے فلاں چیز لا کر نہ دے یا فلاں چیز لے کر نہ آئے تو تجھ پر طلاق، اس نے چیز کسی کے ہاتھ بھیج دی، طلاق نہ ہوئی جبکہ مقصود اس شے کا پہنچنا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲: از محکمہ شرعیہ نل بازار بمبئی مسئلہ سید حسین صاحب نائب قاضی ۱۹ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک شخص نے ایک اقرار نامہ اپنی زوجہ کو لکھ دیا جس میں ایک شرط یہ تھی کہ اگر منقر اپنی توبہ کا پابند نہ ہو اور خلاف شرع کوئی فعل کرے تو اسی وقت میری زوجہ کو اختیار ہوگا کہ وہ بلا اجازت میری اپنے ورثاء کے یہاں یا اپنے باپ بھائی کے یہاں فوراً چلی جائے یا اس کے ورثاء بلا میری دریافت کے اسے لے جائیں اور اس خلاف ورزی شرع شریف میں میری جانب سے میری زوجہ کو طلاق قطعی سمجھی جائے نیز میری زوجہ کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ بموجب ہو جانے طلاق طلاق شرعی کے بعد میعاد عدت اپنا نکاح ثانی خود کر لے یا اس کے ورثاء اس کا نکاح ثانی جہاں اس کی خوشی ہو کر دیں مجھ کو اس میں کسی قسم کا عذر نہ ہوگا اگر وہ اپنے تحریر کردہ شرط کی خلاف ورزی کر کے تو طلاق ہوئی یا نہیں؟ بیہنا تو جروا

الجواب:

صورت مستفسرہ میں طلاق نہ ہوئی،

| | |
|--|--|
| <p>جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں بیان کیا ہے، اور خانیہ میں نص موجود ہے کہ خاوند کا بیوی کو کہنا کہ "تو طلاق سمجھ لے" یہ طلاق نہیں ہے، اور ہندیہ</p> | <p>کہا بینا کہ فی فتاؤنا ونص فی الخانیة فان احسبى انک طالق لیس بطلاق^۱۔ وفي الهندیة عن الخلاصة</p> |
|--|--|

^۱ فتاویٰ قاضیخان کتاب الطلاق نوکسور لکھنؤ ۲۱۰/۲

ف: خانیہ کے الفاظ اس طرح ہیں: لایقع الطلاق وان نوی کانه قال لها بالعربیة احسبى انک طالق وان قال ذلک لایقع وان نوی۔ نذیر احمد سعیدی

| | |
|---|--|
| امراۃ قالت لزوجها مرا طلاق ده فقال دادہ انگر او کردہ انگر لایقع وان نوی ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | میں خلاصہ سے منقول ہے کہ کسی عورت نے اپنے خاوند کو کہا کہ "مجھے طلاق دے" تو خاوند نے جواب میں کہا "تو اس کو طلاق دی ہوئی یا طلاق کی ہوئی سمجھ لے" تو طلاق نہ ہوگی اگرچہ اس سے طلاق کی نیت کی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت) |
|---|--|

مسئلہ ۳۳ و ۳۴: از سرائے بھولی ڈاک خانہ شاہ گنج ضلع فیض آباد مرسلہ محمد فیض اللہ صاحب ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں:

(۱) ایک اقرار نامہ مندرجہ ذیل مضمون کا لکھا گیا جس کے کل شرائط ولی ہندہ کے مقرر کئے ہوئے ہیں جو کہ مضمون اقرار نامہ سے صاف ظاہر ہے اور محمد شفیع کی طرف سے کوئی شرط مقرر نہیں کی گئی اور نہ اس کو قرار داد شرط کی اجازت دی گئی حالانکہ اقرار نامہ کے ایک لفظ سے بھی محمد شفیع کو اتفاق نہیں تھا اور نہ اس کا کوئی معاون و ولی تھا کہ کچھ عذر کرتا، ولی ہندہ ایک زبردست و اہل مقدور شخص ہے اس نے بالجبر محمد شفیع سے دستخط کرا لیا، پس یہ اقرار نامہ شرعاً معتبر ہے یا کہ غیر معتبر؟ بینوا تو جروا۔

(۲) قبل تحریر اقرار نامہ ولی ہندہ جو کہ بمقابلہ محمد شفیع ہر حالت میں بدرجہا زور آور و اہل مقدور تھا نیکیں و بے بس محمد شفیع سے بالجبر طلاق لینے پر آمادہ تھا مگر اس وقت محمد شفیع کچھ گریہ وزاری سے منت و سماجت کی کہ اس کا اثر اس پر کارگر ہو اور نتیجہ یہ ہوا کہ طلاق سے تو باز رہے مگر اقرار نامہ مذکورہ ذیل پر دستخط کرا لیا محمد شفیع نے اس فرصت کو غنیمت سمجھ کر دستخط کر دیا کچھ دن کے بعد محمد شفیع رنگون چلا گیا اور تھوڑے عرصے تک حسب وسعت مبلغ میں پچیس روپیہ ہندہ کو روانہ کیا مگر کچھ عرصہ تک بوجہ مجبوری خرچ روانہ نہ کر سکا البتہ خطوط روانہ کرتا رہا اور اس کے ذریعہ سے اپنی مجبوری ظاہر کرتا رہا اور بعد کو بھی تین چار روپیہ روانہ کیا اب محمد شفیع قریب ساڑھے تین سال کے بعد رنگون سے واپس آیا اور وجہ عدم ادائیگی خرچ میں یہ عذر بیان کیا کہ میں سخت جل گیا تھا اور کوئی امید زندگی نہ تھی، چنانچہ چھ ماہ میں ہسپتال میں پڑا رہا (جلنے کا حال زبانی آئندگان آنصوبہ سے بھی سنا گیا اور اب بھی اس کے جسم پر نشان دیکھا گیا یعنی موجود پایا گیا) اس حالت میں مبلغ پچاس روپیہ کا قرضدار ہو گیا بعد صحت چند روز بیکار رہا اور جب کامیاب ہوا تو قرض ادا کیا بقیہ زاد راہ میں صرف ہوا عدم روانگی خرچ سے ہندہ بوجہ اہل مقدور ہونے اپنے ولی کے محتاج نان و نفقہ نہ تھی

^۱ فتاویٰ ہندیۃ الفصل السابع بالالفاظ الفارسیۃ نورانی مکتب خانہ پشاور ۱/۳۸۰

علاوہ اس کے قریب دو صد روپیہ کی مالیت کا زیور کہ ملکیت محمد شفیع تھی اس کے پاس موجود تھے غرضیکہ ہندہ اور اس کے ولی کو نسبت نان و نفقہ و عدم روانگی خرچ کوئی شکایت نہیں ہے اور سب اس سے رضامند ہیں پاس سوال یہ ہے کہ بحالت صحت اقرار نامہ ایسی صورت میں ہندہ زوجیت سے خارج ہوئی یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

نقل اقرارنامہ

منکہ محمد شفیع ولد عبد القادر متونی ساکن موضع سرائے بھنولی پر گنہ کچرانہ تحصیل کالو ضلع فیض آباد ام، چونکہ باغوائے شیطان چند افعال ناجائز مجھ سے آج تک ہوتے رہے میں نے اپنی منکوحہ سماء ہندہ بنت محمد یسین خاں کے نان نفقہ سے بالکل غافل تھا حتیٰ کہ میں نے آج تک ادنیٰ ضرورت بھی اس کی رفع نہ کی اور خلاف حکم خدا رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس کے نان نفقہ سے بالکل بے خبر تھا، مگر اب میں اپنے افعال شنیعہ اور سراسر غفلت و بے فکری سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ کے لئے اقرار کرتا ہوں کہ مطابق مرضی منکوحہ اور اس کے والدین کے ہر ایک فعل کی پابندی کرتا ہوں گا اور جو کچھ وہ لوگ کہیں گے اس پر عملدرآمد کروں گا اور اپنے گھر سے غیر ملک نہ جاؤں گا حسب اتفاق اگر غیر ملک جانے کے موقع نہ ہو اور میں چلا جاؤں تو اپنی منکوحہ کے نان و نفقہ کی خبر گیری کرتا رہوں گا اگر ایسی غفلت کروں یعنی اپنی منکوحہ کا نان نفقہ و خبر گیری نہ کروں تو وہ عدم خبر گیری میری بجائے طلاق ثلاثہ کے سمجھی جائے اور پھر مجھ کو کوئی عذر نہ ہوگا، لہذا یہ چند کلمات بطور اقرار نامہ کے لکھ دئے تاکہ سندر ہے اور عند الضرورت کام آئے، فقط بقلم محمد فیض اللہ ۹ جولائی ۱۹۱۵ء العبد محمد شفیع بقلم خود۔

الجواب:

فرصت غنیمت سمجھ کر دستخط کر دیا جبر و اکراہ نہیں مگر وہ اقرار نامہ بذاتہ خود ہی باطل و مہمل ہے، اگر محمد شفیع بے کسی قریب کے آپ ہی لکھتا اور پھر بلا ضرورت غیر ملک کو چلا جاتا اور قصداً بلا عذر خبر گیری زوجہ سے دستکش رہتا اور ایک پیسہ کبھی نہ بھیجتا جب بھی اس باطل اقرار نامہ کی رو سے اصلاً طلاق نہ ہو سکتی وہ اس میں طلاق نہیں کہتا بلکہ یہ کہتا ہے کہ میری عدم خبر گیری کو بجائے طلاق ثلاثہ سمجھا جائے، "یہ سمجھ کر" صریح باطل ہے عدم خبر گیری ایک طلاق بھی نہیں ہو سکتی نہ کہ تین طلاق کی جگہ اور باطل سمجھ کی اجازت دیں باطل، جیسے کوئی کہے اگر میں نہ آؤں تو دیوار کو طلاق سمجھ لینا کیا اس کے کہنے یا کسی کے سمجھ لینے سے دیوار طلاق بن جائے گی اور جب وہ اجازت و قول و فہم سب باطل ہے اور باطل پر کچھ اثر مرتب نہیں ہو سکتا لہذا وہ اقرار نامہ مہمل ہے اور طلاق اصلاً نہ ہوئی، فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے:

اگر خاوند نے کہا "تو طلاق ہوئی سمجھ" یا کہا "تو

لو قال الزوج داه انکار او قال کردہ انکار

| | |
|--|---|
| <p>لا یقع الطلاق وان نوی کانه قال لها بالعربية احسبى انک طالق وان قال ذلک لا یقع وان نوی^۱۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> | <p>طلاق کی ہوئی سمجھ "تو طلاق نہ ہوگی اگرچہ طلاق کی نیت کی ہو، کیونکہ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی عربی میں کہے ترجمہ: تو خیال کر لے کہ تو طلاق والی ہے" تو یہ بات کہنے سے طلاق نہ ہوگی، اگرچہ طلاق کی نیت بھی کر لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p> |
|--|---|

مسئلہ ۳۵: ازراپور محلہ فرنگن محل بزر یا ملاظریف مرسلہ مولوی ریاست حسین خاں صاحب ۲۲ شوال ۱۳۱۵ھ

| | |
|---|---|
| <p>چہ می فرماید اصحاب شرع وار باب ورع اندرینکہ شخصے بعد ایجاب وقبول نکاح خود را اقرار نامہ ایں عبارت تحریر نمود کہ منکہ یونس علی پسر حسین علی مرحوم حال ساکن ناکند یہ علاقہ تھانہ منکنڈ و ضلع ارکانم منقر در حالت صحت ذات وثبات عقل بلا اجبار واکراہ بخوشی مہر النساء دختر غلام علی مرحوم را بچند شرائط بنکاح خود آوردم:</p> <p>شرط اول اینکہ مسماۃ مذکورہ را در باب تعلیم احکام شرعیہ مثل نماز وروزہ وغیرہ امور دینیہ کوشش کما حقہ بکار آرم (الی ان قال) شرط، ہشتم بغیر رضا و رغبت مسماۃ مذکورہ زنہ دیگر بنکاح خود نیارم اگر آرم بر ثانیہ سہ طلاق واقع خواہ شد۔ شرط نہم اگر زشرطے ازیں شرائط مرقومہ بالا انحراف ورزم آنگہ اختیار مسماۃ موصوفہ را است کہ بتوسل کاغذ ہذا نفس خود را از زوجیت سہ طلاق کردہ بنکاح دیگر پرداز دیا بنکاح ماند انتی نقل اقرار نامہ یعینہ۔</p> | <p>کیا فرماتے ہیں اصحاب شرع و تقویٰ اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنے نکاح میں ایجاب وقبول کے بعد اقرار نامہ میں یہ تحریر کیا کہ منکہ یونس علی پسر حسین علی مرحوم ساکن ناکند یہ علاقہ تھانہ منکنڈ و ضلع ارکانم، اپنی صحت اور بقائے عقل بغیر جبر واکراہ اپنی خوشی سے اقرار کرتا کہ مسماۃ مہر النساء دختر غلام علی مرحوم کو چند شرائط کے ساتھ اپنے نکاح میں لاتا ہوں:</p> <p>پہلی شرط یہ کہ مسماۃ مذکورہ کو شرعی تعلیم بابت نماز، روزہ وغیرہ امور دینیہ دینے میں پوری کوشش کروں گا، حتیٰ کہ یہ کہا آٹھویں شرط یہ ہے کہ مسماۃ مذکورہ کی مرضی کے بغیر کسی دوسری عورت سے اپنا نکاح نہ کروں گا، اگر کروں تو دوسری بیوی کو تین طلاق ہوں گی، اور نویں شرط یہ کہ اگر مذکورہ شرائط میں سے کسی شرط سے انحراف کروں تو مسماۃ موصوفہ کو اختیار ہوگا کہ اس کاغذ اور تحریر کے بموجب اپنے آپ کو تین طلاق کے ساتھ میری زوجیت سے خارج کر کے دوسرے شخص سے نکاح کر لے یا میرے نکاح میں رہے، نقل یعینہ اقرار نامہ ختم ہوئی۔</p> |
|---|---|

^۱ فتاویٰ قاضیخان کتاب الطلاق نوکسور لکھنؤ ۱۰/۲۱۰

| | |
|---|--|
| <p>اب اس کے بعد یونس علی نے مسماۃ مذکور کو تین طلاقیں دے کر مہر النساء کی رضا و رغبت کے بغیر دوسرا نکاح کر لیا، تو مسئلہ صورت میں یونس علی کی دوسری بیوی کو تین طلاقیں ہوئیں یا نہیں، جناب فیض مآب مولانا صاحب! آپ کا فیض و اقبال ہمیشہ قائم رہے، سلام کے بعد و عرض ہے کہ اس سوال کا جواب جلدی عنایت فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ ہم ہمیشہ ممنون احسان رہیں، اس مسئلہ میں دوسرے علماء بھی اختلاف کر رہے ہیں، بعض دوسری بیوی کی طلاق پر مصر ہیں اور بعض اس کی طلاق نہیں مانتے، آپ کا فیصلہ اور فتویٰ کیا ہے اور مختار قول کیا ہے میں اپنے مختلف کتب نہ ہونے کی بناء پر تکلیف دے رہا ہوں، تکلیف پر معافی چاہتا ہوں، فقط، والسلام۔</p> | <p>اکون یونس علی مسماۃ مہر النساء اسے طلاق دادہ بلا رضا و رغبت مہر النساء بزن دیگر نکاح نمود است دریں صورت مرقومہ بزوجه ثانیہ یونس علی سہ طلاق واقع خواهد شد یا نہ، جناب فیض مآب مولانا صاحب دام اقبالہم و فیضہم بعد سلام عرض اینکه جواب سوال بزودی عنایت فرمودہ ممنون فرمائید چنانکہ نخستین ہم مرہون منت و ممتاز دارین فرمودہ بودند دریں باب نیز علماء مختلف اند بعض طلاق ثانیہ قائلے ست و بعضے بعد مش مصر فیصلہ چیت و مفتی بہ مختار کدام، نزد م کتب مختلفہ موجود نیست بناء علیہ مکلف شدم عفو فرمائید، والسلام۔</p> |
|---|--|

الجواب:

| | |
|--|--|
| <p>اے اللہ تجھ سے حق و صواب (درستی) کی رہنمائی کا طلبگار ہوں، مسئلہ صورت میں شرعی فیصلہ فقہی نظر میں تفصیل طلب ہے، اگر مہر النساء کہے کہ یونس علی نے یہ دوسرا نکاح میری رضا و رغبت کے بغیر کیا ہے اور یونس علی اس کی تصدیق کرتا ہے تو دوسری بیوی کو نکاح کے وقت سے ہی تین طلاقیں ہو گئیں، ورنہ کوئی طلاق اور جدائی نہ ہوگی،</p> <p>اقول: وبالله التوفیق (اللہ کی توفیق سے میں کہتا ہوں کہ) اس مقام کی تحقیق یہ ہے کہ دوسری بیوی کی طلاق، مہر النساء کی رضا و رغبت کے معدوم ہونے سے مشروط ہے، تو شرط کا پایا جانا جزاء کے</p> | <p>اللهم هداية الحق والصواب در صورت مستفسره قضيه نظر فقہی تفصیل ست، اگر مہر النساء گوید کہ یونس علی اس نکاح دوم بے رضا و رغبت من کردہ است، و یونس علی دریں معنی تصدیق بیا نش کند زن پس ہم از وقت نکاح سہ طلاق شود ورنہ بیچ طلاق و فراق نیست۔</p> <p>اقول: وبالله التوفیق تحقیق مقام آنست کہ طلاق زن ثانیہ معلق بوقوع نکاح متلبس باعدہم رضا و رغبت مہر النساء ست، پس ہم وقت نکاح ایں عدم باید و تحقق شرط کہ</p> |
|--|--|

مستلزم تحقق جزا و زوال عصمت است تسلیم او مرہون ثبوت شرعی است کہ اقرار زوج باشد یا اظہار بینہ اما البینۃ فلانہا کاسہا مبینۃ۔ اما اعتراف الزوج فلانہ یملک الانشاء فلا یزاحم فی الاخبار، تنہا بیان مہر النساء در حق زوجہ ثانیہ شنودن ندارد کہ بیان یک زن حجت شرعیہ نیست خاصہ در حق ضرہ کہ محل تہمت ست و اقدام یونس علی بریں عقد بے استمندان مہر النساء مثبت شرط نتوان شد کہ شرط عدم رضا بود نہ ترک استرضاء و شتان ماہما، ولہذا علماء گفتہ اند کہ در تعلیق بالرضا علم برضا در کار نیست، مثلاً شوہر حلف بطلان کردہ مرزنش را گوید کہ بے رضائے من بیروں نروی باز آہستہ گفت برو، زن تشنید یا تشنید و نفید و بیروں رفت طالق نہ شود کہ بے رضا زفتہ است، گو خود برضا مطلع مباش، بخلاف اذن کہ او نباشد الا بقول مسموع و مفہوم تا آنکہ دلائل واضحہ رضائیز آں جا کار نیاید مثلاً حلف کند بے اذن زن نیا شام زن کا سہ بدست خود گرفتہ نو شاند و رزبان بچ گفت یا گفت و شوے تشنود یا مفہوم مش تشد حانث شود کہ اذن متحقق نگشت، پس عدم اذن در محل شرط بہ بینہ ثابت توان کرد لان الشہادۃ علی النفی مقبولۃ فی الشروط اما با ثبات عدم رضا و رغبت را بے نیست زیرا کہ او صفتہ قلبی ست و علمش از علوم غیبی، نہایت کار شہود چنگ بدلائل خارجہ زدن ست و در ہنجو

پائے جانے کو مستلزم ہوگا جس سے نکاح ختم ہو جائے گا لیکن اس کو تسلیم کرنا شرعی ثبوت پر موقوف ہے اور ثبوت شرعی خاوند کا اقرار یا شہادت ہے، شہادت اس لئے ضروری کہ وہ معاملہ کو واضح کرتی ہے، اور زوج کا اقرار اس لئے کہ خاوند ہی طلاق کو نافذ کرنے کا مالک ہے، لہذا حال کی خبر وہ خود ہی دے سکتا ہے، تنہا مہر النساء کا بیان دوسری بیوی کے متعلق قابل سماعت نہیں ہے کیونکہ ایک عورت کا بیان شرعی حجت نہیں ہے خاص کر اپنی سوکن کے بارے میں کہ تہمت کا احتمال ہے اور یونس علی کا مہر النساء سے اجازت طلب کئے بغیر یہ دوسرا نکاح کرنا طلاق کی شرط کے پائے جانے کے لئے کافی نہیں ہے کیونکہ طلاق کی شرط مہر النساء کی عدم رضا و رغبت ہے نہ کہ اس سے اجازت طلب کرنا، جبکہ ان دونوں میں بڑا فرق ہے، اسی لئے علماء کرام فرماتے ہیں کہ رضا کے ساتھ مشروط امر کے پائے جانے میں رضا کا علم ضروری نہیں بلکہ رضا کا پایا جانا ہی کافی ہے، مثلاً ایک شخص نے طلاق کا حلف کہتے ہوئے اپنی بیوی کو کہا کہ تو میری رضا کے بغیر باہر مت جا۔ پھر آہستہ سے کہا جا، بیوی نے نہ سنا، یا سنا مگر سمجھا نہیں اور باہر چلی گئی تو طلاق نہ ہوگی، کیونکہ وہ رضا پر باہر گئی اگرچہ وہ خود رضا پر مطلع نہ ہوئی، اس کے برخلاف اگر رضا کی جگہ وہ اذن کا لفظ کہتا تو طلاق ہو جاتی کیونکہ اذن کے لئے ایسا قول ضروری ہے جو سنا اور سمجھا جا سکے حتی کہ وہاں اذن کی واضح دلیل بھی پائی جائے تو کار آمد نہ ہوگی، مثلاً خاوند نے بحلف کہا کہ میں بیوی کی اجازت

کے بغیر نہ بیوں گا، اگر بیوی اپنے ہاتھ سے پانی والا پیالہ دے اور وہ پی لے اور بیوی نے اس موقع پر اپنی زبان سے کچھ نہ کہا یا زبان سے پینے کو کہا مگر خاوند نے نہ سنایا سنا مگر سمجھ نہ سکا، تو قسم ٹوٹ جائے گی کیونکہ اذن نہ پایا گیا، پس عدم اذن کی شرط ہو تو یہ گواہی سے ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ شرائط میں منفی پر گواہی سے ثابت کرنا مشکل ہے کیونکہ وہ قلبی معاملہ ہے جس کا علم غیبی علوم میں سے ہے، جبکہ گواہی میں خارجی امور پر سہارا ہوتا ہے اور ایسے قلبی حال پر کتنی ہی واضح علامات کیوں نہ ہوں وہ کار آمد نہیں ہو سکتیں، علماء نے فرمایا کہ خاوند بیوی کو کہے اگر فلاں شخص مومن ہے تو تجھے طلاق ہے، جبکہ فلاں شخص کو شہر میں نیک اور زمانہ کا پرہیزگار دیکھا جا رہا ہو اور وہ ہزار بار مومن ہونے کا دعویٰ کرے لیکن طلاق دینے کے معاملہ میں اس کی بات کی تصدیق نہ کی جائے گی اور طلاق نہ پڑے گی جب تک خاوند اس کے مومن ہونے کا اعتراف نہ کرے گا طلاق نہ ہوگی، کیونکہ ایمان دل میں ہے اس پر علامات یہاں حجت نہیں بن سکتیں اور کسی فرد کی شہادت پر علامات یہاں مقبول نہ ہوں گی، پھر اگر یہ علامات نکاح ثانی کے بعد سرزد ہوں، مثلاً مہر النساء کو دوسرے نکاح سے قبل مہر النساء نے اس سے منع کیا ہو اور دوسرے نکاح کے ذکر پر ناراض ہوئی ہو، یہ علامات بھی کار آمد نہیں ہو سکتیں کیونکہ شرط یہ ہے کہ دوسرا نکاح مہر النساء کے دل کی رضا مندی سے نہ ہو تو طلاق ہوگی، جبکہ دل کا حال

مقام امارات ظاہرہ اگر باچند ہر چہ تمام تر واضح باشد بکار نیاید، علماء فرمودہ اند زن را گفت اگر فلاں مومن ست تو طلاقه و فلاں رای بینم از صلحائے امصار و اقیائے روزگار ست اور ہزار گفتہ باشد من مومنم در حق تطلیق تصدیق نباشد و طلاق نیفتد تا زوج بایں معنی اعتراف نکند زیرا کہ ایمان در دل ست و امارات از بیجا حجت منعزل و شہادت فرد از قبول منفصل، باز ایں دلائل اگر بعد وقوع ایں نکاح ثانی یافتہ شد مثلاً مہر النساء را خبر رسید اور وے در ہم کشید یا پیش از نکاح منع ایں معنی می کرد و بر ذکر او غضب می آورد خود بکار نیست زیرا کہ شرط بوقوع نکاح متلبا بعدم الرضا ست، دل ہر وقت بر یک حال نیست، القلب یتقلب، پس عدم رضائے سابق و لاحق دلیل عدم مقارن نتواں شد الا بے استصحاب در سابق یا قیاس در لاحق و اینہم از ظاہر ست و ظاہر واقع است نہ مثبت بلکہ آن سابق و لاحق نیز خود ظاہری بیش نبود و اللہ علیہم بذات الصدور، ایں ظاہر در ظاہر شد و ضعف در ضعف راہ یافت و اگر خود عین وقت ایں عقد دلائل غضب یافتہ شود علت منحصر دریں نیست اسباب غضب ہزار ست یمکن کہ یاد تطلیق خودش در غضب آورده باشد نہ عدم رضا بایں عقد، اطلاع بر آنکہ وجہ غضب چیست باز نیاز بآں آرد کہ آن وقت سخنان مہر النساء اور دستاویز نمایند ایں باز رجوع بہ بیان زن شدہ و شہادت شہود از میاں برخاست

بلے غالب عادت زناں خاصہ دریں بلاد وزماں ہمانست کہ نکاح ثانی شوہر ان پسند نکنند اگرچہ خود آہنہا طلاقہ شدہ باشند، اما این ظاہر بانکہ ظاہر واز جمعیت قاصرست ضعیف ترست، بارہا زناں مطلقہ بلکہ معلقہ بدعا، آرزو کنند کہ شوہر پنچہ زنے بلایا سلیطہ کج ادا اگر رفتار آید تا کیفر کردار خود چشد و عذابے کہ مارا کرده است خمیازہ اش کشد و رضا پیچیزے را علم باں چیز ہم در وقت حدوث اور ضروری نیست مثلاً پدر زید را تمنا است کہ زید بمصب وزارت رسد در غیبت پدر و زیرش کردن گفتہ نشود کہ ایں وزارت بے رضائے پدرست پس وقوع ایں عقد بے اطلاع مہر النساء نیز محقق شرط نباشد، بالجلہ راہ باثبات ایں شرط نیست، جز باخبار مہر النساء مع تصدیق یونس علی، واصل کار ہماں اقرار یونس علی ست اگر یافتہ شد سہ طلاق بفور نکاح نقد وقت ثانیہ است کہ نامدخولہ محل سہ طلاق دفعی ست اگرچہ تفریق برنیابد کہ امتثال تعلیقات بزمان بقائے زوجیت زوجہ اولیٰ مقتصر نیست ورنہ خیر۔

بدلتار ہوتا ہے، پس پہلے یا بعد کی عدم رضا نکاح کے وقت ناراضگی دل کی دلیل نہیں بن سکتی، ہاں سابق ناراضگی استصحاب حال اور بعد والی قیاس بن سکتی ہے، لیکن یہ سب کچھ ظاہری چیزیں جبکہ ظاہر واقع تو ہو سکتا مگر وہ مثبت نہیں بن سکتا بلکہ وہ سابق اور لاحق خود بھی ظاہر سے بڑھ کر نہیں ہیں، دل کی کیفیت تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے یہ جو کچھ ظاہر ہو ظاہری معاملہ ہے اور ضعف ہے جو کہ ضعف کا راستہ پاتا ہے بلکہ عین نکاح ثانی کے وقت بھی مہر النساء کا غصہ پایا جائے تو یہ بھی دلیل نہیں ہو سکتی کہ یہ دوسرے نکاح سے ناراض ہو رہی ہے کیونکہ غصہ کی وجود کئی ہو سکتی ہیں ممکن ہے اس وقت نکاح عدم رضا کی وجہ سے نہ ہو، یہ معلوم کرنا کہ غصہ کی وجہ کیا ہے آخر کار دلیل اس کی یہی ہو سکتی ہے کہ مہر النساء نے دوسرے نکاح کے وقت غصہ کی باتیں کی ہیں یہ پھر بیوی کے بیان پر موقوف ہوا، اور درمیان میں گواہوں کی گواہی ناپید رہی بلکہ تسلیم شدہ ہے کہ اس ملک میں موجودہ زمانے کی عورتوں کی عادت ہے کہ وہ خاوند کے دوسرے نکاح کو پسند نہیں کرتیں اگرچہ ان میں سے خود طلاق بھی حاصل کر چکی ہوں مگر یہ بات عادت بھی تو ظاہر معاملہ ہے اور نکاح کے وقت دل کی کیفیت پر دلالت قاصر اور ضعیف تر ہے، کیونکہ بارہا اور معلقہ عورتیں بدعائیں اور بری آرزوئیں کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ خاوند کا براہو اور کسی بری عورت کے پنچہ یا مصیبت میں گرفتار ہوتا کہ وہ اپنے کیفر کردار کو پنچے اور اس نے جو مجھے تکلیف دی اس کا خمیازہ بھگتے، کسی چیز پر رضا کو یہ لازم نہیں کہ اس چیز کے حدوث اور وجود کا علم بھی ہو مثلاً زید کے والد کی تمنا ہے کہ زید وزارت کے منصب تک پہنچے جبکہ والد کی عدم موجودگی میں زید کو وزیر بنادیا جائے تو یہ نہ کہا جائے گا کہ یہ وزارت والد کی رضا کے بغیر دی گئی ہے (غرضیکہ رضا و عدم رضا پائے جانے کے باوجود یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ عین واقعہ کے وقت رضا موجود تھی) پس یونس علی کے دوسرے نکاح کا مہر النساء کی اطلاع کے بغیر ہونا بھی شرط کا ثبوت نہیں بنتا، حاصل یہ کہ

حالاً برنے از کلمات علماء بر خوانیم وانچہ گفتہ ایم پیاہ اثبات
رسانیم، وبالله التوفیق۔

دوسرے نکاح کے وقت مہر النساء کی عدم رضا کا اثبات سوائے اس کے
ممکن نہیں کہ مہر النساء خود بتائے اور پونس علی کی تصدیق کرے بلکہ
اصل دار و مدار پونس علی کے اقرار پر ہے اگر اس کا یہ اقرار پایا جائے تو
فوری طور پر دوسرے نکاح کو کرتے ہی دوسری غیر مدخولہ کو بیک وقت
تین طلاقیں ہو جائیں گی، کیونکہ غیر مدخولہ بیوی بیک لفظ تین طلاقوں کا
محل ہے اگرچہ متفرق طلاقوں میں تینوں کا محل نہیں، کیونکہ تعلیقات
کا عمل پہلی بیوی کی زوجیت کی بقاء پر منحصر نہیں ہے اور اگر پونس علی کا
اقرار نہ ہو تو خیر (یعنی طلاق نہ ہوگی) (ت)

اب ہم علماء کا کچھ کلام بیان کر کے اپنے مذکورہ موقف کو ثابت
کریں گے وبالله التوفیق۔ امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر
میں کتاب الایمان کے مسائل متفرقہ میں فرمایا ہے اگر کوئی شخص
اپنی بیوی سے کہے جس عورت سے بھی تیری اجازت کے بغیر نکاح
کروں تو اسے طلاق ہے، پھر اس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق بائنہ
دی یا تین طلاقیں دے دیں پھر اس نے اس دوران پہلی بیوی کی
اجازت کے بغیر دوسری عورت سے نکاح کیا تو دوسری کو طلاق
ہو جائے گی کیونکہ اس نے حلف میں دوسری عورت سے نکاح کو
پہلی بیوی کے نکاح کے باقی رہنے سے مقید نہیں کیا، اس سے مقید
تب ہوتا جب پہلی بیوی اپنے نکاح کے وقت اذن یا منع کا اختیار
حاصل کرتی۔ (ت) علامہ محقق زین بن نجیم نے بحر الرائق میں فرمایا
اذن پر صرف قول کے ذریعہ اطلاع ہو سکتی ہے، بخلاف محبت کے، اسی میں
یہ بھی فرمایا کہ محبت اور بغض کی حقیقت مخفی معاملہ ہے اس پر مرد یا
عورت کسی کی طرف سے واقفیت نہیں ہو سکتی، کیونکہ یہ دلی کیفیت
ہے جو بدلتی رہتی ہے کیونکہ دل بدلنے لیتے رہنے والی

امام محقق علی الاطلاق در فتح القدیر کتاب الایمان فی مسائل
متفرقہ فرماید، لو قال لامرأته کل امرأۃ اتزوجها بغیر
اذنک طالق فطلق امرأته طلاقاً بائناً او ثلاثاً ثم
تزوج بغیر اذنہا طلقت لانہ لم تتقید بيمينہ ببقاء
النکاح لانہا انما تتقید به لو كانت المرأة تستفید
ولاية الاذن والمنع بعقد النکاح¹۔

علامہ محقق زین بن نجیم در بحر الرائق فرماید الاذن یطلع
علیہ بالقول بخلاف المحبة² ملخصاً، ہمدان ست
حقیقۃ المحبة والبغض امر خفی لایوقف علیہا من
قبل احد لامن قبلہا ولا من قبل غیرہا لان القلب
یتقلب لایستقر

¹ فتح القدیر کتاب الایمان مسائل متفرقہ مکتبہ نوریہ رضویہ ستمبر ۱۳۸۴ھ

² بحر الرائق باب التعلیق ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۶/۳

علی شیعہ^۱۔

امام حافظ الدین محمد کردری در وجہ کتاب الایمان فصل تاسع فرماید ان اذن ولم تسمع لایعتبر عند الامام ومحمد رحمہما اللہ تعالیٰ، وفي الصغری: لاتخرجہ الا برضائی او بغیر رضائی فاذنہا ولم تسمع او سمعت ولم تفہم لایحنت بالخروج، بخلاف الابدانی او بغیر اذنی حیث یحنت لان الرضا یتحقق بلا علمہا والاذن لایتحقق^۲۔

چیز ہے دل کو کسی ایک چیز پر قرار نہیں۔ (ت) (۱)
امام حافظ الدین محمد کردری نے وجہ کتاب الایمان کی نویں فصل میں فرمایا: اگر اذن دیا اور دوسرے نے نہ سنا تو یہ اذن معتبر نہ ہوگا، یہ امام اعظم اور امام محمد رحمہما اللہ کا مسلک ہے، صغریٰ میں ہے: خاوند نے بیوی کو کہا تو میری رضا کے بغیر باہر نہ جائیگی، تو اس کے بعد خاوند نے بیوی کو اجازت دی مگر بیوی نے نہ سنا، یا سنا ہے لیکن سمجھی نہیں تو بیوی نکل جانے سے حاش نہ ہوگی، اس کے برخلاف اگر اس نے بیوی کے نکلنے کو اذن پر موقوف کیا ہو تو مذکورہ صورت میں خلاف ورزی قرار پائے گی یعنی حاش ہوگی، کیونکہ رضا بیوی کے علم کے بغیر بھی ہو سکتی ہے جبکہ اذن اس کے علم کے بغیر متحقق نہیں ہو سکتا۔ (ت)

اسی میں ہے: ایک نے دوسرے کو کہا "تو میرے اذن کے بغیر نہ پئے گا" اس کے بعد اس نے خود پانی کا پیالہ اس کے ہاتھ میں دے دیا لیکن زبان سے کچھ نہ کہا دوسرے نے پانی لیا تو خلاف ورزی ہو جائیگی اور وہ حاش ہو جائیگا (کیونکہ ہاتھ میں دینا رضا کی دلیل تو ہو سکتی ہے مگر اذن نہیں ہو سکتا) یونہی بیوی کو کہا "میرے علم کے بغیر باہر نہ جائے گی" پھر اس کے دیکھتے ہوئے اس کی عورت نکلی تو حاش نہ ہوگا، اور اگر اس کے بعد نکلنے کی اجازت زبانی دے دی تو اب علم کے بغیر بھی نکل جائے تو حاش نہ ہوگا۔ (ت)

ہمدراں ست لایشرب الابدانہ فنأوله القدح بیدہ ولم یقل بلسانہ شیاً فشرب یحنت لانه دلیل الرضا، لا الاذن، لاتخرج امرأته الا بعلمہ فخرجت وهو یراہا لایحنت، وان اذن لها بالخروج فخرجت بعدہ بلا علمہ لایحنت^۳۔

^۱ بحر الرائق باب التعليق ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲۷/۴

^۲ فتاویٰ بزازیہ علی ہامش فتاویٰ ہندیۃ التاسع فی الیمین فی الاذن نورانی مکتب خانہ کراچی ۲۹۴/۴

^۳ فتاویٰ بزازیہ علی ہامش فتاویٰ ہندیۃ التاسع فی الیمین فی الاذن نورانی مکتب خانہ کراچی ۲۹۶/۴

امام اجل برہان الملۃ والدین در ہدایہ فرماید

ان كان الشرط لا يعلم الا من جهتها فالقول قولها في حق نفسها مثل ان يقول ان حضت فانت طالق وفلانة فقلت قد حضت طلقت هي ولم تطلق فلانة ووقوع الطلاق استحسان، والقياس ان لا يقع لانه شرط فلا تصدق كما في الدخول، وجه الاستحسان انها امينة في حق نفسها اذ لا يعلم ذلك الا من جهتها فيقبل قولها كما قيل في حق العدة والغشيان ولكنها شاهدة في حق ضربتها بل هي متهمة فلا يقبل قولها في حقها¹، در فتح القدير ست شهادتها على ذلك شهادة فرد واختبارها به لا يسرى في حقها مع التكذيب² علامہ آفندی شامی در ردالمحتار فرماید قال في البحر قيد بمحبتها لانه لو علقه بمحبة غيرها فظاهر ما في المحيط انه لا بد من تصديق الزوج

امام اجل برہان الملۃ والدین نے ہدایہ میں فرمایا اگر شرط ایسی ہو کہ اس کا علم صرف عورت کے بیان و اظہار پر موقوف ہو تو عورت کی بات معتبر ہوگی جس کا تعلق اس عورت کی ذات سے ہو، مثلاً کہا اگر تجھے حیض آئے تو تجھے طلاق ہے اور فلانی کو بھی، اب اس عورت نے کہ مجھے حیض آیا ہے، تو اس کو خود طلاق ہو جائیگی دوسری فلانی کو نہ ہوگی، اس کو طلاق ہونا بطور استحسان ہے جبکہ قیاس یہ ہے کہ طلاق نہ ہو، کیونکہ یہ شرط ہے جبکہ شرط کے وقوع میں صرف عورت کی بات معتبر نہیں ہوتی جیسا کہ دخول وغیرہ کی شرط میں، استحسان کی وجہ یہ ہے کہ اپنے معاملہ میں وہ امین متصور ہوگی کیونکہ معاملہ ایسا ہے جس کا علم اس کے بیان پر موقوف ہے اس لئے اس کی ذات کے بارے میں اس کی بات معتبر ہوگی، جیسا کہ عدت اور اس سے وطی کے متعلق اس کی بات معتبر ہوتی ہے لیکن اس کی یہ بات سوکن کے حق میں شہادت بنتی ہے بلکہ تہمت متصور ہوتی ہے اس لئے سوکن وغیرہ دوسری عورت کے بارے میں اس کی یہ بات معتبر نہیں ہوگی اور قبول نہ کی جائے گی۔ فتح القدير میں ہے: عورت کی گواہی دوسری عورت کے بارے میں یہ ایک فرد کی گواہی بنتی ہے تو اس لئے اس کی یہ بات دوسری پر اثر انداز نہ ہوگی تہمت کی وجہ سے اس کو جھوٹ قرار دیا جاسکتا ہے۔ علامہ آفندی شامی نے ردالمحتار

¹ ہدایہ باب الايمان في الطلاق المكتبة العربية کراچی ۳۶۶/۲

² فتح القدير باب الايمان في الطلاق المكتبة العربية کراچی ۳۵۱/۳

فأنه قال لو قال انت طالق ان لم تكن امك تھوی
 ذلك فقلت الامر انا اھوی وكذبها الزوج لاتطلق
 فان صدقها طلقت لها عرف، وروی ابن رستم عن
 محمد انه لو قال ان كان فلان مؤمناً فانت طالق لا
 تطلق لان هذا لا یعلمه الا هو، ولا یصدق هو علی غیره
 و ان كان هو من المسلمین یصلی ویحج، ولو قال
 الاخری اليك حاجة فاقضها لی فقال امرأته طالق ان
 لم اقض حاجتك، فقال حاجتی ان تطلق زوجتك فله
 ان لا یصدقہ فیہ ولا تطلق زوجته لانه محتمل
 للصدق والكذب فلا یصدق علی غیره اه. قال الخیر
 الرملي وقد علم من هذه الفروع انه ان علق بفعل
 الغیر

میں فرمایا کہ بحر میں کہا ہے کہ بیوی کی محبت سے اس کو مقید
 کیا کیونکہ اگر کسی غیر کی محبت سے طلاق کو مشروط کیا
 جائے، تو محیط کے بیان سے ظاہر یہی ہے کہ خاوند کی تصدیق
 کے بغیر محض بیوی کے کہنے پر طلاق نہ ہوگی کیونکہ وہاں یہ
 فرمایا ہے کہ اگر خاوند نے کہا، اگر تیری ماں یہ نہ چاہتی، اور
 خاوند نے ماں کی بات کو غلط قرار دیا تو طلاق نہ ہوگی ہاں اگر
 خاوند ماں کی تصدیق کر دے تو طلاق ہو جائے گی جیسے کہ
 معلوم ہے۔ ابن رستم نے امام محمد سے نقل کیا کہ خاوند نے
 کہا اگر فلاں مومن ہے تو تجھے طلاق ہے، تو یہاں طلاق نہ ہوگی
 کیونکہ یہ دل کا معاملہ ہے جس کی اطلاع وہ فلاں شخص خود دے
 سکتا ہے لیکن اس کا بیان دوسرے کے خلاف قابل تصدیق
 نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ مسلمان نظر آئے نماز اور حج وغیرہ ادا
 کرتا ہو، اور اگر ایک نے دوسرے کو کہا مجھے تجھ سے ایک
 حاجت ہے تو میری حاجت پوری کر دے، دوسرے نے کہا اگر
 میں تیری حاجت پوری نہ کروں تو میری بیوی کو طلاق، تو پہلے
 نے کہا میری حاجت یہ ہے کہ تو اپنی بیوی کو طلاق دے، تو
 دوسرے شخص کو حق ہے کہ وہ اس کی بات تسلیم کرنے سے
 انکار کر دے تو بیوی کو طلاق نہ ہوگی کیونکہ پہلے کی بات
 جھوٹ اور سچ ہونے کا احتمال رکھتی ہے لہذا غیر کے خلاف یہ
 دلیل نہیں قرار نہیں دی جاسکتی، خیر الدین رملي نے اس پر
 فرمایا کہ ان مسائل سے معلوم ہوا کہ اگر دوسرے کے فعل پر
 طلاق کو مشروط کیا ہو تو اس

| | |
|--|---|
| <p>لا یصدق ذلك الغير عليه سواء كان مما لا يعلم الامنہ امر لا ولا بد من تصدیق الزوج فیہما او البینة فیما یثبت بها من الامر الذی یعلم^۱ ای عین جزئیہ مطلوبہ مست، واللہ الحمد، واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> | <p>غیر کی تصدیق ضروری نہیں ہے خواہ غیر کا یہ فعل دوسروں کو معلوم ہو سکے یا صرف وہی اظہار کر سکتا ہو دوسری کو معلوم نہ ہو سکتا ہو، دونوں صورتوں میں خاوند کی طرف سے تصدیق کرنا ضروری ہے یا پھر گواہی سے ثابت ہو جائے وہ فعل جس پر دوسروں کو اطلاع ہو سکتی ہو، یہی ہمارا مطلوبہ جزئیہ ہے واللہ الحمد، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p> |
|--|---|



^۱ رد المحتار باب التعليق دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۰۵/۲



باب الایلاء

(ایلاء کا بیان)

مسئلہ ۳۶: ۱۳ شعبان معظم ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایلاء کسے کہتے ہیں اور اس کا کیا حکم ہے اور اس سے طلاق مغلطہ پڑتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

ایلاء کے یہ معنی کہ مرد اپنی عورت سے جماع کی قسم کھالے یا تعلیق کرے یعنی یوں کہے کہ اس سے جماع کروں تو مجھ پر یہ جزا لازم آئے، اور یہ قسم و تعلیق یا تو مطلق ہوں مثلاً واللہ میں تجھ سے جماع نہ کروں گا، یا تجھ سے جماع کروں تو مجھ پر روزہ لازم، یا موبد یعنی صراحۃً ہمیشہ کے لئے ہوں مثلاً خدا کی قسم میں تجھ سے کبھی صحبت نہ کروں گا، یا تجھ سے کبھی صحبت کروں تو مجھ پر حج واجب ہو، یا کسی خاص مدت کے لئے ہوں تو وہ مدت چار مہینے سے کم نہ ہو مثلاً مجھے قسم ہے چار مہینے تک تیرے پاس نہ جاؤں گا، یا پانچ مہینے تک تجھ سے وطی کروں تو مجھ پر سورکعت نماز لازم، اور تعلیق کی صورت میں یہ بھی ضرور کہ وہ امر جس کا لازم آنا کہے اس میں مشقت ہو جیسے امثلہ مذکورہ، یا یہ کہ میرا غلام آزاد ہے، یا تجھ پر طلاق ہے، یا میرا مال خیرات ہے، یا مجھ پر قسم کا کفارہ ہو وغیر ذلک، اور وہ شرعاً تعلیق کہے سے بھی لازم آسکتا ہو جیسے نماز، روزہ، حج، صدقہ، اعتکاف، عمرہ، طلاق، کفارہ، وغیرہا، نہ مثل وضو وغسل و تلاوت قرآن و سجدہ تلاوت و اتباع جنازہ وغیرہ کے یہ چیزیں نذر و تعلیق سے لازم نہیں ہو جاتیں، اور یہ قسم و تعلیق ایسے طور پر واقع ہو کہ بے کسی چیز کے لازم آئے اصلاً مفر نہ رہے، ایسی صورت نہ نکل سکے کہ یہ اس

عورت سے جماع کرے اور کچھ لازم نہ آئے، جب یہ پانچوں باتیں جمع ہوں گی ایلاء ہوگا اور ایک بھی کم ہوئی تو نہیں، مثلاً نہ قسم کھائی نہ تعلیق، خالی عہد کر لیا کہ عمر بھر تیرے پاس نہ جاؤں گا یہ کچھ بھی نہیں کہ خالی عہد سے کچھ نہیں ہوتا، یا قسم تعلیق تو ذکر کی مگر مدت چار مہینے سے کم رکھی اگرچہ ایک ہی ساعت کم، یہ ایلاء نہ ہوا، جتنی مدت کی قید لگائی ہے اس کے اندر جماع کیا تو بصورت قسم خاص کفارہ اور بصورت تعلیق روزہ وغیرہ جو کچھ لازم آنا کہا تھا خواہ مثل قسم کفارہ لازم آئے گا کہ یہ حکم تو اس قسم و تعلیق کا ہے، مگر مدت بے جماع گزر گئی تو عورت نکاح سے نہ نکلے گی جو خاص حکم ایلاء ہے، یونہی اگر تعلیق میں دور رکعت نماز لازم آئی کہے تو ایلاء نہیں کہ دور رکعت میں کچھ مشقت نہیں، اگر مدت کے اندر پاس گیا تو دور رکعتیں پڑھنی ہوں گی اور مدت خالی گزر گئی تو کچھ نہیں، اور اگر تعلیق میں تلاوت قرآن وغیرہ اشیائے غیر لازمہ ذکر کیں تو محض مہمل، نہ مدت گزرنے پر طلاق پڑی نہ مدت کے اندر صحبت کرنے سے کچھ لازم، اسی طرح اگر یوں کہا کہ واللہ میں اس میں تجھ سے وطی نہ کروں گا یا اس شہر میں تجھے کبھی ہاتھ لگاؤں تو مجھ پر سوچ لازم، یہ بھی ایلاء نہیں کہ جب اس گھریا شہر کی تخصیص ہے تو بغیر کچھ لازم آئے مفر موجود ہے جب چاہے اس گھریا شہر سے باہر لے جا کر جماع کر سکتا ہے کچھ بھی لازم نہ آئے گا، بس بے جماع چار مہینے نہیں کتنی ہی مدت گزر جائے طلاق نہ ہوگی، ہاں وہ قسم یا تعلیق جھوٹی کی تو اس کا جرمانہ اسی طرح دینا ہوگا کہ قسم خاص کفارہ اور تعلیق میں اختیار ہے چاہے وہ چیز بجلائے جو لازم مانی تھی چاہے قسم کے مثل کفارہ دے لے علیٰ ہذا القیاس جس جس صورت میں بغیر کچھ لازم آئے مفر ملتی ہو ایلاء نہیں، ان سب قیود و احکام کی تصریح و تفصیل در مختار و رد المحتار میں ہے من شاء فليدا جعها (جس کا جی چاہے ان کی طرف رجوع کرے۔ ت) پھر جب ایلاء متحقق ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ چار مہینے کے اندر اس عورت سے جماع کیا تو تفصیل معلوم قسم کا کفارہ یا وہی امر شاق جس کا لازم آنا کہا تھا لازم آئے گا اور چار مہینے گزر گئے کہ اس سے جماع نہ کیا یا جماع مثلاً بوجہ مرض یا جس یا دوری مسافت کہ مدت کے اندر عورت تک نہیں پہنچ سکتا ناممکن تھا تو زبانی رجوع نہ کیا مثلاً یوں نہ کہہ لیا کہ میں نے اپنی عورت کی طرف رجوع کی یا اپنے اس کہنے سے پھر گیا یا میں نے ایلاء باطل کر دیا تو اس صورت میں عورت پر ایک طلاق بائن پڑ جائے گی جس سے وہ خود مختار ہو جائے گی،

| | |
|--|---|
| در میں ہے کہ ایلاء کا حکم یہ ہے کہ اگر قسم پر قائم رہا اور وطی نہ کی تو طلاق بائن ہو جائے گی اور جماع کرنے پر کفارہ لازم ہوگا یا اگر کسی چیز کو معلق کیا تھا تو جماع کرنے پر وہ جزاء لازم ہوگی۔ رد المحتار میں | فی الدر حکمہ وقوع طلاقہ بائنۃ ان بر ولم یطأ ولم الکفارة او الجزاء المعلق ان حنث بالقربان ¹ فی رد المختار |
|--|---|

¹ در مختار باب الایلاء مطبع مجتبائی دہلی ۲۴۲/۱

| | |
|---|---|
| <p>اس پر فرمایا کہ ماتن کا قول "ولم یطأ" (اور وطی نہ کی) عطف تفسیری ہے، اور وطی سے حقیقی جماع مراد ہے اگر قدرت ہو، اگر قدرت نہ ہو تو جماع کے قائم مقام مثلاً یہ کہنا کہ میں نے بیوی سے رجوع کر لیا، کہے، اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی قسم پر قائم نہ رہے اور قسم کو پورا نہ کرے تو کفارہ لازم آئے گا، اور درمیں ہے "عاجز ہو جائے" سے مراد حقیقی عجز ہے حکمی عجز نہیں جیسا کہ احرام کی حالت میں ہونا عجز حکمی ہے کیونکہ یہ عجز اختیاری ہے، بیوی سے وطی کے عجز کا مطلب یہ ہے کہ خاوند یا بیوی کو مرض لاحق ہو، یا بیوی صغیرہ ہو، یا خاوند نامرد یا آلہ سے محروم ہے، یا اتنی دور مسافت ہے کہ قسم کی مدت میں اس کو طے کرنا، قدرت میں نہیں ہے، یا ناحق قید میں ہے، تو ان صورتوں میں بیوی سے رجوع زبانی کرے اور یوں کہے کہ میں نے بیوی سے رجوع کر لیا ہے یا میں نے ایلاء یعنی قسم کو باطل کر دیا ہے، یا کہے میں نے قسم کھائی اس سے میں نے رجوع کر لیا ہے یا اس کی مثل الفاظ کہہ دے، اھ ملخصاً (ت)</p> | <p>قوله ولم یطأ عطف تفسیر والبراد بالوطی حقیقتہ عند القدرة او ما یقوم مقامہ كالقول عند العجز فالمراد ولم یفعلی ای لم یرجع الی ما حلف علیہ^۱ اھ وفی الدر عجز عجز احقیقیا لاحکیما کاحرام لکونہ باختیارہ عن وطئها لمرض باحدہما او صغرہا او جبہ او عننتہ او بسفاسفۃ لا یقدر علی قطعہا فی مدۃ الایلاء او لحبسہ لا یحق ففیئوۃ نحو قوله بلسانہ فئت الیہا اور اجعتک او ابطلت الایلاء اور جعت عما قلت ونحوہ اھ^۲ ملخصاً۔</p> |
|---|---|

مگر ایلاء طلاق مغلف نہیں کہ حلالہ کی ضرورت ہو، عدت میں خواہ بعد عدت جب چاہیں باہم نکاح کر سکتے ہیں، ہاں اس سے پہلے کبھی دو طلاقیں دے چکا تھا تو آپ ہی حلالہ درکار ہوگا کہ اب یہ تیسری مل کر تین طلاقیں ہو گئیں یہ جدا بات ہے یا اگر (مدت عہ) کی قید نہ تھی بلکہ مطلق یا صراحۃً موبد تھا اور چار مہینے بے رجوع گزر گئے کہ ایک طلاق بائن پڑی پھر اس سے نکاح کر لیا اور پھر چار مہینے خالی گزر گئے تو دوسری پڑے گی پھر نکاح کر لیا اور یونہی چار مہینے گزر گئے تو تین طلاقیں ہو جائیں گی اور اب بے حلالہ نکاح میں نہ لائے گا،

تنویر میں ہے: ایلاء میں، اگر اللہ کی قسم، کہ تو اس سے

فی التنویر فی الحلف باللہ وجبت الکفارۃ

عہ: اصل میں کرم خوردہ ہے۔

^۱ ردالمحتار باب الایلاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۴۶/۲

^۲ درمختار باب الایلاء مطبع مہتابی دہلی ۲۴۳/۱

| | |
|---|--|
| <p>وفی غیرہ وجب الجزاء وسقط الايلاء والابانت بواحدة وسقط الحلف لو موقتا لالوكان موبدافلو نكحها ثانيا وثالثا ومضت المدتان من وقت التزوج فان نكحها بعد زوج اخر لم تطلق وان وطئها كفر لبقاء اليمين¹ - واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔</p> | <p>رجوع کرنے پر کفارہ لازم ہوگا، اور اگر کوئی شرط رکھی تھی تو وہ جزاء لازم آئے گی، اور ایلاء ساقط ہو جائیگا ورنہ قسم کو پورا کرنے پر بیوی ایک طلاق سے بائنتہ ہو جائیگی اور حلف مقررہ وقت کیلئے ہو تو ختم ہو جائے گا اور اگر حلف ابدی ہو تو ختم نہ ہوگا، لہذا دوبارہ اور سہ بارہ نکاح کرنے پر ایلاء کی مدت پورا ہونے اور رجوع نہ کرنے پر دوسری اور تیسری طلاق سے بائنتہ ہوتی رہے گی اور قسم کی مدت کا اعتبار نکاح کے وقت ہوگا لہذا اگر بیوی حلالہ کے بعد واپس اس کے نکاح میں آئے تو طلاق نہ ہوگی تاہم وطی کرنے پر کفارہ ضرور لازم ہوگا کیونکہ قسم ابدی ہونے کی وجہ سے باقی ہے، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (ت)</p> |
|---|--|

مسئلہ ۳۷: ڈالور فرسٹ ایچ روڈ مکان ۱۰۱ مسئلہ ابو بکر ۷ شوال ۱۳۹۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے کتاب میں دیکھا ہے کوئی شخص حنفی مذہب کے موافق اپنی عورت سے کسی معاملہ میں ان بن ہوگئی اور چہار حیض تک کچھ تعلق نہ رہا تو ایک طلاق ہوگی، پھر اس پر ایک اور حیض گزرنے سے دوسری طلاق ہوگی پھر ایک اور حیض گزرنے سے تیسری طلاق ہوگی، یہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب:

یہ محض بے اصل ہے اس کا پتہ مذہب حنفی میں ہے نہ کسی مذہب میں، اصل حکم جو ہے کہ یہ شخص اپنی عورت سے قربت کی قسم کھائے، رب عزوجل نے اسے چار مہینے کی مہلت دی ہے، اگر چار مہینے کے اندر قربت کر لے گا تو عورت نکاح سے نہ نکلے گی کفارہ دینا ہوگا، اور اگر چار مہینے کا مکمل گزر جائیگا تو ایک طلاق بائن ہو جائے گی، عورت نکاح سے نکل جائے گی، پھر دوسرے یا تیسرے مہینے کوئی طلاق نہ ہوگی،

| | |
|--|--|
| <p>قال اللہ تعالیٰ لِّلَّذِينَ يُؤْتُونَ مِنْ نِّسَاءٍ مِنْهُمْ تَرَبُّصًا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ</p> | <p>اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ لوگ جو بیویوں سے ایلاء کرتے ہیں ان کی قسم کی مدت چار ماہ ہے</p> |
|--|--|

¹ درمختار باب الايلاء مطبع مجتبائی دہلی ۱/۴۳۲-۴۳۳

| | |
|---|---|
| <p>اگر اس دوران رجوع کر لیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا، رحم فرمانے والا ہے، اور اگر وہ (رجوع نہ کر کے) طلاق کا عزم کئے ہوں تو اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p> | <p>فَإِنْ قَاءَ وَقَانَ اللَّهُ عَفْوَ مَرَّجِيمٌ¹ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَبِيحٌ عَلِيمٌ² واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> |
|---|---|



¹ القرآن الکریم ۲/۲۴۶

² القرآن الکریم ۲/۲۴۷



باب الخلع (خلع کا بیان)

مسئلہ ۳۸: از ریاست رامپور محلہ مردان خاں مرسلہ سید محمد نور صاحب ۶ شوال ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ زوجین میں باہم نزاع و جھگڑا رہتا تھا اور کسی صورت سے مصالحت نہیں ہوتی تھی آخر الامر زوجین نے چند اہل محلہ کو جمع کیا، خلاصہ یہ کہ زوجین نے اپنی علیحدگی ہونے کا تصفیہ چاہا، اہل محلہ نے تصفیہ اس طرح پر کیا کہ جو اشیائے موجودہ زوجہ کی تحت میں تھیں مثل پلنگ و صندوق و زیور و غیرہ زوجہ کو دلوادے گئے اور زوجہ سے کل مہر بخشوا یا اور زوج نے طلاق دی اور لفظ طلاق کا ایک مرتبہ یا دو مرتبہ کہا، آیا یہ طلاق رجعی واقع ہوئی یا بائن؟ کتب معتمدہ حنفیہ سے تفصیلاً و تشریحاً جواب مرحمت فرمائیے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:

اگر اس تصفیہ یا باہمی مکالمات یا قرائن حالات سے واضح تھا کہ یہ طلاق اس معافی مہر کے عوض دی گئی تو طلاق بائن ہوئی،

| | |
|--|---|
| فتح القدیر میں ہے اور پھر ردالمحتار میں کہ اگر خاوند نے بیوی کو کہا تو مجھے ان تمام حقوق سے بری کر دے جو بھی بیوی کے لئے خاوند کے ذمہ ہوتے ہیں، تو بیوی نے ایسا کر دیا تو اس کے ساتھ متصل فوراً خاوند نے | فی فتح القدیر ثم رد المحتار قال ابرئینی من کل حق یکون للنساء علی الرجال ففعلت فقال فی فورہ طلقک وہی |
|--|---|

| | |
|---|--|
| <p>مدخول بہایقع بائنالانہ بعوض^۱ اھ وفي الذخيرة والخانية وغيرهما وعنهما في ردالمحتار تنقع بائنة لانه طلاق بعوض وهو الابراء دلالة^۲ اھ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔</p> | <p>کہہ دیا کہ میں نے تجھے طلاق دی، بیوی اگر مدخولہ ہو تو یہ طلاق بائنہ ہوگی کیونکہ یہ طلاق بالبعوض ہے اھ، اور ذخیرہ، خانہ وغیرہ میں، اور ردالمحتار میں بھی ان دونوں سے منقول ہے کہ یہ طلاق بائنہ ہوگی کیونکہ یہ طلاق بالبعوض ہے، اور حقوق سے بری کرنا وہ دلالت معاوضہ ہے، اھ۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (ت)</p> |
|---|--|

مسئلہ ۳۹: از چوبیس پرگنہ ڈاکخانہ حالی شہر مقام حاجی نگر چٹکل ڈیلی سردار مرسلہ امیر اللہ میاں ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ
 زید کی ہمشیرہ کی نابالغی کی حالت میں حسب رواج قوم بکر سے شادی ہوئی، اب وہ سن بلوغ کو پہنچی، اور وہ قرآن شریف وغیرہ
 بھی پڑھی ہے اور صوم و صلوٰۃ میں از بس پابند ہے، اور شرع شریف کے بھی برخلاف نہیں ہے، اور اس کا بیان یعنی بکر بالکل تبراہ
 اسلام ہے یعنی نہ وہ نماز پڑھتا ہے نہ روزہ رکھتا ہے بلکہ اس لڑکی یعنی زید کی بہن کو نماز پڑھنے روزہ رکھنے پر نقل و مضحکہ کرتا
 ہے، اور وہ بکرتاڑی بھی پیتا ہے، اور لڑکی کے ورثہ اسے ان فعلوں سے بہت روکتے اور سمجھاتے ہیں لیکن وہ ایک نہیں مانتا، اور
 لڑکی اسی وجہ سے بہت دن سے میکے میں ہے، اور بکر کی چال چلن اب تک نہیں بدلی، اس لئے لڑکی وارث بھی بہت تنگ ہیں کہ
 لڑکی کو کیا کریں، کتنے دن تک بالغ لڑکی کو کنواری رکھیں، اور لڑکی بھی بکر سے بیزار ہو کر چاہتی ہے کہ میں اس سے خلع
 کراؤں، اور ورثہ کی بھی یہی رائے ہے۔ آیا لڑکی ایسی حالت میں خلع کرا سکتی ہے یا نہیں؟ اور بکر کے ساتھ اب تک خلوت صحیحہ
 بھی ہوئی نہیں۔

الجواب:

خلع شرع میں اسے کہتے ہیں کہ شوہر برضائے خود مہر وغیرہ مال کے عوض عورت کو نکاح سے جدا کر دے تنہا زوجہ کے لئے
 نہیں ہو سکتا، اور نابالغہ کا نکاح جو اس کے باپ نے کیا ہو عورت بالغہ ہو اس پر اعتراض کا بھی حق نہیں رکھتی، اور اگر باپ دادا
 کے سوا اور ولی نے کیا اور شوہر اس وقت عورت کا کفو تھا

^۱ ردالمحتار بحوالہ فتح القدیر باب الخلع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۶۰/۲

^۲ ردالمحتار بحوالہ الذخیرۃ والخانیۃ باب الخلع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۶۶/۲

یعنی مذہب یا نسب یا پیشہ یا چال چلن میں ایسا کم نہ تھا اس سے نکاح اولیائے زن کے لئے باعثِ ننگ و عار ہو تو اس صورت میں اگرچہ عورت کو بعدِ بلوغِ فسخ کرانے کا اختیار ملتا ہے مگر جبکہ بالغ ہوتے ہی فوراً اس سے اظہارِ ناراضی کرے کہ مجھے یہ نکاح منظور نہیں، چارہ کاریہ ہے کہ اس سے طلاق لی جائے یہ اس صورت میں کہ وہ اسلام پر قائم ہو، سائل نے نہ لکھا کہ وہ نماز روزہ پر عورت سے کیا مضحکہ کرتا ہے، اگر وہ مضحکہ نماز روزہ کی طرف راجع ہو تو وہ اسلام ہی سے نکل گیا اور عورت اس کے نکاح سے خارج ہو گئی، اور اگر واقعی اب تک خلوت نہیں ہوئی تو عدت کی بھی حاجت نہیں، ابھی جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔





باب الظہار

(ظہار کا بیان)

مسئلہ ۴۰: از بہیری پنجم محرم الحرام ۱۳۰۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی عورت پر غصہ ہو کر زوجہ سے یہ لفظ کہے کہ میں تجھ کو طلاق دے دوں گا میں تجھے بجائے ماں بہن کے سمجھتا ہوں اگر تجھ سے کلام کروں تو اپنی بہن سے کلام کروں۔ اس صورت میں عورت اس کے نکاح سے خارج ہو گئی یا نہیں؟ تو اس کی نسبت کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

الجواب:

پہلا لفظ کہ "میں تجھے طلاق دے دوں گا" محض نامعتبر ہے کہ صرف وعدہ ہی وعدہ ہے اس سے کچھ نہیں ہوتا، یونہی بچھلا لفظ کہ "میں تجھ سے کلام کروں تو اپنی ماں بہن سے کلام کروں" کوئی چیز نہیں اگرچہ کلام کرنے سے ہمبستری ہی کرنا مراد لیا ہو،

| | |
|--|---|
| <p>فی الہندیۃ لو قال ان وطئتک وطئت امی فلا شئی علیہ کذا فی غایۃ السروجی^۱۔</p> | <p>ہندیہ میں ہے کہ اگر خاوند نے کہا اگر میں تجھ سے وطی کروں تو اپنی ماں سے وطی کروں، تو خاوند پر کچھ لازم نہیں۔ غایۃ السروجی میں یونہی مذکور ہے (ت)</p> |
|--|---|

رہا بیچ کا لفظ، اس کی نسبت سائل مظہر کہ میری مراد اس کہنے سے یہ تھی کہ تجھے مثل اپنی ماں بہن کے اپنے اوپر

^۱ فتاویٰ ہندیہ الباب التاسع فی الظہار نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۵۰۷

حرام سمجھتا ہوں طلاق دینا میری نیت میں نہ تھا، اگر یہ بیان واقعی ہے تو صورت ظہار کی ہے،

| | |
|---|---|
| <p>عالمگیری میں ہے: اگر خاوند نے کہا "تو مجھ پر میری ماں کی طرح ہے" اگر اس سے حرام کرنے کی نیت کی ہو تو اس میں روایات کا اختلاف ہے، اور صحیح روایت یہ ہے کہ یہ ظہار ہوگا سب کے نزدیک جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اہل محصا، اور ردالمحتار میں بحر سے منقول ہے کہ "اگر تو مجھ پر" کی بجائے "مجھ سے، میرے ہاں، میرے ساتھ" کے الفاظ کہے تو وہ بھی "مجھ پر" کے حکم میں ہوں گے۔ اقوال: (میں کہتا ہوں) ہماری زبان میں "سمجھتا ہوں" کا لفظ عربی زبان میں "عندی" کے قائم مقام ہے۔ (ت)</p> | <p>فی العالمگیریۃ لو قال لہا انت علی مثل امی ان نوی التحريم اختلغت الروایات فیہ والصحيح انہ یکون ظہار عند الک کل کذا فی فتاویٰ قاضی خاں اہ^۱ ملخصاً، وفی ردالمحتار عن البحر منی وعندی ومعنی کعلی^۲ اہ اقول وانت تعلم ان سمجھتا ہوں، بلساننا یودی مؤدی عندی بلسان العرب۔</p> |
|---|---|

پس صورت مسوہہ کا حکم یہ ہے کہ عورت نکاح سے نہ نکلی مگر اسے اس کے ساتھ صحبت کرنا یا شہوت کے ساتھ اس کا بوسہ لینا یا شہوت سے اس کے بدن کو ہاتھ لگانا یا اسی طور پر اس کی شرمگاہ دیکھنا یہ سب باتیں حرام ہو گئیں اور ہمیشہ حرام رہیں گی جب تک کفارہ ادا نہ کرے،

| | |
|---|--|
| <p>تنویر الابصار، در مختار اور ردالمحتار میں ہے کہ ان الفاظ سے وہ شخص ظہار کرنے والا قرار پائے گا، لہذا بیوی سے وطی اور وطی کے دواعی اس پر حرام ہو جائیں گے، وطی کے دواعی بوس وکنار اور شہوت سے بیوی کی شرمگاہ پر نظر ڈالنا وغیرہ ہیں لیکن بغیر شہوت چھونا اس حکم سے بالاجماع خارج ہے، نہر اور یونہی بیوی پر خاوند کو جماع کا موقعہ دینا حرام ہے، اور بیوی کی پشت، پیٹ، چھاتی اور بالوں</p> | <p>فی تنویر الابصار والدر المختار وردالمختار یصیر بہ مظاهر افیحر م وطوھا علیہ ودواعیہ من القبلة والمس والنظر الی فرجھا بشهوة اما المس بغیر شهوة فخارج بالاجماع نہر، وكذا یحر م علیہا تمکینہ ولا یحر م النظر الی ظہرھا او بطنھا ولا الی الشعر</p> |
|---|--|

^۱ فتاویٰ ہندیہ الباب التاسع فی الظہار نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۵۰۷

^۲ ردالمحتار باب الظہار دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۵۷۵

| | |
|--|---|
| <p>والصدر بحرای ولو بشهوة بخلاف النظر الى الفرج بشهوة. عن محمد لو قدم من سفر له تقبيلها للشفقة. حتى يكفر غاية لقوله فيحرم^۱ اھملخصة۔</p> | <p>کو دیکھنا حرام نہیں ہے بحر یعنی اگرچہ شہوت سے ہو، اس کے برخلاف بیوی کی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھنا حرام ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر سفر سے آئے اور بیوی کو شفقت سے بوسہ دے لے تو جائز ہے حتیٰ کفر (کفارہ دیئے تک) یہ ماتن کے قول فیحرم (پس حرام ہے) کی غایت ہے (ت)</p> |
|--|---|

اور کفارہ اس کا یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اور اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو دو مہینے کے روزے لگاتا رکھے، ان دنوں کے بیچ میں
نہ کوئی روزہ چھوٹے نہ دن کو یارات کو کسی وقت عورت سے صحبت کرے ورنہ پھر سرے سے روزے رکھنے پڑیں گے، اور جو
ایسا بیمار یا اتنا بوڑھا ہے کہ روزوں کی طاقت نہیں رکھتا وہ ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا ساٹھ مسکینوں
کو گیہوں دے فی مسکین بریلی کی تول سے پونے دو سیر آٹھ آنے بھر زائد یا اس قدر کی قیمت ادا کرے، جب تک اس کفارہ سے
فارغ نہ ہو ہرگز عورت کو ہاتھ نہ لگائے،

| | |
|---|--|
| <p>في الدر المختار، هي تحرير رقبة فان لم يجد ما يعتق، صام شهرين ولو ثمانية وخمسين يوماً بالهلال والافستين يوماً متتابعين قبل المسيس، فان افطر بعذر او بغيرة او وطئها في الشهرين مطلقاً ليلاً او نهاراً عامداً او ناسياً استأنف الصوم، لا الا طعام فان عجز عن الصوم لمرض لا يرجي برؤء او كبر اطعم ستين مسكيناً ولو حكماً كالفطرة او قبية ذلك، وان غداهم وعشاهم واشبعهم جازاً كما لو اطعم واحداً ستين يوماً لتجدد الحاجة^۲ اھملتقطاً، والله تعالى اعلم۔</p> | <p>در مختار میں ہے: کفارہ غلام کو آزاد کرنا ہے، اگر یہ نہ ہو سکے تو جماع سے قبل دو ماہ کے روزے رکھے، اگرچہ چاند کے حساب سے یہ کل روزے اٹھاون^{۵۸} بنیں، ورنہ دنوں کے حساب سے ساٹھ روزے مسلسل پورے کرے، پھر اگر درمیان میں کوئی روزہ چھوڑ دیا عذر کی بناء پر خواہ بغیر عذر، یا ان دو ماہ میں بیوی سے جماع کر لیا، دن یا رات میں، قصد کیا بھول کر، جیسے بھی ہو تو پھر نئے حساب سے ساٹھ روزے رکھے، اگر طعام کی صورت میں کفارہ ادا کرے اور کھانا کھلانے کے دوران بیوی سے جماع کر لیا تو نئے سرے سے کھانا کھانا لازم نہیں آئے گا، پھر اگر کسی ایسے مرض کی وجہ سے جس سے برأت کی امید نہیں، روزہ نہ رکھ سکے، یا بڑھا پے کی وجہ سے روزے پر قدرت نہ ہو تو پھر</p> |
|---|--|

^۱ رد المحتار باب الظہار دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۷۲-۵۷۵

^۲ در مختار باب الکفارة مطبع مکتبائی دہلی ۱/۱۱۱-۲۵۰

ساتھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اگرچہ کھانا حکمی ہو یعنی غلہ بمقدار فطرانہ دے دے یا اس کی قیمت دے دے، اور اگر صبح وشام دو وقت کھانے سے مسکینوں کو سیر کر دیا تو یہ جائز ہو جائیگا، جس طرح ایک ہی مسکین کو ساٹھ روز صبح وشام سیر کر کے کھلا دیا تو بھی جائز ہے کیونکہ ایک مسکین کو بھی روزانہ نئی حاجت ہوتی ہے اھ ملتقطاً، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۱۹ شعبان ۱۳۰۷ھ

از متھرا محلہ کیشتور پورہ مرسلہ سید مدد علی صاحب رئیس

مسئلہ ۴۱:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دین و مفتیان شرع متین کہ زید ہندہ سے محبت کرتا ہے اور خلوت میں اس سے اظہار محبت کرتے ہوئے، ہندہ کے اس سوال کے جواب میں کہ، تو مجھ سے محبت کیوں کرتا ہے جبکہ حمرا تیری بیوی موجود ہے، دو بار بلکہ تین بار ہندہ اور دوسرے حاضرین کے سامنے زید نے کہا کہ میں تیری محبت میں اپنی بیوی حمرا کو اپنی ماں بہن کی جگہ سمجھتا ہوں اور تجھے پسند کرتا ہوں، اور پھر زید ایک بار مجلس میں پوچھنے پر بیان کرتا ہے کہ جب ہندہ نے مجھ سے پوچھا تھا تو واقعی میں نے حمرا کی بابت یہ بات کہی تھی کہ وہ میری ماں بہن ہے، تو کیا اس صورت میں حمرا زید کے نکاح میں باقی رہی یا نہ؟ اس مسئلہ میں شرعی حکم کیا ہے؟ براہ نوازش تحقیق و تدقیق کے ساتھ فتویٰ ارشاد فرمائیں بینوا توجروا

چہ می فرمایند علمائے دین دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ زید از ہندہ الفتے گیرد و در خلوت اظہار محبت گرداند ہندہ بگوید کہ تو مرا چرا دوست پنداری کہ حمرا زوجہ خود بداری زید در جواب او مکرر وسہ کر از ہندہ و پیش ہمشماں خود بگوید کہ من در محبت تو حمرا زوجہ خود را بجائے مادر و ہمشیرہ خود میدانم و ترا دوست می انگارم و زید دیگر بار ہم عند الاستفسار در مجمع بیان کند کہ وقتے کہ ہندہ از من پرسیدہ بود من واقعی نسبت حمرا زوجہ خود اطلاق مادر و ہمشیرہ کردہ ام دریں صورت حمرا در نکاح زید ماندہ است یا نہ، و حکم شرع دریں مسئلہ چیست، براہ نوازش مریانہ فتویٰ بہ تدقیق و تحقیق ارشاد شود۔ بینوا توجروا۔

الجواب:

مسئلہ صورت میں زید اپنے ان کلمات کی وجہ سے فاسق، گنہگار اور جھوٹا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ (بیویاں) مائیں نہیں ہیں، مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنم دیا ہے اور بیشک یہ بری اور جھوٹی بات کہتے ہیں۔ پھر اگر زید نے ان کلمات سے بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ کیا

در صورت مستفسرہ زید باطلاق ہجو کلمات فساد آثم و بڑہ کارست،
 قَالَ تَعَالَى مَا هُنَّ أُمَّهَاتُهُمْ إِنَّ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ
 وَإِنَّهُمْ لَكَاغُ لَوْلَا مَنَعُكَ اللَّهُ الْقَوْلَ وَزُورًا^۱
 ہجوخواہ بہا مادر اں ایشان

نہیں، ہم مادر اس شان ہم آناں اند کہ ایناں رازائیدہ اند و بدرستی ہمچنان ست کہ ایشان ہرزہ می لافند و دروغ باند، باز اگر زید بایں کلمہ ارادہ طلاق حمرا داشت و دل بر اخراجش از قید نکاح گماشت حمرا بیک طلاق بآن مطلقہ شد اگرچہ نوبت تکلم بایں کلمہ بہ رسید باشد طلاق مغلط نشود لان البائن لا یلحق کما صرحوا بہ فی عاتہ الکتب، پس برضائے حمرا بے حاجت تحلیل حمراء را بسلک نکاح خود میسواں کشید، و اگر بقصد ظہار گفت مظاہر گشت کہ حمرا ہمچنان در نکاح است اما جماع حمرا بوسہ شہوت و دست بخوابش بہ تنش سودن و نگاہ رغبت بفرجش نمودن ہمہ ہا بروحرام شد و تن باہینا دادن بر حمرا حرام، تا آنکہ زید کفارہ ظہار ادا نماید، و او بندہ آزاد کردن ست کہ فائت جنسے از اجناس منفعت نیست ہچمو سمع و بصر و بیہوش و ہر دو دست یا ہر دو پایا یک دست و پا از یک جانب بریدہ و امثال اینہا در کفارہ بکار نیایند، و اگر بندہ نیابد دو ماہ پے در پے بے فصل روزے پیش از جماع آں زوجہ روزہ دارد اگر در مدت صیام بآں زن نزدیکے نمود اگرچہ شبانہ اگرچہ بسوئار و زہا ز سرگیرد و اگر نہایت پیرانہ سالی یا مرضے قوی بے امید بھی طاقت

اور دل میں بیوی حمرا کا نکاح سے خارج کر دینے کا ارادہ کر رکھا تھا تو حمرا کو ایک بانہ طلاق ہو گئی، اگرچہ کلمات تین بار کہے ہوں ایک ہی طلاق ہو گئی، تین طلاقوں سے مغلط نہ ہو گی، کیونکہ بانہ کے بعد بانہ طلاق نہیں ہوتی، جیسا کہ عام کتب میں اس کی تصریح ہے، لہذا زید دوبارہ حمرا سے بغیر حلالہ حمرا کی رضامندی سے نکاح کر سکتا ہے، اور اگر زید نے یہ کلمات ظہار کی نیت سے کہے ہوں تو ظہار ہوگا، لہذا اس صورت میں حمرا زید کے نکاح میں بدستور رہے گی لیکن حمرا سے جماع یا بوس و کنار، شہوت کے ساتھ چھونا، شہوت کے ساتھ اسکی شرمگاہ کو دیکھنا یہ تمام چیزیں زید پر حرام ہیں اور بیوی پر خاوند کو جماع کا موقعہ دینا حرام ہے تا وقتیکہ زید کفارہ ظہار ادا نہ کر دے، اور کفارہ ظہار یہ ہے کہ غلام ایسا آزاد کرے جو کسی عیب سے متصف نہ ہو جس کی وجہ سے اس کی کوئی جسمانی منفعت ختم ہو گئی ہو مثلاً سمع، بصر، عقل وغیرہ منفعت ختم نہ ہو، لہذا نابینا، بہرا، مجنون، بے ہوش، دونوں ہاتھ یا دونوں پاؤں یا ایک ہی جانب کا ایک ہاتھ اور پاؤں کٹا ہوا، اور اس قسم کے دیگر عیب والا غلام کفارہ کی ادائیگی میں کارآمد نہ ہوگا، اور اگر غلام نہ ملے تو پھر پے در پے مسلسل بغیر ناغہ دو ماہ کے روزے اپنے بیوی کے ساتھ جماع سے قبل رکھے گا، اگر اس دو ماہ کے روزوں میں بیوی سے دن یارات کو بھول کر یا قصداً جماع کر لیا تو نئے سرے سے پھر دو ماہ کے روزے مسلسل رکھنے پڑیں گے، اور اگر

اور اگر روز ہائے یتیم بروہ است شصت مسکین را طعمے پہچو صدقہ فطر رساند یعنی بہر مسکین صاع از جو یا نیم صاع گندم یا قیمت اینہا تملیک کند یا شصت مسکین را کہ خوراک معتاد انسان جو ان خوردن تواند شامو پگاہ شکم سیر خوراند چوں اس چنین کند حمرا بر و حلال شود واگر مراوید بایں کلمات مجرد حرمت حمرا بر خود بود بے قصد طلاق و ظہار یعنی اور اور محبت تو بر خود چنان حرام میدانم تا ہم ظاہر خواهد شد و ہماں احکام کفارہ در کار، واگر بیچ نیت نہ داشت ہمیں سخنے بود کہ بے قصد معنی بر زبان راند آنگاہ بیچ لازم نیاید حمرا بدستور در نکاح و جماع و دوائی جملگی مباح، ہمچنان اگر کلام مذکور بایں قصد گفت کہ زن خود در برو کرامت بجائے مادر و خواہر خویش میدانم تا ہم چیزے لازم نیست۔

نہایت بڑھاپے یا کسی قوی مرض جس کے ختم ہونے کی امید نہ ہو اور روزہ رکھنے کی طاقت بحال ہونے کی امید بھی نہ ہو تو پھر ایسا شخص ساٹھ مسکینوں کو صدقہ فطر کی مقدار کھانا دے یعنی ہر مسکین کو ایک صاع جو یا نصف صاع گندم یا ان کی قیمت کا مالک بنائے یا ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام پیٹ بھر کر کھانا کھلائے، جب یہ کام کر لے تو اس کی بیوی حمرا اس کے لئے حلال ہو جائے گی، اور اگر زید نے ان کلمات سے صرف حمرا کا حرام ہونا مراد لیا ہو، اور طلاق یا ظہار کی نیت نہ کی ہو یعنی یوں کہا تیری محبت میں اس کو میں اپنے اوپر حرام جانتا ہوں۔ تو بھی ظہار ہی ہوگا اور کفارہ لازم ہوگا، اور اگر اس نے ان کلمات سے طلاق، ظہار یا حرام ہونا کچھ مراد نہ لیا اور صرف زبان پر یہ کلمات بغیر نیت جاری ہو گئے تو پھر زید کے ذمہ کچھ نہ ہوگا، اور حمرا بدستور اس کی بیوی ہوگی اس سے جماع اور دوائی جماع سب مباح ہوں گے، اور اگر زید نے ان کلمات سے یہ نیت کی ہو کہ حمرا میرے لئے ماں اور بہن کی طرح کرامت والی ہے تو بھی کچھ لازم نہ آئے گا۔ (ت)

تنویر الابصار، در مختار اور رد المحتار میں فرمایا ہے اگر بیوی کو یوں کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کی مثل یا میری ماں کی طرح ہے او یوں ہی اگر "علی" (مجھ پر) کا لفظ حذف کر دے خانیہ۔ ان الفاظ سے اگر تعظیم زوجہ یا طلاق یا ظہار کی نیت کی تو اس کی نیت صحیح ہوگی اور نیت کے مطابق حکم ہوگا کیونکہ یہ کنایہ ہے۔ (بحر میں فرمایا خاوند نے جب طلاق کی نیت کی تو طلاق بائنہ ہوگی۔ اور خیر الدین رملی نے فرمایا: یوں ہی اگر صرف حرام ہونے کی نیت کی تو ظہار ہوگا، اور جھگڑے

در تنویر الابصار و در مختار و رد المحتار فرمودہ اندان نوی بآنت علی مثل امی او کلامی و کذا لو حذف علی "خانۃ" بر او و ظہارا او طلاقا صحت نیتہ و وقع مانواہ لانہ کنایۃ (قال فی البحر واذانوی بہ الطلاق کان بائنا. وقال خیر الرملى و کذا لو نوی الحرمة المجردة ینبغی ان یکون ظہارا،

ومنکرہ طلاق میں اگر یہ بات کہی ہو اور خاوند کہے کہ میں نے اس سے ماں کی طرح عزت و کرامت والی مراد لی ہے، تو قاضی کو چاہئے کہ وہ اس کی تصدیق نہ کرے (اھ) اور اگر یہ بات کرتے وقت کوئی نیت نہ تھی تو کلام لغو ہوگا، اور ادنیٰ احتمال یعنی کرامت والا متعین ہوگا، عبارات کی تلخیص ختم ہوئی۔ درمختار و ردالمحتار میں ہے: ان الفاظ سے وہ شخص ظہار کرنے والا قرار پائے گا لہذا خاوند پر بیوی سے وطی اور اس کے دواعی یعنی بوس و کنار، شہوت سے شرمگاہ کو دیکھنا وغیرہ حرام ہوں گے، تاہم بغیر شہوت چھونا بالا جماع حرام ہونے سے خارج ہے، نہر۔ یونہی بیوی پر حرام ہے کہ وہ خاوند کو جماع کا موقع دے، اور ظہار میں خاوند کو بیوی کی پیٹھ، پیٹ، بال اور چھاتی کو دیکھنا حرام نہیں ہے بحر، یعنی دیکھنا اگرچہ شہوت سے ہو، اس کے برخلاف شرمگاہ کو شہوت سے دیکھنا حرام ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ اگر خاوند سفر سے واپس آئے اور ازراہ شفقت بیوی کو بوسہ دے دے تو جائز ہے (اس سے معلوم ہوا کہ بوسہ لینا صرف شہوت سے حرام ہے) یہ حرمت

² در مختار باب الظهار مطبوع محتسبی دہلی ۱/۲۴۹، رد المحتار باب الظهار دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۵۷-۵۵

ولو صغيراً رضيعاً او اصم ان صبيح به يسع، والا لا، لافأئت جنس المنفعة (ای البصر والسبع والنطق والبطش والسعي والعقل قهستانى، والمراد فوت منفعة بتمامها) كالاعى ومجنون الذى لا يعقل والمقطوع يداه اور جلاه او يدور جل من جانب فان لم يجد ما يعتق صام شهرين متتابعين قبل المسيس فان وطئها اى المظاهر منها فيهما اى الشهرين ليلا او نهارا عامدا او ناسيا استأنف الصوم فان عجز لمرض لا يبرجى برؤة او كبر اطعم اى ملك ستين مسكينا كالفطرة قدر او مصرفا او قيمة ذلك وان اراد الاباحة غداهم وعشاهم جاز (ولو كان فيمن اطعمهم صبي فطيم لويجيزه لانه لا يستوفي كاملا، المراد بالفطيم من لا يستوفي فى الطعام المعتاد)¹ انتهت بالتلخيص۔

کفارہ کی ادائیگی تک ہوگی اھ تلخیصاً۔ در مختار و رد المحتار میں ہے کہ کفارہ یہ ہے کہ غلام آزاد کرے اگرچہ غلام دودھ پینے والا بچہ یا ایسا جو بلند آواز کو سن سکے اور جو کوئی آواز نہ سن سکے تو وہ جائز نہیں اور بدنی منفعت (مثلاً دیکھنا، سننا، بولنا، پکڑنا، چلنا اور عقل سے کلیۃً محروم، جائز نہیں، قہستانی، اور بدنی منفعت فوت ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ کلیۃً فوت ہو) جیسے نابینا، مجنون بے عقل، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں یا ایک پاؤں یا ایک ہی جانب سے ایک ہاتھ اور پاؤں کٹا ہو، اور اگر غلام نہ پائے تو دو ماہ کے روزے پے درپے جماع سے قبل رکھے، اور اگر ظہار والے نے ان دو ماہ کے دوران دن یا رات کو، بھول کر یا قصداً جماع کر لیا تو پھر نئے سرے سے دوبارہ دو ماہ کے روزے رکھے، پھر اگر وہ مظاہر کسی ختم نہ ہونے والی مرض یا نہایت بڑھاپے کی وجہ سے روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا ملک کرے، اور یہ کھانا فطر کی مقدار ہے اور مصرف بھی صدقہ فطر والا ہو گا یا اتنی مقدار غلہ کی قیمت دے دے اور اگر کفارہ کی مقدار کو مسکینوں کی ملکیت کی بجائے دو وقت کا کھانا پیٹ بھر کر کھلا دے تو جائز ہے (اگر مسکینوں میں کوئی شیر خواری سے فارغ بچہ ہو تو اس کو شمار نہ کرے کیونکہ وہ پوری خوراک نہیں کھا سکتا، اور شیر خواری سے فارغ بچے سے مراد یہ ہے کہ وہ پوری عادی خوراک نہ کھا سکے) اھ، ملخصاً

(ت)

¹ رد المحتار، باب الکفارة، دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۷۹، در مختار، باب الکفارة، مطبع مجتہبی، دہلی ۲۵۰/۱

یہ زید کے ناپسندیدہ قول کی تفصیل ہے اور وہ اپنی نیت کے متعلق بہتر جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے اس لئے نیت کے بیان میں وہ اللہ تعالیٰ کا خوف کرے، اس نے جو بات کی ہے اور جس ارادہ سے کی، اس تفصیلی حکم کے مطابق اس پر عمل کرے، یہ تمام بحث دیانۂ حکم کی تفصیل ہے لیکن قضاء اس کی اس بات میں آخری احتمال یعنی ماں جیسی عزت و کرامت والی، مراد لینا جائز نہ ہوگا، اس کی گنجائش، انداز کلام اور اس کے سیاق و سباق اور حال کی وجہ سے نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ تمام امور اس بات کی شہادت ہیں کہ یہاں وہ حمرا بیوی کو ماں جیسی عزت و کرامت دینے کے درپے نہیں ہے بلکہ یہ احتمال بعید تر ہے، اور شریعت کا ضابطہ کلیہ ہے کہ کلام میں وہ احتمال ساقط قرار پائیگا جو ظاہر کے خلاف ہوگا، خصوصاً جبکہ وہ احتمال قائل کے لئے تخفیف کا باعث بھی ہو، اور تحقیق نظر میں اس احتمال کا یہاں ساقط قرار پانا احتمال چہارم یعنی نیت نہ ہونے پر لغو ہونا، کو بھی ساقط کر دے گا، کیونکہ یہ بھی شرعی ضابطہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو عاقل بالغ کے کلام کو مہمل ہونے سے بچایا جائے، کیونکہ اس کی بات کو مہمل قرار دینا گویا اس کو حیوان قرار دینا ہے اشباہ و نظائر میں اس کے لئے مستقل قاعدہ بیان کیا گیا ہے، کیا آپ نے درمختار کو دیکھا نہیں کہ اس کلام میں کوئی بھی نیت نہ ہونے کو لغو بمعنی غیر شمر آور قرار دیتے ہوئے یونہی مہمل اور بے معنی قرار نہ دیا بلکہ اس کو

این ست تفصیل صورائیں قول منکر زید بارادہ کہ داشت نیکو داناست و خدائے اودا نائرازو، از خدائے ترسد و بہر ارادہ کہ اس سخن گفتہ باشد حکمش ازیں تفصیل برآرد براس کار بند و اینہما حکم دیانت بود **فاما قضاء** در مسئلہ دائرہ صورت آخرہ را گنجائش نیست طرز کلام و سیاق و سباق و حال آں وقت ہمہ گواہ عدل ست کہ زید آن ہنگام از ارادہ برو کرامت حمرا ہر اعل دور بود و ضابطہ کلیہ شرع ست کہ از محتملات سخن ہر چہ خلاف ظاہر باشد ز نہار قضاء پذیر نیستند خاصۃً کہ در اں تخفیفی باشد مردعی را دور نظر تحقیق سقوط ایں احتمال موجب سقوط احتمال چہارم نیز ست زیرا کہ ہم از ضوابط شرع ست کہ تا توانند کلام عاقل بالغ را مہمل نگزارند لہذا فیہ من الحاقہ بالبیہائم وقد عقد لذلك فی الاشباہ والنظائر قاعدة مستقلة آخر ندیدی کہ در مختار بحالت عدم نیت چوں کلام را لغو بمعنی غیر مثر حکم کردند، ہمچنان مہمل و بیمعنی نہ گزاشتند بلکہ برادنی محتملات یعنی معنی برو کرامت فرو آور دند حیث قال والاینو شیاً لغاً ویتعین الادنی ای البر^۱ ایں جاچوں معنی برابار نیست چنانکہ شنیدی لاجرم برادنی البواقی کہ ظہار و تحریم

^۱ در مختار باب الظہار مطبع متجانبی دہلی ۲۴۹/۱

ادنیٰ احتمال قرار دے کر عزت و کرامت کے معنی پر محمول کیا۔ اور یوں کہا اگر کوئی نیت نہ کی تو لغو ہو کر ادنیٰ معنی متعین قرار پائیگا، یعنی عزت و کرامت مراد ہوگا،

جب یہاں عزت و کرامت والا معنی نہیں بن سکتا جیسا کہ آپ سن چکے تو باقی پہلے تین احتمالات میں ادنیٰ معنی مراد ہوگا، جو کہ ظہار یا تحریم ہے، زید چونکہ کئی مرتبہ ہندہ کے جواب میں اور لوگوں سے خطاب میں یہ بات کہہ چکا ہے تو عقل سلیم کیسے یہ گوارا کر لے کہ اس نے یہ بات بغیر نیت اور کوئی معنی مراد لئے بغیر بطور ہدیان زبان سے کہہ دی ہے، تو اس احتمال سے بعید اور کوئی احتمال نہیں ہو سکتا۔ پھر زید نے استفسار کرنے پر واضح طور پر اقرار کیا ہے کہ واقعی میں نے اپنی بیوی کو ماں اور بہن کے برابر قرار دیا ہے اور یہ نہیں کہا کہ میں نے فضول اور بے معنی بات کی ہے، تو لازم طور پر قضاء پانچ مذکورہ صورتوں میں سے پہلی تین صورتوں کو ہی متعین کیا جائے، لہذا اگر زید ان تین میں سے کسی ایک کے ارادہ کرنے کا اعتراف کرے تو وہ حکم اس پر نافذ ہو جائے گا، ورنہ ان سب سے انکار قضاء قابل قبول نہ ہوگا، بلکہ کسی ایک احتمال پر کرنا ضروری ہوگا، ان میں طلاق کا احتمال تو آخری بات ہے اور بعید ہے جس پر کوئی دلیل نہیں ہے تو ظہار یا تحریم جن دونوں کا حاصل ایک ہی ہے باقی رہ جاتے ہیں، اور قاضی اگر بہتر سمجھے تو عوام کے حال کو ملاحظہ کرتے ہوئے تحریم والا معنی متعین قرار دے گا کیونکہ غور کرنے سے معلوم ہو جائے گا عوام اس لفظ سے تحریم سے کم معنی مراد نہیں لیتے اور کم از کم یہی مراد ہوتا ہے۔ (ت)

حاصل کلام یہ ہے کہ، زید اگر طلاق کا اقرار کر لے تو طلاق ہے ورنہ بہر حال قاضی کی نگاہ میں

ست تنزیل کردہ آید، و خود چہ گو نہ گوارائے عقل سلیم باشد کہ زید بکرات و مرات در جواب ہندہ و بخطاب مرد ماں ایں کلام گوید و بیچ گاہ ارادہ بیچ معنی بدل ندارد بلکہ ہمچنان بے قصد معنی در رنگ ہدیان بر زبان آرد بیچ احتمالے بعید ترازیں احتمال می شناسی باز ہنگام استفسار سپید و آشکار اقرار مے کند کہ واقعی ہنخواہ خود را برابر مادر خواہر نہادہ ام و نمی گوید کہ بفضولے سخنے بمعنی بے نیت و قصدے بردادہ ام، لاجرم قضاء از اں بیچ صور ہمیں سہ صورت پیشین را مسامح ست پس اگر زید اعتراف بہ نیت یکے از انہا کند حکمش پیدا ست ورنہ انکارش قضاء نامسموع و حمل بریکے از انہا لازم فلما طلاق کہ اعلیٰ و ابعد ست و بیچ دلیلے براں نے از میاں رود، و ظہار یا مجرد تحریم کہ حاصل ہر دو یکبست باقی ماند، و اگر نیکو بنگری ملاحظہ حال عوام ہمیں معنی تحریم را متعین میکند اگر تفتیش ہمانا بینی کہ جزیں معنی ایں کلام را در ذہن ایشان کمتر محملے بودہ باشد۔

بالجملہ زید اگر اقرار نیت طلاق کند طلاق بود ورنہ بہر حال در چشم قاضی ظہار

ظہار ہے اور کوئی بھی خواہ بیوی ہو وہ قاضی کی موافقت کرے گا کیونکہ وہ سب عام لوگوں کی طرح ظہار ہی سمجھیں گے، اور اللہ تعالیٰ ہی باطنی امور کا مالک ہے، پھر اگر حمرانے اپنے کانوں سے سنا یا کسی عادل اور ثقہ آدمی نے اس کو اطلاع دی کہ اس کے خاوند نے یوں بات کی ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے آپ کو ظہار کی ہوئی سمجھے اور اپنے آپ کو زید سے جماع اور شہوت کے ساتھ اس کو ہاتھ لگانے، بوس و کنار کرنے اور شرمگاہ کو بنظر شہوت دیکھنے سے محفوظ رکھے، لیکن بغیر شہوت شرمگاہ یا کسی عضو کو مثلاً چھاتی، پیٹ اگرچہ شہوت سے چھوئے تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ ردالمحتار کے حوالہ سے بیان گزرا ہے، پس اگر زید کفارہ نہ دے اور اس دوران حمرانے جماع یا دوائی جماع کے متعلق باز نہ آئے تو پھر خود حمرانے کو چاہئے کہ اپنے آپ کو اس کے قبضہ سے کسی مال کے عوض خواہ مہر کے بدلے طلاق حاصل کرے اور اگر طلاق نہ دے تو پھر جس طرح ممکن ہو اس کے گھر سے جدا رہے اور حاکم وقت سے شکایت کرے تاکہ وہ جبراً اس کو باز رکھنے کے لئے قید کرے یا سزا دے اور دو کاموں میں سے ایک پر اس کو مجبور کرے کہ رکھنا ہو تو شریعت کے مطابق رکھے ورنہ اس کو آزاد کر دے، یعنی کفارے یا

باشد و دیگر هیچ وزن دریں کار بمشابه قاضی است لاشتراکهما کسائر الخلق فی قصر النظر علی الظہار واللہ سبحانه یتولی السرائر پس حمرانے اگر بگوش خود شنید یا مرد عادل وثقہ اور اخیر رسانید کہ شوہر ش این چنینی چاہے زده است ناچار خوشنیت رازن مظاہر داند و تنہا جماع در نہد و زید را بشوت بوسہ چیدن و در بر کشیدن و دست رسانیدن و شرمگاہ دیدن نگزارد نظر بر فرج بے شہوت یا ہر غیر فرج اگرچہ سینہ و شکم اگرچہ بشوت باکے نیست کما مر عن ردالمحتار پس اگر زید کفارہ نہد و حمرانے قصد جماع و دوائی جماع معاف نہ دارد و حمرانے چوں کہ تواند خوشنیت راز دست عہ او یعنی بعوض مہر خواہ بدل مال دیگر طلاق از دستاورد اگر بیند کہ طلاق ہم نمی دہد بپائے کہ دارد از خانہ گمزد و بحاکم رجوع آرد تا اورا بالجبر بحبس و ضرب بریکے از دو کار دارد

فَأَمْسَكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِیْهِ بِإِحْسَانٍ^۱ کفارہ دہد یا طلاق وقد حرم علیہ ربہ ان ینذرہا کالمعلقة، در ردالمحتار فرمود المراءاة کالقاضی اذا سمعته او اخبرها عدل لایحل لها تمکینہ والفتویٰ علی انہ لیس

عہ: مسودہ میں بیاض ہے۔

^۱ القرآن الکریم ۲۴۹/۲

طلاق پر مجبور کرے ان دو صورتوں کے بغیر کہ اس کو معلق چھوڑ دے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ رد المحتار میں ہے: جب عورت خود سن لے یا ثقہ عادل شخص اس کو مطلع کر دے تو پھر عورت کو حلال نہیں کہ وہ خاوند کو جماع کا موقعہ دے اور اس معاملہ میں فتویٰ اس پر ہے کہ عورت کو مرد کا قتل کرنا یا خود کشی کرنا جائز نہیں، بلکہ عورت مال کے بدلے اپنے آپ کو آزاد کرائے یا اس کے گھر سے دور ہو جائے، اس معاملہ میں عورت خود فیصلہ کرنے میں قاضی کا حکم رکھتی ہے، اور بزازیہ میں اوز جندی سے منقول ہے کہ بیوی اپنے معاملہ کو قاضی کے ہاں پیش کرے، پھر عورت کے گواہ نہ ہونے کی صورت میں اگر خاوند قسم دے دے تو پھر گناہ خاوند پر ہے اھ، میں کہتا ہوں یہ جب ہے کہ عورت خود کو فدیہ دے کر یا بھاگ کر نہ بچا سکے اور نہ ہی اپنے آپ کو خاوند سے روک سکے، لہذا بزازیہ کا بیان پہلے کلام کے منافی نہ ہوگا اھ اختصاراً، در مختار میں ہے: عورت کو وطی کے مطالبہ کا حق ہے کیونکہ عورت کا حق وطی کے ساتھ متعلق ہے اور اس کے ساتھ عورت پر لازم ہے کہ وہ کفارہ کے بغیر خاوند کو جماع سے باز رکھے، اور قاضی پر لازم ہے کہ مرد کو کفارہ دے کر عورت کے حقوق کی ادائیگی پر مجبور کرے تاکہ عورت کا ضرر ختم ہو سکے، وہ یوں کہ قاضی اس کو قید کرے یا سزا دے کہ طلاق یا کفارہ پر مجبور کر سکتا ہے، ہاں اگر زید قسم اٹھاتا ہے کہ میں نے ظہار کا

لہا قتله ولا تقتل نفسها بل تفدى نفسها بمال او تهرب، وفي البزازیة عن الاوز جندی انها ترفع الامر للقاضی فان حلف ولا یبینه لها فالاثم علیه اھ قلت ای اذا لم تقدر علی الفداء او الهرب ولا علی منعه عنها فلا ینافی ما قبله¹ اھ باختصار، در رد مختار ست للمرأة ان تطالبه بالوطی لتعلق حقها به، وعليها ان تمنعه من الاستمتاع حتی یکفر، وعلى القاضی الزامه به بالتکفیر دفعا للضرر عنها بحبس او ضرب الی ان یکفر او یطلق²، آری اگر زید خبر دہد کہ من کفارہ ادا کردم و پیشتر ازیں معروف بکذب و دروغ گوئی نبوده باشد آنگاہ حمرار می رسد کہ سختش باور کرده باو بہم آید و از جماع وغیرہ ابا ننماید اگر در واقع زید بہ نیت ظہار آن سخن گفتہ و هنوز کفارہ نہ دادہ بغلط اظہار نمودہ است تا گناہ بر گردن اوست حمرار از جرم یکسوست فی الدر المختار فان قال کفر صدق مالم یعرف بالکذب³۔

¹ رد المحتار باب الصریح دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۳

² در مختار باب الظہار مطبع مجتبائی دہلی ۲۳۹/۱

³ در مختار باب الظہار مطبع مجتبائی دہلی ۲۳۹/۱

کفارہ دے دیا ہے جبکہ زید قبل ازیں دروغ گوئی اور جھوٹ بولنے میں معروف و مشہور نہیں ہے تو اس صورت میں حمرا کو جائز ہے کہ وہ زید کی بات کو تسلیم کر کے جماع وغیرہ کا موقعہ دے دے اور انکار نہ کرے اور اگر فی الواقع زید نے ظہار کی نیت سے وہ کلام کیا تھا اور ابھی تک کفارہ ادا نہ کیا ہو اور غلط بیانی کرتا ہو کہ میں نے کفارہ ادا کر دیا ہے تو پھر گناہ زید پر ہوگا حمرا اس گناہ سے بری ہوگی۔ درمختار میں ہے: اگر خاوند کہے کہ میں نے کفارہ دے دیا ہے تو اس کی بات تسلیم کی جائے گی بشرطیکہ وہ اس سے قبل جھوٹ بولنے میں معروف نہ ہو۔ (ت)

میں فقیر کہتا ہوں کہ یہ بہت بری تدبیر ہے کہ فی الواقع کوئی شخص ظہار کر کے کفارہ نہ دے کر غلط خبر دے اس سے زیادہ برا وہ شخص ہے جو معروف بکذب نہ ہو اور کہے کہ میں نے ظہار، طلاق اور تحریم کی نیت کے بغیر وہ کلام کی ہے دلالت حال کی بنا پر جس طرح کہ اس مسئلہ صورت میں ہے تو قاضی اس کے اس دعویٰ کو قبول نہ کرے گا اور اگر کفارہ نہ دیا ہو تو عورت کو لازم ہے کہ وہ اپنے آپ کو خاوند کے جماع سے دور رکھے، اور اگر وہ اس پر راضی ہوئی تو کنہگار ہوگی، اور اگر فی الواقع وہ شخص سچا ہے تو اس کفارہ میں مال دینا یا دو ماہ کے روزوں کی مشقت برداشت کرنا بے مقصد ہے کیونکہ دیانۃً اس پر کفارہ دینا واجب نہیں ہے، تو اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اس لغو بات پر توبہ کرے اور بخشش طلب کرے یہ توبہ اس کے گناہ کا کفارہ ہے تو اس کے بعد بیوی کو کہے کہ میں نے کفارہ دے دیا ہے اور بیوی اس کو کفارہ ظہار سمجھتے ہوئے جماع پر راضی ہو جائے تو جائز ہوگا، یہ اس مسئلہ کی تنقیح ہے جو کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

فقیر گویم آں چناں کہ ایں بدترین تدبیرے است مرکسے راکہ در واقع ظہار کردہ و کفارہ نداده غلط اخبار، ہچمنیاں نیکو بدترے ست مرکسے راکہ معروف بکذب نیست و سخن مذکور بے نیت طلاق و ظہار و تحریم بر زبانش آمد و بوجہ دلالت حالے چنانکہ ایں جاست، قضاء دعویٰ ارادہ بر مقبول نیفتاد کہ اگر کفارہ نہ دہد زن بجماع تن نہ دہد و اگر راضی شود آثمہ گردد و اگر ایں کس کفارہ دہد مالے بے سبب از دست مے رود یا مشقت روزہ دو ماہہ بر سر آید زیرا کہ دیانۃً بوجہ عدم موجب کفارہ بر و لازم نبودہ است پس باید کہ بسوئے مولیٰ سبخنہ و تعالیٰ از شاعت آں قول منکر توبہ آرد ایں توبہ کفارہ اش خواہد شد باز زن را گوید من کفارہ ادا کردم او کفارہ معلومہ ظہار پندارد و رضا بجماع دادن بر اورا روا گردا ایں ست تنقیح حکم بروجہ کافی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دیندار و مشائخ باوقار اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو بحالت غصہ میں ماں بہن کہہ دیا مگر نان نفقہ دیتا رہا عورت اس کے نکاح میں رہی یا بحکم شرع شریف جاتی رہی؟

الجواب

زوجہ کو ماں بہن کہنا (خواہیوں کہ اسے ماں بہن کہہ کر پکارے، یا یوں کہے تو میری ماں بہن ہے، سخت گناہ و ناجائز ہے۔

| | |
|--|--|
| قَالَ اللَّهُ تَعَالَى مَا هُنَّ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدَنَّهُمْ ^١ وَأِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا ^١ | جو روئیں ان کی مائیں نہیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے انہیں جنا ہے اور وہ بیشک بری اور جھوٹی بات کہتے ہیں۔ |
|--|--|

مگر اس سے نہ نکاح میں خلل آئے نہ توبہ کے سوا کچھ اور لازم ہو، درمختار میں ہے:

| | |
|--|--|
| الاینو شیاً او حذف الکاف لغاً وتعین الادنی ای البر یعنی الکرامة ویکره قوله انت امی ویا ابنتی ویا اختی ونحوہ ^٢ | اگر کوئی نیت نہ کی یا حرف تشبیہ (کاف) کو ذکر نہ کیا ہو تو یہ نیت لغو ہے اور احتمالات میں سے ادنیٰ احتمال یعنی عزت و کرامت متعین ہوگا اور یہ کہنا کہ تو میری ماں ہے یا میری بیٹی ہے یا میری بہن ہے یا اس کی مثل الفاظ، مکروہ ہیں۔ (ت) |
|--|--|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|--|
| قوله حذف الکاف بان قال انت امی ومن بعض الظن جعله من باب زید اسد در منتقی عن القهستانی قلت ویدل علیہ ما نذکره عن الفتح من انه لا بد من التصریح بالاداة ^٣ | قوله کاف تشبیہ کو حذف کرنا مثلاً یوں کہتا ہے تو میری ماں ہے نہ کہ جیسے بعض نے گمان کیا کہ "زید اسد" کی طرح حرف تشبیہ کو محذوف مانا جائے، اور تشبیہ بـ مبلغ ہے جیسا کہ درمنتقی میں قہستانی سے منقول ہے قلت میں کہتا ہوں کہ حرف تشبیہ کے بغیر ہونے پر دلیل وہ ہے جو ہم عنقریب فتح سے نقل کریں گے کہ ظہار کے لئے حرف تشبیہ کا ذکر ضروری ہے۔ (ت) |
|---|--|

اسی میں ہے:

| | |
|--|---|
| انت امی بلا تشبیہ فانہ باطل وان نوی ^٤ | حرف تشبیہ کے بغیر "تو میری ماں ہے" کہنا اگرچہ طلاق کی نیت سے کہا باطل ہے۔ (ت) |
|--|---|

^١ القرآن الکریم ٢/٥٨

^٢ درمختار باب الظہار مطبع مجتبائی دہلی ٢٣٩/١

^٣ ردالمحتار باب الظہار دار احیاء التراث العربی بیروت ٥٤٤/٣

^٤ ردالمحتار باب الظہار دار احیاء التراث العربی بیروت ٥٤٤/٢

ہاں اگر یوں کہا ہو کہ تو مثل یا مانند یا بجائے ماں بہن کے ہے تو اگر بہ نیت طلاق کہا تو ایک طلاق بائن ہو گئی اور عورت نکاح سے نکل گئی اور بہ نیت ظہار یا تحریم کہا یعنی یہ مراد ہے کہ مثل ماں بہن کے مجھ پر حرام ہے تو ظہار ہو گیا اب جب تک کفارہ نہ دے لے عورت سے جماع کرنا یا شہوت کے ساتھ اس کا بوسہ لینا یا بنظر شہوت اس کے کسی بدن کو چھونا یا بنگاہ شہوت اس کی شر مگاہ دیکھنا سب حرام ہو گیا، اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ جماع سے پہلے ایک غلام آزاد کرے، اسکی طاقت نہ ہو تو لگانا دو مہینہ کے روزے رکھے، اس کی بھی قوت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صدقہ فطر کی طرح اناج یا کھانا دے کما امر بہ المولیٰ سبخنہ وتعالیٰ فی القرآن العظیم (جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن عظیم میں حکم فرمایا ہے۔ ت) اور اگر ان میں سے کوئی نیت نہ تھی تو یہ لفظ بھی لغو و مہمل ہو گا جس سے طلاق یا کفارہ وغیرہ کچھ لازم نہ آئے گا۔ در مختار میں ہے:

| | |
|--|--|
| ان نوی بآنت علیٰ مثل امی وکامی وکذا لو حذف "علیٰ" خانیۃ۔ برا او ظہارا او طلاقاً صحت نیتہ ووقع مانواہ لانہ کنایۃ والا لغا۔ ¹ | اگر (طلاق کی) نیت کرے گا تو بیوی یا نہ ہو جائیگی، جب یوں کہے تو مجھ پر میری ماں کی مثل یا ماں کی طرح ہے، یا حرف علیٰ (مجھ پر) کو حذف کر کے کہے، خانیۃ۔ ان الفاظ سے کرامت زوجہ یا ظہار یا طلاق کی نیت کرے تو اس کی نیت صحیح ہوگی جو بھی نیت کرے وہی حکم ہوگا کیونکہ یہ کنایہ ہے اور اگر کوئی نیت نہ کی ہو تو یہ بات لغو ہوگی۔ (ت) |
|--|--|

ہندیہ میں خانیۃ سے ہے:

| | |
|--|---|
| ان نوی التحريم اختلاف الروایات فیہ والصحيح انه يكون ظهارا عند الكل ² ، واللہ تعالیٰ سبخنہ وتعالیٰ اعلم۔ | اگر اس سے صرف تحریم کی نیت کی تو اس میں روایات مختلف ہیں، صحیح یہ ہے کہ سب کے نزدیک ظہار ہوگا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (ت) |
|--|---|

مسئلہ ۴۳: از کلنتہ امام باغ لین نمبر ۴۱ مسجد مرسلہ حافظ عزیز الرحمن صاحب ۲۹ جمادی الآخرہ ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص طلاق کے معنی و مطالب سے آگاہ نہ ہو اور وہ بالعوض طلاق بائن کے اپنی زوجہ سے یوں کہے کہ تو ماں ہے میری، اور اس کو مطلقہ لوگوں میں مشہور کرے اور اپنے اوپر حرام سمجھے تو آیا اس شخص کی زوجہ مطلقہ ہوگی یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

¹ در مختار باب الظہار مطبع مجتہائی دہلی ۲۳۹/۱

² فتاویٰ ہندیہ الباب التاسع فی الظہار نورانی کتب خانہ پشاور ۵۰۷/۱

الجواب:

عورت کو یوں کہنے سے کہ تو اس شخص کی ماں بہن یا بیٹی ہے طلاق نہیں ہوتی اگرچہ بہ نیت طلاق کہے، ردالمحتار میں ہے:

| | |
|--|---|
| انت امی بلا تشبیہ فانہ باطل وان نوی ^۱ ۔ | اگر تشبیہ کے بغیر "تو میری ماں ہے" کہا تو یہ باطل ہے اگرچہ طلاق کی نیت سے کہے (ت) |
|--|---|

لوگوں میں اسے مشہور کرنا اور اپنے اوپر حرام سمجھنا اگر انہیں لفظوں کی بناء پر تھا تو عند اللہ یہ بھی محض باطل کہ بر بنائے غلط فہمی تھا، اسی طرح اگر اس کے بیان سے ظاہر تھا کہ یہ اقرار طلاق انہیں الفاظ کی بناء پر ہے تو عند الناس بھی طلاق نہ ہوئی، ہاں اگر بیان و قرائن سے یہ امر ظاہر نہ ہو تو مطلقہ مشہور کرنے سے عند الناس اس پر طلاق مانی جائے گی اپنے اقرار پر ماخوذ ہوگا۔ فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے:

| | |
|--|--|
| رجل طلق امرأته وهو صاحب برسام فلما صح قال قد طلقت امرأتی، ثم قال انی كنت اظن ان الطلاق فی تلك الحالة كان واقعا. قال مشائخنا رحمهم الله تعالى حين ما اقر بالطلاق ان رده الى حالة البرسام وقال قد طلقت امرأتی فی حالة البرسام فالطلاق غیر واقع وان لم یرد الى حالة البرسام فهو ما خوذ بذلک قضاء ^۲ ۔ | کسی نے مرض برسام کی حالت میں بیوی کو طلاق دی جب تندرست ہوا تو اس نے طلاق کا اقرار کرتے ہوئے کہا کہ میرا گمان تھا کہ اس مرض کی وجہ سے طلاق ہو جاتی ہے، تو ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اقرار طلاق کے وقت اگر اس نے طلاق کو مرض برسام کی طرف منسوب کیا اور کہا میں نے اپنی عورت کو برسام کی حالت میں طلاق دی ہے تو طلاق نہ ہوگی اور اگر اس وقت اس نے طلاق کو مرض برسام کی طرف منسوب نہ کیا، تو قضاء طلاق ہو جائے گی۔ (ت) |
|--|--|

اسی میں ہے:

| | |
|--|--|
| صبي قال ان شربت فکل امرأة اتزوجها فهي طالق | ایک نابالغ بچے نے کہا اگر میں نوش کروں تو جس عورت سے بھی میں نکاح کروں اس کو طلاق ہے |
|--|--|

^۱ ردالمحتار باب الظهار دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۴۷۳

^۲ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الطلاق نوکسور لکھنؤ ۲/۲۱۳

| | |
|--|---|
| <p>فشر ب وهو صبی، فتزوج وهو بالغ وظن صهره ان الطلاق واقع فقال هذا البالغ آرمے حرام است بر من قالوا هذا اقرار منه بالحرمة فتحرم امرأته وهو الصحيح لانه ما اقرباً لحرمة ابتداء وانما اقر بالسبب الذي تصادقا عليه وذلك السبب باطل¹، انتهى، والله تعالى اعلم۔</p> | <p>اس کے بعد اس نے نابالغی میں نوش کر لیا پھر اس نے بالغ ہونے پر نکاح کیا اور اس کے سسرال نے گمان کیا کہ اس کہنے پر طلاق ہو گئی، اس پر اس لڑکے بالغ نے کہا ہاں بیوی مجھ پر حرام ہے، تو فقہاء نے فرمایا چونکہ لڑکے نے حرام ہونے کا اقرار کیا ہے لہذا اس کی بیوی اس پر ابتداءً حرام ہو گئی، اور بعض نے فرمایا کہ حرام نہ ہو گی، اور یہی صحیح ہے کیونکہ اس نے ابتداءً حرام ہونے کا اقرار نہیں کیا بلکہ سسرال کی بات پر اس نے یہ کہا ہے، اور سسرال والوں کے کہنے کا سبب بچپن کی بات ہے جو کہ باطل ہے کیونکہ نابالغ کی طلاق نہیں ہوتی انتھی، والله تعالى اعلم۔ (ت)</p> |
|--|---|

۱۶ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ

از پبلی بھیت محلہ اشرف خاں مرسلہ عزیز الرحمن خاں

مسئلہ ۳۴:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی زوجہ کی ماں سے یہ بات کہی کہ تیری لڑکی تاحیات تیری، مثل اپنی بہن کے سمجھتا ہوں، تو اس میں کیا حکم شرع ہے؟ بینوا توجروا

الجواب:

اگر ان لفظوں سے اس کی مراد ظہار یا تحریم تھی یعنی تیری حیات تک اپنی زوجہ سے ظہار کرتا ہوں یا تیری حیات تک اسے حرام سمجھتا ہوں، جب تو ظہار ہو گیا یعنی نکاح بدستور باقی ہے، مگر حیات خوشدا من تک بے کفارہ دئے عورت کے پاس جانا بلکہ شہوت کے ساتھ ہاتھ لگانا بھی حرام ہو گیا، کفارہ ایک غلام آزاد کرنا، اس کی قدرت نہ تو دو مہینے کے لگاتار روزے، اس کی طاقت بھی نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صدقہ فطر کے مثل اناج یا اس کی قیمت دینا یا دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلانا، جب تک ساس زندہ ہے بغیر کفارہ دئے عورت کو ہاتھ لگائے گا تو گنہگار ہوگا، تو بہ کرے، اور پھر نزدیک نہ ہو جب تک کفارہ نہ ادا کر لے، ہاں بعد انتقال خوشدا من ظہار جاتا رہے گا، اور بے کفارہ عورت سے جماع حلال ہو جائے گا، پھر اگر ساس زندہ ہے اور یہ شخص کفارہ نہیں دیتا جس کے سبب عورت حلال ہو جائے تو منکوحہ اس پر دعویٰ کر سکتی ہے کہ یا تو کفارہ دے کر جماع کرے یا طلاق دے کہ عورت پر سے ضرر دفع ہو

¹ فتاویٰ قاضی خاں باب التعلیق نوکثور لکھنؤ ۲/۲۳۵

تنویر الابصار میں ہے: ظہار کرنے والے پر بیوی سے وطی اور اس کے دواعی حرام ہو جاتے ہیں تا وقتیکہ وہ کفارہ دے، اگر اس نے کفارہ سے قبل وطی کر لی تو توبہ کر کے صرف ظہار کا کفارہ دے اور پھر کفارہ سے قبل ایسا نہ کرے الخ، اور اسی میں ہے ظہار میں کفارہ غلام کو آزاد کرنا ہے، اگر یہ نہ ہو سکے تو پھر وطی سے قبل دو ماہ کے روزے مسلسل پورے کرے، اگر یہ بھی نہ ہو سکے بلکہ عاجز ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا دے ہر مسکین کو صدقہ فطر کی مقدار دے یا اسکی قیمت دے، اگر صبح و شام دو وقت کا کھانا پیٹ پھر کر کھلا دے تو جائز ہے اھ لمخصاً، اور در مختار میں ہے اگر ظہار کو کسی مقررہ وقت کے ساتھ مقید کیا ہو تو اس وقت کے گزر جانے پر ظہار ختم ہو جائیگا اھ اس پر رد المحتار میں ہے کہ اگر اس مقررہ وقت کے اندر جماع کرنا چاہے تو کفارہ دے بغیر جائز نہیں بحر اھ اور در مختار میں ہے کہ ظہار میں بیوی کو جماع کے مطالبے کا حق ہے لہذا قاضی خاوند کو کفارہ ادا کرنے پر مجبور کرے تاکہ بیوی کے ضرر کا ازالہ ہو سکے یوں کہ قاضی اس کو قید کرے یا سزا دے یہاں تک کہ خاوند کفارہ ادا کرے یا عورت کو طلاق دے اھ لمخصاً (ت)

فی تنویر الابصار فی حرم وطؤها علیہ ودواعیہ حتی یکفر فان وطی قبلہ استغفر وکفر للظہار فقط ولا یعود قبلہا^۱ الخ وفیہ الکفارة تحریر رقبۃ فان لم یجد صام شهرین متتاً بعین قبل المسیس فان عجز اطعم ستین مسکیناً کالفطرة او قيمة ذلك وان غداهم وعشاهم جائز^۲ اھ ملخصاً، وفي الدر لو قیدہ بوقت سقط بمضیہ^۳ اھ فی رد المحتار کفارة بحر^۴ اھ وفي الدر للمرأة ان تطالبه بالوطی وعلی القاضی الزامه به بالتکفیر دفعا للضرر عنها بحبس او ضرب الی ان یکفر او یطلق^۵ اھ ملخصاً۔

ظاہر ان لفظوں سے یہی نیت تحریم و ظہار ہوتی ہے خصوصاً جبکہ ایک وقت تک اسے محدود کر دیا کہ تیری حیات تک ایسا سمجھتا ہوں، اس کا حکم وہ تھا اور شاید اس نے یہ الفاظ بارادہ طلاق کہے تھے تو ظاہراً ایک طلاق بائن ہو کر عورت نکاح سے نکل گئی کسی حد تک محدود کر کے طلاق دینا بھی طلاق دائم ہے اور وہ حد نامعتبر^{عہ}

عہ: مسودہ میں بیاض ہے ۱۲

^۱ در مختار شرح تنویر الابصار باب الظہار مطبع مجتبائی دہلی ۲۳۹/۱

^۲ در مختار باب الکفارة مطبع مجتبائی دہلی ۵۱/۱۔ ۲۵۰

^۳ در مختار باب الظہار مطبع مجتبائی دہلی ۲۳۹/۱

^۴ رد المحتار باب الظہار دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۷۶/۲

^۵ در مختار باب الظہار مطبع مجتبائی دہلی ۲۳۹/۱

| | |
|--|--|
| <p>"سمجھنا اور خیال کرنا" اگر ایسے کلام میں ہو تو اس سے تشبیہ کو ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے اور واقع سے اس کا انقضاء مراد نہیں ہوتا، جس طرح کوئی شخص کسی چیز کو لینے سے انکار کرتے ہوئے کہے کہ اس کو میں اپنے لئے خنزیر سمجھتا ہوں تو اس سے اس چیز کا اس پر قطعاً حرام ہونا مراد ہوتا ہے جس طرح خنزیر حرام ہے، اس کے برخلاف طلاق کے معاملہ میں جب کوئی پوچھے کیا تو نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے، تو جواب میں یوں کہے "تو طلاق شمار کر لے، یا کہے تو اس کو مطلقہ خیال کر لے" تو یہاں طلاق نہ ہوگی اگرچہ وہ طلاق کی نیت سے کہے اور یوں ہی حکم ہے اگر بیوی کو کہے کہ تو اپنے آپ کو طلاق والی سمجھ لے، جیسا کہ خانیہ میں مذکور ہے، کیونکہ یہاں یہ الفاظ ظاہری طور پر طلاق کے وقوع میں نفی پر دلالت کرتے ہیں اور دونوں مقاموں میں ان الفاظ کا فرق عرف کو جاننے والے پر مخفی نہیں ہے، سمجھو اور غور کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p> | <p>واما "الحسبان" ففي مثل الكلام انما يراد به التحقيق للتشبيه لانفيه عن نفس الامر كمن اراد الامتناع عن تناول شئ يقول احسبه على كالحنزير فانما يريد انه محرم عليه كمثلته، بخلاف ما اذا قيل له اطلقت امرأتك فقال عداها او احسبها مطلقة حيث لا يقع وان نوى وكذا احسبى انك طالق كما في الخانية فانه ظاهر في نفي الطلاق في نفس الامر والفرق بينهما لا يخفى على من عرف العرف فافهم واعلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> |
|--|--|

اور اگر کچھ نیت نہ تھی یا اعزاز و اکرام خواہ الفت و محبت کی نیت تھی یعنی اپنی بہن کے برابر عزیز یا پیاری جانتا ہوں تو یہ الفاظ لغو و فضول ہیں عورت بدستور عورت اور کفارہ وغیرہ کچھ دینا نہیں مگر اگر اس وقت کی گفتگو و حالت شاہد ہو کہ یہ الفاظ اس نے بلا نیت یا بہ نیت اعزاز و محبت نہ کہے تھے تو حاکم اس دعوے کو نہ مانے گا تو عورت اسے قبول کر سکتی ہے،

| | |
|---|--|
| <p>کیونکہ عورت اس معاملہ میں قاضی کا حکم رکھتی ہے جیسا کہ فتح وغیرہ میں ہے، اور درمختار میں ہے اگر بیوی کو یوں کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کی مثل یا میری ماں کی طرح ہے، اور یونہی اگر "علی" (مجھ پر) کا لفظ حذف کر کے کہا ہو، خانیہ۔ ان الفاظ سے اگر</p> | <p>فان المرأة كالقاضي كما في الفتح وغيره². وفي الدر المختار ان نوى بآنت على مثل امي او كاهي وكذا لو حذف "على" خانية، بر اوظهار او طلاق اصحت</p> |
|---|--|

¹ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الطلاق نوکسور لکھنؤ ۲/۲۱۰

² رد المحتار باب الکنايات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۶۸

| | |
|---|---|
| <p>تعمیم زوج یا طلاق یا ظہار کی نیت کی ہو تو اس کی نیت صحیح ہوگی اور نیت کے مطابق حکم ہوگا کیونکہ یہ کنایہ ہے (لہذا اگر خاوند نے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق بائنہ ہوگی) اور اگر کوئی نیت نہ کی ہو یا حرف تشبیہ کو ترک کر دیا ہو تو یہ کلام لغو ہو کر احتمالات میں سے ادنیٰ احتمال یعنی عزت و کرامت متعین قرار پائے گا، اور ہندیہ میں خانہ سے منقول ہے کہ اگر حرام کرنا مراد ہو تو اس میں روایات مختلف ہیں اور صحیح یہی ہے کہ سب کے ہاں ظہار ہوگا، رد المحتار میں علامہ خیر الدین رملی سے منقول ہے: مناسب ہوگا کہ اس صورت میں کرامت و عزت والا احتمال مراد لینے کی قضاء تصدیق نہ کی جائے جبکہ لڑائی جھگڑے اور طلاق کے مذاکرہ کے وقت یہ الفاظ کہے ہوں، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p> | <p>نیتہ ووقع مانواہ لانہ کنایۃ والاینو شیاً او حذف الکاف لغاوتعین الادنی ای البریعنی الکرامۃ^۱ وفی الہندیۃ عن الخانیۃ وان نوى التحريم اختلفت الروایات فیہ والصحیح انہ یكون ظہار عند الكل^۲ وفی ردالمحتار عن العلامة خیر الدین الرملی وینبغی ان لا یصدق قضاء فی ارادة البر اذا کان فی حالة المشاجرة و ذکر الطلاق^۳، واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> |
|---|---|

مسئلہ ۳۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر شوہر عادات زوجہ کو عادات محارم سے تشبیہ دے یا عورت اپنے اعضاء خواہ عادات کو محارم شوہر کے اعضاء و عادات سے تشبیہ دے تو ان صورتوں میں کفارہ لازم اور اس کی ادائیگ عورت حرام ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

تا وقتیکہ اپنی زوجہ یا اس کے ان اعضاء کو جن سے کل جسم تعبیر کیا جاتا ہے مثلاً عربی میں راس، ورقہ، و ظہر، و فرج، یا اس کے ایک جزو شائع مثل نصف، و ریح، و ثلث کو کسی محرم ابدی سے تشبیہ نہ دے ظہار نہیں ہوتا پس تشبیہ عادات زوجہ بعادات محارم موجب حرمت و کفارہ نہیں،

| | |
|--|---|
| <p>در مختار میں ہے کہ بیوی کو یا اس کے کسی ایسے عضو کو جس سے اس کی ذات کو تعبیر کیا جاسکتا ہو یا غیر معین حصہ مثلاً نصف وغیرہ کو ابدی حرمت کے ساتھ</p> | <p>فی الدر المختار هو تشبیہ زوجتہ او ما یعبر بہ عنہا من اعضائها او تشبیہ جزئ شائع منها بمحررم</p> |
|--|---|

^۱ در مختار باب اظہار مطبع مجتبائی دہلی ۲۴۹/۱

^۲ فتاویٰ ہندیہ الباب التاسع فی الظہار نورانی کتب خانہ پشاور ۵۰۷/۱

^۳ رد المحتار باب الظہار دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۷۶/۲

| | |
|----------------------------|----------------------------------|
| علیہ تائبید ^۱ ۔ | تشبیہ دینے کو ظہار کہتے ہیں۔ (ت) |
|----------------------------|----------------------------------|

اور عورت تو اگر اعضائے شوہر کو بھی اپنے محارم کے اعضاء سے تشبیہ دے تو شوہر اس پر حرام نہیں ہو جاتا

| | |
|---|---|
| کما فی الدر المختار و ظہارہا ^۲ منہ لغو فلا حرمة ^۳ ۔ | جیسا کہ در مختار میں ہے کہ عورت کا خاوند کو اپنے محرمات کے ساتھ تشبیہ دینا لغو کلام ہے اس سے حرمت نہ ہوگی (ت) |
|---|---|

پس جبکہ اس کا قول خود اپنے حق میں موثر نہ ہوا تو حق شوہر میں کیا تاثیر کرے گا اور اپنے اعضاء و عادات محارم شوہر سے تشبیہ دے گی تو کیونکہ اس پر حرام ہو جائے گی اور سبب کفارہ، ظہار ہے جب ظہار نہ پایا گیا تو کفارہ کہاں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۶: از گوڈھوا ضلع پلاموں مرسلہ محمد اسماعیل صاحب سوداگر چرم ۱۰ جمادی الآخرہ ۱۳۳۶ھ

ایک شخص اہل اسلام نے اپنے گھر میں میاں بی بی سے جھگڑا اور غصہ کی حالت میں یہاں تک بیتاب ہو گیا کہ اپنی بی بی کو ماں کہہ بیٹھا اور اس کا سینہ منہ میں رکھ لیا اور بی بی نے بھی غصہ کی حالت میں کہا کہ اگر تو مجھ کو ماں کہتا ہے تو میں بھی تجھ کو بیٹا کہتی ہوں، بعد اس جھگڑے کے جب ان دونوں کا غصہ رفع ہوا تو اپنے اس کلام اور اس فعل سے نہایت نادم و شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے کہ ایسا نہ ہو کہ اس کے مواخذہ میں ہم دونوں گنہگار ہوں، اور اسی وقت کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا سب علیحدہ کر لیا، اب وہ اس بات کے خواہشمند ہیں کہ اس بارے میں مطابق حکم خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمائے دین کیا فتویٰ دیتے ہیں، آیا میاں بی بی ہیں یا نہیں؟ اور یہ بھی دریافت کیا گیا ہے کہ بی بی کا دودھ شوہر کے منہ میں نہیں آیا تو بی بی نکاح

عہ: علی قولہ محمد المصحح المفقی بہ قال فی العالمگیریۃ
لا تكون المرأة مظاهرة من زوجها عند محمد رحمه الله
تعالیٰ والفتویٰ علیہ وهو الصحيح کذا فی السراج الوہاج^۳
مفتی اعظم
عہ: یہ مسئلہ امام محمد کے تصحیح شدہ اور مفتی بہ قول پر ہے فتاویٰ
ہندیہ میں ہے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورت اپنے
شوہر سے مظاہر نہیں ہوتی، فتویٰ اسی پر ہے اور یہی صحیح ہے جیسا کہ
سراج وہاج میں ہے ۱۲ مفتی اعظم (ت)

^۱ در مختار باب الظہار مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۳۸

^۲ در مختار باب الظہار مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۳۹

^۳ فتاویٰ ہندیہ الباب التاسع فی الظہار نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۵۰۷

کے اندر ہے یا باہر؟ طلاق ہوا یا نہیں؟

الجواب:

صورت مذکورہ میں وہ اسے ماں اور اسے بیٹا کہنے سے دونوں گنہگار ہوئے،

| | |
|---|--|
| اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشک لوگوں کا بیوی کو ماں بہن کہنا (بری بات اور جھوٹ ہے) (ت) | قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ وَآلَهُمْ لِيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُورًا ^۱ ۔ |
|---|--|

مگر نکاح میں کچھ فرق نہ آیا، اور پستان منہ میں لینا تو کوئی چیز نہیں، اگر دودھ پی بھی لیتا تو وہ پینا حرام ہوتا، مگر نکاح میں اس سے خلل نہ آتا کہ ڈھائی برس کی عمر کے بعد دودھ سے حرمت نہیں ہوتی اور دونوں کو جدارہنے کی کوئی حاجت نہیں، وہ بدستور زوج و زوجہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴: از ردّ ضلع نبی تال مرسلہ عبدالعزیز خاں ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ

زید کی عورت نے بحالت غصہ زید سے کہا کہ تمہارے نزدیک میری، ایک بال زیر ناف کے برابر بھی قدر نہیں۔ اس پر زید نے ازراہ تمسخر اس سے یہ کہا کہ میں تجھ کو اپنے باپ اور دادا سے زیادہ سمجھتا ہوں۔ ایسی حالت میں زید پر ظہار کا حکم لازم آتا ہے یا نہیں؟

الجواب:

یہ لغو و مہمل الفاظ ہیں انہیں ظہار یا کفارے سے کوئی تعلق نہیں فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے:

| | |
|--|---|
| التشبیہ بالرجل ای رجل کان لایکون ظہاراً ^۲ ۔ | عورت کو کسی بھی مرد سے تشبیہ دینا ظہار نہیں ہوتا۔ (ت) |
|--|---|

بدائع ونہر میں ہے:

| | |
|--------------------------------|--|
| من شرائط الظہار کون المظاہر بہ | ظہار کی شرائط میں سے یہ ہے کہ ظہار میں جس سے تشبیہ |
|--------------------------------|--|

عہ: لکن مافی العالمگیریہ فیہ تفصیل حیث قال عہ: لیکن عالمگیری میں اس کے متعلق تفصیل ہے جہاں انہوں نے بیان کیا کہ کوئی بیوی کو کہے تو مجھ پر پیٹھ کی طرح الخ (ت)

لامرأته علی کظہر^۳ الخ۔

^۱ القرآن ۲/۵۸

^۲ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الظہار نوکسور لکھنؤ

^۳ فتاویٰ ہندیۃ الباب التاسع فی الظہار نورانی کتب خانہ پشاور ۵۰۶/۱

من جنس النساء^۱۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دی جائے وہ عورت کی جنس ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۴۸: از لکھنؤ امین الدولہ پارک مرسلہ محمد ابراہیم ایس اینڈ سنگر کمپنی ۵ شعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے رات کے وقت اپنی زوجہ کو واسطہ صحبت کے بلایا تو بیوی کے انکار کرنے پر زید نے یہ قسم کھائی کہ اب میں تم سے صحبت کروں تو اپنی ماں سے زنا کروں، بعدہ زید بہت شرمندہ ہوا اور توبہ واستغفار کیا، اس معاملہ میں زید کو کیا کرنا چاہیے؟ بالفرض اگر زید نے اسی شب بعد استغفار صحبت بھی کی تو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب:

اس نے برا کیا برا کیا، توبہ واستغفار کے سوا اور کچھ لازم اس پر نہیں، صحبت کی تو کچھ حرج نہ ہوا، نہ اس سے نکاح پر کچھ حرف آیا، کیا یظہر بمراجعة الفتح والدر وغیرہما (جیسا کہ فتح اور در وغیرہ کو دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۹: خاوند نے ماں بہن کہا، طلاق نہیں دی، یہ صورت مسئلہ ہے، لہذا عند الشرع کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

صورت مذکورہ میں طلاق ثابت نہیں، نہ یہ ظہار، صرف برا کہا اور گناہگار ہوا، توبہ کرے و بس،

قال اللہ تعالیٰ وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُورًا^۱۔
وَأَنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ^۲۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور وہ بیشک بری اور نری جھوٹ بات کہتے ہیں اور بیشک اللہ ضرور معاف کرنیوالا اور بخشنے والا ہے۔
(ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۰: از شہر بریلی گڑھی مسئولہ عبدالکریم صاحب ۵ ذیقعدہ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے مکان پر جبکہ اس کی بیوی اپنے میکہ گئی ہوئی تھی، اپنے بھائی وغیرہ کے روبرو کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو اس وقت سے ماں بہن کے برابر جانتا ہوں اس کو خبر کر دو کہ وہ اپنا ٹھکانا دوسری جگہ کر لے، اور یہ بات اس وقت اس نے کہی تھی کہ جب اس کی دوسرے شخص سے لڑائی ہوئی تھی اور لوگوں نے اس کو جھوٹی خبر دی تھی کہ تم کو تمہارے سر نے پٹوایا ہے، یہ حالت سخت غصہ

^۱ بدائع الصنائع فصل واما الذی یرجع الی المظاہر بہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳/۲۳۳

^۲ القرآن ۲/۵۸

کی تھی، آیا اس کو اب نکاح کرنا چاہئے یا نکاح سابق جائز رہا؟

الجواب:

یہ لفظ کہ "اس کو خبر کر دو کہ وہ اپنا ٹھکانا دوسری جگہ کر لے" اگر بہ نیت طلاق نہ کہے جب تو طلاق نہ ہوئی اور اس کا قسم کھا کر کہہ دینا مان لیا جائے گا کہ اس کی نیت طلاق کی نہ تھی اور اگر بہ نیت طلاق کہے تو طلاق ہو گئی، نکاح جاتا رہا، نئے سرے سے اس کی مرضی سے اس سے نکاح کر سکتا ہے اگر پہلے دو طلاقیں نہ دے چکا ہو حلالہ کی حاجت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



باب العدّة (عدّت کا بیان)

مسئلہ ۵۱: ۲۳ رجب ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت جس کی عمر اس وقت بارہ برس ہے کوئی علامت ببلوغ کی پائی نہیں جاتی، اس حالت میں اس کو شوہر طلاق دے تو عدت بیٹھے گی یا نہیں؟ اور اس کی شادی کو عرصہ تین برس کا گزرا تھا۔ بینوا تو جو وا
الجواب:

اگر اب تک شوہر سے خلوت نہ ہوئی تھی تو اصلاً عدت نہیں اسی وقت اس کا نکاح کیا جاسکتا ہے اور اگر شوہر اس کے پاس جا چکا تھا تو چار مہینے دس دن انتظار کرائیں، اگر اس مدت میں عورت کو حمل ظاہر ہو تو وضع حمل تک عدت بیٹھے، اور اگر حمل ظاہر نہ ہو تو عدت تین ہی مہینے گزشتہ گزر چکی آگے انتظار نہ کرایا جائے،

| | |
|---|--|
| ردالمحتار میں ہے کہ بحر میں امام فضلی سے منقول ہے کہ جب مطلقہ عورت مرابقہ ہو تو وہ اپنی عدت مہینوں کے حساب سے نہ گزارے بلکہ اس کی عدت کا حال اس بات پر موقوف رہے گا کیا اس کو حمل ٹھہرا ہے یا نہیں، اگر واضح ہو جائے کہ حمل ہوا ہے تو اس کی عدت وضع حمل قرار پائے گی ورنہ عدت تین ماہ | فی رد المحتار فی البحر عن الامام الفضلی انها اذا كانت مرابقة لا تنقض عدتها بلا شهر. بلایوقف حالها حتی یظهر هل حبلت من ذلك الوطی ام لا. فان ظهر حبلا اعتدت بالوضع والا فلا شهر قال فی |
|---|--|

شمار ہوگی اور فتح میں ہے کہ توقف کا زمانہ بھی عدت میں شامل کیا جائے گا **قلت** (میں کہتا ہوں) اگر حمل ظاہر نہ ہو تو گزشتہ تین ماہ کو عدت قرار دیا جائیگا اور ان تین ماہ کے بعد والا توقف بیکار ہوگا حتیٰ کہ اگر اس نے تین ماہ کے بعد اور نکاح کر لیا تو وہ صحیح ہوگا اور فتح میں نفقات کی بحث میں خلاصہ سے منقول ہے کہ نابالغہ کی عدت تین ماہ ہے ہاں اگر وہ مراہقہ ہو تو پھر اس کو خاوند اس وقت تک نفقہ دیتا رہے گا جب تک رحم کا خالی ہونا واضح نہ ہو جائے، محیط میں یوں ہی مذکور ہے اھ۔ اور اس میں اختلاف کو ذکر نہیں کیا، اور یہ بہتر کلام ہے، فتح کا کلام ختم ہوا، لیکن نکاح سے قبل اس پر فتویٰ مناسب ہے تاکہ توقف کے بغیر عدت کا فیصلہ نہ کر دیا جائے، لیکن یہاں فقہاء نے توقف کی عدت کو ذکر نہیں کیا وہ کتنی مدت ہے جس سے حمل ظاہر ہو سکے، حامدیہ میں مذکور ہوا کہ بزازیہ کے مسائل بیوع میں ہے کہ اگر لونڈی خریدی ہو تو ایک روایت کے مطابق مالک کے دعویٰ حمل کی تصدیق تب کی جائے گی جب لونڈی کو خریدے ہوئے چار ماہ دس دن گزر چکے ہوں، اس سے کم مدت میں اس دعویٰ کی تصدیق نہ ہوگی، اور دوسری روایت میں ہے کہ دو ماہ پانچ دن کے بعد تصدیق ہو سکے گی جبکہ لوگوں کا عمل اسی پر ہے اھ۔ اور حامدیہ نے دوسری روایت پر عمل کیا ہے اور اس میں اعتراض ہے کہ ہماری بحث اس صورت میں ہے جب تین ماہ گزر جانے کے بعد توقف ہو لہذا پہلی

الفتح ويعتد بزمن التوقف من عدتها اه قلت يعني اذا ظهر عدم حملها يحكم بمضي العدة بثلاثة اشهر مضت ويكون زمن التوقف بعدها لغوا حتى لو تزوجت فيه صح عقدها وفي نفقات الفتح في الخلاصة عدة الصغيرة ثلاثة اشهر الا اذا كانت مراہقة فينفق عليها ما لم يظهر فراغ رحمها كذا في المحيط اه. من غير ذكر خلاف وهو حسن اه كلام الفتح. لكن ينبغي الافتاء به احتياطاً قبل العقد بان لا يعقد عليها الا بعد التوقف لكن لم يذكر وامدة التوقف التي يظهر بها الحمل، وذكر في الحامدية عن بيوع البزازية انه يصدق في دعوى الحمل في رواية اذا كان من حين شرائها اربعة اشهر وعشر لا اقل. وفي رواية بعد شهرين وخمسة ايام وعليه عمل الناس اه ومشي في الحامدية على الاخيرة وفيه نظر لان المراد من مسألتنا التوقف بعد مضي ثلاثة اشهر فالاولى الاخذ بالرواية الاولى فاذا مضت

| | |
|---|--|
| اربعة اشهر وعشرو لم يظهر الحبل علم ان العدة انقضت من حين مضي ثلاثة اشهر ^۱ اه ملتقطاً، واللہ تعالیٰ اعلم۔ | روایت پر عمل بہتر ہوگا، تو جب چار ماہ دس دن گزر جائیں اور حمل ظاہر نہ ہو تو معلوم ہوگا کہ اس کی عدت گزر چکی ہے جب تین ماہ پورے ہو چکے تھے اہ ملتقطاً، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) |
|---|--|

۱۹ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ

از بنگالہ مسئلہ مولوی عبدالغفور صاحب

مسئلہ ۵۲:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ صغیرہ مطلقہ ہو یا متوفیہ الزوج مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ شرعاً اس کے لئے عدت ہے یا نہیں اور حد صغر کہاں تک ہے؟ بینوا تو جروا (بیان کر کے اجر حاصل کرو)

الجواب:

وفات کی عدت عورت غیر حاملہ پر مطلقاً چار مہینے دس دن ہے خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ، مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ اور طلاق کی عدت غیر مدخولہ پر اصلاً نہیں اگرچہ کبیرہ ہو اور مدخولہ پر یعنی جس سے خلوت واقع ہو لی اگرچہ خلوت فاسد ہو یا نکاح فاسد میں حقیقتہً وطی کر لی غیر حیض والی کے لئے تین مہینے ہیں خواہ صغیرہ ہو کہ ابھی حیض آیا ہی نہیں یا کبیرہ آئے کہ اب عمر حیض کی نہ رہی۔ درمختار میں ہے:

| | |
|---|---|
| العدة فی حق من لم تحض لصغر بان لم تبلغ تسعاً او کبر بان بلغت سن الایاس ثلاثة اشهر ان وطئت فی کلک ولو حکماً کالخلوة ولو فاسدة والعدة للموت اربعة او کتابیة تحت مسلم ولو عبد اقلم یخرج عنها الا الحامل ^۲ والخلوة فی النکاح الفاسد لا توجب العدة ^۳ اہ ملتقطاً۔ | بچپن کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو کہ وہ ابھی نو سال سے کم عمر ہے یا بڑھاپے کی وجہ سے کہ وہ عمر رسیدہ ہو گئی ہے جس کی وجہ سے وہ حیض والی نہیں ہے تو ان کی عدت تین ماہ ہوگی جبکہ حقیقتہً وطی یا حکماً یعنی خلوت ہو چکی ہو، اگرچہ خلوت فاسدہ ہو، اور موت والی کی عدت مطلقاً چار ماہ دس دن ہے بیوی مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ اگرچہ نابالغہ ہو یا کتابیہ مسلمان کے نکاح میں اگرچہ مسلمان غلام ہو موت کی عدت کا یہی حکم ہے اس حکم سے صرف حاملہ بیوی خارج ہے کہ اس کی عدت وضع حمل ہے، اور فاسد نکاح میں خلوت سے عدت واجب نہیں ہوتی اہ ملتقطاً (ت) |
|---|---|

^۱ رد المحتار باب العدة دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۰/۲

^۲ درمختار باب العدة مطبع مجتبائی دہلی ۵۶۱-۲۵۵

^۳ درمختار باب العدة مطبع مجتبائی دہلی ۵۶۱-۲۵۵

عورت کے لئے حد صفر ۹ سال کی عمر تک ہے اس سے کم عمر میں جوانی ہر گز نہیں ہوتی، اس کے بعد ۱۵ سال کی عمر تک احتمال ہے اگر آثارِ بلوغ حیض آنا یا احتلام ہونا یا حمل رہ جانا پایا جائے تو بالغہ ہے ورنہ جب ۱۵ سال کامل کی عمر ہو جائے گی جوانی کا حکم کر دیں گے اگرچہ آثار کچھ ظاہر نہ ہوں بہ قال وعلیہ الفتویٰ کما فی الدر وغیرہ من الاسفار الغر (یہی کہا اور اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ دروغیرہ مشہور کتب میں ہے۔ ت) واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

۹ شوال ۱۳۳۷ھ

از ٹھاکر دوارہ ضلع مراد آباد بازار گنج مرسلہ نجیب اللہ صاحب عطار

مسئلہ ۵۳:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ ایک عورت کو اس کے خاوند نے اپنے گھر سے نکال دیا اور کہہ دیا کہ تجھ کو نہیں رکھتا، یہاں تک کہ اس عورت نے اپنے خاوند کے ڈرانے کی غرض سے خود کشی کا قصد کیا اور کچہری سے بجرم خود کشی تیس روپیہ جرمانہ عورت پر ہوئے، اس کے خاوند کو کچھ سر دکار نہ ہوا بلکہ کچہری میں بیان کیا کہ میں نے عورت کو چھوڑ دیا مجھ سے کچھ غرض نہیں، اس روز سے وہ عورت دوسرے مرد کے پاس ہے، اس کے خاوند سے چند بار کہا گیا کہ عورت اپنی کو طلاق دے، وہ کہتا ہے میں طلاق کو نہیں جانتا میں نے عرصہ پانچ سال کا ہوا چھوڑ دیا۔ اب نکاح دوسرے آدمی کے ساتھ جس کے ساتھ وہ رہتی ہے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

اگر واقعی کچہری میں اس نے وہ الفاظ کہے کہ "میں نے اس کو چھوڑ دیا" تو اسی وقت سے طلاق ہو گئی، اس وقت سے اگر تین حیض شروع ہو کر ختم ہو گئے تو دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر ابھی ختم نہ ہوئے تو جب ختم ہو جائیں اس کے بعد کر سکتی ہے اور یوں جو عہزوں کے یہاں رہتی ہے یہ حرام ہے، اور وہ جو اس نے کہا "پانچ برس سے چھوڑ چکا ہوں" اس کا اعتبار نہیں اگرچہ کچہری میں "چھوڑنے" کا لفظ پہلے کہا تھا تو جب سے عدت ہے اور اگر یہ لفظ پانچ برس سے چھوڑنے کا پہلے کہا تھا تو جب سے ہے غرض جو لفظ کہا ہو اس کے بعد تین حیض شروع ہو کر ختم ہونا درکار ہے بغیر اس کے دوسری جگہ نکاح حرام ہے، وھو تعالیٰ اعلم۔

۱۶ شوال ۱۳۳۷ھ

از میوندی ڈاکخانہ شاہی ضلع بریلی مرسلہ سید امیر عالم حسن صاحب

مسئلہ ۵۴:

کیا فرماتے علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عدت بیوی کی کتنی ہے اور مطلقہ کی کتنی؟

الجواب:

حاملہ کی عدت وضع حمل ہے مطلقہ ہو یا بیوہ، اور غیر حاملہ بیوہ کی عدت اگر خاوند کسی مہینے کی پہلی شب یا پہلی تاریخ میں مرا اگرچہ عصر کے وقت، چار مہینے دس دن ہیں یعنی چار ہلال اور ہو کر اس

پانچویں ہلال پر وقت وفات شوہر کے اعتبار سے دس دن کامل اور گزر جائیں اور پہلی تاریخ کے سوا اور کسی تاریخ میں مرا تو ایک سوتیس ۱۳۰ دن کامل لئے جائیں اور مطلقہ اگر حیض والی ہے تو بعد طلاق تین حیض شروع ہو کر ختم ہو جائیں اور اگر صغیرہ کہ ابھی حیض نہیں آتا یا کبیرہ کہ حیض آنے کی عمر گزر گئی تو عدت تین مہینے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۵: از شہر یکم ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی کا نکاح نابالغی میں کر دیا تھا چونکہ لڑکی اس لڑکے کے قابل نہ تھی لہذا اس نے ہر طرح کی تکلیفیں پہنچائیں؟ لڑکی کے والدین نے اسے اپنے گھر رکھ لیا اس لڑکے نے چار بار برادروں کو جمع کر کے کہا میں طلاق دے دوں لیکن برادروں نے اسے باز رکھا، اب جبکہ اس نے دوسرا نکاح کر لیا تو برادروں نے طلاق دلوادی، تو ایسی صورت میں عدت معتبر ہوگی یا نہیں؟

الجواب:

اگر لڑکی قابل جماع تھی اگرچہ خاص اس مرد کے قابل نہ ہو اور خلوت صحیحہ ہو چکی تھی عدت لازم ہے ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۶: مولانا حافظ حشمت علی صاحب لکھنوی طالب علم مدرسہ اہلسنت بریلی ۱۰ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو طلاق دے دی بوجہ اس کی بد چلنی کے۔ ہندہ طلاق کے بعد عمرو کے پاس رہی اور ہندہ کو عمرو سے حمل رہ گیا، عمرو نے ہندہ کے ساتھ بعد گزرنے ایام عدت نکاح کر لیا اور بعد نکاح عمرو کو اس بات کا علم ہوا کہ ہندہ کو مجھ سے حمل ہے، آیا یہ نکاح جائز ہے اور یہ کہ بعد طلاق، نکاح کے واسطے عدت کا زمانہ کیا ہے؟

الجواب:

طلاق کی عدت حیض والی کے لئے تین حیض ہیں جو بعد طلاق شروع ہو جائیں، اور جسے حیض ابھی نہیں آیا یا حیض کی عمر سے گزر چکی اس کے لئے تین مہینہ اور حمل والی کے لئے وضع حمل۔ یہ احکام قرآن عظیم میں منصوص ہیں اور عمرو نے جو قبل عدت اس سے تعلق کیا اور حسب بیان سائل اس سے حمل رہ گیا تو وہ کون سے ایام عدت تھے جو اس نے گزارے، اس کی عدت تین حیض تھے، اور حاملہ کو حیض آتا نہیں، اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے، اور ابھی وضع حمل ہوا نہیں، یہ نکاح فاسد ہوا، اس پر فرض ہے کہ عورت کو فوراً الگ کر دے اور انتظار کیا جائے اگر یہ بچہ طلاق شوہر سے دوبرس کے اندر پیدا ہو تو شوہر ہی کا ہے اور اب وہ عدت سے نکلی اس سے نکاح ہو سکتا ہے اور دوبرس کے بعد پیدا ہو تو شوہر کا نہیں اب نکاح ہر حال جائز ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۷:

از موضع کیسر پور ضلع بریلی مسئلہ خدا بخش انصاری

۲ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا نکاح ایک بیوہ عورت سے مقرر ہوا، جس وقت نکاح ہوا برادری کے لوگ جمع ہوئے اور ان کے روبرو عاقد نے دریافت کیا کہ اس عورت میں کوئی نقص یا جھگڑا تو نہیں ہے تو اس میں دو شخصوں نے کہا کہ کچھ نہیں بیوہ ہے آپ نکاح پڑھادیں، آخر کلام نکاح ہو گیا اب جس وقت شب کو خلوت ہوئی تو معلوم ہوا کہ عورت حاملہ ہے، آخر پولیس کو خبر ہو گئی تو داروغہ پولیس نے عورت سے دریافت کیا، اس نے جس کا حمل تھا اس کو نہ بتایا اور شخص کا نام لے دیا، پولیس نے اس کے سپرد کر دیا، اور اہل برادری میں کئی شخص اس بیوہ کو جانتے تھے مگر پوشیدہ رکھا ظاہر نہ کیا، اب شرع شریف سے جس کے گھر وہ عورت ہے اس کو کیا حکم ہے اور عاقد وکیل و شاہدوں کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:

سائل کا بیان ہے کہ شوہر کے انتقال کے ڈیڑھ برس ہوا اور حمل وہیں کا معلوم ہوتا ہے، اس صورت میں جس شخص سے اس کا نکاح ہوا ہے اس پر لازم ہے کہ عورت کو اپنے سے جدا دوسرے مکان میں رکھے اور بچہ پیدا ہونے کا انتظار کرے، اگر شوہر کی وفات سے پورے دو برس کے اندر بچہ پیدا ہو جائے تو یہ نکاح باطل محض ہوا اور جو لوگ واقف حال شریک نکاح تھے سخت گنہ گار ہوئے، بعد بچہ پیدا ہونے کے پھر یہ شخص اس سے نکاح کر سکتا ہے، اور اگر وفات شوہر کو دو برس کامل گزر جائیں اس کے بعد بچہ پیدا ہو تو یہ نکاح صحیح ہو گیا دوبارہ نکاح کی حاجت نہیں، بچہ پیدا ہونے کے بعد اسے ہاتھ لگانا بھی جائز ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۸:

از جلیسر ضلع ایٹہ بالائے قلعہ مسئلہ حکیم محمد احسن صاحب

۴ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ہندہ نے نکاح کیا جس کو اب تک چھ ماہ ہوئے، بعد تین ماہ کے اس کا خاوند مر گیا اور اس کو خلوت صحیحہ نہیں ہوئی اب تک اپنے ماں باپ کے یہاں ہے، مدت عدت وفات کی دو صورتیں ہیں، یا وہ بعد وفات کے حاملہ ہے یا حمل کا انتظار ہے، بہر حال اس کو حمل نہیں ہوا، نیز ایام معمولی آتے ہیں، مدت چار ماہ دس دن محض اس غرض سے تھی کہ اس عرصہ میں ظہور حمل ہو جائے گا، اس صورت میں وہ قبل از عدت وفات عقد ثانی کر لے یا بعد گزرنے چار ماہ دس دن کے نکاح کرے، عدت طلاق تین قروء ہیں، اگر اس کو خلوت صحیحہ نہیں ہوئی تو اس کو تین قروء کی ضرورت نہیں، بعد طلاق فوراً عقد کر سکتے ہیں، علیٰ ہذا صورت مسئلہ کی شکل بھی یہی ہے، جبکہ وہ خاوند کے یہاں نہیں گئی اور خلوت صحیحہ نہیں نصیب ہوئی تو پھر عدت وفات کی کیا ضرورت ہے، بہر حال دونوں صورتیں ایک ہیں، لہذا جو حکم شرع

ہے وہ سر آنکھوں پر کوئی دلیل عقلی ضرور ہونی چاہئے تاکہ دونوں صورتوں میں تمیز ہو جائے کوئی مسئلہ شرعی ایسا نہیں جو کسی اصول پر مبنی نہ ہو عقل کا حکم تو یہی ہے کہ جو عورت، مہستر نہ ہو اس پر عدت کی ضرورت نہیں پھر چار ماہ دس دن کے انتظار کی کیا ضرورت یَتَرَبُّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا^۱ (وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں۔ ت) محض ظہور حمل کے لئے چار ماہ دس دن کا انتظار ہے، سو صورت ہذا میں نہ خلوت نہ حمل فتاویٰ عالمگیری اکثر جزئیات سے مملو ہے جو جزئی چاہو اس میں نکال سکتے ہیں شاید اس میں اس خاص جزئی کا ذکر ہو لیکن دلیل عقلی کی از حد ضرورت ہے۔ بینواتوجروا (بیان کیجئے اجر پائیے۔ ت)

الجواب:

اس پر چار مہینے دس دن عدت فرض ہے اس سے پہلے نکاح بلکہ نکاح کی گفتگو بھی حرام ہے۔ درمختار میں ہے:

| | |
|---|--|
| وللموت اربعة اشهر وعشرا مطلقا وطئت اولا ولو صغيرة او كتابية تحت مسلم ولو عبد افلم يخرج عنها الا الحامل ^۲ ۔ | موت کی عدت مطلقاً چار ماہ دس دن ہے بیوی مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ اگرچہ نابالغہ ہو یا کتابیہ مسلمان آزاد کے نکاح میں ہو یا مسلمان غلام کے نکاح میں، صرف حاملہ کا حکم اس سے علیحدہ ہے کہ اس کی عدت وضع حمل ہے (ت) |
|---|--|

احکام الہی میں چون و چرا نہیں کرتے، الاسلام گردن نہاد نہ کہ زبان بجزات کشاد (اسلام، سر تسلیم خم کرنا ہے نہ کہ دلیری سے لب کشائی کرنا۔ ت) بہت احکام الہیہ تعبدی ہوتے ہیں اور جو معقول المعنی ہیں ان کی حکمتیں بھی من و تو کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ صبح کو دو، مغرب کی تین، باقی کی چار چار رکعتیں کیوں ہیں، تعرف براءت رحم کے لئے ایک حیض کافی تھا تین اگر احتیاطاً رکھے گئے تو عدت وفات حیضوں سے بدل کر مہینے کیوں ہوئی اور ہوتی تو تین مہینے ہوتی جس طرح آنسہ و صغیرہ میں تین حیض کی جگہ تین مہینے قائم فرمائے ہیں ایک مہینہ دس دن اور زائد کیوں فرمائے گئے، غرض ایسے بیہودہ سوالوں کا دروازہ کھولنا علوم و برکات کا دروازہ بند کرنا ہے، مسلمان کی شان یہ ہے:

| | |
|---|--|
| سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ^۳ ۔ | ہم نے سنا اور اطاعت کی، تیری بخشش کے طلبگار ہیں اور تیری طرف ہی لوٹنا ہے (ت) |
|---|--|

^۱ القرآن الکریم ۲/۲۳۴

^۲ درمختار باب العدة مطبع مجتہدی دہلی ۱/۲۵۶

^۳ القرآن الکریم ۲/۲۸۵

صورت طلاق تعرف براءت رحم کے لیے ہے قبل خلوت براءت خود معلوم پھر عدت کیوں ہو اور عدت وفات میں صرف یہی مقصود نہیں بلکہ موت شوہر کا سوگ بھی۔ اور اس میں خلوت ہونے نہ ہونے کو کچھ دخل نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| <p>اللہ اور آخر پر ایمان رکھنے والی عورت کے لئے حلال نہیں کہ وہ خاوند کی موت کے بغیر کسی میت پر تین دن سے زائد سوگ کرے، صرف خاوند کے موت کے لئے چار مہینے دس دن سوگ ہے۔ اس کو بخاری اور مسلم نے ام المؤمنین ام حبیبہ اور زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)</p> | <p>لا یحل لامرأة تؤمن بالله والیوم الآخر ان تحد علی میت فوق ثلاث لیال الا علی زوج اربعة اشهر وعشرا¹۔ رواہ البخاری ومسلم عن ام المؤمنین ام حبیبہ و زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> |
|---|---|

مسئلہ ۵۹: از قبضہ کربالی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات پنجاب ڈاکخانہ سرائے اورنگ آباد مسئلہ غلام یسین صاحب ۱۱ محرم ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی دختر شیر خوارہ مسماۃ نور بانو کا نکاح ہمراہ مسٹی عمر و جس کی عمر پچیس سال ہے کر دیا، بعد نکاح کے اس دختر شیر خوارہ کو اس کی والدہ ایک مکان میں جہاں عمر و جس کے ساتھ مسماۃ نور بانو شیر خوارہ کا نکاح ہوا تھا مع عمر و کے چھوڑ کر کہیں باہر چلی گئی اس کے بعد جب والدہ شیر خوارہ واپس آئی عمر و نے اس شیر خوارہ منکوحہ خود کو طلاق بائن دے دی، آیا خلوت صحیحہ ثابت ہوئی یا نہ؟ اور اس مطلقہ شیر خوارہ پر عدت لازم ہوئی یا نہ اور مستحق مہر ہوئی یا نہ؟ بینوا تو جروا

الجواب:

خلوت صحیحہ نہ ہوئی، نہ عدت لازم آئی، نصف مہر دینا ہوگا، در مختار میں ہے: لا عدۃ بخلوۃ الارتقاء² (نا قابل جماع بیوی کی خلوت پر عدت نہیں ہے۔ ت) جامع الرموز میں ہے:

| | |
|--|--|
| <p>اگر جماع سے پہلے یا خلوت فاسدہ کے بعد طلاق دی ہو اور فساد</p> | <p>لوطلقها قبل الدخول او بعد الخلوة الفاسدة والفساد لعجزه عن الوطی</p> |
|--|--|

¹ صحیح مسلم باب وجوب الاحداد فی عدۃ الوفاۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۸۶/۱

² در مختار باب العدۃ مطبع مجتبیٰ دہلی ۲۵۵/۱

| | |
|--|---|
| حقیقۃً لم تجب العدة ^۱ اھ وانظر ما کتبنا علی رد المحتار۔ | تو اس صورت میں عدت لازم نہ ہوگی اھ یہاں رد المحتار پر میرا حاشیہ دیکھو۔ (ت) |
|--|---|

مسئلہ ۶۰: از موضع دیورنیا ضلع بریلی مسئلہ عنایت حسین صاحب ۲۹ رجب ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مطلقہ عورت کی عدت تین ماہ ہو یا زائد؟

الجواب:

مطلقہ اگر حاملہ ہو تو عدت وضع حمل ہے۔ اور اگر نابالغہ ہو یا کبر سن کے سبب اب حیض نہیں آتا تو عدت تین ماہ ہے ورنہ تین حیض خواہ دو مہینے ہوں یا مثلاً دو برس میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۱: از قصبہ میترانوالی ڈاکخانہ گلکسر ریلوے ضلع گوجرانوالہ مرسلہ میاں امیر احمد صاحب ۷ محرم الحرام ۱۳۰۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے عورت مطلقہ کو بلا نکاح دو سال تک اپنے گھر میں رکھا بلکہ اس سے اولاد بھی ہوئی پھر وہ شخص فوت ہو گیا تو اس کے برادر حقیقی نے اس عورت کے ساتھ بغیر عدت گزرے نکاح کر لیا اس عورت پر عدت لازم ہے یا نہیں؟ بعض کہتے ہیں کہ زنا کی کوئی عدت نہیں اور بعض کہتے ہیں وہ مثل عورت خاوند کے دو سال تک رہے واسطے استبراء رحم کے عدت لازم ہے بینوا تو جروا (بیان کیجئے اجر پائیے)

الجواب:

اگر وہ دونوں ایک مکان میں مثل زن و شوہر رہتے اور باہم انبساط زوج و زوجہ رکھتے، مرد اسے بیبیوں کی طرح رکھتا، عورت اس کے پاس ازواج کی مانند رہتی تو وہ دونوں شرعاً زوج و زوجہ ہی سمجھے جائیں گے یہاں تک کہ جس نے ان کی یہ حالت دیکھی اسے قاضی شرع کے حضور زن و شوہر ہونے پر گواہی دینی حلال اگرچہ نکاح ہوتے نہ دیکھا ہو، ہدایہ میں ہے:

| | |
|--|---|
| اذا رأى رجلاً وامرأة يسكنان بيتاً وينبسط كل واحد منهما الى الآخر انبساط الزوج وسعه ان يشهد انها زوجته ^۲ ۔ | جب کوئی شخص مرد و عورت کو ایک مکان میں رہتے ہوئے اور خاوند بیوی والی بے تکلفی کے طور پر دونوں کو رہتے ہوئے دیکھے تو ایسے شخص کو جائز ہے کہ وہ شہادت دے کہ یہ دونوں خاوند بیوی ہیں (ت) |
|--|---|

^۱ جامع الرموز فصل العدة مكتبة الاسلاميه گنبد قاموس ایران ۵۷۸/۱

^۲ ہدایہ باب ما یتحملہ الشاہد مطبع یوسفی لکھنؤ ۱۵۸/۳

اپنے سامنے نکاح نہ ہونے کو نکاح نہ ہونا سمجھ لینا سخت سفاهت ہے، عدم علم، علم عدم نہیں۔ دنیا میں بے شمار زوج و زوجہ ہیں کیا ہم سب کے عقد میں حاضر تھے۔ پھر ہم کیونکر انہیں ناک و منکوحہ سمجھتے ہیں، شرع مطہر بدگمانی کو سخت حرام فرماتی ہے، اور جب وہ شرعاً زن و شوہر قرار دئے گئے تو بے اقتضائے عدت نکاح بنص قطعی قرآن ناجائز و حرام۔ یہاں تک کہ بعض علماء نے فرمایا کہ اس عقد پر اصلاً کوئی حکم نکاح مترتب نہ ہوگا کہ معتدہ غیر سے دانستہ نکاح کرنا باطل محض ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|---|
| <p>فی البحر عن المجتبیٰ اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدته فالدخول فیہ لایوجب العدة ان علم انها للغیر لانه لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً^۱۔</p> | <p>بحر میں مجتبیٰ سے منقول ہے کہ غیر کی منکوحہ بیوی یا غیر مطلقہ عدت والی سے نکاح کے بعد دخول سے عدت لازم نہ ہوگی بشرطیکہ وہ جانتا ہو کہ یہ غیر کی منکوحہ یا معتدہ ہے کیونکہ اس نکاح کے جواز کا کوئی بھی قائل نہیں ہے لہذا یہ نکاح ہی اصلاً منعقد نہ ہوا۔ (ت)</p> |
|---|---|

ہاں اگر صورت مذکورہ نہ ہو اور ان کا زانی و زانیہ ہونا متحقق ہو تو بیشک یہ نکاح صحیح ہو گیا کہ زنا کے پانی کی شرع میں کوئی حرمت نہیں نہ زانیہ پر زانی کی عدت، یہاں تک کہ جس عورت کو زنا کا حمل ہو غیر زانی کو بھی باوجود حمل اس سے نکاح جائز، البتہ از انجا کہ حمل غیر ہے تا وضع حمل جماع ناجائز ہے، درمختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| <p>صح نکاح حبلی من زنا وان حرم وطؤها حتی تضع لئلا یسقی ماء زرع غيرة^۲۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔</p> | <p>زنا سے حاملہ عورت کے ساتھ نکاح جائز ہے اگرچہ نکاح کے بعد وطی حرام ہے تا وقتیکہ بچے کی پیدائش ہو تاکہ غیر کی کھیتی کو اپنے پانی سے سیراب کرنے والا نہ بنے۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم (ت)</p> |
|--|---|

۱۱ رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ

از شہر بریلی

مسئلہ ۶۲:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت رائڈ ہو گئی، رائڈ اپنے بہنوئی کے پاس گئی اور بہن بھی موجود تھی بہنوئی نے اس کا بھی نکاح اپنے ساتھ کر لیا، اب کئی سال سے اس عورت کو نکال دیا، استغفار وغیرہ نہیں دیا، اب وہ عورت اور جگہ نکاح کرنا چاہتی ہے، نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

بہن کی موجودگی میں بہنوئی سے نکاح حرام حرام سخت حرام ہوا، بہنوئی نے کہ اس کو نکالا اگر کوئی لفظ

^۱ ردالمحتار باب العدة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۷۰۷

^۲ درمختار کتاب النکاح مطبع مجتبیٰ دہلی ۱۸۹/۱

ایسے کہے تھے اس وقت خواہ اس کے بعد، جن سے اس کا عزم اس پر سمجھا جائے کہ اب اس عورت کو کبھی نہ رکھے گا اور ان الفاظ کے کہنے کے بعد اس عورت کو تین حیض شروع ہو کر ختم ہو گئے تو یہ اور جگہ نکاح کر سکتی ہے، اور اگر ایسے الفاظ ثابت نہ ہوں تو اب عورت کہہ دے میں نے اس نکاح کو رد کیا جو بہنوئی سے کر لیا تھا اس کے بعد حیض دیکھ کر دوسرے سے نکاح کر لے۔ درمختار میں ہے:

| | |
|---|--|
| مبدؤہا فی النکاح الفاسد بعد التفريق واطهار العزم علی ترک وطئہا ^۱ ۔ | نکاح فاسد کی عدت کی ابتداء تفريق کے بعد یا خود خاوند کے متارکہ کے بعد ہے، متارکہ یہ کہ خاوند نے عورت سے وطی کے ترک پر اپنے عزم کا اظہار کر دیا ہو۔ (ت) |
|---|--|

اسی میں ہے:

| | |
|--|---|
| ویثبت لکل واحد منہما فسخہ ولو بغیر محضر من صاحبہ دخل بہا اولاً فی الاصح ^۲ ۔ | خاوند اور بیوی دونوں کو فاسد نکاح میں فسخ کا اختیار ہے، دونوں کو یہ اختیار دوسرے کی موجودگی کے بغیر بھی ہے دخول کیا ہو یا نہ، اصح روایت یہی ہے۔ (ت) |
|--|---|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|--|
| قال فی البحر ورجحنا فی باب المہر انہا (ای المتارکة) تكون من المرأة ایضاً اھو المقدسی تابع البحر ^۳ اھ اقول: وحققنا فیما علقنا علیہ ان الفساد ان كان مقارنا کما لھننا کان لکل فسخہ والمتارکة غیرہ وان كان طارئاً تفرد بہ الزوج۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | بحر میں فرمایا ہے کہ ہم نے باب المہر میں عورت کی طرف سے متارکہ کو بھی جائز ہونے کی ترجیح ذکر کی ہے اھ اور مقدسی نے بحر کی اتباع کی ہے اھ اقول: (میں کہتا ہوں) میں نے ردالمحتار کے حاشیہ میں یہ تحقیق کی ہے کہ اگر نکاح کا فساد ابتداءً نکاح سے مقارن ہو جیسے یہاں ہے تو پھر خاوند اور بیوی دونوں کو فسخ کا اختیار ہے اور متارکہ کا حکم علیحدہ ہے، اور اگر نکاح کا فساد بعد میں طاری ہو تو پھر صرف خاوند کا اختیار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) |
|---|--|

^۱ درمختار باب العدة مطبع مجتبائی دہلی ۲۵۸/۱

^۲ درمختار باب المہر مطبع مجتبائی دہلی ۲۰۱/۱

^۳ ردالمحتار باب العدة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۱۲

مسئلہ ۶۳: ۴رجب المرجب ۱۳۰۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو طلاق دی ایامِ عدت منقضی نہ ہوئے تھے صرف بیس پچیس دن بعد بکرنے اس سے نکاح کر لیا، چار برس بعد بکرنے بھی طلاق دی، اب شخص ثالث اس سے نکاح کیا چاہتا ہے، یہ نکاح طلاق کے چار مہینے دس دن بعد ہو یا فوراً ہو سکتا ہے کہ بکرنے قبل انقضائے عدت نکاح کر لیا تھا جو شرعاً نادرست تھا۔ بینوا تو جروا۔

الجواب:

اگر بکرنے یہ جان بوجھ کر کہ ابھی عورت عدت میں ہے اس سے نکاح کر لیا تھا جب تو وہ نکاح نکاح ہی نہ ہوا زنا ہوا، تو اس کے لئے اصلاً عدت نہیں اگرچہ بکرنے صد بار عورت سے جماع کیا ہو کہ زنا کا پانی شرع میں کچھ عزت و وقعت نہیں رکھتا عورت کو اختیار ہے جب چاہے نکاح کر لے،

| | |
|--|--|
| <p>ردالمحتار میں بحر الرائق سے منقول ہے کہ غیر کی منکوحہ بیوی یا غیر کی مطلقہ عدت والی سے نکاح کے بعد دخول سے عدت لازم نہ ہوگی بشرطیکہ اسے معلوم ہو کہ عورت غیر کی ہے کیونکہ اس نکاح کے جواز کا کوئی بھی قائل نہیں ہے لہذا یہ نکاح ہی اصلاً منعقد نہ ہوا، یہی وجہ ہے کہ یہ معلوم ہونے پر کہ یہ غیر کی منکوحہ ہے اس کے باوجود نکاح اور دخول پر حد زنا لازم ہوگی کیونکہ یہ زنا ہے جیسا کہ قنیہ وغیرہ میں ہے۔ (ت)</p> | <p>فی ردالمحتار عن البحر الرائق اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدۃ فالدخول فیہ لایوجب العدة ان علم انها للغیر لانه لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً ولہذا یمکن الحد مع العلم بالحرمة لکونه زنا کما فی القنیۃ وغیرہ۔^۱</p> |
|--|--|

اور اگر بکرنے انجانی میں نکاح کیا تو یہ دیکھیں گے کہ اس چار برس میں اس نے عورت سے کبھی جماع کیا ہے یا نہیں، اگر کبھی نہ کیا تو بھی عدت نہیں، بکر کے چھوڑتے ہی فوراً جس سے چاہے نکاح کر لے،

| | |
|--|--|
| <p>بحر میں ایسے نکاح جو فاسد ہوں مگر باطل نہ ہوں کی مثالوں میں غیر کی معتدہ کا نکاح ذکر کیا ہے۔ اھ اور علامہ شامی نے اس کو غیر کی معتدہ کا علم نہ ہونے کے ساتھ مقید کیا ہے جیسا کہ بحر کے حوالے سے گزرا،</p> | <p>ففی البحر فی امثلة النکاح فسد ولم یبطل نکاح المعتدۃ^۲ الخ وقیدہ الشامی بما اذا لم یعلم بانها معتدۃ لما مر عن البحر،</p> |
|--|--|

^۱ ردالمحتار باب العدة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۷۰۷

^۲ بحر الرائق

| | |
|---|---|
| <p>وفی الدر المختار فی احکام النکاح الفاسد، تجب العدة بعد الوطی لا الخلوة وقت التفريق او متاركة الزوج^۱ اھملخصاً۔</p> | <p>اور در مختار کے احکام نکاح فاسد میں مذکور ہے کہ فاسد نکاح میں وطی کے بعد عدت لازم ہوگی، صرف خلوت سے لازم نہ ہوگی اور یہ عدت یا خود خاوند کی طرف سے متارکہ کے وقت سے شروع ہوگی اھملخصاً (ت)</p> |
|---|---|

اور جو ایک بار بھی جماع کر چکا ہے تو جس دن بکر نے چھوڑا اس دن سے عورت پر عدت واجب ہوئی جب تک اس کی عدت سے نہ نکلے دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی، اور عدت طلاق کی چار مہینے دس دن نہیں یہ عدت موت کی ہے، طلاق کی عدت تین حیض کامل ہیں یعنی بعد طلاق کے ایک نیا حیض آئے، پھر دوسرا، پھر تیسرا، جب یہ تیسرا ختم ہوگا اس وقت عدت سے نکلے گی اور اسے جس سے چاہے نکاح کرنا روا ہوگا۔

| | |
|--|--|
| <p>قال الله تعالى وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ^۲۔</p> | <p>اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مطلقہ عورتیں تین حیض مکمل ہونے تک اپنے آپ کو روکے رکھیں۔ (ت)</p> |
|--|--|

۱۳ شعبان ۱۳۱۲ھ

از مستہر المحللہ مہوپورہ مرسلہ رمضان خاں

مسئلہ ۶۳:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک شخص کی زوجہ منکوحہ ایک عرصہ سے بوجہ کسی خاص رنجی کے بلا طلاق اپنے شوہر سے علیحدہ ہو کر اور خلاف مرضی اس کے کہیں چلی گئی اور کسی غیر شخص سے اپنا عقد کر لیا بالفعل وہاں سے بھی نکل کر پھر شوہر اول سے عقد چاہتی ہے اور طلاق ہر دو شوہروں کی جانب سے ثابت نہیں، پس قابل استفسار یہ امر ہے کہ اب شوہر اول سے عقد قائم رہے گا یا عقد جدید کی ضرورت ہے یا اس کے سوا کوئی اور شرعی صورت ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

عقد قدیم قائم ہے جدید کی کچھ حاجت نہیں، دوسرا شخص جس نے اس منکوحہ غیر سے نکاح کیا اگر آگاہ تھا کہ یہ منکوحہ غیر ہے جب تو عدت کی بھی ضرورت نہیں کہ یہ زنا تھا اور زنا کی عدت نہیں، در مختار میں ہے: لا عدة للزنا^۳ (زنا کی عدت نہیں ہوتی۔ ت) اور اگر وہ واقف نہ تھا عورت کو خالی و حلال سمجھ کر نکاح

^۱ در مختار باب المهر مطبع مجتبائی دہلی ۲۰۱۱

^۲ القرآن الکریم ۲۲۸/۲

^۳ در مختار باب العدة مطبع مجتبائی دہلی ۲۵۵/۱

میں لایا تو اس پر فرض قطعی ہے کہ عورت کو ترک کر دے وقت ترک سے عورت تین حیض کی عدت کرے اس کے بعد شوہر اول بے حاجت تجدید نکاح اس سے مترتب کر سکتا ہے، یہ اس تقدیر پر کہ شخص ثانی نے عورت سے صحبت یعنی مجامعت کر لی ہو، ورنہ حاجتِ عدت نہیں، درمختار میں ہے:

| | |
|---|---|
| <p>لاعدة لو تزوج امرأة الغير ووطئها عالماً بذلك وفي نسخ المتن ودخل بها ولا بد منه وبه يفتى ولهذا يحد مع العلم بالحرمة لانه زنا والمزني بها لا تحرم على زوجها الخ¹ - والله تعالى اعلم -</p> | <p>غیر کی منکوحہ سے نکاح کے بعد وطی کرنے سے عدت لازم نہ ہوگی بشرطیکہ اسے معلوم ہو کہ عورت غیر کی ہے اور متن کے نسخوں میں "دخل بها" (اس نے دخول کیا ہو) کا لفظ ہے جبکہ یہ قید ضروری ہے۔ اور فتویٰ اسی پر دیا جائے گا۔ اس لئے علم کے باوجود اس حرام کاری پر حد لگائی جائے کیونکہ یہ زنا ہے اور زنا والی عورت اپنے خاوند پر اس وجہ سے حرام نہیں ہوتی الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)</p> |
|---|---|

مسئلہ ۶۵: از موضع ٹانڈا پر گنہ بیٹری معرفت پیارے میاں ۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین، ایک شخص اپنی قضا سے فوت ہو گیا اور اس کی بیوی کو حمل تھا، بعد اس کے مر جانے کے ایک مہینہ کے بعد وہ حمل ساقط ہو گیا تو اس عورت کو عدت کرنا چاہئے یا اس حمل کے گرجانے سے عدت جاتی رہی اور وہ حمل چار یا پانچ مہینہ کا تھا اہل شرع کیا فرماتے ہیں؟

الجواب:

سائل نے ظاہر کیا کہ اس کے ہاتھ پاؤں بن گئے تھے تو اس کے گرجانے سے عدت تمام ہو گئی اب عدت کی حاجت نہیں،

| | |
|--|---|
| <p>في رد المحتار اذا سقطت سقطاً ان استبان بعض خلقه انقضت به العدة لانه ولد والا فلا² - والله تعالى اعلم -</p> | <p>رد المحتار میں ہے حاملہ کا حمل ساقط ہو جائے تو اگر بچے کے کچھ اعضاء کی تخلیق ظاہر ہوتی ہو تو پھر اس سے عدت ختم ہو گئی کیونکہ یہ مکمل بچہ شمار ہوتا ہے اور اگر ابھی اعضاء ظاہر نہ ہوئے ہوں تو عدت ختم نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)</p> |
|--|---|

¹ درمختار باب العدة مطبع مجتبائی دہلی ۲۵۹/۱

² رد المحتار باب العدة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۰۴

مسئلہ ۶۶: از بنگالہ ضلع سلہٹ ڈاک خانہ کمال گنج موضع پھولٹولی مرسلہ عبدالغنی صاحب ۱۹ شوال ۱۳۱۷ھ
کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ سے نکاح صحیح کیا، قبل از دخول بعد خلوت صحیحہ طلاق دی، اب عدت ہندہ پر واجب ہے یا نہیں؟ ایک جگہ عالمگیری سے مفہوم ہوتا ہے کہ واجب ہے،

| | |
|--|---|
| رجل تزوج امرأة نکاحاً جائزاً فطلقها بعد الدخول او بعد الخلوة الصحيحة كان عليها العدة كذا في فتاویٰ قاضی خان ^۱ ۔ | کسی نے ایک عورت سے صحیح نکاح کیا پھر دخول کے بعد طلاق دی یا خلوت صحیحہ کے بعد طلاق دی تو اس عورت پر عدت لازم ہوگی جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے۔ (ت) |
|--|---|

اور دوسری جگہ عالمگیری سے مفہوم ہوتا ہے کہ اگرچہ بعد خلوت صحیحہ کے ہو عدت واجب نہیں،

| | |
|--|--|
| اربع من النساء لاعدة عليهن المطلقة قبل الدخول الخ ^۲ ۔ | چار عورتیں ہیں جن پر عدت نہیں ان میں سے ایک قبل از دخول طلاق والی ہے الخ (ت) |
|--|--|

اور کلام مجید میں ایک جگہ یوں ہے:

| | |
|--|--|
| إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَكْسُوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُونَهَا ^۳ ۔ | جب تم مؤمن عورتوں سے نکاح کر کے قبل از دخول ان کو طلاق دے دو تو تمہارے حق میں ان عورتوں پر عدت نہیں۔ (ت) |
|--|--|

الجواب:

صورت مستفسرہ میں عدت واجب ہے اور عالمگیری کی دونوں عبارتوں میں تنافی نہ آئیہ کریمہ عبارت اولیٰ کی نافی، اصل یہی ہے کہ موجب عدۃ مس ودخول یعنی وطی ہے مگر نکاح صحیح میں مجرد خلوت اگرچہ صحیحہ ہو ایجاب عدت کے لئے قائم مقام وطی ہے، تنویر میں ہے:

| | |
|---|---|
| الخلوة كالوطء في العدة ^۴ (مخلصاً)۔ | عدت کے معاملے میں خلوت کا حکم وطی والا ہے (ت) |
|---|---|

^۱ فتاویٰ ہندیہ باب العدة نورانی مکتب خانہ پشاور ۱/۵۲۶

^۲ فتاویٰ ہندیہ باب العدة نورانی مکتب خانہ پشاور ۱/۵۲۶

^۳ القرآن الکریم ۳۳/۳۹

^۴ درمختار شرح تنویر الابصار باب البهر مطبع مجتہبی دہلی ۱/۹۹-۱۹۸

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|--|--|
| <p>وجوبها من احكام الخلوة سواء كانت صحيحة ام لاط اي اذا كانت في نكاح صحيح اما الفاسد فتجب العدة بالوطء كما سيأتي¹</p> | <p>عدت کا وجوب خلوت کے احکام میں سے ہے خلوت صحیحہ ہو یا فاسدہ ہو، طحاوی، یعنی صحیح نکاح میں یہ حکم ہے لیکن فاسد نکاح میں صرف وطی سے عدت لازم ہوتی ہے، جیسا کہ عنقریب آئے گا۔ (ت)</p> |
|--|--|

مدارک شریف میں ہے: من

| | |
|---|--|
| <p>قبل ان تسوهن والخلوة الصحيحة كالس² اه ورأيتني كتبت على هامشها الاولى ان يقول قدس سره والخلوة في النكاح الصحيح كالس فيقيد النكاح بالصحيح ويطلق الخلوة لان الخلوة وان فسدت توجب العدة اذا صح النكاح. اما الفاسد فلا عدة فيه الا بحقيقة الوطء كما في الدر وغيره³. والله تعالى اعلم۔</p> | <p>قبل ازیں کہ تم ان کو مس کرو (یعنی جماع کرو) اور خلوت صحیحہ بھی جماع کی طرح ہے اھ اور مجھے یاد آ رہا ہے کہ میں نے اس کے حاشیہ پر یہ لکھا ہے کہ بہتر تھا کہ صاحب مدارک یوں کہتے اور خلوت نکاح صحیح میں جماع کی طرح ہے اس طرح نکاح کو صحیح کی قید سے مقید اور خلوت کو مطلق قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ جب نکاح صحیح ہو تو خلوت فاسدہ بھی عدت کو لازم کرتی ہے لیکن نکاح فاسد میں صرف حقیقی وطی سے ہی عدت لازم ہوتی ہے جیسا کہ دروغیرہ میں ہے، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p> |
|---|--|

مسئلہ ۷۳۶۷: از شہر کہنہ بریلی

حضور والا! مسمیٰ کا بیان ہے کہ امیری لڑکی نابالغ کا نکاح میرے حقیقی بھائی نے بلا رضا مندی میرے کردیا اور مجھ کو راضی
کر کے رخصت کرا دی، وہ لڑکی اپنے اس خاوند کے پس رہی اور نوبت مجامعت کی پہنچی، اس کے یہاں سے بعد کو رخصت
ہو کر جس وقت کہ وہ اپنے باپ کے مکان پر آئی کہ اس کو عرصہ تین سال کا ہوا پھر کبھی نہ گئی حتیٰ کہ نوبت نالاش تک پہنچی،
بالآخر اس نے اس کو فیصلہ پنچایت سے طلاق دی،

¹ ردالمحتار باب المهر داراحیاء التراث العربی بیروت ۳۴۱/۲

² مدارک التنزیل تحت سورة الاحزاب دارالکتب العربیہ ۳۰۸/۳

³ حواشی مدارک العنقرضت رحمۃ اللہ علیہ

اب اس کا نکاح درمیان عدت طلاق کے ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور یہ نکاح اول جو نابالغی میں بلاستر ضابطہ کے ہوا، جائز تھا یا نہیں؟ فقط، اس قوم میں نابالغ لڑکیوں کا نکاح نابالغ لڑکوں کے ساتھ بولایت اکثر ہوتا ہے اور حالت ببلوغ تک پہنچنے سے پہلے کسی مخالفت سے طلاق ہو جاتی ہے، اس صورت میں عدت طلاق کی لازم آتی ہے یا نہیں؟ اور مہر کس قدر دلایا جاسکتا ہے؟ بحالت خلوت صحیحہ اور مجامعت کے کیا حکم ہے؟ اور بحالت طلاق اس کا کیا حکم ہے؟ اگر بحالت لازم آنے عدت کے نکاح ہو جائے اور وہ اپنے خاوند سے علیحدہ رہ کر تین ماہ تمام کرے تو یہ نکاح صحیح رہے گا یا پھر نکاح کرنا چاہئے؟ فقط

الجواب:

نکاح اول کہ بے اجازت پدر چچانے خود کر دیا تھا اجازت پدر پر موقوف تھا، اگر اس نکاح کے بعد اس نے کوئی لفظ نامنظوری اور رد کرنے کا کہا تھا تو باطل ہو گیا اور زن و شوہر میں کوئی علاقہ نہ رہا تھا، اس کے بعد جو رخصت ہوئی محض حرام ہوئی اور جو مجامعت ہوئی نری زنا ہوئی فان الاجازة لاتلحق المفسوخ (کیونکہ فسخ شدہ کو اجازت لاحق نہیں ہوتی۔ ت) طلاق کی کوئی حاجت نہیں نہ اس فراق کی عدت اذلا نکاح فلا طلاق فلا عدۃ (اس لئے کہ نکاح ہی نہیں ہوا تو طلاق اور عدت کا ہے کی۔ ت) جس وقت چاہے نکاح کرے اور اگر نکاح کے بعد قبل اظہار نامنظوری باپ نے کوئی لفظ نامنظوری کہا یا بھائی کے اصرار سے لڑکی کو رخصت کر دیا (کہ رخصت کر دینا بھی صحت نکاح کو کافی ہے جبکہ نامنظوری نہ ظاہر کر چکا ہو) تو اب یہ نکاح صحیح ہو گیا اور یہ طلاق طلاق ہوئی اور اس کی عدت لازم ہے، عدت گزرنے سے پہلے جو نکاح کیا جائیگا باطل محض ہوگا، نابالغ لڑکا اہل طلاق نہیں، نہ اس کے دئے سے طلاق ہو سکتی ہے نہ اس کی طرف سے اس کا ولی طلاق دے سکتا ہے، ببلوغ پسر سے پہلے جو بوجہ مخالفت طلاق دلوا لیتے ہیں محض باطل ہے، نہ اس کی عدت ہے نہ اس کے بعد دوسرے سے نکاح کسی طرح حلال ہو سکتا ہے، ہاں عاقل بالغ جو طلاق دے اگر قبل خلوت صحیحہ دی نصف مہر لازم آئے گا اور بعد خلوت صحیحہ دی تو پھر پورا مہر، عدت کے اندر نکاح محض باطل ہے وہ نکاح ہی نہ ہوگا اگرچہ عدت تک اس دوسرے مرد سے جدا رہے، بعد ختم تحصیل زوجیت کے لئے دوبارہ نکاح فرض ہوگا ورنہ زنا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۴: مسئلہ مولوی عبدالرشید صاحب مدرس اول مدرسہ اکبریہ ۲۸ ربیع الآخر ۱۳۱۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بی بی سے کہا کہ اگر تو میکے سے میرے گھر نہ آئی تو تجھے طلاق دے دوں گا، عورت دو برس اپنے میکے میں رہی، پھر اس عورت نے دوسرے مرد کے ساتھ نکاح ثانی کرنے کا قصد کیا، شوہر نے کہا کہ میں نے تجھے طلاق نہیں دی تو نکاح کیسا کرتی ہے اگر مجھ کو سو روپے دے تو میں تجھے طلاق دے دوں، عورت نے سو روپے

دے دئے شوہر نے طلاق دے دی، اب اس پر عدت پوری کرنا چاہئے یا نہیں؟ بینواتوجروا
الجواب:

ضرور، اور اس کا دوسرے خواہ دس برس شوہر سے جدا رہنا مسقط عدت نہیں ہو سکتا،

| | |
|---|---|
| کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول کہ "مطلقہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض مکمل ہونے تک روک رکھیں" مطلق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت) | الاطلاق قوله تعالى وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ^۱ واللہ تعالیٰ اعلم۔ |
|---|---|

مسئلہ ۷۵: ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے گھر بیمار ہے اور اس کی زوجہ اس حالتِ بیماری میں اس کے پاس ہے، زوجہ زید کی رضامندی اپنے شوہر کے اپنے گھر گئی اسی کو دوسرے روز پھر بلایا تو وہ عورت بلحاظ اس کے کہ میرا زیور وغیرہ نہ چھین لیں اور مجھ کو برا نہ کہیں نہ گئی اس کی وجہ یہ تھی کہ زید درحالتِ اصلی کہا کرتا تھا کہ میں سفر کو لے جاؤں گا اور اس کے یعنی زوجہ کے والدین اس وجہ سے باہر جانے کے مانع ہوتے تھے کہ اس عورت یعنی زوجہ زید کو حمل تھا بوجہ زید کی زوجہ کے تکلیف کی غرض سے، اب وہ زید بیمار بعد تین دن کے مر گیا اور زوجہ زید کی اپنے والدین کے یہاں ہے بس وہ عدت کہاں ختم کرے اور دیگر یہ کہ اپنے شوہر کے یہاں بغرض نقصان اپنے مال یا اپنی جان بچانے کی وجہ سے وہاں جانا نا پسند کرتی ہے کہ مجھ کو میرے زوجہ کے متعلقین مار نہ ڈالیں یا میرا سبب چھین لیں، پس اس صورت میں کیا حکم ہے اور مہر زوجہ کا کس کے ذمہ باقی ہے، اور یہاں تک اس کے والدین کو اندیشہ ہے کہ ہم باہر چلے جائیں گے تو شاید آبرو بچے ورنہ ناممکن، اور زوجہ زید اب تک حالتِ حمل میں ہے یعنی حمل اس کو قریب چھ ماہ کا ہے، ان صورتوں میں کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا۔

الجواب:

زوجہ پر فرض ہے کہ اپنے شوہر کی خبر مرگ سنتے ہی فوراً اس کے گھر چلی جائے اور وضع حمل تک وہیں رہے اور غلط عذر درمیان میں نہ لائے، ایسا خیال بہت ناقابلِ قبول ہے کہ قتل کر دی جائے گی، رہا مال اسے ساتھ نہ لے جائے، اپنے ساتھ اپنے اقارب سے کسی کو رکھے جس سے حفاظت متوقع ہو، ہاں اگر

^۱ القرآن الکریم ۲۲۸/۲

کوئی صورت ممکن نہ ہو اور واقعی سچا اندیشہ جان کا ہے جس کا تدارک اس کے قابو میں نہیں تو نہ جانے کے لئے عذر صحیح ہے، اور اللہ تعالیٰ صحیح و غلط سب کو خوب جانتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۶: از ملک موضع مہمانیہ سیری رامپور ضلع باریال مرسلہ عبد الحمید صاحب ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۲۵ھ

سوال اینکہ زینب نابالغہ را کہ سنش بہ نہ سال نہ رسیدہ است و تخمیناً مدت نکاحش بدو سال رسیدہ زوجش طلاق دادہ خواہر زینب را زوج زینب بعد یکروز یا دو روز نکاح کرد حالانکہ زوج زینب می گوید کہ زینب را قبل دخول طلاق دادہ پس اکنون نکاح کردن زوج زینب خواہر زینب را پیش از گزشتن عدت طلاق زینب موجب شرع شریف درست باشد یا چہ؟ اگر نکاح مذکور زوج زینب را روا باشد پس عبارات در مختار و ردالمحتار و دیگر کتب کہ عدت مطلقہ صغیرہ کہ سنش بہ نہ سال نہ رسیدہ است سہ ماہ است بلا قید دخول و بعد دخول آمدہ است مطالب آنہا چہ؟ بینوا توجروا۔

سوال یہ ہے کہ زینب نامی لڑکی جس کی عمر ابھی نو سال نہیں ہوئی اس کا نکاح اندازاً دو سال قبل ایک شخص سے ہوا تو اس کے خاوند نے اسے طلاق دے کر ایک دو دن بعد اس کی بہن سے نکاح کر لیا جبکہ زینب کی عدت گزرنے سے قبل اس کی بہن سے نکاح بموجب شرع شریف درست ہوا یا نہیں، اگر نکاح مذکور درست ہوا ہے تو پھر در مختار و ردالمحتار اور دیگر کتب کی یہ عبارت کہ نابالغہ لڑکی جس کی عمر نو سال سے کم ہو اس کی عدت تین ماہ ہے جس میں دخول کے بعد یا قبل کی کوئی قید مذکور نہیں ہے، اس کا مطلب کیا ہے؟ بیان کیجئے اور اجر حاصل کیجئے۔

الجواب:

اگر میان زن شوخلوت واقع شدہ بود اگرچہ خلوت فاسدہ باشد بعد از آن شوہر بالغ آں دختر ہفت یا ہشت سالہ را طلاق داد عدت سہ ماہ واجب است و نکاح با خواہرش قبل انقضائے عدت ناجائز و حرام، اگر خلوت ہم نشدہ بود البتہ از عدت اثرے نیست و از بعد طلاقش خواہرش را بزنی توان گرفت قال اللہ تعالیٰ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عَدَّةٍ تَعْتَدُونَ^۱ در کتب مذکورہ

اگر زینب اور اس کے خاوند میں خلوت صحیحہ یا فاسدہ ہو چکی ہو تو اس کے بعد طلاق دی ہوا اگرچہ زینب کی عمر سات یا آٹھ سال ہو تو عدت واجب ہے اور اس کی عدت گزرنے سے قبل اس کی بہن سے نکاح ناجائز ہے۔ اور اگر خلوت نہ ہوئی ہو تو پھر زینب پر کوئی عدت نہیں ہے اور اس کو طلاق دینے کے بعد اس کی بہن سے نکاح جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے حق میں دخول سے قبل مطلقہ

^۱ القرآن الکریم ۳۹/۳۳

حکم عدت را مطلق نگذاشته اند بلکہ سابقاً و لاحقاً دو جا مقید بدخول یعنی ولو حکماً کالخلوة ولو فاسدة^۱ داشته اند، عبارت تنویر الابصار و در مختار بالقطا و اختصار این ست العدة سبب وجوبها النکاح والمتأكد بالتسلیم وما جرى مجراه من موت او خلوة، وہی فی حق حرۃ تحيض بعد الدخول حقیقۃ او حکماً ثلث حیض، وفی حق من لم تحض لصغر بان لم تبلغ تسعاً او کبر ثلثة اشهر ان وطئت فی الکک ولو حکماً کالخلوة ولو فاسدة^۲ (ملخصاً) در رد المحتار ست قوله فی الکک یعنی ان التقييد بالوطی شرط فی جمیع مامر من مسائل العدة بالحیض و العدة بالاشهر کما افاده سابقاً بقوله راجع للجمیع^۳۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بیویوں پر عدت نہیں ہے جس کو تم شمار کرو۔ کتب مذکور میں نابالغہ کی عدت کو عام قرار نہیں دیا گیا بلکہ اس سے قبل اور بعد دونوں جگہ عبارت دخول کی قید سے مقید ہے اگرچہ وہ دخول حکمی ہو جیسے خلوت خواہ فاسد ہی کیوں نہ ہو تنویر الابصار اور در مختار کی عبارت ملخصاً اور اختصاراً یوں ہے عدت کے وجوب کا سبب نکاح جو رخصتی یا اس کے قائم مقام موت یا خلوت سے پختہ ہوتا ہے اور وہ عدت آزاد حیض والی عورت کے لئے اس سے دخول حقیقی یا حکمی کے بعد ہو تو تین حیض ہے، اور جو عورت حیض والی نہ ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہے، یہ تمام بیان مدخولہ عورتوں کے لئے ہے اگرچہ دخول حکمی ہو، جیسے خلوت اگرچہ فاسدہ ہو (ملخصاً) اور رد المحتار میں اس پر یوں ہے ماتن کا قول "فی الکک" یعنی وطی شرط ہے تمام مذکورہ مسائل عدت میں خواہ حیض والی کی عدت ہو یا مہینوں والوں کی، جیسا کہ ماتن اس کو پہلے بیان کر چکے ہیں اس قول کے ساتھ کہ "یہ سب کو شامل ہے" (یعنی عدت بالحیض وعدت بالاشهر دونوں کو شامل ہے)۔ (ت)

مسئلہ ۷۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ کو طلاق دی اب

^۱ در مختار باب العدة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۵۶

^۲ در مختار باب العدة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۵۵-۲۵۶

^۳ رد المحتار باب العدة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۰۲

تا وقتیکہ عدت پوری کرے، نان نفقہ آیا زید کے ذمہ ہے یا وارث ہندہ کے؟ اور وہ مکان جس میں ہندہ اپنی عدت پوری کرے زید پر لازم ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:

تمام عدت تک نان نفقہ زید کے ذمہ ہے اور زید ہی کے مکان میں عدت پوری کرے جبکہ قبل از طلاق وہی مکان اس کے رہنے کا تھا اگرچہ علاج کے لئے چند ماہ پیشتر اپنے باپ کے یہاں چلی آئی تھی کما قال لی السائل بلسانہ (جیسا کہ سائل نے خود اپنی زبان سے مجھے بیان کیا ہے۔ ت) اور یہ طلاق کہ بطریق خلع واقع ہوئی تھی کما بین ایضاً (جیسا کہ اس نے یہ بھی کہا۔ ت) بائنہ تھی تو زید پر لازم ہے کہ عدت پوری ہونے تک اپنے ہی مکان میں اسے جگہ دے اور بوجہ زوال نکاح اس سے پردہ کرے، اور اگر زید ظلماً اپنے گھر میں نہ رہنے دے تو کوئی اور مکان بتائے جس میں وہ عدت پوری کرے اور اگر وہ مکان کرایہ کا ہو تو اختتام عدت تک کرایہ زید کے ذمہ ہے، اور جب زید اپنے مکان میں رہنے دے یا دوسرا مکان اس کے لئے بتائے تو ہندہ پر لازم ہے کہ فوراً اس مکان میں چلی جائے اور ختم عدت تک ہر گز اس سے باہر نہ آئے،

| | |
|--|--|
| <p>خانہ میں ہے کہ طلاق کی عدت والی نفقہ اور سکنتی کی مستحق ہے خواہ طلاق رجعی یا بائنہ یا تین طلاقی والی ہو الخ اور در مختار میں ہے عورت جب گھر سے باہر کسی کو ملنے گئی ہو اور اس دوران اس کو طلاق ہو جائے یا خاوند فوت ہو جائے تو فوراً گھر واپس آجائے کہ یہ اس پر واجب ہے، اور دونوں یعنی طلاق اور موت کی وجہ سے عدت والی عورتیں اس گھر میں عدت بسر کریں جس گھر میں عدت واجب ہوئی ہے (یہ وہ گھر ہے جو فرقت سے قبل ان کی رہائش کے لئے منسوب ہے الخ شامی) اور وہ اس گھر سے منتقل نہ ہوں الا یہ کہ ان کو جبراً نکالا جائے (اس میں خاوند کا ظلم نکالنا بھی شامل ہے الخ شامی) موت کی عدت والی کو</p> | <p>فی الخانیة المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة والسكنی کان الطلاق رجعیاً او بائنأ او ثلثاً الخ. وفي الدر المختار طلقت او مات وهي زائرة فی غیر مسکنها عادت الیه فوراً لوجوبه علیها وتعتدان ای معتدة طلاق وموت فی بیت وجبت فیہ (هو ما یضاف الیهما بالسکنی قبل الفرقة الخ شامی) ولا یخرجان منه الا ان تخرج (وشمل اخراج الزوج ظلماً الخ شامی فتخرج لاقرب موضع الیه وفي الطلاق الی حیث شاء الزوج) (وحکم ما انتقلت الیه حکم المسکن الاصلی فلا تخرج</p> |
|--|--|

¹ فتاویٰ قاضی خاں فصل فی نفقة العدة نوکثور لکھنؤ ۲۰۰/۱

| | |
|---|--|
| منہ شامی ^۱ (اھ) ملخصاً، واللہ تعالیٰ اعلم۔ | اگر مجبوراً نکلا پڑے تو قریب ترین مکان میں منتقل ہو جائے اور طلاق کی عدت والی خاوند جس مکان میں چاہے وہاں منتقل ہو جائے (اور جب دوسرے مکان میں منتقل ہو تو پھر وہی اصل مسکن کے حکم میں ہوگا لہذا عورت وہاں سے نہ نکلے الخ شامی) ملخصاً، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) |
|---|--|

مسئلہ ۷۸: ۲۷ رجب ۱۴۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس مسئلہ کے کہ زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دی ایک جلسہ میں تین مرتبہ سامنے دو شخص نمازیوں کے، اور وہ عورت حاملہ بھی تھی، اب زید اپنے گھر سے اس کو نکال دے یا نہیں، یا اپنے گھر میں اس کو رکھے اور کھانے کو اس کو دے اور کب تک اس کو کھانے کو دے، اور زید نے تکرار زن و شوہر کے سبب سے طلاق دی تھی، اب دونوں رضامند ہیں، اب زید چاہتا ہے کہ پھر گھر میں رکھے، اب سائل کا سوال علمائے دین سے یہ ہے کہ از روئے قرآن و حدیث کیا حکم ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک شرع شریف سے کیا حکم ہے؟

الجواب:

تین طلاقیں ہو گئیں، چاروں اماموں کا یہی مذہب ہے، اب وہ بغیر حلالے اس سے نکاح نہیں کر سکتا، یہی حکم قرآن و حدیث کا ہے وہ عدت تک یعنی بچہ ہونے تک گھر میں رہے گی اور روٹی کپڑا زید کو دینا ہوگا مگر بالکل غیر واجبی عورت کی طرح رہے اس سے پردہ کرے،

| | |
|---|--|
| قال اللہ تعالیٰ اَسْكُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ وَلَا تُنْصِرُوْهُنَّ لِئُتْبِقُوْا عَلَیْهِنَّ ۚ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتٍ حَمِلْنَ فَاَنْفِقُوْا عَلَیْهِنَّ حَتّٰی يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ^۲ ۔ | اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عدت والی عورتوں کو وہاں رہائش دو جہاں تم خود رہائش رکھتے ہو اپنی حیثیت کے مطابق، اور ان کو تنگی دے کر ضرر مت پہنچاؤ، پھر اگر وہ حاملہ ہوں تو ان کو خرچہ دو تا وقتیکہ وہ بچے کو جنم دیں۔ (ت) |
|---|--|

صورت حمل میں یہی مذہب چاروں ائمہ کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

^۱ رد المحتار فصل فی الحداد دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۲۱، در مختار فصل فی الحداد مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶۰

^۲ القرآن الکریم ۶۵/۶

مسئلہ ۷۹: از محلہ مرداد مرسلہ حضرت مولانا سلیمان اشرف صاحب (سابق پروفیسر دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) ۲۶ شوال ۱۳۱۸ھ عالم اہلسنت فاضل بریلوی متع اللہ المسلمین بطول بقائکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، زید نے اپنی بی بی کو طلاق بائن دی اور بعد ایک مہینہ کے مر گیا، اب اس کی بی بی کتنی مدت بعد عقد ثانی کرے؟ بینواتوجروا

الجواب:

یہ مطلقہ اگر حاملہ تھی تو عدت حمل ہے مطلقاً، اور اگر حمل نہ تھا تو طلاق مذکور اگر شوہر نے اپنی صحت میں دی یا برضائے زوجہ مرض الموت میں دی تو عدت تین حیض ہے، موت شوہر سے نہ بدلے گی، اور اگر طلاق بائن مرض الموت میں بے رضائے زن دی تو تین حیض، اور چار مہینے دس دن سے جو مدت دراز تر ہے وہ عدت ہے یعنی چار ماہ و دو روز بعد موت گزرنے سے پہلے طلاق کے بعد تین حیض کامل ختم ہو جائیں تو بعد مرگ چار ماہ دس یوم انتظار کرے، اور اگر مرگ شوہر پر چار مہینے دس دن ہو گئے اور ہنوز بعد طلاق تین حیض کامل نہ ہوئے تو تین^۳ حیض کامل ہونے تک منتظر رہے،

| | |
|--|---|
| <p>ردالمحتار میں ہے خاوند نے اپنی مرض الموت میں بیوی کی مرضی کے بغیر طلاق دے دی عورت کے وارث بننے سے فرار اختیار کرتے ہوئے پھر وہ خاوند مطلقہ بیوی کی عدت میں فوت ہو جائے تو ایسی صورت میں عورت کی عدت، موت یا طلاق کی عدت میں سے جو بھی طویل ہو وہی قرار پائے گی۔ اور اگر مرض الموت میں عورت کی رضامندی سے طلاق دی ہو کہ اس سے وہ عورت کے وارث ہونے سے فرار اختیار کرنے والا نہ ہوگا تو ایسی صورت میں عورت کی فقط طلاق والی عدت ہوگی، اور اگر خاوند نے اپنی صحت میں طلاق بائنہ دی ہو پھر بیوی کی عدت کے دوران خاوند فوت ہو جائے تو اس صورت میں بالاتفاق طلاق والی عدت ہوگی اور موت کی وجہ سے عدت تبدیل نہ ہوگی اھ ملخصاً، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p> | <p>فی ردالمحتار ابانہا فی مرضہ بغیر رضاہا بحیث صار فاراً و مات فی عدتہا فعدتہا ابعدا الاجلین، ولو ابانہا برضاہا بحیث لم یصر فاراً، تعدد عدۃ الطلاق فقط، ولو طلقہا بائناً فی صحته ثم مات لاتنتقل عدتہا اتفاقاً^۱ ملخصاً واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> |
|--|---|

^۱ ردالمحتار باب العدۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۰۵

مسئلہ ۸۰:

از مارہرہ مطہرہ مرسلہ حضرت سید حسین حیدر میاں صاحب ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ والدین ہندہ سنی المذہب نے ہندہ سنی المذہب کا نکاح زید شیعہ مذہب سے (جو پورا پورا عقائد مجتہدین حال لکھنؤ کا پیر و تھا جناب مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو سوائے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام انبیائے سلف سے افضل جانتا اور قرآن مجید کو ناقص اور محرف مانتا) بوجہ کفو و برادری کے کر دیا، زید قبل از عقد مرض الموت مریض تھا بعد عقد اور اشتداد ہوا کہ روز و شب میں گاہ گاہ لمحہ بھر کو ہوش آتا اس باعث سے خلوت صحیحہ نہ ہو سکی صرف اتنا ہوا کہ ہندہ کی چچی ہندہ کو بوقت شام زید کے پاس لے گئی اس کے قریب جو چوکی بچھی تھی اس پر بٹھا دیا، زید کو اس وقت اتنا ہوش آیا تھا کہ اس نے ہندہ کے منہ پر سے ہاتھ اٹھانے کا قصد کیا مگر ہاتھ لگاتے ہی کثرت ضعف و بیہوشی سے زید کا ہاتھ گر پڑا، یہ حال دیکھ کر اس کی چچی کہ کچھ دور علیحدہ کھڑی دیکھی رہی تھی آئی اور ہندہ کو اٹھالے گئی، اس کے بعد کبھی نوبت ایک دوسرے کو دیکھنے کی بھی نہ آئی کہ زید سات آٹھ روز میں مر گیا، والدین نے ہندہ کا نکاح بکر سنی المذہب کے ساتھ نیز کفو و برادری تھا چار مہینے دس دن گزرنے سے پہلے کر دیا، ۱۵ ذی الحجہ کو زید سے نکاح ہوا تھا ۲۱ ذی الحجہ کو زید مر گیا، ۱۷ ربیع الثانی کو ہندہ کا نکاح بکر سے ہوا، عدت میں ۱۴ روز کم تھے، اب ہندہ صاحب اولاد ہے، بعض لوگ اولاد ہندہ کی صحت نسب پر معترض ہیں کہ بکر نے یہ نکاح عدت کے اندر ہی کر لیا، اس صورت میں بعد نظر عمیق ان مراتب کا جواب عنایت ہو کہ زید و ہندہ کا عقد صحیح ہوا تھا یا نہیں؟ ہندہ پر بوجہ عدم صحت نکاح یا عدم وقوع خلوت صحیحہ کے بعد مرگ زید عدت موت واجب تھی یا نہیں؟ عقد ثانی اور اس سے جو اولاد پیدا ہوئی اس کی نسبت کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا

الجواب:

صورت مستفسرہ میں عقد ثانی بلا تا مل صحیح اور اس سے جو اولاد ہوئی بلا وجہ صحیح النسب ہے، عدت موت چار مہینے دس دن ہونے کے لئے اگرچہ خلوت وغیرہ کسی بات کی حاجت نہیں غیر حاملہ عورت پر مرگ شوہر سے عدت لازم آتی ہے،

| | |
|--|---|
| فی الدر المختار العدة للموت اربعة اشهر و عشرا بشرط بقاء النکاح صحیحاً الى الموت مطلقاً وطئت اولاً، ولو صغیرة فلم یخرج عنها الا الحامل ^۱ ۔ | در مختار میں ہے کہ موت کی وجہ سے عدت مطلقاً چار ماہ دس دن ہوگی بشرطیکہ موت تک نکاح صحیح رہا ہو، بیوی سے وطی ہوئی یا نہ، بیوی اگرچہ نابالغہ ہی کیوں نہ ہو، اس ضابطہ سے صرف حاملہ عورت کی عدت مختلف ہوگی۔ (ت) |
|--|---|

^۱ در مختار باب العدة مطبع مجتہدانی دہلی ۲۵۶/۱

مگر عدت تو منکوحہ پر ہوتی ہے ہندو زید میں باہم نکاح ہی اصلانہ تھا کہ جب زید مثل عام روافض زمانہ ان عقائد کفر کا معتقد تھا تو قطعاً کافر مرتد تھا، عالمگیر یہ میں ہے:

| | |
|--|---|
| یجب اکفار الروافض فی قولہم (وعد بعض عقائد ہم الکفرۃ وقال) وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامہم احکام المرتدین کذا فی الظہیریۃ۔ ¹ | رافضیوں کو کافر قرار دینا ضروری ہے ان کے عقائد کی بابت (یہاں روافض کے بعد عقائد کفریہ ذکر کر کے ہندیہ میں فرمایا کہ) یہ قوم ملت اسلامیہ سے خارج ہے، اور ان کے احکام مرتدین جیسے ہوں گے جیسا کہ ظہیریہ میں ہے۔ (ت) |
|--|---|

اور مرتد مرد خواہ عورت کا نکاح کسی ملت و مذہب والے سے ہو ہی نہیں سکتا نہ مومنین سے نہ کفار سے نہ خود اسی کے ہم مذہبوں سے۔ ہندیہ میں ہے:

| | |
|---|--|
| لا یجوز للمرتدان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلية وكذلك لا یجوز نکاح المرتدة مع احد کذا فی المبسوط۔ ² | مرتد کو جائز نہیں کہ وہ مرتدہ، مسلمان یا کافرہ اصلیہ سے نکاح کرے، اور یونہی مرتدہ کا نکاح کسی سے بھی جائز نہیں، جیسا کہ مبسوط میں ہے (ت) |
|---|--|

تو ہندو اگرچہ زید کی حیات ہی میں بلا طلاق اسی وقت اپنا عقد بکر سے کر لیتی جب بھی جائز و صحیح تھا۔ (جواب ناقص ملا)۔ مسئلہ ۸۱: از ما رہرہ ضلع ایڈمرسلہ محبوب علی صاحب ۱۰/ شوال المکرم ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت نے اپنے شوہر زید کی حیات میں جس کی طلاق ثابت نہیں عمر و نامی سے بطور عاشقی کے دوسرے شہر میں جا کر عقد نکاح کیا، اس کے تھوڑے ہی دن بعد شوہر سابق مر گیا، بعد مرنے کے چار برس تک عورت عمر و کے قبضہ میں رہی بطور زوجہ۔ ایک روز باہم نا اتفاقی اور لڑائی کے عمر و نے عورت کو طلاق بائن دی اور کئی روز تک کہا کہ میں نے طلاق دی اور ایک جلسہ میں دس پانچ دفعہ کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق دی، اور پندرہ روز تک علیحدہ رہا۔ اب بباعث عشق باہمی کے عورت اور عمر و چاہتا ہے کہ پھر تجدید نکاح کی ہوئی چاہئے، اور عذر کرتا ہے کہ جب بغیر طلاق شوہر سابق کے نکاح ہی نہیں ہوا تو طلاق کیا چیز ہے اور عمر و مسجد میں مؤذن ہے اہل اسلام اس کو تجدید نکاح سے روک

¹ فتاویٰ ہندیۃ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۶۳

² فتاویٰ ہندیۃ باب فی المحرمات بالشک نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۲۸۲

رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مرنے شوہر سابق اور گزرنے عدت سے وہ نکاح ہی قائم ہو گیا کہ جس کی وجہ سے تیری زوجیت پانچ سال رہی ورنہ کیا آج تک تو نے اس سے حرام کیا ہم تجھ کو مسجد سے نکال دیں گے جب تک حلالہ نہ ہو جائے، جب تک نکاح جدید نہ ہو جائے عورت تجھ پر حرام ہے، اور علاوہ اس کے عمر و غیر کفو بھی ہے، اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں آیا نکاح جدید کیا جائے یا بعد حلالہ کے عورت سے نکاح جائز ہوگا، اور اگر اس عورت سے عمر و خلاف شرع کوئی فعل کرے تو مؤذن بنانا چاہئے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:

اگر یہ امر واقعی ہے کہ زید کی حیات میں بے طلاق عورت نے عمرو سے نکاح کر لیا پھر بعد موت زید و انقضائے عدت وفات عمرو کے ساتھ نکاح جدید نہ کیا بلکہ اسی نکاح باطل پر قائم رہی تو وہ ہر گززن و شوہر نہ تھے بلکہ زانی و زانیہ تھے، طلاقیں کہ عمرو نے دیں محض لغو تھیں، حلالے کی کوئی حاجت نہیں، صرف نکاح از سر نو کر لینا کافی ہے جبکہ عمرو قوم یا مذہب یا پیشے وغیرہ میں عورت کے اولیاء سے ایسا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح ہونا اولیائے زن کے لئے باعث ننگ و عار ہو یا ایسا کم ہے تو عورت کے ولی نے پیش از نکاح عمرو کو ایسا جان کر اس سے نکاح زن مذکور کی صریح اجازت دے دی یا عورت کوئی ولی رکھتی ہی نہ ہو، ان تینوں صورتوں میں نکاح ہو جائے گا ورنہ عمرو ایسا کم رتبہ ہے اور ولی رکھتی ہے اور ولی پیش از نکاح اس کی کم رتبیگی پر مطلع ہو کر اجازت نکاح نہ دے تو عورت کا عمرو سے نکاح کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ عمرو جب تک تائب ہو کر بحال جواز نکاح، نکاح نہ کرے یا عورت سے صاف جدا نہ ہو جائے ہر گز مؤذن نہ بنایا جائے وہ فاسق معلن ہے اور فاسق اس عہدہ دین کے لائق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۲: از موضع کرگینا مرسلہ امام بخش علی بخش ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

مٹھو لوہار کی عورت بیوہ تھی ۱۲ مہینے سے، چند روز بعد کچھ عورتوں نے شناخت کیا کہ یہ حاملہ ہے، اس سے دریافت کیا تو اس نے کہا اپنی تنہائی میں زبردستی عظیم اللہ قوم نداف نے میرے ساتھ یہ کام کیا میں حاملہ ہوئی، تو بعد کولوگوں نے عورت کو بند کر دیا حفاظت اس کی کی، بعد کو جب لڑکا پیدا ہوا تو نکال دیا وہ چلی گئی اور عظیم اللہ نے عوام میں مشہور کیا کہ لڑکا میرا ہے، بستی والوں نے اس کو بند کر دیا، عورت کو نکال دیا، اب ان کے واسطے کیا حکم ہے؟

الجواب:

ان کے لئے سخت سزا کا حکم ہے مگر یہاں کون سزا دے سکتا ہے یہی سزا کافی ہے کہ برادری سے خارج رکھے جائیں۔ رہا لڑکا، اگر مٹھو کے مرنے سے دو برس بعد پیدا ہوا یا چار مہینے دس دن بعد عورت نے

اقرار کر لیا تھا کہ وہ عدت سے فارغ ہو گئی تو ان دو صورتوں میں وہ لڑکا مجہول النسب ہے اور اگر عدت سے فارغ ہونے کا اقرار نہ کیا تھا اور مٹھوکے مرنے سے دو برس کے اندر لڑکا پیدا ہوا تو لڑکا مٹھوکا ہے وہ نذاف جھوٹا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۳: از رانچی محلہ اوپر بازار مرسلہ مولوی عبدالرب صاحب ۸ جمادی الاول ۱۳۳۶ھ

اگر معتدہ غیر سے بصورت لاعلمی کوئی شخص نکاح کرے اور تمتع کرے اور بصورت علم اس سے کنارہ عہ کیا یہ تمتع داخل زنا ہو گا یا نہیں؟

الجواب:

جبکہ اسے معلوم نہ تھا اور جس وقت معلوم ہوا فوراً جدا کر دیا تو اس کے حق میں کسی طرح زنا نہیں، زنا ہونا درکنار اس پر کوئی الزام بھی نہیں البتہ وہ وطی واقع میں ضرور وطی حرام تھی اور اثم مرفوع، کما نصوصا علیہ وذلك لان الجهل فی موضع الخفاء عذر مقبول (جیسا کہ اس پر نص ہے اور یہ اس لئے کہ پوشیدہ مقام پر جہالت عذر مقبول ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۴: از شہر مرسلہ نواب ثار احمد صاحب مورخہ ۳۰ صفر ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید فوت ہوا ایک موضع میں رہتا تھا وہاں کوئی طبیب نہیں ہے، پس اس کی زوجہ ایام عدت ہی میں بوجہ علالت اپنی دختر نیز اپنے بچوں خورد سال کے واسطے علاج کے کسی دوسری جگہ جاسکتی ہے یا نہیں اور نبض کسی حکیم کو دکھا سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:

نبض بضرورت دکھا سکتی ہے اور دوسری جگہ اس طور پر جاسکتی ہے کہ رات کا اکثر حصہ شوہر ہی کے مکان میں گزارے، اور اگر اسی مکان میں ممکن ہو تو یہ بھی حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۵: از ریاست فرید کوٹ ضلع فیروز پور پنجاب مرسلہ منشی محمد علی ارم ۶ رجب ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایام عدت طلاق یا مرگ میں نکاح ہو جائے تو از خود فسخ ہے یا اعادہ طلاق کی ضرورت ہوگی عدت پہلی ہی رہی یا جدید، اور دانستہ ایسا نکاح پڑھانے والے کا کیا حکم ہے؟

الجواب:

عدت کے اندر نکاح حرام قطعی ہے مرد و زن دونوں پر اس کا ترک فرض ہے مرد کہے میں نے اس

عہ: کرم خوردہ تھا۔

نکاح کو ترک کیا خواہ اس سے کہہ دے، اور دونوں نہ مانیں تو حاکم شرع جبراً تفریق کر دے بس یہ ترک یا تفریق ہی کافی ہے طلاق کی حاجت نہیں، اس دوسرے شخص نے اگر اس سے قربت نہ کی تو عدت وہی پہلی ہے ورنہ دوسری بھی لازم آئی دونوں ایک ساتھ ادا ہوتی جائیں گی اخیر میں جو باقی رہے گی پوری کر لی جائے گی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۶: از شہر محلہ بھوڑ مسؤلہ شیخ ننھے ۹ رجب ۱۳۳۸ھ

ایک لڑکی جسے طلاق ہوئے ایک مہینہ نہیں ہوا تھا دوسری جگہ ایک حافظ سے نکاح ہوا وہ پیش امام ہے، یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور اس میں جو لوگ شریک ہوئے ان کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:

اگر وہ لڑکی اپنے شوہر کی مدخولہ تھی اور حاملہ نہ تھی کہ اس مہینہ کے اندر بعد طلاق بچہ پیدا ہو گیا ہو اس کے بعد نکاح ثانی ہوا ہو تو یہ دوسرا نکاح عدت کے اندر ہوا اور محض حرام حرام ہوا اور میں قربت خالص زنا، اگر جس کے ساتھ زنا ہوا اسے خبر تھی کہ یہ مطلقہ ہے اور ہنوز عدت نہ گزری جان کر نکاح کر لیا تو اشفاق و فاجر ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب، اور اسے امام بنانا گناہ گناہ، یونہی اگر معلوم نہ تھا اور اب معلوم ہوا اور فوراً جدانہ ہو گیا جب بھی اس پر یہی احکام ہیں اور جو لوگ دانستہ اس حرام نکاح میں شریک ہوئے اور کھایا پیا وہ بھی سخت گنہگار ہوئے اور وہ حرام کھانے والے ہوئے ان سب پر بھی توبہ فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۷: از چٹن شاہ ۲۸ رجب ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان اس مسئلہ میں کہ ایک شخص قضائے الہی سے فوت ہو گیا اس کی عورت کو زید تین ہفتہ کے اندر لے گیا، زید رہنے والا دیس کا تھا اسلئے اس عورت سے نکاح کیا وہ عورت راضی نہیں تھی ایک ماہ کے اندر چلی آئی اب اس کا نکاح اور جگہ کیا جائے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

وہ نکاح حرام محض ہوا، پھر اگر زید نے اس سے صحبت نہ کی تو وفات شوہر سے چار مہینے دس دن کے بعد نکاح کر سکتی ہے، اور اگر زید صحبت کر چکا تو ان پر فرض ہے کہ جدا ہو جائیں اور عورت تین حیض کا انتظار کرے، اگر تین حیض اسی چار مہینے دس دن کے اندر گزر جائیں تو چار مہینے دس دن کے بعد نکاح کر لے، اور اگر ابھی تین حیض اس جدائی کے بعد نہ گزریں تو انتظار اسی جدائی کے بعد اور کرے کہ تین حیض پورے ہو جائیں اور اس وقت دوسرے سے نکاح کرے، درمختار میں ہے:

| | |
|---------------------------------|--|
| اذا وطئت المعتدة بشبهة وجبت عدة | اگر عدت والی مطلقہ عورت سے شبہ کی وجہ سے وطی |
|---------------------------------|--|

| | |
|--|--|
| آخری وتداخلتاً علیہا ان تتم العدة الثانية ان تمت الاولى ^۱ ۔ | کر لی جائے تو اس عورت پر دوسری عدت ضروری ہے اور پہلی عدت کی بقیہ مدت دوسری میں شمار ہو جائے گی اور اگر پہلی عدت ختم ہو چکی ہو تو پھر دوسری عدت پوری کرے۔ (ت) |
|--|--|

مسئلہ ۸۸: از موضع پستوز تحصیل کچھا ضلع نئی تال مرسلہ فدا حسین صاحب ۲۹ رمضان ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ عبدالرحمن نے مبلغ دو سو روپے مجھ سے لے کر بخوشی استغفاء دے دیا اپنی بی بی کو، اب اس میں نکاح ابھی ہو سکتا ہے یا نہیں؟ یا بعد عدت عورت کے، تین سال سے بیوی اپنی ماں کے مکان پر تھی اس اثناء میں خاوند استغفاء دے گیا۔

الجواب:

جب تک عدت نہ گزرے نکاح کا پیام دینا حرام قطعی ہے، اور وہ روپیہ کہ دیار شوت تھا، دینا لینا دونوں حرام تھا۔ عبدالرحمن پر لازم ہے کہ وہ روپیہ فدا حسین کو واپس دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۹: از قصبہ پکسر الورن ڈاکخانہ رسولپور ضلع رائے بریلی مسئلہ عبدالوہاب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ ہندہ کہ اس کے شوہر نے عرصہ چار برس سے اس کو اپنے گھر سے نکال دیا ہے اور طلاق نہیں دی، اور اس اثناء میں وہ زنا سے حاملہ ہو چکی ہے اب اس کا شوہر انتقال کر گیا ہے مگر عدت پوری نہیں ہوئی ایسی حالت میں جبکہ وہ زنا کی مرتکب ہوئی ہے عدت کے اندر نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

عدت کے اندر نکاح حرام قطعی ہے، اور جب یہ حمل حیات شوہر سے ہے شرعاً شوہر کا ہے اور جب تک وضع نہ ہو عدت ہی میں ہے۔

| | |
|--|---|
| قال صلى الله تعالى عليه وسلم الولد للفراش وللعاھر الحجر ^۲ ، وقال تعالى وَأُولَاتُ الْأَحْصَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ^۳ ۔ والله تعالى اعلم۔ | رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بچہ نکاح والے کی طرف ہی منسوب ہوگا اور زانی نسب سے محروم ہوگا، اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: حمل والی عورتوں کی عدت بچے کی پیدائش تک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) |
|--|---|

^۱ درمختار باب العدة مطبع مجتبائی دہلی ۲۵۶/۱

^۲ صحیح البخاری کتاب الفرائض قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۹۹/۲، مسند احمد بن حنبل دار الفکر بیروت ۴۰۹/۲

^۳ القرآن الکریم ۴/۶۵

مسئلہ ۹۰: ۷ شعبان ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ کو طلاق دی اور عمر و نے اس کے دوسرے دن یا اسی دن ہندہ سے نکاح کر لیا، یہ نکاح جائز ہے یا نہیں بینوا تو جروا

الجواب:

بیان سائل سے ظاہر ہوا کہ شوہر اول اس عورت سے خلوت کر چکا تھا کئی سال کے بعد طلاق دی اور عورت کو حمل نہ تھا پس یہ نکاح کہ قبل گزرنے عدت کے دوسرے شخص سے ہوا اصلاً صحیح نہیں، ان دونوں پر فرض ہے کہ فوراً جدا ہو جائیں۔

| | |
|--|---|
| قال الله تعالى وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ^۱ | اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مطلقہ عورتیں تین حیض مکمل ہونے تک اپنے آپ کو روکے رکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت) |
|--|---|

مسئلہ ۹۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ مثلاً زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو طلاق دی، اس نے بعد منقضي ہونے ایک ماہ یا دو ماہ کے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا، یہ نکاح بدون انقضائے عدت کے شخص اجنبی سے ہوا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور ہندہ کو اس شخص سے دعویٰ مہر اور وراثت جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔ (بیان کرو اور اجر پاؤ۔)

الجواب:

سائل مظہر کہ ہندہ معتدات بالحيض سے ہے پس صورت مستفسرہ میں اگر وہ نکاح ایک مہینہ بعد ہوا تھا بیشک فاسد کہ اس قدر مدت میں مضیٰ عدت معقول نہیں، ہندہ ترکہ کی مستحق نہیں، اور مہر مسئی و مہر مثل سے جو کم ہوگا اس قدر پائے گی، اور اگر مہر مسئی کچھ نہ تھا مجہول ہو گیا تو پورا مہر مثل لازم آئے گا،

| | |
|--|--|
| في الدر المختار ويجب مهر المثل في نكاح فاسد بالوطي لا بغيره ولم يزد على المسمى لرضاها بالخط، ولو كان دون المسمى لزوم مهر المثل لفساد التسمية بفساد العقد، ولو لم يسم او جهل لزوم | در مختار میں ہے اور نکاح فاسد میں صرف وطی کی وجہ سے مہر مثل واجب ہوتا ہے وطی کے بغیر نہیں، پھر وہ مہر مثل مقررہ سے زائد نہ ہوگا کیونکہ عورت مقررہ کم مہر پر راضی تھی، اور اگر مہر مثل مقرر مہر سے کم ہو تو ایسی صورت میں مہر مثل ہی واجب ہوگا کیونکہ نکاح کے فساد کی وجہ سے مقررہ مہر فاسد ہو جاتا ہے، اور اگر مہر |
|--|--|

^۱ القرآن الكريم ۲۲۸/۲

| | |
|--|--|
| <p>بالغامبالغ^۱ انتھی ملخصاً وفيه ايضاً يستحق الارث برحم ونكاح صحيح فلاتوارث بفاسد ولا باطل اجماعاً^۲ انتھی ملتقطاً.</p> | <p>مقرر نہ کیا گیا ہو یا مقدار معلوم نہ ہو سکے تو پھر مہر مثل جتنا بھی ہو وہی لازم ہوگا ملخصاً اور اسی میں ہے کہ وراثت کا استحقاق رشتہ اور صحیح نکاح کی وجہ سے ہوتا ہے لہذا محض نکاح فاسد یا باطل کی بناء پر استحقاق وراثت بالاجماع نہ ہوگا ملخصاً (ت)</p> |
|--|--|

اور جو بعد گزرنے دو مہینے یعنی ساٹھ دن کے ہوا اور ہندہ دعویٰ کرے کہ تین حیض کامل اس وقت تک گزر چکے اور عدت منقضي ہو گئی تھی تو قول ہندہ بقسم معتبر ہوگا، اگر وراثۃ زوج ثانی اس کا خلاف گواہوں سے ثابت کر دینگے تو حکم اس صورت کا بھی مثل صورت اولیٰ کے ہے ورنہ جب ہندہ مضي عدت، بحلف بیان کر دے گی تو میراث و مہر دونوں پائے گی،

| | |
|--|---|
| <p>في الدر المختار قالت مضت عدتي والمدة تحتمله وكذبها الزوج قبل قولها مع حلفها والاتحتمله المدة لان الامين انما يصدق فيما لا يخالفه الظاهر، ثم لو بالشهور فالمقدار المذكور، ولو بالحیض فأقلها للحررة ستون يوماً^۳، والله تعالى اعلم۔</p> | <p>در مختار میں ہے: بیوی نے کہا میری عدت ختم ہو چکی ہے اور خاوند اس کو جھوٹا قرار دیتا ہے تو اگر مدت اتنی ہو جو عدت گزرنے کی گنجائش رکھتی ہے تو حلف لے کر عورت کی تصدیق کر دی جائے گی، اگر وہ مدت ایسی نہیں تو پھر عورت کی تصدیق نہ کی جائیگی، کیونکہ کسی امین کی تصدیق ایسی صورت میں کی جاتی ہے جب ظاہر شواہد اس کے مخالف نہ ہوں پھر اگر عدت مہینوں کے حساب سے ہو تو تین ماہ عدت کے ہیں اور عدت حیض کے حساب سے ہو تو کم از کم آزاد عورت کے لئے ساٹھ دن عدت ہے (جس پر عورت کی تصدیق کی جائے گی) واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p> |
|--|---|

۲۵ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ

از شہر کہنہ مسئولہ تھے

مسئلہ ۹۲:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کو طلاق دی بعد طلاق تین یا چار یوم اس کا نکاح اور جگہ ہو گیا اور ایک یا ڈیڑھ سال تک وہاں رہی بعد کو خاوند نے اس کو نکال دیا اس عورت نے تیسری جگہ نکاح کیا، اب یہ دریافت کرنا ہے کہ اس عورت کا دوسرا نکاح جو بعد طلاق بعد چھ یا چار یوم ہوا یا جائز تھا یا

^۱ در مختار باب المہر مطبع مجتبائی دہلی ۲۰۱۱

^۲ در مختار کتاب الفرائض مطبع مجتبائی دہلی ۳۵۲/۲

^۳ در مختار باب العدة مطبع مجتبائی دہلی ۲۵۸/۱

ناجائز؟ اور تیسرا نکاح بھی اسی طرح جائز ہو یا ناجائز؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

سائل بیان کرتا ہے کہ عورت پہلے خاوند کے پاس رخصت ہو کر رہ چکی تھی اس کے بعد طلاق ہوئی اور طلاق کے بعد دوسرے نکاح سے پہلے عورت کے کوئی بچہ پیدا نہ ہوا طلاق کے تین چار ہی دن بعد عورت نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا اس شخص کو بھی یہ سب حال معلوم تھا کہ ابھی طلاق کو تین چار ہی دن ہوئے پس اس صورت میں عورت کا یہ دوسرا نکاح حسب اختیار بحر الرائق محض زنا ہوا یہاں اس کی لڑکی بھی پیدا ہوئی پھر اس دوسرے شخص نے نکاح دیا اور عورت نے تین چار ہی دن کے بعد تیسرے شخص سے نکاح کر لیا، یہ تیسرا نکاح صحیح و جائز ہوا کہ اب پہلے نکاح کی عدت گزر چکی تھی اور دوسرا نکاح نکاح ہی نہ تھا نرا زنا تھا اور زنا کے پانی کی شرع میں کوئی حرمت، نہ اس کے لئے عدت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی زوجہ کو اپنی ماں کہا اور ایک سال تک اسی زوجہ سے اس طور پر مفارقت رکھی کہ زوجہ کو اس کے والدین کے گھر بھیج دیا جب ایک سال گزر گیا تب زید نے بالفاظ صریح اپنی زوجہ کو طلاق دے دی، زوجہ نے بعد گزرنے ایک ہفتہ کے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا، پس یہ نکاح قبل انقضائے عدت جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

زوجہ کو ماں کہنا گناہ مگر اس سے طلاق نہیں ہوتی،

| | |
|--|--|
| <p>جیسا کہ اس کو محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں پھر علامہ شامی نے رد المحتار میں ذکر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ غلط اور جھوٹی بات کہتے ہیں، اور حدیث شریف میں بہن کہنے پر فرمایا: کیا یہ تیری بہن ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناپسند فرماتے ہوئے یہی فرمایا اور اس سے منع فرمایا۔ (ت)</p> | <p>کیا نص علیہ المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر ثم العلامة الشامی فی رد المحتار وقد قال تعالیٰ وَإِنَّهُمْ يَقُولُونَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا^۱ وفي الحديث أختك هي فکرة ذلك رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ونهى عنه^۲۔</p> |
|--|--|

^۱ القرآن الكريم ۲/۵۸

^۲ سنن ابو داؤد کتاب الطلاق آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۳۰۱، سنن الکبریٰ باب ما یکبره من ذلك دار صادر بیروت ۷/۳۶۶

تو جس روز سے طلاق دی اس دن سے مطلقہ ہوئی اور پیش از انقضائے عدت نکاح قطعاً ناجائز حرام ہوا ان پر جدا ہو جانا فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۳: مرسلہ رفیع الدین صاحب مختار ۲۵ شوال ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چاند بی بی کا نکاح بچہ گیرہ برس پیر خاں کے ساتھ ہوا، چاند بی بی بعد نکاح حسب دستور اپنے شوہر کے گھر آئی، ایک دو روزہ کرماں باپ کے گھر واپس گئی، بعد نکاح کے تین برس بعد بیوہ ہو گئی، مسماۃ مذکور کا نکاح ثانی عطا خاں کے ساتھ جس کی عمر چھ برس کی تھی بعد فاتحہ چالیسویں کے کر دیا، انتظار گزرنے عدت کا نہ کیا گیا، وقت نکاح ثانی چاند بی بی تخمیناً ۱۳، ۱۴ برس کی ہو گئی، اب یہ بات دریافت طلب ہے کہ بلا انتظار گزرنے عدت کے یہ نکاح ثانی جائز ہوا یا نہیں؟ اور بیوہ کے بھائی اور ماں زندہ ہیں تو کس کی اجازت درکار ہے؟

الجواب:

جو عورت آزاد کسی عقد صحیح سے کسی مسلمان کے نکاح میں ہو اور موت شوہر تک وہ نکاح اپنی صحت پر باقی رہے، کوئی فساد اس میں عارض نہ ہو اور موت شوہر کے وقت عورت کو کسی طرح کا حمل ہو نا ثابت نہ ہو تو عورت پر ہر حال میں خواہ مسلمہ ہو یا کتابیہ بالغہ ہو یا صغیرہ شوہر بالغ تھا یا صبی خلوت و رخصت ہوئی یا نہیں بہر صورت چار مہینے دس دن کا انتظار لازم ہوتا ہے، اس مدت کے گزرنے سے پہلے اس کا نکاح حرام و ناجائز ہے،

| | |
|--|---|
| <p>فی الدر المختار العدة للموت اربعة اشهر وعشرا بشرط بقاء النكاح صحيحاً الى الموت (ملتقطاً) وطئت اولاً، ولو صغيرة او كتابية تحت مسلم ولو عبد افلم يخرج عنها الا الحامل (ولو) كان (زوجها) البيت (صغیراً) غیر مراہق^۱ ملتقطاً۔</p> | <p>در مختار میں ہے موت کی وجہ سے عدت چار ماہ دس دن ہے بشرطیکہ موت تک نکاح صحیح رہا ہو مطلقاً، یعنی وطی کی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو، اگرچہ عورت نابالغہ ہو یا کوئی کتابیہ عورت مسلمان کے نکاح میں ہو اگرچہ وہ مسلمان غلام ہی ہو سب کا حکم یہی ہے، اگرچہ خاوند اس قدر چھوٹا ہو جو بلوغ کے قریب نہ ہو فوت ہوا ہو اھ ملتقطاً۔ (ت)</p> |
|--|---|

^۱ در مختار باب العدة مطبع مجتبائی دہلی ۲۵۶/۱

سائل مظہر کی چاند بی بی کا یہ دوسرا نکاح شوہر متوفی کے باپ نے اپنے بیٹے کی موت سے انتالیسویں یا تیسویں دن اپنے دوسرے بیٹے صغیر السن کے ساتھ کر دیا تو یہ نکاح از آنجا کہ دیدہ و دانستہ عدت کے اندر کیا گیا محض باطل ہوا جسے نکاح ہی نہیں کہہ سکتے کہا ذکرہ فی البحر و عنہ فی ردالمحتار (جیسا کہ بحر میں اور اس سے ردالمحتار میں ذکر کیا گیا ہے۔ ت) چار مہینے دس دن موت شوہر سے گزرنے کے بعد چاند بی بی اگر بالغ ہو تو اسے خود ورنہ اس کے ولی کو اختیار ہے جس سے چاہے نکاح کر دے، چاند بی بی کے اگر باپ دادا انہیں تو اس کا جوان بھائی حقیقی ولی نکاح ہے اس کے ہوتے ہوئے ماں کو اختیار نہیں والمسائل ظاہرۃ و فی الكتب دائرۃ (یہ مسائل ظاہر ہیں اور کتب میں مذکور چلے آ رہے ہیں۔) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۵: از احمد آباد متصل مسجد کالج محلہ جمالیپور مرسلہ مولانا عبدالرحیم صاحب ۳ صفر ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو تاریخ ۱۰ شعبان ۱۳۲۵ھ کو طلاق دی اور وہ عورت مدخولہ بہاتھی اور زوج ثانی نے اسی شعبان کی تاریخ ۲۹ کو نکاح کیا اور اس نے اپنی زوجہ کو اپنے مکان میں ۱۲، ۱۰ دن رکھ کر اس سے صحبت کی اس عرصہ میں اس کو حمل رہ گیا اب علماء نے اس کو فتویٰ دیا کہ نکاح عدت کے اندر ہوا ہے اس لئے فاسد ہوا، اب اس نے شوال کے تاریخ ۲۴ یا ۲۵ کو پھر دوبارہ عورت سے نکاح کیا، اب یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ شق ثانی میں زوج شرعاً کیا کرے؟ بینواتو جروا بیانا شافیا۔

الجواب:

اگر عورت وقت طلاق حاملہ تھی اور ۲۹ شعبان کو جو زوج ثانی نے نکاح کیا اس سے پہلے وضع حمل ہو چکا تھا تو وہ نکاح صحیح ہوا اور عدت کے بعد ہی ہوا دوبارہ نکاح کی حاجت نہ تھی، اور اگر عورت کا وقت طلاق حاملہ ہونا ثابت نہ تھا تو یہ دونوں نکاح کہ شخص دوم نے کئے ناجائز و باطل ہیں کہ دونوں عدت کے اندر واقع ہوئے، پہلے کا عدت میں ہونا تو ظاہر کہ ۱۹ دن میں تین حیض نہیں گزر سکتے اور دوسرے کا یوں کہ جب زن مطلقہ عدت کے اندر حاملہ ہو جائے تو اب اس کی عدت اس حمل کے وضع تک ہو جاتی ہے، پس اس پر فرض ہے کہ عورت کو فوراً الگ کر دے، یہ حمل جواب ظاہر ہوا ہے اس کے وضع کا انتظار کرے، بعد وضع اس سے نکاح کر سکتا ہے،

| | |
|--|---|
| فی ردالمحتار عن النہر الفائق عن البدائع اعلم ان المعتدۃ لو حملت فی عدتھا ذکر الکرخی ان | ردالمحتار میں نہر الفائق سے منقول ہے انہوں نے بدائع سے نقل کیا کہ واضح رہے کہ عدت والی دوران عدت اگر حاملہ ہو جائے تو امام کرخی کے قول کے |
|--|---|

مطابق اس کی عدت بچے کی پیدائش تک ہے، امام کرخی نے اس کی تفصیل نہ فرمائی، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے خود جو ذکر فرمایا اس کے مطابق یہ حکم طلاق کی عدت کا ہے لیکن اگر وفات کی عدت ہو تو پھر حمل کی وجہ سے اس کی عدت چار ماہ دس دن ہی رہے گی اور وفات والی عدت میں تبدیل نہ ہوگی، یہی صحیح مذہب ہے، اہ اقوال: (میں کہتا ہوں) اس کی وجہ ظاہر کہ وفات کی عدت مہینوں کے حساب سے ہوتی ہے اور طلاق کی عدت حیض کے حساب سے ہوتی ہے اور حیض حمل کی وجہ سے ختم ہو جاتا ہے، غور کرو۔
واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

عدتها وضع الحمل ولم يفصل، والذي ذكره محمد ان هذا في عدة الطلاق اما في عدة الوفاة فلا تتغير بالحمل وهو الصحيح¹ اہ اقوال: ووجهه ظاهر ان عدة الوفاة بالاشهر والطلاق بالحیض والحيض يرتفع بالحمل فافهم، واللہ تعالیٰ اعلم۔

¹ رد المحتار باب العدة دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۰۴/۲



باب الحداد (سوگ کا بیان)

مسئلہ ۹۲: مسئلہ محمد عنایت اللہ ۶ ربیع الاول شریف ۱۳۰۸ھ

حضرت مولوی تسلیم عرض، وہ لڑکی کہ بیوہ ہو گئی ہے میں اسے شادی جہان پور لے جانا چاہتا ہوں اس میں کیا حکم ہے؟ اور ایامِ عدتِ وفات میں عورت بھروسہ بھی دوسرے مکان یا دوسری جگہ جاسکتی ہے یا نہیں؟ والسلام محمد عنایت اللہ

الجواب:

تاختمِ عدتِ عورت پر اسی مکان میں رہنا واجب ہے، شادی جہان پور خواہ کسی جگہ لے جانا جائز نہیں، ہاں جس کے پاس کھانے پہننے کو نہیں اور ان چیزوں کی تحصیل میں باہر نکلنے کی ضرورت ہے کہ بغیر اس کے خورد و نوش کا سامان گھر میں بیٹھے نہیں کر سکتی تو وہ صبح و شام باہر نکلے اور شب اسی مکان میں بسر کرے دوسرے مکان میں چلے جانا ہرگز جائز نہیں، مگر یہ مکان اس کا نہ تھا مالکانِ مکان نے جبراً نکال دیا، یا کرایہ پر رہتی تھی اب کرایہ دینے کی طاقت نہیں یا مکان گر پڑا یا گرنے کو ہے یا اور کسی طرح اپنی جان یا مال کا اندیشہ ہے غرض اسی طرح کی ضرورتیں ہوں تو وہاں سے نکل کر جو مکان اس کے مکان سے قریب تر ہو اس میں چلی جائے ورنہ ہرگز نہیں درمختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| <p>موت کی عدت والی عورت ضرورت پر دن میں اور رات میں گھر سے باہر نکل سکتی ہے، اور رات کا اکثر حصہ اپنے گھر میں ہی رہے کیونکہ اس نے اپنا خرچہ خود پورا کرنا ہے اس لئے وہ باہر نکلنے کی محتاج ہے حتیٰ کہ اگر اپنی کفایت اور ضرورت کے لئے اس کے پاس نفقہ ہو تو یہ مطلقہ عورت کی طرح ہے اس کو باہر نکلنا حلال نہیں ہے، فتح اہ قول: (میں کہتا ہوں) یونہی اگر وہ گھر میں رہ کر کوئی محنت کر کے اپنا خرچہ بنا سکتی ہے تو نکلنا حلال نہ ہوگا کیونکہ اس کا باہر نکلنا ضرورت کی بناء پر جائز ہوا ہے اور جب ضرورت نہیں تو جواز بھی نہیں، اور یہ بات بالکل واضح ہے۔ (ت)</p> | <p>معتدة موت تخرج في الحديدين و تبیت اکثر الليل في منزلها لان نفقتها عليها فتحتاج للخروج حتى لو كان عندها كفايتها صارت كال المطلقة فلا يحل لها الخروج فتح¹ اها قول فكذا اذا قدرت على الكسب في البيت من دون خروج فان المبيع هي بالضرورة فبيح لا ضرورة فلا باحة وهذا واضح جدا۔</p> |
|--|---|

اسی میں ہے:

| | |
|---|--|
| <p>موت اور طلاق کی عدت والی عورتیں اسی گھر میں عدت گزاریں جس میں عدت واجب ہوئی اور وہاں سے باہر نہ نکلیں الا یہ کہ ان کو جبراً نکالا جائے یا وہ مکان گر جائے یا گرنے کا خطرہ ہو، یا وہاں مال کے نقصان کا خطرہ ہو یا مکان کرایہ پر تھا عورت میں کرایہ دینے کی طاقت نہ ہو یا اور اس قسم کی ضروریات ہوں تو قریب ترین مکان میں منتقل ہو جائے، اور طلاق والی کو یہ حکم ہے کہ جہاں خاوند اسے سکونت دے وہاں رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p> | <p>وتعتدان ای معتدة طلاق وموت فی بیت وجبت فیہ ولا تخرجان منه الا ان تخرج او ينهدم المنزل او تخاف انه دامه او تلف مالها او لاتجد كراء البيت ونحو ذلك من الضرورات فتخرج لاقرب موضع اليه وفي الطلاق الى حيث شاء الزوج²۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> |
|---|--|

۱۵ شوال ۱۳۲۶ھ

از بریلی محلہ شاہ آباد متصل چاہ کنکر مسئلہ سید منصور علی صاحب

مسئلہ ۹۷:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورت جس کا خاوند مر گیا وہ ایام عدت میں اپنے کسی استحقاق وراثت کے استحکام کے واسطے باہر گھر سے جاسکتی ہے یا نہیں، اور اگر باہر جائے تو کس قدر عرصہ تک اور اس کے باہر جائے سے اس کے کسی حقوق میں فرق تو نہ آئے گا بینوا تو جروا۔

¹ در مختار باب الحداد مطبع مہتابی دہلی ۲۶۰/۱

² در مختار باب الحداد مطبع مہتابی دہلی ۲۶۰/۱

الجواب

سائل نے ظاہر کیا کہ عورت مسکینہ ہے پانچ روپے کی ایک معاش کہ اس کے شوہر نے اسے لکھ دی تھی صرف وہی پاس رکھتی ہے اور اہلکار کچہری کو کمیشن دے کر بلانے کی استطاعت اصلاً نہیں اور اگر نہ جائے تو وہ جلد اس کے نام نہ ہوگی اور وہ جگہ جہاں جانا چاہتی ہے اس کے مکان عدت سے صرف چھ میل دور ہے دن ہی دن میں جانا اور مکان میں واپس آنا ہو جائے گارات یہیں آکر بسر کرے گی اگر بات یوں ہے تو صورت مذکورہ میں اسے جانا اور دن کے دن واپس آکر رات مکان عدت ہی میں بسر کرنے کی اجازت ہے۔ درمختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| موت کی عدت والی عورت ضرورت پر دن میں اور رات میں گھر سے نکلے اور رات کا اکثر حصہ واپس اپنے مکان ہی میں بسر کرے کیونکہ اس کا اپنا خرچہ خود اس کے ذمہ ہے اس لئے وہ محتاج ہے کہ باہر نکلے حتیٰ کہ اگر اس کے پاس کفایت کے مطابق خرچہ موجود ہے تو پھر یہ مطلقہ عورت کی طرح ہے اس کو باہر جانا جائز نہیں ہے، فتح۔ اور قنیہ میں اسے اپنی ضروری اشیاء کی اصلاح کے لئے نکلنا جائز قرار دیا ہے، مثلاً زراعت کی نگرانی کرنی ہے اور اس کا کوئی وکیل نہ ہو۔ (ت) | معتدة موت تخرج في الحديدین وتبیت اکثر الليل في منزلها لان نفقتها عليها فتحتاج للخروج حتى لو كان عندها كفايتها صارت كال المطلقة ولا يحل لها الخروج فتح. وجوز في القنية خروجها لاصلاح لا بدلها منه كزراعة ولا وکیل لها ¹ ۔ |
|--|---|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|--|
| قال في النهر ولا بد ان يقيد ذلك بان تبیت زوجها ² ۔ والله تعالى اعلم۔ | نہر میں کہا ہے یہ قید ضروری ہے کہ رات کو خاوند والے گھر میں واپس آئے اور وہاں رات گزارے۔ والله تعالى اعلم۔ |
|---|--|

مسئلہ ۹۸: از شہر روہیلی ٹولہ، بریلی مسئلہ مسیت خاں ۱۹ رجب المرجب ۱۳۳۶ھ
زید فوت ہوا اس کی زوجہ کوئی ذریعہ معاش نہیں رکھتی اور نہ کوئی شخص ورثاء و متعلقین متوفی سے اس کے نان و نفقہ کا متکفل ہو بلکہ اشخاص مذکور کی جانب سے چور شارب الخمر تارک الصلوٰۃ قمار باز ہیں و نیز دیگر امور خلاف شریعت کے مرتکب رہتے ہیں نسبت مسماۃ مذکور کے انعدام عصمت و اتلاف مال و دیگر قسم کے

¹ درمختار باب الحداد مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۰/۱

² ردالمحتار باب الحداد دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۴۰/۲

فساد کا اندیشہ کامل و قوی ہے ایسی صورت میں مسماۃ مذکورہ کو مکان مسکونہ اپنا چھوڑ کر کسی دوسری جگہ پر ایام گزاری عدت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

عدت موت کا نفقہ کسی پر نہیں ہوتا خود اپنے پاس سے کھائے پاس نہ ہو تو دن کو محنت و مزدوری کے لئے باہر جاسکتی ہے، چار مہینے دس دن وہیں گزارنا فرض ہے، اللہ عزوجل کے ادائے فرض میں حیلے نہ کئے جائیں وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْفٰسِدَ مِنَ الْبٰصِلِ (اللہ تعالیٰ مفسد اور مصلح کو جانتا ہے۔ ت) اگر اندیشہ واقعی و صحیح ہے بذریعہ حکومت بندوبست کرے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَم۔

مسئلہ ۹۹: از پرانا شہر روہیلی ٹولہ بریلی مرسلہ احمد اللہ خاں صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندو قوم حجام سے ہے اور ہمیشہ بوجہ حجامی باہر نکلتی ہے، ایسی صورت میں اس کو یا ایام عدت دن میں اور شب میں باہر نکلتا جائز ہے یا نہیں؟ اور قیام شب دوسرے مکان پر کر سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

سائل کے بیان سے معلوم ہوا کہ یہ عدت موت کی ہے، پس اگر عورت کے پاس اتنا مال ہے کہ چار ماہ دس دن گھر بیٹھ کر کھائے جب تو اسے نکلتا جائز نہیں ورنہ جتنے دنوں کھانے کا سامان رکھتی ہے اتنے دنوں اسے گھر بیٹھ کر کھانا لازم، اور پھر نکلتا جائز، رات اپنے گھر میں گزارے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَم۔

مسئلہ ۱۰۰: از شہر بریلی ۳۰ رمضان ۱۳۳۶ھ

زید فوت ہوا، ایک زوجہ حاملہ اور ایک لڑا اور دو لڑکیاں نابالغ چھوڑیں، وہ ایک غریب آدمی تھا جس کے رہنے کو مکان بھی نہ تھا کرایہ کا مکان تھا مکان والے کا دو مہینہ کا کرایہ چاہئے وہ کہتا ہے کہ کرایہ دو یا مکان خالی کرو، زوجہ زید کے پاس نہ کھانے پینے کو کچھ ہے اور نہ کرایہ مکان ادا کرنے کو، ایسی حالت میں زوجہ زید اندر میعاد عدت کے وہ مکان جس میں زید فوت ہوا چھوڑ کر اپنی ماں کے گھر جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:

جہاں سے ممکن ہو کرایہ ادا کرے اور عدت کے دن وہیں گزارے،

جس کا خاندان فوت ہو گیا تھا یہ بات میں نے اس کی ماں سے کہی وہی سائلہ تھی تو اس بات پر وہ راضی ہو گئی تو میں نے معلوم کر لیا کہ عورت کرایہ اور نفقہ پر

امرت به السائلة وهي امر المتوفي عنها زوجها فرضيت
فعلبت انها قادرة انما ذلك احتيال

| | |
|-------------------------------|---|
| للا انتقال وکم جربنا مثل ذلک۔ | قادر ہے، اور یہ بیان منتقل ہونے کا ایک بہانہ تھا اس بات کا تجربہ بارہا ہم کر چکے ہیں۔ (ت) |
|-------------------------------|---|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|--|---|
| وہی فی دار باجرة قادرة علی دفعها فلیس لها ان تخرج بل تدفع ^۱ ۔ | اگر موت کی عدت والی کسی کرایہ کے مکان میں ہو اور کرایہ دینے پر قادر ہو تو اس کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں بلکہ کرایہ ادا کرے (ت) |
|--|---|

در مختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| تعتدان معتدة طلاق و موت فی بیت وجبت فیہ ولا تخرجان منه الا ان تخرج او ينهدم المنزل او تخاف انه داه او تلف مالها او لا تجد كراء البيت و غیر ذلك من الضروریات فتخرج لا قرب موضع الیہ ^۲ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | موت اور طلاق کی عدت والی عورتوں کو گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں اسی مکان میں عدت بسر کریں جہاں عدت واجب ہوئی ہے الا یہ کہ ان کو جبراً نکالا جائے یا وہ مکان گر جائے یا گرنے کا خطرہ ہو یا وہاں مال کے نقصان کا خطرہ ہو، یا مکان کرایہ پر تھا عورت کرایہ دینے کی طاقت نہ رکھتی ہو، یا اور اس قسم کی ضروریات ہوں جن سے مجبور ہو تو قریب ترین موضع میں منتقل ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت) |
|--|---|

مسئلہ ۱۰۱: یہ چند مسائل محمد میر خان صاحب پبلی بھیت کو ارسال فرمائے گئے۔ بتاریخ ۴ شعبان المعظم ۱۳۳۷ھ عدت میں عورت کو یہ چیزیں منع ہیں: ہر قسم کا گہنا یہاں تک کہ انگوٹھی چھلا بھی مہندی، سرمہ، عطر، ریشمی کپڑا، ہار پھول، بدن یا کپڑے میں کسی قسم کی خوشبو، سر میں کنگھی کرنا، اور مجبوری ہو تو موٹے دندانون کی کنگھی کرے جس سے فقط بال سلجھالے پٹی نہ جھکالے۔ پھیل، بیٹھاتیل، کسم، کیسر کے رنگے کپڑے، یونہی ہر رنگ جس سے زینت ہوتی ہو اگرچہ پڑیہ گیر وکا، چوڑیاں اگرچہ کچھ کی، غرض ہر قسم کا سنگار ختم عدت تک منع ہے۔ چارپائی پر سونا، بچھونا سونے یا بیٹھنے میں بچھانا منع نہیں۔

مسئلہ ۱۰۲: از میونڈی ڈاکخانہ شاہی ضلع بریلی مرسلہ سید امیر عالم حسن صاحب ۱۶ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ درمیان عدت کے عورت سے واسطے کرنے نکاح کے دریافت

^۱ ردالمحتار باب الحداد دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۰

^۲ در مختار باب الحداد مطبع مہتابی دہلی ۱/۲۶۰

کرنا کیسا ہے؟

الجواب:

عدت میں نکاح کا پیام دینا بھی حرام ہے اور اگر پیام نہیں، مثلاً اس کے گھر والے دریافت کریں کہ نکاح ثانی کا ارادہ ہے یا کیا، تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۳: از شہر متصل جامع مسجد پیارے میاں معرفت عنایت خاں ۲ محرم الحرام ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ باہر تھی اور خبر انتقال شوہر سن کر آئی اور ایک مکان میں قیام کیا جس میں بیٹھک ہے اور ایک دروازہ صدر ہے لہذا ایام عدت میں بیٹھک سے مکان میں جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:

سائل نے بیان کیا کہ عورت گوالیار میں تھی اور وہاں سے آئی، شوہر کا مکان گاؤں میں، یہ وہاں نہ گئی بلکہ شہر میں ایک غیر شخص کے یہاں ٹھہری، اس کے بیٹھک اور زنا خانہ کیا پوچھنا اس سے سفر کر کے آنا حرام تھا اور غیر شخص کے یہاں ٹھہرنا حرام تھا، بیٹھک ہو یا زنا خانہ اسے حکم ہے کہ شوہر کے مکان میں عدت پوری کرے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۴: ۱۳ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مرگیا حالت نابالغی میں، عمر ۱۴ یا ۱۵ برس کی تھی، زوجہ اس کی ہندہ ۱۳ سال کی، کوئی علامت بلوغت کی نہ تھی، بعد مرنے زید کے تین روز کے بعد زید کا باپ زید کی زوجہ کو اپنے مکان کو لے گیا، موضع سوڑا میں، اور وہاں لے جا کر ہندہ سے اسٹامپ لکھایا معافی مہر کا، دو چار روزہ کر پھر اسی مکان پر آگیا جہاں زید کا انتقال ہوا تھا وہ مکان زید کی نانی کا تھا، اب زید کا باپ ہندہ کے باپ کو ہندہ کو دیکھنے نہیں دیتا، کہتا ہے بعد عدت یا عدت کے اندر میں ہندہ کا نکاح اپنی رائے سے کردوں گا اور ہندہ بیمار ہے جاڑا بخار آتا ہے، ہندہ کے باپ کو صدمہ ہوتا ہے کہ میں اس کا علاج کروں لیکن زید کا باپ نہیں بھیجتا نہ دیکھنے دے، ہندہ کے کسی رشتہ دار کو نہیں دیکھنے دیتا، ہندہ کا باپ کہتا ہے کہ شریعت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بدلنے مکان کے وہی قید باقی رہی ہندہ کے ذمہ یا بدل گئی کیونکہ زید کا باپ ہندہ کو اس مکان سے اور مکان میں لے گیا دو چار روز رکھا اب ہندہ کا باپ چاہتا ہے کہ شریعت اجازت دے تو میں ہندہ کو اپنے مکان پر لے آؤں اس وجہ سے کہ ہندہ کو زید کے سامنے تکلیف پہنچاتا تھا اب تو اور بھی زیادہ تکلیف پہنچی ہے ہندہ کو، لہذا سوال کا جواب عنایت فرمایا جائے، زید کی نانی کے مکان سے زید کے باپ

کا مکان چار کوس ہے۔

الجواب:

عدت کے اندر اسے دوسری جگہ لے جانا حرام تھا اور جب تک وہاں رکھا یہ بھی حرام ہوا مگر اس سے عدت جاتی نہ رہی موت سے چار مہینے دس دن تک شوہر ہی کے مکان پر رہنا پڑے گا اگر وہ نابالغ ہے تو اس کے معاف کئے سے مہر معاف نہیں ہو سکتا اور عدت کے اندر تو کوئی اس کا نکاح نہیں کر سکتا جو کرے گا باطل محض ہوگا عدت کے بعد ہندہ کے باپ کو اس کے نکاح کا اختیار ہے پدر زید کو کچھ اختیار نہیں کہ اگر یہ کردے گا پدر ہندہ کی اجازت پر موقوف رہے گا وہ رد کردے فوراً رد ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ

اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۱۰۵: ۱۶ شوال ۱۳۱۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کے شوہر کا انتقال ہو گیا اور وہ غیر شہر میں جس مکان میں اس کا شوہر سکونت رکھتا تھا عدت میں ہے، لیکن بسبب نادانی اور غیر محرم کے وحشتناک ہو کر چاہتی ہے کہ والدین کے مکان میں جا کر رہوں، آیا اس کو شرع اجازت دیتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:

اولاً یہاں شرعاً واقع عذر سچی مجبوری دیکھی جاتی ہے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَلْغَيْبَ مِنَ الصَّلٰوٰتِ (اللہ تعالیٰ مفسد اور مصلح کو جانتا ہے۔ ت) خدا ہر ایک کا نہاں و عیاں سب جانتا ہے اگر ایام عدت تک وہاں رہنے میں کوئی خوف صحیح و اندیشہ واقعی ہندہ کے مال یا جان ناموس پر نہیں، کوئی ضرر صحیح وہاں اتنے دن گزارنے میں نہیں یا ہے تو اس کا علاج اسے ممکن ہے مثلاً اسکے بعض اعزہ محارم اس کے پاس رہ سکتے ہیں یا قابل اعتماد عورات کو ساتھ کے لئے رکھ سکتی ہے اگرچہ اجرت دے کر، تو اسے ہر گز اجازت نہیں ہو سکتی، خوف میں شاید اور عجب نہیں کا لحاظ نہیں ہوتا خوف صحیح منشاء صحیح سے ناشی ہونا چاہئے نہ اس وحشت کا کچھ اعتبار جو کم عمری کا لازمہ ہے خصوصاً ایسے غم کی حالت میں جب تک وہ ایسی شدت پر نہ ہو جس سے نقصان صریح عقل وغیرہ پر پہنچنے کا خطرہ ہو۔

ہاجیا اور اگر واقعی حالت مجبوری ہے تو یہ دیکھا جائے گا کہ اس مکان سکونت سے قریب تر کون سے مکان ایسا ہے جس میں وہ اندیشہ و خطرہ نہ ہو، اگر اسی شہر میں کوئی دوسرا مکان قابل اطمینان اپنے کسی عزیز کا ہو تو وہاں چلی جائے، شہر سے باہر جانے کی اجازت نہیں بلکہ وہیں دو محلوں میں دو مکان قابل اطمینان ہوں ایک دور ایک پاس، تو دور والے میں جانے کی اجازت نہیں، اور اگر اس شہر میں نہ ہو مگر دوسرے شہر کہ بہ نسبت شہر والدین اور اس شہر سکونت سے قریب تر ہے میں کوئی مکان قابل اطمینان ہے تو وہیں جائے، ہاں اگر

سب صورتیں معدوم ہوں تو البتہ بحالت ضرر صریح و مجبوری محض اجازت ہے۔ درمختار میں ہے:

| | |
|--|--|
| <p>تعتدان ای معتدة طلاق و موت فی بیت و جبت فیہ ولا تخرجان منه الا ان تخرج او ینهدم المنزل او تخاف انهدامه او تلف مالها اولا تجد کراء البیت ونحو ذلك من الضرورات فتخرج لا قرب موضع الیه وفي الطلاق الی حیث شاء الزوج¹۔</p> | <p>موت اور طلاق کی عدت والی عورتیں اسی مکان میں عدت گزاریں جس میں عدت واجب ہوئی ہو، اور وہاں سے منتقل نہ ہوں الا یہ کہ ان کو جبراً نکالا جائے یا وہ مکان گر جائے یا گرنے کا خطرہ ہو یا مال کے نقصان کا خطرہ ہو یا مکان کرایہ پر ہو اور عورت کرایہ نہ پائے، اور دیگر ایسی ضروریات کی وجہ سے مجبور ہو تو قریب ترین مکان میں منتقل ہو جائے، اور طلاق والی کو یہ حکم ہے کہ جہاں خاوند انتظام کرے وہاں رہے۔ (ت)</p> |
|--|--|

عالمگیریہ میں ہے:

| | |
|---|---|
| <p>المعتدة اذا كانت فی منزل لیس معها احد وھی لا تخاف من اللصوص ولا من الجیران ولكنها تفزع من امر المبییت ان لم یکن الخوف شدید الیس لها ان تنتقل من ذلك الموضع، وان کان الخوف شدیداً کان لها ان تنتقل کذا فی فتاویٰ قاضی خاں²۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> | <p>عدت والی عورت جب کسی ایسے مکان میں ہو کہ وہاں اس کے ساتھ کوئی نہ رہتا ہو اور چوروں یا پڑوسیوں سے خائف نہ ہو لیکن وہ عورت رات کو ڈرتی ہو، اگر یہ ڈر شدید نہ ہو تو عورت کو وہاں سے منتقل ہونا جائز نہیں، اور اگر یہ ڈر شدید ہو تو عورت کو پھر منتقل ہونا جائز ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ایسے ہی مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> |
|---|---|

¹ درمختار باب الحداد مطبع مکتبائے دہلی، ۱/۲۶۰

² فتاویٰ ہندیہ الباب الرابع عشر فی الحداد نورانی کتب خانہ پشاور، ۱/۵۳۵

باب زوجة المفقود (مفقود الخیر کی زوجہ کا حکم)

مسئلہ ۱۰۶: زوجہ عہ مفقود کے لئے چار برس کی مہلت کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے، جمہور ائمہ کرام اس کے خلاف پر ہیں، ادھر قرآن عظیم صاف صاف ارشاد فرما رہا ہے: **وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ**^۱ تم پر حرام ہیں وہ عورتیں جو دوسرے کے نکاح میں ہیں۔ اس عورت کا نکاح مفقود میں ہونا تو یقیناً معلوم، اور چار برس کے بعد اس کی موت مشکوک و موہوم، کیا آدمی اتنی مدت میں خواہ مخواہ مر ہی جاتا ہے یا اس کی مرگ پر ظن غلبہ کرتا ہے یہاں تک کہ خود علمائے مالکیہ رحمہم اللہ تعالیٰ اقرار فرماتے ہیں کہ اس چار سال کی تقدیر پر سوائے تقلید امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں، نہ ہرگز نظر فقہی اس کے مساعد،

| | |
|--|---|
| کہا نقل العلامة الزرقانی فی شرح الموطأ عن الکافی | جیسا کہ علامہ زرقانی نے شرح الموطأ میں کافی سے نقل کیا کہ |
| انہا مسئلة قلدنا فیہا | یہ وہ مسئلہ ہے جس میں ہم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ |

عہ: یہ مضمون مسئلہ ازاجین تک، مولوی ضیاء المصطفیٰ صاحب نے کسی رسالہ سے نقل کر کے دیا اور مولانا عبدالرؤف صاحب مرحوم نے شامل کیا ۱۲

^۱ القرآن الکریم ۲۴/۱۲

| | |
|-------------------------------------|--|
| عبر و لیست مسئلۃ النظر ¹ | کی تقلید کی ہے اور یہ نظری مسئلہ نہیں ہے (ت) |
|-------------------------------------|--|

اور تمام ائمہ کہ شک سے یقین زائل نہیں ہوتا، ولہذا خود ائمہ مالکیہ دربارہ مال اس تقدیر چار سال کے قائل نہ ہوئے، حالانکہ یہ نہایت مستبعد ہے کہ آدمی مہلت چار سال کے بعد حق زوجہ میں مردہ ٹھہر کر اس کا مال ورثاء پر تقسیم نہ ہو، فاضل ابراہیم شرح انوار دہلی میں لکھتے ہیں:

| | |
|--|---|
| نقض حکمہ لمخالفتہ القیاس الجلی اذلا یجوز ان یکون حیاً فی مالہ ومیتاً فی حق زوجہ ² | قاضی کا حکم کا عدم قرار دیا جائے گا کہ یہ ظاہر قیاس کے خلاف ہے کیونکہ ایسا نہیں ہو سکتا ہے مفقود شخص کو مال کے حق میں زندہ اور بیوی کے حق میں مردہ قرار دیا جائے۔ (ت) |
|--|---|

تونس قطعی و قضیہ یقینی کے خلاف ایک موہوم بات پر کہ حق مال میں بالاتفاق مقبول نہیں، کیونکہ زین زید نکاح عمر و میں آسکتی ہے، ادھر احادیث حضور المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس مذہب کا کہیں پتا نہیں، بلکہ حدیث آئی ہے تو ہمارے ہی موافق آئی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|--|---|
| امراة المفقود امرأته حتی یأتیہا البیان ³ ۔ رواہ الدار قطنی فی سننہ عن المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ۔ | مفقود کی عورت اسی کی عورت ہے یہاں تک کہ اس کی موت کا حال ظاہر ہو۔ (اس کو دار قطنی نے اپنی سنن میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت) |
|--|---|

امیر المؤمنین مولیٰ المسلمین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ و کتیف العلم سید الفقہاء سند الائمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہماری ہی طرف ہیں رواہ عنہما عبدالرزاق⁴ فی مصنفہ (اس کو عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں دونوں حضرات علی اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ ت) اور قوت بر قوت یہ کہ امیر المؤمنین امام العادلین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ پہلے قائل چار سال کے تھے بلکہ وہی پہلے قائل چار سال کے ہوئے بعدہ قول حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی طرف رجوع فرمایا،

| | |
|---|---|
| کہا ذکرہ فقیہہ الکوفۃ ابن ابی لیلی رحمہ اللہ تعالیٰ | جیسا کہ اس کو فقیہہ الکوفہ ابن ابی لیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ |
|---|---|

¹ شرح الزرقانی علی مؤطا امام مالک عدة التی تفقد زوجها المكتبة التجارية الکبڑی مصر ۲۰۰/۳

² شرح الانوار فصل القسم الثانی عدة الوفاة مطبعة الجمالیہ مصر ۲۱۲/۲

³ سنن الدار قطنی باب المهر حدیث نشر السنة ملتان ۳۱۲/۳

⁴ مصنف عبدالرزاق باب التی لاتعلم مہلک زوجها حدیث . مجلس علی بیروت ۹۱۹/۷

نقله المحقق في الفتح¹۔ نے ذکر فرمایا، یہ فتح القدیر میں محقق سے منقول ہے (ت)

تو وہ دلیل کہ مالکیہ کو اس قول پر حامل تھی یعنی تقلید فاروقی وہ بھی نہ رہی۔ اسی طرح حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ارشد تلامذہ امام مالک ہیں پہلے قول امام مالک کے قائل تھے پھر ہمارے ہی قول کے طرف رجوع لائے، اور وہی ان کے مذہب میں رائج قرار پایا،

کما فی میزان الشریعة الکبریٰ، ورحمة الامة فی اختلاف الائمة، وهذا لفظهما اختلفوا فی زوجة المفقود فقال ابو حنیفة والشافعی فی الجدید الراجح و احد فی احد روایتیہ لاتحل للازواج حتی تمضي مدة لا یعیش فی مثلها غالباً²۔ جیسا کہ میزان الشریعة الکبریٰ اور رحمۃ الامة فی اختلاف الائمة میں ہے، یہ الفاظ دونوں سے متفق ہیں کہ مفقود کی بیوی کے متعلق فقہاء نے اختلاف کیا ہے، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے جدید رائج قول اور امام احمد کے ایک قول کے مطابق اس کو دوسرا نکاح حلال نہیں حتیٰ کہ گم شدہ اتنی عمر میں غالب طور پر زندہ نہ رہ سکے۔ (ت)

بلکہ جمہور ائمہ شافعیہ رحمہم اللہ تعالیٰ تو یہاں تک اس سے اختلاف رکھتے ہیں کہ اگر قاضی مہلت چار سالہ بعد تفریق کر دے تو اس کی قضا توڑ دی جائے کہ اس دلیل صریح کے خلاف حکم کیا، امام نور الدین یوسف بن ابراہیم اردبیلی شافعی کتاب الانوار العمل للابرار میں فرماتے ہیں:

لو حکم حاکم بانها تتربص اربع سنین فتعتد عدة الوفاة ثم تنکح وتربصت وحکم ثانیاً بالفرقة واعتدت ونکحت نقض حکمہ الا اذا بان انه کان میتاً وقت الحکم۔³ اگر کسی حاکم نے یہ فیصلہ دیا کہ وہ چار سال انتظار کے بعد وفات کی عدت پوری کرے اور پھر کسی سے نکاح کرے، چنانچہ فیصلہ کے مطابق اگر عورت نے چار سال انتظار کیا اور اس حاکم نے فرقت کا نیا حکم دے دیا اور اس کے بعد عورت نے عدت گزار کر نکاح کر لیا تو قاضی کا یہ حکم کالعدم قرار پائے گا الایہ کہ واضح ہو جائے کہ قاضی کے مذکور فیصلے کے وقت گمشدہ شخص فوت ہو چکا تھا۔ (ت)

اسی میں ہے:

¹ فتح القدیر کتاب المفقود مکتبہ نوریہ رضویہ سکر ۳۷۲/۵

² المیزان الکبریٰ کتاب العدد والاستبراء مصطفى البابی مصر ۱۳۶۲، رحمة الامة فی اختلاف الائمة کتاب العدد مطابق قطر الوطنية الدوحة قطر ص ۳۱۲

³ الانوار لاعمال الابرار فصل القسم الثانی عدة الوفاة مطبعة الجمالیہ مصر ۲۱۲/۲

| | |
|---|---|
| لو قضي قاض بصلحة نكاح زوجة المفقود بعد اربع سنين ومدة العدة نقض حكمه ¹ اھملخصاً۔ | اگر کسی قاضی نے مفقود کی بیوی کے متعلق چار سال انتظار اور اس کے بعد عدت پوری کر کے نکاح کی صحت کا فیصلہ دیا تو اس کا حکم کالعدم ہوگا اھملخصاً (ت) |
|---|---|

شرح انوار میں ہے:

| | |
|---|--|
| لمخالفتہ القیاس الجلی فی جعل المفقود میتاً فی النكاح دون المال وما جزم به المصنف هو الذی علیہ الاكثرون كما یعلم من كلام الرافعی ² هنا الخ۔ | یہ قیاس جلی کی مخالفت کی وجہ سے کہ مفقود کو نکاح کے حق میں مردہ اور مال کے حق میں زندہ قرار دیا جائے، اور مصنف نے جس پر جزم فرمایا وہ ہے جس پر اکثر ائمہ نے اعتماد فرمایا جیسا کہ یہاں امام رافعی کے کلام سے معلوم ہو رہا ہے الخ (ت) |
|---|--|

تو جو اس قول کے قائل تھے ان پر بھی اس کا ضعف ظاہر ہوا جب تو اس سے رجوع کرتے آئے اور قول ضعیف پر حکم و فتویٰ دینا جہل و مخالفت اجماع ہے۔

| | |
|---|---|
| فی الدار المختار، حاصل ماذکرہ الشیخ قاسم القاضی الا ان المفتی مخبر عن الحكم والقاضی ملزم به وان الحكم والفتیاً بالقول المرجوح جهل وخرق الاجماع ³ ۔ | در مختار میں ہے: شیخ قاسم نے اپنی تصحیح میں جو ذکر فرمایا اس کا حاصل یہ ہے کہ مفتی اور قاضی کا یہاں کوئی فرق نہیں ماسوائے اس کے کہ مفتی حکم کی خبر دیتا ہے اور قاضی اس کو نافذ کرتا ہے جبکہ مرجوح قول پر فتویٰ اور فیصلہ جہالت ہے اور اجماع کی مخالفت ہے۔ (ت) |
|---|---|

پھر معاملہ بھی کون سا معاملہ فروج جس میں شریعتِ مطہرہ کو سخت احتیاط ملحوظ، یہاں تک کہ بالکل اصل اشیاء میں اباحت وحلت ہے، فروج میں اصل حرمت ٹھہری، تو ایسے امر میں ایسے قول کی طرف اپنا ایسا قوی و مدلل مذہب چھوڑ کر جانا کیسی کھلی بے احتیاطی ہے، رہا دعویٰ ضرورت، اس کا حال یوں کھلتا ہے کہ ہندوستان کی نوجوان عورتیں جو بیوہ ہو جاتی ہیں بالکل انہیں شرعاً نکاح ثانیہ کی اجازت ہے اپنی ایک جھوٹی رسم کی پیروی میں عمر بھر بیٹھی رہتی ہیں اس وقت نہ انہیں ضرورت سو جھتی ہے نہ یہی خیال آتا ہے کہ جوانی کیونکر کٹے گی نہ یہ کہ نان و نفقہ کہاں سے

¹ الانوار لاعمال الابرار کتاب ادب القضاء الطرف السابع فی الاشهاد الخ مطبعة الجمالیہ مصر ۱۳۱۳ و ۱۳۱۴

² شرح الانوار کتاب ادب القضاء الطرف السابع فی الاشهاد الخ مطبعة الجمالیہ مصر ۱۳۱۳

³ در مختار رسم المفتی مطبعہ تبتائی دہلی ۱۵/۱

ملے گا مگر خاوند مفقود ہو کر یہ سب دعویٰ ہجوم کرتے ہیں، اگر ضرورت کا دعویٰ سچا ہے تو وہاں صبر کیونکر ہوتا ہے اور جب وہاں کیا جاتا ہے، حالانکہ قطعاً بے شوہر، اور ازواج کے لئے حلال ہیں تو یہاں صبر کیوں نہیں کیا جاتا کہ یقیناً شوہر دار تھیں اور موت شوہر ثابت نہیں ہوئی مگر ہے یہ کہ جہال کے نزدیک رسم کا اتباع حکم کے اتباع سے زیادہ اہم ہے، یہاں حیلے تلاش کئے جاتے ہیں کہ کسی مذہب میں کوئی راستہ نکلے اگرچہ اپنے مذہب میں نرا حرام ہو، وہاں رسم نہیں چھوڑی جاتی اگرچہ چاروں مذہب میں کھلی حلت ہے، اللہ عزوجل مسلمانوں کو ہدایت فرمائے، بات یہ ہے کہ نفس کی باگ جب نرم کر لیجئے دبا لیتا ہے۔ اس وقت ضرورت، حاجت، معذوری، مجبوری، سو جھتی ہے اور باگ جب کڑی کر لیجئے دب جاتا ہے۔ اس وقت ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جوش نرا دعویٰ ہی دعویٰ تھا۔ حدیث میں حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|--|---|
| من استغنى بالله اغناه الله ومن استعفف اعفاه الله ¹ ۔ رواہ الامام احمد والنسائی والضياء عن ابی سعید الخدري رضي الله تعالى عنه۔ | جو اللہ عزوجل کے بھروسہ پر خلق سے بے پروائی کریگا اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دے گا، اور جو سچے دل سے پارسا بننا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے پارسا بنا دے گا۔ (اسے امام احمد، نسائی اور ضیاء نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت) |
|--|---|

جنہیں نکاح پر قدرت نہ ہو ان کا علاج صحیح حدیث میں روزے رکھنا ہوا ہے:

| | |
|--|---|
| من لم يستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء ² ۔ رواہ احمد والستة عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، وسوق الحديث وان كان في الرجال، فالنساء شقائقهم ³ ۔ بعضكم من بعض۔ | جو نکاح پر قدرت نہ رکھے اس کو روزہ لازم ہے کیونکہ یہ اس کے لئے شہوت سے رکاوٹ ہے۔ اس کو امام احمد اور ائمہ ستہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، اور حدیث کے یہ الفاظ اگرچہ مردوں کے بارے میں ہیں، تو عورتیں وہ مردوں کی طرح ہیں اور تم آپس میں ایک دوسرے کی طرح ہو۔ (ت) |
|--|---|

بلکہ احتیاج نفقہ کے عذر کو غور کیجئے تو وہ بھی اسی عذر جوانی کے ساتھ ہے جس کا علاج حدیث میں ارشاد ہو گیا۔

¹ سنن النسائی کتاب الزکوة باب الاحاف فی المسئلة نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۳۶/۱

² مسند احمد بن حنبل مروی از عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۲۲۴/۱

³ جامع الترمذی ابواب الطهارة ۱۶۱/۱

سن رسیدہ عورتیں جن کے شوہر مرتے یا مفقود ہو جاتے ہیں انہیں تلاشِ نفقہ کے لئے فکر نکاح نہیں ہوتی وہ کیونکر بسر کرتی ہیں اور یہ حالت بیوگی تو ہند کی نوجوانیں بھی اسی حال میں شریک ہیں، وہاں خدا جانے شانِ رزاقی خاوند میں کیوں نہیں منحصر ہو جاتی ہے، لطف یہ ہے کہ یہاں تقلیدِ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا دامن پکڑا جاتا ہے، جاہل لوگ ان کا مذہب یہ سمجھتے ہیں کہ مرد کو گے چار برس گزرے اور عورت کو یونہی عدت بیٹھ کر نکاح حلال ہو گیا، حاشا یہ ان کا مذہب نہیں بلکہ وہ یہ فرماتے ہیں کہ عورت قاضی شرع کے حضور دعوٰی پیش کرے، قاضی بعد ثبوتِ مفقودی کہ اس کی خبر ملنے سے بالکل ناامید ہو گئی ہو اب چار برس کی مدت اپنے حکم سے مقرر کرے، اس مدت میں بھی پتانہ چلے تو پھر قاضی تفریق کر دے، اس کے بعد عورت چار مہینے دس دن عدت بیٹھے اور شوہروں کے لئے حلال ہو جائے، حضور قاضی میں رجوع لانے سے پہلے اگر بیس برس گزر گئے ہیں تو اس کا اصلاً اعتبار نہیں۔ علامہ زر قانی مالکی شرح مؤطائے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| قول مالک لو اقامت عشرين سنة ثم رفعت يستأنف لها الاجل ¹ ۔ | امام مالک کا قول ہے کہ اگر عورت بیس سال بھی گزار چکے اور بعد میں قاضی کے ہاں معاملہ پیش کرے تو بھی قاضی اس کے لئے نئی مہلت مقرر کرے گا۔ (ت) |
|---|---|

اسی میں ہے:

| | |
|---|--|
| قول مالك ايضاً تستأنف الرابع من بعد اليأس وانها من يوم الرفع ² ۔ | امام مالک کا یہ بھی قول ہے کہ ناامیدی کے بعد چار سال کی نئی مہلت مقرر کی جائے گی اور اس مہلت کی ابتداء قاضی کے ہاں معاملہ پیش ہونے کے بعد ہوگی (ت) |
|---|--|

اب کہئے قولِ امام مالک ہی پر عمل کیجئے تو اول تو یہاں قاضی مالکی کہاں! اور قاضی حنفی اپنے خلافِ مذہب کیوں حکم دینے لگا! اور دے بھی تو اس کے نفاذ میں دقتیں ہیں، اور نافذ ہو بھی جائے تو ابھی ساڑھے چار برس پڑے ہیں یہ کیونکر کٹیں گے! ایسی بے صبری و ادعائے بے رزقی کا علاج تو یوں بھی نہ بنا۔ غرض خلاصہ مقصد یہ ہے کہ اللہ سے ڈرے، اللہ سے ڈرے۔ اور امر فروج کو سہل نہ جانے۔ نہ فقدا ان شوہر کو مرگ شوہر کے پلے میں رکھے اور اتباعِ حکم کو اتباعِ رسم سے اہم تر سمجھے اور تصور کرے کہ ہند کی نوجوانیں بیوہ ہو کر کیونکر بسر کرتی ہیں بلکہ یہ بھی درکنار اس دار الفتن ہند پر محن میں بہت شریف زادیاں ایسی نکلیں گی جن کے

¹ شرح الزرقانی علی مؤطأ الامام مالك عدة التی تفقد زوجها المكتبة التجارية الكبرى مصر ۱۹۹/۳

² شرح الزرقانی علی مؤطأ الامام مالك عدة التی تفقد زوجها المكتبة التجارية الكبرى مصر ۱۹۹/۳

خدا نامتس شوہروں نے انہیں جیتے جی معلقہ کر رکھا ہے نہ تعلق رکھیں نہ قطع کریں، وہ بیچاریاں نہ شوہر والیاں نہ بے شوہروں میں۔ پھر وہ کیا کرتی اور اپنی عفت، باپ دادا کی عزت، شرع کی اطاعت کیونکر نگاہ رکھتی ہیں۔ قطع خواہش کے لئے روزوں کی کثرت کرے۔ خیالات دل کو یادِ موت و قبر سے لگائے کہ موت کی یاد ہر خواہش و لذت کو بھلا دیتی ہے۔ اگر ماں باپ بھائی کے ذریعہ سے گزر کی صورت نہیں، سینے پر ونے وغیرہ کاموں سے وقت کاٹے کہ اللہ عزوجل کے یہاں صابروں میں لکھی جائے اور بہ حکم قرآن بے حساب ثواب پائے۔ اقارب، محارم اگر خبر گیری کر سکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا ثواب عظیم لیں، اپنی بیٹی بے ثبوت بیوگی نکاح غیر کی بلا میں نہ پڑنے دیں۔ عوام ہند ذرا ذرا سے فضول و بے جادنیوی جھگڑوں پر دختر و خواہروں کو بٹھا رکھتے اور ان کا کلی خرچ اپنے پاس سے کرتے ہیں۔ یہ دینی حکم ہے اور اپنی ناموس کے خاص حرام و حلال کا معاملہ، اس میں بھی ذرا غیرت و حمیت کو کام میں لائیں اور سمجھ بوجھ کر انجان نہ بن جائیں، وبالله التوفیق وهو الهادی الی سواء الطریق۔ مؤیدین: (۱) محدث سورتی صاحب علیہ الرحمۃ (۲) مولانا عبدالمقتدر صاحب بدایونی (۳) مولانا الشاہ احمد حسن صاحب کانپوری (۴) مولانا کرامت اللہ صاحب دہلوی (۵) مولانا الشاہ ہدایت رسول صاحب قادری۔

مسئلہ ۱۰۷: ازاجین مرسلہ محمد یعقوب علی صاحب ۱۲ ربیع الآخر ۱۳۱۰ھ

| | |
|---|--|
| <p>چہ فرماید علمائے اہل حق و مفتیان برحق دریں مسئلہ کہ برادر عبد اللہ دائمی محبوس گردید عورت خود را اطلاع نہی دہد و او بدون شوہر نمی تواند مانند صورت این مسئلہ چگونہ است، و شوہر محمودہ نیز از مدت دوازده سالہ مفقود الخبر و زوجہ او جوان طاقے ضبط ندارد لہذا موافق مذہب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہ نزد او نشان تفریق در چہار سال صحیح عمل نمودہ در حبالہ نکاح میر تقی دادہ شد بعد از چند روز نکاح شوئے سابق اورا مقام ہذا آمدہ بودہ، عورت مستحق اواز ہر دو کیست و مہر شہر کہ واجب می شود دریں مسئلہ چہ حکم شرع بیان فرماید بعبارت کتب مشرح رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔</p> | <p>علمائے حق اور مفتیان برحق کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ عبد اللہ کا بھائی قید دوامی ہوا ہے اپنی عورت کو طلاق نہیں دیتا، اور بیوی کا شوہر کے بغیر گزارہ نہیں، اس مسئلہ کا کیا حکم: نیز مسئلہ یہ ہے کہ محمودہ کا شوہر بارہ سال سے مفقود الخبر ہے، اس کی بیوی جوان ہے اپنے پر کٹرول نہیں کر سکتی، لہذا امام مالک کے مذہب کے موافق جن کے ہاں چار سال کی مدت پر تفریق صحیح ہے پر عمل کر کے اس عورت کا نکاح میر تقی سے کر دیا گیا اور اس نکاح کے چند روز بعد اس عورت کا سابق خاوند وہاں آگیا تو وہ عورت اب کس کی بیوی قرار پائے گی اور مہر کس پر واجب ہوگا، ان دونوں مسئلوں میں شرعی حکم کو کتب کی عبارات سے واضح فرمائیں رحمۃ اللہ علیہم اجمعین (ت)</p> |
|---|--|

الجواب:

پہلی صورت میں عبد اللہ کے بھائی کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بیوی کو بھلائی سے پاس رکھو یا نیکی کے ساتھ آزاد کردو، خاوند بخوبی پاس رکھنے سے عاجز ہے تو نیکی کے ساتھ چھوڑ دینا اس پر واجب ہے، اس واجب کی ادائیگی میں اگر بالفعل طلاق نہیں دیتا تو بیوی کو طلاق کا اختیار سوئپ دے تو بھی کافی ہے کیونکہ مقصد یہ ہے کہ عورت کو معلق کر کے رکھنے کے ضرر سے بچایا جائے تو یہ مقصد عورت کو اختیار تفویض کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے یعنی بیوی کو لکھ دے کہ تیری طلاق تیرے ہاتھ دیتا ہوں تو جب چاہے طلاق اختیار کر لے اور میری قید سے آزاد ہو جا، اس کا فائدہ یہ ہے کہ بیوی اپنی مصلحت کے مطابق فیصلہ کریگی خواہ خاوند کی وفاداری میں صبر کرے خواہ مجبوری خواہشات کی بنا پر کوئی دوسرا راستہ اپنالے، تاہم جب تک خاوند سے مفارقت نہ ہو جائے کسی اور سے نکاح حرام ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نکاح والی عورتیں بلاشبہ پہلے خاوند کی بیوی ہے اسی کو دی جائے۔ ردالمحتار میں شرح الجمع ابن ملک سے درمختار کے قول، ایک شخص بیوی کو چھوڑ کر غائب ہو گیا

در صورت اولیٰ برادر عبد اللہ فرمان آں چنان ست کہ زن را طلاق دہد قال اللہ تعالیٰ:

فَامْسَاكِ بِعُرْوَةِ اَوْ تَسْرِيْ بِاِحْسَانٍ¹ مرد چوں از داشتن بخوبی عاجز آمد گزاشتن بہ نیکی واجب گشت و در ادایہ اس واجب اگر طلاق بالفعل نہ بد تفویض طلاق نیز کافی ست زیرا کہ مقصود آنست کہ زن از مضرت فتنّٰی و ہا کا معلقہ² محفوظ ماند و ایں بہ سپردن طلاق بدست زن نیز حاصل ست یعنی زن را بنویسد کہ طلاق تو بدست تو نہاد م ہر گاہ کہ خواہی خود را طلاق دہی و از قید نکاح من بدر آئی، نفعش آنست کہ زن مصلحت خود دیدہ کار خواہد بو فاداری شوہر صبر پیش گر فتن خواہ بنا چاری خواہش چارہ دگر جستن اما تا از شوئے افتراق نشود نکاح با دیگر حرام بود قال اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ³ و در صورت ثانیہ زن بلاشبہ بزوج پیشین دادہ شود، فی رد المحتار عن شرح المجمع لابن ملک تحت قول الدر، غاب من امرأته فتزوجت بآخره

¹ القرآن الکریم ۲۲۹/۲

² القرآن ۱۲۹/۲

³ القرآن الکریم ۲۴/۲

| | |
|--|---|
| <p>اس نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا اور اس سے اولاد ہو گئی پھر پہلا خاوند واپس آگیا، کے تحت نقل کیا، جس کی عبارت یہ ہے کہ عورت پہلے خاوند کو بالاجماع واپس کی جائیگی، اور مہر پہلے خاوند نے جو مقرر کیا وہ پہلے خاوند کے ذمہ ہے اور دوسرے خاوند پر بھی مہر مثلاً ادا کرنا واجب ہے بشرطیکہ دوسرے نے اس عورت سے جماع کر لیا ہو، لیکن اگر نکاح ثانی میں مہر مثل سے کم مقرر ہو تو وہی واجب الادا ہوگا اس پر زائد واجب نہ ہوگا ورنہ مقررہ نہ ہونے یا مہر مثل سے زائد مقرر ہونے کی صورت صرف مہر مثل اور مقررہ سے جو بھی کم ہوگا وہی واجب الادا ہوگا، مہر اس لئے دینا ہوگا کہ اس کے بدلے شرمگاہ کو حلال کیا اور بیان کردہ مقدار اس لئے کہ اس ثانی نکاح کا فساد واضح ہو گیا اور نکاح فاسد میں بھی مہر کا حکم اسی طرح ہے، درمختار میں ہے کہ وطی کرنے پر نکاح فاسد میں مہر مثل واجب ہوتا ہے شرمگاہ میں وطی کے بغیر مہر واجب نہیں ہوتا اگرچہ خلوت کر چکا ہو، اور مہر مثل اور اگر وہ مہر مقررہ سے کم ہو تو مہر مثل واجب ہوگا کیونکہ مہر مقررہ کا فساد نکاح کے فساد پر ہو گیا (ملفوظ) واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم۔ (ت)</p> | <p>ولدت اولاد، ثم جاء الزوج الاول مانصه. المرأة ترد الى الاول اجماعاً¹ ومهره كذا في النكاح اول بستره بودند خود بر ذمه شوهر اول است و بریں دوم نیز مہر مثل لازم بشرطیکہ بایں زن بہم آمدہ و جماعش کردہ باشد اما اگر گامینے در نکاح ثانی قرار دادہ اند کم از مہر مثل ست تا آنکہ ہموں قدر دہند و برونیفر آیند ورنہ مہر مثل تمام و کمال لازم آید و زیادہ بریں بھیج صورت واجب نشود گو مہر قرار دادہ ایشان زائد از و باشد خلاصہ آنکہ ہرچہ از مہر مثل و مہر مستی کم ست ہموں لازم بود، اما وجوب المہر فیہا استحل من فرجہا و اما ما ذکرنا من التقدير فلظہور فساد النکاح و هذا هو حکم المہر فی النکاح الفاسد فی الدر المختار یجب مہر المثل فی نکاح فاسد بالوطی فی القبل لا بغیرہ کالخلوة لحرمة وطئها ولم یزد علی المسی لرضائها بالخط ولو کان دون المسی لزم مہر المثل لفساد التسمیة بفساد العقد² بالالتقاط۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم۔</p> |
|--|---|

مسئلہ ۱۰۸: از بنگال کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کا شوہر عرصہ چار سال سے

¹ رد المحتار فصل فی ثبوت النسب دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۳/۱۲

² در مختار باب المہر مطبع مجتبائی دہلی ۲۰/۱۱

مفقود الخبر ہے اس کی حیات و موت کی کچھ خبر نہیں ملی اور وہ گھر میں اپنی بی بی کو خورد و نوش بھی نہیں دے گیا ہے اور ایسی کوئی چیز نہیں چھوڑ گیا ہے جس سے اس کی بیوی کی گزراوقات ہو، اور اس بی بی کو کہیں سے قرض دام بھی نہیں ملتا ہے، اور وہ بی بی کوئی حرفہ یا پیشہ نہیں جانتی ہے جس سے گزراوقات ہو یا یہ کہ اس وقت مفقود کی بیوی ایسی ہے کہ انواع انوع کی تکلیف میں مبتلا ہے اور نیز خوف زنا بھی ہے، تو ایسی صورت میں اس کو نکاح ثانی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو بلاعدت گزارے اور بلا حکم قاضی یا حاکم مسلم کسی مولوی یا کم علم سے کہہ دینے سے نکاح دوسرا کر سکتی ہے یا نہیں؟ یا عدت بھی گزارے گی؟ اور عدت کب سے گزارے گی؟ یا اس روز سے عدت محسوب ہوگی کہ جس روز سے شوہر مفقود ہوا ہے؟ یا جس روز سے قاضی نے حکم تفریق نکاح کا کیا ہے؟ اور جو شخص فتویٰ اس بات کا لکھے کہ بلاعدت گزارے یا بلا تفریق قاضی نکاح ثانی ہندہ خود کرے اور یہ کہے کہ جب بعد انقضائے ۴ سال موافق امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مفقود اموات میں شمار ہوا اب اگر قاضی تفریق کرے گا اور مردہ کے واسطے عدت ہے نہ فسخ نکاح، اور جس حالت میں یہ چار سال گزر چکے اب اسے عدت کی ضرورت نہیں، اس بناء پر ہندہ کا نکاح بلا تفریق کرائے قاضی اور بلاعدت پوری کرنے وفات کے کسی دوسرے سے کراوے تو وہ فتویٰ دینے والا مرتکب حرام ہوا یا نہیں اور یہ نکاح ثانی جائز ہوا یا نہیں اور ایسے فتویٰ لکھنا اس کو درست ہیں یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

نکاح ثانی حرام ہوا، اور ایسا فتویٰ دینا حرام ہے، ایسے مفتی کو بند کرنا واجب ہے، چار برس گزرنے پر بطور خود نکاح کر لینا کسی امام کا مذہب نہیں، امام مالک نے کہ چار برس رکھے ہیں، یوں کہ عورت قاضی شرع کے حضور نالاش کرے وہ بعد ثبوت اپنے یہاں سے آج سے چار برس کی مہلت دے اس سے پہلے اگر بیس برس گزر گئے ہیں اصلاً معتبر نہیں اور ہمارے مذہب میں عورت پر انتظار فرض ہے یہاں تک کہ شوہر کی عمر سے ستر برس گزر جائیں، اگر پچاس برس کی عمر میں مفقود ہوا ہے تو بیس برس انتظار کرے اور ساٹھ برس کی عمر میں دس برس، اس کے بعد اس کی موت کا حکم دیا جائے، اور عورت چار مہینے دس دن عدت کرے پھر دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے، یہی مذہب امام شافعی کا ہے اسی طرف انہوں نے رجوع فرمائی، اور یہی قول امام احمد کا ہے، اور دوسرا قول مثل امام مالک ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اس سوال کی ہولناک باتیں کہ نہ وہ چھوڑ گیا نہ اس کے پاس کچھ ہے نہ کچھ حرفہ کر سکتی ہے نہ کہیں سے قرض مل سکتا ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ تمام ذرائع رزق بند ہیں مگر یہ قرآن کے خلاف، رزق اللہ پر ہے نہ کہ شوہر پر علی اللہ رزقہا¹ نہ کہ علی الزوج وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ

¹ القرآن الكريم ۶/۱۱

مَحْرَجًا ۱ وَيَزِدُّهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۱ اور جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لئے راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی پہنچائے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہوگا۔ صدمہ نہیں ہزار ہا وہ ہیں کہ ان کے شوہر زندہ بیٹھے ہیں اور انہیں معلق چھوڑ رکھا ہے، نہ روٹی کپڑا دیتے ہیں نہ حقوق زوجیت ادا کرتے ہیں، اب انہیں بھی اجازت دے دو کہ شوہر زندہ بیٹھا ہے اور طلاق ہوئی نہیں جس سے چاہیں نکاح کر لیں یعنی خوف زنا سے بچنے کے لئے واقعی زنا کرو۔ خوف زنا سے بچنے کا علاج حدیث میں کثرت روزہ فرمایا ہے:

| | |
|--|--|
| وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ ۲ | اور جو قدرت نہ رکھے اس پر روزہ لازم ہے کیونکہ اس کے لئے شہوت کو روکتا ہے (ت) |
|--|--|

اور فرمایا:

| | |
|---|---|
| وَمَنْ اسْتَغْفَرَ عَفَا اللَّهُ ۳ - وَاللَّهُ تَعَالَى اعْلَمُ - | جو پارسائی چاہے گا اللہ اسے پارسا بنا دے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ |
|---|---|

مسئلہ ۱۰۹: مرسلہ مولوی نظر محمد صاحب پیش امام جامع مسجد منگانہ ضلع رتھک کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی گمشدہ ہے اور اس کے مرنے کی کوئی معتبر سند نہیں اور نہ کسی نے دیکھا صرف یہ ہوا کہ ہسپتال میں سکھ تھا یعنی زیر علاج تھا وہ اپنے کپڑے چھوڑ کر گم ہو گیا انگریزوں نے یہ مشہور کر دیا کہ وہ مر گیا اور مرا کسی نے نہیں دیکھا اب اس کی بیوی سے دوسرا شخص نکاح کر سکتا ہے یا نہیں عرصہ آٹھ ماہ سے گم ہے، اور کتنے عرصہ کے بعد نکاح درست ہوگا، اور اب جو شخص اس عورت کا نکاح پڑھا دے گا اور گواہ، ان کے اوپر کیا الزام آئے گا؟ اس کی پوری پوری بمعہ حوالہ کتب تصریح فرمادیں اور جو الزام آئے گا ان پر اس سے بری ہونے کا کیا راستہ ہوگا؟

الجواب:

اگر تحقیق ہو جائے کہ وہ ہسپتال میں یا کہیں اور مر گیا تو عدت کے بعد عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر موت ثابت نہ ہو تو جب اس شخص کی پیدائش سے ستر برس گزر جائیں یا زندہ ہوتا تو جس وقت ستر برس کا ہو جاتا اس وقت تک اگر اس کی موت و حیات کا پتہ نہ چلے تو اس وقت اس کی موت کا حکم دیا جائے اور عدت کے بعد

۱ القرآن الکریم ۳/۶۵

۲ مسند امام احمد بن حنبل مروی از عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۴۲۴/۱

۳ سنن النسائی کتاب الزکوٰۃ باب الاحاف فی المسئلة نور محمد کارخانہ کتب کراچی ۳۶۳/۱

عورت نکاح کر کے گی ورنہ حرام حرام حرام، اللہ عزوجل قرآن مجید میں فرماتا ہے: **وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ**^۱ (اور خاوند والی حرام ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱۰: از لالت پور مسئلہ محمد بخش، کریم بخش سوداگران ۷ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کی ماں اور سوتیلی باپ نے کر دیا تھا بعدہ لڑکی کا شوہر فوج میں نوکر ہو کر چلا گیا آٹھ سال سے زائد عرصہ ہوا اور چھ سال سے اس نے نہ کوئی خط بھیجنا نہ خرچہ متواتر بھیجے مگر اس کا پتا نہیں کہ مر گیا یا زندہ ہے اور اب لڑکی بالغ ہو گئی ہے اس کے ماں باپ خرچ برداشت نہیں کر سکتے خود لڑکی اور اس کے والدین دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں لہذا دوسرا نکاح جائز ہو گا یا نہیں اور اگر پہلا شوہر واپس آجائے تو کیا حکم ہے؟ بینوا تو جو را۔

الجواب:

صورت مستفسرہ میں جس سے نکاح کیا گیا اگر وہ اس لڑکی کا کفو شرعی تھا یعنی مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشہ کسی بات میں ایسا کم نہ تھا کہ اس سے نکاح ہونا اولیائے دختر کے لئے باعث ننگ و عار ہو جیسا کہ یہی ظاہر سوال ہے تو نکاح صحیح ہو گیا اور جبکہ لڑکی نے بغور بلوغ اختیار بلوغ کا استعمال نہ کیا جیسا کہ یہی مفاد سوال ہے تو اب نکاح لازم ہو گیا، عورت پر فرض ہے کہ اتنی مدت انتظار کرے کہ شوہر اگر زندہ رہے تو ستر برس کامل کا ہو جائے اس وقت تک اگر اس کی موت و حیات کا پتا نہ چلے اس کی موت کا حکم کیا جائے گا پھر عورت چار مہینے دس دن عدت بیٹھے اس کے بعد دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے ورنہ نہیں، پھر اگر اتنی مدت گزر گئی اور عورت نے بعد عدت نکاح کر لیا اسکے بعد شوہر اول واپس آیا تو اپنی عورت کو شوہر دوم سے لے گا اور دوم سے اگر اولاد ہو چکی ہے تو وہ اولاد دوم ہی کو دلائی جائے گی صرف عورت شوہر اول کو ملے گی، ردالمحتار میں ہے:

| | |
|--|---|
| لو عاد حیاً بعد الحکم بموتہ قال طرأیت المرحوم اباً السعد نقل عن زوجته له والاولاد للثانی ^۲ ما فی ش. لکن فی الہندیۃ عن التاتارخانیۃ انہ ان عاد زوجها حیاً بعد ماضی المدۃ فهو احق | اگر قاضی کے فیصلہ کے بعد پہلا خاوند واپس آجائے تو طحاوی نے فرمایا: میں نے مرحوم ابو سعود کو نقل کرتے ہوئے پایا کہ وہ عورت پہلے خاوند کی بیوی ہوگی اور دوسرے سے اولاد ہو تو وہ دوسرے کی ہوگی، شامی کا بیان ختم ہوا، لیکن ہندیہ میں تاتارخانیہ سے منقول ہے کہ اگر قاضی کی طرف سے مقررہ مہلت ختم |
|--|---|

^۱ القرآن الکریم ۲۴/۴

^۲ ردالمحتار کتاب المفقود دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۳۲/۳

ہونے کے بعد خاوند واپس آئے تو وہی بیوی کا حقدار ہے اور اگر بیوی نے اس صورت میں دوسرا نکاح کر لیا تو پھر پہلے خاوند کو استحقاق نہیں ہے، اقول (میں کہتا ہوں) ردالمحتار کے قول کی وجہ یہ ہے کہ خود بیوی نے خاوند کے فوت ہو جانے کا گمان کر کے نکاح کیا تو اب پہلے خاوند کی واپسی پر معلوم ہوا کہ زندہ ہے تو اس صورت میں غلط گمان پر مبنی کارروائی ہے لہذا معتبر نہ ہوگی جبکہ وہ عورت خاوند (زید) کی منکوحہ ہے تو عمر و کے لئے کیسے بیوی بن سکتی ہے، اور دوسرے قول یعنی ہندیہ والے قول کی وجہ یہ ہے کہ یہاں قاضی کے فیصلہ موت کے بعد کارروائی ہے جو کہ شرعی حکم اور مقررہ مہلت ختم ہونے کے بعد دوسرے نکاح کے لئے حلال قرار دینے پر کارروائی ہے تو یہ شرعی فیصلہ کا عدم نہ ہوگا جیسا کہ قاضی کا فیصلہ کا عدم نہیں ہوتا بلکہ اس سے اولیٰ تر محفوظ ہوگا حالانکہ تاتار خانیہ میں تصریح ہے کہ اگر قاضی کے حکم کے بعد ابھی دوسرا نکاح نہ ہو تو پہلا خاوند ہی حقدار ہوگا، اگر مہلت گزرے بغیر محض قاضی کے حکم موت کو ہی قطعی فیصلہ قرار دیا جاتا تو پھر پہلے خاوند سے تفریق شرعی ہو جاتی تو ایسی صورت میں پہلا خاوند کیسے حقدار قرار پاتا، اس کی تنقیح کر لی جائے اور کتب کی طرف مراجعت چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

بہا وان تزوجت فلا سبیل له علیہا^۱ اقول: وجہ الاول ان تزوجها کان بطن موتہ وقد بان حیا ولا عبرة بالظن البین خطؤ وہی محصنة زید فکیف تسلم لعمر و وجہ الثانی ان الشرع حکم بموتہ بعد مضي المدة وحلها للزواج فلا ینقض قضاء الشرع کہا لا ینقض قضاء القاضی بلا اولیٰ لکن قد صرح فی التاتارخانیة انه ان عادیا ولم تتزوج فهو احق بها. فلو کان حکم الشرع بموتہ حتیٰ مقضیا لکان الشرع فرق بینہما فکیف یکون احق بها فلیحرر و لیراجع. واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱۲۱۱: از کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ مسؤلہ ابو یوسف محمد شریف ۷ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید دس پندرہ سال کی عمر میں ملازم ہو کر کہیں چلا گیا، بیس پچیس سال اس کی تلاش کرتے رہے، کچھ پتانہ چلا پچیس سال گزرنے کے بعد اس کی زوجہ نے نان نفقہ ضروریات سے تنگ آ کر ایک حنفی عالم سے فتویٰ لے کر ایک حنفی شخص حافظ قرآن کے ساتھ نکاح کر لیا، آج بیس سال اس کو نکاح کئے ہوئے اور زید کو گم ہوئے سینتالیس سال ہو گئے ہیں، اب حافظ موصوف کے گھر اس عورت کے بطن سے تین چار لڑکیاں بھی پیدا ہوئیں، اب ایک حنفی عالم نے فتویٰ دیا ہے کہ حافظ صاحب موصوف کا یہ نکاح بالکل ناجائز ہے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا ہر گز درست نہیں اور ایک عالم حنفی المذہب ان کے

^۱ فتاویٰ ہندیہ کتاب المفقود نورانی کتب خانہ پشاور ۳۰۰/۲

پیچھے نماز درست بتاتے ہیں اور مطابق تحقیق شامی و دیگر فقہاء رحمہم اللہ امام مالک کی روایت پر عمل کر لینا بوقتِ ضرورت جائز سمجھ کر نکاح بھی جائز قرار دیتے ہیں، پس آپ اس امر کا فیصلہ فرمائیں:

(۱) کیا حافظ صاحب کا نکاح کسی صورت جائز قرار دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(۲) کیا حنفی کسی وقت کسی حالت میں بھی کسی دوسرے مذہب کی روایت پر عمل نہیں کر سکتا، اگر نہیں کر سکتا تو عبدالحلیم لکھنوی نے عمدۃ الرعایہ میں جو لکھا ہے کہ اتفاقاً دوسرے مذہب کی روایت پر عمل کر سکتا ہے اس کا کیا مطلب ہے، اور اگر کر سکتا ہے تو یہ نکاح کیوں ناجائز ہوگا؟ بینوا توجروا

الجواب:

مذہب ائمہ حنفیہ و جمہور ائمہ کرام میں زنِ مفقود پر انتظار فرض ہے یہاں تک کہ اتنا زمانہ گزر جائے کہ عادتاً موت مفقود مظنون ہو اور اس کی تقدیر مفتی بہ مؤید بحديث صحیح یہ ہے کہ روز ولادت مفقود سے ستر سال گزر جائے، امام مالک رضی اللہ عنہ بھی دربارہ مال مفقود یہی حکم دیتے ہیں مگر دربارہ زن خلاف کرتے ہیں پھر بھی ہر گز یہ ان کا مذہب نہیں جو آج کل کے جہاں بلکہ بعض مدعیان علم نے سمجھ رکھا ہے کہ مفقود ہوئے چار برس گزرے اور عورت بطور خود نکاح کر لے بلکہ ان کا مذہب یہ ہے کہ زنِ مفقود قاضی شرع کے حضور مرافعہ کرے قاضی بعد تحقیق روز مرافعہ سے چار برس کی مہلت اپنی طرف سے دے، عورت یہ دن گزارے، اس کے بعد پھر مستغیث ہو اور قاضی بعد تحقیق تفریق کرے، اس کے بعد عورت عدت بیٹھے پھر نکاح کر سکتی ہے، خود امام مالک نے اپنی کتاب مدونہ میں اس کی تصریح فرمائی اور صاف ارشاد فرمایا کہ مرافعہ سے پہلے اگرچہ بیس برس گزر گئے وہ اصلاً شمار میں نہ آئیں گے، آج سے چار برس لئے جائیں گے، حنفی وقت تحقیق ضرورت صحیحہ اس پر عمل کر سکتا ہے نہ یہ کہ اپنی ایک اختراعی بات پر کہ ہر گز امام مالک کا بھی مذہب نہیں، چلو اور مذہب امام مالک پر عمل کا نام لو، اس کی نظیر یہی ہے کہ مذہب حنفی میں زنِ عنین کے لئے حکم ہے کہ قاضی کے حضور مرافعہ کرے قاضی بعد تحقیق اپنی طرف سے ایک سال کامل کی مہلت دے، جب سال گزر جائے اور مطلب حاصل نہ ہو عورت پھر مرافعہ کرے، قاضی بعد تحقیق شوہر کو طلاق دینے کی ہدایت فرمائے، اگر وہ نہ مانے عورت سے پوچھے تو اپنے نفس کو اختیار کرتی ہے یا شوہر کو؟ اگر وہ فوراً اپنے نفس کو اختیار کرے قاضی ان میں تفریق کر دے، عورت عدت بیٹھے اور اب جس سے چاہے نکاح کر لے، تاہل قاضی سے پہلے اگر بیس برس گزر گئے ہیں ان کا اصلاً لحاظ نہ ہوگا آج سے ایک سال کامل لیا جائے گا۔ کیا اگر کسی عنین کی عورت بطور خود وقت نکاح سے سال بھر کے بعد اسے چھوڑ کر چل دے اور دوسرا نکاح کر لے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس نے مذہب حنفی پر عمل کیا، کیا اس کا یہ نکاح جائز واقع ہوا، حاشا (ایسا نہیں۔) و نسأل اللہ العفو والعافیۃ ان تمام مسائل کی تحقیق ہمارے فتاویٰ اور رسالہ اللواء المعقود لبیان حکم امر آقا المفقود میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب النسب (نسب کا بیان)

مسئلہ ۱۱۳: ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک بیوہ عورت کو لاعلمی میں معتبر و نیکبخت جان کر اس کے ساتھ نکاح کیا اور بعد پانچ ماہ کے اس عورت کے بطن سے ایک لڑکی زندہ پورے دنوں کی سی یعنی اس بچی کے کسی عضو میں کسی طرح فرق نہیں ہے پیدا ہوئی اور جملہ عورات و مرد گمان کرتے ہیں کہ ایسا بچہ نکاح کرنے کے بعد پانچ ماہ کا نہیں ہو سکتا بلکہ وہ حمل قیاساً نکاح کرنے سے پہلے کا معلوم ہوتا ہے اور عورت کا یہ بیان ہے کہ یہ حمل میرے شوہر کا ہے اور زید یعنی خاوند کو کوئی آثار بعد نکاح ڈیڑھ ماہ تک نہیں معلوم ہوئے جب اس عورت نے بیان کیا تو معلوم ہوا، اس صورت میں زید اس عورت کو چھوڑ دے یا رہنے دے، اور اگر اپنی بدنامی کا خیال کر کے چھوڑ دے تو دین مہر اس عورت کا ذمہ زید واجب الادا ہے یا نہیں، اور نکاح عورت سے رہا یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

عورت جو دعویٰ کرتی ہے کہ یہ حمل اسی شوہر سے تھا اگر یوں کہتی ہے کہ اس کی پیدائش سے چھ مہینے پہلے نکاح ہو گیا تھا، یا چھ مہینے سے زائد بتائے اور اس کے ساتھ قسم بھی کھائے تو اس کا قول معتبر ہوگا اور یہ لڑکی اسی شوہر کی ٹھہرے گی اور نکاح میں اصلاً خلل نہ آئے گا شوہر اس کی پیدائش اور عورت کے ساتھ اپنے نکاح میں چھ مہینے اسے کم فاصلہ بتایا کرے اصلاً نہ سنا جائے گا اگر اپنے بیان پر گواہ بھی دے گا مسموع نہ ہونگے

بلکہ یوں قرار دیں گے خفیہ نکاح تو اس عورت کا ہو لیا تھا جس کا عورت دعوٰی کرتی ہے اور اس کے بعد علانیہ نکاح آپس میں پھر کیا جس کا بیان شوہر اور اس کے گواہ کرتے ہیں، درمختار میں ہے:

لو ولدت فاختلغا فی المدة فقالت المرأة نکحتنی منذ نصف حول وادعی الاقل فالقول لها وقال تحلف والو لد ابنه حملها علی الاصلاح¹ اھملخصاً۔

اگر معتدہ کا بچہ پیدا ہو پھر خاوند بیوی میں مدت حمل میں اختلاف ہو عورت کہے چھ ماہ مکمل ہو گئے ہیں کہ تو نے مجھ سے نکاح کیا ہے، اور خاوند چھ ماہ سے کم مدت کا دعوٰی کرے تو اس صورت میں بیوی کی بات بلا قسم معتبر ہوگی، صاحبین کے نزدیک عورت سے قسم لی جائے اور بچہ اس شخص کا قرار پایگا تاکہ عورت کا معاملہ اصلاح پر رہے اھملخصاً۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

لا تسمع بینتہ ولا بینة ورثتہ علی تاریخ نکاحها بما یطابق قوله لانہا شہادة علی النفی معنی فلا تقبل، والنسب یحتال لاثباتہ مہما مکن والا مکن ہہنا بسبق التزوج بہا سراً بمہر یسیر وجہراً باکثر سبعة ویقع ذلک کثیراً²۔

خاوند اور اس کے ورثاء کی طرف سے بیوی کے نکاح کے متعلق تاریخ پر گواہی نہ لی جائے گی کہ خاوند سچا ہے کیونکہ معنی یہ شہادت نفی پر ہے جو مقبول نہ ہوگی، اور نسب کے اثبات کے لئے بقدر امکان حیلہ کیا جانا چاہئے اور وہ یہاں موجود ہے ہو سکتا ہے کہ پہلے پوشیدہ طور پر قلیل مہر کے ساتھ نکاح کیا گیا ہو (جیسے بیوی کہتی ہے، اور بعد میں لوگوں کو مطلع کرنے کے لئے اعلانیہ زیادہ مہر کے ساتھ دوبارہ نکاح کیا ہو) جیسے کہ ورثاء اور گواہ کہتے ہیں) اور بہت دفعہ ایسا ہوتا رہتا ہے۔ (ت)

اس صورت میں اگر زید عورت کو چھوڑ دے گا تمام وکمال مہر جتنا بندھا تھا لازم آئے گا اور اگر عورت مذکورہ قسم بیان نہیں کرتی بلکہ اسی نکاح کے بعد جسے پیدائش دختر تک چھ مہینے نہ گزرے تھے حمل رہنا کہتی ہے یا پیش از نکاح مانگی ہے یا کچھ نہیں کہتی صرف یونہی دعوٰی کئے جاتی ہے کہ یہ دختر اسی شوہر سے ہے تو اس کا کہنا ہرگز مسموع نہ ہوگا اور یہ لڑکی اس شوہر سے ہرگز نہیں شہر سکتی کہ بچہ چھ مہینے سے کم پیٹ میں نہیں رہ سکتا نہ شوہر اول کی ٹھہر سکتی ہے کہ حسب بیان سائل اس کی موت کو چار برس سے زیادہ گزر چکے تھے جب لڑکی پیدا ہوئی اور کوئی بچہ دو برس سے زیادہ پیٹ میں نہیں رہتا، مگر لڑکی ولد الزنا بھی نہ کہی جائیگی

¹ درمختار فصل فی ثبوت النسب مطبع مجتبائی دہلی ۲۲۲/۱

² ردالمحتار فصل فی ثبوت النسب دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۷۷/۲

صرف مجہول النسب کہیں گے یعنی باپ معلوم نہیں نہ یہ کہ زنا سے ہونا معلوم ہے کہ ممکن ہے کہ اس شوہر موجود سے پہلے بیوہ نے خفیہ کسی اور سے نکاح کیا ہو یہ حمل اس سے رہا ہو یا کسی شخص نے دھوکے اور شبہ سے اس عورت کے ساتھ ہمبستری کی ہو یہ لڑکی اس جماع کی ہو، ان دونوں صورتوں میں لڑکی ولد الزنا نہ ہوگی، اور جب اس حمل کا زنا سے ہونا ثابت نہ ہو تو عورت کا نکاح اس شوہر موجود سے فاسد ہو گیا،

| | |
|---|--|
| اور بالکل نہ ہوگا جیسا کہ بدائع، بحر، ہندیہ اور ردالمحتار کے کلام کا مفاد ہے اور جیسا کہ ہم نے ردالمحتار کے حاشیہ پر ثبوت نسب کے باب میں اس کو بیان کیا ہے خصوصاً یہاں کیونکہ خاوند بیوی کے حمل پر مطلع نہ ہوا جیسا کہ سائل نے ذکر کیا ہے، لہذا یہاں قنیہ اور مجتبیٰ کا کلام منطبق نہیں ہوتا۔ (ت) | ولایکون باطلا کما یفیدہ کلام البدائع والبحر والہندیہ وردالمحتار کما بینا علی ہامشہ من باب ثبوت النسب لاسبیہا ہنہا فان الزوج لم یکن عالمًا بحبلہا کما ذکر السائل فلا یتاقی ہنہا کلام القنیۃ والمجتبی۔ |
|---|--|

اب شوہر پر لازم ہے کہ عورت کو فوراً چھوڑ دے اس صورت میں اگر زید نے عورت سے صحبت یعنی خاص فرج میں جماع کیا تھا تو مہر مثل و مہر مسٹی سے جو کم ہے وہ دینا آئے گا یعنی یہ دیکھیں گے کہ مہر بندھا کتنا تھا اور اس عورت کا مہر مثل کیا ہے ان دونوں میں جو کم ہے وہ دیا جائے گا، ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|--|
| زیلعی وغیرہ میں ہے کہ اگر منکوحہ نکاح کے بعد چھ ماہ سے کم مدت میں بچے کو جنم دے تو خاوند سے نسب ثابت نہ ہوگا کیونکہ نطفہ کا استقرار نکاح سے قبل ہوا، اور نکاح اس احتمال کی بنا پر فاسد قرار پایگا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ نطفہ کسی دوسرے صحیح نکاح یا شبہ نکاح سے ٹھہرا ہو۔ (ت) | فی الزیلعی وغیرہ لو ولدت المنکوحۃ لاقول من ستۃ اشہر مذتزوجہا لم یثبت النسب لان العلوق سابق علی النکاح ویفسد النکاح لاحتمال انہ من زوج اخر بنکاح صحیح او بشبہۃ ^۱ ۔ |
|---|--|

در مختار میں ہے:

| | |
|---|---|
| فاسد نکاح میں مہر مثل تب واجب ہوگا جبکہ خاوند نے شرمگاہ میں وطی کی ہو، وطی کے علاوہ کسی اور طریقہ سے مثلاً خلوت سے واجب نہ ہوگا، اور یہ مہر مثل | یجب مہر المثل فی نکاح فاسد بالوطی فی القبل لا بغیرہ کالخلوة ولم یزد مہر المثل علی السمی ولو |
|---|---|

^۱ ردالمحتار فصل فی ثبوت النسب دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۲۳۲

| | |
|--|---|
| کان دون المسی لزم مهر المثل ^۱ اھ ملخصاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | مقرر کردہ مہر سے کم ہو تو مہر مثل ہی لازم ہو گا اھ ملخصاً واللہ تعالیٰ اعلم (ت) |
|--|---|

مسئلہ ۱۱۳: از چاٹگام ملک بنگالہ مرسلہ شیخ اصغر علی محلہ قطب دیا ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۱ھ

| | |
|--|---|
| ما تو لکم رحمکم اللہ تعالیٰ اندریں مسئلہ کہ زنِ دوشیزہ را کہ ہنوز بجالہ نکاح کسے نیامدہ است فرزندے آمد زن میگوید کہ بنجاب دیدم کہ مردے بامن بہم شدو احتلام کردم و بار گرفتہ ام پس ازان ست دریں صورت قولش مقبول شود یا نہ و پس را ولد الزنا دانند یا چہ؟ بینوا توجروا | آپ حضرات (رحمکم اللہ تعالیٰ) کا کیا ارشاد ہے اس مسئلہ میں کہ ایک نوجوان کنواری لڑکی نے بچے کو جنم دیا ہے اور وہ یہ کہتی ہے کہ میں نے خواب میں ایک مرد کو اپنے ساتھ دیکھا جس کی وجہ سے مجھے احتلام ہوا اور یہ بچہ اس حمل سے پیدا ہوا ہے، کیا اس صورت میں اس لڑکی کی بات تسلیم کی جائے گی یا نہیں اور اس بچے کو ولد الزنا کہا جائے گا یا نہیں۔ بینوا توجروا (ت) |
|--|---|

الجواب:

| | |
|---|--|
| ہمچو سخنے بے معنی ہیچ گوئہ قابل پذیرائی نیست کہ بجماع خواب بار آورشدن محال عادی ست ہمچنانکہ پسر بے پدر بوجود آمدن فی میزان الامام العارف الشعرانی ان الولد لا یتخلق الا من ماء الرجل والمرأة معا و تخلق الولد من ماء واحد من خصائص عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ^۲ اگر امثال ایں دعاوی گوش قبول آید در فتنہ عظیمہ بر روی مسلمانان کشاید زنان بے قید ہرچہ خواہند کنند و ہنگام مواخذہ بہمچو اکاذیب واضحہ چنگ زنند کہا قال الامام الاجل سیدنا مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیما ہواظہرو | ایسی بے معنی بات کسی طرح قابل قبول نہیں ہو سکتی کہ خواب میں جماع کی وجہ سے حمل کا ٹھہرنا اور ایسے ہی بغیر باپ بچہ پیدا ہونا محال عادی ہے، امام عارف شعرانی نے میزان میں فرمایا کہ بچہ مرد اور عورت کے مشترکہ نطفہ سے پیدا ہوتا ہے اور صرف ایک کے نطفہ سے بچہ کا پیدا ہونا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی خصوصیت ہے، اگر ایسی بات تسلیم کر لی جائے تو مسلمانوں میں عظیم فتنہ پیدا ہو جائے اور عورتیں جو چاہیں کرتی رہیں گی اور مواخذہ کے وقت ایسے جھوٹ گھڑنا شروع کر دیں گی، جیسا کہ امام اجل سیدنا مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یعنی جن کا کسی انسان عورت سے نکاح کے بطلان کے متعلق |
|---|--|

^۱ در مختار باب المہر مطبع جنتی دہلی ۲۰۱۱ء

^۲ المیزان الکبیر باب حکم الزنا مصطفیٰ البابی مصر ۱۵۹۲

اقرب من هذا اعنى نكاح الجنى انسوية انى اكره اذا وجدت امرأة حاملا قيل لها من زوجك قالت من الجن فيكثر الفساد فى الاسلام بذلك¹ رواه ابو عثمان بن سيد بن العباس الرازى فى كتاب الالهام والوسوسة قال حدثنا مقاتل عن سعيد بن داود الزبيدي فذكره وفيه قصة اورده سيدي احمد الحموي فى الغمز² لما آتته در بهجو صورت زن رازانية وپسر رازنازاده گویند يانه روايت بدائع مفيد اول ست فى الدر المختار لو تزوجت معتدة بائن فولدت لاقل من الاقل مذ تزوجت ولاكثر منها مذ بآنت لم يلزم الاول ولا الثانى والنكاح صحيح³ اه ملتقطا قال الشامى صحيح اى عندهما وعند ابى يوسف فاسد لانه اذا لم يثبت من الثانى كان من الزنا. ونكاح الحامل من الزنا

زیادہ واضح اور ناپسندیدہ بات یہ ہے کہ جب کسی عورت کو حاملہ پایا جائے تو اس سے پوچھا جائے کہ تجھ سے کس نے قربت کی ہے تو وہ کہے کہ میرا نکاح جن سے ہوا ہے جس کی وجہ سے یہ حمل ہے مجھے یہ بات زیادہ ناپسند اس لئے ہے کہ اس کی وجہ سے اسلام میں عظیم فتنہ و فساد برپا ہو جائے گا، اس کو ابو عثمان بن سعید بن عباس نے کتاب الالهام والوسوسة میں روایت کہا ہے انہوں نے یوں بیان کیا کہ مجھے مقاتل نے سعید بن داؤد زبیدی سے بیان کیا ہے اور اس میں ایک قصہ ہے جس کو سید احمد حموی نے غمز میں ذکر کیا ہے، بہر حال ایسی صورت میں اس عورت کو زانیہ اور بچے کو ولد الزنا کہا جائے یا نہ، بدائع کی روایت پہلے احمال یعنی عورت کو زانیہ اور بچے کو ولد الزنا قرار دینے کے لئے مفید ہے، در مختار میں ہے کہ اگر بانئہ طلاق والی معتدہ دورانِ عدت نکاح کرے اور نکاح کے بعد چھ ماہ سے قبل بچے کو جنم دے یا طلاق بانئہ کے دو سال بعد بچہ جنے تو وہ نسب نہ پہلے خاوند اور نہ دوسرے خاوند کے لئے ثابت ہوگا جبکہ نکاح صحیح قرار پائے گا اھ ملتقطا، اس پر علامہ شامی نے کہا کہ یہ نکاح امام اعظم اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک صحیح ہوگا اور امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک فاسد ہوگا کیونکہ جب دوسرے خاوند کا

¹ المیزان الکبریٰ باب حکم الزنا مصطفیٰ البابی مصر ۱۵۹/۲

² الاشباہ والنظائر بحوالہ ابو عثمان بن سعید بن عباس فى كتاب الالهام والوسوسة احكام الجن ادارة القرآن کراچی ۸۳/۲-۵۸۳

³ در مختار فصل فى ثبوت النسب مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۳/۱

نسب بھی ثابت نہ ہو تو حمل زنا سے ہوگا جبکہ زنا سے حاملہ کا نکاح امام اعظم اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک صحیح ہوتا ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہوتا ہے بدائع میں یونہی مذکور ہے اھ، اور امام زلیعی وغیرہ کی روایت دوسرے احتمال یعنی زانیہ اور ولد الزنا نہ کہنے کو مفید ہے جبکہ دلیل کے اعتبار سے بھی یہی زیادہ واضح ہے نیز ایسے عظیم معاملہ میں احتیاط کی خوبی بھی اسی میں ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس عورت نے خفیہ نکاح کیا باشبہ میں اس سے کسی نے وطی کر لی ہو اور اب حیاء شرم کی وجہ سے وہ پردہ پوشی کر رہی ہو اور غلط بیانی سے کام لے رہی ہو اس لئے بچے مجہول (یعنی ایسا بچہ جس کا باپ معلوم نہ ہو) قرار دینا ہی مناسب ہے، رد المحتار میں ہے کہ زلیعی وغیرہ میں ہے کہ اگر کسی منکوحہ نے نکاح کے بعد چھ ماہ پورے ہونے سے قبل بچے کو جنم دیا تو اس خاوند سے بچے کا نسب ثابت نہ ہوگا کیونکہ یہ نطفہ نکاح سے قبل کا ہے اور یہ نکاح فاسد قرار پائے گا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ حمل کسی دوسرے شخص سے نکاح صحیح یا شبہ سے وطی کے ساتھ ٹھہرا ہو، انہوں نے اس سے قبل بدائع کا کلام نقل کر کے فرمایا کہ بحر میں بدائع کی اتباع کی ہے جبکہ مجھے بدائع کے کلام کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی کیونکہ ایسی صورت میں جب بچے کا نسب نہ پہلے خاوند سے ثابت ہو اور نہ ہی دوسرے

صحیح عندہما لا عندہ کما فی البدائع^۱ اورایت امام زلیعی وغیرہ مفید ثانی ست وہمین است اظہر من حیث الدلیل و ہدیرین ست احتیاط جمیل در ہجو امر جلیل چہ می رسد کہ زن پنہانی عقد زن و شوئی باکسے بستہ یا بو طی شبہ بتلا گشتہ باشد حالا بوجہ حیا تترمی پوشد بختہ باطل می کوشد آری مجہول النسب خواندش یعنی پسرے کہ پدرش معلوم نیست ففی رد المحتار فی الزلیعی وغیرہ لولدت المنکوحہ لاقل من ستۃ اشہر مذتزوجہا لم یثبت النسب لان العلوق سابق علی النکاح ویفسد النکاح لاحتمال انہ من زوج آخر بنکاح صحیح او بشبہۃ^۲ و پیش از اں بعد نقل کلام بدائع فرمود تبعہ فی البحر ولم یظہری وجہہ لانہ اذا لم یثبت من واحد منہما، علم انہ من غیرہما ولا یلزم ان یکون من الزنا لاحتمال کونہ بشبہۃ، ولا یصح النکاح الا اذا علم انہ من زنا ففی الزلیعی وغیرہ الی آخرہ فلیتأمل^۳ اھ، واللہ سببخنہ وتعالیٰ اعلم۔

^۱ رد المحتار فصل فی ثبوت النسب دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۲۲

^۲ رد المحتار فصل فی ثبوت النسب دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۳۔

^۳ رد المحتار فصل فی ثبوت النسب دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۳۲

سے، تو ظاہر ہے کہ دونوں کے علاوہ کسی غیر کا ہے اور وہ غیر ضروری نہیں کہ زنا ہو، ہو سکتا ہے کہ یہ حمل وطی بالشبہ کی وجہ سے ہوا ہو، اور یہ نکاح صحیح نہ ہوگا مگر جب معلوم ہو جائے کہ یہ حمل زنا سے ہے، پھر زلیعی وغیرہ کا گزشتہ کلام آخر تک ہے، پس اس میں غور کرنا چاہیے، واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۱۱۵: ۲ ربیع الآخر شریف ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ مجیدن ساکنہ بدایوں عرصہ ۲۲ سال ہوا کہ اپنے گھر سے بھاگ کر خدا معلوم کہاں کہاں رہی بعد دو برس کے معلوم ہوا کہ نوکری آیا گیری کر لی چنانچہ وہاں کا حمل بھی رہا اور دعوٰی ایک انگریز پر اس حمل کا کیا پھر بریلی میں مسٹی اسد علی خاں سے ملاقات کر لی اور اس حمل کو اسد علی خاں کی یہاں وضع کیا، بعد وضع کے ایک ماہ اور رہی، اور پھر بچہ چھوڑ کر بھاگ گئی، اور نوکری آیا گیری کر لی، وہاں اسد علی خاں بھی پہنچے اور چند سال کے بعد وہیں انتقال کیا، وہ عورت بعد انتقال اسد علی خاں کے آوارہ پھرتی رہی اور کئی بچے پیدا ہو کر مر گئے، ان میں سے ایک لڑکا پندرہ برس کا اور ایک سال بھر کا موجود ہے، جس مدت میں کہ اس علی خاں سے ملاقات سے ملاقات تھی پردہ میں ہر گز نہیں رہی اس کے نکاح کا کوئی گواہ کامل نہیں، مگر میاں بیان کرتے ہیں کہ میں نے جب اسد علی خاں کو بہت غیرت دلائی تو کہا کہ میں نے نکاح کر لیا ہے۔ چند امیاں بیان کرتے ہیں کہ میرے سامنے ہوا تھا اس کی عمر اس وقت تیس برس کی ہے اور بوقت نکاح کی دس برس کی تھی کیونکہ اس واقعہ کو بیس برس پورے ہو گئے تو ان کی شہادت بوقت نابالغی کی ہے اور جو لڑکا کہ پندرہ یا سولہ برس کا ہے اس کو اسد علی خاں کا بتاتے ہیں، پس اس صورت میں استفسار ہے کہ یہ عورت بدایوں والے خاوند کے نکاح میں رہی یا نہیں، اور مگر میاں جو اسد علی خاں کے قول کو نقل کرتے ہیں یہ نقل کرنا قول کا شہادت عقد کا کام دے سکتا ہے یا نہیں، اور چند امیاں شخص واحد نابالغ کی شہادت معتبر ہے یا نہیں اور وہ لڑکا جو اسد علی خاں کا بتاتے ہیں ان کا ہے یا نہیں، ہاں زمانہ قرار نطفہ ان کی حیات کا زمانہ ہے اور در صورت ثبوت نکاح کے وہ لڑکا وارث ترکہ اسد علی خاں کا ہے یا نہیں؟ فقط بینوا بسند الکتاب توجروا فی یوم الحساب۔

الجواب:

صورت مستفسرہ میں مجیدن بدستور اپنے شوہر بدایونی کے نکاح میں ہے کہ آوارگی و بدکاری مزیل نکاح نہیں،

لحدیث ابی داؤد والنسائی

ابوداؤد اور نسائی کی حدیث میں ہے خاوند

| | |
|---|---|
| <p>قال - انی احبھا قال فامسکھا^۱ وفي الدر المختار عن القنية لا يجب علی الزوج تطليق الفاجرة^۲۔</p> | <p>نے کہا مجھے بیوی سے محبت ہے، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تو اسے پاس رکھ لے، اور در مختار میں قنیہ سے منقول ہے فاجرہ بیوی کو طلاق دینا خاوند پر واجب نہیں ہے۔ (ت)</p> |
|---|---|

اور شہادت مذکورہ ناکافیہ ہے کہ نکاح میں جب ایک گواہ معاینہ اور ایک اقرار بیان کرے تو یہ اختلاف شرعاً موجب رد شہادت ہے،

| | |
|--|--|
| <p>في الخانية ثم الهندية لو كان المشهور به، قولاً لا يتم الا بفعل، كالنكاح واختلف الشهود في المكان والزمان او في الانشاء والاقرار لا تقبل شهادتهم^۳ اهو في جامع الفصولين لو اختلف الشاهد بأن شهد احدهما على الانشاء، والاخر على اقرار في فعل كجناية او قول ملحق بالفعل كنكاح يمينع</p> | <p>خانہ پھر ہندیہ میں ہے جس کے متعلق گواہی دی جا رہی ہو وہ ایسا قول ہو جو فعل کے بغیر تام نہ ہو، مثلاً نکاح، تو وہاں گواہوں کا مکان یا زمان یا اس کے انشاء یا اقرار میں اختلاف ہو تو ان کی شہادت مقبول نہ ہوگی اھ، اور جامع الفصولین میں ہے اگر دو گواہوں کا کسی فعل کے متعلق اختلاف ہو کہ ایک نے انشاء اور دوسرے نے اقرار کی گواہی دی مثلاً جنایت یا اختلاف شہادت اس قول سے متعلق جو فعل پر تام ہو، مثلاً نکاح، تو ان کا یہ</p> |
|--|--|

^۱ سنن ابوداؤد کتاب النکاح آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۸۰، سنن النسائی تزویج الزانیۃ ۲/۷۱ و باب ما جاء فی الخلع ۲/۷۱۰ انور محمد کارخانہ

تجارت کتب کراچی

^۲ در مختار فصل فی المحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۰/۲ و ۲۵۴

^۳ فتاویٰ قاضی خاں فصل الشہادۃ التی تخالف الدعوی نوکثور لکھنؤ ۳/۵۴۹، فتاویٰ ہندیہ الباب الثامن فی الاختلاف بین الشاہدین نورانی کتب خانہ پشاور ۳/۵۰۹

ف: سنن ابوداؤد کے الفاظ یوں ہیں: ان امرأتی لا تمنع ید لامس قال غربھا قال اخاف ان تتبعھا نفسی قال فاستمتع بها، اور سنن النسائی ص ۷۰۷ پر بھی یہی الفاظ ہیں جبکہ ص ۷۰۷ پر الفاظ یوں ہیں: ان عندی امرأة هی احب من الناس الی وہی لا تمنع ید لامس قال طلقھا قال لاصبر عنھا قال استمتع بها۔ نذیر احمد سعیدی

| | |
|---|--|
| قبول الشهادة ^۱ اھ ملخصاً وفيه من الفصل من اختلاف الدعوى والشهادة لو شهدا أحدهما بنكاح والاخر بأقرار به لا يقبل كغصب ^۲ | اختلاف شہادت کے قبول کرنے کے لئے مانع ہوگا اھ، ملخصاً، اسی میں فصل ۱۱ اختلاف دعویٰ و شہادت سے ہے کہ ایک نے نکاح اور دوسرے نے اس کے اقرار پر شہادت دی تو یہ مقبول نہ ہوگی جیسا کہ غصب میں بھی یہی حکم ہے۔ (ت) |
|---|--|

پس جبکہ شوہر کا فراش صحیح ثابت اور اسد علی خاں کے نکاح کا اصل ثبوت نہیں کہ بر تقدیر تزوج بحالت ناواقفی از نکاح غیر فراش فاسد حقیقی ٹھہر کر فراش صحیح حکمی پر بر بنائے روایت مفتی بہا ماخوذ للامام الثانی مرجع رہی، کہا حقه فی الدر المختار و اوضحہ فی رد المحتار (جیسا کہ در مختار میں اسکی تحقیق کی ہے اور رد المختار میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ ت) تو حکم حدیث صحیح متواتر الولد للفراش وللعاہر الحجر (بچے کا نسب نکاح والے کے لئے ہے اور زانی کے لئے محرومی ہے۔ ت) وہ لڑکا شرعاً اسی بدایونی کا قرار پائے گا ما لم ینف لعاناً (جب تک لعان سے نسب کی نفی نہ کرے۔ ت) اسد علی خاں سے کوئی علاقہ نہیں رکھتا کہ اس کا وارث ہو سکے واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۱۱۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عورت بعد وفات اپنے شوہر کے کس قدر ایام تک نکاح کرنے سے ممنوع ہے اگر درمیان عدت کے عورت مذکور کے ساتھ کوئی شخص نکاح کر لے تو وہ نکاح صحیح ہے یا نہیں اور اولاد جو نکاح مذکور کے بعد پیدا ہوگی وہ صحیح النسب سمجھی جائیگی یا کیسے؟ بینوا مع حوالۃ الكتاب۔

الجواب:

اگر حامل ہے تو وضع حمل تک ورنہ چار مہینے دس دن تک نکاح نہیں کر سکتی کہا ہو منصوص فی القرآن العزیز (جیسا کہ اس کے بارے میں قرآن کریم میں نص وارد ہوئی ہے۔ ت):

| | |
|--|---|
| وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ^۳ ۔ | اور تم میں جو مریں اور بیویاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں۔ (ت) |
|--|---|

^۱ جامع الفصولین فصل فی الاختلاف بین الدعوی والشہادت الخ اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی ۱/۶۳-۱۶۳

^۲ جامع الفصولین فصل فی الاختلاف بین الدعوی والشہادت الخ اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی ۱/۱۵۵

^۳ القرآن الکریم ۲/۲۳۴

عدت کے اندر نکاح مطلقاً ناجائز ہے، ہاں اگر شوہر کو معلوم نہ تھا کہ دوسرے کی عدت میں ہے نادانستگی میں نکاح کر لیا تو اولاد صحیح النسب سمجھی جائے گی اور دانستہ اس حرام خالص کامر تکب ہو تو قنیہ و مجتبیٰ و بحر الرائق وغیرہ کا مقتضی یہ ہے کہ اولاد ولد الزنا ہو، ردالمحتار میں ہے:

| | |
|--|---|
| <p>فی البحر عن المجتبیٰ ان نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدته فالدخول فیہ لایوجب العدة ان علم انها اصلاً ولہذا یجب الحد مع العلم بالحرمة لانه زناً کما فی القنیۃ وغیرہ^۱۔</p> | <p>بحر میں مجتبیٰ سے ہے اگر غیر شخص کی منکوحہ یا معتدہ کو جانتے ہوئے کسی نے اس سے نکاح کے بعد جماع کیا تو اس سے عورت پر عدت لازم نہ ہوگی کیونکہ کسی نے بھی اس کو جائز نہیں کہا اس لئے یہ نکاح منعقد ہی نہ ہوگا اس لئے جان بوجھ کر ایسا کرنے والے پر زنا کی حد واجب ہوگی کیونکہ یہ زنا ہے جیسا کہ قنیہ وغیرہ میں ہے۔ (ت)</p> |
|--|---|

مگر تحقیق یہ ہے کہ اس صورت میں حتی الامکان اولاد شوہر اول کی ٹھہرے گی جبکہ اس کی موت سے دوسرے کے اندر ہوئی ہو اور اگر دوسرے کے بعد ہوئی تو شوہر ثانی کی قرار دیں گے جبکہ نکاح دو طلی سے چھ مہینے بعد ہوئی ہو اور اگر اول کی موت کو دو سال کامل ہو چکے تھے، اور دوسرے کے نکاح دو طلی کو ابھی چھ مہینے نہ ہوئے تو اسے مہول النسب کہیں گے، فی البحر عن البدائع (بحر میں ہے بدائع سے منقول ہے۔ ت)

| | |
|--|--|
| <p>فان علم وقع الثانی فاسد فان جاءت بولد فان النسب یتثبت من الاول ان امکن اثباتہ منہ بان جاءت بہ لاقلاً من سنتین منذ طلقها الاول او مات^۲۔</p> | <p>یہ معلوم ہوتے ہوئے کہ یہ عورت غیر کی عدت میں ہے اگر کسی نے اس سے نکاح کر لیا تو نکاح ثانی فاسد ہوگا، پھر اگر وہ عورت بچہ جنے تو بچے کا نسب پہلے خاوند سے قرار دیا جائے گا اگر اس سے ثابت کرنا ممکن ہو، مثلاً یوں کہ پہلے خاوند کی طلاق یا اس کی موت سے دو سال کے اندر بچہ پیدا ہو تو نسب پہلے کا قرار دیا جائیگا۔ (ت)</p> |
|--|--|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|--|--|
| <p>اماذا لم یمكن بان جاءت بہ لاكثر من سنتین مذباناً ولستة اشهر</p> | <p>لیکن جب ایسا ممکن نہ ہو مثلاً بچے کی پیدائش طلاق بائنہ سے دو سال بعد اور دوسرے نکاح سے چھ ماہ</p> |
|--|--|

^۱ ردالمحتار باب العدة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۰۷/۲

^۲ بحر الرائق باب ثبوت النسب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۵۸/۴

| | |
|---|--|
| پورے ہونے پر ہوئی تو اس صورت میں بچہ دوسرے کی طرف منسوب ہوگا جیسا کہ بحر میں بدائع سے منقول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) | مذتزوجت فهو للثانی کما فی البحر عن البدائع ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ |
|---|--|

مسئلہ ۱۱۷: ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق بائن دی جو اس کے پاس بعد نکاح پندرہ روز رہی تھی مگر مرد نے خلوت اس کے ساتھ نہیں کی، دو اشخاص درمیانوں نے کہ جو پورے اس حال سے واقف تھے اسی روز رشوت لے کر دوسرے شخص سے نکاح اس عورت کا کرادیا، بعد ایک سال کے اس عورت سے ایک لڑکا پیدا ہوا، اس وقت خاوند کو معلوم ہوا کہ ایام عدت پورے ہونے سے پہلے نکاح ہو گیا تھا، اب وہ لوگ جنہوں نے اس شخص کا نکاح دھوکے سے کرادیا تھا کہتے ہیں کہ یہ نکاح جائز نہیں، عورت کا از روئے شرع شریف کے نکاح جائز ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں ہوا تو کیا حکم کرانے والوں کے واسطے معہ زوجہ زوج کے اور اس لڑکے کے واسطے؟ آیا حرام ہے یا نہیں؟ فقط، بینوا توجروا۔

الجواب:

خلوت کے معنی یہ ہیں کہ مرد و عورت دونوں تنہا ایک مکان میں تھوڑی دیر اکٹھے ہوئے ہوں جہاں مباشرت سے کوئی مانع نہ ہوا اگرچہ مباشرت واقع نہ ہو۔ اگر خلوت بایں معنی ان مرد و زن میں نہ ہوئی تھی کہ مرد نے طلاق دے دی تو عورت پر اصلاً عدت لازم نہ ہوئی، اسی وقت اس سے نکاح کر لینا جائز تھا، اس تقدیر پر دوسرا نکاح کہ اس عورت نے کیا جائز ہوا، اور اولاد ولد الحلال ہے، ہاں اگر ایسی خلوت ہو گئی تھی اور پھر طلاق ہوئی اور عورت نے عدت نہ کی تو نکاح ثانی حرام قطعی ہوا اور جتنے لوگ اس سے واقف ہو نکاح ثانی میں شریک و ساعی ہوئے سب حرام عظیم میں مبتلا ہوئے، شوہر دوم کو اگر اطلاع نہ تھی کہ یہ عورت مطلقہ ہے اور ہنوز عدت نہیں گزری ہے بلکہ بعد ولادت پسر اطلاع ہوئی جیسا کہ بیان ساکل ہے جب تو یہ بچہ بلاشبہ ولد الزنا نہیں، اور اگر وہ بھی آگاہ تھا اور دانستہ اس امر کا مرتکب ہوا تو بھی بچہ حرامی نہیں، فرق اتنا ہے کہ پہلی صورت میں شوہر ثانی کا بچہ قرار پائے گا اور دوسری صورت میں شوہر اول کا۔ در مختار میں ہے:

^۱ رد المحتار فصل فی ثبوت النسب دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۳۳

| | |
|---|---|
| <p>تزوجت معتدة بأئن فولدت لاقول من سنتين مذبانة ولنصف حول مذتزوجت عن البدائع انها للثاني معللا بان اقدامها على التزوج دليل انقضاء عدتها. حتى لو علمه بالعدة فالنكاح فاسد وولدها للاول^۱ اهملتقطاً، واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> | <p>بائنہ طلاق کی عدت والی نے نکاح کر لیا پھر اس نے بائنہ طلاق کے وقت سے دو سال کے اندر اندر دوسرے نکاح سے چھ ماہ کے بعد بچے کو جنم دیا، تو بدائع سے منقول ہے کہ یہ بچہ دوسرے کا ہوگا، اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا عورت کا دوسرے نکاح کے لئے اقدام کرنا عدت ختم ہونے کی دلیل قرار دی جائیگی حتیٰ کہ اگر مرد و عورت دونوں کو معلوم ہو کہ عدت ابھی باقی ہے، تو یہ نکاح فاسد ہوگا، اور بچہ پہلے خاوند کا قرار دیا جائے گا، ملتقطاً، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)</p> |
|---|---|

مسئلہ ۱۱۸: ۲۷ جمادی الآخرہ ۱۳۱۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی کو یہ کہہ کر نکال دیا کہ عورت خراب اور بدکار ہے، پس وہ عورت مذکورہ ایک مدت آوارہ طور پر پھرائی، اب زید نے اس عورت کو اپنے مکان میں لا کر رکھ لیا، مکان میں داخل ہونے کے تین ماہ بعد دختر پیدا ہوئی، اس صورت میں اول تو یہ کہ زید کا نکاح نکاح رہا یا نہیں؟ دوسرے یہ کہ وہ لڑکی زید کی قرار دی جائے گی یا حرام کی؟ کیونکہ ایام آوارگی میں کبھی زید کے پاس نہیں آئی، اور اب زید نے جو اس عورت کو پھر رکھا ہے نکاح کرے یا نہیں؟ اور زید عورت کے نکال دینے پر اور پھر رکھ لینے پر از روئے شریف مستوجب کسی سزا ہے؟

الجواب:

صرف نکال دینے سے زید کے نکاح میں کچھ فرق نہ آیا، لڑکی زید ہی کی قرار پائے گی اگرچہ ایام آوارگی میں یہ عورت کبھی زید کے پاس نہ آتی اور مکان میں واپس آتے ہی اسی دن لڑکی پیدا ہو جاتی۔

| | |
|---|--|
| <p>قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الولد للفراش وللأهر الحجر^۲</p> | <p>رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بچے کا نسب نکاح والے سے ہوگا اور زانی کو محرومی ہے (ت)</p> |
|---|--|

^۱ درمختار فصل فی ثبوت النسب مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶۳

^۲ صحیح البخاری کتاب الفرائض باب الولد للفراش الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۹۹/۲

زید کو دوبارہ نکاح کی حاجت نہیں پھر رکھ لینے میں اس پر کوئی الزام نہیں، ہاں نکال دینا اگر بلا وجہ شرعی تھا تو گنہگار ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا دادا پٹھان تھا، دادی اور والدہ سیدانی۔ اس صورت میں زید سید ہے یا پٹھان؟ بینوا تو جروا

الجواب:

شرع مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے جس کے باپ دادا پٹھان یا مغل یا شیخ ہوں وہ انہیں قوموں سے ہوگا اگرچہ اس کی ماں اور دادی سب سیدانیاں ہوں، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا ہے:

| | |
|---|---|
| من ادعی الی غیرابیہ فعلیہ لعنة اللہ والملائكة والناس اجمعین لایقبل اللہ منہ یوم القیمة صرفاً ولا عدلاً ^۱ | جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے آپ کو نسبت کرے اس پر خود اللہ تعالیٰ اور سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا نہ فرض قبول کرے نہ نفل۔ مختصر۔ |
|---|---|

بخاری و مسلم والبوداؤد و ترمذی و نسائی و غیر ہم نے یہ حدیث مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کی ہے، ہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت خاص امام حسن و امام حسین اور ان کے حقیقی بھائی بہنوں کو عطا فرمائی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹے ٹھہرے پھر ان کی جو خاص اولاد ہے ان میں بھی وہی قاعدہ عام جاری ہوا کہ اپنے باپ کی طرف منسوب ہوں اس لئے سبطین کریمین کی اولاد سید ہیں نہ کہ بناتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کہ وہ اپنے والدوں ہی کی طرف نسبت کی جائیں گی، واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۰: از نجیب آباد ضلع بجنور محلہ نواب پورہ مرسلہ نیاز اللہ خاں ۵ ربیع الاول شریف ۱۳۱۳ھ حضور لامع النور عالم ظاہر و باطن و معقول و منقول جناب فیض مآب مفتی محمد احمد رضا خاں صاحب دام فیوضہم، عالیجاہ! عرض یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا مدت تک پھر اسی کی زندگی میں اس کی بیٹی سے بھی حرام کیا، یہاں تک کہ دس برس تک اسے گھر میں ڈال کر پردہ میں رکھ کر حرام کرتا رہا، چار بچے پیدا ہوئے تین لڑکیاں اور ایک لڑکا، وہ پرورش پا گئے، اور یہ عورت منکوحہ جس کی یہ اولاد حرامی موجود ہے

^۱ المعجم الكبير حديث مروي از عمرو بن خارجة المكتبة الفيصلية بيروت ۳۴/۱۷

دوسرے شخص کی منکوحہ تھی اس کے پاس سے بھاگ کر زانی کے پاس رہنے لگی، خاوند اس کو لینے آیا خلق بیان کرتی ہے کہ خاوند نے اس فعل کو دیکھ کر رادری کے سبب سے طلاق دے دی واللہ اعلم بالصواب والغیب عند اللہ اب وہ شخص زنا سے توبہ کر کے نکاح میں لانا چاہتا ہے، آیا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور در صورت ناجائز ہونے نکاح کے وہ عورت مع ان بچوں کے نکال دی جائے گی یا بچے اس سے وہ شخص پرورش کرنے کے لئے لے گا؟ بینوا تو جروا

الجواب:

صورت مستفسرہ میں اگر شوہر نے اسے طلاق بھی دی ہوتا ہم زانی سے نکاح نہیں ہو سکتا جب یہ اس کی ماں سے زنا کر چکا، بیٹی ہمیشہ کو حرام ہو گئی،

| | |
|--|---|
| فی الدر المختار حرم اصل مزنیۃ وممسوسۃ. والمنظور الی فرجھا الداخل وفروعھن ^۱ اھملخصاً۔ | در مختار میں مزنیہ اور جس عورت کو شہوت کے ساتھ مس کیا اور وہ جس کی شرمگاہ کے داخل حصہ کو شہوت سے دیکھا ہو ان عورتوں کے اصول وفروع حرام ہو جائیں گے اھملخصاً (ت) |
|--|---|

اور جبکہ معلوم ہے کہ اس زانی نے اب تک اس سے نکاح نہ کیا تھا اب زنا سے توبہ کر کے نکاح کرنا چاہتا ہے تو یہ بچے اس شخص کے کسی طرح نہیں ٹھہر سکتے بلکہ اگر شوہر نے طلاق نہ دی یا طلاق سے پہلے یا اس کے بعد چھ مہینے کے اندر تک یہ اولادیں پیدا ہوئیں تو سب شوہر ہی کی قرار پائیں گی اور زانی کے لئے پتھر۔

| | |
|---|---|
| قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الولد للفراش وللعاھر الحجر ^۲ ۔ | رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بچے کا نسب نکاح والے سے ہوگا اور زانی کو محرومی ہے (ت) |
|---|---|

اور طلاق سے چھ مہینے یا زائد کے عہ رجعی تھی اور بچہ اس وقت ہوا کہ عورت نے ہنوز عدت گزر جانے کا اقرار نہ کیا تھا یا اقرار ایسے وقت کیا تھا کہ اتنی مدت میں عدت کا گزر جانا محتمل نہیں یعنی امام کے نزدیک طلاق کو دو مہینے اور صاحبین کے نزدیک انتالیس دن^۳ نہ گزرے تھے یا اقرار وقت تو گزرنا محتمل تھا مگر بعد کو اس کا

عہ: مسودہ میں بیاض ہے۔

^۱ در مختار فصل فی المحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۸/۱

^۲ صحیح البخاری باب الولد للفراش حرۃ کانت او امة قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۹۹/۲

کذب ظاہر ہوا کہ جو وقت اس نے انقضائے عدت کا بتایا تھا اس سے چھ^۱ مہینے کے اندر بچہ ہوا تو ان صورتوں میں پہلا بچہ جو بعد طلاق ہوا ہے علی الاطلاق شوہر ہی کا ٹھہرے گا طلاق سے بیس برس بعد پیدا ہوا کہ طہر کے لئے زیادت کی جانب کوئی حد مقرر نہیں، ممکن ہے کہ تین حیض تیس برس میں آئیں تو انقضائے عدت نہ فی نفسہ ثابت ہوا نہ عورت کے اقرار مقبول سے، لاجرم اس کا پیٹ میں رہنا ایام نکاح میں تھا یا زمانہ عدت میں ہر طرح نسب ثابت ہے کہ طلاق رجعی میں شوہر جب عدت کے اندر وطی کرے تو وہ حرام نہیں ہوتی بلکہ رجعت ہو جاتی ہے والہذا عدت ہی میں حمل رہنا ثابت نہ ہوا بلکہ محتمل کہ طلاق سے پہلے کا ہو تو اس کی ولادت مثبت رجعت نہ ہوگی بلکہ مثبت انقضائے عدت ہوگی کہ وضع حمل کے بعد بقائے عدت کے کوئی معنی نہیں، اس صورت میں اور بچے جو اسی کی ولادت کے چھ مہینے یا زائد کے بعد پیدا ہوئے شوہر کے نہیں ٹھہر سکتے کہ ان کا پیٹ میں رہنا نہ ایام نکاح میں ہوا نہ زمانہ عدت میں، ہاں اگر دوسرا بچہ اس سے پہلے کی پیدائش سے چھ مہینے کے اندر ہو گیا تو یہ بھی شوہر کا قرار پائے گا کہ چھ^۱ مہینے سے کم میں دوسرے حمل کا بچہ نہیں ہو سکتا، لاجرم یہ اسی کے ساتھ تھا، اور اگر طلاق بائن تھی اگرچہ مغفلہ ہو اور عورت اپنے شوہر کی مدخلہ تھی اور اس نے هنوز انقضائے عدت کے اقرار مقبولہ بمعنی مذکور کیا تھا کہ طلاق سے دو^۲ برس کے اندر بچہ ہوا تو بھی شوہر کا ٹھہرے گا کہ اس کا پیٹ میں رہنا ایام نکاح میں محتمل ہے، اور دو برس کے بعد ہوا تو اب حمل زمانہ نکاح کا تو یقیناً نہ تھا نہ ایام عدت کا ٹھہر سکتے ہیں کہ بے نکاح جدید عدت بائن میں قربت حرام ہے، اس صورت میں ناچار شوہر کا نہ ہوگا مگر یہ کہ وہ اپنا ایک بچہ ہو لیا تھا یہ دوسرا اس سے چھ^۱ مہینے کے اندر ہو گیا تو بوجہ سابق اسے بھی شوہر کا ٹھہرا دیں گے، بالجملة اتنی صورتیں ہیں جن میں یہ بچے کل یا بعض شوہر ہی کے ٹھہریں گے اور ثابت النسب ہوں گے اور انہیں ولد الزنا کہنا ناجائز ہوگا، اور اگر بالفرض ان صورتوں سے کوئی شکل نہ پائی جائے تو غایت یہ کہ شوہر کے نہ ٹھہریں ولد الزنا یا مجہول النسب ہوں، بہر حال زانی کے کسی طرح نہیں ٹھہر سکتے نہ اسے ان پر کوئی استحقاق و دعویٰ۔ تنویر الابصار و در مختار و رد المحتار میں ہے:

رجعی طلاق کی عدت والی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو نسب اسی خاوند کا ہوگا اگرچہ یہ بچہ طلاق سے دو سال، بیس سال یا بیس سال سے بھی زیادہ عرصہ میں پیدا ہوا ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ نطفہ عدت میں ٹھہرا ہو اور عدت کے دوران طہر طویل ہوئے ہوں تا وقتیکہ

یثبت نسب ولد معتدة الرجعی وان ولدت لاکثر من سنتین ولو لعشرین سنة فاکثر لاحتمال امتداد طهرها وعلوقها فی العدة مالم تقر بمضی العدة وکانت الولادة

عورت نے عدت ختم ہونے سے پہلے اقرار نہ کیا ہو اور بچے کی ولادت کو خاوند کا رجوع قرار دیا جائے گا اگر مطلقہ رجعی دو سال یا دو سال کے بعد بچہ جنم دے کیونکہ ممکن ہے کہ استقرار حمل عدت میں ہوا ہو (لہذا خاوند وطی کے ساتھ رجوع کرنے والا قرار پائے گا، نہر) اور دو سال سے کم مدت میں پیدائش ہو تو شک کی بنا پر خاوند کا رجوع ثابت نہ ہوگا (کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ حمل طلاق سے پہلے کا ہو) پھر اگر عورت نے عدت ختم ہونے کا اقرار کر لیا ہو اور وہ مدت بھی عدت کے ختم ہونے کا احتمال رکھتی ہو مثلاً امام اعظم کے قول پر ساٹھ دن اور صاحبین کے قول پر انتالیس ۳۹ دن گزر چکے ہیں پھر اس اقرار کے بعد بچہ کو جنم دے تو اس صوت میں بچے کا نسب پہلے خاوند سے ثابت نہ ہوگا مگر جبکہ اقرار کے وقت سے چھ ماہ کے اندر بچہ جنم دے تو نسب اسی سے ہی ثابت ہوگا کیونکہ اب یقیناً اقرار کے وقت وہ حاملہ تھی تو اس سے عورت کا اقرار جھوٹا ثابت ہو جائے گا اور یوں ہی اگر مطلقہ بانسہ یا جس کا خاوند فوت ہو جائے گا اور یوں ہی اگر مطلقہ بانسہ یا جس کا خاوند فوت ہوا ہو جب وہ عدت ختم ہو جانے کا دعویٰ کرے پھر دعویٰ کے چھ ماہ بعد بچہ کو جنم دے تو یہ نسب بھی پہلے خاوند کا نہ ہوگا اور اگر چھ ماہ سے کم مدت ہو تو احتیاطاً نسب پہلے خاوند کا ہوگا جیسا کہ بغیر دعویٰ بھی بانسہ طلاق والی میں نسب ثابت ہوتا ہے (خواہ ایک طلاق یا تین طلاق سے بانسہ ہوئی ہو اور اس نے عدت میں دوسرے سے نکاح کیا یا نہ کیا ہو، بحر) بشرطیکہ اس نے طلاق سے دو سال کے اندر

رجعة لوفی الاكثر منها اولتها معها لعلوقها في العدة (فیصیر فـ بالوطء مراجعاً نہر) لانی الاقل للشك (فان اقرت بانقضائها والمدة تحتمة بان تكون ستین یوما علی قول الامام وتسعة وثلثین علی قولها ثم جاءت بولد لایثبت نسبه الا اذا جاءت به لاقل من ستة اشهر من وقت الاقرار فانه یثبت نسبه للتیقن بقیام الحمل وقت الاقرار فیظهر کذبها. وکذا هذافی المطلقه البائنة والمتوفی عنها اذا ادعت انقضائها ثم جاءت بولد لتبکم ستة اشهر لایثبت نسبه. ولاقل یثبت کما یثبت بلا دعوة احتیاطاً فی مبتوتة (یشمل البت بالواحدة والثلاث تزوجها فی العدة اولاً بحر) جاءت به لاقل منها من

ف: قوسین کے درمیان والی عبارت رد المحتار کی ہے جبکہ قوسین سے باہر والی عبارت تنویر اور در مختار کی ہے۔ نذیر احمد

وقت الطلاق لجوازه وجوده وقتہ ولم تقر بمضيها،
 کہا مر، ولولتہامہما لایثبت النسب الابدعوتہ لانہ
 التزمہ وہی شبہة عقد ایضاً والا اذا ولدت توأمین
 احدهما لاقل من ستین والاخر لا کثر فیثبت لکن
 فی القہستانی الدعوة مشروطة فی الولادة لا کثر منہما
 وان لم تصدقہ المرأة فی الاوجه فتح، ویثبت نسب
 ولد البقرة بمضيها لولاقل من اقل مدته من وقت
 الاقرار ولاقل من اکثرها من وقت البت للیقین
 بکذبها (استشکلہ الزیلعی بماذا اقرت بعد سنة مثلا
 ثم ولدت لاقل من ستة اشهر من وقت الاقرار ولا
 قل من ستین من وقت الفراق فأنه یحتمل بانقضائها
 ان تنقضي فی ذلک الوقت فلم یظهر کذبها بیقین
 الا اذا قلت انقضت عدتی الساعة ثم ولدت لاقل
 المدة من ذلک

بچہ کو جنم دیا ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ طلاق کے وقت اس کا
 حمل موجود ہو اور اقرار بھی نہ پایا گیا ہو جیسا کہ گزر چکا ہے اور
 اگر طلاق سے دو سال پورے ہو جانے کے بعد بچہ جنا ہو تو پھر
 اس کے دغوی کے بغیر نسب ثابت نہ ہوگا، کیونکہ زوج نے
 نسب اپنے اوپر خود لازم کر لیا اور یہ مشابہ عقد بھی ہے مگر یہ
 کہ عورت نے اس حمل سے دو بچے جنے یوں کہ ایک کو دو
 سال پورے ہونے سے قبل اور دوسرے کو دو سال کے بعد
 جنم دیا ہو تو اس صورت میں دغوی کے بغیر نسب ثابت
 ہو جائے گا لیکن قہستانی میں ہے اوجہ روایت کے مطابق دو
 سال کے بعد کی ولادت کی صورت میں دغوی شرط ہے اگرچہ
 عورت زوج کی تصدیق نہ کرتی ہو، فتح۔ ایسی عورت جس نے
 عدت گزر جانے کا اقرار کر رکھا ہو اور وہ اقرار کے وقت سے
 چھ ماہ سے کم مدت میں بچہ کو جنم دے یا طلاق بائن کے وقت
 سے دو سال کے اندر بچہ کو جنم دے تو اس بچے کا نسب ثابت
 ہوگا کیونکہ اس صورت میں عورت کا جھوٹا ہونا یقینی ہے، اس
 پر زیلعی نے یہ اشکال پیدا کیا ہے کہ مثلاً جب عورت سال بعد
 عدت ختم ہونے کا اقرار کرے پھر وقت اقرار سے چھ ماہ کے
 اندر اور وقت فراق سے دو سال کے اندر بچے کو جنم دے تو
 ایسی صورت میں عدت کے ختم ہونے کا احتمال موجود ہے کہ
 عدت اسی وقت میں ختم ہوئی ہو تو عورت کا جھوٹا ہونا بطور
 یقین ثابت نہ ہوگا مگر اس صورت میں کہ جب وہ یوں کہے کہ
 میری عدت اب ختم ہوئی ہے پھر اس وقت سے چھ ماہ کے
 اندر بچہ کو جنم دے تو جھوٹا ہونا ظاہر

| | |
|--|--|
| <p>ہوگا اہ اس کو بحر میں ظاہر قرار دیا، اور کہا کہ فقہاء کے کلام کو اس معنی پر محمول کرنا ضروری ہے جیسا کہ غایۃ البیان سے سمجھا جا رہا ہے، اور نہر اور شرنبلالی میں اس کی پیروی کی ہے انتہی ملتقطاً، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p> | <p>الوقت اہ^۱ استظہرہ فی البحر، وقال يجب حمل کلامہم علیہ کما یفہم من غایۃ البیان وتبعہ فی النہر والشرنبلالیۃ انتہی ملتقطاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> |
|--|--|

مسئلہ ۱۲۱۲: از کوہ منصوری ڈاکخانہ کلہڑی کام اپر انڈیا گیٹ مرسلہ کلیم اللہ صاحب ۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

ا کتاب بہشتی زیور میں حصہ چہارم میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند مر جائے اور ایک دن کم دو سال کے اندر بچہ پیدا ہو تو وہ مرحوم خاوند کا مانا جائے گا، یہ مسئلہ شرع محمدی یا طب یا ڈاکٹری سے تحقیق ہے، یہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور اگر جائز ہے تو کب سے ہے؟ یا کہ پرانا مسئلہ ہے یا اولیائے کرام سے جائز ہے؟

دوسرے یہ کہ چار مہینے دس دن جو شرع سے قائم ہیں بعد عدت سے نکاح کرے تو بعد کو ایک سال یا ۹ مہینے کے بچہ پیدا ہوا تو پہلے خاوند کا مانا جائے گا یا ب جس سے نکاح ہوا اس کا؟

تیسرے یہ کہ وہ بچہ کو کسی حق ملکیت میں مستحق ہوگا پہلے باپ کی ملکیت میں یا دوسرے کی؟

چوتھے یہ کہ بعض امام سلام پھیر کر سر پر ہاتھ رکھتے ہیں تو کس مصلحت سے رکھتے ہیں؟

الجواب:

کتاب بہشتی زیور نہ دیکھا کیجئے، اس کا دیکھنا حرام ہے، اس میں بہت سے مسائل غلط اور بہت باتیں گمراہی کی ہیں اس کے مصنف کو تمام علمائے حرین شریفین نے بالاتفاق نام لے کر لکھا ہے من شک فی کفرہ فقد کفر^۲ جو اس شخص مذکور کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

یہ مسئلہ یوں ٹھیک نہیں بلکہ اگر چار مہینے دس دن عدت کے گزار کر عورت نکاح کر لے اور نکاح سے چھ مہینے بعد بچہ پیدا ہو کہ موت شوہر سے دس مہینے دس ہی دن بعد ہو امر گز پہلے شوہر کا نہ ٹھہرے گا بلکہ اسی دوسرے کا ہے پہلے شوہر کے ترکہ سے اسے کچھ نہ ملے گا، یہ دوسرا شخص ہی اس کا باپ ہے اگر یہ مرے گا تو وہ بچہ اس کا وارث ہوگا بلکہ اگر عورت دوسرے شخص سے نکاح نہ بھی کرے صرف اتنا ہو کہ چار ماہ دس دن بعد وہ اپنی عدت

^۱ درمختار فصل فی ثبوت النسب مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۲-۲۶۱، رد المحتار فصل فی ثبوت النسب دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۶۶-۲۶۳

^۲ درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۵۶

گزر جانے کا اقرار کر چکی ہو اس کے چھ مہینے بعد بچہ پیدا ہوا جب بھی ہر گز اس شوہر مردہ کا نہ ٹھہرے گا۔ در مختار میں ہے:

| | |
|---|---|
| لواقرت بمضیہا بعد اربعة اشهر وعشرا فولاد ته لستة اشهر لم يثبت لاحتمال حدوثه بعد الاقرار ¹ (ملخصاً) | اگر عورت موت زوج کے وقت سے چار ماہ دس دن عدت گزرنے کا اقرار کرے پھر وقت اقرار سے پورے چھ ماہ میں بچہ کو جنم دے تو بچے کا نسب ثابت نہ ہوگا کیونکہ احتمال ہے کہ حمل کا حدوث اقرار کے بعد ہوا ہو۔ (ت) |
|---|---|

نماز کے بعد پیشانی پر ہاتھ رکھ کر ایک دعا پڑھنا حدیث میں آیا ہے کارڈ میں دعا لکھنے کی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۵: از پبلی بھیت مرسلہ عثمان صاحب معرفت مولوی عبدالحق صاحب ۲۲ شوال ۱۳۳۶ھ

ہندہ سے اس کے شوہر نے پونے تین سال سے قربت نہیں کی اور اس زمانہ میں پونے تین سال ہندہ اپنے باپ کے یہاں رہی اور اس صورت میں کہ میکے میں سوائے باپ کے اور کوئی اس کا رشتہ دار نہیں تھا اور ماں بھی اس کی نہیں تھی اور نہ کوئی عورت اور اس کے پاس تھی، اب پونے تین سال کے بعد اس کے بچہ پیدا ہوا، ہندہ حلف سے اور قسم سے کہتی ہے کہ بچہ میرے شوہر کا ہے جس طرح چاہے اطمینان کر لو، اس زمانہ پونے تین سال میں اپنے شوہر یا اس کے خاندان والوں کو یا اپنے ماں باپ کے رشتہ داروں کو مطلع نہیں کیا حالانکہ دونوں طرف بچہ ہونے کی کمال تمنا تھی کیونکہ اس کے شوہر کی دوسری بی بی سے بھی نیز اس سے اور کوئی اولاد نہ تھی، ہندہ کہتی ہے کہ مجھ کو دو ڈھائی مہینے سے آثار حمل کچھ ظاہر ہوئے میں نے بوجہ اپنی سوت کے کسی سے اظہار نہیں کیا کہ مبادا سوت درپے آزار ہو مگر میں نے اپنے شوہر کو نیز اپنی چچی کو بلایا وہ میرے پاس نہیں آئی بچہ باپ کے یہاں پیدا ہوا، چوتھے روز شوہر کو بذریعہ تحریر مطلع کیا، ہندہ نے یہ بھی اپنی چچی سے کہا میری بینائی میں فرق آگیا ہے اور میرا جسم اکثر پکتا ہے، یہ اس کی حالت تھی، یہ اس کی چچی کا بھی بیان ہے اور ایام بھی بند تھے مگر گاہے کچھ معلوم ہو کر بند ہو جاتا تھا، جب ہندہ اور اس کے باپ نے بذریعہ تحریر شوہر کو اطلاع دی مولود کی، تب شوہر نے حالت غم میں اس کا جواب تحریری بھیجا کہ عرصہ سے میرا اس سے تعلق نہیں لہذا وہ بچہ میرا نہیں ہے اور میرا اس سے تعلق نہیں ہے۔ اس کا جواب عبارات فقہاء و احادیث و تمثیلات سے فرمایا جائے فقط۔

¹ در مختار فصل فی ثبوت النسب مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۲/۱

الجواب

صورت مستفسرہ میں وہ بچہ شرعاً بلاشبہ اسی شوہر کا ہے اسے اس کا انکار جائز نہیں پونے تین درکنار تیس چالیس برس سے دونوں الگ ہوتے جب بھی بچہ اسی کا ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الولد للفراش وللعاهر الحجر¹ بچہ نکاح والے کا ہے اور زانی کے لئے محرومی ہے۔ (ت)

در مختار میں ہے:

قد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول یتزوج المغربی بمشرقیة بینہما مسافة سنة فولدت لستة اشهر مذتزوجھا لتصور کرامة واستخدامًا. فتح²۔

فقہاء کرام نے ثبوت نسب میں نکاح موجود ہونے کو کافی قرار دیا اگرچہ جماع نہ پایا جائے، جیسے کوئی مغرب میں رہنے والا شخص مشرق میں رہنے والی عورت سے نکاح کرے اور دونوں کے درمیان سال بھر کی مسافت ہو اور اس عورت کے ہاں وقت نکاح سے چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہو تو نسب نکاح والے کا ہوگا کیونکہ کرامت اور استخدام کے طور پر یہ ممکن ہے اور متصور ہے، فتح۔ (ت)

ہمارے ائمہ نے اکثر مدت حمل دو سال رکھی ہے کہ غالب یہی ہے اور فقہ میں غالب ہی کا اعتبار ہے نادر خصوصاً ایسا کہ صدہا سال کروڑوں ولادتوں میں اس کا خلاف نہ مسموع ہو لحاظ نہیں کیا جاتا، امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں ایک صاحب اپنی زوجہ کو وطن میں چھوڑ کر سفر کو گئے دو برس بعد واپس آئے تو عورت کو حاملہ پایا ایک مدت بعد بچہ ہوا قد نبئت شیتاہ یشبہ اباه اس کے اگلے چاروں دانت پیٹ ہی سے نکل چکے تھے صورت میں اپنے باپ سے مشابہ تھا فلما راہ الرجل قال ولدی ورب العجبہ ان صاحب نے اس بچے کو دیکھا کہا خدا کی قسم میرا بچہ ذکرہ فی الفتح. وقال انما هو بقیام الفراش ودعوى الرجل نسبہ³ (اھ) اس کو فتح میں ذکر کیا ہے، اور فرمایا یہ تب ہے کہ نکاح موجود ہو اور زوج نسب کا دعویٰ کرے اھ۔ (ت)

اقول: فی صدر الحدیث ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (میں کہتا ہوں کہ) حدیث کے شروع میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت کو رجم ہم برجبھا

¹ صحیح البخاری باب الولد للفراش حرۃ کانت او امة قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۹۹/۲

² در مختار فصل فی ثبوت النسب مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۳۳

³ فتح القدیر باب فصل فی ثبوت النسب نوریہ رضویہ ستمبر ۱۸۱/۳

| | |
|--|---|
| <p>کرنے کا قصد فرمایا تو ان سے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اگرچہ آپ کو اس عورت پر قدرت ہے مگر اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس پر آپ کی قدرت نہیں، تو اس پر عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورت کو چھوڑ دیا حتیٰ کہ اس عورت نے ایسے بچے کو جنم دیا جس کے دانت نکل چکے تھے الخ تو جب حضرت عمر فاروق نے اس عورت کے رحم کا ارادہ فرمایا تو اس وقت اس کا نکاح موجود تھا، تو ایسی صورت میں نسب کا دعویٰ کی ضرورت نہیں، تو درست یہی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ایسا واقعہ انتہائی نادر ہوتا ہے۔ جبکہ فقہ میں کثیر الوقوع کا اعتبار کیا جاتا ہے، اس پر غور کرو۔ پھر تھوڑی دیر بعد اللہ الحمد میں نے امام سرخسی کا نقل کردہ کلام دیکھا کہ آپ نے اپنی مبسوط میں اسی بات کی تصریح فرمائی جو میرے دل پر وارد ہوئی تھی، جب انہوں نے مذکورہ حدیث اور کچھ ایسے واقعات جن کا ذکر آ رہا ہے، کو بیان کر کے فرمایا ہمارے لئے احکام ظاہر عادت پر مبنی ہیں، جبکہ ماں کے پیٹ میں دو سال سے زائد عرصہ بچے کا رہنا انتہائی نادر واقعہ ہے۔ (ت)</p> | <p>فقال له معاذ رضى الله تعالى عنه ان كان لك عليها سبيل فلا سبيل لك على ما في بطنها. فتركها حتى ولدت ولدًا قد نبتت¹ الخ فالفرش قد كان قائمًا حين هم برجمها وهو لا يحتاج الى الدعوة فالصواب ان يشاء الله تعالى ان ذلك قد يقع بغاية الندرة والعبرة في الفقه الغالب فافهم، ثم بعد سويعة رأيت والله الحمد الامام السرخسي رحمه الله تعالى صرح في مبسوطه بما سبق اليه خاطر الفقير اذ قال بعد ذكر الحديث المذكور والاحكام تبثني على العادة الظاهرة وبقاء الولد في بطن امه اكثر من سنتين في غاية الندرة²۔</p> |
|--|---|

دارقطنی و بیہقی اپنے اپنے سنن میں ولید بن مسلم سے راوی امام دارالہجرۃ عالم المدینہ سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| <p>یہ ہیں ہماری ہمسائی محمد بن عجلان کی بی بی، یہ سچی عورت اور وہ سچے مرد، ان کے تین حمل بارہ^۳ برس میں ہوئے، ہر حمل چار سال میں۔</p> | <p>هذه جارتنا امرأة محمد بن عجلان امرأة صدق وزوجها رجل صدق حملت ثلثة ابطن في اثني عشرة سنة كل بطن في اربع سنين³۔</p> |
|---|---|

¹ فتح القدير باب ثبوت النسب مكتبة نوريه رضويه سكر ۱۸۱/۴

² مبسوط سرخسی باب العدة وخروج المرأة من بيتها دار المعرفة بيروت ۴۵/۶

³ فتح القدير بحواله الدارقطني والبيهقي باب ثبوت النسب مكتبة نوريه رضويه سكر ۱۸۰-۱۸۱/۴

امام شمس الائمہ سرخسی مبسوط میں فرماتے ہیں:

یعنی منقول ہوا کہ امام مفسر محدث ضحاک چار برس ماں کے پیٹ میں رہے، پیدا ہوئے تو اگلے چاروں دانت نکل چکے تھے، ہنستے معلوم ہوتے تھے اس لئے ضحاک نام رکھا گیا (یعنی بہت ہنسنے والے)، اور امام محدث عبدالعزیز ماجشونی بھی چار برس حمل میں رہے، اور بنی ماجشون کی عورتوں کی یہ عادت مشہور ہے کہ بچہ ان کے پیٹ میں چار برس رہتا ہے۔

قیل ان الضحاک ولدته امه لاربع سنين، وولدته امه لاربع سنين، وولدته بعد ما نبتت ثنيتا، وهو يضحك فسمي ضحاکا وعبدا لعزیز الماجشونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولدته امه لاربع سنين وهذه عادة معروفة في نساء ماجشون رضی اللہ تعالیٰ عنہم انهن يلدن لاربع سنين¹۔

شوہر زن کا کہنا ہے کہ وہ بچہ میرا نہیں اور میرا اس سے تعلق نہیں، اس لفظ اخیر میں اگر لفظ اول کے خلاف اس کی ضمیر بچے کی طرف ہے جب تو ظاہر کہ اسے طلاق سے کوئی تعلق نہیں اور اگر مثل اول ضمیر عورت کی طرف ہے تو یہ لفظ کنایات طلاق سے ہے اور وہ محتمل سبب و ذم ہے یعنی میں ایسی عورت سے بیزار ہوں اور حالت حالت غضب ہے تو بے اقرار شوہر نیت طلاق کا ثبوت نہ ہوگا اس سے قسم لی جائے اگر بحلف کہہ دے کہ میں نے یہ لفظ نہ نیت ازالہ علاقہ نکاح نہ کہا تھا تو طلاق نہ ہوئی اگر جھوٹی قسم کھائے گا وبال اس پر ہے، مبسوط امام شمس الائمہ میں ہے:

اگر خاوند بیوی کو کہے "تو بائن ہے، حرام ہے، دور ہے، خالی ہے، بری ہے" تو یہ الفاظ محتمل معنی سبب و ذم ہیں یعنی تو دین سے الگ ہے، تو اسلام سے بری ہے، خیر سے خالی ہے، صحبت و عشرت سے محروم ہے، اخلاق حسنہ سے دور ہے (لہذا یہ الفاظ مذکورہ معانی کی وجہ سے گالی بن سکتے ہیں اس لئے طلاق کی نیت کئے بغیر طلاق نہ ہوگی) امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے ان پانچ الفاظ پر مزید چار الفاظ ذکر فرمائے (جن میں گالی کا احتمال ہونے

انت بائن حرام بتة خلية برية تحتل معنى السب ای انت بائن من الدین برية من الاسلام خلية من الخیر حرام الصلبة والعشرة بتة عن الاخلاق الحسنة وعن ابی یوسف رحمه الله تعالى انه الحق بهذه الالفاظ اربعة الفاظ اخر خلية سبيلك فارقتك لاسبيل لي عليك لاملک

¹ مبسوط السرخسی باب العدة و خروج المرأة من بيتها دار المعرفة بيروت ۲/۳۵

| | |
|---|---|
| <p>لی عليك لانها تحتل معنى السب ای لا ملک لی عليك لانك ادون من ان تملکی، لاسبیل لی عليك لشرك وسوء خلقك، وفارقتك انقاء لشرك و خلیت سبیلک لھوانك علی^۱۔</p> | <p>کی وجہ سے بغیر نیت طلاق نہ ہوگی) وہ چار الفاظ یہ ہیں، میں نے تیرا راستہ کھول دیا، میں تجھ سے الگ ہوں، میرا تجھ پر چارہ نہیں، میری تجھ پر ملکیت نہیں۔ کیونکہ یہ الفاظ گالی کا احتمال رکھتے ہیں یعنی میری تجھ پر ملکیت نہیں کیونکہ تو اس قابل نہیں، میرا تجھ پر چارہ نہیں تیرے شر اور بد اخلاقی کی وجہ سے، میں تجھ سے الگ ہوں تیرے شر اور بد اخلاقی سے بچتے ہوئے، میں نے تیرا راستہ کھول دیا ہے کہ تو میرے ہاں کمیٰ ہی ہے۔ (ت)</p> |
|---|---|

اسی طرح تینیں امام زبلی میں ہے۔ بدائع امام ملک العلماء میں ہے:

| | |
|--|---|
| <p>روی عن ابی یوسف انه زاد علی هذه الالفاظ الخمسة خمسة اخرى لاسبیل لی عليك، فارقتك، خلیت سبیلک، لا ملک لی عليك، بنت منی، لان هذه الالفاظ تحتل الشتم كما تحتل الطلاق، فيقول الزوج لاسبیل لی عليك لشرك، وفارقتك في المكان لكرهة اجتماعی معك، و خلیت سبیلک و مانت عليه، ولا ملک لی عليك لانك اقل من اتملك، و بنت منی لانك بائن من الدين او الخ^۲۔</p> | <p>امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے ان پہلے پانچ مذکورہ الفاظ پر مزید پانچ ذکر فرمائے جن میں چار وہی پہلے والے اور ایک "تو مجھ سے دور ہے، کیونکہ یہ الفاظ جیسے طلاق کا احتمال رکھتے ہیں گالی ہونے کا احتمال بھی رکھتے ہیں، مثلاً خاوند کہتا ہے تیرے شر کی وجہ سے میرا تجھ پر چارہ نہیں، میں مکان میں تجھ سے جدا رہتا ہوں کیونکہ تیرے ساتھ اکٹھا رہنا نا پسند کرتا ہوں، تیرا راستہ تیرے حال پر کھولتا ہوں، تجھ پر میری ملکیت نہیں کیونکہ تو اس قابل نہیں، تو مجھ سے دور ہو کیونکہ تو دین سے دور ہے یا الخ (ت)</p> |
|--|---|

ہدایہ میں ہے:

| | |
|-----------------------------------|--|
| <p>عن ابی یوسف فی قوله لا ملک</p> | <p>"تو مجھ سے دور ہے" کہ ماسوا باقی چار الفاظ کو</p> |
|-----------------------------------|--|

^۱ مبسوط السر خسی باب ماتقع به الفرقة مما يشبه الطلاق دار المعرفة بیروت ۸۰/۶ و ۸۱

^۲ بدائع الصنائع فصل و اما لکنایة فروعاً عن الخ (پنج ایم سعید کمپنی کراچی ۱۰/۷۳)

| | |
|--|---|
| <p>لی علیک ولاسبیل لی علیک وخلیت سبیلک وفارقتک، انه یصدق فی حالة الغضب لما فیها من احتمال معنی السب¹۔</p> | <p>ذکر کر کے کہا کہ ابو یوسف سے مروی ہے کہ اگر خاوند کہے کہ یہ میں نے طلاق کی نیت سے نہیں کہے، تو غصہ کی حالت میں کہنے پر خاوند کی تصدیق کی جائے گی کیونکہ ان الفاظ میں گالی ہونے کا احتمال ہے۔ (ت)</p> |
|--|---|

عناویہ میں ہے:

| | |
|---|--|
| <p>فان قوله لاملك لی علیک یحتمل ان یکون معناه لانك اقل من ان تنسبی الی ملکی او نسب الیک بالملک ولاسبیل لی علیک لسوء خلقک واجتماع انواع الشرفیک، وخلیت سبیلک لقذارتک و فارقتک فی المضجع لذفرک وعدم نظافتک والحقی بأهلك لانک اوحش من ان تکونی خلیلتی²۔</p> | <p>خاوند کا کہنا کہ "تجھ پر میری ملکیت نہیں ہے" کا معنی ہو سکتا ہے کہ تو میری ملکیت کے قابل نہیں یا میں تیرا مالک ہوں تو اس قابل نہیں، "میرا تجھ پر چارہ نہیں" کا یہ معنی ہو سکتا ہے کہ یہ تیری بد اخلاقی کی وجہ سے اور تیرے ہر قسم کے شر کی وجہ سے، اور تیرا راستہ کھول دیا تیری بری حالت کی وجہ سے، میں تجھ سے جدا ہوں لیکن میں تیری بدبو اور صفائی نہ ہونے کی وجہ سے، تو اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا کیونکہ تو میرے ہمراہ رہنے میں وحشت محسوس کرتی ہے۔ (ت)</p> |
|---|--|

فتح القدیر میں ہے:

| | |
|--|--|
| <p>الحق ابو یوسف بالقی تحتل السب الفاظ اُخری وهی لاملك علیک، لاسبیل لی علیک، خلیت سبیلک، فارقتک فهذه اربعة الفاظ ذکرها الوالوجی و ذکرها العتابی خمسة، لاسبیل، لاملك، خلیت سبیلک، الحقی بأهلك، حبلك علی</p> | <p>ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو ان الفاظ کے ساتھ گالی ہونے کا احتمال رکھتے ہیں مزید چار مذکورہ الفاظ شامل کئے، انہی چاروں کو ولوالجی نے ذکر کیا اور عتابیہ میں یہ پانچ ذکر کئے، تجھ پر چارہ نہیں، تجھ پر ملکیت نہیں، تیرا راستہ کھول دیا، اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا، تیری رسی تیرے کندھے پر ہے، ایضاً اور شرح جامع صغیر میں شمس الائمہ نے پانچ یہی ذکر فرمائے، لیکن، تیری رسی تیرے کندھے پر ہے، کی</p> |
|--|--|

¹ الهدایة کتاب الطلاق فصل فی الطلاق قبل الدخول المکتبة العربیہ کراچی ۳۵۵/۲

² العناویہ شرح الهدایة علی بامش فتح القدیر فصل فی الطلاق قبل الدخول مکتبہ نوریہ رضویہ کھر ۴۰۲/۳

| | |
|---|---|
| <p>غَارِبِك. وفي الايضاح وشرح الجامع الصغير لشمس الائمة ذكر خمسة هي هذه الا انه ذكر مكان حبلك على غَارِبِك فارقتك. فتتم ستة الفاظ ووجه احتمالها السبب ان لاملك لي يعني انت اقل من ان تنسب الي بالملك، ولاسبيل لي عليك لزيادة شرك. وخليت سبيلك، وفارقتك والحقى باهلك. وحبلك على غَارِبِك اي انت مسيئة لا يشتغل احد بتأديبك اذلا طاقة لاحد بمما رستك¹ اقول: والدليل دليل ان لا حصر بل كل لفظ يدل على التبري عنها والتخلي والانقطاع وترك الاشتغال بها فهو مما يحتمل المعنى المذكور كما لا يخفى۔</p> | <p>بجائے انہوں نے "میں تجھ سے الگ ہوں" ذکر کیا، یوں کل چھ الفاظ ہوئے، ان کی وجہ یہی ہے کہ گالی ہونے کا احتمال رکھتے ہیں "تو میری ملک نہیں" یعنی تو اس قابل نہیں کہ میری ملکیت کے لئے منسوب ہو، "میرا تجھ پر چارہ نہیں" یعنی تیری بد اخلاقی اور تیرے شر کی وجہ سے، "میں نے تیرا راستہ کھول دیا" یعنی میں تجھ سے جدا ہوا، "تو اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا"، "تیری رسی تیرے کندھے" یعنی تو ایسی بد ہے کہ کوئی تجھے تربیت نہیں دے سکتا کیونکہ بار بار سمجھانے کی کسی میں طاقت نہیں ہے اھ، اقول: (میں کہتا ہوں) مذکور بیان اس بات کی دلیل ہے کہ ان الفاظ میں حصر نہیں بلکہ جو الفاظ بھی، براءت، علیحدگی، انقطاع اور بیوی سے ترک تعلق پر دلالت کریں وہ تمام گالی بننے کا احتمال رکھتے ہیں، جیسا کہ مخفی نہیں (ت)</p> |
|---|---|

در مختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| <p>القول له ببينه في عدم النية ويكفي تحليفها له في منزله فان ابي رفعته للحاكم فان نكل فرق بينهما، مجتبئ²۔</p> | <p>مذکورہ الفاظ کہنے کے بعد خاوند بیان دے کہ طلاق کی نیت نہ کی تھی، تو اس کی تصدیق کر دی جائے گی، اور اس معاملہ میں بیوی کا خاوند سے گھر میں قسم لے لینا کافی ہے اور اگر خاوند اپنے بیان سے متعلق گھر میں قسم نہ کھائے بلکہ انکار کر دے تو بیوی معاملہ کو حاکم کے ہاں پیش کرے اگر حاکم کے مطالبے پر بھی قسم کھانے سے انکار کرے تو پھر حاکم میاں بیوی میں علیحدگی کا فیصلہ دے دے، مجتبئ۔ (ت)</p> |
|--|---|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|-----------------------------------|---|
| <p>فان نكل ابي عند القاضي لان</p> | <p>اگر قاضی کے ہاں قسم سے انکار کرے تو تفریق کرے،</p> |
|-----------------------------------|---|

¹ فتح القدير فصل في الطلاق قبل الدخول مكتبة نوريه رضويه سحر ۲۰۲/۳

² درمختار باب الكنايات مطبع مجتبائی دہلی ۲۳۰/۱

| | |
|--|---|
| النکول عند غیرہ لایعتبر، ط، ^۱ اھ۔ اقول: ہو مستفاد من قوله فان ابی رفعتہ فلم یجعل اباءہ عندہا شیئاً۔ | کیونکہ قاضی کے علاوہ کسی غیر کے ہاں انکار کرے تو وہ انکار تفریق کے لئے معتبر نہیں ہوگا، ط، اھ۔ اقول: (میں کہتا ہوں) یہ بات ماتن کے اس قول سے عیاں ہو رہی ہے کہ "اگر گھر میں انکار کرے تو بیوی حاکم کے ہاں معاملہ کو پیش کرے" تو انہوں نے بیوی کے ہاں انکار کو غیر معتبر قرار دیا۔ (ت) |
|--|---|

ہاں اگر وہ اقرار کرے کہ (اس) کی ضمیر عورت کی طرف تھی اور یہ لفظ قطع تعلق نکاح ہی کی نیت سے کہے تو بیشک ایک طلاق بائن ہو گئی عورت نکاح سے نکل گئی، اور اب بچہ اسی شوہر کو ایسا لازم ہو گیا کہ اس سے چھوٹ ہی نہیں سکتا کہ بینونت کے بعد احتمال لعان بھی نہ رہا جو حاکم اسلام کے حضور ہو سکتا اور جب اس کے بعد قاضی ان زن و شو میں تفریق کر کے بچے کی نسبت اس شوہر سے قطع کر دیتا اس کا نہ ٹھہرتا مجہول النسب رہ جاتا، در مختار میں باب اللعان میں ہے: شرطہ قیام الزوجية^۲ (لعان کی شرط یہ ہے کہ نکاح موجود ہو۔ ت) اسی میں ہے:

| | |
|--|--|
| ویسقط بعد وجوبه بالطلاق البائن ثم لا یعود بتزوجها ^۳ ۔ | لعان واجب ہو جانے کے بعد بانسہ طلاق دے دینے پر ساقط ہو جائے گا، اور دوبارہ نکاح کرنے پر بھی لعان نہ ہو سکے گا۔ (ت) |
|--|--|

اسی میں ہے:

| | |
|--|--|
| وان قذف الزوج بولد حی نفی الحاکم نسبه عن ابیه والحقه بامه ^۴ ۔ | جب خاوند بیوی پر تہمت لگائے کسی زندہ بچے کے بارے میں، تو حاکم اس بچے کے نسب کو اس خاوند سے منقطع کر دے اور بچے کو ماں سے ملحق کر دے۔ (ت) |
|--|--|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|-----------------------------|---|
| ای لابدان یقول قطعت نسب هذا | یعنی قاضی کے لئے اس موقع پر ضروری ہے کہ وہ یہ |
|-----------------------------|---|

^۱ ردالمحتار باب الکنايات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۶۵

^۲ درمختار باب اللعان مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۵۱

^۳ درمختار باب اللعان مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۵۲

^۴ درمختار باب اللعان مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۵۲

| | |
|--|---|
| الولد عنه بعد ما قال فرقت بينكما وفي المبسوط هذا هو الصحيح ¹ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | اعلان کرے کہ میں نے اس بچے کا نسب اس شخص سے منقطع کر دیا ہے، یہ اعلان وہ تفریق کرنے کے بعد کرے۔ اور مبسوط میں ہے کہ یہی صحیح ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) |
|--|---|

مسئلہ ۱۲۶: از ریاست جے پور نمک منڈی اجیری دروازہ مرسلہ محمد عبدالعزیز بیگ ۲۱ شعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ ہندہ کے دختر رابعہ پیدا ہوتے ہی ہندہ کا انتقال ہو گیا چنانچہ مسماۃ رابعہ نے ابتدائے پیدائش خود سے ڈیڑھ سال کامل ایام رضاعت میں مسماۃ شافیہ و کافیہ کا دودھ پیا اتفاق سے مسماۃ شافیہ و کافیہ کے حقیقی بھائی مسٹی بزیڈ سے مسماۃ رابعہ کا عقد ہو کر اولاد بھی ہو گئی (حالانکہ مسٹی بزیڈ و مسماۃ رابعہ زن و شوہر باہمی رضاعی ماموں و بھانجی ہوتے ہیں) تو ایسی صورت میں نکاح قائم رہ سکتا ہے یا نہیں؟ اور بصورت قائم رہنے کے کفارہ عائد ہوگا یا نہیں؟ اور اولاد کس کی کفالت میں رہے گی اور بار مہر زوج پر عائد ہوگا یا نہیں؟

الجواب:

حاشا وہ خبیث نکاح ہرگز قائم نہ رکھا جائے گا، مرد و عورت پر فرض عظیم فرض ہے کہ فوراً انور اجداد ہو جائیں، مرد نہ مانے تو عورت خود جدا ہو جائے، دونوں نہ مانیں تو حاکم بالجبر جدا کر دے گا۔ عورت کے لئے مرد پر پورا مہر مثل ہے اگرچہ جو مہر بندھا تھا اس سے کتنا ہی زائد ہو، اولاد میں لڑکا سات برس اور لڑکی نو برس کی عمر تک ماں کے پاس رہے پھر باپ لے گا۔ ردالمحتار میں ہے:

| | |
|--|---|
| فی الخانیۃ لو تزوج محرّمہ لاحد علیہ عند الامام علیہ مہر مثلہا بالغام بالغ ² ۔ | خانیہ میں ہے اگر کسی نے اپنی محرم سے نکاح کیا تو اس پر حد نہیں (بلکہ سخت تعزیر ہے) اور مہر مثل جتنا بھی ہو اس پر لازم ہوگا، یہ امام اعظم کے نزدیک ہے۔ (ت) |
|--|---|

اسی میں نہر سے ہے:

| | |
|---|---|
| قال فی الدراية الصحيح انها شبهة عقد فيثبت النسب وهكذا ذكر في المنية ³ اه | درايہ میں ہے کہ یہ شبہہ نکاح ہے لہذا نسب ثابت ہو جائے گا۔ منیہ میں بھی یونہی مذکور ہے اھ ملخصاً |
|---|---|

¹ ردالمحتار باب العان دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۸۹/۲

² ردالمحتار باب المہر دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۵۱/۲

³ ردالمحتار باب الوطی دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵۳/۳

| | |
|---|---|
| اور اس کو خیر الدین رملی عینی اور مجمع الفتاویٰ سے نقل کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) | (ملخصاً) وذكره الخیر الرملی عن العینی وجمع الفتاویٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ |
|---|---|

مسئلہ ۱۲۷: از حافظ گنج ضلع بریلی مسئلہ حیدر بخش

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت رائڈ ہو گئی اور اس کے حمل عرصہ تین ماہ سے رہ گیا، جب بچوں نے دریافت کیا تو مسٹی حیدر بخش نے جو اسی گاؤں کا آدمی تھا یعنی اس عورت کا بھانجا ہے کہ میں اس عورت کو بعد وضع حمل نکاح میں لاؤں گا میں نے اس عورت کا عیب ثواب اپنے اوپر رکھ لیا، اس بات پر بچوں نے اور کل بستی نے بوجہ ہونے حرام کے اس عورت واس شخص یعنی حیدر بخش دونوں کا حقہ پانی اس غرض سے بند کر دیا کہ آئندہ عورت و آدمی ایسا فعل ناجائز نہ کرے، اب جو حکم شریعت ہو وہ کیا جائے یا بروئے شریعت کھولا جائے۔

الجواب:

خاوند کی موت سے دوسرے کے اندر بچہ پیدا ہو وہ خاوند ہی کا ہے، سائل بیان کرتا ہے کہ خاوند کی موت کو دس مہینے ہوئے اور تین مہینے سے حمل بتاتا ہے اگر عورت چار مہینے دس دن کے بعد عدت ختم ہو جانے کا اقرار نہ کر چکی ہو اور یہ مرگ شوہر سے دوسرے کے اندر پیدا ہو تو شوہر ہی کا ہو گا اور عورت کو حرام کی طرف نسبت کرنا حرام ہو گا، اگر عورت چار مہینے دس دن کے بعد اپنی عدت ختم ہو جانا ظاہر کر چکی تھی اور اب تین مہینے سے حمل ظاہر ہوا تو عورت پر الزام ہے اس کا حقہ پانی لبند کر دیں، لیکن حیدر بخش پر اس کہنے سے کوئی الزام نہیں اس کا حقہ پانی کھول دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۸: از موضوع کرلی ضلع بریلی مسئلہ امام الدین صاحب ۱۲ شعبان ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کو ہندہ سے نکاح کئے ہوئے پانچ ماہ اور دس یوم ہوئے ہیں، ہندہ نے بچہ جنا، تو اس بچہ پر کیا حکم ہے آیا وہ زید کا قرار دیا جائے گا یا نہیں؟ اہل برادری معترض ہیں تو اس حالت میں زید اور ہندہ پر اور بچہ پر کیا حکم ہے؟

الجواب:

سائل نے بیان کیا کہ عورت بیوہ تھی شوہر کے مرے تین برس ہوئے، اس کے بعد یہ بچہ ہوا تو یہ نہ اگلے شوہر کا ہے نہ زید کا، بلکہ مجہول النسب ہے، اور زید پر کچھ الزام نہیں، ہندہ کا حال خدا جانے، بے ثبوت اسے بھی زانیہ نہیں کہہ سکتے، ممکن کہ دھوکے سے وطی واقع ہوئی ہو جس سے یہ بچہ ہے۔ بدائع و بحر و در مختار و ہندیہ میں ہے:

| | |
|---|---|
| <p>ان جاءت به لاكثر من سنتين منذ طلقها الاول اومات ولاقل من ستة اشهر منذ تزوجها الثاني لم يكن للاول وللثاني وهل يجوز نكاح الثاني في قول ابي حنيفة ومحمد جائز¹ - وتأمل في هذا الجواز في رد المحتار فراجعہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> | <p>پہلے خاوند کی موت یا طلاق کے بعد دو سال سے زائد عرصہ پر عورت نے بچے کو جنم دیا ہو یا دوسرے نکاح سے چھ ماہ کے اندر جنم دیا ہو تو اس بچے کا نسب نہ پہلے سے ہو گا نہ دوسرے سے۔ اور کیا اس صورت میں دوسرا نکاح صحیح پائے گا، تو امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز قرار پائے گا، رد المحتار میں اس جواز پر تامل کیا ہے، اس کی طرف رجوع کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p> |
|---|---|

مسئلہ ۱۳۰۶۱۲۹: از گوپند گڑھ ضلع اجیر شریف مسجد خورد مرسلہ فیض محمد صاحب امام مسجد ۱۸ شوال ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ایک شخص ایک عورت کو فرار کر کے لے گیا، عورت کا خاوند زندہ ہے، وہ عورت مر گئی اور وہ شخص واپس چلا آیا، اس عورت کے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی، اب ان بچوں اور اس شخص کے واسطے کیا حکم ہے، اس کے ساتھ مصافحہ اور کھانا کھانا کیسا ہے؟

(۲) ایک شخص نے اپنی ساس سے زنا کیا اور حمل رہا، لڑکی ہوئی اور پھر شادی کی، اس شادی سے لڑکا ہوا، اس لڑکے پر کیا حکم ہے؟

الجواب:

(۱) صورت مذکورہ میں وہ شخص زانی ہے، سزائے زنا کا سزاوار اور مستحق عذاب نار ہے، مسلمان اگر اس سے سلام کلام نہ کریں، اس کے ساتھ کھانا نہ کھائیں، اس سے مصافحہ نہ کریں تو وہ ضرور اس قابل ہے جب تک توبہ نہ کرے، شوہر اور عورت کے بچے اس کے شوہر ہی کے ہوتے ہیں۔ صحیح حدیث میں فرمایا:

الولد للفراش وللعاهر الحجر² بچہ اس کا جس کا بچھونا یعنی خاوند کا اور زانی کے لئے پتھر۔

(۲) جس نے اپنی ساس سے زنا کیا اس نے اپنی ماں سے زنا کیا، اور شادی اگر کسی اور عورت سے کی اور اس سے لڑکا پیدا ہو تو اس لڑکے میں کوئی خلل نہیں، اور اگر سائل کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص نے

¹ فتاویٰ ہندیہ الباب الخامس عشر فی ثبوت النسب نورانی کتب خانہ پشاور ۵۳۸/۱

² صحیح البخاری کتاب الفرائض باب الولد للفراش الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۹۹/۲

ایک عورت سے زنا کیا پھر اس کی لڑکی سے نکاح کیا اس سے لڑکا ہوا تو وہ شخص اس وقت بھی زانی ہوا اور اس نکاح میں بھی حرام کار کہ یہ اس کی بیٹی کی جگہ ہے، اور اب یہ جو لڑکا پیدا ہوا اولد الحرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۱: از شہر بریلی مدرسہ اہلسنت و جماعت مسئلہ طالب علم مدرسہ مذکور ۲۳ شوال ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی علاقائی اخت کی نواسی کے ساتھ چھ برس ہوئے نکاح کیا تھا اس سے ایک لڑکی ہوئی، اب زید کو اور محلہ کے لوگوں کو معلوم ہوا کہ زید کا یہ نکاح صحیح نہیں ہوا زید سے تفریق کرا دی، زید کا یہ نکاح صحیح ہو یا نہیں تو اس لڑکی کا مستحق کون ہے، مہر لازم ہو یا نہیں؟ عدت ہوگی یا نہیں؟ اور اس نکاح کے وکیل و گواہ اور پڑھانے والوں کا کیا حکم؟ اور زید پر کیا حکم؟ باوجود اس کے کہ بے علم ہیں۔

الجواب:

نکاح مذکور حرام قطعاً حرام، اور زید اور نکاح خواں و وکیل و گواہ سب سخت تر گناہ کبیرہ میں گرفتار، اور جہل اس کے گناہ کبیرہ ہونے سے خارج نہ کرے گا بلکہ جہل خود دوسرا گناہ کبیرہ ہے، ولہذا حدیث میں ہے:

| | |
|---|---|
| ذنب العالم واحد و ذنب الجاہل ذنبان ^۱ ۔ | عالم کا گناہ ایک گناہ ہے اور جاہل کا گناہ دوہرا گناہ۔ |
|---|---|

عورت پر ضرور عدت لازم ہے اور زید پر پورا مہر مثل واجب ہے یعنی اس طرح کہ عورت کا مہر مثل کیا ہے وہ جو باندھا تھا اس کا لحاظ نہ ہو گا چاہے مہر مثل سے کم ہو یا زائد، فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے:

| | |
|--|---|
| إذا تزوج بذات رحم محرر منه ودخل بها لا حد عليه وعليه مهر مثلها بالغاً بالغاً ^۲ ۔ (ملخصاً) | جب کسی نے ذی رحم محرم عورت سے نکاح کر کے جماع کر لیا تو اس پر حد نہیں (بلکہ تعزیر سخت ہے) اور مہر مثل جتنا بھی ہو اس پر لازم ہوگا (ملخصاً)۔ (ت) |
|--|---|

لڑکی زید ہی کو دلانیں گے، ۹ برس کی عمر ہونے تک ماں کے پاس رہے گی اور اگر وہ کسی ایسے سے نکاح کرے جو اس لڑکی کا محرم مثل چچا کے نہ ہو، اس کے بعد باپ یعنی زید لے لے گا۔ در مختار کتاب الحدود میں ہے:

| | |
|--------------------------|---------------------------------|
| انہا من شبهة المحل وفيها | یہ محل کا شبہ ہے اور اس میں نسب |
|--------------------------|---------------------------------|

^۱کنز العمال بحوالہ فر، عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث مؤسسة الرسالة بیروت ۱۵۳/۱۰، کنز العمال بحوالہ فر، عن ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث مؤسسة الرسالة بیروت ۱۵۵/۱۰

^۲فتاویٰ قاضی خاں باب ذکر مسائل المہر نوکثور لکھنؤ ۱۵۵/۱۰

| | |
|---------------------------|----------------------|
| یثبت النسب ^۱ ۔ | ثابت ہو جاتا ہے۔ (ت) |
|---------------------------|----------------------|

معراج الدرایہ پھر نہر الفائق پھر ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|---|
| الصحيح انها شبهة عقد لانه روى عن محمد انه قال سقوط الحد عنه لشبهة حكمية فيثبت النسب و هكذا ذكر في المنية ^۲ ۔ والله تعالى اعلم۔ | صحیح یہ ہے کہ یہ شبہ نکاح ہے کیونکہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اس سے حد کا سقوط حکمی شبہ کی بناء پر ہے، لہذا نسب ثابت ہوگا، منیہ میں یونہی ذکر کیا ہے۔ |
|---|---|

مسئلہ ۱۳۲: از اندور رانی پورہ مسئلہ واحد ملا ۱۵ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و فضلاء عظام اس مسئلہ میں کہ زید فوت ہو گیا ہے، ہندہ نے ساتویں ماہ عقد کیا بکر کے ساتھ، اور ہندہ کو پانچ چھ ماہ کا حمل تھا، بروقت نکاح ہندہ نے حمل کو ظاہر نہ کیا، بعد عقد ایک ماہ کے ہندہ اور بکر میں جھگڑا ہوا کہ حمل کس کا ہے، بکر کہتا ہے میرا حمل ہے اور ہندہ کہتی ہے تیرا نہیں ہے، تو یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اور یہ حمل کس کا قائم ہوگا؟ بینوا توجروا

الجواب:

اگر موت شوہر اول سے دو سال کے بعد بچہ پیدا ہو تو شوہر دوم کا ہے اور نکاح صحیح ہے اور دو سال سے کم میں پیدا ہو تو ٹرکا پہلے شوہر کا ہے اور اس دوسرے کا نکاح باطل، کما یظہر مما لخصناہ علی ہامش ردالمحتار (جیسا کہ یہ اس سے ظاہر ہے جو ردالمحتار پر حاشیہ میں ہم نے اس کی تلخیص کی ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۳: از کرلی ضلع بریلی مسئلہ ۷ رجب ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مدت حمل کی زائد سے زائد کے برس ہے؟ اور کم سے کم کتنے سال ہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:

کم سے کم چھ مہینے اور زیادہ سے زیادہ دو سال کا مل بے کم و بیش، مگر عورت جس کا شوہر زندہ ہوا اگرچہ کتنے ہی برسوں سے اس سے کتنا ہی دور ہو، اس کی اولاد شوہر ہی کی اولاد قرار پائے گی، اس کے لئے دس بیس پچاس سال

^۱ درمختار باب الوطء یوجب الحد والذی لایوجبہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۹/۳

^۲ ردالمحتار باب الوطی الذی یوجب الحد والذی لایوجب دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵۴/۳

کوئی مدت مقرر نہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|--|---|
| الولد للفراش وللعاهر الحجر ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | بچہ نکاح والے کا ہے اور زانی محروم ہے (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔ |
|--|---|

۲۱ شعبان ۱۳۰۹ھ

از مارہرہ مطہرہ باغ پختہ مرسلہ سید عبدالجلیل صاحب

مسئلہ ۱۳۴:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا عقد ہندہ سے واقع ہوا، مگر بموجب رواج ہندوستان رسم رخصت عروس عمل میں نہ آئی اور زید و ہندہ دونوں بالغ تھے اور ایک ہی مکان میں سکونت پذیر تھے اور اس مکان میں غیر مردوں کا بھی گزر تھا اہل کفو میں سے نا محرم لوگ آتے جاتے تھے، یکایک ہندہ کو حمل رہ گیا، اس نے اس کو پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ وضع حمل قریب آگیا، جب لڑکا پیدا ہوا تو لوگوں کو نہایت تعجب آیا، الغرض مولود تو اسی دم مر گیا اور ہندہ سے مستورات نے بطور خود دریافت کیا کہ یہ حمل کس کا ہے، ہندہ نے اپنے اعزہ میں سے ایک شخص کا نام لیا اور اس قضیہ کو عرصہ قریب چار سال کے گزر گیا، پس شوہر اس کا سبب اس فعل شنیع کے اس سے ناراض ہے، ہندہ کو اپنے عقد میں رکھنا نہیں چاہتا، بظاہر زن و شو میں مقاربت و مواصلت واقع نہ ہوئی، مگر پوشیدہ طور پر ممکن ہے کہ وہ حمل زید کا ہو، چونکہ رسم رخصت عمل میں نہ آئی تھی شاید بوجہ لحاظ و شرم غیر کا نام ظاہر کر دیا ہو اور زید کا نام نہ لیا ہو۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید سے ہندہ کو طلاق دلوائی جائے تو عدت ہندہ کی کسے ماہ کی ہوگی؟ اور در باب مہر کے بھی ارشاد ہو کہ بذمہ زید کس قدر واجب ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

صورت مستفسرہ میں اگرچہ دنیوی خیالات کو بہت وسعت ہے، اہل بدگمانی کے نزدیک ناراضی زید جدا خبر دے رہی ہے کہ اپنا ہوتا تو وہ خود جانتا، اور ہندہ کا دوسرے کی طرف نسبت کرنا جدا۔ پھر اسے یوں بنانا کہ بوجہ عدم رخصت شرم دنیا کے سبب شوہر کا نام نہ لیا بہت پوچ عذر ہے، آخر قبل رخصت جماع حلال ہونا اہل دنیا کے نزدیک زنا سے زیادہ شرم کی بات نہیں، یہ خیالات بدگمانیوں کو بہت تائید دیں گے، مگر حاشا شرع مطہر انہیں اصلاً مقبول نہیں فرماتی اور قطعاً حکم دیتی ہے کہ لڑکا شوہر ہی کا تھا، حضور پُر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: الولد للفراش وللعاهر الحجر^۲ (بچہ نکاح والے کا ہے اور زانی محروم ہے۔ ت)

^۱ صحیح بخاری باب الولد للفراش الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۹۹/۲

^۲ صحیح بخاری باب الولد للفراش الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۹۹/۲، مسند احمد بن حنبل دار الفکر بیروت ۴۰۹/۲

جب شریعت نے مرد مغربی وزن مشرقی کے مسئلہ میں باوجود بعد المشرقین باحتمال کرامت یا استحدام جن بچہ شوہر ہی کا ٹھہرایا تو زید و ہندہ تو ایک ہی مکان میں رہتے تھے یہاں کیونکر ممکن کہ بے ثبوت قطعی شرعی فلاں کا معاذ اللہ زانی یا باوجود فراش صحیح بچہ کو ولد الحرام قرار دیں۔ رہا ہندہ کا فلاں کی نسبت کر دینا، ممکن ہندہ کو اس سے کوئی عداوت ہو اور شاید وہ رنجش اسی بنا پر پیدا ہوئی ہو کہ ہندہ نے اس سے بد نگاہی پائی، مانع آئی، کار گر نہ ہوا، دشمن ہو گئی، اور بوجہ شدت غیظ اس خیال سے کہ اولیائے ہندہ یہ امر عظیم سن کر حتی المقدور اس شخص کے درپے آزار ہوں گے، اس تہمت کی مرتکب ہوئی، اپنا بھی صریح ضرر سہی، اہل مکر و حیلہ سے اس قسم کی بات کا صدور کچھ عجب نہیں جس میں ان کے دشمن کو ایذا پہنچے اگرچہ خود بھی _____ عہ

إِنَّ كَيْدَ كُنَّ عَظِيمٌ^۱ (بیشک تمہارا چتر بہت بڑا ہے۔ ت) اور اب ناراضی زید کی بھی صریح توجیہ موجود کہ بغلط و دروغ اپنے ساتھ اس امر ناپاک کا وقوع بتانے پر ہندہ سے بیزار ہوا، بہر حال حکم یہی ہے کہ وہ بچہ زید ہی کا تھا، اور جب شرع نے یہ مان لیا تو ہندہ کا مدخولہ ہونا خود ہی ثابت ہو لیا طلاق تین حیض کامل کی عدت لازم، وَالطَّلَاقُ يَتَرَتَّبُ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ^۲ (طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض مکمل ہونے تک روک رکھیں۔ ت) واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

عہ: مسودہ میں بیاض ہے۔

^۱ القرآن الکریم ۲۸/۱۲

^۲ القرآن الکریم ۲۲۸/۲



باب الحضانة (پرورش کا بیان)

مسئلہ ۱۳۵: ۲۴ رجب ۱۴۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسیحی زید نے رحلت کی، دو پسر نابالغ زوجہ اولیٰ سے جو زید کے روبرو فوت ہو چکی ہے اور تین دختر زوجہ ثانیہ سے جو حی و قائم ہے وارث چھوڑے، اب دربارہ ان بچوں نابالغان کے ولایت کی فکر درپیش ہے، نابالغان مذکورین کے اجداد میں دو شخص موجود ہیں ایک مسیحی عمرو دادا کا چچا زاد بھائی، دوسرا بکر دادا کا ماموں زاد بھائی جس کو مسیحی زید مورث کی حقیقی ہم شیرہ جوان پانچوں نابالغان کی حقیقی پھوپھی ہے منسوب ہے، اور تین پھوپھی حقیقی بیابہ ہندہ و معصومہ و صدیقہ اور دختران مذکورین کی والدہ اور پسران مذکورین کی نانی و ماموں موجود ہیں پس اس صورت میں ان پانچوں نابالغان کی ولایت کا استحقاق کس کس شخص کو مرتبہ حاصل ہے۔ بینواتوجروا۔

الجواب:

صورت مستفسرہ میں دونوں کا حق حضانت ان کی نانی کو ہے کہ سات برس کی عمر تک اس کے پاس رہیں گے جوانی تک عمرو کے پاس کہ دادا کا چچا زاد بھائی ہے رکھے جائیں گے۔ درمختار میں ہے:

پرورش کرنے والی ماں ہو یا کوئی اور، وہ لڑکے کی

الحاضنة اما و غیرہا احق بالغلام

| | |
|--|--|
| حق یتستغنی عن النساء وقدر بسبع وبہ یفتی ^۱ ۔ | حقدار ہوگی جب تک لڑکا عورت کی پرورش سے مستغنی نہیں ہو جاتا اور یہ مدت اندازاً سات سال ہے اور اسی پر فتویٰ دیا جائے گا۔ |
|--|--|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|---|
| إذا استغنی الغلام فالعصبة أولى یقدم الاقرب فألاقرب ^۲ ۔ | جب بچہ مستغنی ہو جائے تو پھر درجہ بدرجہ عصبات اس کے حقدار ہیں، قریب ترین کو تقدم حاصل ہوگا۔ (ت) |
|---|---|

اور لڑکیوں کی شادی ہو جائے وہ شوہروں کے قابل ہوں تو شوہروں کے پاس رہیں گی ورنہ نوہر س کی عمر تک ماں کے پاس، پھر اگر ان کے محارم میں کوئی مرد اقل بالغ مثل حقیقی ماموں وغیرہ کے ہوگا تو اس کے سپرد کی جائیں گی ورنہ جو ان تک ماں ہی رکھے گی، درمختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| الاموالجدة احق بالصغيرة حتی فی ظاہر الروایة وغیرہما احق بہا حتی تشتہی وقدر بتسع وبہ یفتی وعن محمد ان الحكم فی الاموالجدة كذلك وبہ یفتی لكثرة الفساد زیلعی وافاد انه لا تسقط الحضانة بتزوجها مادامت لاتصلح للرجال، ^۳ ملخصاً۔ | لڑکی کی حقدار اس کی ماں یا دادی ہے جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے، یہ ظاہر روایت ہے، اور ماں اور دادی کے غیر ہوں تو پھر وہ لڑکی کے مشیتا ہونے تک حقدار ہوں گے، یہ مدت اندازاً نو سال ہے، اور اسی پر فتویٰ دیا جائے گا، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ ماں اور دادی کے لئے بھی یہی حکم ہے اور اسی پر فتویٰ دیا جائے گا فتنہ کی کثرت کی وجہ سے، زیلعی۔ اور اس عبارت سے معلوم ہوا کہ عورت کا حق حضانتہ (پرورش) نکاح کی وجہ سے ساقط نہ ہوگا جب تک لڑکی مرد کے قابل نہیں ہو جاتی، ملخصاً (ت) |
|--|---|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|--|--|
| فان صلحت تسقط الخ ^۴ ۔ اقول: واخترنا ظاہر الروایة حین لامحرم لها لانها ہی المتعینة | جب بچی مرد کے قابل ہو جائے تو پرورش کرنے والی کا حق ساقط ہو جائے گا الخ (ت) اقول: (میں کہتا ہوں) ہم ظاہر روایت کو ہی ترجیح دیں گے، جب بچی کا کوئی محرم ولی نہ ہو اور یہ ظاہر |
|--|--|

^۱ درمختار باب الحضانة مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۵/۱^۲ ردالمحتار باب الحضانة دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۳۱/۲^۳ درمختار باب الحضانة مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۵/۱^۴ ردالمحتار باب الحضانة دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۳۱/۲

| | |
|---|--|
| <p>حِ للفتیان نشوہا فی حضن امہا خیر لہا والنظر من ترکھا ضائقۃ لاحاضن لہا وقد علمت ان لاحق لغیر محرم فی حضانتہا۔</p> | <p>روایت ہی فتویٰ کے لئے متعین ہے کیونکہ اس صورت میں بچی کا اپنی ماں کے پاس نشوونما پانا بہتر ہے اور ماں کو چھوڑنے میں بچی پر کمزور شفقت ہوگی جبکہ اس کا کوئی پرورش کرنے والا محض نہ ہو حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ غیر محرم کو بچی کا حق حضانت نہیں ہے۔ (ت)</p> |
|---|--|

اور ان پانچوں نابالغوں کے نکاح کی ولایت عمر وہی کو ہے لان العصبۃ لا غیر (کیونکہ ان کے علاوہ کوئی عصبہ نہیں۔ ت) اور ماں کی ولایت ان مذکورین میں سے کسی کو نہیں (اختصاصاً بالاب ووصیہ والجد ووصیہ والحاکم الشرعی) یہ ولایت باپ اور اس کے وصی یا دادا اور اس کے وصی اور شرعی حاکم کے ساتھ خاص ہے۔ ت) ہاں اگر زید ان لوگوں خواہ ان کے غیر میں سے کسی کو اپنی جائداد کے حفظ و نگہداشت یا اولاد کے غور و پرداخت کے لئے کہہ گیا ہو تو ولایت مال اسے ہوگی لکونہ وصیاً علیہم (کیونکہ وہ ان پر وصی مقرر رہوا۔ ت) واللہ سبخنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۶: ۳۰: یقعدہ ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عباد اللہ ایک زوجہ اور ایک پسر نابالغ اور ایک چچا زاد بھائی فیض اللہ چھوڑ کر فوت ہوا، عورت نے ایک اجنبی شخص سے نکاح کر لیا جسے اس نابالغ سے کوئی علاقہ نہیں، اس بچے کی نہ نانی ہے نہ دادی ہے نہ کوئی بہن بلکہ سوتیلی خالہ اور سگی پھوپھی ہے، اس صورت میں یہ بچہ جس کی چار برس کی عمر ہے کس کے پاس رہے گا اور اس کے مال کی ولایت فیض اللہ کو ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

جبکہ نابالغ کی ماں نے ایک اجنبی سے نکاح کر لیا، اب اسے نابالغ کے رکھنے کا اختیار نہ رہا ایک سات برس کی عمر تک سوتیلی خالہ کے پاس رہے گا، اگر وہ نہ مانے گی تو پھوپھی کے پاس رکھا جائے گا اور اگر وہ بھی انکار کرے گی تو جبراً خالہ کے پاس رہے گا، یہ سب اس صورت میں ہے کہ خالہ اور پھوپھی دونوں میں کوئی مانع حضانت نہ ہو ورنہ اگر ایک میں مانع حضانت ہو تو دوسرے کے پاس رہے گا، سات برس کے عمر بعد جو ان ہونے تک فیض اللہ کے پاس رہے گا،

| | |
|--|---|
| <p>فی الدر المختار الحضانة للام لان تكون فاجرة او متزوجة بغیر محرم الصغیر^۱ الخ۔</p> | <p>در مختار میں ہے بچے کی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہے مگر یہ کہ وہ فاجرہ ہو یا بچے کے غیر محرم سے نکاح کر لے (ت)</p> |
|--|---|

^۱ در مختار باب الحضانة مطبع مکتبائی دہلی ۱/۲۶۴

اسی میں ہے:

| | |
|---|--|
| ثم بعد الامر بأن ماتت اولم تقبل او تزوجت باجنبی ام الامر ثم ام الاب ثم الاخت لاب وام ثم لام ثم لاب ثم الخالات كذلك ثم العمت ^۱ الخ۔ ماں فوت ہو جائے یا ماں قبول نہ کرے یا بچے کے اجنبی سے نکاح کر لے تو ماں کے بعد نانی پھر دادی کو پھر حقیقی بہن کو پھر مادری بہن کو پھر پردری بہن کو پھر خالات کو اسی ترتیب سے پھر پھوپھیوں کو الخ۔ (ت) | |
|---|--|

بحر الرائق میں ہے:

| | |
|---|---|
| ظاهر كلامهم ان الامر اذا امتنعت وعرض على من دونها من الحاضنات فامتنعت اجبرت الامر لامن دونها ^۲ | فقہاء کرام کا ظاہر کلام یہ ہے کہ جب ماں انکار کر دے اور بچے کو دوسری پرورش کنندہ پر پیش کیا گیا ہو تو اس نے بھی انکار کر دیا ہو تو ایسی صورت میں ماں کو پرورش پر مجبور کیا جائیگا، ماں کے سوا دوسری پرورش کنندہ کو مجبور نہیں جائے گا۔ (ت) |
|---|---|

خلاصہ وغیرہ میں ہے:

| | |
|--|--|
| ان لم يكن للصبي اب وانقضت الحضانة فمن وسواه من العصابة اولى الاقرب فالاقرب ^۳ ۔ | اگر بچے کا باپ نہ ہو اور پرورش کی مدت ختم ہو چکی ہو تو پھر دوسرے عصابات ولی ہوں گے، ان کو ولایت درجہ بدرجہ قرابت کے لحاظ سے ہوگی یعنی سب سے قریب تر کو پہلے حق ہوگا۔ (ت) |
|--|--|

اور ولایت مال میں فیض اللہ کا اصل حق نہیں بلکہ اسے ملے گی جسے نابالغ کا باپ کہہ کر مرا ہو کہ میری اولاد کی نگہداشت تو کرنا یا میرے
ترکہ کی غور پر ادھت تیرے متعلق ہے یا اس بچہ کو میں تیری سپردگی میں دیتا ہوں، اسے وصی کہتے ہیں، اگر باپ کا کوئی وصی موجود نہ
ہو تو باپ کے وصی نے جسے اپنا وصی کیا ہو وہ ولی مال ہوگا، وہ بھی نہ ہو تو دادا کا وصی، وہ بھی نہ ہو تو دادا کے وصی کا وصی۔ درمختار میں ہے:

| | |
|---|---|
| وليه ابوة ثم وصيه ثم وصى وصيه ثم جده الصحيح ثم وصيه ثم وصى وصيه ^۴ الخ، والله سبحانه | بچے کا ولی باپ، پھر اس کا وصی، پھر وصی کا وصی، پھر اس کا جد صحیح (یعنی جو عورت کے واسطے کے بغیر جد ہو) پھر اس کا وصی، پھر اس کے وصی |
|---|---|

^۱ درمختار باب الحضانة مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۴/۱

^۲ بحر الرائق باب الحضانة انجم سعید کمپنی کراچی ۱۶۶/۴

^۳ رد المحتار بحوالہ خلاصہ وغیرہ باب الحضانة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۳۳

^۴ درمختار کتاب المأذون مطبع مجتبائی دہلی ۲۰۳/۲

| | |
|---|--|
| وَتَعَالَىٰ اَعْلَمُ بِالْصَّوَابِ وَالْيَهُ الْمَرْجِعُ وَالْمَأْبُ- كَوَصِي الْخُ، وَاللَّهُ سَبْخَنَهُ وَتَعَالَىٰ اَعْلَمُ بِالْصَّوَابِ وَالْيَهُ الْمَرْجِعُ وَالْمَأْبُ- (ت) | |
|---|--|

مسئلہ ۱۳۷: ۲۰ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے والدین اور ایک زوجہ اور ایک شیر خوار لڑکا چھوڑ کر انتقال کیا، لڑکے کی نانی پہلے فوت ہو چکی ہے، اس صوت میں اگر لڑکے کی ماں کسی اجنبی سے نکاح کرے تو لڑکا کس کے پاس رہے گا؟ بینواتو جروا

الجواب:

اگر ماں کسی ایسے شخص سے نکاح کر لے جو لڑکے کا محرم نسبی مثل چچا وغیرہ کے نہ ہو تو لڑکا ماں سے لے لیا جائے گا اور جبکہ نانی نہیں ہے تو سات برس کی عمر تک دادی کے پاس رہے گا پھر دادار کھے گا۔

| | |
|---|---|
| <p>در مختار میں ہے کہ ماں فوت ہو جائے یا بچے کو قبول نہ کرے یا اپنا حق حضانت ساقط کر دے یا بچے کے کسی اجنبی سے نکاح کر لے تو پھر ماں کے بعد نانی کو پرورش کا حق ہے اگرچہ اوپر تک جب کوئی قریبی عورت پرورش کا حق نہ رکھتی ہو پھر دادی کو اوپر تک بشرطیکہ اس سے کوئی قریبی عورت نہ ہو الخ، اسی میں ہے پرورش کرنے والی ماں ہو یا کوئی اور، تو ان کو لڑکے کے متعلق یہ حق اس وقت تک ہے جب تک لڑکا عورتوں کی نگرانی سے مستغنی نہ ہو جائے، جس کی مدت کا اندازہ سات سال کی عمر ہے، اور اسی پر فتویٰ دیا جائے گا، اس پر ردالمحتار میں شرح الجمع سے منقول ہے کہ جب لڑکا عورتوں کی خدمت سے مستغنی ہو جائے تو باپ یا اس کے وصی یا ولی کو مجبور کی جائے گا کہ وہ لڑکے حاصل کرے کیونکہ اس کے بعد یہ لوگ عورتوں کی بنسبت لڑکے کی تعلیم و</p> | <p>فی الدرثم بعد الامر بان ماتت اولم تقبلا واسقطت حقها وتزوجت باجنبي امر الامر وان علت عند عدم اهلية القربي، ثم امر الاب وان علت بالشرط المذكور¹ الخ وفيه والحاضنة اما او غيرها احق به اى بالغلام حتى يستغنى عن النساء وقدر بسبع، وبه يفغى² اه وفي ردالمحتار عن شرح المجمع واذا استغنى الغلام عن الخدمة اجبر الاب او الوصى او الولي على اخذه لانه اقدر على تاديبه وتعليمه اه وفي الخلاصة وغيرها واذا استغنى الغلام فالعصبة اولى يقدم الاقرب فالاقرب³ اه ملخصا- والله تعالى اعلم-</p> |
|---|---|

¹ در مختار باب الحضانة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶۴

² در مختار باب الحضانة مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۶۵

³ ردالمحتار باب الحضانة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۶۴۰

ترہیت زیادہ بہتر جانتے ہیں اہ خلاصہ وغیرہ میں ہے کہ جب لڑکا مستغنی ہو جائے تو اس کے عصبہ مرد قرابت کے لحاظ سے درجہ بدرجہ اس کے حقدار ہوں گے اہ ملخصاً واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۱۳۸: ۲۷ شعبان ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حق حضانت اور پرورش اطفال صغیر سن کا بعد وفات ماں کے کس کو ہے؟ اور ماموں چچا میں کس کو ترجیح ہے؟ اور وہ حق کس عمر تک رہتا ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

سائل مظہر کہ یہ اطفال لڑکیاں ہیں، ان کے باپ، بھائی، بھتیجا، بہنیں، نانی، ماموں، چچا حقیقی ہیں، ایک لڑکی نورس کی ہے ایک گیارہ کی، پس صورت مستفسرہ میں نانی ماموں کو ان کے رکھنے کا کچھ اختیار نہیں، لڑکیاں اپنے چچا کے پاس رہیں گی کہ جب نورس کی ہو جائے تو ماں بھی اسے نہیں رکھی سکتی چچا کو دلا دی جائے گی، نانی وغیرہ تو دوسرا درجہ ہے۔ در مختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| الام والجدۃ لام اولاب احق بالصغیرۃ حتی تحيض وغیرہما احق بہا حتی تشتہی وقدر بتسع وبہ یفتی وعن محمد ان الحكم فی الام والجدۃ کذلک وبہ یفتی ^۱ اہ ملخصاً واللہ تعالیٰ اعلم۔ | ماں نانی اور دادی لڑکی کی حقدار اس کو حیض آنے تک ہیں اور دوسری عورتیں لڑکی مشنتہ ہونے کت حقدار ہیں، اور مشنتہ کا اندازہ ۹ سال کی عمر لگایا گیا ہے، اسی پر فتویٰ دیا جائے گا، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ ماں نانی اور دادی کا بھی یہی حکم ہے اہ ملخصاً واللہ تعالیٰ اعلم (ت) |
|--|---|

مسئلہ ۱۳۹: از میران پور کٹرہ کمال زئی شاہجہان پور مرسلہ نادر خاں صاحب رئیس کٹرہ ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ صغیر و صغیرہ جن کی ماں انتقال کر گئی اور باپ نے دوسرا نکاح کر لیا نانا، ماموں، ممانی اور خالہ زاد اور پھوپھی زاد نانیاں اور نانیوں کی بیٹی بیٹیاں ہیں بچے نانا کے پاس ہیں باپ ان سے بالجبر لینا چاہتا ہے حالانکہ بوجہ نکاح ثانی اس کے پاس بچوں کی مضرت جان کا اندیشہ ہے، اس صورت میں حق پرورش اطفال کس کو ہے؟ پوری تفصیل درج ہو کہ حق حضانت ترتیب وار کس کو ہے اور پرورش کنندہ کے پاس کس عمر تک رہیں گے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

حق حضانت ذی رحم محرم کے لئے ہے یعنی وہ نسبی رشتہ جس میں نکاح ہمیشہ کو حرام ہوتا ہے تو نانی کی

^۱ در مختار باب الحضانتہ مطبع مکتبائی دہلی ۲۶۵/۱

خالہ زاد یا پھوپھی زاد بہنوں یا ان کی اولاد یا ممانی کے لئے کوئی حق حضانت نہیں جیسے خود صغیر صغیرہ کی خالہ زاد ماموں زاد پھوپھی زاد چچا زاد بہنیں کہ یہ محارم سے خارج ہیں۔ درمختار میں ہے:

| | |
|--|--|
| لاحق لولد عم وعمة وخالة لعدم المحرمية ¹ ۔ | چچا زاد، پھوپھی زاد اور خالہ زاد کو بچے کا حق پرورش نہیں ہے کیونکہ یہ محارم نہیں ہیں (ت) |
|--|--|

پھر محارم میں پہلے مستحق عورتیں ہیں بشرطیکہ معاذ اللہ مرتدہ یا بدکار یا بے اطمینان یا کسی ایسے شخص کے نکاح میں نہ ہوں جس اس بچہ کا محرم نہیں، بے اطمینانی کی یہ صورت کہ بچہ کو بے حفاظت چھوڑ کر باہر چلی جایا کرتی ہو، ایسی بے پردہ رانی ماں بھی کرے تو بچے اس سے بھی لے لئے جائیں گے، درمختار میں ہے:

| | |
|--|--|
| الحضانة للام لان تكون مرتدة او فاجرة او غير ما مونة بان تخرج كل وقت و تتروك الولد ضائعاً او متزوجة بغیر محرم الصغیر ² الخ ملخصاً۔ | پرورش کا حق ماں کو ہے مگر جب ہو مرتدہ یا فاجرہ یا غیر محتاط ہو کہ ہر وقت بچے کو چھوڑ کر باہر چلی جاتی ہو یا اس نے بچے کے غیر محرم اجنبی سے نکاح کر لیا ہو الخ ملخصاً (ت) |
|--|--|

عورتوں سب سے مقدم 'ماں' ہے، پھر 'سگی' نانی، پھر اس کی 'ماں'، پھر 'سگی' دادی، پھر اس کی 'ماں'، پھر اس کی بہن، پھر مادری 'بہن' (یعنی جو اس بچے سے ماں میں شریک اور باپ میں جدا ہو) پھر روایت متون میں 'سوتیلی بہن'، پھر 'سگی' بھانجی، پھر 'مادری' (یعنی مادری بہن کی) بیٹی، پھر 'سگی' خالہ، پھر 'مادری' خالہ، پھر 'سوتیلی' خالہ، پھر 'سگی' بھانجی، پھر 'سوتیلی' بھانجی، پھر 'سگی' بھتیجی، پھر 'سوتیلی'، پھر 'سگی' پھوپھی، پھر 'مادری'، پھر 'سوتیلی'، پھر 'ماں' کی سگی خالہ، پھر 'مادری'، پھر 'سوتیلی'، پھر 'سگی' پھر 'باپ' کی سگی خالہ، پھر 'مادری'، پھر 'سوتیلی'، پھر 'ماں' کی سگی پھوپھی، پھر 'مادری'، پھر 'سوتیلی'، پھر 'سگی' پھر 'باپ' کی سگی پھوپھی، پھر 'مادری'، پھر 'سوتیلی'، یہ بتیں 'عورتیں' ہیں جب ان سے کوئی نہ ہو یا بوجہ مذکورہ مستحق نہ رہے تو حق حضانت عصباء ذکور کی طرف منتقل ہوگا جن میں سب سے مقدم باپ ہے، پھر دادا، پھر سگا بھائی، پھر سوتیلا، پھر سگا بھتیجا، پھر سوتیلا، پھر سگا چچا، پھر سوتیلا۔ ان میں سے کسی کے ہوتے نانا ماموں وغیرہ ہا ذوی الارحام کو استحقاق نہیں تو خود باپ کے سامنے کب مستحق ہو سکتے ہیں، درمختار میں ہے:

| | |
|---|--|
| ثم بعد الام' ام الامر وان علت، ثم ام الاب وان | ماں کے بعد 'نانی' اوپر تک، پھر 'دادی' اوپر تک، پھر |
|---|--|

¹ درمختار باب الحضانة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶۵

² درمختار باب الحضانة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶۴

پس صورت مستفسرہ میں ان بتیس ۳۲ عورتوں سے اگر کوئی عورت بھی قابل حضانت موجود ہے جس نے بوجہ موانع مذکورہ اپنے حق حضانت کو ساقط نہ کیا تو صغیر صغیرہ نانا سے لے کر اس عورت کے پاس رکھے جائیں گے لڑکا سات برس کی عمر اور لڑکی نو برس کے سن تک بعد ازاں باپ کو دے دئے جائیں گے اور اگر زنانہ مذکورہ سے کوئی عورت مستحق باقی نہیں تو آج ہی سے بچے باپ کے پاس رہیں گے، نانا کہ انتالیسویں درجہ میں ہے ان کا استحقاق نہیں رکھتا اور نکاح ثانی کے سبب باپ کے پاس مضرت جان اطفال کا اندیشہ مگن فاسد ہے،

اور بالفرض اگر یہ امر باطل، ثبوت کافی ثابت بھی ہو جائے تو غایت یہ کہ باپ سے لے کر اور نیچے کے عصبات بترتیب مذکور کو دیں گے جب تک ان سے کوئی باقی ہے نانا کو استحقاق نہیں، ماموں تو نانا سے بھی

Page 390 of 688

پانچویں درجہ میں ہے،

| | |
|--|--|
| کما یظهر من الدر المختار ورد المحتار، واللہ تعالیٰ اعلم۔ | جیسا کہ در مختار اور رد المحتار سے ظاہر ہو رہا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) |
|--|--|

مسئلہ ۱۴۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک زوجہ اور لڑکا اور ایک لڑکی نابالغ اور ایک بیٹی بالغہ منکوحہ اور ایک بھائی چھوڑ کر انتقال کیا زوجہ نے کہ ان بچوں کی ماں ہے ایک اجنبی آدمی سے نکاح کر لیا، لڑکا چار برس کا ہے اور لڑکی آٹھ کی، اس کی ماں اس کا نکاح ایک جگہ کیا چاہتی ہے، چچا وہاں راضی نہیں بلکہ اپنے بھتیجے سے نکاح کرنا چاہتا ہے، اس صورت میں ان نابالغوں کے نکاح کا اختیار ماں کو یا چچا کو ہے، اور ان کو رکھنے کا اختیار کسے ہے، نابالغوں کی دادی کوئی نہیں، خالہ اور دو^۲ پھوپھیاں ہیں، اور پھوپھیاں انہیں اپنے پاس رکھنے پر راضی نہیں، اور نابالغوں کا کچھ مال نہیں، تو ان کا کھلانا بلانا کس کے ذمہ ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

صورت مستفسرہ میں نابالغوں کے نکاح کا اختیار ان کے چچا کے سوا کسی کو نہیں، اسکے ہوتے ہوئے ماں کا نکاح میں کچھ دخل نہیں، اور جبکہ وہ ایک اجنبی شخص سے نکاح کر چکی تو اسے بچوں کے رکھنے کا بھی اختیار نہیں، بلکہ لڑکاسات برس کی عمر تک اور لڑکی جوانی تک اپنی بہن کے پاس رہیں، اور وہ نہ رکھے تو خالہ کے پاس، اور وہ بھی قبول نہ کرے تو پھوپھویوں کے پاس،

| | |
|--|---|
| فی الدر المختار الحضانة للام الا ان تكون فاجرة او متزوجة بغیر محرم الصغیر ثم بعد الام بان ماتت اولم تقبل او تزوجت باجنبی ام الام، ثم ام الاب، ثم الاخت ثم الخالات ثم العمات ^۱ ملخصاً۔ | در مختار میں ہے: ماں اگر فاجرہ یا بچے کے غیر محرم سے نکاح والی نہ تو وہی پرورش کا حق رکھتی ہے، پھر ماں اگر فوت ہو جائے یا بچے کو قبول نہ کرے یا بچے کے اجنبی سے نکاح کر لے تو اس کے بعد نانی پھر دادی پھر بہن پھر خالات، پھر پھوپھویوں کو حق حضانت ہے اھ ملخصاً (ت) |
|--|---|

رد المختار میں ہے:

^۱ در مختار باب الحضانة مطبع مکتبائی دہلی ۱/۲۶۴

| | |
|---|--|
| <p>الحاضنة لاتجبر اذا لم تتعين لها لان المحضون ح لا يضيع حقه لوجود من يحضنه غيرها وتجبر اذا تعينت لعدم من يحضنه غيرها¹ اه ملتقطا وتماہ تحقیقہ فیہ وهذا حاصل ما وفق به بين نقلين مختلفين۔</p> | <p>پرورش کرنے والی صرف ایک ہونے کی وجہ سے متعین نہ ہو تو اس کو پرورش پر مجبور نہ کیا جائے گا کیونکہ دوسری پرورش کرنے والی موجود ہونے کی وجہ سے بچے کی پرورش ضائع نہ ہوگی اور اگر وہ ایک ہی متعین ہو تو اس کو مجبور کی اجائے گا کیونکہ کوئی دوسرا نہیں ہے اہ ملتقطا اور اس کی مکمل تحقیق ردالمحتار میں ہے یہ دو مختلف روایات میں تطبیق و توفیق کا ماحصل ہے۔ (ت)</p> |
|---|--|

اور جبکہ ان یتیم نابالغوں کا کچھ مال نہیں تو ان کا کھانا کپڑا ان کے ان قبلاں وراثت پر ہے جن کے پاس اپنے اور اپنے بال بچوں کے کھانے پینے وغیرہ ضروری مصارف کے بعد پس انداز ہوتا ہو جس سے اپنے ان عزیزوں کی امداد کر سکیں یہاں ماں بہن چچا پھوپھی خالہ اگرچہ سب محارم ہیں مگر خالہ پھوپھی ان تین کے سامنے وارث نہیں لہذا ان میں اگر کوئی ویسا مرفہ الحال ہو تو خالہ پھوپھی پر نفقہ دینا واجب نہیں۔

| | |
|--|--|
| <p>فی الدر المختار ویجب ایضا لكل ذی محرم رحم محرم صغیر او انثی مطلقا ولو كانت الانثی بالغه صحیحة او كان الذکر بالغاً لكن عاجزا عن الکسب نحو زمانة کعبی وعته وفلج اولایحسن الکسب فقیرا، بحیث تحل له الصدقة ولوله منزل وخادم علی الصواب بدائع اه² ملخصاً۔</p> | <p>در مختار میں ہے کہ ہر ذی محرم (خواہ نابالغ ہو یا عورت ہو) کا نفقہ واجب ہے، اگرچہ عورت بالغہ اور صحت مند ہو یا مرد بالغ ہو لیکن عاجز ہو محنت نہ کر سکتا ہو مثلاً اپانچ، نابینا، بے عقل یا فالج زدہ ہو، یا محنت کی مہارت نہ رکھنے والا محتاج ہو جس کو صدقہ حلال ہوا اگرچہ اس کا مکان اور خادم ہو، درست قول کے مطابق یہی حکم ہے، بدائع، ملخصاً (ت)</p> |
|--|--|

عالمگیر یہ میں ہے:

| | |
|--|--|
| <p>لو كان له عم وعمه وخالة فالنفقة علی العم فان كان العم معسرا فالنفقة علیہما³۔</p> | <p>اگر چچا، پھوپھی اور خالہ ہو تو نفقہ چچے پر لازم ہوگا، اور اگر چچا تنگ دست ہو تو پھر پھوپھی اور خالہ دونوں پر لازم ہوگا۔ (ت)</p> |
|--|--|

¹ ردالمحتار باب الحضانة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۶۲

² در مختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۷۶

³ فتاویٰ ہندیہ الفصل الخامس فی النفقة ذوی الارحام نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۵۶۶

اب یہ دیکھنا رہا کہ ان تین وارثوں میں اس طرح کا مالدار کون ہے جس کا ہم نے بیان کیا، اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ عورت اگر اپنا کچھ نہ رکھتی ہو تو وہ مرنے کے بعد نہ لیا جائے گا اگرچہ اس کا شوہر مزاروں کا آدمی ہو والا لزم ایجاب النفقة علی الاجنبی کما لا یخفی (ورنہ اجنبی پر نفقہ واجب کرنا لازم آئے گا جیسا کہ مخفی نہیں۔ ت) پس اگر صورت مستفسرہ میں ان تینوں وارثوں سے صرف ایک ایسا مرنے کے بعد ہی باقی ہے تو ان دونوں بچوں کا نفقہ صرف اس ایک پر واجب ہوگا خواہ ماں ہو یا بہن یا چچا، اور اگر صرف دو ماں اور بہن مالدار ہیں چچا نہیں تو جس قدر ان بچوں کے کھانے پہننے میں صرف ہونا سمجھا جائے اس کے پانچ حصے کریں دو حصے ماں سے لئے جائیں اور تین حصے بہن سے، مثلاً سوار پے مہینے کا خرچ سمجھیں تو ۸/۸ ماں دے اور ۱۲/۱۲ بہن، اور اگر چچا مالدار ہیں بہن نہیں تو تین حصے کریں دو تہائی ماں سے لیں ایک تہائی چچا سے، اور اگر بہن، چچا مالدار ہیں ماں نہیں تو چار سہام کریں ایک چوتھائی چچا دے تین حصے بہن، اور اگر تینوں مالدار تو چھ سہام کریں دو حصے ماں دے، تین حصے بہن، ایک حصہ چچا،

یہ اس لئے کہ جس کو آپ نے جان لیا کہ نفقہ بقدر وراثت لازم ہوتا ہے، اور ہندہ میں کہا ہے اس میں ضابطہ یہ ہے کہ جو شخص تمام وراثت حاصل کرنے کا حق رکھتا ہو جب وہ تنگدست ہو تو اس کو مردہ (کالعدم) قرار دیا جاتا ہے اور جب وہ کالعدم قرار پائے گا تو پھر نفقہ باقی وراثت پر بقدر وراثت واجب ہوگا اور وہ وارث یہ تمام وراثت کو حاصل نہیں کرتا بلکہ وراثت کا کچھ حصہ پاتا ہے تو اس کو تنگدستی پر مردہ (کالعدم) نہیں قرار دیا جاتا لہذا اس کی موجودگی میں اس کے ساتھ جو لوگ وراثت میں حصہ دار ہوتے ہوں ان پر حصہ کے مطابق نفقہ لازم ہوگا الخ، اور اسی طرح درمختار وغیرہ میں مذکور ہے، اور آپ معلوم کر چکے ہیں کہ یہاں تینوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو دوسرے وراثت کو محروم

وذلك لما عرفت ان النفقة بقدر الارث وقد قال في الهندية الاصل في هذا ان كل من كان يحرز جبيع الميراث وهو معسر يجعل كالميراث و اذا جعل كالميراث كانت النفقة على الباقيين على قدر موارثهم وكل من كان يحرز بعض الميراث لا يجعل كالميراث فكانت النفقة على قدر موارث من كان يرث معه¹ الخ ومثله في الدر المختار وغيره وقد علمت انه ليس ههنا احد من الثلاثة يحجب الباقيين ويحرز كل

¹ فتاویٰ ہندیۃ الفصل الخامس فی نفقة ذوی الارحام نورانی مکتب خانہ پشاور ۵۶۶/۱

| | |
|--|--|
| <p>المیراث فان كان احدهم معسرا لايجعل كالميت و يعتبر في التقسيم ثم يخرج من البين كما يفعل في الخارج وح يتضح لك ما ذكرنا بتوفيق الله سبحانه وتعالى، والله تعالى اعلم۔</p> | <p>کر کے تمام وراثت کو حاصل کر سکے تو ان میں سے اگر کوئی متنگدست ہو جائے تو اس کو مردہ (کالعدم) نہیں قرار دیا جائے گا بلکہ اس کو تقسیم میں باقی اور شامل تصور کر کے درمیان سے الگ کر دیا جائے گا، جیسا کہ وراثت کی تقسیم میں کسی کو الگ کر دیا جاتا ہے، تو اب وہ بات واضح ہو گئی جو ہم نے ذکر کی ہے اللہ سبحانہ کی توفیق سے، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p> |
|--|--|

مسئلہ ۱۴۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت مسماۃ ہندہ فوت ہوئی اور مادر اس کی، اور
طفل شیر خوار اس نے چھوڑا اور شوہر بھی اس کا باقی رہا لیکن کوئی شخص ماں یا بہن یا پھوپھی وغیرہ شوہر ہندہ کا نہیں رہا ہے کہ
پرورش اس طفل شیر خوار کی کرے، نانی اس طفل مذکور کی پرورش کرتی ہے اور باپ اس طفل کا نہیں چاہتا ہے کہ نانی کے
پاس وہ لڑکا رہے، تو اس حالت میں وہ لڑکا باپ کو عند الشرع دلایا جائے گا یا نانی کے پاس رہے گا؟ اور اسباب و ظروف وغیرہ کہ
ہندہ متوفیہ کا جہیز ہندہ نے پایا تھا وہ بھی شوہر اس کے نے اپنے تصرف میں کر لیا تو وہ مال و اسباب متصرفہ شوہر ہندہ ملک اس
پسر صغیرہ کی ہوگا یا اس کے باپ کے قبضہ میں رہے گا اور مصارف نان و نفقہ ایام رضاعت کا کس کے ذمہ چاہئے، بینوا توجروا

الجواب:

صورت مسئلہ میں سات برس کی عمر تک پسر کی پرورش ان کی نانی کا حق ہے، باپ بلاوجہ شرعی اس کا مزاحم نہیں ہو سکتا،

| | |
|---|--|
| <p>في الدر المختار الحضانة تثبت للام ثم امر الامر والحاضنة اما و غيرها احق به اي بالغلام حتى يستغنى عن النساء وقد ر بسبع وبه يفتي اه¹ ملتقطاً۔</p> | <p>در مختار میں ہے: پرورش کا حق ماں کو پھر نانی کو ہے، اور پرورش کرنے والی عورت لڑکے کی اس وقت تک حقدار ہے جب تک وہ عورتوں کی نگرانی سے مستغنی نہیں ہو جاتا جس کی مدت اندازاً سات سال کی عمر ہے اور اسی پر فتویٰ دیا جائے گا، اھ ملتقطاً (ت)</p> |
|---|--|

¹ در مختار باب الحضانة مطبع مکتبائی دہلی ۱/۲۶۴

اور ہندہ نے جو کچھ اسباب اپنے جہیز میں پایا تھا سب اسی کی ملک تھا اور بعد اس کی مرگ کے فرائض اللہ پر تقسیم پائے گا،

| | |
|---|--|
| فی العقود الدریۃ کل احد یعلم ان الجہاز ملک البنت لاحق لاحد فیہا ^۱ | عقود الدریۃ میں ہے کہ ہر ایک جانتا ہے کہ جہیز لڑکی کی ملکیت ہوتا ہے اس میں کسی اور کا حق نہیں ہوتا۔ (ت) |
|---|--|

البتہ جس قدر مال حصہ نابالغ قرار پائے گا اس پر قبضہ اس کے باپ ہی کا ہوگا مگر نہ مالکانہ ازراہ ولایت کہ باپ کے ہوتے ہوئے دوسرا شخص بچہ کا ولی اور اس کے مال کا محافظ نہیں کہما فی الدر المختار وعامة الاسفار (جیسا کہ در مختار اور عامہ کتب میں ہے۔ ت) رہا یہ بچے کا نان و نفقہ اور اجرت رضاعت وغیرہ مصارف کثیرہ ہیں تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر بچہ نے اپنی ماں کے ترکہ یا کسی اور وجہ سے اتنا مال پایا ہے جس کے سبب اسے شرعاً غنی کہا جائے اور زکوٰۃ دینا نا روا ہو تو یہ سب صرف خاص اسی کے مال سے ہوں گے باپ پر واجب نہیں کہ اپنے پاس سے صرف کرے، ہاں ان مصارف کی کار پر داری بحکم ولایت باپ کے ذمہ ہوگی، اور اگر بچہ کے پاس اتنا مال نہیں تو بیشک یہ صرف باپ کے ذمہ ہیں،

| | |
|---|---|
| فی ردالمحتار عن الخیر الرملی ان الحضانة كالرضاع فلها الاجرة من مال الصغیر ان كان له مال والا فمن مال ابیه ^۲ ملخصاً، وفي الدر المختار وتجب النفقة لطفه الفقیر فان نفقة الغنی فی ماله الحاضر وتجب ایضاً لكل ذی رحم محرم فقیر اب حیث تحل له الصدقة ولوله منزل وخادم علی الصواب بدائع ^۳ اھ بالانتقاط، فی ردالمحتار قوله ولوله منزل وخادم وهو محتاج البیہم۔ وهذا علم فی الوالدین والمولودین وذوی الارحام كما صرح | ردالمحتار میں خیر الدین رملی سے منقول ہے کہ پرورش کا حکم رضاعت والا ہے لہذا پرورش کرنیوالی کو اجرت کا استحقاق ہے، اگر بچے کا اپنا مال ہو تو اس میں سے ورنہ بچے کے والد کے مال میں سے اجرت دی جائے گی اھ ملخصاً۔ اور در مختار میں ہے کہ بچے کا نفقہ اگر وہ فقیر ہو تو باپ پر ہے کیونکہ اگر وہ فقیر نہ ہو تو غنی ہونے کی وجہ سے نفقہ اس کے اپنے موجود مال سے کیا جائے گا، اور یونہی جو ذی محرم فقیر ہو اس کے لئے صدقہ حلال ہو تو اس کے لئے بھی نفقہ ضروری ہے اگرچہ اس کا مکان اور خادم بھی ہو یہ حکم درست قول کے مطابق ہے |
|---|---|

^۲ در مختار باب الحضانة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۷۳

^۳ در مختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۷۳ و ۲/۷۳

| | |
|---|---|
| بدائع. اہملتقط۔ فی الذخیرۃ ^۱ اھ، واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم | اس پر ردالمختار میں ہے ماتن کا قول کہ "اگرچہ اس کا مکان اور خادم ہو" یعنی جبکہ اس کو ان کی احتیاجی ہو۔ یہ حکم والدین، اولاد اور ذوالارحام سب کو شامل ہے جیسا کہ ذخیرہ میں اس کی تصریح کی گئی ہے اھ، واللہ سبحانہ، وتعالیٰ اعلم (ت) |
|---|---|

مسئلہ ۱۴۲: ۱۹ ربیع الاول شریف ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کی زید نے ہندہ کو طلاق دی اور ایک پسر شیر خوار جو زید کو نطفے سے ہے واسطے پرورش کے ہندہ کے پاس چھوڑا اور اس کی پرورش کے واسطے ماہانہ مقرر کر دیا اب وہ لڑکا بچہ تین برس کچھ ماہ کے ہو اہندہ نے نکاح ایک شخص سے کر لیا اب وہ لڑکا زید کو مل سکتا ہے یا نہیں، اور اگر مل سکتا ہے تو کس عمر میں؟ اور ہندہ کو اپنے ماں باپ کے پاس چھوڑ کر شوہر کے یہاں چلی گئی وہ عورت ہندہ کی مادر حقیقی نہیں ہے تو زید کے مقابلہ میں ہندہ کے ماں باپ کو استحقاق پرورش پسر مذکور حاصل ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

سائل مظہر کہ ہندہ نے جس شخص سے نکاح کیا وہ لڑکے کا محرم نہیں بلکہ اجنبی شخص ہے اور ہندہ کی ماں اور نانی مرگئیں، باپ اور سوتیلی ماں، اور ہندہ کی سگی دادی خود کی سگی دادی زندہ ہیں، پس صورت مذکورہ میں ہندہ کے باپ یا سوتیلی ماں کو لڑکے کے رکھنے کا کوئی حق نہیں بلکہ سات برس کی عمر تک اپنی دادی کے پاس رہے گا بعدہ باپ لے لے گا ماں کی دادی بھی لڑکے کی دادی کے ہوتے نہیں رکھ سکتی۔

| | |
|---|--|
| فی الدرالمختار ثم بعد الامر بان ماتت اوتزوجت بالجنبی امر الامر ووان علت عند عدم اہلیۃ القربی، ثم امر الاب ووان علت بالشروط المذکورہ واما امر اب الامر فتؤخر عن امر لاب بل عن الخالۃ ایضاً بحر، والامر احق بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقد ر بسبع وبہ یفتی ^۲ اھ ملتقطاً و | در مختار میں سے کہ ماں فوت ہو جائے یا بچے کے اجنبی غیر محرم سے نکاح کر لے تو ماں کے بعد نانی خواہ اوپر والی ہو جبکہ کوئی قریبی عورت پرورش کا حق نہ رکھتی، پھر دادی خواہ اوپر والی ہو مذکورہ شرط کے ساتھ، لیکن ماں کی دادی تو وہ بچے کی دادی بلکہ اس کی خالہ سے بھی مؤخر ہے، بحر۔ ماں لڑکے کی حقدار ہے جب تک لڑکا عورتوں کی نگرانی سے مستغنی نہ ہو جائے جس کا اندازہ سات سال کی عمر ہے اور اسی پر فتویٰ دیا جائیگا، |
|---|--|

^۱ ردالمختار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۸۲

^۲ در مختار باب الحضانه مطبع مکتبائی دہلی ۱/۲۶۴

| | |
|--|---|
| فی رد المحتار عن الفتح یجبہ الاب علی اخذ الولد بعد استغنائہ عن الامر ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | اھ ملتقطاً، اور رد المحتار میں فتح سے منقول ہے کہ والد کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ بچے کو ماں کی نگرانی سے مستغنی ہو جانے کے بعد اپنی تحویل میں لے لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت) |
|--|---|

مسئلہ ۱۴۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ کو طلاق دے دی جس کو عرصہ پانچ سال کا ہوا اور اس کا ایک لڑکا تھا وہ بھی تقریباً پانچ سال کا ہوا، اب ہندہ نے نکاح ثانی کر لیا ہے، اور اس لڑکے کی نانی سوتیلی ہے اور خالہ نابالغ ہے اور اس کی دادی اور پردادی اور دادا اور باپ موجود ہیں اس حالت میں لڑکا مذکور کس کے پاس رہنا چاہئے؟ بان کیجئے۔ بینوا اتوجروا

الجواب:

سائل نے بیان کیا کہ عورت نے اجنبی شخص سے نکاح کیا جو اس لڑکے کا کوئی نہیں اور نانی سوتیلی ہے، اور سگی نانی کی ماں بھی نہیں اور دادی حقیقی ہے، پس اس صورت میں ماں کو اس لڑکے کے رکھنے کا کوئی حق نہ رہا، اور سوتیلی نانی کوئی چیز نہیں، لڑکا سات برس کی عمر تک دادی یعنی اپنے باپ کی ماں کے پاس رہے گا پھر باپ لے لے گا۔ در مختار میں ہے:

| | |
|---|--|
| الحاضنة یسقط حقها بنکاح غیر محرم الصغیر۔ ^۲ | پرورش کرنے والی کا حق ساقط ہو جاتا ہے جب وہ بچے کے غیر محرم سے نکاح کر لے۔ (ت) |
|---|--|

اسی میں ہے:

| | |
|---|---|
| ثم بعد الامر ان ماتت وتزوجت باجنبی امر الامر وان علت ثم امر الاب ^۳ اھ مختصر واللہ تعالیٰ اعلم۔ | ماں فوت ہو جائے یا بچے کے اجنبی سے نکاح کر لے تو پھر نانی کو حق ہے خواہ اوپر والی ہو، پھر دادی کو حق ہے اھ مختصر۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت) |
|---|---|

مسئلہ ۱۴۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسماۃ نے انتقال کیا اور ایک لڑکا بچہ سات ماہ

^۱ رد المحتار باب الحضانة دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۴۰/۲

^۲ در مختار باب الحضانة مطبع مکتبائی دہلی ۲۶۵/۱

^۳ در مختار باب الحضانة مطبع مکتبائی دہلی ۲۶۴/۱

کاشیر خوار چھوڑا، اور شوہر اور مسماۃ متوفیہ کی پھوپھی یعنی اس کے باپ کی حقیقی بہن اور مسماۃ بہن اور مسماۃ متوفیہ کاماموں موجود ہیں، ان سب میں کس کو ولایت پرورش پہنچ سکتی ہے؟ اور بحالت انکار اول حقدار کے دویم درجہ میں کس کو پہنچے گی؟

الجواب:

جبکہ اس لڑکے کی نہ نانی ہے نہ کوئی جوان بہن ہے، نہ بھانجی نہ خالہ، نہ پھوپھی نہ ماں کی خالہ، نہ باپ کی خالہ، صرف ماں کی پھوپھی ہے اور وہ بیوہ ہے۔ جیسا کہ سانکوں نے بیان کیا تو اس صورت میں لڑکاسات برس کی عمر تک ماں کی پھوپھی کے پاس رہے گا اس کے ہوتے ہوئے باپ کو بھی اختیار نہیں ماں کاماموں تو بہت بعید ہے اور جبکہ لڑکے کے باپ کی پھوپھی بھی حسب بیان ساملان نہیں، غرض ماں کی پھوپھی کے سوا کوئی عورت جسے حق حضانت ہو موجود نہیں تو ماں کی پھوپھی کو اس سے انکار کا اختیار نہیں البتہ اس پرورش کی اجرت لینی چاہے تو باپ کو دینی ہوگی۔ تنویر الابصار میں ہے:

| | |
|---|---|
| الحضانة تثبت للام، ثم ام الام، ثم ام الاب وان علت، ثم الاخت لاب وام، ثم لام، ثم لاب، ثم بنت الاخت لابوين، ثم لام، ثم الخالات، ثم العبات، ثم خالة الام، ثم خالة الاب، ثم عبات الامهات والاباء، بهذا الترتيب ثم العصبك بترتيب الارث۔ 1 | پرورش کا حق ماں کو ہے پھر نانی پھر دادی کو اگرچہ اوپر والی ہوں، پھر حقیقی بہن کو پھر ماں کی طرف سے سگی بہن کو پھر باپ کی طرف سے سگی بہن کو پھر حقیقی بہن کی بیٹی کو پھر ماں کی طرف سے بہن کی بیٹی کو پھر خالات کو پھر پھوپھیوں کو پھر ماں کی خالہ پھر باپ کی خالہ کو پھر ماں اور باپ کی پھوپھیوں کو، اسی ترتیب سے پھر، عصبہ مردوں کو وراثت کی ترتیب پر۔ (ت) |
|---|---|

انہیں میں ہے:

| | |
|---|--|
| ولا تقدر الحاضنة على ابطال حق الصغير وان لم يوجد غيرها اجبرت بلا خلاف وتستحق اجرة الحضانة وهي غير اجرة ارضاعه ونفقته بحر عن | پرورش کرنے والی حق صغیر کو باطل نہیں کر سکتی، اگر ماں کے علاوہ کوئی پرورش کرنے والی نہ ہو تو ماں کو بچے کی پرورش پر مجبور کیا جائے گا، اس میں اختلاف نہیں، وہ البتہ پرورش کی اجرت کی مستحق ہوگی جو کہ دودھ پلانے کی اجرت اور نفقہ ولد کے علاوہ |
|---|--|

¹ درمختار شرح تنویر الابصار باب الحضانة مطبع مکتبائی دہلی ۱/۲۶۴

| | |
|---|--|
| السراجیۃ ^۱ اہم لخصین، واللہ تعالیٰ اعلم۔ | ہوگی بحر نے اسے سراجیہ سے نقل کیا ہے اہم لخصاً واللہ تعالیٰ اعلم (ت) |
|---|--|

مسئلہ ۱۳۵: از ریاست رامپور محلہ چاہ شور مرسلہ مناخاں ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے وقت وفات اپنی ایک زوجہ منکوحہ اور ایک پسر نابالغ اور دو لڑکیاں نابالغہ ہیں، وراثت مع المحصر چھوڑ کر وفات پائی، اور بعد وفات مذکور کے اس کی منکوحہ وارثہ نے بقضاء الہی وفات پائی، اب ایک لڑکا نابالغ اور دو لڑکیاں نابالغہ بطن مسماۃ متوفیہ سے باقی رہی، مسماۃ متوفیہ مذکورہ کا دادھیال اور نانھیال میں سے کوئی ذکور اور اناث میں سے نہیں ہے اور زید مرحوم مذکور کے دو چچازاد بھائی ہیں اور ایک عورت حسینی کہ متوفیہ مرحومہ کو بطور فرزند پرورش کیا تھا عویدار ہیں کہ ولایت ان ہر سہ نابالغ صغیرہ کی ہم کو بچہ پی ہے پس ولایت صغیران مذکور برادران زید متوفی جو چچازاد بھائی زید کے ہیں اور وہ عورت جس نے منکوحہ کو فرزند پرورش کیا تھا ان دونوں میں کس کو حسب شرع شریف حق ولایت نابالغان حاصل ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

سائل مظہر کہ پسر کی عمر گیارہ سال ہے اور ایک دختر کی دس سال اور دوسرے کی تین سال، پس صورت مستفسرہ میں لڑکا جوان ہونے تک زید کے چچازاد بھائی کے پاس رہے گا اور لڑکے اور لڑکیوں کے نکاح کرنے کی ولایت بھی بھائیوں کو ہے مگر لڑکیاں ان میں سے کسی کو سپرد نہ کی جائیں گی قاضی شرع پر فرض ہے کہ ان کے رکھنے کے لئے کوئی عورت صالحہ متدینہ امینہ تجویز کرے کہ تا بلوغ یا جب تک شادی نہ ہو لڑکیاں اس کی حفاظت میں رہیں اور ان تینوں نابالغوں کا جو مال ہے اگر ان کے باپ یا دادا کا کوئی وصی موجود ہے یعنی جسے وہ اپنے مال یا اولاد کی حفاظت و نگہداشت کی وصیت کر گئے ہوں یا وہ نہ ہو تو ایسے وصی کا جو وصی ہو اس کی حفاظت میں سپرد کیا جائے ورنہ اس کے لئے بھی قاضی شرع پر فرض ہے کہ امین صالح دیندار قادر نیک مسلمان تجویز کرے جو قرآن پر سچا ایمان رکھے یتیم کے مال کو آگ جانے اور اللہ ان سب حسب لینے والا ہے، رہی وہ عورت جس نے ان کی ماں کو پالا تھا اس کا اصل کوئی حق نہیں، ہاں لڑکیوں کی حفاظت کے لئے اگر قاضی شرع کی رائے میں وہ عورت ہی انسب ہو تو اسے دے دے مگر نکاح یا حفاظت مال میں اس کا کوئی اختیار نہ ہوگا۔ منہاج و خلاصہ و تاتارخانیہ و حاشیہ الخیر الرملی و رد المحتار میں ہے:

^۱ درمختار شرح تنویر الابصار باب الحضانه مطبع مکتبائی دہلی ۱/۲۶۳

| | |
|---|---|
| ان لم یکن للصبی اب وانقضت الحضانة فمن سواه من العصابة اولی الاقرب فالاقرب غیر ان الاثنی لا تدفع الالی محرم ¹ ۔ | جب بچے کی پرورش کی مدت ختم ہو جائے اور باپ نہ ہو تو باپ کے بعد والے عصبہ مردوں میں سے جو قریب تر ہو اس کی تحویل میں دے دیا جائے گا لیکن اگر لڑکی ہو تو اسے غیر محرم کی تحویل میں نہ دیا جائے گا۔ (ت) |
|---|---|

تحفۃ الفقہاء، بحر الرائق ورد المختار میں ہے:

| | |
|---|---|
| ان لم یکن للجارية غیر ابن العم فلاختیار للقاضی ان راه اصلح الیه والاتوضع علی یدامینة اھ قال الشامی) ما فی التحفة عللہ فی شرحها البدائع بقولہ لان الولاية فی هذه الحالة الیه فیراعی الاصلح اھ وھو ظاہر فی انه لاحق لابن العم فی الجارية مطلقاً ² الخ۔ | اگر لڑکی کا چچا زاد کے بغیر کوئی عصبہ نہ ہو تو قاضی کو اختیار ہے کہ اگر وہ چچا زاد کو نیک و صالح سمجھتا ہے تو لڑکی اس کی تحویل میں دے دے ورنہ کسی امین صالح عورت کے سپرد کرے اھ، علامہ شامی نے فرمایا کہ تحفہ میں جو بیان ہے اس کی وجہ اور علت کو اس کی شرح بدائع میں یوں بیان کیا ہے، چونکہ ایسی صورت میں قاضی کو ولایت حاصل ہوتی ہے لہذا وہ بہتری کی تدبیر کرے اھ، یہ بات ظاہر ہے کیونکہ چچا زاد کو لڑکی پر حق مطلقاً نہیں ہے الخ۔ (ت) |
|---|---|

تنویر الابصار میں ہے:

| | |
|---|---|
| ولیه ابوہ ثم وصیہ (بعد موتہ) ثم وصی وصیہ ثم جدہ ثم وصیہ ثم وصی وصیہ ثم القاضی ³ اھ مزید ا من الدار المختار، واللہ سبخنہ وتعالی اعلم۔ | بچے کا ولی اس کا باپ پھر باپ کے فوت ہونے پر باپ کا وصی اور پھر وصی کا وصی، پھر دادا، پھر اس کا وصی، پھر اس کے وصی کا وصی، اور پھر قاضی ہے اھ، در مختار سے کچھ زیادتی شامل کرتے ہوئے، واللہ سبخنہ وتعالی اعلم (ت) |
|---|---|

¹ رد المحتار باب الحضانة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۳۲

² رد المحتار باب الحضانة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۳۹

³ در مختار شرح تنویر الابصار مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۰۳

مسئلہ ۱۲۶:

از پبلی بھیت پنجابی ٹولہ مرسلہ شیخ عبدالعزیز

۱۲/ شوال ۱۳۲۱ھ

(شجرہ حاجی کفایت اللہ متونی)

(زوجہ اولیٰ حیات نجم النساء)

یہاں امیج کی شکل میں نقشہ بنانا ہے جلد ۱۳ ص ۴۰۱

(زوجہ ثانی متوفیہ حمید النساء)

یہاں امیج کی شکل میں نقشہ بنانا ہے جلد ۱۳ ص ۴۰۱

حاجی کفایت اللہ نے انتقال کیا اور انہوں نے اپنی ایک مادر جو سن خرافت کو پہنچ گئی ہیں اور ہوش و حواس ان کے قائم نہیں ہیں اور دو بہنیں اور ایک زوجہ اور اسی زوجہ حیات سے دو لڑکے اور چار لڑکیاں اور دوسری زوجہ متوفیہ سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑیں، فریق اول یعنی زوجہ اولیٰ کی اولاد سب بالغ ہے اور فریق ثانی زوجہ ثانیہ کی اولاد بعض بالغ اور بعض نابالغ ہیں۔ فریق اول چونکہ بالغ اور غالب تھے اور فریق ثانی نابالغ اور مغلوب، لہذا فریق اول کو ہمیشہ فریق ثانی کے ساتھ بوجہ سوتیلے پن کے قدرتی مخالفت ہے، چنانچہ ان نابالغان کے سوتیلے بہن بھائی بہ اتفاق نجم النساء سوتیلی ماں کی والدہ نابالغان کے مخالف اور درپے تخریب و انداز سانی و دل آزاری رہی اور شرکت شادی وغنی اور ملنا جلنا تا حیات متوفیہ حمید النساء والدہ نابالغان قطعی ترک رہا مگر حسین حیات حاجی کفایت اللہ ان کی عداوت کا کوئی اثر پورے طور پر ظاہر نہیں ہو پایا لیکن بعد وفات حاجی کفایت اللہ فریق اول کی عداوت فریق ثانی کے ساتھ بخوبی ظاہر ہو گئی چنانچہ اس کی وجوہات یہ ہیں:

(۱) یہ کہ بعد وفات حاجی کفایت اللہ ان میں سے نابالغوں کو جو سب سے چھوٹے اور ان کے اختیار میں تھے ایک خادمہ کے سپرد کر کے گڑھی مانکپور کو جو جائے سکونت سے ایک مسافت بعید پر واقع ہے باقی اعزاء اقارب سے جدا کر کے روانہ کر دیا چھ ماہ تک ان کو لاوارث حیثیت سے چھوڑ رکھا جس کی وجہ سے ان کو طرح طرح کی خورد و نوش وغیرہ کی تکلیف اور اذیتیں پہنچیں۔

(۴) یہ کہ طریقہ زندگی سوتیلے بھائیوں ان نابالغان کا ناشائستہ اور غیر مہذب بد چلنی کے ساتھ ہے۔

حاجی محمد کفایت اللہ متوفی نے انتقال کر کے اس شجرہ مذکورہ بالا کے مطابق ورثاء چھوڑے اب ان اولاد نابالغان زوجہ ثانی متوفیہ، فضل حق، ضیاء الحق، ریاض الحق و احمدی بیگم کا حق ولایت جان و مال از روئے شرع شریف ان اولیاء میں سے بمقابلہ وجوہات بالا کے کس کو پہنچتا ہے:

اخ لاب۔ اخ لاب۔ اخت لاب۔ اخت لاب۔ اخت الاب وام۔ جدہ صحیحہ۔ عمر۔
عبدالحق۔ احسان الحق۔ عباب النساء۔ لطیف النساء۔ حبیب النساء۔ جمیل النساء۔ کریم النساء۔ اللہ جلانی۔ نجم النساء۔ صاحب النساء۔

حق حضانت لڑکے میں سات اور دختر میں نو برس کی عمر تک رہتا ہے اس کے بعد عصبہ کے پاس رہے گی جو عصبوت میں مقدم ہے یہاں بھی مقدم ہے بشرطیکہ فاسق بد چلن نہ ہو اس سے صغیر پر اندیشہ نہ ہو اور دختر کے لئے اس کا محرم ہونا بھی شرط۔ اور سات یا نو برس کی عمر تک جو حق حضانت میں عورت ذوات فروض مثل مادر و خواہر پھر ذوات رحم مثل خالہ و عمہ عصبات پر مقدم ہیں ان میں شرط یہ ہے کہ صغیر کے نامحرم کے نکاح میں نہ ہوں ورنہ بچے ماں کو بھی سپرد نہ کئے جائیں گے جہاں شرائط حضانت کی جامعہ کوئی عورت نہ ہوگی، حضانت عصبات پھر ذوی الارحام ذکور کی طرف انتقال کرے گی اور دختر کے لئے وہی محرمیت ضرور ہوگی پھر اگر کوئی ذی رحم ان بچوں کے حق میں قابل اعتماد نہ ہو تو ذی علم دیدار خدا ترس مسلمانانِ شہر کہ کوئی بدعت کفریہ مثل نیچریت ورفض وغیرہ مانہ رکھتے ہوں نہ مکذبان باری عزوجل یا منکرانِ ختم نبوت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مسلمان جانتے ہوں جمع ہو کر کسی ایسے ہی متدین لائق کو بچوں کی حفاظت کے لئے تجویز کریں اور لڑکیاں بالخصوص کسی ایسی ہی عورت عاقلہ امینہ قادرہ کو سپرد کی جائیں جو نامحرم کے نکاح میں نہ ہوں نہ ایسوں کے یہاں رہتی ہو جن سے بچوں پر مضرت واذیت کا اندیشہ ہو اور یہ شرط عدم نیچریت ورفض وغیرہ بدعات کفریہ کہ ہم نے ان رائے و ہندوں کے لئے ذکر کی

مطابقاً

ہر عورت و مرد میں ضرور ہے جسے حضانت یا حفاظت جان یا مال دی جائے بچوں کے مال کو ولایت باپ کے بعد باپ کے وصی کو ہے یعنی جسے وہ کہہ کر مرا ہو کہ میری اولاد کی غور پر داخا کرنا یا کہا ہو میری جائداد کی نگہداشت کرنا، وصی نہ ہو تو وصی کا وصی، وہ بھی نہ ہو تو دادا، پھر دادا کا وصی، پھر اس کے وصی کا وصی، اور ان میں کوئی نہ ہو تو پھر وہی حکم ہے کہ ذی علم متدین مسلمان نہایت غائر نظر سے مشورہ کر کے کسی ایسے ہی مسلمان کو محافظ مقرر کریں جو یتیم کے مال کو آگ جانتا ہو، اور جس شہر میں کوئی عالم دین معتمد سنی المذہب فقیہ متدین موجود ہو تو ان امور میں رائے اسی کی معتبر ہے، اور جہاں ایسے چند عالم ہوں وہاں جو ان سب میں زیادہ علم والا ہو اس پر نظر ہے، جب کوئی مستحق حضانت و ولایت مال نہ ہو تو وہ عالم شہر اپنی رائے سے بلحاظ امور مذکورہ بچوں کی سپردگی جان و مال کے لئے رجال و نساء باوصاف مذکورہ تجویز کرے، شریعت کی ایسی باتوں میں جہاں قاضی اسلام نہ ہو اس عالم شہر کی رائے قاضی اسلام کی مثل ہے، اور مسلمانوں پر اس کا اتباع لازم ہے، گو نمٹنے نے معاملات مثل نکاح و طلاق و حضانت و ولایت و وصایت میں مسلمانوں کو آزادی دی ہے وہ ہر گز مجبور نہیں کرتی کہ تم ان امور کو اپنی شرع کے مطابق باہم فیصلہ نہ کر لو بلکہ وہ خود ان امور میں شریعت و فتویٰ کی طرف رجوع کرتی ہے، جہاں تک میرا خیال ہے یہ امور اسی قبیل سے ہیں، اور اگر فی الواقع ایسا نہیں بلکہ آزادی کسی حد تک محدود کی گئی ہے تو جہاں تک آزادی ہے اس پر کارروائی لازم ہے واللہ الموفق، در مختار میں ہے:

لڑکے پر پرورش کرنے والی کا حق اس وقت تک ہے جب تک وہ عورتوں کی نگرانی سے مستغنی نہیں ہو جاتا جس کا اندازہ سات سال عمر ہے اور اسی پر فتویٰ دیا جائے گا اور لڑکی پر اس کا حق لڑکی کے مشتبہ ہونے تک ہے جس کا اندازہ نو سال کی عمر ہے اور اسی پر فتویٰ دیا جائیگا (ت)

الحاضنة احق بالغلام حتی یستغنی عن النساء
وقدر بسبع وبہ یفتی واحق بها حتی تشتہی وقدر
بتسع وبہ یفتی¹۔

ردالمحتار میں ہے:

بحر پر رملی کے حاشیہ میں ہے کہ منہاج، خلاصہ اور تاتار خانیہ میں مذکور ہے کہ اگر بچے کا والد نہ ہو اور بچے کی مدت پرورش ختم ہو جائے تو قریب ترین مرد عصبہ کے سپرد کیا جائیگا، مگر بچی ہو تو وہ غیر محرم عصبہ کے سپرد نہ کی جائے گی۔ (ت)

فی حاشیة البحر للرملي في المنهاج والخلاصة و التا
تارخانية ان لم يكن للصبي اب وانقضت الحضانة
فمن سواه من العصبه اولی الاقرب فالاقرب غیر ان
الانشی لا تدفع الا الى محرم²۔

¹ در مختار باب الحضانة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶۵

² ردالمحتار باب الحضانة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۶۴۳

تنویر الابصار میں ہے:

| | |
|---|--|
| الحضانة تثبت للام لان تكون مرتدة او غير ما مونة او متزوجة بغير محرم ثم ام الام ثم ام الاب ثم الاخت لاب وام ثم لام ثم لاب ثم الخالات ثم العبات كذلک ¹ ۔ | پرورش کا حق والدہ کو ہوگا بشرطیکہ وہ مرتدہ، غیر محتاط اور بچے کے غیر محرم کی منکوحہ نہ ہو، والدہ کے بعد نانی، پھر دادی، پھر حقیقی بہن، پھر ماں کی طرف سے سگی بہن، پھر والد کی طرف سے سگی بہن، پھر خالات اور پھر پھوپھیاں اسی ترتیب سے۔ (ت) |
|---|--|

در مختار میں ہے:

| | |
|---|---|
| ثم العصباء بترتيب الارث سوى فاسق و معتوه ثم اذا لم يكن عصبه فلذوی الارحام ² (ملخصاً) | پھر عصبہ مرد حضرات وراثت کی ترتیب پر ماسوائے فاسق اور پاگل کے، اگر عصبات نہ ہوں تو ذوی الارحام حقدار ہوں گے (ملخصاً)۔ (ت) |
|---|---|

برہان و عینی و بحر و رد المحتار میں ہے:

| | |
|---|--|
| في البدائع لو كانت الاخوة والاعمام غير مأمومين على نفسها او مالها لاتسلم اليهم وينظر القاضي امرأة ثقة عدلة امينة فتسلمها اليها الى أن تبلغ ³ ۔ | بدائع میں مذکور ہے اگر بھائی اور چچے، لڑکی اور اس کے مال کی حفاظت میں غیر محتاط ہوں تو لڑکی ان کے سپرد نہ کیا جائے گی اور قاضی لڑکی کے بالغ ہونے تک کسی قابل اعتماد عاہہ دیانتدار عورت کے سپرد کر دے گا۔ (ت) |
|---|--|

در مختار میں ہے:

| | |
|---|---|
| الحاضنة يسقط حقها بنكاح غير محرمه اى الصغیر وكذا بسكنها عند البغضين له ⁴ ۔ | پرورش کرنے والی بچے کے غیر محرم کی منکوحہ ہونے یا بچے کے مخالفین کے ہاں رہائش پذیر ہونے کی بناء پر پرورش صغیر کی حقدار نہ رہے گی۔ (ت) |
|---|---|

اسی میں ہے:

¹ در مختار تنویر الابصار باب الحضانة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶۴

² در مختار تنویر الابصار باب الحضانة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶۴

³ رد المحتار باب الحضانة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۸۷

⁴ در مختار باب الحضانة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶۵

| | |
|--|--|
| ولیه فی المال ابوہ ثم وصیہ ثم وصی وصیہ ثم جدہ الصحيح ثم وصیہ ثم وصی وصیہ ثم القاضی ¹ ۔ | بچے کے مال کے متعلق والی والد ہوگا پھر والد کا وصی پھر وصی کا وصی پھر حقیقی جد صحیح (جو کسی عورت کے واسطے کے بغیر ہو) پھر دادے کا وصی پھر اس کے وصی کا وصی اور پھر قاضی ہوگا۔ (ت) |
|--|--|

حدیقہ ندیہ میں ہے:

| | |
|--|--|
| فی العتابی اذا خلا الزمان من سلطان ذی کفایة فألامر کلة الی العلماء ویلزم الامة الرجوع الیهم فاذا عسر جمعهم علی واحد استقل کل قطر باتباع علمائهم فان کثروا فالمتبع اعلمهم ² ۔ | عتابی میں مذکور ہے کہ جس وقت باختیار حاکم شرعی نہ پایا جائے تو پھر معاملات علماء کے سپرد قرار پائینگے تو امت پر لازم ہے کہ وہ علماء کی طرف اپنے معاملات میں رجوع کرے، پھر جب سب کا ایک عالم کی طرف رجوع کرنا مشکل ہو تو پھر ہر علاقہ والے اپنے علاقہ کے علماء کی طرف راجع ہوں، اور اگر علاقہ میں علماء کی کثرت ہو تو پھر سب سے بڑے عالم کی اتباع کریں۔ (ت) |
|--|--|

جب یہ مسائل معلوم ہوئے اب صورت مستفسرہ کی طرف چلے، فضل حق و ضیاء الحق تو حد حضانت سے نکل چکے ہیں کہ ان کی عمریں سات سال سے زائد ہیں، انہیں چاہئے تھا کہ عصبات کے سپرد ہوں، عصبہ یہاں سوتیلے بھائی ہیں جنہیں مسائل بد چلن بتانا ہے اور نابالغوں کا بدخواہ و دشمن بھی، اور فی الواقع سوتیلوں میں خصوصاً جہاں جائداد کا قدم در میان ہو بدخواہی نہ ہونا ہی تعجب ہے، تو لازم ہے کہ ان دونوں بچوں کے لئے کوئی اور عصبہ دیندار معتمد بشرائط مذکورہ تلاش کیا جائے، مسائل نے زبانی احمدی بیگم کو ریاض الحق سے بھی چھوٹی بتایا تو یہ دونوں ابھی حضانت طلب ہیں، اللہ جلائی کو مسائل مختل الحواس بتاتا ہے اور کریم النساء، حقیقی بہن بچوں کے نامحرم کے نکاح میں ہے یونہی سوتیلی بہنیں بھی، اور ان کا نامعتمد ہونا علاوہ، بچوں کی کوئی خالہ بیان میں نہ آئی، پھوپھیوں کی نسبت بھی مسموع ہوا کہ نامحرموں کے نکاح میں ہیں، اس تقدیر ان کی حضانت بھی بھائیوں کی طرف آتی ہے مگر ان میں وہی موانع ہیں تو اس کے لئے بھی کوئی عصبہ اور وہ نہ ہو تو ذوم رحم تلاش کرنا چاہئے اور احمدی بیگم کے واسطے اس کا محرم بھی درکار، یہ حفاظت جان تھی، رہی سپردگی مال اس کے لئے لازم کہ باپ کا وصی یا

¹ درمختار کتاب المأذون مطبع مجتبائی دہلی ۲۰۳/۲

² الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية النوع الثالث مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱۴۱۱/۳

وصی وصی یا دادا یعنی پدر پدر کا وصی وصی کی تحقیق کریں، مثلاً حاجی کفایت اللہ نے اگر کریم النساء یا اپنی بہن نجم النساء یا صاحب النساء یا جس کسی شخص کو ان بچوں یا اپنی جائداد کی نگہداشت کی وصیت کی ہو نا بالغوں کے مال اسی کو سپرد کئے جائیں گے، یہ تین مقام تلاش و تحقیق کے ہیں، ان میں سے جس میں بعد تلاش بھی کوئی شخص ان شرائط کا نہ ملے تو عالم شہر کی رائے لی جائے گی۔ یہ مسئلہ پہلی بھیت کا ہے اور وہاں ان صفات مذکورہ کا کوئی عالم نہیں سوا مولنا وصی احمد صاحب محدث سورتی دامت فیوضہم کے، تو ان کی طرف رجوع لازم اور ان پر واجب کے بعد غور تمام و تحقیقات تام جملہ مسائل مذکورہ و مصالح نابالغین و مالہم و ما علیہم پر نظر غائر فرما کر جزم و احتیاط کامل سے کام لیں اور ذی رائے دیندار اہلسنت عمائد شہر کو رائے و شوری میں شریک کریں، وباللہ العصبة والتوفیق (اور اللہ تعالیٰ کی امداد سے ہی عصمت اور توفیق ہے۔ ت) واللہ سبیلہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۴: ایک عورت کا خاوند فوت ہو گیا، بعد انتقال دو ماہ اس عورت کے لڑکا پیدا ہوا اور بعد چندے زمانہ عدت گزرنے پر عورت نے نکاح ثانی کر لیا، پرورش اس بچے کی اب تک کہ قریب تین سال کے ہوئے وہ عورت کرتی ہے اس بچہ کے دادا نے اس درمیان میں یہ چاہا تھا کہ اس بچہ کی پرورش میں کروں لیکن اس عورت نے نہیں دیا اور کہا کہ بعد ہوشیار ہو جانے کے لے لینا، اب صورت مسئلہ یہ ہے کہ اس بچہ کی پرورش اس کی والدہ کب تک کرنے کی مستحق ہے، اگر دادا بچہ کا اس بچہ کو اپنے پاس رکھنے کو لے تو اس کی ماں کو بطریقہ شرعی کچھ خوراک یا نفقہ معین کرنا یا معاوضہ میں دینا چاہئے یا نہیں، اور اس زیور میں اس لڑکے کا کچھ حق ہے یا نہیں جو اس کی ماں کے پاس ہے، اگر ہے تو کس قدر ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

عورت نے اگر پسر کے محرم مثلاً حقیقی چچا سے نکاح کیا ہے تو لڑکا سات برس کی عمر تک ماں ہی کے پاس رہے گا اور اس مدت تک عورت اسی کے پالنے پر ماہانہ پائے گی جس کا وجوب لڑکے کے مال میں ہو گا اور لڑکے کا مال نہ رہے تو اس کے دادا پر ہو گا۔

| | |
|--|--|
| <p>فی الدر المختار تستحق الحاضنة اجرة الحضانة وهي غير اجرة ارضاعه ونفقته كما في البحر عن السراجية وفي كتب الشافعية مؤنة الحضانة.</p> | <p>در مختار میں ہے کہ پرورش کرنے والی اجرت کی مستحق ہوگی جو بچے کو دودھ پلانے کی اجرت اور نفقہ ولد کے علاوہ ہوگی، جیسا کہ بحر نے سراجیہ سے نقل کیا ہے اور شافعی حضرات کی کتب میں ہے کہ پرورش کا خرچہ</p> |
|--|--|

| | |
|--|---|
| <p>فی مال البھضون لولہ مال والا فعلی من تلزمہ نفقته قال شیخنا وقواعدنا تقتضیہ فیفتی بہ^۱ اھ مختصراً</p> <p>وفی ردالمحتار عن الشامی عن البرجندی تجبر الامر علی الحضانة اذالم یکن لها زوج والنفقة علی الاب، وقال الفقیہ ابو جعفر تجبر وینفق علیہا من مال الصغیرۃ وبہ اخذ الفقیہ ابواللیث^۲ اھ مختصراً۔</p> | <p>پرورش پانے والے بچے کے مال سے ادا ہوگا اگر بچے کا اپنا مال ہو، اگر بچے کا اپنا مال نہ ہو تو پھر یہ اسی شخص پر ہوگا جس پر بچے کا نفقہ واجب، ہمارے شیخ نے فرمایا ہمارے قواعد بھی یہی تقاضا کرتے ہیں لہذا اس پر فتویٰ دیا جائے گا اھ مختصراً۔ رد المحتار میں شامی نے برجندی سے نقل کیا ہے کہ جب خاوند نہ ہو تو ماں کو پرورش پر مجبور کیا جائے گا اور پرورش کا خرچہ بچے کے والد پر ہوگا، اور ابو جعفر فقیہ نے فرمایا کہ بچے کی پرورش کے لئے ماں کو مجبور کیا جائے گا اور خرچہ خود بچے کے مال سے ادا کیا جائے گا، اسی کو فقیہ ابواللیث سمرقندی نے لیا ہے اھ مختصراً (ت)</p> |
|--|---|

ہاں اگر لڑکے کی کوئی قریب رشتہ دار عورت لائق حضانتہ مثلاً خالہ یا پھوپھی بلا اجرت حضانت پر راضی ہو تو اس صورت میں کہ لڑکا مال رکھتا ہے اور اس کا مال بچانے کو لڑکے کی ماں سے کہا جائے گا یا تو مفت اپنے پاس رکھ یا اس دوسرے کو دے دے کہ مفت پرورش کرے،

| | |
|--|---|
| <p>فی ردالمحتار ان کان المتبرع غیر اجنبی، والصغیر لہ مال یقال للامر اما ان تمسکیہ مجاناً او تدفعیہ للعبۃ مثلاً المتبرعۃ صوناً لہ لولہ مال^۳ (ملخصاً)</p> | <p>ردالمحتار میں ہے: اگر مفت میں پرورش کرنے والی غیر اجنبی عورت (محرم) ہو اور بچے کا اپنا مال ہو تو ماں کو کہا جائے گا کہ تو بچے کی مفت میں پرورش کر یا پھر مفت پرورش کرنے والی محرمہ مثلاً پھوپھی کو سونپ دے، یہ اس لئے کہ بچے کا مال محفوظ رہے، (ملخصاً)۔ (ت)</p> |
|--|---|

اور جس سے عورت نے نکاح کیا لڑکے کا محرم نہیں تو عورت کا حق حضانت ساقط ہو گیا لڑکا اس سے فوراً لے لیا جائے اور نانی وہ نہ ہو تو دادی پھر بہن پھر خالہ پھر پھوپھی جو ان میں قابل حضانت ہو کہ لڑکے کے اجنبی کے نکاح میں نہ ہو اسی کے سات سال کی عمر تک رکھا جائے اور عورتوں میں کوئی ایسی نہ تو دادا

^۱ درمختار باب الحضانة مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۴/۱

^۲ ردالمحتار باب الحضانة دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۳۶/۲

^۳ ردالمحتار باب الحضانة دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۳۸/۲

لے لے، جو زیور اس کے باپ نے اس کی ماں کو ہبہ کر دیا ہو اس میں لڑکے کا حق نہیں ورنہ بعد فرض اصحاب فرائض باقی لڑکے کا ہے مثلاً اس کے باپ کا سوا زوجہ و پدر و پسر کے کوئی وارث نہ ہو تو بعد دین و وصیت ۲۴ حصے ہو کر ۳ حصے زوجہ اور ۴ والد ۷ اپسر کو ملیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۸: ۷ شعبان ۱۳۰۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک زوجہ اور ایک لڑکا ایک لڑکی نابالغ اور ایک بیٹی بالغہ منکوحہ بیوہ اور ایک بھائی چھوڑ کر انتقال کیا، زوجہ نے کہ اس بچے کی ماں ہے ایک اجنبی سے نکاح کر لیا جو ان بچوں کا رشتہ دار نہیں، لڑکا چار برس کا ہے اور لڑکی آٹھ برس کی، اس کی ماں ایک جگہ اس کا نکاح کیا چاہتی ہے، چچا وہاں راضی نہیں اپنے بھتیجے یعنی دوسرے بھائی کے پسر سے نکاح کرنا چاہتا ہے، اس صورت میں ان نابالغوں کے اختیار ماں کو ہے یا چچا کو؟ اور ان کے رکھنے کا اختیار کسے ہے؟ نابالغوں کی نانی دادی کوئی نہیں، خالہ اور دو پھوپھیاں انہیں اپنے پاس رکھنے پر راضی نہیں۔ بینوات و جروا۔

الجواب:

صورت مستفسرہ میں ان نابالغوں کے نکاح کا اختیار چچا کے سوا کسی کو نہیں، اس کے ہوتے ہوئے ماں نکاح میں کچھ دخل نہیں رکھتی۔

| | |
|---|--|
| فی تنویر الابصار لم تکن عصبۃ فالولاية للام ^۱ ۔ | تنویر الابصار میں ہے: اگر کوئی عصبہ ولی نہ ہو تو پھر ولایت ماں کو حاصل ہوگی۔ (ت) |
|---|--|

اور جبکہ وہ اپنا نکاح ایک اجنبی شخص سے کر چکی تو اسے ان بچوں کے رکھنے کا بھی اختیار نہیں،

| | |
|---|--|
| فی الدر المختار الحضانة للام الان تكون فاجرة او متزوجة بغیر محرم الصغیر ^۲ مختصراً۔ | در مختار میں ہے: پرورش کا حق ماں کو ہے مگر جب وہ فاجرہ ہو یا بچے کے غیر محرم کی منکوحہ ہو تو پھر نہیں اہ مختصراً (ت) |
|---|--|

بلکہ لڑکا برس اور لڑکی نو برس کی عمر تک اپنی بیوہ بہن کے پاس رہیں، اور وہ نہ رکھے تو خالہ کے پاس، وہ بھی قبول نہ کرے تو پھوپھیوں کے پاس،

| | |
|--------------------------------------|---|
| فی الدر المختار ثم بعد الام بان ماتت | در مختار میں ہے: ماں فوت ہو جائے یا بچے کو قبول |
|--------------------------------------|---|

^۱ در مختار شرح تنویر الابصار باب الولی مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۳۱

^۲ در مختار شرح تنویر الابصار باب الحضانة مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۳۱

| | |
|---|---|
| <p>نہ کرے یا بچے کے غیر محرم کی منکوحہ ہو تو پھر ماں کے بعد نانہ، پھر دادی، پھر بہن، پھر خالات، پھر پھوپھیاں ترتیب وار حقدار ہیں اہ مختصراً، اور ردالمحتار میں ہے کہ پرورش کرنے والی اگر واحد اکیلی نہ ہو تو اس کو مجبور نہ کیا جائے کیونکہ پرورش کرنے والی اگر واحد اکیلی نہ ہو تو اس کو مجبور نہ کیا جائے کیونکہ پرورش پانے والے بچے کا حق ضائع نہ ہوگا اس لئے کہ دوسری پرورش کرنے والی موجود ہے، ہاں اگر پرورش کرنے والی واحد اکیلی ہونے کی وجہ سے وہی متعین ہے تو اس کو مجبور کیا جائے گا، کیونکہ دوسری نہ ہونے کی وجہ سے بچے کا حق ضائع ہوگا اہ ملتقطاً، اس بحث ک مکمل تحقیق اسی میں ہے، یہ دو مختلف نقول میں توفیق کا حاصل ہے، درمختار میں ہے کہ پرورش کرنے والی ماں ہو یا کوئی اور وہ لڑکے کی حقدار ہیں جب تک لڑکا عورتوں کی نگرانی سے مستغنی نہیں ہو جاتا، جس کا اندازہ سات سال کی عمر ہے اور اسی پر فتویٰ دیا جائے گا، اور پرورش کرنے والی لڑکی کی حقدار ہیں جب تک لڑکی مشتمل نہ ہو جائے جس کا اندازہ نو سال کی عمر ہے اور اسی پر فتویٰ دیا جائے گا اہ ملتقطاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)</p> | <p>اولم تقبل او تزوجت باجنبی ام الامر، ثم ام الاب، ثم الاخت، ثم الخالات، ثم العمات^۱ اہ مختصراً، وفي ردالمحتار الحاضنة لاتجبر اذا لم تتعين لها، لان المحضون لا يضيع حقهم لوجود من يحضنه غيرها، وتجبر اذا تعينت لعدم من يحضنه غيرها^۲ اہ ملتقطاً، وتام تحقيقه فيه وهذا حاصل ما وفق به بين نقلين مختلفين، وفي الدر المختار الحاضنة اما او غيرها احق بالغلام حتى يستغنى عن النساء وقد بسبغ وبه يفتى وبالصغيرة حتى تشتبهى وقد رتب تسع وبه يفتى^۳ اہ بالالتقاط، واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> |
|---|---|

مسئلہ ۱۴۹: ۱۰ جمادی الآخرہ ۱۳۰۷ھ

زن و شوہر میں نا اتفاقی ہے ان کی لڑکی کی عمر قریب چھ برس کے ہے شوہر نے جبر کر کے اس کو ماں کے پاس سے علیحدہ کر لیا ہے اور اس کو ماں کے پاس نہیں آنے دیتا ہے، پس اس صورت میں حکم شرع شریف استفسار ہے کہ لڑکی کس کے پاس رہے اور حق ماں کو لڑکی کے رکھنے کا کس برس کی عمر تک ہے اور باپ لڑکی کا بحالت موجود ہونے لڑکی کی ماں کے مستطیع ہے اور اس کی تعلیم اچھی طرح کر سکتی ہے "لڑکی کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے"

^۱ درمختار باب الحاضنة مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۴/۱

^۲ ردالمحتار باب الحاضنة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۳۶/۲

^۳ درمختار باب الحاضنة مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۵/۱

یا نہیں؟ اور باپ لڑکی کا غیر مستطیع ہے فقط بینوا تو جروا

الجواب:

لڑکی نو برس کی عمر تک ماں کے پاس رہے گی بعدہ باپ کو دے دی جائے گی، اس سے پہلے جب تک ماں میں کوئی اور مسقط حضانت نہ ثابت ہو کسی کو بلا وجہ شرعی اس سے لینے کا اختیار نہیں،

| | |
|---|---|
| فی الدر المختار الام والجدۃ احق بها حتی تشتتھی وبہ یفتی ^۱ ۔ | در مختار میں ہے کہ ماں اور دادی لڑکی کے مشتتہ ہونے تک حقدار ہیں، اور اسی پر فتویٰ دیا جائے گا۔ (ت) |
|---|---|

اسی میں ہے:

| | |
|---|--|
| وقدر بتسع وبہ یفتی۔ ^۲ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | مشتتہ اندازاً نو سال کی عمر ہے، اور اسی پر فتویٰ دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت) |
|---|--|

مسئلہ ۱۵۰: از رنگون سورتی بازار دکان ۲۶۸ مرسلہ شیخ عبدالستار بن اسمعیل صاحب ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۳۶ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عمر کی دو لڑکیاں زبیدہ اور ہندہ تھیں، زبیدہ کا نکاح خالد سے ہوا اور ہندہ کا نکاح بکر
کے لڑکے ولید سے۔ ولید سے ہندہ کو ایک لڑکا زید تولد ہوا، بعد کو ولید انتقال کر گیا، کچھ عرصہ بعد زبیدہ جو کہ خالد کے نکاح میں
تھی گزر گئی، اس کے بھی چند اولاد ہیں، بعد ایک عرصہ کے عمرو نے سنت رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم سمجھ کر بیوہ ہندہ کا
نکاح اپنی مرحوم لڑکی زبیدہ کے خاوند سے کر دیا، یہ بات ہندہ کے اگلے شوہر ولید کے باپ بکر کو ناگوار گزری اور ولید کے لڑکے
زید کو اپنے قبضے میں لے لیا اور اس لڑکے کو اس کی والدہ سے اور والدہ کے رشتہ داروں سے ملنے جلنے نہ پائے اس کا سخت
بدو بست کیا اس طرف اب زید کی والدہ جو نکاح ثانی کر چکی ہے لڑکے فراق میں سخت بے چین ہے روز و شب لڑکے کو یاد کرتی
ہے اس بچے سے کسی طرح بھی ملنا چاہتی ہے حتیٰ کہ ہندہ کی صحت بھی بگڑ چکی ہے اس سبب سے ہندہ کے والد عمرو بھی بے
چین ہیں اور بہت ذریعے سے بکر سے عرض کر چکے ہیں حتیٰ کہ ایک جلسہ جماعت مسلمان میں بھی یہ طے پایا کہ بکر کو جماعت
کی طرف سے عرض کیا جائے کہ زید کو اس کی والدہ ہندہ کے پاس وقتاً فوقتاً کچھ دیر ملاقات کے لئے بھیجا کرے، مگر پھر بھی نتیجہ
کچھ حاصل نہ ہوا، اب سوال یہ ہے کہ فعل بکر کا جائز ہے یا نہیں؟ کس طرح کے حقوق اس وقت ایک دوسرے پر ہیں، کیا بکر پر
فرض نہیں کہ زید کو اس کی والدہ کے پاس صرف ملاقات کے لئے بھیجا کرے، کیا ایسے

^۱ در مختار باب الحضانتہ مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۵/۱

^۲ در مختار باب الحضانتہ مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۵/۱

انفال اور جبر سے نکاح ثانی جو کہ نہایت ضروری سنت شریف ہے کہ کرنے میں رکاوٹیں پیدا نہ ہوں گی خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ہند میں اکثر یہ مذموم رسم جاری ہے کہ نکاح ثانی نہیں کرتے، کیا والدہ بیچاری جس کی محبت بچے کے ساتھ اظہر من الشمس ہے خصوصاً بچہ جبکہ سات، آٹھ، نو سال ہی کا ہو اتنا بھی حق نہیں رکھتی کہ ایک آدھ مرتبہ بچے کی صورت دیکھ لے۔

الجواب:

اگر ماں دوسرا نکاح نہ بھی کرے تو لڑکا سات برس کی عمر کے بعد اس کے پاس نہ رکھا جائے گا دادا سے لے لے گا اور اگر سات برس سے کم عمر ہو اور ماں دوسرا نکاح نہ کرے یا کرے تو لڑکے کے محرم یعنی چچا سے، تو لڑکا سات سال کی عمر ہیونے تک ماں کے پس رہے گا دادا نہیں لے سکتا، لیکن جب لڑکے کے نا محرم مثلاً خالو سے نکاح کر لے جیسے یہاں ہوا تو اس نکاح کرنے کو جو برا کہے گا سخت گنہگار ہوگا لیکن شوہر دوم نا محرم پسر ہونے کے سبب لڑکا ماں سے لے لیا جائے گا، یہ سب مسائل در مختار وغیرہ عامہ کتب میں مصرح ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ بچہ ماں سے بالکل تڑا لیا جائے اس سے ملنے تک نہ دیں، یہ حرام اور سخت حرام ہے۔ سنن ابن ماجہ میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|--|
| لعنہ اللہ من فرق بین والدۃ ولدہا ¹ ۔ | اللہ کی لعنت ہے اس پر جو ماں اور اس کے بچے میں جدائی ڈالے۔ |
|---|--|

بکر پر لازم ہے کہ اس حرکت سے توبہ کرے اور بچے کو اس کی ماں سے ملنے دے اور بلا وجہ ایذائے مسلمان کا شدید وبال اپنے سر نہ لے۔ صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| من أذى مسلماً أذانی ومن أذانی فقد أذى اللہ ² ۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | جس نے کسی مسلمان کو ناحق ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی۔ (اس کو طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔ |
|---|---|

¹ سنن ابن ماجہ باب النہی عن التفريق بین الصبی والبیچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۲۳

² المعجم الاوسط حدیث مکتبۃ المعارف الرياض ۳/۳۷۳

مسئلہ ۱۵۱:

از حسن پور ضلع سارن مسئولہ شاہ حمیدہ احمد

۲۸ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے باپ، بی بی اور دس سالہ لڑکی نابالغہ چھوڑ کر انتقال کیا، زید کی بی بی نے بعد ایام عدت زید کے ایک ایسے بھائی سے عقد ثانی کر لیا جو بعد وفات پدر زید کے اس کے ترکہ وہی وارث جائز ہے اور مکان بھی اس کا بالکل زید کے مکان سے متصل ہے اور زید کے ہر جزو جائیداد میں حصہ دار بھی ہے اور لڑکی زید کی آج تک پرورش اور پر داخت میں اپنی ماں کے ہے، ایسی صورت میں حق پرورش و پرداخت و ولایت نکاح کا لڑکی کی ماں کو حاصل ہے یا دادا کو باوجود لڑکی ہنوز پرورش و پرداخت میں اپنی ماں کی ہے، بینوا تو جو را۔

الجواب:

لڑکی کے نکاح یا اس کے مال کی نگہداشت کا حق تو باپ کے بعد دادا کے سوا کسی کو نہ تھا، پاس رکھنے کا حق ماں کو تھا، جب لڑکی نورس کی ہوئی وہ بھی ختم ہو گیا اب دادا سے لے لے گا، ماں یا چچا کسی کو تعرض کا اختیار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۲: از ریاست جاوہر سڑک رتلام دروازہ مرسلہ چھوٹے خاں معرفت سید حسن انسپکٹر ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حامد لاولد کو زید صاحب اولاد نے اپنی ایک دختر بسبب محبت و یگانگت و ہمدردی اسلامی لوجہ اللہ دے کر یہ اختیار دے دیا کہ اب یہ لڑکی تمہاری ہے ہمارا کسی قسم کا اس پر دعویٰ جھگڑا نہیں ہے اس کو بطور اولاد کے تم پرورش کرو اور جہاں چاہو اس کی شادی وغیرہ کر دینا ہمیں کوئی تعلق نہیں، چنانچہ حامد نے دس گیارہ سال تک اس دختر کو بطور اولاد خود اپنے پاس رکھ کر اپنے صرفہ سے پرورش کیا اور اب جبکہ دختر ہو شیار ہوئی تو زید نے باعث طمع یا جو کچھ ہو اپنی طرف اس کو لوٹانا چاہا اور حامد اس کے دینے سے انکاری ہے تو ایسی صورت میں عند الشرع دختر مذکورہ اس کے والدین کو دلانی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر دلانی جاسکتی ہے تو کیا بلاوائے صرفہ پرورش دختر؟

الجواب:

دختر کا ہبہ کر دینا باطل ہے نہ وہ باپ کی ملک تھی نہ حامد کی ملک ہو گئی، اور اب کہ بالغہ ہوئی یا قریب بلوغ پہنچی جب تک شادی نہ ہو ضرور اس کو باپ کے پاس رہنا چاہئے یہاں تک کہ نورس کی عمر

کے بعد سگی ماں سے لڑکی لے لی جائے گی اور باپ کے پاس رہے گی نہ کہ اجنبی جس کے پاس رہنا کسی طرح جائز ہی نہیں، بیٹی کر کے پانے سے بیٹی نہیں ہو جاتی، اس نے جو خرچ کیا اپنی اولاد بنا کر کیا نہ کہ بطور قرض، لہذا واپسی کا بھی مستحق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔





باب النفقة

(نفقہ کا بیان)

مسئلہ ۱۵۳:

۹ ربیع الاول شریف ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیں اور عدت گزر چکی اب عورت کا نفقہ زید پر واجب ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا (بیان کیجئے اجر پائیے۔ ت)

الجواب:

اگر فی الواقع عدت گزر چکی (یعنی حاملہ تھی تو وضع حمل ہو گیا ورنہ طلاق کے بعد تین حیض شروع ہو کر ختم ہو گئے) تو اب نفقہ واجب نہیں کہ مطلقہ کا نفقہ عدت تک ہے بعد عدت کوئی علاقہ باقی نہیں جس کے سبب نفقہ لازم ہو، فی رد المحتار النفقة تابعة للعدّة^۱ (رد المحتار میں ہے: عورت کا نفقہ عدت کے تابع ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۴:

از ٹونک محلہ قافلہ مرسلہ مولوی سید ولی اللہ صاحب

۲۱ شوال ۱۳۰۹ھ

بعد عالی جناب فیض مآب حضرت مولانا وبالفضل اولانا قبلہ وکعبہ ام مولانا احمد رضا خاں صاحب ادام اللہ فیضہ، پس از تسلیم نیاز معروض می دارد۔ نقل اقرار نامہ بذریعہ ہذا خدمت شریف میں ابلاغ ہے۔ بروئے اس کے

^۱ رد المحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۶۹/۲

مدعیہ مسماۃ رقیہ بیگم کو اختیار حاصل ہے کہ بصورت ہونے تکلیف کے اپنے والدین کے مکان پر جا کر ہمیشہ رہے یا نہیں، اور جواز اس کا شرع سے ہے یا نہیں؟

اول یہ تکلیف ہے نان نفقہ جو پہلے دیتا تھا نہیں دیتا باوجود مقدوری کے۔

دوسرے سخت و سست بولتا ہے۔

تیسرے بد عہدی کرتا ہے کہ حق زوجہ ادا نہیں کرتا ہے۔

چوتھے والدین کے مکان پر حسب اقرار جانے نہیں دیتا۔

پانچویں وعدہ تھا کہ مہر معجل دوں گا، اور ڈگری بھی شریعت سے ہو گئی یکمشت دلانے کی، آج تک نہیں دیا، برخلاف اس کے (ماعہ ۱۸) دے ہیں باقی ہنوز بے وصول ہیں، اور یہ بھی مسماۃ کہتی ہے اگر مکان مسکونہ جو متصل والدین کے ہے اس میں تکلیف ہے دیگر محلہ میں رہے تو نہیں رہنے دیتا، یہ درخواست بھی قابل لحاظ ہے یا نہیں؟ مہر شریعت ناظم شریعت

نقل اقرارنامہ

میں کہ سید احمد علی بن سید اکبر علی مرحوم ساکن کالی پلٹن ام جو کہ مسماۃ رقیہ بیگم زوجہ مظہر نے نسبت میرے دعویات تکلیفات قسم قسم و زر مہر وغیرہ دائر عدالت شرع شریف کئے ہیں بناء براں فی الحال اقرار کرتا ہوں و لکھے دیتا ہوں کہ آئندہ کسی قسم کی تکلیف مسماۃ مذکور کو نہ دوں گا اور حسن سلوک خود سے سب طرح رضا مند رکھا کروں گا اگر خلاف شرع کے کوئی بات نسبت مسماۃ مذکور کروں اور زوجہ میری مجھ سے ناراض ہو تو بدل اس بد عہدی کا اس صورت میں حسب تحریر معاہدہ ہذا کے مدعیہ اختیار کھتی ہے کہ اپنے والدین کے مکان پر جا رہے میں مزاحمت نہیں کروں گا اور مسافرت کو نہیں جانے پائے گی، لہذا یہ چند کلمہ بطریق اقرار نامہ لکھ دے کہ سند ہو فقط، المرقوم ۷ اذی قعدہ ۱۳۰۸ ہجریہ

العبد

سید احمد علی

گواہ شد

گواہ شد

نصرت یار خاں (دستخط ہندی)

نشی عبد اللہ وکیل بقلم خود

امید کہ براہ عنایت بزرگانہ اس کا جواب تحریر فرما کر تابدادر کو سرفراز فرمایا جائے۔ عریضہ ادب: محمد ولی اللہ عفا عنہ مولانا برادر حقیقی مولوی سید ظہور اللہ صاحب از ریاست ٹونک

الجواب:

یہ اقرار نامہ کوئی چیز نہیں، نہ اس کے سبب رقیہ بیگم اپنے شوہر کا وہ حق جو شرع اس کے لئے ثابت کرے، بعد ثابت ہونے کے ساقط و باطل کر سکتی ہے، شرع مطہر نے شوہر کو حق جس دیا ہے کہ عورت کو اپنے پاس رکھے، مگر یہاں بات یہ ہے کہ جب سید احمد علی نے ابھی رقیہ بیگم کا مہر معجل ہی پورا ادا نہ کیا ہنوز سید مذکور کو رقیہ بیگم کے جس کرنے اور اپنے پاس رکھنے کا سرے سے اختیار ہی حاصل نہ ہوا کہ شوہر کو یہ اختیار بعد ادائے مہر معجل حاصل ہوتا ہے بلکہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب میں تو اس کے وصول سے پہلے برضائے زوجہ وطی واقع ہونا بھی عورت کو جس پر مجبور نہیں کرتا،

| | |
|---|---|
| ہذا هو مذہب الامام وعلیہ المتون فعلیہ التعویل کما حققناه فی کتاب النکاح من فتاوانا بتوفیق اللہ تعالی۔ | امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہی مذہب اور اس پر متون وارد اسی پر اعتماد ہے جیسا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنے فتاویٰ کے کتاب النکاح میں اس کی تحقیق کی ہے۔ (ت) |
|---|---|

در مختار میں ہے:

| | |
|---|---|
| لہا منعه من الوطی ودواعیہ شرح مجمع والسفر بہا ولو بعد وطی وخلوة رضیتہما لان کل وطأة معقود علیہا فتسلیم البعض لایوجب تسلیم الباقی ^۱ ۔ | بیوی کو حق حاصل ہوگا کہ وہ خاوند کو جماع اور اس کے دوائی سے روک دے، شرح مجمع۔ اور سفر پر ہمراہ لے جانے سے بھی روک سکتی ہے اگرچہ وطی اور خلوت برضا کے بعد چاہے تو بھی روک سکتی ہے، کیونکہ ہر بار کا جماع عقد کا بدل ہے بعض کو سوینا کل بدل کا سوئپ دینا نہیں بنتا۔ (ت) |
|---|---|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|---|
| قوله والسفر الاولى التعبیر بالاخراج کما عبر فی الکنز لیعم الاخراج من بیتہا کما قالہ شارحہ ^۲ ۔ | قوله سفر پر لے جانا، یہ باہر لے جانے کی تعبیر سے بہتر ہے جیسا کہ کنز میں تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ باہر لے جانا تو گھر باہر ہمراہ کرنے کو بھی شامل ہے جیسا کہ کنز کے شارحین نے کہا ہے ط۔ (ت) |
|---|---|

توصورت مستفسرہ میں جب تک باقی مہر معجل ادا نہ ہو جائے رقیہ بیگم کو اختیار ہے کہ شوہر گھر نہ جائے اسے اپنے

^۱ در مختار باب المہر مطبع مکتبائی دہلی ۲۰۲/۱

^۲ ردالمحتار باب المہر دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۵۸/۲

پاس آنے نہ دے، نہ اپنے بدن کو ہاتھ لگانے دے، ہاں جب وہ مہر معجل تمام و کمال ادا کر لے اس وقت رقیہ بیگم بے اذن شوہر اپنے گھر نہیں رہ سکتی، نہ اس اقرار نامہ کی بنا پر شوہر سے مواخذہ کر سکتی ہے کہ بالفعل شوہر کو حق جس حاصل نہ ہونا جس طرح ابھی رقیہ بیگم کو تا اداۓ مہر معجل آزادی دے رہا ہے یونہی اقرار نامہ کو بھی باطل محض و بے اثر کر رہا ہے کہ اس کا حاصل اگر ہے تو یہی کہ شوہر در صورت بد عہدی اپنے حق جس کو ساقط کرتا ہے وہ حق اسے ہنوز حاصل ہی نہیں تو ساقط کس چیز کو کرے گا، اسقاط کے لئے پہلے ثبوت درکار، جو شئی ہنوز ثابت نہیں ساقط کیا ہوگی، تو احمد علی کی یہ تحریر محض مہمل و بیکار ہوئی جس سے رقیہ بیگم کو کسی وقت استناد کا محل نہیں، امام علامہ زلیعی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|--|
| لہا ان ترجع ان و ہبت قسمہا للاخری، لانہا اسقطت حقالم یجب بعد فلا یسقط، و هذا لان الاسقاط انما یتحقق فی القائم ^۱ الخ۔ | بیوی نے اگر اپنی باری کا حق دوسری بیوی کو دیا ہو تو وہ واپس اپنا حق لے سکتی ہے کیونکہ اس نے اپنے حق کو ساقط کیا جو ابھی تک خود اس کے لئے واجب و ثابت نہ ہوا تھا لہذا وہ ساقط نہ ہوا، یہ اس لئے کہ اسقاط تب قرار پاتا ہے جب وہ خود ثابت ہو جائے (ت) |
|---|--|

پھر اس تقریر کی بھی حاجت کہ نفس عبارت دستاویز کو خلل سے سالم مان لیا جائے ورنہ نظر فقہی تو (قطع نظر اس سے کہ مہر معجل ہنوز ادا ہوا یا نہیں اور وطی برضائے رقیہ بیگم واقع ہوئی یا نہیں) خود اس نفس تحریر کو مہمل و مختل بتاتی ہے کہ اس نے اسقاط جس کو معلق کیا اور یہ اسقاط سرے سے قابلیت تعلیق نہیں رکھتا،

| | |
|--|---|
| لانہ ما لا یحلف کما لا یخفی وکل اسقاط لا یحلف بہ فانہ لا یصح تعلیقہ۔ | کیونکہ یہ وہ چیز ہے جس کا حلف (کسی شے سے مشروط کرنا) نہیں دیا جاسکتا جیسا کہ مخفی نہیں ہے، اور ہر اس چیز کا اسقاط جو قابل حلف نہ ہو تو اس کی تعلیق (شرط سے مشروط کرنا) صحیح نہیں۔ (ت) |
|--|---|

در مختار میں ہے:

| | |
|--|--|
| ما یجوز تعلیقہ بالشرط مختص بالاسقاطات المحضۃ التی یحلف بہا کطلاق وعتاق وبالاتزامات التی یحلف | جس چیز کو کسی شرط سے مشروط کیا جاسکتا ہے وہ صرف اسقاطات محضہ ہیں جن کا حلف دیا جاسکتا ہے جیسا کہ طلاق و عتاق ہے، اور وہ التزامات ہیں جن کا حلف |
|--|--|

^۱ تبیین الحقائق باب القسم المطبوعہ الکبریٰ الامیریہ ببولاق مصر ۱۸۱/۲

| | |
|--|--|
| بہا کحج و صلوة والتولیات کقضاء وامارة عینی وزیلعی ^۱ ۔ | دیا جاسکتا جیسا کہ حج و نماز ہے اور وہ معاملات کی ذمہ داریاں ہیں، جیسا کہ قضاء اور امارت ہے، عینی اور زیلعی۔ (ت) |
|--|--|

ردالمحتار میں خلاصہ سے ہے:

| | |
|--|--|
| انہما یحتمل التعلیق بالشرط ما یجوز ان یحلف بہ ^۲ ۔ | کسی شرط کے ساتھ وہی چیزیں معلق ہونے کا احتمال رکھتی ہیں جن کا حلف دیا جاسکے۔ (ت) |
|--|--|

اسی میں عینی سے ہے:

| | |
|---|--|
| انہ لیس ما یحلف بہ فلا یصح تعلیقہ بالشرط ^۳ ۔ (تلخیصاً) | وہ چونکہ ایسی چیز ہے جس کا حلف نہیں دیا جاسکتا لہذا اس کی کسی شرط سے تعلیق جائز نہیں تلخیصاً (ت) |
|---|--|

اسی میں ہے:

| | |
|---|--|
| اعلم ان قوله لا یصح تعلیقہ لیس المراد بہ بطلان نفس التعلیق مع صحة المعلق بل المراد انہ لا یقبل التعلیق بمعنی انہ یفسد بہ ^۴ ۔ | واضح کہ ماتن کے قول "لا یصح تعلیقہ" سے مراد یہ نہیں کہ معلق شدہ چیز کی صحت کے باوجود محض معلق کرنا (نفس تعلیق) باطل ہے، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز تعلیق کو قبول نہیں کرتی لہذا وہ تعلیق کے قابل نہ ہونے کی وجہ سے تعلیق سے فاسد ہو جاتی ہے (ت) |
|---|--|

بہر حال حکم یہی ہے کہ دستاویز مذکور مہمل و باطل اور رقیہ بیگم کو تادائے مہر معجل اپنے ماں باپ کے گھر رہنے اور شوہر کو ہاتھ نہ لگانے دینے کا خود ہی اختیار حاصل اور بعد ایفاء تمام مہر معجل رقیہ بیگم کا یہ اختیار یک لخت زائل، ہاں والدین کے یہاں آٹھویں دن بے اجازت شوہر بھی جاسکتی ہے کہ دن کے دن رہے اور رات کو چلی آئے۔ ردالمحتار میں ہے:

| | |
|-------------------------------------|--|
| فی البحر الصحیح المفتی بہ انہا تخرج | بحر میں ہے: صحیح مفتی بہ یہ ہے کہ بیوی ہر ہفتہ میں |
|-------------------------------------|--|

^۱ درمختار کتاب البیوع ما یبطل بالشرط الفاسد الخ مطبع مجتبائی دہلی ۵۴/۴

^۲ ردالمحتار کتاب البیوع ما یبطل بالشرط الفاسد الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۲۵/۴

^۳ ردالمحتار کتاب البیوع ما یبطل بالشرط الفاسد الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۲۶/۴

^۴ ردالمحتار کتاب البیوع ما یبطل بالشرط الفاسد الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۲۲/۴

| | |
|--|--|
| للوالدین فی کل جعة بأذنه وبدونه وللمحارم فی کل سنة مرة بأذنه وبدونه ¹ ۔ | (شرعی اصطلاح جمعہ میں) خاوند کی اجازت ہو یا نہ ہو والدین کی ملاقات کے لئے گھر سے باہر جاسکتی ہے اور اپنے باقی محارم کی ملاقات کے لئے سال میں ایک مرتبہ جاسکتی ہے خاوند کی اجازت ہو یا نہ ہو۔ (ت) |
|--|--|

اور دوسرے محلہ میں رہنے کی درخواست سے اگر رقیہ بیگم کی یہ مراد ہے کہ شوہر سے جدا رہے اور شوہر اس کے پاس نہ آنے پائے تو اس کا جواب تو ہو چکا کہ قبل ادائے مہر معجل اسے شوہر سے جدائی کا اختیار ہے اور بعد ادا مہر گز نہیں، اور اگر یہ مقصود ہے کہ یہاں شوہر اسے ایذا نہیں پہنچاتا تکلیفیں دیتا ہے اور کوئی اسے روکنے والا نہیں ہوتا لہذا چاہتی ہے کہ شوہر اسے ایسی جگہ اپنے پاس رکھے جہاں اس کا دست تعدی کوتاہ رہے تو بیشک یہ درخواست اس کی ضرور قابل لحاظ ہے حاکم شرع اس معاملہ میں غور فرمائے گا اگر رقیہ بیگم کا یہ بیان صحیح جانے گا اور شوہر کو زبردستی سے کام چلتا نہ دیکھے گا نہ وہاں ہمسایوں میں کوئی اس قابل پائے گا جو شوہر کو دبائے اور ایذائے زوجہ سے مانع آئے تو ضرور ایسی ہی کوئی امن کی جگہ تجویز کر کے احمد علی کو حکم دے گا کہ رقیہ بیگم کو وہاں رکھے، عالمگیری میں ہے:

| | |
|---|--|
| ان اسکنها فی منزل لیس معها احد فشکت الی القاضی ان الزوج یضربها ویؤذیها وسألت القاضی ان یأمره ان یسکنها بین قوم صالحین یعرفون احسانه واساءته فان علم القاضی ان الامر کما قالت زجره عن ذلك ومنعه عن التعدی وان لم یعلم ینظر ان کان جیران هذه الدار قوما صالحین اقرها هناك ولكن یسأل الجیران عن صنعه فان ذکر وامثل الذی ذكرت | اگر خاوند نے بیوی کو ایسے مکان میں رہائش دی جہاں عورت اکیلی ہے تو عورت نے قاضی سے شکایت کی کہ خاوند اسے پیٹتا اور اذیت دیتا ہے، اور قاضی سے درخواست کرتی ہے کہ وہ خاوند کو حکم دے کہ وہ ایسی جگہ اس کو رہائش دے جہاں ارد گرد نیک لوگ ہوں جو خاوند کی نیکی و بدی معلوم کر سکیں تو اگر قاضی کو معلوم ہو عورت کی شکایت درست ہے تو وہ خاوند کو ڈانٹ کر اس کو زیادتی سے منع کرے اگر قاضی کو معلوم نہ ہو تو وہ معلوم کرے کہ اگر ارد گرد والے نیک لوگ ہیں تو عورت کو وہاں رہنے پر پابند کرے لیکن ساتھ ہی قاضی پڑوسیوں سے خاوند کے سلوک کے متعلق معلومات حاصل کرے اگر پڑوسی، عورت کی شکایت کی تائید کریں |
|---|--|

¹ رد المحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۶۶۴

| | |
|--|--|
| <p>زجره عن ذلك ومنعه عن التعدى في حقها وان ذكر وانه لا يبرأ ذبيهاً فالقاضي يتركها شبه وان لم يكن في جواره من يوثق به او كانوا يبيلون الى الزوج فالقاضي يامر الزوج ان يسكنها في قوم صالحين ويسأل عن ذلك ويبني الامر على خبرهم كذا في المحيط¹، والله تعالى اعلم وعلمه جل مجدده اتم واحكم۔</p> | <p>تو قاضی خاوند کو ڈانٹے اور زیادتی سے منع کرے، اور اگر پڑوسی لوگ کہیں کہ خاوند کوئی زیادتی اور اذیت نہیں دیتا تو قاضی عورت کو اسی مکان میں رہنے کا پابند کرے اور اگر عورت کے پڑوس میں کوئی قابل اعتماد شخص نہ ہو یا پڑوسی خاوند کے طرفدار ہوں تو پھر قاضی خاوند کو حکم دے گا کہ عورت کو نیک لوگوں کے پڑوس میں رہائش دے اور پھر قاضی اس معاملہ کے متعلق معلومات حاصل کرے اور پڑوسیوں کے بیان کو کارروائی کی بنیاد بنائے، محیط میں یوں ہی بیان کیا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم، اور اللہ جل مجدہ کا علم کامل اور محکم ہے (ت)</p> |
|--|--|

مسئلہ ۱۵۵: از ڈاکخانہ سجلی ضلع بہرائچ مرسلہ شیخ عبدالعزیز صاحب ۷ رمضان ۱۳۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایام عدت کا نفقہ اور سکونت کا مکان دینا بدمہ زید واجب تھا لیکن زید نے بعد طلاق
ہندہ کو اپنے مکان سے نکال دیا اور نفقہ بھی نہیں دیا اس شکل میں ایام عدت کا نفقہ اور مکان سکونت کا معاوضہ ہندہ زید سے
پاسکتی ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

عدت طلاق کا نفقہ و سکنتی اگرچہ بدمہ زید واجب تھا اور وہ عورت کو نکال دینے سے گنہگار ہوا مگر جبکہ عدت گزر گئی اور نفقہ
مفروض و مقدور نہ ہو چکا تھا تو اس کا کوئی معاوضہ ہندہ کو نہ ملے گا۔

| | |
|--|--|
| <p>في الهندية المعتدة اذالم تخاصم نفقتها ولم يفرض القاضي شيئاً حتى انقضت العدة فلا نفقة لها كذا في المحيط²، والله تعالى اعلم۔</p> | <p>ہندیہ میں ہے کہ جب عدت والی عورت اپنے نفقہ کے متعلق خاوند کے خلاف دعویٰ نہ کرے اور نہ ہی قاضی نے ابھی اس کے لئے کوئی نفقہ مقرر کیا ہو حتیٰ کہ عدت ختم ہو جائے تو اب عورت کے لئے نفقہ کا استحقاق نہیں ہے، محیط میں یونہی مذکور ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم</p> |
|--|--|

¹ فتاویٰ ہندیۃ الفصل الثانی فی السکنیٰ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۵۵۶

² فتاویٰ ہندیۃ الفصل الثالث فی نفقة المعتدة نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۵۵۸

مسئلہ ۱۵۶: از پبلی بھیت ۲۱ شوال ۱۳۰۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنے دو نکاح کئے اور ایک زوجہ کے نان و نفقہ میں کم کمی کی اس زوجہ نے بوجہ تکلیف ضروریات بقدر ضرورت قرض لے کر خرچ کیا اس صورت میں ادائے قرضہ ذمہ زوج ہوگا یا زوجہ اور مستحق و طالب اپنے مہر کی بغیر طلاق ہر وقت ہے یا نہیں اور در صورت نہ ہونے طلاق خواہان مکان سکونت و نیز ہو سکتی ہے یا نہیں اور بر تقدیر ثبوت و طلب زوج کی آمدنی سے کس قدر لے سکتی ہے؟ بین تو اجروا۔

الجواب:

زوجہ کو بلا وجہ تکلیف دینا ایک گناہ اور دوسری زوجہ سے کم رکھنا دوسرا گناہ شدید جس کی تحریم پر قرآن و حدیث ناطق مگر جب تک نفقہ باہمی تراضی اور قضائے قاضی سے مقرر نہ ہو جائے عورت جو کچھ بطور خود اپنے مصارف کے لئے قرض لے کر اٹھائے گی وہ قرض عورت ہی پر ہوگا شوہر سے مجرانہ پاسکے گی اگر خورد و نوش وغیرہا مصارف ضروریہ ہی کے لئے بقدر ضرورت و بحال ضرورت ہی لے اگرچہ زوج محض ظلماً اسے نفقہ نہ دے۔ عالمگیری میں ہے:

| | |
|--|---|
| استدانت علی الزوج قبل الغرض والتراضی فانفق انہا لاترجع بذلک علی زوجها بل تكون متطوعة بالانفاق سواء کان الزوج غائباً وحاضراً ^۱ ۔ | عدت والی نے خاوند کے نام پر قرض لیا جبکہ ابھی تک قاضی نے کوئی مقرر نہ کیا ہو اور نہ ہی ابھی آپس میں رضامندی سے نفقہ ہوا جبکہ عورت اس قرض کو خرچ کر چکی ہو، تو اب عورت اس قرض کے متعلق خاوند سے مطالبہ نہیں کر سکتی بلکہ یہ کارروائی اس کی رضا کارانہ قرار دی جائے گی، خاوند موجود ہو یا غائب دونوں صورتوں میں حکم یکساں ہے۔ (ت) |
|--|---|

ہاں اگر حکم قاضی یا باہمی تراضی سے قرار پا گیا تھا کہ مثلاً روپے روز یا بیس روپے ماہانہ خواہ اس قدر غلہ و لباس سالانہ اس عورت کا نفقہ ہے کہ روزانہ یا ماہ یا سالانہ شوہر ادا کرے گا اور اس قرار داد کے بعد نہ دیا اور عورت نے قرض لیا خواہ اپنے ذاتی مال سے صرف کیا تو بیشک شوہر سے بقرار داد مجرا لے سکتی ہے

| | |
|--|--|
| وان کان الدین علیہا نفسہا اذا لم تکن الاستدانة بأمر القاضی۔ | اگر عورت نے قرض لیا ہو تو وہ خود ذمہ دار جب وہ قرض قاضی کے فیصلہ کے بغیر لیا ہو۔ (ت) |
|--|--|

^۱ فتاویٰ ہندیۃ الفصل الاول فی نفقة الزوجة نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۵۵۱

عالمگیری میں ہے:

| | |
|---|---|
| <p>اگر عورت نے اپنے مال میں سے صرف کیا جبکہ قاضی نے اس کا نفقہ مقرر کر دیا ہو یا آپس میں عورت اور خاوند نے طے کر لیا ہو تو پھر عورت وہ صرف شدہ مال خاوند سے وصول کر سکتی ہے اور یونہی اپنے مال کی بجائے اگر اس نے خاوند کے نام پر قرض لیا ہو تو اگر قاضی کے حکم و اجازت پر لیا ہو تو خاوند سے وصول کرے گی اور اگر قاضی کے حکم و اجازت کے بغیر لیا ہو تو قرض کا مطالبہ صرف عورت سے ہوگا قرض خواہ کو عورت کی بجائے خاوند سے مطالبہ کا حق نہ ہوگا، اور جب قاضی کے حکم اور اجازت سے عورت نے قرض لیا تو عورت کو جائز ہوگا کہ وہ اس قرض کے مطالبہ کو خاوند کے ذمہ کر دے تاکہ قرض خواہ اب خاوند سے مطالبہ کرے، بدائع میں یوں ہی بیان ہے۔ (ت)</p> | <p>ولو انقضت من مالها بعد الفرض او التراضي لها ان ترجع على الزوج وكذا اذا استدان على الزوج سواء كانت استدانتهما باذن القاضي او بغير اذنه غير انها ان كانت بغير اذن القاضي كانت المطالبة عليها خاصة ولم يكن للغيرم ان يطالب الزوج بها استدانته وان كانت باذن القاضي لها ان تحيل الغيرم على الزوج فيطالبه بالدين هكذا في البدائع¹۔</p> |
|---|---|

در مختار میں ہے:

| | |
|---|---|
| <p>عورت کا لیا ہوا قرض خاوند کے ذمہ صرف اس وقت ہوگا جب عورت نے وہ قرض قاضی کے حکم پر یا خود خاوند کے ساتھ مصالحت میں طے کر لیا ہو کہ فلاں جنس یا نقد اتنی مقدار ہوگی، اس سے قبل لیا ہوا قرض خاوند کے ذمہ نہ ہوگا، اور بعد میں عورت کا لیا ہوا قرض، خواہ اپنے مال سے ہی قاضی کے حکم کے بغیر اس نے صرف کیا ہو تو خاوند سے وصول کر سکتی ہے (ت)</p> | <p>النفقة لا تصير ديناً الا باللقضاء او الرضاء اى اصطلاحاً على قدر معين اصنافاً و دراهم فقبل ذلك لا يلزمه شئى و بعده ترجع بها انفقت ولو من مال نفسها بلا امر قاض²۔</p> |
|---|---|

ردالمحتار میں بحر الرائق سے ہے:

| | |
|--|---|
| <p>عورت نے نفقہ کے لئے قرض لیا تو خاوند سے اس کا مطالبہ نہیں ہوگا بلکہ خاوند سے صرف اسی صورت میں مطالبہ کر سکے گی جب قاضی کی طرف سے یا آپس میں طے کر لیا ہو۔ (ت)</p> | <p>لا ترجع بها استقرضت بل بالمفروض فقط³۔</p> |
|--|---|

¹ فتاویٰ ہندیہ الفصل الاول في نفقة الزوجة نورانی مکتب خانہ پشاور ۵۵۱/۱

² در مختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۲۷۰/۱

³ ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۵۹/۲

اور مہر میں جبکہ تعجیل و تاخیل کچھ بیان میں نہ آئی یہ نہ شرط کی جائے کہ کل اس قدر پیشگی لیا جائے گا نہ کوئی میعاد قرار پائے کہ فلاں وقت معلوم یا اتنی مدت کے بعد ادا ہوگا تو اس وقت عرف و رواج بلد پر چھوڑا جائے گا۔ نفاہ میں ہے:

| | |
|--|--|
| المعجل والمؤجل ان یبیتا فذلک والا فالمتعارف ¹ ۔ | مہر معجل یا مؤجل اگر بیان کر دیا ہو تو وہی ورنہ عرف کے مطابق ہوگا۔ (ت) |
|--|--|

سائل زبانی مظہر کے یہاں صورت واقعہ یونہی تھی یعنی تعجیل و تاخیل کچھ مشروط نہ ہوئی اور واقعی ہمارے بلاد میں عامہ مہور ایسے ہی بندھتے ہیں تو حکم عرف شائع و ذائع (کہ ہر گز نہ کسی قدر مہر پیشگی دینا معہود ہے، نہ اس کے لئے کوئی میعاد معلوم متعارف بلکہ عامہ بیوت میں موت یا طلاق تک مؤخر رہتا ہے) یہاں کی عورتیں جب تک مرگ یا طلاق سے افتراق نہ واقع ہو ہر گز مطالبہ مہر کا استحقاق نہیں رکھتیں، نہ قاضی کو اختیار کہ ایسی صورت میں پیش از فراق ادائے مہر پر جبر کرے، خانیہ میں ہے:

| | |
|---|---|
| ان کان الاجل معلوماً صح التأجيل وان لم یکن لا یصح، ولا یجبرہ القاضی علی تسلیم الباقی ولا یحبسہ ² ۔ | اگر مہر کی مدت مقرر ہے تو مؤخر صحیح ہے ورنہ صحیح نہیں اور قاضی باقی مہر کی ادائیگی کے لئے خاوند پر جبر نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کو قید کر سکتا ہے۔ (ت) |
|---|---|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|---|
| لان حق طلبہ انما ثبت لہا بعد الموت او الطلاق لامن وقت النکاح ³ ۔ | کیونکہ بیوی کو مہر کے مطالبے کا حق خاوند کی موت یا طلاق کے بعد ہوگا، نکاح کرتے ہی مطالبے کا حق نہیں ہوگا۔ (ت) |
|---|---|

اور جب تک کوئی امر مانع نفقہ مثلاً عورت کا شوہر کے گھر سے ناحق نکل جانا یا اس کے یہاں آنے سے ناحق انکار کرنا نہ پایا جائے بلاشبہ وہ مستحق نفقہ و سکنی رہے گی، اسی طرح جب یہ مواعظ زائل ہو جائیں گے مثلاً عورت شوہر کے یہاں واپس آئے گی تو پھر بدستور مستحق نفقہ ہو جائے گی، درمختار میں ہے:

| | |
|---------------------------------|--|
| النفقة تجب للزوجة علی زوجها ولو | اگر بیوی اپنے والد کے گھر ہو تو خاوند اس کو اپنے |
|---------------------------------|--|

¹ مختصر الوقایۃ فی مسائل الہدایۃ فصل اقل المہر عشرة دراہم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۵۶

² فتاویٰ قاضی خان باب فی ذکر مسائل المہر نوکشتور لکھنؤ ۱۴۱۔

³ ردالمحتار فصل فی الحبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۴۳/۴

| | |
|---|--|
| <p>ہی فی بیت ابیہا اذالم یطالبہا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی وکذا اذا طالبہا ولم تمتنع او امتنعت للمہر، لا خارجۃ من بیتہ بغیر حق وہی الناشئة حتی تعود ۱ اہملخصاً۔</p> | <p>گھر منتقل کرنے کا مطالبہ نہ کرے تو تب بھی خاوند پر نفقہ زوجہ واجب ہوگا، اور یوں ہی جب وہ خاوند کے مطالبہ پر اس کے گھر منتقل ہونے سے انکار نہ کرتی ہو یا وہ اپنے مہر کے مطالبہ کی وجہ سے منتقل ہونے سے انکار کر رہی ہو تو بھی خاوند پر اس کا نفقہ واجب ہوگا جبکہ خاوند کے گھر سے باہر بلا وجہ رہ رہی ہو تو نفقہ واجب نہ ہوگا کیونکہ اس صورت میں وہ خاوند کے گھر واپس نہ آنے تک نافرمان قرار پائے گی اہملخصاً (ت)</p> |
|---|--|

رہا مطالبہ اگر نفقہ قضا یا رضا سے مقرر ہو لیا ہے تو جتنے دن بعد قرار داد بے نفقہ گزر گئے ان کا بھی مطالبہ کر سکتی ہے کما اسلفنا
(جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے۔ ت) اور آئندہ کے لئے بھی جو میعاد تکرار نفقہ کے لئے قرار پائی ہے اس کے شروع کے بعد
اسی قدر کا مطالبہ کر سکتی ہے مثلاً نفقہ ماہ بمہر دینا ٹھہرا ہو تو ہر مہینے کے شروع پر اس مہینے اور سال بسال مقرر ہوا ہو تو ہر سال کے
آغاز پر اس سال کا نفقہ مانگ سکتی ہے اس سے زیادہ مثلاً چاند دیکھے یا سال پلئے آئندہ کے دو مہینے یا دو برس خواہ اس ماہ یا سال کا
ہنوز آغاز نہ ہوا نفقہ نہیں مانگ سکتی، ردالمحتار میں ہے:

| | |
|--|---|
| <p>النفقة تفرض لعنی الحاجة المتجددة فاذا فرضت کل شهر کذا صارت الحاجة متجددة بتجدد کل شهر فقبل تجدد لا يتجدد الفرض فلم تجب النفقة قبله انه لو فرض کل سنة کذا صح الابرار عن سنة دخلت، لاعن اکثر ولا عن سنة لم تدخل ۲ اہملخصاً۔</p> | <p>آئندہ کا نفقہ آئندہ نئی حاجت کی وجہ سے فرض ہوتا ہے تو جب ماہانہ خرچہ مقرر ہو لے تو نئے ماہ پر گویا عورت کو حاجت بھی نئی ہوئی تو نئی حاجت سے قبل نیا نفقہ مقرر نہ ہوگا لہذا ادائیگی بھی پہلے واجب نہ ہوگی، اور اگر خرچہ سالانہ طے شدہ ہو تو صرف شروع ہونے والے سال کا نفقہ لازم ہوگا، سال شروع ہونے سے پہلے کا اور سال سے زیادہ کا بھی لازم نہ ہوگا اہ ملخصاً (ت)</p> |
|--|---|

بحر الرائق میں ہے:

| | |
|--|---|
| <p>الغرض فی الشهر الاول تنجز وفيما</p> | <p>سال کے پہلے مہینہ میں دیا ہوا خرچہ مدت کے اختتام</p> |
|--|---|

۱ درمختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۶/۱

۲ ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۵۳

| | |
|--|--|
| بعدہ مضاف فتنجز بدخول الشهر وھكذا ¹ ۔ | تک کی ادائیگی ہوتی ہے اس کے بعد اضافت ہوتی ہے اس لئے مہینہ شروع ہونے پر ہی ادائیگی ہوگی، یوں ہی جاری رہے گا۔ (ت) |
|--|--|

اور اگر ہنوز نفقہ کے لئے کوئی تقرر و تعین نہ قضاء ہو انہ رضا تو عورت نہ ایام ماضیہ کا مطالبہ کر سکتی ہے نہ آئندہ کا۔ رد المحتار میں ہے:

| | |
|---|--|
| لا يلزمه عماً مضى قبل الفرض بالقضاء او الرضاء ولا عما يستقبل لانه لم يجب بعد ² ۔ | قاضی کی طرف سے مقرر کئے یا آپس میں مصالحت سے طے کئے بغیر سابقہ مدت کا خرچہ خاوند پر لازم نہ ہوگا اور یوں ہی پیشگی ادا کرنا بھی لازم نہ ہوگا کیونکہ نفقہ ابھی خاوند کے ذمہ واجب نہیں ہوا۔ (ت) |
|---|--|

ہاں قبل از قرار داد عورت یہ اختیار رکھتی ہے کہ شوہر برضا مندی نفقہ مقرر نہ کرے تو حاکم شرع کے حضور قرار داد کرنے کی نالش کرے جب بحکم قاضی کوئی ماہانہ سالانہ یا روزانہ یا فصلانہ مقرر ہو جائے تو اس کے بعد اسے بہ تفصیل مذکور مطالبہ و دعوای پہلے گا۔ تنویر الابصار میں ہے: یقدرھا ان طلبتہ³ اھملخصاً (اگر عورت مطالبہ کرے تو قاضی نفقہ مقرر کر دے اھملخصاً) اور نفقہ مرد و زن دونوں کی حیثیت دیکھ کر مقرر کیا جائے گا اسی قدر آمدنی زوج سے لے سکتی ہے، اگر دونوں غنی ہیں تو اغنیاء کے لائق، اور دونوں فقیر تو فقراء کے قابل، اور ایک غنی اور ایک فقیر تو متوسط یعنی نفقہ اغنیاء سے کم اور نفقہ فقراء سے زائد، مثلاً عورت کی حیثیت اطلس و زربفت و مشجر پہننے اور بریانی و مزعفر و گوشت مرغ کھانے کی ہے اور مرد کی مقدرت چھینٹ چار خانے دال ماش نان جو کھانے کے قابل یا بالعکس تو عورت کے لئے تنزیب و گلبدن و مشروع کالباس اور گوشت گو سپند و نان گندم مقرر کریں گے، جتنا بالفعل دے سکتا ہے دے باقی اس کے ذمے دین رہے گا یہاں تک کہ اللہ عزوجل استطاعت بخشے۔ در مختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| تجب علی زوجها بقدر حاکم لہما بہ یفتی ویخاطب بقدر وسعہ والباقی دین الی البیسرة ⁴ اھملخصاً۔ | خاوند پر دونوں کی حیثیت کے لحاظ سے نفقہ واجب ہوگا، اسی پر فتویٰ دیا جائے گا، اور خاوند اپنی وسعت کے مطابق ادائیگی کا مکلف ہوگا اور باقی رہ جائے تو وہ اس کے ذمہ قرض ہوگا جس کو اپنی سہولت سے ادا کریگا اھملخصاً (ت) |
|--|---|

¹ بحر الرائق باب النفقة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۸۸/۴

² رد المحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۵۸/۲

³ در مختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۸/۱

⁴ در مختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۶/۱

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|---|
| <p>فی البحر اتفقوا علی وجوب نفقة الموسرین اذاکانا موسرین وعلی نفقة المعسرین اذاکانا معسرین وانما الاختلاف فیما اذاکان احدهما موسرا و الاخر معسرا فعلى المفتی به تجب نفقة الوسط وهو فوق نفقة المعسرة ودون نفقة الموسرة^۱ اھملخصاً۔</p> | <p>بحر میں ہے: سب کا اتفاق ہے کہ اگر دونوں خوشحال ہیں تو ان کے حال کے مطابق خاوند پر نفقہ واجب ہوگا اور اگر دونوں تنگ دست ہیں تو ان کے حال کے مطابق خاوند پر واجب ہوگا، اور اختلاف صرف اس صورت میں ہے جب دونوں میں سے ایک امیر اور دوسرا غریب ہے تو مفتی بہ قول یہ ہے کہ دونوں کے حال کی رعایت پر درمیانہ نفقہ واجب ہوگا، اور وہ یہ کہ خوشحالی سے کم اور تنگ دستی سے زائد ہو، اھملخصاً۔ (ت)</p> |
|---|---|

اسی میں بدائع سے ہے:

| | |
|---|--|
| <p>حتى لوکان الرجل مفرطاً فی الیسار یاکل خبز الحواری ولحم الدجاج والمرأة مفرطة فی الفقر تأکل فی بیت اهلها خبز الشعیر یطعمها خبز الحنطة ولحم الشاة^۲۔ واللہ سبحنہ وتعالی اعلم جل مجدہ اتم واحکم۔</p> | <p>اگر خاوند انتہائی خوشحال ہونے کی بناء پر صاف باریک آٹا، مرغ کا گوشت کھاتا ہے اور بیوی انتہائی تنگ دستی کی بناء پر اپنے گھر والوں کے ہاں جو کی روٹی کھاتی ہو تو خاوند اس کو گندم کی روٹی اور بکرے کا گوشت نفقہ کے طور پر کھانے کو دے گا۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم جل مجدہ اتم واحکم۔ (ت)</p> |
|---|--|

مسئلہ ۱۵۷:

از لکبن ضلع بریلی مرسلہ شیخ احمد حسین

۲۱ رجب ۱۳۰۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ جو ایک قلیل حقیقت کی زمیندار تھی بلارضا مندی واجازت زید اپنے شوہر کے بطور بدکاری عمرو کے ساتھ فرار ہو گئی اور مدت دراز تک عمرو کے ساتھ رہی، پھر واپس آئی، اب زید پر دعویٰ مہر اور دلاپانے نان نفقہ کا کرتی ہے اس صورت میں وہ مہر و نفقہ پائے گی یا نہیں؟ اور زید محض نادار ہے مگر زید کا باپ متمول ہے تو دعوٰی ہندہ کا پدر زید پر کچھ اثر ہوگا یا نہیں؟ اور ہندہ بحالت فراری زید کا حمل رکھتی تھی، بعد وضع حمل اس نابالغ کی پرورش کا زید ذمہ دار ہوگا

^۱ ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۳۵

^۲ ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۳۵

یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

جتنی مدت عورت فرار رہی اس مدت کا نفقہ تو زید پر اصلاً نہیں، ہاں اب کہ واپس آئی آئندہ نفقہ کی مستحق ہے زید سے نفقہ طلب کرے، اگر دے فبہا، ورنہ قاضی کے یہاں نالش کر کے اپنا نفقہ مقرر کرالے اگر زید نادار ہے قاضی حکم دے گا کہ تو قرض لے کر صرف کر، اور جب زید کو استطاعت ہو اس سے مجرا لے،

| | |
|--|--|
| بیوی اگر خاوند کے گھر سے باہر بلاوجہ رہائش پذیر ہو تو وہ واپس خاوند کے پاس آنے تک نافرمان قرار پائے گی اگرچہ خاوند کے سفر پر جانے کے بعد ہی ایسا کرے لہذا اس کے لئے نفقہ لازم نہیں ہوگا۔ (ت) | فی الدر المختار لانفقة لخارجة من بيتہ بغیر حق وہی الناشئة حتی تعود ولو بعد سفره ¹ ۔ |
|--|--|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|--|
| یعنی خاوند سفر میں ہو اور بیوی نفقہ کی مستحق ہو تو وہ خاوند کو خط لکھ کر مطالبہ کرے کہ میرا نفقہ ادا کیا جائے، یا بیوی قاضی کے ہاں درخواست کرے تاکہ قاضی خاوند کے نام قرض لے کر خرچ کرنے کا حکم دے۔ (ت) | ای فستحق النفقة فتكتب اليه لينفق عليها او ترفع امرها الى القاضي ليقرض لها عليه نفقة ² ۔ |
|---|--|

در مختار میں ہے:

| | |
|---|--|
| خاوند اگر نفقہ کی ادائیگی سے عاجز ہو تو دونوں میں تفریق نہ کی جائے گی اور نفقہ مقرر کر دیا ہو تو قاضی خاوند کے نام قرض لے کر خرچ کرنے کا حکم دے گا۔ (ت) | لا يفرق بينهما بعجزه عنها وبعد الغرض یا امره القاضي بالاستدانة لتحيل عليه ³ ۔ |
|---|--|

اور زید کے باپ پر دعوٰی کا اصلاً اثر نہیں ہو سکتا کہ جو ان بیٹے غیر اپانچ کی زوجہ کا نفقہ باپ پر کہیں لازم نہیں، در مختار میں ہے:

| | |
|---|--|
| ملتقى میں مذکور ہے کہ اگر خاوند نابالغ فقیر یا اپانچ ہو تو اسکی | فی الملتقى نفقة زوجة الابن على ابيه ان كان |
|---|--|

¹ در مختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶۷

² ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۶۳۶

³ در مختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶۹

| | |
|---------------------------------|--|
| صغیر افقیر اوزمن ^۱ ۔ | بیوی کا نفقہ نابالغ کے والد کے ذمہ ہے۔ (ت) |
|---------------------------------|--|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|--|--|
| وقد علمت ان المذهب عدم وجوب النفقة لزوجة الابن ولو صغیر افقیر ^۲ ۔ | آپ کو معلوم ہو گیا ہے کہ نابالغ کی بیوی کا نفقہ والد کے ذمہ نہ ہونا ہی مذہب ہے اگرچہ وہ فقیر ہو۔ (ت) |
|--|--|

رہا مہر سائل مظہر کہ اس میں کوئی شرط تعیل و تاخیر نہ تھی اور لیکن میں بھی یہی رواج ہے جو یہاں عامہ بلاد میں ہے کہ قبل از انفریق بھوت یا طلاق ادا نہیں ہوتا تو ہندہ کا مطالبہ مہر بیجا ہے جب تک زید اسے طلاق نہ دے یا دونوں میں کوئی مرنہ جائے۔ نقایہ میں ہے:

| | |
|---|--|
| المعجل والموجل ان بینا فذاک والا فالمتعارف ^۳ ۔ | مہر معجل یا موجل اگر بیان کر دیا ہو تو وہی واجب ہے ورنہ عرف میں جو رواج ہو وہ واجب ہوگا۔ (ت) |
|---|--|

اور اس بچے نابالغ کی پرورش بیشک ذمہ زید لازم ہے، رہے گاسات برس کی عمر تک ماں کے پاس بشرطیکہ وہ اپنی بدکاری سے باز آئے اور آوارگی چھوڑ چکی ہو اور نفقہ پائے گا باپ سے بشرطیکہ اپنا کوئی مال نہ رکھتا ہو اس عمر تک اجرت یا حرفت سے اپنے کھانے پینے کے قابل کما سکے اس کی خبر گیری باپ پر واجب ہے، در مختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| تجب النفقة لطفله الفقیر ^۴ ۔ | چھوٹے فقیر بچے کا نفقہ والد پر لازم ہے۔ (ت) |
|--|---|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|--|
| ای ان لم یبلغ حد الکسب فان بلغه کان للاب ان یوجره او یدفعه فی حرفة لیکتسب وینفق علیہ من کسبه لو کان ذکرا ^۵ الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | بشرطیکہ وہ نابالغ بچہ محنت کی عمر کو نہ پہنچا ہو، اور اگر وہ اس عمر کو پہنچ گیا ہو تو والد اس کو ملازمت دلائے یا کسی کارخانہ میں مزدوری پر لگائے تاکہ اس کی کمائی کو اس پر خرچ کرے بشرطیکہ لڑکا ہو الخ، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) |
|---|--|

^۱ در مختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۲۷۳/۲

^۲ ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۷۴/۲

^۳ المختصر الوقایة فی مسائل الهدایة کتاب النکاح نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۵۹۱

^۴ در مختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۲۷۳/۱

^۵ ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۷۴/۲ و ۶۷۵/۱

مسئلہ ۱۵۸: از بڑوہ گجرات کلاں محلہ بھوتنی کا چھاپہ نظام پورہ مرسلہ امر او بانی بنت غلام حسین حالہ ۱۶ رجب ۱۳۱۱ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں (مسئلہ اولیٰ) ایک شخص نے اپنی حقیقی پھوپھی کی لڑکی سے نکاح کیا، چند روز بعد ایک آدمی اور ایک عورت کے ہمراہ کسی کام ضروری کے لئے کہیں بھیجا، بعد واپس آنے کے دو برس تک نان و نفقہ موقوف کر دیا، کچھری گائیڈری میں یہ مقدمہ پیش ہے، کچھری کہتی ہے نان و نفقہ کیوں نہیں دیتا، خاوند کہتا ہے بغیر حکم میرے یہ کیوں گئی، عورت نے گواہ شاہد قوی اپنے حقیقی چچا اور چچی اور کئی آدمی کنبہ کو پیش کیا ہے سب نے یہی کہا کہ ہمارے روبرو اس کے خاوند نے اپنی عورت کو جانے کے لئے حکم دیا اور حلف بھی اٹھایا، اس صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب:

صورتِ مستفسرہ میں عورت کو نان و نفقہ نہ دینا اس شخص کا محض ظلم ہے جس کے سبب وہ ظالم و گنہگار اور عورت کے حق میں گرفتار ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

| | |
|---|---|
| وَعَلَى الْوُدِّ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْبَعْرُوفِ ^۱ ۔ | بیویوں کا نفقہ اور لباس بھلائی کے ساتھ اس کے ذمہ ہے جس کے لئے اولاد ہے۔ (ت) |
|---|---|

اور اس کا یہ بیہودہ عذر کہ "عورت بے میرے حکم کے کیوں گئی" محض باطل و ناقابلِ سماعت ہے اگر وہ اس میں سچا بھی ہو تو عورت جب بے اجازت شوہر ناحق چلی جائے تو اس کا نان و نفقہ اسی مدت تک کا لازم نہیں ہوتا جب تک وہ اس ناحق طور پر باہر رہے جب پھر شوہر کے گھر چلی آئے گی اسی وقت سے نان و نفقہ دینا شوہر پر فرض ہو جائے گا، درمختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| لَا نَفَقَةَ لَخَارِجَةٍ مِنْ بَيْتِهِ بِغَيْرِ حَقِّ حَتَّى تَعُودَ وَلَوْ بَعْدَ سَفَرٍ ^۲ ۔ | بلاوجہ خاوند کے گھر سے باہر رہنے والی کے لئے نفقہ نہیں تا وقتیکہ وہ واپس نہ آجائے اگرچہ خاوند کے سفر پر جانے کے بعد ہی باہر رہی ہو۔ (ت) |
|--|---|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|----------------------------------|--|
| لوعادت الى بيت الزوج بعد ما سافر | یعنی اگر خاوند کے سفر پر جانے کے بعد بیوی خاوند کے گھر لوٹ آئے |
|----------------------------------|--|

^۱ القرآن ۲/۲۳۳

^۲ درمختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶۷

| | |
|---|---|
| خرجت عن كونها ناشئة بحر عن الخلاصة ای فتستحق النفقة ¹ ۔ | تو اس کی نافرمانی ختم ہو جائے گی، یہ بحر میں خلاصہ سے منقول ہے، یعنی اس وقت بیوی نفقہ کی حقدار ہوگی۔ (ت) |
|---|---|

تو اس شخص نے کہ عورت کے واپس آنے کے بعد نان و نفقہ موقوف کر دیا نرا ظلم کیا، تو اس پر فرض ہے کہ اسی وقت سے جاری کر دے۔ رہا گزشتہ مدت کا نفقہ، اسکی دو صورتیں ہیں، اگر پہلے آپس کی رضامندی یا قاضی کے حکم سے مقدار نفقہ مقرر ہو چکی تھی کہ مثلاً مہینے میں اتنے روپے یا اس قدر اناج اور کپڑا دیا جائے گا اور اب بلاوجہ شرعی بند کر دیا تو جب تک نہیں دیا ہے اس ساری مدت کا اسی قرار داد کے حساب سے عورت کو دلایا جائے گا، اور اگر عورت یونہی رہتی کھانا کھاتی کپڑا پہنتی تھی کچھ قرار داد باہمی یا بحکم قاضی نہ ہوا تھا کہ ماہوار یا سالانہ یا ششماہی پر اتنا دیا جائے گا تو جتنے دنوں اس نے نہ دیا ظالم و گنہگار ہوا مگر عورت اس گزری مدت کا دعویٰ نہیں کر سکتی اب سے دعویٰ کر کے بحکم قاضی آئندہ کے لئے مقرر کرالے، اس کے بعد اگر وہ نہ دے گا تو یہ جبراً بذریعہ نالش وصول کر سکتی ہے، درمختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| النفقة لاتصير ديناً الا باللقضاء او الرضاء ای اصطلاحاً علی قدر معين اصنافاً و دراهم فقبل ذلك لا يلزمه شيء و بعده ترجع بما انفقت ولو من مال نفسها بلا امر قاض ² ۔ | عورت کا لیا ہوا قرض خاوند کے ذمہ صرف اس وقت ہوگا جب عورت نے وہ قرض قاضی کے حکم پر یا خود خاوند کے ساتھ مصالحات میں طے کر لیا ہو کہ فلاں جنس یا نقد اتنی مقدار ہوگی، اس سے قبل لیا ہوا قرض خاوند کے ذمہ نہ ہوگا، اور بعد میں عورت کا لیا ہوا قرض، خواہ اپنے مال سے ہی قاضی کے حکم کے بغیر اس نے صرف کیا ہو تو خاوند سے وصول کر سکتی ہے (ت) |
|--|---|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|--|---|
| لاتصير ديناً ای اذا لم ينفق عليها بان غاب عنها او كان حاضراً فامتنع فلا يطالب بها بل تسقط بمضي اوان كان حاضراً فامتنع فلا يطالب بها بل تسقط بمضي | نفقہ قرض نہ بنے گا یعنی جب خاوند غائب رہا یا موجود رہا لیکن بیوی کو نفقہ نہ دیا ہو تو اس مدت کے نفقہ کا مطالبہ خاوند سے نہیں کیا جاسکتا بلکہ مدت گزر جانے |
|--|---|

¹ ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۶۶

² درمختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۷۰

| | |
|----------------------|--------------------------------|
| المدة ^۱ ۔ | کی بنا پر ساقط ہو جائے گا۔ (ت) |
|----------------------|--------------------------------|

اسی میں ہے:

| | |
|--|---|
| الا بال قضاء بان يغرضها القاضي عليه اصنافاً ودر اھم اودنا نیر نہر ^۲ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | مگر یہ کہ جو نفقہ قاضی نے خاوند پر مقرر کیا ہو جنس، در اہم یا دنایر تو وہ خاوند کے ذمہ واجب الادا ہوگا، نہر واللہ تعالیٰ اعلم (ت) |
|--|---|

مسئلہ ۱۵۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا ایک لڑکا بالغ جس کی عمر تیس برس کے قریب ہے اور کمائی پر خوب قدرت رکھتا ہے اور پیشہ حجامی وغیرہ طرق سے تحصیل رزق کر سکتا ہے زید پر اپنے کھانے پہننے وغیرہ مصارف کا بار ڈالتا ہے اور اسے اپنے مال میں تصرف سے مانع آتا ہے، آیا اس صورت میں زید پر روٹی کپڑا اس کا واجب اور زید اپنے مال میں تصرف سے ممنوع ہے یا نہیں؟ مینو اتو بروا۔

الجواب

جبکہ وہ لڑکا بالغ اور کسب پر ہر طرح قادر تو اس کا روٹی کپڑا یا کوئی صرفہ زید پر واجب نہیں زید کو اختیار ہے اسے کچھ نہ دے اور زید اس لڑکے کے منع کرنے سے اپنی جائداد میں تصرف سے ممنوع نہیں ہو سکتا،

| | |
|--|---|
| في الدر المختار وكذا تجب لولده الكبير العاجز عن الكسب كأنثى مطلقاً و زمن ومن يلحقه العار بالتكسب وطالب علم لا يتفرغ لذلك كذا في الزيلعي والعيني ^۳ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | در مختار میں ہے کہ یوں ہی بڑے بالغ بیٹے کا نفقہ لازم ہوگا جو کسب و محنت سے عاجز ہو جیسا کہ بیٹی کے لئے مطلقاً اور اپانچ بیٹے کے لئے اور اولاد کے لئے جن کو محنت مزدوری کرنے میں عار ہو، اور اس طالب علم کے لئے جو مزدوری فراغت نہ پائے، زیلعی اور عینی میں یوں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) |
|--|---|

مسئلہ ۱۶۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور اس کے بطن سے ایک لڑکی اب سات برس کی ہے اور ایک لڑکا کہ ابھی پانچ چھ مہینے کا ہے پیدا ہوئے، اب زید نے اپنا اور

^۱ ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۵۸۸

^۲ ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۵۸۸

^۳ درمختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۷۳

نکاح کر لیا اور ہندہ کو جبراً نکال دیا کہ وہ مع دونوں بچوں کے اپنے باپ کے یہاں چلی آئی، اب زید نہ اسے بلاتا ہے نہ اس کے بچوں کے کھانے پہننے کی خبر گیری کرتا ہے، اس صورت میں ہندہ و دختر و پسر کا نان و نفقہ زید پر لازم ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب:

بیشک ہندہ کا نان نفقہ زید پر لازم ہے اور بچوں کا اپنا کوئی ذاتی مال نہ ہو تو ان کی خبر گیری بھی زید پر واجب ہے اگر شوہر نہ دے عورت حاکم کے یہاں رجوع کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا نفقہ مقرر کرا سکتی ہے،

| | |
|---|---|
| در مختار میں ہے: بیوی اگرچہ اپنے والد کے گھر ہو اور خاوند وہاں سے اپنے گھر منتقل ہونے کا مطالبہ نہ کرتا ہو یا مطالبہ کرتا ہو اور بیوی انکاری نہیں ہے تو خاوند پر نفقہ واجب ہوگا، اسی پر فتویٰ دیا جائیگا، ملخصاً۔ (ت) | فی الدر المختار النفقة تجب للزوجة على زوجها ولو هي في بيت ابائها اذ الم يطالبها الزوج بالنفقة به يفتي وكذا ان طالبها ولم تمنع ملخصاً ¹ ۔ |
|---|---|

اسی میں ہے:

| | |
|--|---|
| بیٹی اور فقیر عاجز لڑکوں کے لئے نفقہ واجب ہے کیونکہ غنی اولاد کا نفقہ اس کے اپنے ذاتی مال سے ہے، اور اگر مذکورہ بچوں کے لئے ان کی ماں قاضی کی طرف سے مقرر کردہ نفقہ کو وصول کرنے میں اصرار کرے تو قاضی نفقہ مقرر کر کے خاوند کو ادائیگی کا حکم دیگا بشرطیکہ بچوں پر صرف کرنے میں ماں کی خیانت ثابت نہ ہو تو خاوند صبح و شام ماں کو ان کا خرچہ ادا کرے گا یا وہ کسی کو ان پر خرچ کرنے کے لئے کہے گا، دونوں عبارتیں ختم ہوئیں ملخص طور پر، واللہ تعالیٰ اعلم (ت) | تجب النفقة بأنواعها لطفله الانثى و الجمع الفقير فان نفقة الغنى في ماله ولو خاصته الام في نفقتهم فرضها القاضي وامره بدفعها للام مالم تثبت خیانتها في دفع لها صباحاً ومساءً او يأمر من ينفق عليهم ² ۔ انتہا ملخصین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ |
|--|---|

مسئلہ ۱۶۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ اپنے دیور کے ساتھ متمم ہوئی اس کے شوہر زید اور زید

¹ در مختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶۶

² در مختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۷۳

کے باپ نے اسے اپنے یہاں سے نکال دیا، ہندہ اب دوسرے سے اپنے باپ کے یہاں ہے نہ تو زید اسے بلاتا ہے اور نہ روٹی کپڑا پہنچاتا ہے نہ طلاق دیتا ہے، اس میں ہندہ کا روٹی کپڑا ذمہ زید کے واجب ہے یا نہیں؟ اور زید اس صورت میں گناہ گار ہے یا نہیں؟

الجواب:

جبکہ ہندہ کا اپنے باپ کے یہاں رہنا اس بناء پر ہو کہ اسے زید اور زید کے باپ نے نکال دیا اور زید بلاتا بھی نہیں اور بلائے تو اسے جانے میں انکار بھی نہیں تو بیشک اس کا روٹی کپڑا زید کے ذمہ واجب ہے،

در مختار میں ہے: اگرچہ بیوی اپنے والد کے گھر ہو جب خاوند اپنے گھر منتقل ہونے کا مطالبہ نہ کرے تو خاوند پر اس کا نفقہ واجب ہوگا، اسی پر فتویٰ ہے، اور یونہی اگر خاوند مطالبہ کرے لیکن بیوی انکار نہ کرے تو بھی واجب ہوگا، اھ، ملخصاً (ت)

فی الدر المختار النفقة تجب للزوجة ولو هي في بيت ابیہا اذالم يطالبها الزوج بالنقله به يفتي وكذا اذا طالبها ولم تمنع¹ اھ ملخصاً۔

اور اس تہمت کی وجہ سے اگرچہ وہ واقع میں صحیح ہی ہو نکاح زائل نہیں ہوتا،

حدیث شریف میں ہے: ایک شخص نے حضور علیہ والہ وسلم سے عرض کی کہ میری بیوی چھونے والے کے ہاتھ کو رد نہیں کرتی، تو آپ نے فرمایا اس کو علیحدہ کر دے۔ تو اس شخص نے عرض کی مجھے اس سے محبت ہے، تو آپ نے فرمایا: پھر اسے پاس رکھ یا جیسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، اور در مختار وغیرہ میں ہے کہ خاوند پر فاجرہ بیوی کو طلاق دینا لازم نہیں ہے، تو یہ عبارت نکاح کے باقی رہنے میں نص ہے (ت)

ففي الحديث ان رجلا قال للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم ان امرأتی لاترد يد لامس قال ففارقها قال اني احبها قال فامسكها²۔ او كما قال صلى الله تعالى عليه وسلم . وفي الدر المختار وغيره لا يجب على الزوج تطليق الفاجرة³ اھ فكان ذلك نصاً في بقاء النكاح۔

¹ در مختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶۶

² سنن ابی داؤد کتاب النکاح آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۸۰، سنن النسائی کتاب النکاح تزویج الزانیۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۲، سنن النسائی کتاب الطلاق باب ما جاء فی الخلع نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۰۷/۲، رد المحتار فصل فی المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۹۲

³ در مختار فصل فی المحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۹۰

جاہلوں میں جو یہ مشہور ہے کہ عورت اگر معاذ اللہ بدوصفی کرے تو نکاح جاتا رہتا ہے محض غلط بات ہے، اور جب نکاح باقی ہے تو اس صورت میں زید پر فرض ہے کہ یا تو اسے طلاق دے دے یا اس کے نان نفقہ کی خبر گیری کرے ورنہ یوں معلق رکھنے میں زید بیشک گنہگار ہے اور صریح حکم قرآن کا خلاف کرنے والا،

| | |
|--|---|
| اور کلی میلان نہ ہو کہ بیوی کو معلق کر چھوڑو، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) | فَلَا تَتَّبِعُوا كَلَّ النَّبِيلِ فَنُتَدِرُهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ |
|--|---|

مسئلہ ۱۶۲: از شا جہان پور مرسلہ مہربان علی صاحب ۱۹ شعبان ۱۴۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورت بے اجازت شوہر زید کے اپنے بھائیوں کے گھر چلی گئی، جب زید اپنی نوکری سے آیا عورت کو نہ پایا، اس صورت میں نکاح و مہر باقی رہا یا نہیں؟ بعد ایک عرصہ کے زید حسب مصلحت اور پاس اپنی حرمت کے زید نے کچھ خرچ نان و نفقہ کا سماتا مذکورہ مقرر کر دیا تھا کہ خواہ زوجہ میرے مکان میں رہے یا اپنے بھائی کے پاس رہے دیا جائے گا، اب بموجب شرع شریف کے وہ نان و نفقہ حسب وجوہ مندرجہ بالا ذمہ زید کے واجب الادا رہا یا نہیں؟ فقط۔

الجواب

نکاح و مہر بدستور قائم رہے، ہاں بے اجازت شوہر چلے جانے کے باعث نفقہ ساقط ہو گیا، سائل مظہر کہ زید بلاتا ہے اور وہ نہیں آتی تو اب تک وہ نان نفقہ کی اصلاً مستحق نہیں جب تک شوہر کے گھر میں نہ آئے، درمختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| لَا نَفَقَةَ لَخَارِجَةٍ مِنْ بَيْتِهِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَهِيَ النَّاشِزَةُ حَتَّى تَعُودَ وَتَسْقُطَ بِهِ الْمَفْرُوضَةُ ^۲ (ملخصاً)۔ | بلا وجہ خاوند کے گھر سے باہر رہنے والی نافرمان ہے تا وقتیکہ واپس اس کے گھر نہ آئے اس کے لئے نفقہ نہیں ہے خواہ نفقہ قاضی کی طرف سے ہی کیوں نہ مقرر ہو۔ (ت) |
|--|---|

گھر بیٹھے کا جو نفقہ زید نے مقرر کر دیا اول تو وہ نفقہ واجب نہ تھا فان النفقة جزاء الاحتباس (کیونکہ نفقہ بیوی کے پابند ہونے کا صلہ ہے۔ ت) بلکہ صرف ایک احسانی وعدہ تھا اور وعدہ پر جبر نہیں کیا فی العالمگیریہ وغیرہا (جیسا کہ عالمگیریہ وغیرہ میں ہے۔ ت) معذاجب اس نے بلایا اور وہ نہ آئی وہ بھی ساقط ہو گیا کما من الدر المختار (جیسا کہ درمختار سے معلوم ہوا ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ القرآن الکریم ۱۲۹/۴

^۲ درمختار باب النفقة مطبع مجتبائی ۱/۲۶۷

مسئلہ ۱۲۳: ۲۶ محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ہندہ سے نکاح کر کے قبل رخصت نوکری پر چلا گیا، بارہا والدین ہندہ نے رخصت کو کہا، چار برس کے بعد رخصت کرا کر اپنے گھر لے گیا، ہندہ بیمار تھی دو ایک دن کے بعد پھر والدین کے یہاں واپس آ کر ایک ماہ بعد فوت ہو گئی، نفقہ اس چار سال کا اور جو خرچ و علاج و تہیز و تکفین میں والدین نے کیا شوہر پر واجب ہے یا نہیں؟ جہیز شوہر کو ملے گا یا ماں باپ کو؟ بینوا توجروا

الجواب:

نفقہ و خرچ و علاج کا مطالبہ شوہر سے نہیں ہو سکتا، درمختار میں ہے:

| | |
|--|--|
| لَا تَصِيرُ دِينَ الْإِبِلِ الْقَضَاءِ أَوْ الرِّضَاءِ وَبَيُوتِ أَحَدِهِمَا وَطَلَاقُهَا يَسْقُطُ الْمَفْرُوضُ لَهَا إِذَا اسْتَدَانَتْ بِأَمْرِ الْقَاضِي ^۱ ۔ | نفقہ خاوند کے ذمہ قرض نہیں بنتا تا وقتیکہ قاضی کا مقرر کردہ یا باہمی رضامندی سے طے کردہ نہ ہو، اور خاوند بیوی دونوں میں سے ایک کی موت یا طلاق سے نفقہ ساقط ہو جاتا ہے کیونکہ یہ صلہ کے طور پر لازم ہوتا ہے، ہاں اگر قاضی کے حکم پر بیوی نے قرض لے رکھا ہو تو پھر خاوند کو اس کی ادائیگی لازم ہوگی۔ (ت) |
|--|--|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|--|
| عَلَيْهِ مَا تَقْطَعُ بِهِ الصَّنَانُ لَا الدَّوَاءَ لِلْمَرَضِ وَلَا اجْرَةَ الطَّبِيبِ وَلَا الْفَصَادَ وَلَا الْحِجَامَ ^۲ ۔ | خاوند پر بدن کی حفاظت والی چیز لازم ہے۔ مرض کیلئے دوا، طبیب کی اجرت، فصد یا سنگی لگانے کی اجرت لازم نہیں ہے۔ (ت) |
|---|--|

یونہی خرچ تہیز و تکفین بھی مجرانہ ملے گا جبکہ والدین خواہ کسی نے بے اذن شوہر بطور خود کیا،

| | |
|---|---|
| فِي الْوَاحِدِ وَصَايَا رَدِّ الْمُحْتَارِ عَنْ حَاشِيَةِ الْفُصُولِ لِلرَّمْلِيِّ، الزَّوْجَةُ إِذَا صَرَفَهُ مِنْ مَالِهِ غَيْرَ الزَّوْجِ بِلَا إِذْنِهِ أَوْ إِذْنِ الْقَاضِي فَهُوَ مُتَبِعٌ كَالْأَجْنَبِيِّ ^۳ ۔ | ردالمحتار میں وصایا کی بحث کے آخر میں فصولین پر رملی کے حاشیہ سے منقول ہے کہ اگر کسی نے خاوند یا قاضی کی اجازت کے بغیر اس کی بیوی کو کفن دیا تو یہ خرچہ صرف کرنے والے کی طرف سے مفت ہوگا جیسا کہ کوئی اجنبی اپنی طرف سے مفت خرچ کر دے (ت) |
|---|---|

^۱ درمختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۱ھ

^۲ ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۹۲ھ

^۳ ردالمحتار فصل فی شہادۃ الاوصیاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۵۹ھ

جہیز ملک و ترکہ ہندہ ہے بر تقدیر عدم موانع ارث و وارث آخر و تقدیم دین و وصیت چھ سہام ہو کر تین سہم شوہر، دو سہم پدر، ایک مادر کو ملے گا۔ اسی حساب سے مہر ہندہ اگر باقی ہو تقسیم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۴: ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی دختر کا نکاح عمرو سے کیا اور پیش از نکاح ایک اقرار نامہ زید نے عمرو سے لکھوایا کہ میں بے رضامندی زوجہ کے اسے کہیں نہیں لیجا سکتا ہوں اور خود میں وہیں یعنی زوجہ کے مکان پر رہوں گا اور در صورت وعدہ خلافی میں نان نفقہ دوں گا، بعدہ نکاح ہوا اور مہر ڈھائی سو روپے کا بندھا جس میں کوئی شرط پیشگی دینے یا کسی میعاد کے قرار نہ پائی، اب عمرو اپنے خسر کے یہاں شب کو رہنا چاہتا ہے تو اس کا خسر اور خود زوجہ اسے گوارہ نہیں کرتے، عمرو کا مکان اسی شہر میں ہے وہ چاہتا ہے کہ اپنی زوجہ کو اپنے مکان پر لے جائے، اس صورت میں اسے اس امر کا اختیار ہے یا نہیں؟ اور اگر زید نہ لے جانے دے اور ہندہ نہ جائے تو مستحق نان نفقہ کی ہوگی یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

بیشک صورت مستفسرہ میں زید کو اختیار ہے کہ اپنی زوجہ کو اپنے مکان پر لے جا کر رکھے، زوجہ اور اس کے باپ کا بلاوجہ شرعی روکنا محض ظلم ہے، اور زوجہ نہ جائے گی تو نان نفقہ کی مستحق نہ ہوگی،

| | |
|---|--|
| لأنہا ناشئة لامتناعها بغیر حق وانما النفقة جزاء الاحتباس فاذا احتباس لانفقة كما صرحوا به قاطبة۔ | کیونکہ وہ نافرمان ہے اس لئے کہ وہ بلاوجہ مانع بنی ہوئی ہے جبکہ نفقہ خاوند کے حق میں پابند ہونے کا عوض ہے تو جہاں پابندی نہیں وہاں نفقہ نہیں ہوگا جیسا کہ سب نے اس کی تصریح کی ہے (ت) |
|---|--|

عمرو کا اقرار نامہ لکھ دینا کہ در صورت وعدہ خلافی نان نفقہ دوں گا کوئی چیز نہیں،

| | |
|--|---|
| فان شرط الله احق، ومن اشتراط شرط ليس في كتاب الله فليس له، وان شرط مائة مرة ^۱ ، كما قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في الحديث الصحيح، والله سبخنه وتعالى اعلم۔ | اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق شرط مقبول ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کوئی شرط لگائی تو وہ ناحق ہے اگرچہ ہزار بار شرط لگائے، جیسا کہ صحیح حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (ت) |
|--|---|

^۱ صحیح مسلم باب بیان ان الولاء لمن اعتق قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۹۴

ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ

مسئلہ ۱۶۵: ۱۲

علمائے کرام (رحمہم اللہ تعالیٰ) آپ کی کیا رائے ہے، کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہندہ کے باپ نے زید کو کہا کہ میری بیٹی سے شادی کرلو، زید نے کہا کہ میں فی الحال شادی نہیں کر سکتا کیونکہ میں طالب علم ہوں اور حصول علم میں نہ معلوم کتنی مدت صرف ہو، مجھے اس مدت میں بیوی کے نان و نفقہ پر قدرت نہ ہوگی، تو اس پر ہندہ کے والد نے چند لوگوں کی موجودگی میں زید کی اس مجبوری کے حالات کی تمام ذمہ داری اپنے ذمہ لے لی اور رضامندی کے ساتھ زید سے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا اور زید کو تحصیل علم کے لئے اجازت دے دی، اور اس کے چند سال بعد زید کی طلب علمی کے دوران تحصیل علم سے پہلے، ہندہ کے والد نے زید سے نان و نفقہ کا مطالبہ کر دیا، تو کیا اس صورت میں زید کو بیوی کا نان و نفقہ دینا واجب ہوگا یا نہیں، اور اس دوران اگر ہندہ کسی غیر مرد سے بدکاری کرے تو کیا وہ زید کے نکاح میں باقی رہے گی یا نہیں اور ہندہ پر کیا حکم شرعی ہوگا اور زید اپنی بیوی کی اس بد فعلی سے بری قرار پائے گا یا نہیں، اور اگر ہندہ رضامندی سے اپنا مہر معاف کر دے اور بعد مخالفت ہو جانے پر کہے کہ میں نے اس کو مہر معاف نہیں کیا تو کیا اب زید پر شرعاً مہر کا دعویٰ کر سکتی ہے یا نہیں؟ بینواتو جروا۔

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ چہ می فرماید علمائے دین اندریں مسئلہ کہ ہر گاہ بازید، پدر ہندہ گفت دخترم را شادی بکن زید گفت من فی الحال شادی نتوانستم چرا کہ طالب علم ہستم و حصول علم را مدت معلوم نیست کہ بچند سال بدست آید و قدرت نان و نفقہ اندریں مدت ندارم و پدر ہندہ دریں حالت اضطرابی اوبہ پیش چند مرد ماں ایں ہمہ شرائط مذکورہ بر ذمہ خود قبول کردہ و راضی شدہ دختر او بازید نکاح کنانیدہ برائے تحصیل علوم اجازت داد، پس بعد از چند سال قبل از تحصیل علوم از و نان و نفقہ طلب کرد و بریں تقدیر نان و نفقہ وغیرہ وادان بروے واجب خواہد شد یانہ واز ہندہ اگر بامرد اجنبی ازیں مدت حرام کاری وغیرہ صادر گردد در نکاح زید ثابت ماند یانہ ویر ہندہ شرعاً چہ حکم دادہ شود و شوہر ہندہ از بد فعلی اوبری کرد و یانہ و اگر ہندہ مہر خود عند الرضا ساقط گردد بعد از اں عند النزاع می گوید کہ مہرم راز و ساقط نکرده ام دعوے مہر اوبر زید شرعاً ثابت گردد یانہ۔ بینواتو جروا۔

الجواب:

مسئولہ صورت میں اگر بیوی نے اپنے آپ کو زید کے سپرد کر دیا اور بلا وجہ رکاوٹ نہ کی ہو تو خاوند کے ذمہ اس کا نفقہ واجب ہوگا اور بیوی کے والد کا نکاح سے پہلے اس کی ذمہ داریوں کو اپنے ذمہ لینا اگر

در صورت مستفسرہ اگر از جانب زن تسلیم نفس واقع شد و خوشمتن را از شوہر بنا و اجبی باز نہ داشت نفقہ اوبر ذمہ شوہر لازم شد و آں کہ پدر زن پیش از نکاح آں شرائط بر ذمہ خود قبول کرد اگر

اس کا مطلب یہ تھا کہ اس دوران نفقہ نہ دینے پر راضی ہے اور عہد کرتا ہے کہ تحصیل علم کے دوران بیوی تجھ سے نان و نفقہ طلب نہ کرے گی تو والد کا یہ عہد و پیمان اور رضامندی کوئی حیثیت نہیں رکھتی اگرچہ بالغ بیوی کی رضامندی سے یہ معاہدہ کیا ہو کیونکہ واجب ہونے سے پہلے دین کو ساقط کرنے کا کوئی مطلب نہیں ہے خصوصاً نفقہ کا معاملہ جو کہ روزانہ تھوڑا تھوڑا واجب ہوتا ہے۔ درمختار میں ہے کہ، مقرر ہونے سے قبل بری (ساقط) کرنا باطل ہے جبکہ مقرر ہو جانے کے بعد گزشتہ یا آئندہ ماہ کے نفقہ کو ساقط کرنا صحیح ہے، حتیٰ کہ اگر نکاح میں یہ شرط رکھی کہ نفقہ کا تقرر نہ ہوگا اور لباس سردی اور گرمی میں ایک ہوگا تو اس شرط کا کوئی اعتبار نہ ہوگا لہذا بیوی نکاح کے بعد نفقہ اور لباس کے تقرر کا مطالبہ کر سکے گی الخ۔ اور ردالمحتار میں فتح سے منقول ہے کیونکہ یہ وجوب سے قبل کسی چیز کو ساقط کرنا ہے لہذا جائز نہ ہوگا، اور اگر والد کے اس عہد و رضا کا مطلب یہ تھا کہ بیوی کے نان و نفقہ کا خاوند کی بجائے میں خود کفیل ہوں گا اور میں ذمہ دار ہوں گا تو اس سے مقصد خاوند کو ذمہ سے بری کرنا ہے جیسا کہ ظاہر ہے تو یہ عقد حوالہ ہوگا کیونکہ اصل کو بری کرنے کی شرط سے کفالت تبدیل ہو کر حوالہ بن جاتی ہے جبکہ حوالہ کا معنی یہ ہے کہ

معنیٰ اینست کہ او بنا دادن نفقہ راضی شد و پیمان داد کہ تا مدت تحصیل علم زن از توانان و نفقہ نخواهد این رضا و پیمان خود چیزے نیست اگرچہ حسب اجازت زن بالغہ شدہ باشد زیرا کہ اسقاط دین پیش از وجوب معنی ندارد و خاصۃً نفقہ کہ روزانہ شیاً فشیاً واجب می شود فی الدر المختار الابرار قبل الفرض باطل و بعدہ یصح مما مضی ومن شہر مستقبل حتی لو شرط فی العقد ان النفقة تكون من غیر تقدیر والکسوة کسوة الشتاء والصیف لم یلزم فلہا بعد ذلک طلب التقدیر فیہما^۱ الخ، و فی رد المحتار عن الفتح فہو اسقاط للشیء قبل وجوبہ فلا یجوز^۲ واگر مراد آنست کہ از جانب شوہر این دین را کفیل شدہ بر ذمہ خود گرفت اگر مقصود برات شوہرست کما ہو ظاہر الکلام این حوالہ باشد فان الکفالة بشرط برائة الاصلی حوالہ و حوالہ نقل دین ست

^۱ در مختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶۸

^۲ رد المحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۵۳

کسی کو قرض سے بری کر کے اپنے ذمے لے لینا، جیسا کہ تنویر الابصار میں ہے، اس کو ہندیہ میں نہر سے نقل کرتے ہوئے صحیح قرار دیا ہے، تو اس صورت میں ابھی قرض معدوم ہے تو اس کو نقل کر کے دوسرے کے ذمہ کیسے کیا جاسکتا ہے، درمختار میں ہے کہ، حوالہ، معلوم قرض میں صحیح ہوتا ہے الخ، ردالمحتار میں ہے کہ، حوالہ میں یہ شرط ہے کہ قرضخواہ کا اصل پر قرض ثابت ہو الخ، اور اس میں یہ بھی کہے، کہ، مال مجہول ہونے پر حوالہ صحیح نہ ہوگا، الخ، اور اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ، غازی اور دیگر مستحق شخص کے وظیفہ کا حوالہ صحیح نہ ہوگا کیونکہ یہ وظیفہ حاکم اور نگران کے ذمہ ان کے لئے ثابت شدہ نہیں ہے الخ، اور اگر والد کے اس عہد و رضا سے خاوند کو نفقہ سے بری قرار دینا نہیں تھا تو یہ کفالت صحیح ہوگی (اور خاوند بری الذمہ نہ ہوگا) کیونکہ ہندیہ میں ہے "مہر کی ضمانت پر نکاح کی فصل" میں ہے کہ، نکاح سے قبل مہر کی ضمانت صحیح ہے، اگر آپ چاہیں تو ہندیہ کی طرف رجوع کریں، اور یہ ہندیہ کا بیان امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے مفتی بہ قول کے موافق ہے کہ مستقبل کے نفقہ کی کفالت صحیح ہے اگرچہ یہ نفقہ ابھی واجب نہیں ہوا، جیسا کہ اس بات کو ردالمحتار میں واضح کیا ہے،

کما فی التنویر وهو الصحیح کما فی الہندیۃ عن النہر آنچناں کہ دین خود معدوم ست نقل راچہ معنی فی الدر المختار تصح فی الدین المعلوم^۱ الخفی رد المحتار الشرط کون الدین للمحتال علی المحیل^۲ الخ وفیہ لاتصح ہذہ الحوالۃ مع جہالۃ المال^۳ الخ وفیہ لاتصح ہذہ الحوالۃ لان کلامن الغازی والمستحق لم یثبت لہ دین فی ذمۃ الامام والنظر^۴ الخ واگر برائت شوہر منظور نیست کفالت اگرچہ صحیح شد کما فی الہندیۃ من فصل النکاح ضمان المہر من صحتہ الضمان بالمہر، عند الخطبۃ قبل النکاح فراجعہا ان شئت وهو الموافق للمفتی بہ من قول الامام ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ ان الکفالۃ بالنفقۃ المستقبلة تصح وان لم تجب بعد کما اوضحہ فی

^۱ درمختار کتاب الحوالۃ مطبع مجتہبی دہلی ۱۹۱۲

^۲ ردالمحتار کتاب الحوالۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۹۰/۳

^۳ ردالمحتار کتاب الحوالۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۹۰/۳

^۴ ردالمحتار کتاب الحوالۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۹۱/۳

(لہذا والد کی کفالت خاوند (زید) کی نفقہ سے برائت کو واجب نہیں کرتی) پس ہر حال میں خاوند پر نفقہ اپنی شرائط کے مطابق واجب ہوگا۔ ہاں اگر باہمی رضامندی یا قاضی کے فیصلہ سے ابھی نفقہ کی مقدار متعین نہیں ہوئی تھی، مثلاً ماہانہ اس قدر نقد یا خوراک کی یہ مقدار اور فلاں وقت پر لباس طے نہیں ہوا تھا اور کچھ مدت نفقہ دے بغیر گزر گئی ہو تو گزشتہ مدت کا نفقہ ساقط ہو جائے گا بیوی کو اس کے مطالبہ کا حق نہ ہوگا، اور آئندہ کے لئے مقدار متعین کرانے کا اس کو حق ہوگا تاکہ خاوند کے ذمہ قرض بن سکے اور مطالبہ پر اسے حاصل کر سکے درمختار میں ہے کہ، نفقہ خاوند کے ذمہ قرض نہیں بنتا تاوقتیکہ قاضی نے یا باہمی رضامندی سے طے نہ کر لیا گیا ہو، مثلاً یوں کہ اتنی مقدار جنس یا نقد مقرر کر لیا گیا ہو تو اس فیصلہ سے قبل کا نفقہ واجب الادا نہ ہوگا اور اس کے بعد والے نفقہ میں جو بیوی نے قرض لے کر یا خود اپنے مال سے قاضی کے حکم کے بغیر جو خرچ کیا ہو تو وہ خاوند سے وصول کر سکتی ہے الخ، ردالمحتار میں ہے: قاضی یا باہمی رضامندی سے قبل کا گزشتہ نفقہ خاوند پر واجب الادا نہ ہوگا (البتہ طے کرنے کے بعد کا واجب الادا ہوگا) اور آئندہ مستقبل کا نفقہ بھی واجب الادا نہ ہوگا کیونکہ وہ ابھی واجب نہیں ہوا، بیوی نے اگر شرعی طور پر اپنی رضامندی سے بلا جبر واکراہ خاوند کو مہر سے بری کر دیا ہو تو وہ مہر

ردالمحتار¹ اما کفالت موجب برائت ذمہ شوہر نباشد، پس بہر حال نفقہ بر شوہر بشرائط لازم ست، آرے اگر بتراضی یا قضائے قاضی نفقہ را فرض و تقدیرے میان نیامد مثلاً ماہانہ اس قدر زریا اس مقدار طعام و پارچہ آں گاہ ہر قدر مدت کے بے ادائے نفقہ گزشتہ نفقہ اوساقط گشت مطالبہ اش نتواں کرد آئندہ را طلب فرض و تقدیر کند تا دین شود و بر مطالبہ دست یا بد فی الدرالمختار النفقة لا تصیر دیناً الا بالقضاء والرضاء ای اصطلاحاً علی قدر معین اصنافاً و در اہم فقبل ذلك لا یلزمہ شیء، وبعده ترجع بما انفقت ولو من مال نفسها بلا امر قاض²، و فی ردالمحتار لا یلزمہ عما مضی قبل الفرض بالقضاء والرضاء ولا عما یستقبل لانه لم یجب بعد³، زن اگر شوئے خود را از مہر ابرائے شرعی بلا اکراہ کرد مہر از ذمہ شوہر ساقط شد اگرچہ اس معنی در خلوت محضہ

¹ ردالمحتار کتاب الکفالة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۶۳/۴

² درمختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۲۷۰/۱

³ ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۵۸/۲

روئے داد فاما نزد قاضی بے اقرار زن یا بینہ عادلہ رنگ ثبوت
نیابد اگر خدا نترسی کردہ بعد ابرابد عوسے پرداز قاضی بر ذمہ
شوہر ثابت سازد و معاملہ باطنی ایشان بمحکمہ قاضی حقیقی عالم
الغیب والشادۃ جل جلالہ پردہ از روئے حقیقت اندازد
فالقاضی انما یقضی بالظاہر واللہ سبحانہ یتولی
السرائر آرے جائیکہ تعجیل و تاخیل مہربہ بیان نیامدہ باشد
چنان کہ غالب مہور ایں دیار ہمچنان مے باشد آنجا بنائے کار بر
عرف دیارست و عرف عام و شائع ایں بلاد بلکہ دیگر ممالک ہم
ہمین ست کہ بمحکو صورت مہر نزد افتراق بموت یا طلاق حال
مے شود پس پیش ازاں مطالبہ زن مسموعی ندارد کما بینناہ فی
فتاوانا صراراً، زنائے زناں موجب بطلان نکاح آناں نیست
قال تعالیٰ بَیِّنَاتٌ عَلَیْکُمُ النِّکَاحُ ^{۱۷} تا آنکہ اگر با پدر یا پسر شوہر
ایں چنینس و قاحت روئے و ہد ہم نکاح باطل نشود اگرچہ زن
حرام ابدی گردد و متار کہ فی الفور فرض شود، فی الدر المختار
بحرمة المصاہرة

خاوند سے ساقط ہو جائے گا اگرچہ بیوی نے اپنی خلوت میں معاف کیا ہو، لیکن قاضی کے ہاں بیوی کے اقرار یا شہادت کے بغیر برائت ثابت نہ ہوگی، اگر بیوی خدا ترسی نہ کرتے ہوئے معاف کرنے کے بعد قاضی کے ہاں مہر کا دعویٰ کر دے تو قاضی خاوند کے ذمہ مہر کی ادائیگی لازم کر دے گا۔ تاہم دونوں کا یہ باطنی معاملہ، اللہ تعالیٰ جو کہ حقیقی قاضی عالم الغیب والشادۃ ہے کے دربار میں پیش ہوگا اور حقیقی فیصلہ پائے گا، قاضی تو ظاہر پر فیصلہ دیتا ہے باطنی امور تو اللہ تعالیٰ کے سپرد ہیں، ہاں اگر مہر کے مجلّٰل ہونے یا مؤجل کا فیصلہ نہ ہو اہو جیسا کہ عام طور پر اس علاقے میں ہوتا ہے تو ایسی صورت میں معاملہ علاقہ کے عرف پر ہوگا، جبکہ اس علاقے بلکہ دیگر ممالک میں بھی یہی ہے کہ میاں یا بیوی کی موت یا طلاق کے وقت جو بھی مہر ہو وہ ادا کیا جاتا ہے اور اس سے قبل عورت کے مطالبہ کو قابل توجہ نہیں سمجھا جاتا، جیسا کہ ہم نے کئی مرتبہ اپنے فتاویٰ میں بیان کیا ہے، بیوی کے زنا سے نکاح باطل نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **بَیْدَہٗ عَقْدَةُ النِّكَاحِ** (نکاح کی گرہ صرف خاوند کے ہاتھ میں ہے) یہی وجہ ہے کہ اگر بیوی اپنے خاوند کے باپ یا بیٹے سے بد فعلی کرے تو بھی نکاح باطل نہیں ہوتا اگرچہ بیوی ہمیشہ کے لئے خاوند پر حرام ہو جاتی ہے، اور فوری طور پر دونوں میں متارکہ فرض ہو جاتا ہے۔ درمختار میں ہے کہ، حرمت مصاہرہ

¹ القرآن الكريم ٢/٢٣٤

| | |
|--|--|
| <p>لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لہا التزوج بأخر الا بعد المتارکۃ وانقضاء العدة والوطی بہا لایکون زناً^۱، بہر حال زن بقدر جرم خودش مستحق حد یا تعزیر شود شوئے اگر در حفظ و منعش از قدر واجب تقصیر نہ کرد و بریں کار راضی نہ تیچ وبال برو نیست لَا تَزْنِ رَاٰ زَنًا وَّ ذَا رَاٰ اُخْرٰی وَاللّٰہُ سَبِیْحُنْہُ وَتَعَالٰی اَعْلَم۔</p> | <p>کے ساتھ نکاح باطل نہیں ہوتا حتی کہ دوسرے شخص سے اس بیوی کا نکاح حلال نہیں ہوگا تا وقتیکہ متارکہ کے بعد عدت نہ گزر جائے، اور متارکہ سے قبل اگر خاوند وطی کر لے تو زنا کا حکم نہ لگے گا، بہر حال بیوی اپنے جرم کی خود ذمہ دار ہے اس پر حد لگے گی یا تعزیر ہوگی، خاوند نے اگر حفاظت و نگرانی میں کوتاہی نہ کی ہو اور وہ اس کے اس فعل سے راضی نہ ہو تو اس پر کوئی وبال نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ایک کا بوجھ دوسرے پر نہ ہوگا۔ واللہ سببخنہ وتعالیٰ اعلم۔ (ت)</p> |
|--|--|

مسئلہ ۱۶۶: ۲۲ ربیع الاول شریف ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید صاحب جلداد ہے اس نے عرصہ بیس سال سے اپنی زوجہ ہندہ کو بسبب ڈال لینے دوسرے عورت کے تکرار کے بلا قصور شرعی گھر سے نکال دیا وہ اپنے باپ خالد کے مکان پر چلی آئی اس کا باپ متکفل رہا اس وجہ سے اس کو نان و نفقہ حاصل کرنے کی ضرورت نہ ہوئی چونکہ اب خالد کا انتقال ہو گیا لہذا اس کو نان و نفقہ حاصل کرنے کی ضرورت ہے، اس مدت بیس سال میں زید ہندہ کو اتفاق یکجائی نہ ہوا یہ امر مانع نان و نفقہ تو نہ ہوگا۔ بینوا تو جو روا۔

الجواب:

بیس سال گزشتہ کا نفقہ تو ہر طرح ساقط ہی ہو گیا، آئندہ کے لئے جبکہ اس کا نکلا اپنی خوشی سے نہ تھا بلکہ شوہر نے نکال دیا یہ دیکھا جائے گا کہ عورت کا اپنے باپ کے گھر رہنا شوہر ہی کے جبر سے ہے کہ وہ بلائے تو اسے جانے سے انکار نہ ہو تو وہ خود ہی نہیں بلاتا اس کا آنا نہیں چاہتا جب تو نفقہ کی مستحق ہے اور اگر یہی جانا نہیں چاہتی، وہ بلاتا ہے اور یہ نہیں جاتی تو استحقاق نہیں،

| | |
|---|---|
| <p>فی الدر المختار تجب للزوجة ولو ہی فی بیت ابیہا اذا لم یطال بہا الزوج بالنقلۃ وبہ یفتی،</p> | <p>در مختار میں ہے: بیوی اگر اپنے والد کے گھر ہو اور خاوند اپنے گھر منتقل ہونے کا مطالبہ نہ کرے تو بیوی کے لئے نفقہ واجب ہوگا، اسی پر فتویٰ دیا جائیگا،</p> |
|---|---|

^۱ در مختار فصل فی المحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۸/۱

| | |
|---|--|
| <p>و کذا اذا طال بها ولم تمتنع او مرضت وفي منزلها بقية ولنفسها ما منعت وعليه الفتوى ^۱ اه ملقطاً. وفي الهندية عن البدائع لها النفقة بعد النقلة وقبلها ايضاً اذا طلبت النفقة فلم ينقلها الزوج وهي لا تمنع من النقلة لو طال بها الزوج وان كانت تمنع فلا نفقة لها كالصحيحة ^۲ قلت والشرط عدم منعها لا وجود طلبها كما حققنا فيما علقناه على رد المحتار وهو المصريح في الفتح عن الخلاصة عن الجامع الكبير واليه اخر كلام البدائع ايضاً يشير۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> | <p>اور یونہی اگر وہ منتقل ہونے کا مطالبہ کرے اور بیوی انکار نہ کرے یا بیوی اس وقت بیمار ہو اور اپنے گھر میں اور اپنے آپ کو خاوند کے سپر د کرنے سے مانع نہ ہو تو بیوی کا نفقہ واجب ہے، اسی پر فتویٰ ہے اھ ملقطاً۔ اور ہندیہ میں بدائع سے منقول ہے بیوی کیلئے نفقہ واجب ہوگا جب وہ خاوند کے ہاں منتقل ہو جائے، یا قبل منتقل ہونے کے جب عورت نفقہ کا مطالبہ کرے تو خاوند اسے منتقل نہ کرے حالانکہ بیوی منتقل ہونے سے انکاری، نہ اگر خاوند اسے منتقل کرنا چاہے، اور اگر وہ منتقل ہونے سے انکار کرے تو پھر اس کے لئے نفقہ نہیں جیسا کہ صحت مند ہونے کے باوجود منع کرنے پر نفقہ نہیں ہے، قلت (میں کہتا ہوں) شرط یہ ہے کہ عورت انکاری نہ ہو، خاوند کا مطالبہ کرنا شرط نہیں، جیسا کہ ہم نے رد المحتار کے حاشیہ میں اس کی تحقیق کی ہے اور یہی فتح میں خلاصہ سے بحوالہ جامع کبیر منقول ہے، اور بدائع کا آخری کلام بھی یہی اشارہ دیتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p> |
|---|--|

مسئلہ ۱۶۷: از منڈی ہلدوانی ضلع نینی تال سررشتہ ڈپٹی کمشنری مرسلہ منشی علی الدین احمد ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۱۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی عورت ہندہ زید سے سخت دشمنی رکھتی ہے، ایک دفعہ زید کے غیبت میں
اناج بیچا، زید نے بہت تھوڑا سامان اکتوں میں کود پڑی، غیر مردوں نے نکالا، باریک کپڑے جوان عمر، پانی میں بھیک کر بے
ستری ہوئی، کنویں سے نکل کر بولی بازار اور سرائے میں بیٹھوں گی مگر زید کے گھر نہ جاؤں گی، اس پر وہ غیر آدمی اپنے گھر لے گئے
جب زید نوکری سے آیا وہاں سے سوار ہو کر ہندہ کے ماں باپ کے یہاں بھیج دیا، وہاں سے پھر آئی اور یہ عادت رکھی کہ ذرا سی
تکرار پر دن دوپہر کو سر بازار پیادہ پا آدھ آدھ میل تک کسی کے مکان زید کو زک دینے اور بدنام کرنے کے لئے چلی جاتی
ہے، زید کے لڑکے بالغ ہو گئے ہیں وہ ہر طرح اپنی ماں کے ساتھ ہیں اس سے مل کر زید کا مقابلہ کرتے ہیں کاٹنے اور داڑی
پکڑنے تک نوبت پہنچ گئی ہے

^۱ در مختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۶/۱

^۲ فتاویٰ ہندیہ الفصل الاول فی نفقة الزوجة نورانی کتب خانہ پشاور ۵۴۶/۱

اور کہتے ہیں تمہارے پاس مسالہ ہی کیا ہے جس پر مزاج دکھاتے ہو تم سے زائد تو اب ہمارے پاس ہے، ہندہ کو اپنے شوہر کے پاس آنے سے بھی عذر اور حیلہ اور انکار ہمیشہ رکھتی ہے، ایک قاعدہ یہ بھی مقرر کیا ہے کہ بغیر اطلاع زید کے کسی لڑکے کو ساتھ لے کر زید کے یہاں آجاتی ہے اور چار پانچ مہینے رہ کر کل نقد و جنس اپنے قبضے میں کر کے جب زید اپنی نوکری پرالہ آباد جاتا ہے ہندہ اور لڑکا اپنے ماں کے یہاں لکھنؤ چلے آتے ہیں اس مال کا پھر کبھی پتہ نہیں چلتا اس صورت میں لڑکوں کے حق حقوق اور ہندہ کے نان و نفقہ اور مہر کی نسبت از روئے شرع شریف کیا حکم فرماتے ہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

لڑکے جبکہ جوان اور خود مالدار ہیں تو ان کا کوئی حق ذمہ زید باقی نہیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ اس قدر موزی و عاق ہیں والعیاذ باللہ رب العلمین ایسے لڑکوں اور عورت کے لئے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذاب شدید و غضب عظیم کا استحقاق ہے، عورت جبکہ اس کے یہاں آنے سے ہمیشہ عذر و انکار رکھتی ہے اور جب کبھی آنا ہوتا ہے وہ اس لئے نہیں کہ شوہر کی قیدی بن کر رہے بلکہ خود مختار نہ بالجبر آنا اس غرض فاسد سے ہوتا ہے کہ اندوختہ لوٹ کر لے جائے جیسا کہ تقریر سوال سے ظاہر تو ایسی صورت میں یہ عورت صریحاً ناشرہ ہے اس کا نان و نفقہ اصلاً زید کے ذمہ نہیں، در مختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| النفقة جزاء الاجتناس وكل محبوس لمنفعة غيره | نفقہ بیوی کے پابند ہونے کا معاوضہ ہے اور جو دوسرے کے حق میں محبوس ہو تو اس کا نفقہ پر لازم ہوتا ہے۔ (ت) |
|--|---|

البتہ مہران حرکات سے ساقط نہیں ہوتا اور اس کی کوئی میعاد ادا مقرر نہ ہوئی تھی تو حسب عرف بلاد بعد موت یا طلاق ادا کرنا واجب ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۸: از ریاست رام پور، بزرگ ملا ظریف گھیر عبدالرحمن خاں مرحوم مرسلہ عبدالرؤف خاں ۲۵ محرم ۱۳۱۶ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص شرارت سے نہ تو اپنی زوجہ کو اپنے پاس بلاتا ہے نہ طلاق دیتا ہے بلکہ کہتا ہے کہ تجھ کو معلقہ رکھوں گا، اب اس صورت میں وہ بیچاری حاکم عدالت سے فریاد کر کے طلاق لے سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

^۱ در مختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۶/۱

الجواب

| | |
|--|--|
| <p>(اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:) عورتوں کو یا تو اچھی طرح رکھو یا اچھی طرح چھوڑ دو۔</p> <p>(اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) یا بھلائی کے ساتھ رکھنا یا کٹائی کے ساتھ چھوڑ دینا۔</p> <p>(اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) عورتوں سے اچھے برتاؤ کے ساتھ زندگانی کرو۔</p> <p>(اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) جہاں آپ رہو وہاں عورتوں کو رکھو اپنے مقدور کے قابل اور انہیں نقصان نہ پہنچاؤ کہ ان پر تنگی لاؤ۔</p> <p>(اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) پورے ایک طرف نہ جھک جاؤ کہ عورتوں کو یوں چھوڑ کر جیسی ادھر میں لگتی۔</p> | <p>قال الله سبحانه وتعالى فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ¹۔</p> <p>وقال تعالى فَأَمْسَاكِ بِمَعْرُوفٍ أَوْ نَسْرِحِي بِإِحْسَانٍ²۔</p> <p>وقال تعالى وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ³۔</p> <p>وقال تعالى أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وَجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ⁴۔</p> <p>وقال تعالى فَلَا تَبِيحُوا أَكْلَ الْبَنِيِّ فَتَكُنَ لَكُمْ لُكُفَةً⁵۔</p> |
|--|--|

بالجملہ عورت کو نان و نفقہ بھی واجب اور رہنے کو مکان دینا بھی واجب اور گاہ گاہ اس سے جماع کرنا بھی واجب جس میں اسے پریشان نظری نہ پیدا ہو، اور اسے معلقہ کر دینا حرام، اور بے اس کے اذن و رضا کے چار مہینے تک ترک جماع بلا عذر صحیح شرعی ناجائز، اور بعد نکاح ایک بار جماع تو بالاجماع بالاتفاق حق زن ہے کہ اسے بھی ادا نہ کرے تو عورت کے دعویٰ پر قاضی مرد کو سال بھر کی مہلت دے گا اگر اس میں بھی جماع نہ ہو تو بطلب زن تفریق کر دے گا، مگر ایک بار کے بعد پھر جبری تفریق کا قاضی کو اختیار نہیں، نہ ہمارے نزدیک نفقہ نہ دینے پر تفریق ہو سکتی ہے، ہاں قاضی اعانت ضعیفاء ومدد مظلومین کے لئے مقرر ہوا ہے، تو اس پر لازم کہ جس طرح ممکن ہو دفع ظلم کرے، ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|---------------------------------|
| فتح القدیر میں فرمایا: واضح ہو کہ بیوی سے جماع مطلقاً | قال في الفتح اعلم ان ترك جماعها |
|---|---------------------------------|

¹ القرآن الكريم ۲۳۱/۲² القرآن الكريم ۲۲۹/۲³ القرآن الكريم ۱۹/۴⁴ القرآن الكريم ۶/۶۵⁵ القرآن الكريم ۱۲۹/۴

| | |
|---|--|
| <p>ترک کر دینا حلال نہیں، ہمارے اصحاب نے تصریح فرمائی ہے کہ دینا نہ لگے گا ہے بیوی سے جماع کرنا واجب ہے لیکن اس پر قاضی کو کاروائی کا حق نہیں کہ وہ خاوند پر لازم قرار دے تاہم نکاح کے بعد پہلا جماع خاوند پر قاضی لازم کر سکتا ہے اور فقہاء کرام نے اس جماع کے لئے مدت کا تعین نہیں کیا کہ کتنے مدت کے اندر واجب ہے تاہم یہ ضروری ہے کہ یہ وقفہ ایلاء کی مدت (چار ماہ) تک نہ پہنچنے پائے الا یہ کہ بیوی کی رضامندی اور خوش طبعی سے جتنا وقفہ ہو اہ ایک دفعہ جماع کر لینے سے قضاء بیوی کا حق ساقط ہو جائے گا یعنی اگر دوران نکاح ایک مرتبہ بھی جماع نہ کیا ہو تو بیوی کے مطالبے پر قاضی خاوند کو ایک سال کی مہلت دے گا اور اس مدت میں جماع نہ کرنے پر قاضی نکاح کو فسخ کر دے گا، اور ایک مرتبہ جماع کر لیا ہو تو پھر قاضی مداخلت نہ کرے کیونکہ معلوم ہو چکا ہے کہ خاوند نکاح کے وقت نامرد نہ تھا تاہم قاضی خاوند کو مزید جماع کا مشورہ دے گا کیونکہ خاوند پر حقوق زوجیت واجب ہے لیکن مریض ہو یا عارضی مردی کمزوری یا کوئی اور وجہ ہو تو واجب نہیں اور ظہار کے باب میں بیان رہا ہے کہ قاضی پر ضروری ہے کہ وہ بیوی کی پریشانی دور کرنے کیلئے ظہار کرنے والے خاوند کو کفارہ ظہار دینے پر قید اور جسمانی سزا کے ساتھ مجبور کرے تاکہ وہ کفارہ دے یا طلاق دے، اہ، مختصر (ت)</p> | <p>مطلقاً لایحل له صرح اصحابنا بان جماعها احیاناً واجب دیانة لكن لا یدخل تحت القضاء والالزام الا الوطأة الاولى ولم یقدر وافیہ مدة، ویجب ان لا یبلغ به مدة الا یلاء الا برضاها وطیب نفسها به اھ ویسقط حقها بمرّة فی القضاء ای لانه لو لم یصبها مرّة یؤجله القاضی سنة ثم یفسخ العقد امالوا صابها مرّة واحدة لم یتعرض له لانه علم انه غیر عنین وقت العقد بل یأمره بالزیادة احیاناً لو جوبها علیه الا العذر مرض او عنة عارضة او نحو ذلك وسیأتی فی باب الظهار ان علی القاضی الزام المظاهر بالتکفیر دفعا للضرر عنها بجس او ضرب الی ان یکفر او یطلق اھ¹ مختصراً۔</p> |
|---|--|

بحر الرائق میں ہے:

| | |
|--|---|
| <p>فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ عورت کو حق کہ خاوند سے جماع کا مطالبہ کرے، اور ساتھ ہی اس پر لازم ہے کہ کفارہ دینے تک خاوند کو جماع سے روکے، اور قاضی کو</p> | <p>قالو وللبرأة ان تطالبه بالوطأ وعليها ان تمنعه الاستمتاع حتى يكفر، وعلى القاضی ان يجبره على التكفير</p> |
|--|---|

¹ رد المحتار باب القسم دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۹۸/۲

| | |
|--|---|
| <p>دفعاً للضرر عنها بحبس فان ابي ضرب به ولا يضرب في الدين ولو قال قد كفرت صدق ما لم يعرف بالكذب وفي التتارخانية اذا ابي عن التكفير عزرة بالضرر والحبس الى ان يكفر او يطلق¹۔</p> | <p>حق ہے کہ وہ بیوی کی پریشانی دور کرنے کیلئے خاوند کو قید کر کے کفارہ دینے پر مجبور کرے اور اگر خاوند انکار کرے تو اس کو جسمانی سزا دے جبکہ قرض کے معاملہ میں قاضی جسمانی سزا نہیں دے سکتا، اور اگر خاوند بتائے کہ میں نے کفارہ دے دیا ہے تو قاضی اس کی تصدیق کرے جب تک اس کا جھوٹ واضح نہ ہو، اور تاتارخانیہ میں ہے کہ اگر کفارہ دینے سے انکار کرے تو قاضی خاوند کے کفارہ ادا کرنے یا طلاق دینے تک اسے جسمانی تعزیر اور قید کر سکتا ہے۔ (ت)</p> |
|--|---|

جب یہ اصول معلوم ہو گئے حکم مسئلہ واضح ہو گیا پاس نہ بلانا ترک جماع کو مستلزم اور نفقہ نہ دینے کو بھی محتمل، ترک جماع اگر راساً ہے یعنی بعد نکاح اس کے پاس گیا ہی نہیں تو قاضی شرع اس پر جبر کرے گا کہ پاس جائے، اگر ظاہر ہو گا کہ اسے اس عورت سے مجامعت پر قدرت نہیں تو بعد دعویٰ عورت وہی مسائل عنین و مہلت یکمال و تفریق جبری بطلب زن جاری ہو لگے، اور اگر باوصف قدرت نہیں جاتا خواہ ابتداءً خواہ ترک مطلق کا ارادہ کر لیا ہے اور عورت کو اس سے ضرر ہے تو قاضی مجبور کرے گا کہ جماع کرے یا طلاق دے، اگر نہ مانے گا قید کرے گا اگر نہ مانے گا مارے گا یہاں تک دو باتوں سے ایک کرے،

| | |
|---|--|
| <p>وذلك رفعاً للمعصية ودفعاً للضرر وقد نصوا كما في البحر والد وغيرهما ان كل مرتكب معصية لاحد فيها ففيها التعزير² وفي رد المحتار قوله وعلى القاضي الزامه به، اعتراض بأنه لا فائدة للاجبار على التكفير الا الوطئ والوطئ لا يقضى به عليه الامرة، قال الحنوي وفرض المسئلة فيما اذا لم يوطأها</p> | <p>یہ تعزیر اس لئے ہے کہ خاوند گناہ ختم کرے اور بیوی کی پریشانی دور کرے، اور فقہاء کرام نے ذکر کیا ہے کہ وہ جرم جس پر حد نہیں ہے تو اس میں تعزیر ہوگی جیسا کہ بحر اور در وغیرہما میں مذکور ہے۔ اور رد المحتار میں ہے کہ در مختار کا یہ بیان کہ قاضی پر لازم ہے الخ، یہ ایک اعتراض کا جواب ہے، اعتراض یہ ہے کہ خاوند کو کفارہ دینے پر مجبور کرنے کا مقصد صرف بیوی سے جماع ہے جبکہ جماع کے معاملے میں قاضی خاوند کو نکاح کے بعد ایک سے زائد مرتبہ پر مجبور نہیں کر سکتا تو حموی نے کہا اور جواب کے لئے</p> |
|---|--|

¹ بحر الرائق باب الظهار ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۴/۹۷-۹۶

² در مختار باب التعزیر مطبع مجتبائی، دہلی ۱۴/۳۲

| | |
|--|---|
| <p>قبل الظہار ابدأ بعید، او قد یقال فأئدة الاجبار رفع المعصية اه ای ان الظہار معصية حاملة له على الامتناع من حقها الواجب عليه دیانة فیأمره برفعها لتحل له کما یأمر المولى من امرأته بقر بانها فی المدة او یفرق بینہما لدفع الضرر عنها¹ مختصراً۔</p> | <p>یہ فرض کرنا کہ ظہار سے قبل خاوند نے ایک مرتبہ بھی جماع نہ کیا ہو تو تب قاضی مجبور کر سکتا ہے، تو یہ بعید سی بات ہے، یا جواب میں یوں کہا جائے گا کہ خاوند کو مجبور کرنے کا مقصد خاوند کے جرم کا ازالہ ہے، یعنی ظہار کرنا جرم ہے جو خاوند کو بیوی کے اس حق کی ادائیگی سے روکتا ہے جو دیانتہر خاوند پر واجب ہے تو اس لئے قاضی اس کو جرم کے ازالہ کا حکم دے گا تاکہ بیوی حلال ہو سکے، جیسے مولیٰ اپنے غلام کو ظہار کی مدت میں بیوی سے جماع کرنے یا طلاق دینے کا حکم کر سکتا ہے تاکہ بیوی کی پریشانی دور ہو سکے۔ اہ مختصراً (ت)</p> |
|--|---|

اور نفقہ نہ دینے پر اگر ادائے نفقہ پر قادر ہے تو قاضی بقدر مناسب عورت کے لئے نفقہ مقرر کرے گا اور شوہر کو اس کے ادا کا حکم
دے گا اگر نہ مانے گا قید کرے گا اور اس مدت میں اس سے نہ پانے کے سبب جو کچھ عورت قرض لے کر خواہ اپنے مال سے اپنے
نفقہ میں صرف کرے گی سب شوہر پر دین ہو گا اور اس سے دلایا جائیگا مگر یہاں تفریق کر دینے یا طلاق پر جبر کرنے کی صورت
نہیں،

اقول: اور وجہ فرق ظاہر ہے جماع و نفقہ دونوں کی طرف عورت محتاج اور ان کے نہ ملنے میں اس کا ضرر، اور دفع ضرر جس طرح
ممکن ہو واجب، اور طرق دفع میں آسان تر کا لحاظ لازم کہ طرف ثانی کا بھی اضرار نہ ہو، جماع ایسی چیز ہے کہ غیر شوہر سے اس کا
ملنا محال، تو طریق دفع اس میں منحصر کہ شوہر جماع کرے یا طلاق دے کہ وہ دوسرے سے نکاح کر سکے، بخلاف نفقہ کہ یہ حاجت
اپنے مال سے خواہ دوسرے سے قرض لے کر بھی مندرج ہو سکتی ہے، عورت کا ضرر یوں دفع ہو گیا کہ حاجت روا ہوئی اور جو اٹھا وہ
بعد فرض قاضی شوہر پر قرض رہا تو یہاں طلاق پر مجبور کرنے میں شوہر کا ضرر زائد ہے جس کی طرف عورت سے دفع ضرر میں
حاجت نہیں۔ تنویر میں ہے:

| | |
|---|--|
| <p>لا یفرق بینہما بعجزہ عنها ولا بعدہ ایفائہ حقہا ولو موسراً²۔ اہ مختصراً۔</p> | <p>نفقہ سے عاجز ہو جانے پر اور امیر ہوتے ہوئے بھی بیوی کو پورا حق نہ دینے پر قاضی دونوں کی تفریق نہ کرے گا، اہ مختصراً (ت)</p> |
|---|--|

ردالمحتار میں ہے:

¹ تنویر الابصار باب الظہار دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۷۶/۲

² درمختار باب النفقة مطبع مجتبائی ۲۶۹/۱

| | |
|---|--|
| بل یفرض لہا النفقة علیہ ویأمرہا بالاستدانة ¹ ۔ | بلکہ قاضی خاوند کے ذمہ بولی کا نفقہ کر دے گا اور بیوی کو خاوند کے نام قرض لے کر خرچ کرنے کا فیصلہ دے گا۔ (ت) |
|---|--|

در مختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| وبعدہ ترجع بہا انفقت ولو من مال نفسها بلا امر قاض ² ۔ | اس کے بعد بیوی خرچ کیلئے نفقہ کو خاوند سے وصول کرے گی جو بیوی نے خرچ کیا ہو خواہ اس نے پانے ہی مال سے قاضی کے حکم کے بغیر خرچ کیا ہو۔ (ت) |
|--|---|

شامیہ میں بدائع سے ہے:

| | |
|--|--|
| یحبس فی نفقة الاقارب كالزوجات ³ ۔ | قریبوں کے نفقہ میں قید کیا جاسکتا ہے جیسا کہ بیویوں کے نفقہ میں قید کیا جاسکتا ہے۔ (ت) |
|--|--|

اور اگر شوہر فقیر ہے کہ نفقہ نہیں دے سکتا جب بھی حکم یہی ہے کہ تفریق نہیں اور محتانی معلوم ہو تو قید بھی نہیں بلکہ قاضی نفقہ مقرر کر کے عورت کو قرضاً صرف کرنے کا حکم دے جو کچھ حسب قرار داد قاضی خرچ ہوتا رہے ذمہ شوہر دین ہو اگرے گا یہاں تک کہ زمانہ اس کو تو نگری کی طرف پلٹ لے، اس وقت سب وصول کر لیا جائے مگر اگر قاضی دیکھے کہ عورت کو اس امید پر قرض نہیں ملتا تو شوہر کو سمجھائے کہ طلاق دے دے، اگر نہ مانے تو قاضی جبکہ نائب مقرر کرنے کا اختیار ہو باختیار خود ورنہ حکم والی مسلم مقدمہ کسی شافعی المذہب کے سپرد کر دے کہ ان کے یہاں جب کہ شوہر کا نفقہ دینے سے عاجز ہو تفریق کرا دیتے ہیں وہ فریقین کو بلا کر بعد سماع مقدمہ و ثبوت عجز تفریق کر دے، یہ حکم جب قاضی حنفی کے حضور پیش ہو اسے نافذ کر دے کہ شوہر جب حاضر ہو تو حاکم شافعی کا ایسا حکم ہمارے نزدیک لائق تنفیذ مانا جاتا ہے، یوں عورت اس بلا سے خلاصی پاسکتی ہے۔ در مختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| جوزہ الشافعی بأعسار الزوج. ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ نعم لو امر شافعیاً فقضی بہ نفذ ⁴ ۔ | خاوند کے تنگدست ہو جانے پر نفقہ کی وجہ سے تفریق کو امام شافعی نے جائز قرار دیا ہے، اور اگر حنفی قاضی یہ فیصلہ دے تو نافذ نہ ہوگا، ہاں حنفی قاضی اگر شافعی قاضی کو فیصلہ دینا سپرد کر دے پھر شافعی قاضی فیصلہ دے تو اس کا فیصلہ دے تو اس کا فیصلہ نافذ ہو جائے گا۔ (ت) |
|--|---|

¹ ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۵۶

² در مختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۷۰

³ ردالمحتار بحوالہ البدائع باب النفقة ۲/۲۸۷ و فصل فی الحبس دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۳۲۲

⁴ در مختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶۹

ردالمحتار میں ہے:

قوله نعم لو امر شافعيًا، أي بشرط أن يكون مأذونًا له بالاستنابة، خانية. قال في غرر الاذكار ثم اعلم ان مشائخنا استحسنوا ان ينصب القاضي الحنفي نائبًا من مذهب التفریق بينهما اذا كان الزوج حاضرا و ابى عن الطلاق لان دفع الحاجة الدائمة لا يتيسر بالاستدانة اذا ظاهر انها لا تجد من يقرضها وغنى الزوج مالا امر متوهم فالتفریق ضروري اذا طلبته وان كان غائبا لا يفرق لان عجزه غير معلوم حال غيبته وان قضى بالتفریق لا ينفذ قضائه لانه ليس في مجتهد فيه لان العجز لم يثبت¹ اه وتما مه فيه، والله تعالى اعلم۔

ما تن کا کہنا کہ "ہاں اگر شافعی کو کہے" یعنی بشرطیکہ ہو حنفی قاضی دوسرے کو فیصلہ سپرد کرنے کا مجاز ہو، خانیہ غرر الاذکار میں کہا ہے کہ واضح ہو کہ ہمارے مشائخ نے یہ پسند کیا ہے حنفی قاضی کسی ایسے شخص کو اپنا نائب قرار دے جس کا مذہب یہ ہو کہ خاوند اور بیوی میں نفقہ کی وجہ سے تفریق جائز ہے، توجب خاوند حاضر ہو اور طلاق دینے سے انکاری ہو تو وہ نائب بیوی کے مطالبہ پر تفریق کر دے کیونکہ نفقہ کی دائمہ حاجت قرض لینے سے حل نہیں ہوتی جبکہ ظاہر یہی ہے کہ بیوی کسی قرض دینے والے کو نہیں پاتی اور خاوند کا بعد میں کسی وقت امیر ہونا موہوم معاملہ ہے لہذا بیوی کے مطالبہ پر تفریق ضروری ہے، اور اگر خاوند غائب ہو تو پھر تفریق نہ کرے کیونکہ غیر موجودگی کی وجہ سے خاوند کا نفقہ سے عاجز ہونا معلوم نہیں ہے تو اس صورت میں اگر تفریق کی تو نافذ نہ ہوگی کیونکہ غائب ہونے کی صورت میں عجز ثابت نہ ہونے پر مسئلہ اجتہادی نہ رہے گا، مکمل بیان ردالمحتار میں ہے۔

والله تعالى اعلم۔ (ت)

۲۰ صفر ۱۳۱۸ھ

از پنجاب مرسلہ مولوی فاضل صاحب

مسئلہ ۱۶۹:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی دو ہمیشیں حالت جوانی میں بیوہ ہو گئیں اور انہوں نے عقدِ ثانی نہیں کیا اور دونوں کے پاس دو مکان پیدا کردہ شوہر کے ہیں لیکن ترکہ پدری کچھ بھی نہیں ہے کہ جس سے ان بیوگان کی گزر ہو سکے، اور زید بھی کم قدرت ہے اور اہل و عیال رکھتا ہے مگر اپنے اوپر تکلیف اٹھا کر ہمیشوں کی خبر گیری بھی کرتا ہے، پس اس صورت میں زید کا بہنوں کے ساتھ یہ برتاؤ از قسم سلوک ہے یا از قسم واجب، اور بہنوں کا نان و نفقہ بھائیوں پر واجب ہے یا تورع و احسان، اور اگر واجب ہے تو کس صورت میں؟ بینوا تو جروا۔

¹ ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۵۶/۲

الجواب:

صورت مستفسرہ میں بہنوں کا نان و نفقہ بھائی پر واجب ہے دوش شرط سے:

اول: زید ان کی اعانت پر قادر ہو یعنی اپنی حاجت اصلیه سے فاضل چھپن روپے کا مالک ہو یا ایسا مال نہیں رکھتا بلکہ پیشہ ور ہے تو اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے نفقہ سے پس انداز ہوتا ہو جس سے بہنوں کی اعانت کر سکے۔

دوم: بہنیں زیور وغیرہ کوئی مال ذاتی نہ رکھتی ہوں جو ان کی حاجت اصلیه سے زائد چھپن روپے کا ہو، نہ کھانے کے لئے اناج پہننے کے لئے کپڑا یا دام موجود ہو کہ یہ جب تک رہے گا اس قدر نفقہ دوسرے پر واجب نہ ہوگا اگرچہ چھپن روپیہ سے کم کا ہو، نہ مکان اس قابل ہو کہ اس کا ایک حصہ بیچ کر باقی میں گزر کر سکیں، ایسا ہوگا تو بیچ کر خود اپنے نفقہ میں اٹھانا لازم ہوگا جب نہ رہے گا بھائی پر نفقہ آئے گا، نہ وہ عورتیں دستکاری مثل سلائی وغیرہ کے ایسا کر رہی ہوں جو ان کے نفقہ کو کافی ہو، اگر ایسا ہے تو اپنا نفقہ خود انہیں پر ہے بھائی پر نہیں، ہاں اگر وہ دستکاری نہیں کرتیں، نہ اپنے کسی مال سے اپنی بسر کر سکتی ہے تو بھائی پر نفقہ واجب ہوگا اور وہ یہ نہ کہہ سکے گا کہ تم سلائی وغیرہ کوئی کام مزدوری کا کر کے اپنا پیٹ پالو، یہ دوش شرطیں متحقق ہوں تو نفقہ بھائی پر ہے تنہا اس پر جب کہ ان عورتوں کا وارث صرف وہی ہو ورنہ بقدر میراث جبکہ اس کے سوا ان کا اور کوئی وارث ذی مقدور مثل دوسرے بھائی یا بہن یا دختر کے ہو۔ در مختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| تجب (علی موسر یسار الفطرة) علی الاجع ورجع الزلیعی والکمال انفاق فاضل کسبہ (النفقة لكل ذی رحم محرم صغیر او انثی) مطلقاً (ولو بالغة صحیحة او) کان الذکر (بالغا عاجزا) عن الکسب (فقیرا) حال من المجموع بحیث تحل له الصدقة ولو له منزل و خادم علی الصواب بدائع (بقدر الارث) ^۱ اہم لمتقطا۔ | (فطرانہ کے وجوب والی استعداد والے پر) زیادہ رائج قول کے مطابق نفقہ واجب ہے، جبکہ زلیعی اور کمال نے ضروری آمدن سے زائد کسب والے پر وجوب کو ترجیح دی ہے (نفقہ دینا ہر ذی رحم محرم نابالغ یا عورت کو) مطلقاً (اگرچہ عورت بالغہ صحت مند ہو) یا لڑکا (بالغ عاجز ہو) محنت سے (جبکہ یہ فقیر ہوں) لازم ہے تو فقیر ہونا تمام کا حال ہے یوں کہ اس کو صدقہ حلال ہو اگرچہ اس کا اپنا مکان اور خادم ہو، درست قول کے مطابق یہی حکم ہے، بدائع (یہ نفقہ ہر ایک کو بقدر وراثت دینا لازم ہے) اہم لمتقطا (ت) |
|--|---|

^۱ در مختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۴۷۱ ۲۷۶۲۲

ردالمحتار میں ہے:

ماتن کا قول "مطلقاً" یہ لفظ "انثیٰ" کی قید ہے یعنی خواہ بالغ ہو یا تندرست ہو محنت پر قادر ہو، لیکن اگر وہ عملاً محنت کر رہی ہو مثلاً دایہ یا غسل دینے والی ہو، تو اس کے لئے نفقہ واجب نہ ہوگا، اور ماتن کا قول "بحیث تحل له الصدقة" (اس کے لئے صدقہ حلال ہو) یعنی وہ نامی نصاب یا غیر نامی جو اصلی حاجت سے زائد، کا مالک نہ ہو، اس میں ظاہر یہ ہے کہ جس مال کا وہ مالک ہو وہ نفقہ کی جنس سے نہ ہو، کیونکہ اگر وہ نصاب سے کم غلہ یا نقد کا مالک ہو تو اگرچہ اس کے لئے صدقہ حلال ہے لیکن اس کے لئے نفقہ ظاہراً واجب نہیں، کیونکہ نفقہ کے وجوب کی علت ضرورت کی کفایت ہے اور جب تک اس کے پاس نفقہ کی کفایت والا مال موجود ہے تو دوسرے پر اس کا نفقہ نہ ہوگا۔ اور ماتن کا قول "لو له منزل و خادم" (اگرچہ اس کا مکان اور خادم ہو) یعنی جبکہ وہ ان کا حاجت مند ہو۔ اور ذخیرہ میں ہے کہ اگر اس کی حاجت مکان کے کچھ حصے میں پوری ہو جاتی ہے تو اس کو مکان کے باقی حصہ کو فروخت کر کے اپنے نفقہ میں خرچ کرنے کو کہا جائے گا، اور یونہی اگر اس کے پاس اعلیٰ قسم کی سواری ہے تو اس کو فروخت کر کے ادنیٰ قسم کی سواری خریدنے کے لئے کہا جائے گا تاکہ زائد رقم کو اپنے نفقہ میں خرچ کرے اھ اور شرح ادب القاضی میں اس کی مثل بیان ہے، اھ، مختصراً۔ (ت)

قوله مطلقاً قيد للانثى اى سواء كانت بالغة او صبيحة قادرة على الكسب لكن لو كانت مكتسبة بالفعل كالتقابلة والمغسلة لانفقة لها، قوله بحیث تحل له الصدقة بان لا يملك نصاباً نامياً او غير نام زائد عن حوائجه الاصلية والظاهر ان المراد ما كان من غير جنس النفقة اذ لو كان يملك دون نصاب من طعام او نقد تحل له الصدقة ولا تجب له النفقة فيباً يظهر لانها معللة بالكفاية ومادام عنده ما يكفيه من ذلك لا يلزم غيره كفايته، قوله ولوله منزله منزل و خادم اى وهو محتاج اليه ما وفى الذخيرة لو كان يكفيه بعض المنزل امر ببيع بعضه وانفاقه على نفسه وكذا لو كانت له دابة نفيسة يومر بشراء الادنى وانفاق الفضل اھ ومثله فى شرح ادب القاضى¹ اھ مختصراً والله تعالى اعلم۔

۱۵ رجب ۱۳۳۷ھ

مسئلہ ۱۷۱۶۷۰: از بھونا فارکیٹ کراچی بندرمرسلہ پیرسید ابراہیم گیلانی قادری بغدادی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

¹ ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۸۲-۶۸۱

(۱) جو شخص العراب کو اصلی وطن میں مفلسی اور محتاجی کی حالت میں چھوڑ دے اور اس کو رنج و مصیبت میں ایسے ڈال دے کہ وہ ضعیف العمر اس کے پیچھے در بدر شہر بہ شہر پھرے شریف خاندان ایسے شخص عاق الوالدین اور نافرمانی عقوق الوالدین میں داخل ہے یا نہیں، اس کے پیچھے نماز جائز ہے:

(۲) جو شخص اپنی منکوحہ بی بی کو مع دو جوان بالغ لڑکیاں جو کہ اس کے نطفہ سے ہوں بلاناں و نفقہ چھوڑ رکھا ہو اور ان کی خبر نہ لیتا ہو اور لوگوں کی تحریر سے معلوم ہوا کہ نہایت سختی و کمال ذلت سے اوقات بسر کر رہے ہیں ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب:

(۱) اگر باپ ضعیف و محتاج ہے اور یہ اس کی خدمت و اعانت کر سکتا ہے اور نہ کرے اور اس سے باز رہے اور اس کے فقر و فاقے کی پروا نہ رکھے تو بیشک عاق ہے اور مستحق جہنم، ایسا شخص قابل امامت نہیں، اس کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہوگی۔

(۲) ایسا شخص گنہگار اور حقوق العباد میں گرفتار اور مستحق عذاب نار ہے۔ حدیث میں فرمایا:

| | |
|--|--|
| کفی بالمرء اثمان یضییع من یقوت ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | کسی شخص کو یہ گناہ کافی ہے کہ جس کا نفقہ اس کے ذمہ ہو اسے ادا نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) |
|--|--|

مسئلہ ۱۷۲: از کانپور محلہ فیل خانہ بازار کہنہ مکان سید اشرف صاحب وکیل مرسلہ سید محمد آصف صاحب ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۱۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر زوجہ کے نان و نفقہ وغیرہ اخراجات کا بار زوج کا والد یا کوئی عزیز اٹھاتا ہو اور وہ عورت کو والدین کے یہاں جانے کی اجازت دے تو خاوند زوجہ کو جانے سے روک سکتا ہے اور عورت بلا اجازت خاوند کے جانے سے گنہگار ہوگی یا زوج کو روکنا جائز نہیں اور زوجہ جانے سے گنہگار نہ ہوگی؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

اگر مہر معجل نہ تھا یا جس قدر معجل تھا ادا ہو گیا تو چند مواضع حاجت شریعہ جن کا استثناء فرمادیا گیا مثلاً والدین کے یہاں آٹھویں دن دیگر محارم کے یہاں سال پیچھے دن کے دن کو جانا اور شب شوہر ہی کے یہاں کرنا وغیرہ ذلک ان کے سوا کسی جگہ عورت کو بے اذن شوہر جانے کی اجازت نہیں، اگر جائے گی گنہگار ہوگی، شوہر

^۱ المستدرک علی الصحیحین کتاب الزکوٰۃ دار الفکر بیروت ۱/۴۱۵

روکنے کا اختیار رکھتا ہے اگرچہ نفقہ کا بار دوسرا شخص اٹھاتا اور وہ دوسرا عورت کو جانے کی اجازت دیتا ہو اس کی اجازت مہمل ہوگی اور شوہر کی ممانعت واجب العمل۔ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ بعد اداۓ مہر معجل عورت مطلقاً پابند شوہر ہے اس میں کوئی قید و تخصیص اداۓ نفقہ و تکفل حوائج کی نہیں فرماتے۔ درمختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| لہا الخروج من بیت زوجها للحاجة ولها زیارة اهلها بلا اذنه ما لم تقبض المعجل فلا تخرج الا الحق لہا او علیہا، اوزیارة ابویہا کل جمعة مرة او المحارم کل سنة اولکونها قابلة او غاسلة لافیما عدا ذلک ^۱ ۔ (ملخصاً) | بیوی کو حاجت کے وقت خاوند کے گھر سے نکلنا جائز ہے اور اپنے گھر والوں (والدین) کی زیارت کے لئے خاوند کی اجازت کے بغیر نکلنا جائز جب تک اس نے مہر معجل وصول نہ کیا ہو، لہذا وہ اپنے حق کی وصولی یا اپنے ذمہ حق کی ادائیگی یا والدین کی زیارت ہفتہ میں ایک مرتبہ، اور ذی محرم کی زیارت سال میں ایک مرتبہ، دایہ گیری یا غسل دینے کے بغیر کسی اور وجہ کے لئے باہر نہ نکلے۔ (ت) |
|--|---|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|--|---|
| قوله فلا تخرج جواب شرط ای فان قبضته فلا تخرج ^۲ الخ۔ | ما تن کا قول "فلا تخرج" (تو باہر نہ نکلے) یہ مقدر شرط کا جواب ہے، یعنی اگر اس نے مہر معجل وصول کر لیا ہو تو نہ نکلے الخ (ت) |
|--|---|

والد کا متکفل نفقہ پسروں پر ہونا تو ہمارے بلاد میں معمول ہے اور دیگر بعض اعزہ بھی تبرعاً تکفل کریں تو یہ ضرور نہیں کہ شوہر نفقہ دینے سے منکر ہو علمائے کرام تو اس صورت میں کہ شوہر نے ظلماً اتفاق سے دست کشی کی یہاں تک کہ عورت محتاج نالاش ہوئی تا آنکہ شوہر کو نفقہ دینے پر مجبور کرنے کے لئے جس کی درخواست دی اور حاکم نے شوہر کا تعنت دیکھ کر اسے قید کر دیا اس صورت میں تصریح فرماتے ہیں کہ عورت شوہر ہی کے گھر رہے بلکہ عورت پر واقعی اندیشہ فساد ہو تو شوہر قید خانہ میں اپنے پاس رکھنے کی درخواست کر سکتا ہے اور محبس میں مکان تنہا ہو تو حاکم عورت کو حکم گے گا کہ وہیں اس کے پاس رہے۔ ہندیہ میں ہے:

| | |
|---|--|
| لو فرض الحاکم النفقة علی الزوج فامتنع من دفعها وهو موسر وطلبت المرأة حبسه له ان یحبسه | اگر حاکم نے خاوند پر بیوی کا نفقہ مقرر کر دیا ہو اور خاوند استطاعت کے باوجود نفقہ نہ دے اور بیوی خاوند کو قید کرنے کا مطالبہ کرے تو قاضی اس کو قید کر سکتا ہے، |
|---|--|

^۱ درمختار باب المہر مطبع مجتبائی دہلی ۲۰۲/۱

^۲ ردالمحتار باب المہر دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۵۹/۲

| | |
|---|--|
| <p>کذا فی البدائع، واذ احبسہ لا تسقط عنه النفقة و تؤمر بالاستدانة حتى ترجع على الزوج فان قال الزوج للقاضي احبسها معي فان لي موضعاً في الحبس خالياً فالقاضي لا يحبسها معه ولكنها تصبر في منزل الزوج ويحبس الزوج كذا في المحيط¹۔</p> | <p>جیسا کہ بدائع میں ہے، اور جب قید کر دیا ہو تب بھی نفقہ اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا، اور بیوی کو کہا جائے گا کہ وہ قرض لے کر خرچ کرے تاکہ بعد میں خاوند سے اس کو وصول کر سکے، اگر خاوند قید میں قاضی سے یہ مطالبہ کرے کہ بیوی کو قید میں میرے ساتھ رکھا جائے کیونکہ یہاں میرے پاس خالی جگہ ہے تو قاضی بیوی کو اس کے ساتھ قید میں نہ دے گا تاہم بیوی خاوند کے گھر میں صبر سے رہے گی اور خاوند قید ہوگا، جیسا کہ محیط میں ہے (ت)</p> |
|---|--|

در مختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| <p>وفي البحر عن مال الفتاوى ولو خيف عليها الفساد تحبس معه عند المتأخرين²۔</p> | <p>بحر میں مال الفتاوی سے منقول ہے: اور اگر بیوی کو تنہائی میں فساد کا خطرہ ہو تو متاخرین فقہاء کے نزدیک بیوی کو خاوند کے پاس قید میں رکھا جائے گا۔ (ت)</p> |
|--|---|

تو جب صریح نفقہ نہ دینے پر بھی عورت پابند شوہر رہی تو صورت سوال میں کیونکر خود مختار ہو سکتی ہے نفقہ نہ دینا رافع پابندی ہو تو نفقہ نہ دینا مسقط نفقہ ہو جائے اور عورت کو ہر گز دغوی نفقہ کا اختیار نہ رہے کہ نفقہ جزائے پابندی ہے جب پابندی نہیں نفقہ کس بات کا ہے۔ در مختار میں ہے:

| | |
|--|--|
| <p>النفقة جزاء الاحتباس وكل محبوس لمنفعة غيره يلزمه نفقته كمفت وقاض ووصى زيلعي³ الخ۔ اقول: وإياك ان تتوهم ان النفقة اذا كانت جزاء الحبس فاذا اعدمت عدم وذلك لان وجوبها متفرع عنه فوجوب الاحتباس عليها متقدم على وجوب النفقة عليه لا ان الاحتباس</p> | <p>نفقہ بیوی کو پابند کرنے کا بدل ہے جو کسی غیر کے فائدہ کے لئے پابند ہو اس کا نفقہ پابند کرنے والے پر ہوتا ہے جیسا کہ مفتی اور وصی، زیلعی الخ قول: (میں کہتا ہوں) تجھے یہ وہم نہ ہو کہ جب نفقہ پابندی کی جزا ہے تو نفقہ معدوم ہو جانے پر پابندی بھی معدوم ہو جائے گی، یہ وہم اس لئے درست نہیں کہ نفقہ پابندی پر متفرع ہوتا ہے تو بیوی پر پابندی پہلے لازم ہوگی اس کے بعد شوہر پر نفقہ لازم ہوگا نہ یہ کہ پابندی</p> |
|--|--|

¹ فتاویٰ ہندیہ الفصل الاول فی نفقة الزوجة نورانی مکتب خانہ پشاور ۵۵۲/۱

² در مختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۷/۱

³ در مختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۶/۱

| | |
|---|---|
| متفرع علی الانفاق فان عدم عدم وبالجمله ان کان اللازم فوجوب الانفاق لاوقوعه فبرفع الوقوع لایرتفع الملزوم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | نفقہ پر متفرع ہے کہ نفقہ معدوم ہو جائے تو جس بھی معدوم ہو جائے تاہم اگر نفقہ کو پابندی پر لازم قرار دیا جائے تو نفقہ کا وجوب لازم اس کی ادائیگی لازم نہ ہوگی کہ ادائیگی ختم ہو جانے پر پابندی ختم ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت) |
|---|---|

مسئلہ ۱۷۳: ۳۰ محرم الحرام ۱۳۱۹ھ

اگر کوئی شخص اپنے نکاح کے بعد یہ ظاہر کرے کہ میری زوجہ کی مادر کے ساتھ قبل نکاح سے میری آشنائی یعنی سابقہ زناکاری تھی اس واسطے میرا نکاح باطل ہوا میری زوجہ کا اس سبب سے مجھ پر کچھ حق نہیں ہے اور یہ معاملہ پندرہ بیس برس کے بعد ظاہر کرے کہ اولاد بھی زوجہ مذکور سے موجود تھی تو ایسے شخص کے واسطے علمائے دین کیا فرماتے ہیں علمائے دین کیا فرماتے ہیں یعنی زوجہ اس کی دین مہر و نان و نفقہ کی مستحق ہے یا نہیں جس کے علم میں اپنے شوہر کی یہ حرکت نہ تھی۔ بینوا تو جروا۔

الجواب:

شوہر کے اس بیان سے نکاح کے فساد کا فوراً حکم ہو گیا،

| | |
|---|---|
| فی الدر المختار عن الخلاصة قبل له ما فعلت بامر امراتك فقال جامعتهما تثبت الحرمة ولا يصدق انه كذب ولو هأزلا ^۱ ۔ | در مختار میں خلاصہ سے منقول ہے کہ خاوند سے پوچھا گیا کہ تو نے اپنی بیوی کی ماں (ساس) سے کیا کارروائی کی ہے تو جواب میں اس نے کہ میں نے اس سے جماع کیا ہے تو اس کے بیان و اقرار پر بیوی اس پر حرام ہو جائے گی، اس کے بعد اس کا یہ کہنا کہ میں نے مذاق میں جھوٹ بولا قابل قبول نہ ہوگا۔ (ت) |
|---|---|

اس پر لازم ہو گیا کہ عورت کو فوراً جدا کر دے اور عورت پر روز متار کہ سے عدت لازم ہے، جب تک عدت میں رہے گی اس کا نان و نفقہ شوہر پر لازم رہے گا، شوہر کا کہنا کہ اس کا کوئی حق مجھ پر نہیں محض جھوٹ ہے۔

| | |
|---|---|
| فی رد المحتار عن البحر الحاصل ان الفرقة امان قبله او من قبلها فلو من قبله فلها النفقة مطلقاً سواء كان بعصية او لا، طلاقاً وفسخاً، | رد المحتار میں بحر سے منقول ہے کہ خاوند بیوی میں فرقت خاوند کی کارروائی کی وجہ سے ہوگی یا بیوی کی کارروائی سے ہوگی اگر خاوند کی طرف سے ہو تو بیوی کو ہر حال میں نفقہ دینا ہوگا خاوند کی کارروائی گناہ ہو یا نہ ہو، |
|---|---|

^۱ در مختار فصل فی المحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۸/۱

| | |
|--|--|
| وان كانت من قبلها فان كانت بعصية فلا نفقة لها ولها السكنى في جميع الصور ¹ ۔ | طلاق ہو یا فسخ ہو، اور اگر بیوی کی طرف سے فرقت کی کاروائی ہوئی ہو فسخ واجب ہو تو اگر اسکی کاروائی جرم تھی تو اس کو نفقہ نہیں، تاہم اس کو رہائش تمام صورتوں میں ملے گی۔ (ت) |
|--|--|

رہا مہر اگر تسلیم کرے کہ شوہر نے اس کی ماں سے پیش از نکاح زنا کیا تھا تو اس صورت میں جو مہر مثلاً اس عورت کا ہو اور جو مقرر ہو اہوان دونوں میں جو کم ہے وہ دینا آئے گا مثلاً مہر مثل ہزار روپے ہے اور دو ہزار بندھے تھے تو ہزار دینے آئیں گے اور مہر مثل دو ہزار ہے اور ہزار بندھے تھے تو بھی ہزار ہی ہوں گے،

| | |
|---|---|
| في التنوير يجب مهر المثل في نكاح فاسد بالوطي لا بغیره ولم يزد على السی ² ۔ | تنویر میں ہے: فاسد نکاح میں وطی کے بغیر مہر مثل واجب نہ ہوگا اور یہ مہر مثل، مقررہ مہر سے زائد نہ ہوگا۔ (ت) |
|---|---|

اور اگر تکذیب کرے تو جو مہر بندھا تھا کامل پائے گی وہی مسئلہ ما اذا كذبته في الاسناد (یہ مسئلہ اس صورت میں ہے جب بیوی خاوند کو جھوٹا قرار دے۔ ت) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷۴: ۳۰ رمضان المبارک ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورت کو خاوند نے نکال دیا وہ تین برس تک محنت کر کے تن پروری کرتی رہی بعدہ یہ تصفیہ ہوا کہ اگر تو میرے کہنے پر الگ ایک مکان میں رہے جس طرح کہ رہتی ہے (اس لئے کہ اس شخص کے دوسری بی بی ہے) تو میں تجھ کو دس روپیہ ماہوار دیتا رہوں گا، بموجب اس تصفیہ کے خاوند نے دو سال اور کچھ دن تک ماہوار دیا باگیاہ ماہ کچھ دن سے نہ دیا عورت نے نوٹس دیا خاوند نے لے کر رکھ لیا اور کچھ دن بعد عورت کے مکان پر آکر بہت فساد مچایا بعدہ تین طلاقیں دے دیں، اب علمائے دین سے معلوم ہونا چاہئے کہ وہ جو اس کے ذمے واجب الادا یعنی طلاق سے پیشتر کا نفقہ اس سے لینے کی عورت پر مجاز ہے یا نہیں اور مہر بھی اس کے ذمہ واجب الادا ہے یا نہیں؟

الجواب:

طلاق سے مہر تمام وکمال واجب الادا ہو گیا اور بیان سوال سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ قصور مرد کا ہے یہی اسے نفقہ دینا نہیں چاہتا تو اس صورت میں نفقہ واجب ہے، درمختار و علامہ طحطاوی و علامہ شامی و علمائے کبار کا فتویٰ موافق اعتماد و ترجیح محقق صاحب بحر الرائق و محقق شرنبلالی و تصحیح صریح صاحب خزائنہ المفتین رحمہم اللہ تعالیٰ

¹ رد المحتار باب النفقة دار حیاء التراث العربی بیروت ۲/۶۶۹

² درمختار باب المہر مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۰۱

جمیعاً یہی ہے کہ جو ماہوار باہم دونوں میں رضامندی سے قرار پایا تھا جب تک کہ ملا سب لینے کا عورت کو اختیار ہے۔ درمختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| صحيح الشر بنلالي في شرحه للوهبانية ما بحثه في البحر من عدم السقوط ولو بآئناً قال هو الاصح ورد ما ذكره ابن الشحنة في تأمل عند الفتوى ¹ ۔ | شر بنلالی نے وہبانیہ کی شرح میں بحر کی اس بحث کو، کہ اگرچہ بانسہ طلاق ہو تو بھی نفقہ ساقط نہ ہوگا، صحیح قرار دیا ہے، اور کہا کہ یہی اصح ہے اور ابن شحنہ نے جو ذکر کیا اس کا انہوں نے رد کیا ہے، تو فتویٰ دیتے وقت غور کرنا چاہئے۔ (ت) |
|--|---|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|--|---|
| بأن ينظر في حال الرجل هل فعل ذلك تخلصاً من النفقة او لسوء اخلاقها مثلاً فان كان الاول يلزم بها وان كان الثاني لا يلزم هذا ما قاله المقدسي وينبغي التعويل عليه ² ۔ | ایسی کارروائی میں قاضی کو غور کرنا چاہئے کہ کیا خاوند مثلاً یہ کارروائی نفقہ سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے کی ہے یا واقعاً بیوی بد فطرت ہے، اگر پہلی وجہ ہو تو قاضی بیوی کے لئے نفقہ کو لازم قرار دے اور اگر دوسری وجہ ہو تو پھر لازم نہ کرے، یہ مقدسی کا بیان ہے اور اسی پر اعتماد چاہئے۔ طحاوی۔ (ت) |
|--|---|

خزانة المفتين میں ہے:

| | |
|---|---|
| المفروضة لا تسقط بالطلاق على الاصح ³ ۔ والله تعالى اعلم۔ | مقررہ نفقہ طلاق کی وجہ سے ساقط نہ ہوگا اصح قول پر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ |
|---|---|

مسئلہ ۱۷۵: از سرولی ضلع بریلی مرسلہ جناب عشاق احمد صاحب مورخہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

چرمی فرماید علمائے دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کی عورت عرصہ دو سال سے اپنے ساس اور سر سے ناراض ہو کر میک چلی گئی خانگی جھگڑے پر، اور وہی عورت اپنے خاوند سے رضامند ہے لیکن خاوند اس کا پانے والدین کو چھوڑنا نہیں چاہتا اس وجہ سے وہ عورت اپنی سسرال میں نہیں آتی باوجودیکہ چند مرتبہ اس کے ساس اور سسر رخصت کے واسطے اس عورت کے مکان پر گئے لیکن نہیں آئی، اب لڑکے کے والدین

¹ درمختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۱۴۰۱ھ

² ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵۹/۲

³ خزانة المفتين فصل في النفقة قلمی نسخہ ۱۰۲/۱

دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں اور اس کو طلاق دینا نہیں چاہتے اس صورت میں پہلی بیوی از روئے شرع اپنے مہر کا مطالبہ بذریعہ نالش کر سکتی، اور اگر طلاق دے دی جائے تو مستحق مہر کی ہوگی یا نہیں کیونکہ اس کے والدین طلاق کو کہتے ہیں۔ بینوا تو جروا۔

الجواب:

اگر طلاق دی جائے گی عورت مطالبہ مہر کر سکے گی ورنہ جو مہر نہ معجل بندھا ہو نہ اس کی کوئی میعاد مقرر کی گئی ہو عورت قبل موت یا طلاق اس کا مطالبہ نہیں کر سکتی، جبکہ وہ ناراض ہو کر اپنے میکے چلی گئی اور بلانے سے نہیں آئی تو اس کا نان و نفقہ بھی شوہر پر سے ساقط ہے جب تک وہ شوہر کے یہاں واپس نہ آئے اور شوہر پر یہ بھی لازم نہیں اسے طلاق دے، جب کہ یہ بلانا چاہتا ہے اور وہ بلا وجہ شرعی نہیں آتی تو الزام عورت پر ہے شوہر پر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷۶: از ریاست جاوہر ڈونکر دروازہ مرسلہ ہدایت نور خاں صاحب برادر نواب جاوہر ۲۴ رمضان ۱۳۲۶ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو عورت اپنے زوج کی نافرمانی کر کے بلا اجازت و بغیر حق مکان شوہر سے نکل کر علیحدہ بخانہ والدین کسی عزیز کے یہاں جر کر سکونت کرے جس کو اہل شرع ناشزہ کہتے ہیں، پس اس عورت کا نان و نفقہ کفیل پر دینا واجب ہوگا نہیں اور ایسی عورت میں کفیل کی کفالت و ضمانت صحیح و معتبر رہی یا نہیں۔ بینوا تو جروا۔

الجواب:

زنان نشوز کا نفقہ دینا نہ آئے گا یعنی جب تک وہ بے اجازت شوہر بروجہ ناحق جگہ رہے گی اتنی مدت کے نفقہ کا مطالبہ کفیل سے بھی نہیں کر سکتی کہ کفالت ضم الذمۃ الی الذمۃ فی الدین (ایک ذمہ دار کے ساتھ دوسری ذمہ دار کو قرضہ میں ملانا) یا فی البطالۃ وهو الاصح کما فی الہدایۃ (مطالبہ میں ملانا، یہی اصح ہے جیسا کہ ہدایہ میں ہے) اور ناشزہ کا نفقہ خود اسی یعنی زوج ہی پر لازم نہیں تو کفیل سے اس کا مطالبہ کیونکر ممکن۔ رہا یہ کہ اس صورت میں کفالت نفقہ صحیح رہی یا نہیں، اگر کفالت ابتداءً بروجہ صحت واقع ہوئی ہے اور وہ کسی مدت معینہ تک کے لئے نہ تھی کہ اس کی انتہا سے منتہی ہو جائے تو عورت کا ناشزہ ہونا اسے رفع نہ کرے گا، اگر عورت نشوز سے باز آ کر پھر تسلیم نفس شوہر کو کر دے گی تو جتنے نفقہ کی مستحق ہوگی کفیل سے اس کا مطالبہ کر سکے گی مذہب مفتی بہ میں کفالت نفقہ اگر مطلق ہو، ابد کے لئے ہے۔ در مختار میں ہے:

| | |
|--|--|
| لو کفل لها کل شہر کذا ابدًا وقع علی الابد وکذا | بیوی کے لئے ہر ماہ اتنا نفقہ دانی ہوگا، کا کوئی شخص اگر ضامن بنے تو یہ دائمًا اتنے کا ضامن ہوگا اور امام |
| لو لم یقل ابدًا عند | |

| | |
|--|--|
| الثانی وبہ یفتی بحر ^۱ وتحقیق المقام فی ردالمحتار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | ابویوسف کے نزدیک اگر دانگنا نہ کہے تو بھی دائی ہوگا، اسی پر فتویٰ دیا جائے گا۔ بحر۔ اس مقام کی مکمل تحقیق ردالمحتار میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) |
|--|--|

مسئلہ ۱۷۷: از ساندھن ڈاکخانہ اچھنیرہ ضلع آگرہ مرسلہ محبوب احمد صاحب ۲۴ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
زید نے زبیدہ کے وارثوں کو نوٹس اوزبانی ذریعہ سے ولی بننے کو کہا اور زبیدہ کے وارثوں نے انکار کر دیا، زید نے نوٹس کے ذریعہ اطلاع دی کہ اگر اب تم ولی نہ بنو گے اور بعد میں بننا چاہو گے تو تم سے زبیدہ کے خورد و نوش وغیرہ کا خرچ لے لیا جائے گا، اب اگر چند سال بعد زبیدہ کے وارث ولی بننا چاہیں تو کیا زبیدہ کے خورد و نوش وغیرہ کا خرچ لے سکتا ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

یہ نوٹس کوئی عقد شرع نہیں اس کی بناء پر کوئی مطالبہ نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷۸: از حافظ اسماعیل خاں عقب کو قوالی بریلی ۴ رجب ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کو زید نے طلاق مغضہ دے دی اور اس کی زید سے ایک دختر صغیرہ ہے چند سال بعد ہندہ مدعی ہوئی کہ وہ اتنی مدت سے اپنے میکے میں رہتی ہے میں نے اب تک قرض دام لے کر اپنی اور اپنی دختر کی حاجت پوری کی لہذا روز طلاق سے چار مہینے دس دن بعد تک میرا نفقہ اور آج تک کا دختر کا پچاس پچاس روپے ماہوار کے حساب سے مجھ کو دلا یا جائے حالانکہ نہ کوئی ماہوار وغیرہ تقرر نفقہ زید نے کیا نہ حاکم نے بلکہ ہندہ اس سے پہلے نفقہ کا دعوٰی فوجداری میں دائر کر چکی تھی جو خارج ہو اس صورت میں ہندہ کا دعوٰی مسموع ہے یا نہیں اور کل گزشتہ مدت کا نفقہ ہندہ یا دختر ہندہ کا زید پر واجب الادا ہے یا نہیں اور عورت اور اولاد کے نفقہ میں اس بارے میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

صورت مذکورہ میں ہندہ کا دعوٰی محض باطل و نامسموع ہے گزشتہ ماہ کا ایک حصہ نہ عورت کے نفقہ کا زید پر لازم ہے نہ دختر کا، زن اور اولاد کے نفقہ میں یہ فرق کہے کہ عورت اگرچہ مالدار ہو اس کا نفقہ شوہر پر لازم ہوتا ہے جبکہ وہ اس کے یہاں رہے اور بلاوجہ شرعی میکے میں رہے تو اصلاً نفقہ کی مستحق نہیں اور اولاد کا نفقہ ان کی محتاجی کی حالت میں لازم ہوتا ہے، اگر مال رکھتے ہیں ان کا نفقہ باپ پر نہیں ورنہ ہے

^۱ درمختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۸/۱

اگرچہ وہ اس کے یہاں نہ رہیں، پھر جو نفقہ نہ باہمی قرار داد سے مقرر ہوا ہو نہ حاکم کے حکم سے اسے اگر ایک مہینہ یا زیادہ کتنے ہی برس گزر جائیں اور اس مدت میں عورت اور اولاد قرض دام سے خواہ کسی طریقہ سے اپنی حاجت نکالتے رہیں یا عورت اپنے مال خواہ قرض یا گداگری سے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالے تن ڈھکے تو اس مدت کے کسی حہ کا مطالبہ شوہر سے نہیں ہو سکتا، ہاں اگر بحکم حاکم یا تراضی باہمی قرار داد نفقہ ہولیا تھا کہ مثلاً اتنا ماہوار دینا ٹھہرا اور مدتیں گزریں شوہر نے نہ اس کا نفقہ دیا نہ اولاد کا، تو عورت اپنے نفقہ مقرر شدہ کا مطالبہ کر سکتی ہے اور اولاد کا نفقہ اگرچہ رضائے باہمی یا بحکم حاکم مقرر ہوا ہو جب وقت گزر گیا ساقط ہو گیا کہ وہ بوجہ حاجت تھا اور مدت گزشتہ کی حاجت نکل چکی اگرچہ کسی طرح نکلی یہاں تک کہ اگر حاکم نے صغیر بچے کے لئے ماہوار اس کے باپ پر مقرر کیا اور ماں کو حکم دیا کہ اس سے نہ ملے تو قرض لے کر بچہ پر خرچ کر تو اگر اس نے قرض لے کر خرچ کیا جب تو بوجہ حکم حاکم باپ سے واپس پائے گی اور اگر اپنے پاس سے خرچ کیا تو حہ لینے کی مستحق نہ ہوگی کہ حاکم نے قرض لے کر خرچ کرنے کو کہا تھا وہ اس نے نہ کیا، درمختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| لا نفقة لخارجة من بيتہ بغیر حق وھی الناشئة حتی تعود ¹ ۔ | خاوند کے گھر سے باہر رہنے والی کے لئے نفقہ نہیں ہے وہ واپس آنے تک نافرمان قرار پائے گی۔ (ت) |
|--|---|

اسی میں ہے:

| | |
|---|---|
| النفقة لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء ای اصطلاحاً علی قدر معین اضافاً ودر اہم فقبل ذلك لا یلزمه شئی ² ۔ | نفقہ اس وقت تک خاوند کے ذمہ قرض نہ ہوگا جب تک قاضی نے یا باہمی رضامندی سے طے نہ کر لیا ہو، یعنی جب تک خاوند بیوی نے باہمی مصالحت سے نفقہ کی مقدار جنس یا نقد متعین نہ کر دی ہو، تو اس سے قبل خاوند پر کچھ لازم نہیں ہوگا۔ (ت) |
|---|---|

تنویر الابصار میں ہے:

| | |
|--|---|
| قضى بنفقة غیر الزوجة ومضت مدّة سقطت ³ ۔ | اگر قاضی نے بیوی کے علاوہ غیر کا نفقہ لازم کیا ہو اور بغیر ادائیگی جو مدت گزر گئی اس مدت کا نفقہ ساقط قرار پائے گا۔ (ت) |
|--|---|

¹ درمختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶۷

² درمختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۷۰

³ درمختار شرح تنویر الابصار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۷۷

ہدایہ میں ہے:

| | |
|---|---|
| اذا القاضی للولد والوالدین وذوی الارحام بالنفقة فمضت مدة سقطت الا ان یأذن القاضی بالاستدانة علیہ ^۱ | جب قاضی اولاد، والدین یا ذوی الارحام کے لئے نفقہ کی ادائیگی کا فیصلہ دے تو گزری ہوئی مدت کا نفقہ ساقط ہو جائے گا الا یہ کہ قاضی نے اس کے نام پر ان لوگوں کو قرض لے کر خرچ کرنے کا حکم دیا ہو تو ساقط نہ ہوگا۔ (ت) |
|---|---|

فتاویٰ ہزازیہ میں ہے:

| | |
|--|--|
| وان انفقت (ای الام) علیہ من مالها ومن المسئلة من الناس لا ترجع علی الاب ^۲ ۔ | اگر ماں نے بچے پر اپنا مال خرچ کیا ہو یا لوگوں سے مانگ کر خرچ کیا ہو تو اس خرچہ کو بچے کے والد سے وصول نہ کر سکے گی۔ (ت) |
|--|--|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|--|---|
| امرت بالاستدانة فلم تستدن بل انفقت من مالها فلا رجوع لها، لانها لم تفعل ما امرها به القاضی ^۳ ۔ (ملخصاً) | اگر قاضی نے عورت کو قرض لے کر خرچ کرنے کا فیصلہ دیا ہو تو پھر عورت نے قرض کی بجائے اپنا مال خرچ کیا تو اس کی وصولی کا حق اسے نہ ہوگا، کیونکہ اس نے قاضی کے فیصلہ پر عمل نہ کیا۔ (ملخصاً)۔ (ت) |
|--|---|

اور عدت طلاق چار مہینے دس دن سمجھنا محض جہالت ہے اس کی مدت تین حیض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷۹: از یاد سو گنج ضلع ہر دوئی (اودھ) مرسلہ سید عنایت حسین گرد اور قانون گو ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ زید کی شادی تقریباً تین سال ہوئے کہ ہوئی، اس وقت تک کوئی اولاد نہیں ہوئی، عورت منکوحہ ناقص العقل یہاں تک کہ ایک آنہ کا حساب نہیں جانتی، تین سو روپے کا زیور گم کر چکی ہے، ناقص العقل ہونے کی وجہ سے اسے گم کر دیا، اسے گفتگو کی تمیز نہیں ہے کہ جو اس کا ہے اس سے گفتگو کر سکے، وہ کھانا پکانا اور کپڑا سینا بھی نہیں جانتی ہے اور نماز روزے کو بھی نہیں سمجھتی ہے اور نہ اسے یاد ہوتا ہے، اب وہ شخص شادی دوسری ان وجوہات سے کرنا چاہتا ہے، مسئلہ اسلام اجازت دیتا ہے یا نہیں، اور اس کو کس صورت سے

^۱ ہدایہ باب النفقة المكتبة العربية کراچی ۲۹۱-۲۲۸

^۲ فتاویٰ ہزازیہ علی ہامش فتاویٰ ہندیہ التاسع عشر النفقات نورانی مکتب خانہ پشاور ۱۶۵/۳

^۳ ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۸۶

شوہر کو رکھنا پڑے گا جبکہ وہ خطہ الحواس ہے، کیا اخراجات دونوں عورتوں کے برابر اٹھانا پڑیں گے یا نہیں، اور اگر وہ منکوحہ دوسری عورت صاحب جائداد ہو وے تب کس حیثیت سے اس کو رکھنا چاہئے اور آیا شوہر کو دونوں عورتیں اپنے ہمراہ رکھنا پڑیں گی یا صرف ایک اور ایک بہ سبب خطہ الحواس ہونے کے نہیں رکھنا پڑے گی۔

الجواب:

دوسری شادی کی اجازت ہے مگر عدل فرض ہوگا، دونوں کو برابر رکھنا ہوگا، یہ جائز نہ ہوگا کہ دوسری کے پاس رہے اور پہلی سے اس کی کم عقلی کے باعث جدا رہے، دوسری عورت اگر مالدار ہے اور پہلی محتاج ہے تو شوہر اگر مالدار ہے تو دوسری کے لئے مالداروں کا نفقہ واجب ہوگا اور پہلی کے لئے مالداروں اور محتاجوں کے نفقہ کا اوسط، اور اگر شوہر محتاج ہے تو پہلے کے لئے محتاجوں کا نفقہ واجب ہوگا اور دوسری کے لئے اوسط، یہ اوسط اب نہ دے سکا تو جتنا دے سکے دے گا باقی اس پر اس دوسری عورت کے لئے قرض رہے گا جب طاقت پائے ادا کرے۔ درمختار میں ہے:

| | |
|--|--|
| <p>خاوند پر بیوی کا نفقہ دونوں کے حال کے پیش نظر واجب ہوگا، اسی پر فتویٰ دیا جائے گا، لہذا خاوند سے وصولی اس کی توفیق کے مطابق ہوگی، اگر کچھ باقی رہ جائے تو وہ خاوند کے ذمہ قرض ہوگا جس کی وصولی اس کی بہتر پوزیشن پر کی جائے گی، ملخصاً۔ (ت)</p> | <p>النفقة تجب للزوجة على زوجها بقدر حالها به يفتى ويخاطب بقدر وسعه والباقي دين الى الميسرة¹ - ملخصاً۔</p> |
|--|--|

دونوں عورتوں کے نفقہ میں فرق ہوگا اگر ایک ان میں مالدار اور دوسری محتاج ہے، باقی رات کو رہنے اور لینے دینے وغیرہ اختیاری باتوں میں دونوں کو برابر رکھنا ہوگا اگرچہ ایک کم عقل اور بے سلیقہ ہے۔ عالمگیری میں ہے:

| | |
|---|---|
| <p>نئی، پرانی، باکرہ، شیبہ، تندرست، بیمار، شرمگاہ کی تنگی والی، مجنونہ جس سے ضرر کا خوف نہ ہو، حیض و نفاس والی، حاملہ وغیرہ اور نابالغہ جس سے وطی کی جاسکتی ہو، تمام بیویوں کا حق برابر اس پر ہوگا، جیسا کہ تبیین الحقائق میں ہے۔ وہو تعالیٰ اعلم (ت)</p> | <p>يسوى بين الجديدة والقديمة والبكر والثيت والصحيحة والمریضة والرتقاء والمجنونة التي لا يخاف منها والحائض والنفساء والحامل والحائل والصغيرة التي يمكن وطؤها كذا في التبیین² - وهو تعالیٰ اعلم۔</p> |
|---|---|

¹ درمختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶۶

² فتاویٰ ہندیہ باب القسم نورانی کتب خانہ ۱/۳۴۰

مسئلہ ۱۸۰: از علی گڑھ مدرسۃ العلوم مولوی عبداللہ صاحب ناظم دینیات و نصرت شیر خاں محرر دینیات ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ

زید کو عرصہ تینیس سال سے کچھتر روپے ماہوار بذلیعہ ملازمت کے ملتا ہے اور بجز اس ماہواری تنخواہ کے اور کسی قسم کی زید کو آمدنی نہیں ہے اور زید کی یہ عادت مستمرہ ہے کہ جو روپیہ ماہواری ملتا ہے وہ سب کا سب اپنی اہلیہ کو دے دیتا ہے، اور زید نے اپنی اہلیہ سے یہ کہہ رکھا ہے کہ جو مقدار شرعی طور سے تمہارے نان نفقہ میں یا میرے ذاتی اخراجات یا میری زوجہ اولیٰ کی اولاد پر اس میں سے خرچ ہو کر جو کچھ پس انداز ہو اس رقم کو تم اپنے مہر میں محسوب کرتی رہو تاکہ آٹھ دس برس میں تمہارے مہر سے مجھ کو سبکدوش حاصل ہو، اور اس معاملہ پر زید نے اپنے اور اپنی اہلیہ کے اقربا کو گواہ بھی کر لیا ہے اور زید کی زوجہ کو بھی اس معاہدہ اور معاملہ سے انکار نہیں ہے بلکہ اس وقت تک اقرار ہے لیکن نان نفقہ کی مقدار رقم میں زید اور اس کی زوجہ کا اختلاف ف ہے، زید تو یہ کہتا ہے کہ میرے پاس بجز اس ملازمت کی آمدنی کے اور کسی قسم کی آمدنی نہیں اور میں پانچ ہزار روپے کا قرضدار ہوں جو مہر کا ہے جس کے ادا کرنے کا میں نے ڈول ڈالا ہے، اس صورت میں نان نفقہ کی مقدار رقم ماہواری معسر یعنی تنگدست کی شرعاً ہونی چاہئے، اور زید کی زوجہ رائقہ یہ کہتی ہے کہ تمہارا مشاہرہ بڑا مشاہرہ ہے نان و نفقہ کی رقم ماہواری کی مقدار موسر یعنی مالدار کی حیثیت سے مقرر ہونی چاہئے، اب علمائے اسلام عالی مقام سے یہ سوال ہے کہ شرعاً زید کا کہنا مقبول ہے یا زید کی زوجہ رائقہ کا قول شرعاً مقبول ہے؟ اور معسر شخص کو کتنے روپے ماہوار آٹھ سال سابق سے دینے چاہئے؟ اور اس زمانہ میں جو گرانی ہے کسے روپیہ نان و نفقہ کے لگائے جائیں؟ اور یہ بھی عرض کر دینا ضرور ہے کہ باہر کے کام مثلاً غلہ یا دال یا پان وغیرہ منگانے کا زید اپنی وجاہت سے کسی نہ کسی سے کرا دیتا ہے اور گھر کے کھانا پکانے کا کام جب سے نکاح ہوا زید کی زوجہ یا اس کی والدہ نے اپنے متعلق کر رکھا ہے جیسے کہ عموماً شرفاء کے گھروں میں عرفاً مردِ حج معمول بہ ہو رہا ہے، بینوا تو جروا۔

الجواب:

یہاں متعدد امور ملحوظ ہوتے ہیں:

(۱) مقدار دخل۔

(۲) گرانی و ارزانی۔

(۳) حال مقام، مثلاً زیادہ سرد ممالک جاڑے کا سامان درکار ہوتا ہے معتدل میں کم، اور بلحاظ آب و ہوا غذا میں بھی تفاوت ہوتا ہے۔

(۴) زمانہ موجودہ میں عادتِ بلد جہاں جیسی خوراک و پوشاک معتاد و معبود ہو مثلاً آبِ عرب خصوصاً مدینہ طیبہ

میں عموماً خوش خورائی و خوش پوشائی معمول ہے حالانکہ یہی عرب ایک وقت کمال سادگی و تقفل سے موصوف تھا اعتبار عام عوام کا ہوگا نہ خاص کسی بخیل یا مسرف کا بعض بلاد مثلاً شاہجہانپور میں عام طور پر تیل کھاتے ہیں، پلاؤ قورمہ پر اٹھے کے ہوتے ہیں، ہمارے بلاد میں یہ طبعاً مکروہ اور عرفاً معیوب، تو وہاں گھی کا مطالبہ نہ ہوگا یہاں ہوگا و قس علیہ، متعارف طور پر ان سب باتوں کے لحاظ کے بعد کہہ سکتے ہیں کہ اتنی آمدنی اتنے مصارف والا ایسے وقت ایسے مقام میں موسر مرفہ الحال یا معسر تنگ دست یا متوسط۔ تنویر الابصار میں ہے:

| | |
|--|--|
| يقدرها بقدر الغلاء والرخص ¹ ۔ | نفقہ مہنگائی اور ارزانی کی اعتبار سے ہوگا۔ (ت) |
|--|--|

نیز اسی میں اور بحوالہ اختیار در مختار میں ہے:

| | |
|---|---|
| يختلف ذلك يساراً وعساراً وحالاً وبلداً ² ۔ | نفقہ خوشحالی، تنگ دستی، علاقے اور صورت حال کے لحاظ سے مختلف ہوگا۔ (ت) |
|---|---|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---------------------------------------|--|
| لوقال ووقتاً لكان اولی ³ ۔ | اگر مآتن یہاں وقت کو بھی ذکر کرتے تو بہتر ہوتا (ت) |
|---------------------------------------|--|

اسی میں ہے:

| | |
|--|---|
| يراعى كل وقت او مكان بما يناسبه ⁴ ۔ | وقت اور جگہ کا اعتبار کرتے ہوئے نفقہ مناسب مقرر ہوگا۔ (ت) |
|--|---|

اسی میں ذخیرہ سے ہے:

| | |
|--|---|
| ما ذكره محمد على عادتهم وذلك يختلف باختلاف الاماكن حراً وبردًا و العادات فعلی القاضی اعتبار الكفالة بالمعروف في كل وقت مكان ⁵ ۔ | امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی عادت کے اعتبار کو ذکر کیا ہے، تو نفقہ جگہوں کے گرم سرد اور وہاں کی عادات کے اختلاف سے مختلف ہوگا، تو قاضی کو ہر مقام اور وقت کے لحاظ سے عرف میں کفایت کا اعتبار کرنا ہوگا۔ (ت) |
|--|---|

¹ در مختار شرح تنویر الابصار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۸/۱

² در مختار شرح تنویر الابصار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۸/۱

³ ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵۲/۲

⁴ ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵۱/۲

⁵ ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵۲/۲

بحر میں ہے:

| | |
|---|---|
| <p>ظہیر یہ میں ہے کہ امام رحمہ اللہ تعالیٰ نے لباس میں سالانہ دو چادروں، ایک لحاظ اور دو اوڑھنیوں کی مقدار ذکر کی ہے، اس سے مراد گرما اور سرما دونوں موسموں کے لئے، انہوں نے موسم گرما میں شلوار کا ذکر نہ فرمایا کیونکہ یہ سردی کے موسم میں ضروری ہے، یہ ان کے عرف میں ہے، لیکن ہمارے عرف میں شلوار اور دیگر کپڑے مثلاً، گدّا جس پر سوتے ہیں اور لحاف اور وہ کپڑا جس سے سردی اور گرمی کی شدت سے تحفظ کیا جاتا ہے اور سردیوں میں اونچی چادر اور گرم جبہ اور ریشمی دوپٹہ اھ، مجتبیٰ میں ہے کہ لباس علاقوں اور عادتوں کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے تو قاضی پر لازم ہے کہ وہ ہر علاقے اور وقت کا اعتبار کرتے ہوئے وہاں کے عرف کے مطابق کفایت والے کا فیصلہ کرے۔ (ت)</p> | <p>فی الظہیریۃ قدر محمد الکسوة بدرعین وخمارین وملحفة فی کل سنة. ارادبہما صیفیا وشتویا ولم یذکر السراویل فی الصیف اذلا بد منه فی الشتاء. وهذا فی عرفہم اما فی عرفنا فتجب السراویل وثیاب اخر کالجبة والفراس التی تنام علیہ واللحاف وما تدفع بہ اذی الحر والبرد. وفی الشتاء درع خز وجبة قز وخمار ابریسماھو فی المجتبیٰ ان ذلک یختلف باختلاف الاماکن والعادات فیجب علی القاضی اعتبار الکفایۃ بالمعروف وفی کل وقت ومکان¹۔</p> |
|---|---|

اسی طرح فتح القدر میں اقصیہ اور ہندیہ میں محیط سے ہے۔ رہا شوہر کامدیون ہونا قول (میں کہتا ہوں۔ ت) ظاہر اس کے سبب نفقہ زن میں تنگی نہیں کر سکتے کہ یہ بھی مطالبہ عہد ہے بلکہ فتاویٰ امام اجل قاضی خاں پھر ہندیہ میں ہے:

| | |
|--|---|
| <p>قرض میں مقید شخص اگر خوراک کی تیاری میں اسراف سے کام لیتا ہو تو قاضی اس کو اسراف سے منع کرے اور بقدر کفایت عرف کے مطابق خرچ کا پابند کرے اور ایسے ہی لباس کے معاملے میں میانہ روی سے کام لے اور اس کا پابند کرے تاہم کھانے پینے اور لباس میں اس پر تنگی نہ کرے۔ (ت)</p> | <p>المحبوس بالدين اذا كان یسرف فی اتخاذ الطعام یمنع القاضی عن الاسراف ویقدر له الکفاف المعروف وكذلك فی الثیاب یقتصد فیہا ویأمرہ بالوسط ولا یضیق علیہ فی مأکولہ ومشروبہ وملبوسہ²۔</p> |
|--|---|

¹ بحر الرائق باب النفقة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۷۷/۳

² فتاویٰ قاضی خاں کتاب الحجر نوکشور لکھنؤ ۹۱۸/۳

جب مدیون پر خود اس کے نفقہ میں تنگی نہ کی گئی اوسط کا لحاظ رہا تو دوسرے کے نفقہ واجبہ میں بدرجہ اولیٰ فلیراجع ویلحرر (اس کی طرف رجوع کیا جائے اور چھان بین کی جائے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔ اس کے ساتھ عورت کا خود اپنا حال بھی دیکھا جائے گا کہ غنیہ مفرط فی الغنا ہے یا فقیرہ یا متوسطہ الحال۔ اگر زن و شہود دونوں ایک طرح کے ہیں تو اسی طرح کا نفقہ لازم آئے گا اور مختلف ہیں تو دونوں کے حال کے اوسط مثلاً ایک کے اعتبار سے عورت کا نفقہ دس روپے ماہوار ہونا چاہئے اور دوسرے کے لحاظ سے چار روپے تو سات روپے ماہوار واجب کریں گے پھر اگر شوہر فی الحال اس کی ادھر پر قادر ہے نہ ہا ورنہ جس قدر پر قادر ہے دے گا باقی وقت فراخی تک اس پر دین رہے گا۔

| | |
|--|---|
| <p>اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جس پر خرچہ مقدر کیا گیا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے دئے سے خرچ کرے اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اسی کے جو اس نے اسے عطا کیا ہے عنقریب اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد آسانی فرمائے گا۔ (ت)</p> | <p>قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ ۖ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يَكُفُّ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَآثَهَا ۚ سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ۝¹</p> |
|--|---|

در مختار میں ہے:

| | |
|---|--|
| <p>دوئوں کے حال کے مطابق وہ نفقہ برداشت کرے گا، اسی پر فتویٰ دیا جائے گا، اور جتنی توفیق ہو اسی کے مطابق ادائیگی کا حکم ہوگا اور باقی اس کے ذمہ ہوگا اس کو آسانی کے وقت ادا کرے گا۔ (ت)</p> | <p>يستحق النفقة بقدر حالهما به يفتى ويخاطب بقدر وسعته والباقي دين الى الميسرة²۔</p> |
|---|--|

ردالمحتار وبحر الرائق میں ہے:

| | |
|--|--|
| <p>فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ اگر دونوں کشادہ حال ہوں تو اس کے مطابق اور اگر دونوں تنگ دست ہوں تو اس کے مطابق نفقہ واجب ہوگا اور اختلاف صرف اس صورت میں ہے جب ایک فراخی والا ہو اور دوسرا</p> | <p>اتفقوا على وجوب نفقة الميسرين اذا كانا ميسرين وعلى نفقة المعسرين اذا كانا معسرين، وانما الاختلاف فيما اذا كان احدهما ميسرا والاخر</p> |
|--|--|

¹ القرآن ۲۵/۷

² در مختار باب النفقة مطبع مکتبائی دہلی ۱/۲۶۷

| | |
|--|--|
| <p>تنگدست ہو تو ظاہر روایت کے مطابق اس صورت میں خاوند کی حالت کا اعتبار ہوگا اگر خاوند فراخ دست اور بیوی تنگدست ہو تو فراخی والا نفقہ اور اگر خاوند تنگدست ہو اور بیوی امیر ہو تو تنگی والا نفقہ واجب ہوگا جبکہ فتویٰ والا قول یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں صرف خاوند کے حال کی بجائے دونوں کے حال کے اعتبار سے درمیانہ نفقہ واجب ہوگا، اور وہ تنگ حالی سے زائد اور فراخی سے کم ہوگا۔ (ت)</p> | <p>معسر افعلى ظاهراً الرواية الاعتبار لحال الرجل فان كان موسراً وهي معسرة فعليه نفقة الموسرين وفي عكسه نفقة المعسرین واما على المفتی به فتجب نفقة المعسرین واما على المفتی به فتجب نفقة الوسط فی المسألتین وهو فوق نفقة المعسرة ودون نفقة الموسرة¹۔</p> |
|--|--|

اس کے سوا ایسا راعسار کی کوئی خاص تحدید یہاں علماء نے نہ فرمائی امر عرف پر دائر رکھا ہے، بخلاف نفقہ اقارب کے وہاں ایسا مقدر بہ نصاب ہے،

| | |
|---|--|
| <p>اور میں نے فتاویٰ خیر یہ میں دیکھا تو انہوں نے وہی روش اختیار کی جو فقہانے اوپر ذکر کی ہے، جب ان سے سوال ہوا کہ جب دونوں غنی ہوں تو کیا غنی والا نفقہ واجب ہوگا اور نفقہ میں غنی کی حد کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا ہاں غنی والا نفقہ واجب ہوگا، بحر میں فرمایا کہ غنا کی حد میں فقہاء نے اختلاف کیا جو چار قول ہیں، ایک یہ غنا کی حد نصاب زکوٰۃ کا اندازہ ہے، خلاصہ میں کہا، اسی پر فتویٰ ہے، ولوالحی نے اسی کو پسند کیا اور وجہ یہ بیان کی کہ نفقہ سہولت پر مبنی ہے اور سہولت کی کوئی آخری حد نہیں ہے جبکہ اس کی ابتدائی حد نصاب ہے لہذا اسی کو معیار قرار دیا جائے گا۔ اور دوسرا قول یہ کہ غنا کی حد وہ ہے جس پر صدقہ لینا حرام ہوتا ہے یہ وہ نصاب ہے جو نامی نہ ہو یعنی تجارتی یا نقدی والا نصاب نہ ہو، ہدایہ میں فرمایا اسی پر فتویٰ ہے، اور ذخیرہ میں اسی کو صحیح</p> | <p>ورأيت فتاوى الخيرية انه ساق الى هنا ما ذكره ثمه. اذ سئل في الزوجين اذا كانا غنيين هل تجب عليه نفقة الاغنياء وما حد الغنى في باب النفقة (اجاب) نعم تجب نفقة الاغنياء قال في البحر اختلفوا في حد اليسار على اربعة اقوال احدها انه مقدر بنصاب الزكاة قال في الخلاصه وبه يفتى واختاره الولو الجي معللا بان النفقة تجب على الموسر ونهاية اليسار لاحد لها وبدايته النصاب فيقدر به، والثاني انه نصاب حرمان الصدقة وهو النصاب الذي ليس بنام قال في الهداية وعليه الفتوى وصححه في الذخيرة اه</p> |
|---|--|

¹ رد المحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۶۳۵

والذی يظهر للفقہ البارع فی الفقہ ان الاول اولی بالقبول لان ماليس بنام سریع النفاد اذا تواردت علیه النفقات کما هو ظاهر والله تعالی اعلم¹ اه مافی الخیرية. اقول: تعلیل الامام الولو الجی لایفید الاشتراط النصاب دون النمو لان یضم الیه ما افاد العلامة الرملي وفيه تأمل فتأمل ثم اقول: فی سوجه الی هنا نظر فان المعتبر فی الاقارب القدرة حتی اوجب محمد علی من یکسب کل یوم درهماً وتکفیه اربع دوانق ان ینفق الدانقین علی محارمه قال فی الفتح وهذا یجب ان یعول علیه فی الفتوی² اه فالوسرثمہ من یمکنه دفع حاجة غیره بدون لحوق ضرره والمعسر بخلافه ولذا لم تجب علیه اصلاً ما نفقة المرأة فتجب علی الزوج مطلقاً وان لم یمکن

قرار دیا ہے اھ اور فقہ میں مہارت رکھنے والے پر جو ظاہر ہو رہا ہے وہ یہ کہ پہلا قول قبولیت میں اولیٰ ہے کیونکہ جو نصاب نامی نہ ہو یکے بعد دیگرے اخراجات میں وہ جلدی ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ ظاہر ہے، واللہ تعالیٰ اعلم، خیر یہ کی عبارت ختم ہوئی، اقول: (میں کہتا ہوں) امام ولوالہی کی بیان کردہ علت صرف نصاب کی متقاضی ہے نامی ہونے کو متقاضی نہیں ہے ہاں اگر علامہ رملي کی بیان کردہ وجہ کہ نفقہ کے باب میں غناء کا اعتبار ہوتا ہے، کو شامل کیا جائے تو نامی کی وجہ بن سکتی ہے، کو شامل کیا جائے تو نامی کی وجہ بن سکتی ہے جبکہ وہ قابل غور بات ہے تو غور کرو، ثم اقول: (میں پھر کہتا ہوں) خیر یہ کا جو یہاں تک بیان ہے اس میں اعتراض ہے کیونکہ اقرباء کے نفقہ میں صرف قدرت والی وسعت معتبر ہے حتیٰ کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے روزانہ ایک درہم کمانے والے پر اقرباء کے نفقہ کے متعلق یہ واجب کیا ہے کہ اگر درہم کمانے والے کا گزار چار دانق پر ہوتا ہے تو وہ اپنے ذوالارحام پر دو دانق خرچ کرے۔ فتح میں فرمایا کہ یہی وہ قول ہے جس پر فتویٰ دینے میں اعتبار کیا جاسکتا ہے اھ، تو ذوی الارحام کے نفقہ میں جو دوسرے کی حاجت کو پورا کر سکے اور خود ضرر میں مبتلا نہ ہو وہ فراخ دست کھائے گا، اور تنگ دست وہ ہوگا جو ایسا نہ کر سکے اور اس وجہ سے اس پر بالکل واجب نہ ہوگا لیکن بیوی کا نفقہ تو خاوند پر ہر حال میں

¹ فتاویٰ خیرۃ باب النفقة دار المعرفۃ بیروت ۱/۵۷

² فتح القدیر فصل علی الرجل ان ینفق علی ابویہ الخ مکتبہ نوریہ رضویہ ستمبر ۱۴/۲۲

| | |
|--|--|
| <p>واجب ہوتا ہے اگرچہ خاوند کے پاس کچھ بھی نہ ہو، تو بیوی کے نفقہ کے معاملہ میں غنی اور تنگدست بمعنی صاحب وسعت اور تنگی ہے اور یہ معنی نصاب سے مقید نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس کو نصاب لازم ہے بلکہ دونوں جدا ہو جاتے ہیں، جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے، تو ان کا خاوند کو صاحب نصاب قرار دے کر نفقہ پر قادر ماننا اس چیز کو مستلزم نہیں کہ خاوند وسعت والا قرار پائے اور اس پر غنیوں والا نفقہ بیوی کے لئے واجب ہو جبکہ بیوی چھ ماہ میں نصاب کا خاتمہ کر دیتی ہے بلکہ سال کے چوتھائی حصہ میں خاتمہ کر دیتی ہے۔ (ت)</p> | <p>له شئیی وانما الموسر والمعسر ههنا بمعنی الموسع و المقتّر وذلک لایتقید بالنصاب ولا یلزمه بل یختلف بما قدمنا فجعلهم مالک النصاب قادرا لا یستلزم جعله موسعا وان یلزم علیه لامرأته نفقة الاغنیاء، وهی ربما تغنی النصاب فی اقل من نصب سنة بل فی ربعها۔</p> |
|--|--|

لاجرم ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|---|
| <p>فقہاء نے اقرباء کے نفقہ میں خوشحالی اور تنگ حالی کو بیان کیا لیکن میں نے بیوی کے نفقہ میں کسی کو خوشحالی اور تنگ حالی کے کے معیار کو بیان کرتے ہوئے نہیں دیکھا، اور ہو سکتا ہے کہ انہوں نے یہ معیار عرف پر چھوڑ دیا ہو کہ عرف میں خوشحالی کا نفقہ اور غیر خوش حالی کا کیا ہے، اور اس کی تائید بدائع کا یہ قول کہ "اگر کوئی شخص خوش حالی میں انتہائی زیادہ ہو الخ" کر رہا ہے، بدائع کا مکمل قول آگے آ رہا ہے۔ (ت)</p> | <p>صرحوا ببيان اليسار والاعسار في نفقة الاقارب ولم ار من عرفهما في نفقة الزوجة ولعلمهم وکلو ذلك الى العرف والنظر الى الحال من التوسع في الانفاق و عدمه ويؤيده قول البدائع لو كان الرجل مفر طافي اليسار¹ الخ، وسياتي تمامه۔</p> |
|---|---|

ولہذا نفقہ اقارب میں دو ہی قسمیں رہیں کہ قادر اور عاجز میں حصر ہے اور یہاں تین قسمیں ہیں: غنی، فقیر، متوسط۔ اور ان کے نفقات کے فرق میں عبارات مختلف آئیں، امام سراج الدین قاری الہدایہ نے فرمایا غنی کے لئے دونوں وقت گھنوں کی روٹی اور گوشت ہے، متوسط کے لئے روٹی اور روغن، فقیر کے لئے روٹی اور پیور و سرکہ۔ اقصیہ میں فرمایا: غنی کی ناخورش گوشت، متوسط کی دودھ، فقیر کی روغن یعنی زیتون، وقال تعالى وَصِبْغًا لِلَّهِ يَتَنَزَّلُ ۝۲ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور کھانے والوں کے لئے سالن ہے۔ (ت) اور

¹ ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۳۵

² القرآن الکریم ۲۰/۲۳

ہمارے عرف سے قریب تر وہ ہے جو امام ملک العلماء نے فرمایا کہ اعلیٰ درجہ مرغ کا گوشت اور سوچی کے پھلکے، اور اوسط گیہوں کی روٹی بکری کا گوشت اور ادنیٰ جو کی روٹی۔ عقود الدرہ میں ہے:

| | |
|---|--|
| سئل قاری الهدایة اذا طلبت تقدير النفقة لها ولا ولد لها دراهم هل لها ذلك (اجاب) لا يجب بل الواجب عليه طعام وادام على الغنى خبز حنطة ولحم غدا وعشاء بقدر كفايتها، والمتوسط خبز و دهن وعلى الفقير خبز وجبن و خل ¹ ۔ | قاری الهدایہ سے سوال کیا گیا کہ جب بیوی اپنے لئے اور اولاد کے لئے روزانہ چند درہم کا نفقہ مقرر کرنے کا مطالبہ کرے تو کیا اس کو یہ حق ہے، تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ عورت کا یہ مطالبہ پورا کرنا ضروری نہیں بلکہ خاوند پر اگر غنی ہو تو روٹی اور سالن میں صبح و شام گندم کی روٹی اور گوشت بقدر کفایت اور درمیانے حال والا ہو تو اس پر دونوں وقت روٹی اور روغن، اور اگر فقیر ہو تو روٹی، پنیر اور سرکہ واجب ہے (ت) |
|---|--|

فتح القدير میں ہے:

| | |
|---|---|
| وفي الاقضية يفرض الادم ايضاً اعلاه اللحم وادناه الزيت و اوسط اللبن ² ۔ | فیصلوں کے بیان میں ہے کہ سالن بھی مقرر کیا جائے جس کا اعلیٰ درجہ گوشت، ادنیٰ درجہ زیتون اور درمیانہ درجہ دودھ ہے۔ (ت) |
|---|---|

ردالمحتار میں بدائع سے ہے:

| | |
|---|---|
| لو كان الرجل مفرطاً في اليسار ياكل خبز الحواري ولحم الدجاج والمرأة مفرطة في الفقر تأكل في بيت اهلها خبز الشعير يطعها خبز الحنطة ولحم الشاة ³ ۔ | اگر خاوند اعلیٰ درجے کا امیر ہے جو سوچی کے پھلکے اور مرغ کا گوشت کھاتا ہے اور عورت انتہائی فقیر ہو جو اپنے گھر میں جو کی روٹی کھاتی ہو، تو یہ خاوند اس کو گندم کی روٹی اور بکری کا گوشت دے۔ (ت) |
|---|---|

عالمگیریہ میں کافی سے ہے:

| | |
|--|---|
| ان كانت موسرة وهو معسر لها فوق ما يفرض لو كانت معسرة فيقال | اگر خاوند فقیر ہو تو امیر بیوی کو وہ خوراک دے جو غریب بیوی کے لئے مقررہ سے زیادہ ہو، اس |
|--|---|

¹ عقود الدرہ فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ باب النفقة حاجی عبدالغفار تاجران ارگ بازار قندھار افغانستان ۱/۷۴

² فتح القدير باب النفقة مكتبة نورية رضوية سحر ۲۰۰/۴

³ ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۶۳۵

| | |
|--|--|
| <p>له اطعمها خبز البر وبأجرة أو بأجنتين، وإن كان الزوج موسراً مفرط اليسار نحو أن يأكل الحلواء واللحم الشوی والباجات وھی فقيرة كانت تاكل فی بیتها خبز الشعیر لایجب علیه ان یطعمها ما یأكل بنفسه ولا ما كانت تاكل فی بیتها، لكن یطعمها خبز البر وبأجرة أو بأجنتين¹۔</p> | <p>صورت میں خاوند کو پابند کیا جائے گا کہ وہ اس کو گندم کی روٹی باجہ یا دو باجے (بھیڑ بکری کے پائے) خوراک دے، اور اگر خاوند اعلیٰ درجے کا امیر ہو مثلاً وہ حلوا، گوشت بھنا ہوا یا بھيڑ بکری کے پائے کھاتا ہے اور بیوی فقیر ہو جو اپنے گھر میں جو کی روٹی کھاتی تھی تو خاوند پر یہ واجب نہیں کہ اس کو وہی خوراک دے جو خود کھاتا ہے، اور نہ ہی وہ خوراک دے جو بیوی اپنے گھر میں کھاتی تھی بلکہ وہ اس کو گندم کی روٹی اور بھيڑ بکری کے پائے ایک یا دو خوراک میں دے۔ (ت)</p> |
|--|--|

ان اعصار وامصار میں بچپتر روپے ماہوار کی آمدنی والا نہ امیر کسلائے گا نہ فقیر بلکہ ایک متوسط الحال ہے، اگر عورت بھی ایسی ہی ہے اور متوسط زناں کا نفقہ لیا گیا ہوں کی روٹی اور بکری کا گوشت کبھی سادہ کبھی ترکاری کا، کبھی اور کھانا کہ قیمت اس کے قریب ہو، اور پہنے کو ملل خاصا چھینٹ (یہاں مسودہ میں بیاض ہے) تو حق بحقدار رسید، نہ یہ اس میں کمی کر سکتا ہے نہ وہ اس سے زائد کے مطالبے یا صرف کا اختیار رکھتی ہے، اور اگر وہ غنا میں طبقہ اعلیٰ سے ہے تو ضرور زائد کی مستحق ہے جو اوسط اعلیٰ کے اوسط سے زائد نہ ہو، اور اگر طبقہ ادنیٰ سے ہے تو ضرور کم کی مستحق و مستوجب ہے جو اوسط و ادنیٰ کے اوسط سے کم نہ ہو، ان اصول پر صحیح محاسبہ کیا جائے، اگر اس نے اپنے استحقاق سے زیادت قلیلہ کی ہے تو قابل لحاظ نہیں اور زیادت فاحشہ کی ہے مثلاً اس کے خرچ میں حساب شرعی سے دس روپے ماہوار ہونا چاہئے تھا اور اس نے پندرہ روپے ماہوار خرچ کیا تو جبکہ اول سے شوہر نے اسے مقدار شرعی پر خرچ کی اجازت دی تھی زیادت غصب ہوئی اور اس کا تاوان عورت پر آیا جو اس کے مہر میں محسوب ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| <p>على الیدمأ اخذت حتی تؤدی²۔ هذا ما ظہری واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> | <p>ہاتھ نے جو لیا وہ اس پر بوجہ ہے جب تک وہ اسے ادا نہ کرے۔ یہ وہ بحث ہے جو مجھ پر ظاہر ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p> |
|---|---|

¹ فتاویٰ ہندیۃ الفصل الاول فی نفقة الزوجة نورانی مکتب خانہ پشاور ۱/۵۴۸

² جامع الترمذی ابواب البیوع امین کمپنی مکتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/۱۵۲

مسئلہ ۱۸۱:

از جاوہر محلّہ مرسلہ سید ذوالفقار احمد صاحب

۱۲ سوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ ہندہ جو جوان العرنیک چلن ہے عرصہ آٹھ نوسال سے ہندہ کے شوہر زید نے ہندہ کو چھوڑ دیا ہے اس کا نان و نفقہ نہیں دیتا ہے، نہ کسی طرح کی خبر گیری اس کی کرتا ہے، بلکہ ہندہ کو ایذا و تکلیف پہنچانے کی غرض سے طلاق بھی نہیں دیتا ہے تاکہ ہندہ اس کے ظلم سے نجات پا کر کسی شخص سے نکاح کر کے اپنی گزراوقات کرے، ہندہ پردہ نشین ہے اس کو کوئی کھانا کپڑا دینے والا نہیں ہے، نہ اس کو کوئی قرض دیتا ہے، نہ اس کے پاس اثاثہ ہے جس کو فروخت کر کے بسر اوقات کرے، نہ ہندہ دستکار ہے، کہ جس کی اجرت سے ضروریات خورد و نوش کو پورا کر سکے، اگر ہندہ کا نکاح ثانی نہ ہوگا تو وہ یقینی طور پر ضرور زنا کاری میں مبتلا ہوگی کیونکہ اس کا عالم شباب ہے اور بغیر نکاح ثانی کئے دوسرا ذریعہ معاش نہیں ہو سکتا، اور ہندہ ایسے مقام پر ہے جہاں قاضی نہیں ہے پس صورت مرقومہ میں ہندہ کے واسطے خاوند ظالم سے کوئی صورت رہائی کی نکلتی ہے یا نہیں؟ اگر کوئی صورت ہندہ کی خلاصی کی نہیں نکلتی ہے تو کیا شرع ہندہ کو زنا کرنا کر گزراوقات کرنے کی اجازت دیتی ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

شرع مطہر اللہ و رسول کا حکم ہے، اللہ و رسول سے زنا کی اجازت مانگنی کفر ہے، جب تک شوہر زندہ ہے اور طلاق نہیں دی دوسرا نکاح حرام حرام حرام، زنا زنا زنا ہے۔ وساوس اور اندیشے کا ہے کہ ہیں زنا کے، موہوم زنا سے بچنے کے لئے موجود زنا کراؤ یہ کون سادین ہے، چارہ کار نالاش ہے کہ روٹی کپڑا دے یا طلاق، اور یہ بھی نہ ہو سکے تو سوائے صبر کے کچھ علاج نہیں، اور جو اللہ کے لئے صبر کرتا ہے اللہ اس کی مشکل کھول دیتا ہے، رزق اللہ پر ہے شوہر رزاق نہیں، محنت مزدوری کرے اور غلبہ خواہش کے لئے روزے رکھے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| اور جو شادی کے خرچے کی استطاعت نہیں رکھتا اس پر لازم ہے کہ وہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ اس کے لئے شہوت کا توڑ ہے۔ (ت) | وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ ^۱ |
|---|---|

اللہ عز و جل فرماتا ہے:

| | |
|---|--|
| جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لئے راہ نکال دے گا | وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۝ |
|---|--|

^۱ مسند احمد بن حنبل مروی از عبد اللہ بن عباس دار المعرفۃ بیروت ۱/۴۲۴، ۴۳۲

| | |
|---|--|
| اور اسے وہاں سے رزق پہنچائے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا، جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اسے کافی ہے۔ | وَيَزِدُّهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ¹ |
|---|--|

اور فرماتا ہے:

| | |
|---|--|
| جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کا کام آسان کر دے گا۔ | وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَكْفُرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا ² |
|---|--|

اللہ سچا اور اس کے وعدے سچے، اور شیطان جھوٹا اور اس کے ڈراوے جھوٹے، اللہ سے ڈرے اور اس پر بھروسہ کرے، یقیناً اللہ اس کے لئے آسانی کر دے گا اور اس کے لئے راہ نکال دے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸۲: از اوے پور میواڑ راجپوتانہ محلہ چھاوت واڑی مرسلہ قادر بخش چابک سوار ۱۳ رمضان ۱۳۳۸ھ
کیا کوئی ایسی تحریر دستاویز کہ جس کو زید نے مسماۃ ہندہ کو دوسری شادی کے وقت بابت انتظام نان نفقہ لکھ دی ہو کیا بعد طلاق ہندہ کا اس تحریر سے کسی قسم کا کوئی حق رہتا ہے:

الجواب:

مہر و نفقہ ایام عدت کے سوا اور کوئی حق واجب شرعاً نہیں اور اگر زید نے لکھ دیا ہو کہ عمر بھر تیرا نان و نفقہ میرے ذمہ ہے تو یہ ایک وعدہ ہے اسے وفا کرنا چاہئے مگر اس کی بنا پر جبراً مطالبہ نہیں ہو سکتا۔ اشباہ میں ہے: لا جبر علی الوفاء بالوعد³ (وعدہ پورا کرنے پر جبر نہیں۔ ت) اس کے سوا اس تحریر کا حاصل اگر کچھ اور ہو تو بعد ملاحظہ تحریر معلوم ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

¹ القرآن الکریم ۲/۶۵ و ۳

² القرآن الکریم ۵/۶۵

³ الاشباہ والنظائر کتاب الحظر والاباحۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱۰/۱۱۰۱

ف: وفائے وعدہ سے متعلق اشباہ سے جو عبارت مجھے ملی اس کے الفاظ یوں ہیں: وعدہ ان یأتیہ فلم یأتہ لایأثم ولا یلزم الوعد الا اذا کان معلقاً
___ اسی معنی کی عبارت فتاویٰ ہندیۃ الباب السایع فی اجازۃ المستاجر جلد ۴ ص ۳۲ پر ملاحظہ ہو۔ نذیر احمد سعیدی

مسئلہ ۱۸۳:

از چٹوڑ گڑھ محلہ چھپیاں مسئلہ جمع مسلمانان گنگرار

۱۵ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کو شوہر عرصہ آٹھ سال سے ہندوستان چھوڑ کر غیر ملک میں چلا گیا زندہ ہے خیریت کا حال لکھتا رہتا ہے مگر اس کے لئے نہ تو یہاں اس کی جائداد ہے اور نہ اس نے آج تک خرچ کے لئے زوجہ کے پاس روپیہ پیسہ روانہ کیا نہ اس عرصہ میں وہ کبھی آیا اور نہ آئندہ آنے کا قصد رکھتا ہے، زوجہ نے نان نفقہ کے انتظام کے لئے کئی مرتبہ اسے لکھا مجبور ہو کر طلاق چاہی مگر نہ تو نان نفقہ دیتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے، اب سنا جاتا ہے کہ عورت پریشان ہو کر نصرائیت اختیار کرنے والی ہے، ایسی صورت میں عورت مذکورہ سے معاملہ مندرجہ سوال میں کسی عالم یا معتبر سے فسخ نکاح کی درخواست کر کے بعد انقضائے عدت فسخ نکاح جدید کسی دوسرے شخص سے کر دینا جائز ہے یا ناجائز، آیا اس کے لئے کوئی صورت ہے شرعی کہ اسے مرتدہ ہونے سے بچائے۔

الجواب:

جس نے مرتدہ ہونے کا قصد کیا وہ اس وقت مرتدہ ہو گئی، بچائی کا ہے سے جائے، اور شوہر کی زندگی میں بلا طلاق دوسرے سے نکاح کی کوئی صورت نہیں قال تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ^۱ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نکاح والی عورتیں) حرام ہیں۔) یہاں نہ کوئی حنبلی مذہب کا قاضی ہے نہ کسی حنفی مقلد کو اس مذہب کے خلاف قضا کا اختیار ہے اور اگر کرے گا نافذ نہ ہوگی ایسی تو سب سے لازم مذہب کرتی ہیں، والتفصیل فی البحر الرائق ورد المحتار وغیرہما من الاسفار (اور اسکی تفصیل بحر الرائق اور رد المحتار وغیرہما مکتب میں ہے۔) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸۴: از اکوڑ ہاڈاک خانہ گنگیری ضلع علی گڑھ مسئلہ امداد علی خاں صاحب مدرس اول ۲۰ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ میری زوجہ وقت نکاح بد مزاج معلوم ہوتی تھی بعد میں وہی بد مزاجی بڑھتے بڑھتے فتور عقل ثابت ہوئی، فاتر العقل کی حالت میں اس سے تین بچے بھی مختلف اوقات میں پیدا ہوئے اور مرے، اس کے مرض کا علاج مدت مدیر تک حکیموں، دانیوں، ڈاکٹروں، عاملوں کے ذریعہ کرایا گیا اور اپنی حیثیت سے زیادہ صرف کیا مگر کوئی صورت افاقہ کی نہ ہوئی اور مریضہ کے عملوں سے بہت کچھ نقصانات مالی ظہور میں آئے، اس کی حالت فاتر العقل کے باعث ایسی ہو گئی ہے کہ وہ

^۱ القرآن الکریم ۲۴/۴

احکام شرعیہ اور خاوند کے جائز حکموں کی تعمیل نہیں کر سکتی نہ وہ اپنی خواہشات کو محسوس کر سکتی ہے نہ پاپا کی دنیا پاپا کی میں تمیز رکھتی ہے نہ امورات خانہ داری و علاقہ زندگی کو سمجھ سکتی ہے غرض کہ مجھے اس سے تمام مصلحتیں فوت نظر آتی ہیں اس کے علاج سے ہر طرح مایوس ہو کر اعزاء و اقربا کے اصرار و اپنی آسائش و قیام نسلی کی امید پر میں نے بحالت مجبوری بعد بسیار کے دوسری شادی کر لی ہے اس سے بفضلہ ایک بچہ بھی پیدا ہوا ہے، اب میرے متعلقین میں میری ایک والدہ ضعیفہ اور زوجگان و ایک بچہ و ایک میں خود یہ پانچ کس ہیں اور کچھ بار قرضہ بھی ہے جو بوجہ ضروریات شرعی ہوا ہے اب زوجہ سابقہ یعنی فاتر العقل کی والدہ کو (میرے خیال میں تجاہل عارفانہ سے) شبہ ہے کہ میری لڑکی کو ان لوگوں سے تکالیف پہنچتی ہیں، اور نہ وہ ان لوگوں میں آسائش رہ سکتی ہے، اس لئے ان کی خواہش ہے کہ اپنی بیٹی کو اپنے پاس رکھ کر میری نصف آمدنی کو بٹالیں اور اسی امید پر وہ عنقریب کچہری مجاز میں نالاش کرنے والی ہیں میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ میری جانب سے کوئی تکلیف کبھی نہیں ہوئی نہ آئندہ ہوگی بلکہ آپ خود رہ کر میرے کاموں میں مدد کیجئے اور اپنی بیٹی کو حسبِ منشا آرام پہنچائیے اور بوجہ ناپاک رہنے اور ہوش و حواس درست نہ ہونے کے اپنی بیٹی کے ساتھ کھانے پینے اور اس کے برتنوں سے احتیاط رکھئے یا زردین مہر سے دست بردار ہو کر مجھ سے اپنی بیٹی زوجہ میرے کے واسطے چار روپیہ ماہوار علاوہ پارچہ پوشیدنی کے تاحین حیات لیتی رہئے، کیونکہ اس وقت پانچ آدمیوں کی پرورش، قرضہ کی ادائیگی، تربیت اولاد، اتفاقی ضروریات کا پورا کرنا میرے ذمہ ہے، اور اس کو اپنے مکان پر رکھئے وہ ان باتوں میں سے کسی کو منظور نہیں کرتیں، پس ایسی صورت میں میرے لئے شرع شریف کا کیا حکم ہے جس سے کہ میں خدا و رسول کے نزدیک مواخذہ دار نہ ہوں اس میں دوسرا سوال یہ ہے کہ ایسی عورت کا دین مہر و نان نفقہ کسی خدمت کے عوض مجھ پر واجب ہے۔

الجواب:

مہر کسی خدمت کا معاوضہ نہیں وہ نکاح میں بضع کا عوض ہے اور بہر حال واجب ہے اور جب فاتر العقل ہے تو اس کے مہر سے دستبرداری نہ وہ کر سکتی ہے نہ اس کی ماں نہ کوئی اور، یوں ہی جب تک وہ شوہر کے گھر ہے یا اس کے گھر آنے سے انکار نہ کرے، اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے جو زن و شوہر دونوں کو حال کی رعایت سے بقدر متوسط دلایا جائے گا مادری زن کا نصف آمدنی مانگنا ظلم صریح ہے جب کہ یہ مقدار نفقہ زن سے زائد ہو، درمختار میں ہے:

| | |
|---|---|
| النفقة تجب للزوجة على زوجها بقدر حالهما به يفتى | خاوند پر بیوی کا نفقہ ان دونوں کے حال کے مطابق ہے، اسی پر |
| ويخاطب | فتویٰ دیا جائے گا، اور خاوند کو اس کی |

| | |
|---|---|
| بقدر وسعہ والبقای دین الی البیسرة ^۱ ، واللہ تعالیٰ اعلم۔ | وسعت کے مطابق ادائیگی کا حکم ہوگا اور باقی ہو تو اس کے ذمہ واجب الادا رہے گا جب وہ آسانی والا ہوگا، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) |
|---|---|

مسئلہ ۱۸۵: از جامع مسجد بریلی مسئلہ نواب چھوٹے میاں صاحب ۷ رجب ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی لڑکی کا عقد بکر کے لڑکے کے ساتھ کیا عقد کے بعد ایک ماہ تک زید کی لڑکی اپنے شوہر کے مکان پر رہی اس وقت سے زمانہ تحمیداً نو ماہ کا ہوا کہ لڑکی زید کے مکان پر موجود ہے، نان نفقہ کی شوہر یا شوہر کے باپ نے خبر نہیں لی، اب اس امر کا تقاضا ہے، کہ زید اپنی لڑکی کی رخصت کر دے، زید کو رخصت کرنے سے کچھ انکار نہیں ہے، علمائے دین کی خدمت میں صرف یہ گزارش ہے کہ ان ایام کا نان نفقہ کس پر فرض ہے اور لڑکی رخصت ہونے کے بعد زید کے اور شرعی خاندان کے تعلق والوں کے کس کس کے یہاں جاسکتی ہے، بیذوات وجروا۔

الجواب:

اس نو مہینے کا نان نفقہ کسی پر نہیں، جو دن گزر گئے گزر گئے، ہاں اگر نان و نفقہ کچھ مقرر و معین قرار پا چکا کہ اتنا ماہ وار دیں گے، اور زید نے لڑکی کو بٹھانہ رکھا، نہ لڑکی نے شوہر کے یہاں جانے سے انکار کیا بلکہ باپ کے یہاں آئی تھی، پھر شوہر کے بلانے کی منتظر رہی اور اس نے اتنے مہینوں نہ بلایا تو اس صورت میں وہ مقرر شدہ نفقہ ان مہینوں کا دے گا، اور اگر یہ بلانا چاہتا تھا اور لڑکی نہ گئی تو ان مہینوں کا نفقہ کسی پر نہیں اگرچہ مقرر شدہ ہو، عورت آٹھویں دن اپنے ماں باپ کے یہاں صبح سے شام تک کے لئے بلا اجازت شوہر جاسکتی ہے اور اپنے محارم مثلاً حقیقی یا سوتیلی بہن، بھائی، بھتیجی، بھانجی، چچا، ماموں، پھوپھی، خالہ، نانا، دادا کے یہاں ہر سال بھر بعد دن بھر کے لئے، رات کو بہر حال شوہر کے یہاں آنا ہوگا، یہ بلا اجازت ہے، اور شوہر کی اجازت سے انہیں لوگوں کے یہاں مہینہ بھر اور زائد جتنے دنوں کی وہ اجازت دے رہ سکتی ہے، لیکن غیر محارم مثلاً چچا ماموں خالہ پھوپھی کے بیٹوں بیٹیوں یا جیٹھ دیور بہنوئی وغیرہم یا اجنبی کے یہاں شوہر کی اجازت سے بھی نہیں جاسکتی اگر شوہر اجازت دے گا تو وہ بھی گنہگار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸۶: از شہر بریلی محلہ ملوکپور مسئلہ احمد یار خاں صاحب ۱۸ شعبان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کے چند اولادیں ہوئیں ان میں سے ایک

^۱ درمختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۶/۱

لڑکی بچہ چھ سال موجود ہے اس عورت کے جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو بہت سخت تکلیف ہوتی ہے اور قریب المرگ ہو جاتی ہے، لہذا اب یہ عورت اور اس کی ماں و بھائی وغیرہ کہتے ہیں کہ ہم کو جان بچانا فرض ہے، اور یہ عورت اپنے خاوند سے جماع کرنا نہیں چاہتی اور کہتی ہے کہ مجھ کو اپنی جان کا اندیشہ ہے، اس حالت میں اس کے خاوند پر نان نفقہ دینا لازم ہے یا نہیں؟ اور یہ عورت اور اس کی ماں و بھائی کہتے ہیں کہ تم اپنی دوسری شادی کرلو، اس کے خاوند میں اتنی قوت نہیں کہ دو عورتوں کا خرچ برداشت کر سکے کیونکہ یہ بچہ غریب آدمی ہے، لہذا شرع شریف کا جو حکم ہو۔ بینوا تو جروا۔

الجواب:

عورت اگر مکان شوہر میں نہ رہے نفقہ نہ پائے گی، اور اگر یہاں رہے اور جماع پر راضی نہ ہو مگر شوہر چاہے تو جماع کر سکے پھر اگرچہ نہ کرے نفقہ پائے گی، مرد اگر دو کا خرچ برداشت نہ کر سکے کے سبب اسے نکال دے گا اور عورت اس کے یہاں رہنا چاہے گی اور یہ اس سے زبردستی جماع پر قادر ہوگا تو نفقہ آئے گا۔ در مختار میں ہے:

بیوی کے لئے نفقہ کا حق ہو گا وہ بیمار ہو، اور اپنے گھر میں ہو اور اپنے آپ کو سپرد کرنے سے مانع نہ ہو اور خاوند کے گھر سے بلا وجہ باہر رہنے والی کے لئے نفقہ نہیں وہ نافرمان ہوگی تا وقتیکہ واپس آئے، اور ماتن نے خاوند کے گھر سے باہر کی قید ذکر کی، اس لئے کہ اگر خاوند کے گھر میں رہتے ہوئے جماع سے رکاوٹ کرے تو نافرمان نہ ہوگی اھ (ت)

لَهَا النِّفْقَةُ لَوْ مَرَضَتْ وَفِي مَنْزِلِهَا بِقِيَّتٍ وَلِنَفْسِهَا مَا مَنَعَتْ لَانْفِقَةَ لَخَارِجَةً مِنْ بَيْتِهِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَهِيَ النَّاشِئَةُ حَتَّى تَعُودَ قَيْدًا بِالْخُرُوجِ لَانْهَالُو مَانَعَتْهُ مِنَ الْوُطْئِ لَمْ تَكُنْ نَاشِئَةً^۱ اھ

ردالمحتار میں ہے:

در مختار نے جو کہا کہ جماع سے منع کرے، تو اس کو سراج الوہاج میں، خاوند کے گھر، اور خاوند کو جبراً اس سے جماع کی قدرت ہو، کے ساتھ مقید کیا ہے (کہ ایسی صورت ہو تو وہ نافرمان نہ کہلائے گی) واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

قوله لَوْ مَانَعَتْهُ قَيْدَةً فِي السَّرَاجِ بِمَنْزِلِ الزَّوْجِ وَ بِقَدْرَتِهِ عَلَى وَطْئِهَا كَرِهَ^۲ - واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ در مختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۶۷

^۲ ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۶۳

مسئلہ ۱۸۷: از کانپور طلاق محل مکان حکیم نور الدین مسلولہ عبید اللہ ۴ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید آوارہ اور بد چلن ہونے کے علاوہ نان و نفقہ کا کفیل بھی نہیں ہو سکتا اور اس کا باپ یعنی خالد اگرچہ نان و نفقہ کا کفیل ہو سکتا ہے اگر وہ چاہے، مگر وہ اور اس کی اہلیہ وغیرہ بھی ہندہ کو سخت تکالیف کھانے پینے پہننے کی دیتے ہیں اور سخت خدمت مثل ایک لونڈی کے لیتے ہیں تو کیا ایسی صورت میں ہندہ کو اپنے نفس کے روکنے کا اختیار ہے کیونکہ ان کی معاشرت نہایت خراب ہے بلکہ جان کا خطرہ ہے، اور کیا قاضی کو حق ہے کہ وہ دونوں میں تفریق یعنی خلع کر دے۔ بینوا تو جروا۔

الجواب:

نفقہ نہ دینے پر حاکم اسے مجبور کرے گا کہ نفقہ دے یا طلاق لقولہ تعالیٰ فَاَمْسَاكَ بِعُرْوَةٍ اَوْ تَسْرِيْهِ بِاِحْسَانٍ^۱ (کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بھلائی کے ساتھ پاس رکھو یا نیکی کرتے ہوئے چھوڑ دو) لیکن قاضی بطور خود اس وجہ سے تفریق نہیں کر سکتا۔ درمختار میں ہے:

| | |
|---|---|
| لا یفرق بینہما بعجزہ عنہا بانواعہا الثلاثہ (وہی ماکول و ملبوس و مسکن حاش) ولا بعدہ ایفاءہ حقہا ولو موسراً ^۲ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | تینوں کے حقوق سے عجز پر خاوند اور بیوی میں تفریق نہ ہوگی، وہ حقوق، خوراک، لباس اور مسکن ہیں، بحر، اہش (شرح کی عبارت ختم) اور نہ ہی امیر ہونے کے باوجود بیوی کے یہ حقوق مکمل نہ کرنے پر تفریق ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت) |
|---|---|

مسئلہ ۱۸۸: از ادوے پور میواڑ مدرسہ شرقیہ مرسلہ سید عبدالرحیم صاحب ۲۰ شوال ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قادر بخش کی عورت مسماۃ محرم ہے ۳۰ سال شادی کو ہوئے اولاد نہ ہونے کی وجہ سے نام بردہ سے عقد ثانی کیا اور محرم کو اس مضمون کی تحریر لکھ دی کہ جو میرا گاؤں جاگیر کا ہے اس میں ۳۰۰ روپے سالانہ ادا کرتا رہوں گا بلا عذر، اور حال میں نیا مکان جو بنایا ہے وہ تیرے رہنے کو دے دیا، اگر تیرے لڑکا ہوگا تو میری تمام جائیداد کا مالک ہوگا اور اگر اس دوسری عورت سے ہوگا تو وہ اس تحریر کی پابندی کرے گا، کچھ عرصہ بعد دوسری کے لڑکا پیدا ہوا، مسماۃ محرم قادر بخش کی تابعداری کرتی رہی لیکن دوسری عورت کی اور اس کی باہمی تکرار اس بنا پر ہوتی رہی کہ جو تحریر قادر بخش نے زوجہ اولیٰ کو لکھ دی ہے وہ واپس دے دے کیونکہ میرے لڑکا کا تولد ہو گیا ہے، محرم نے باوجود تکرار فساد

^۱ القرآن الکریم ۲/۱۹

^۲ درمختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۹/۱، رد المحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۶۵۶/۲

تحریر نہیں دی، قادر بخش نے زوجہ ثانیہ کے بہکانے سے پہلی کو نکال دیا، جبکہ محرم نے کچہری میں نان و نفقہ و پابندی تحریر کا دعویٰ کیا اس پر شوہر نے اپنا بیان قلمبند کرایا کہ محرم کو میں نے طلاق دے دی، لیکن اصلیت یہ ہے کہ اس نے اسے طلاق نہ دی نہ کوئی طلاق نامہ تحریر کیا نہ کوئی گواہ طلاق دینے کا ہے، صرف دوسری عورت کے ورغلانے پر اس نے ایسا کہہ دیا ہے اور مشہور کیا ہے، محرم نے شوہر کی کوئی خطا نہیں کی ہے، کیا قادر بخش کے ایسا کہہ دینے اور شہرت دے دینے سے محرم کو عندالشرع طلاق ہو گئی اگر ہو گئی تو محرم کو عندالشرع یہ حق حاصل ہے کہ وہ تحریر جو قادر بخش نے محرم کو دی ہے اس کی پابندی کرانے کی وہ کس حد تک مستحق ہے؟

الجواب:

طلاق شوہر کے زبان پر ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے طلاق دے دی طلاق ہو گئی نہ دی تھی تو اب ہو گئی اور رہنے کو مکان دینا مالک کر دینا نہیں جب تک ولایت تملیک ثابت نہ ہو، اور اس کے ساتھ اپنے اسباب و غیرہا سے خالی کر کے قبضہ دلا دینا ضرور ہے، تین سو روپے سالانہ دینا اگر علاوہ نان و نفقہ تھا تو محض ایک وعدہ تھا وعدہ کی بناء پر دعویٰ نہیں ہو سکتا۔ اشباہ و غیرہا میں ہے: لا جبر علی الوفاء بالوعد¹ (وعدہ پورا کرنے پر جبر نہیں۔ ت) اور اگر یہ نفقہ مقرر کیا گیا تھا تو طلاق سے ساقط ہو گیا اس کا دعویٰ نہیں کر سکتی، مگر ماہ رواں کا جس میں اس نے کہا کہ میں نے اسے طلاق دے دی۔ تنویر میں ہے:

| | |
|---|--|
| بموت احدہما و طلاقہما یسقط المفروض ² ۔ | خاوند بیوی میں سے ایک کے فوت ہو جانے یا طلاق سے مقررہ نفقہ ساقط ہو جاتا ہے (ت) |
|---|--|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|---|
| قال الخیر الرملی وقید السقوط بالطلاق شیخنا الشیخ محمد بن سراج الدین الحانوتی بما اذا مضی شهر فزید وهو قید لا بد منه تأمل ³ اھ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | خیر الدین رملی نے فرمایا کہ طلاق کی وجہ سے نفقہ ساقط ہونے کو، ہمارے شیخ محمد بن سراج الدین حانوتی نے ایک ماہ یا زائد گزر جانے سے مقید کیا ہے اور یہ قید ضروری ہے، غور کرو، اھ، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) |
|---|---|

¹ الاشباہ والنظائر کتاب الحظر والاباحۃ ادارة القرآن کراچی ۱۱/۵، ۱۱۰

² درمختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۷۰

³ ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۶۵۹

مسئلہ ۱۹۳ تا ۱۸۹: از مہماندی ہیڈورکس ڈویژن ضلع رائے پور سی پی مرسلہ سردار خاں کلرک ۲۶ صفر ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی زوجہ ہندہ اس سے سخت بدزبانی اور درشت کلامی سے پیش آتی ہے اور
مندرجہ ذیل امور اس نے بغیر اپنے خاوند زید کی رضامندی کے کئے؛

(۱) بغیر اجازت زید کے وہ اپنے مکان سے باہر کئی مرتبہ گئی اور اپنے عزیزوں رشتہ داروں کی شادی میں اس نے زید کی کئی
چیزیں بغیر اجازت و رضامندی زید کے بطور جہیز دے دیں۔

(۲) بلا اجازت و مرضی زید اس نے اپنے چھوٹے بھائی کی لڑکی کو اپنا متبنی کیا اور زیورات، آب و خورش اور ملبوسات سے اس کی
کفالت کرتی رہی، یہ زیورات وغیرہ بھی اس نے بلا اجازت زید کے اس لڑکی کیلئے زید کی آمدنی سے بنوائے۔

(۳) چونکہ زید کی ملازمت ایسی ہے کہ اسے گاہے گاہے حکام کے ساتھ دورہ پر نیز کار گورنمنٹ کی بجآوری کے لئے دوسری جگہ
جانا پڑا اس لئے اس نے ہندہ کو ساتھ چلنے کے لئے کہا مگر اس نے تعمیل احکام زید نہ کی یا اگر کی بھی تو کسی بہانہ سے چند روز کے
بعد بلا اس کی اجازت رضامندی کے واپس آگئی اس لئے اپنے انتظامات کے خیال سے زید کو دوسری ملازمہ رکھنی پڑی اور مزید
خرچ کا بار اٹھانا پڑا۔

(۴) زید نے ان امور کو ضبط اور تحمل سے اس وجہ سے برداشت کیا کہ وہ شریف ہے اور ہندہ بدزبان بدکلام، نیز ہندہ کے رشتہ
دار اس کے معاون، مبادا زیادہ فساد برپا ہو، غرض جو کچھ فضول خرچیاں اور دیگر امور بلا رضامندی زید کے ہوتے رہے انہیں دیکھ
کر زید نے خاموشی اختیار کی مگر جب زید نے دیکھا ہندہ کسی طرح راہ راست پر نہیں آتی تو اس نے اسے بہت کچھ سمجھایا اور تاکید
کی کہ ایسا نہ کرے مگر ہندہ نے بالعوض راستی اختیار کرنے کے زید کو دھمکایا اور اس نے نہایت فحش الفاظ میں برا کہا کہ اگر تم
اپنے باپ کی اولاد ہو تو ہمیں طلاق دے دو اور ہر گز ہم سے بات نہ کرو، پس صورت مسئلہ میں تحقیق طلب یہ امور
ہیں، بلا اجازت زید کے جب ہندہ نے باہر قدم رکھا تو آیا وہ نان و نفقہ کی مستحق ہے یا نہیں؟ ہندہ نے بلا اجازت زید کے ایک لڑکی
کو اپنی فرزندگی میں لیا و نیز خلاف مرضی زید کے اس کو زیورات و لباس و خورش کی کفیل ہوتی رہی و نیز دورہ و دیگر مقامات میں
زید کے ہمراہ نہ رہ کر اس پر مزید خرچہ کا بار ڈالا پس ایسی حالت میں کیا وہ اپنے پورے مہر مستحق ہو سکتی ہے اگرچہ مہر اس کا واجب
ہے تو ہندہ جو زید کے ساتھ نہ گئی اور نہ ہی جس کی وجہ سے زید کو مزید خرچہ کا بار پڑا اس کا دین دار کون ہوگا، اور لڑکی متبنی کو زید
کی بلا اجازت اپنی فرزندگی میں لی اور خلاف مرضی زید کے اس کو زیورات اور لباس و خورش کی کفیل جو ہوتی رہی اس کا دیندار
کون ہوگا، یہ امر ذہن نشین رہے کہ زید نے شرافت کو مد نظر رکھ کر

آئندہ کے فساد کی مدافعت کے خیال سے جیسا کہ فقرہ نمبر ۵ میں مذکور ہے ہندہ کے معاملات میں دخل نہیں دیا۔
(۵) چونکہ ہندہ نے زید کو قسم دی کہ اسے طلاق دے دے پس ایسی حالت میں خلع کی صورت ہو سکتی ہے کیا۔

الجواب

ہندہ سخت گنہگار ہے مگر صرف اتنی بات کہ اس نے اپنے منہ سے طلاق مانگی خلع نہیں ہو سکتی، نوکر وغیرہ کا مزید بار جو زید پر اپنے آرام کے لئے پڑا ہندہ سے اس کا مطالبہ نہیں کر سکتا اگرچہ ہندہ کا اس کے پاس نہ رہنا ہی اس کے باعث ہوا ہو، ہاں جتنے دنوں بے اجازت زید زید کے یہاں سے جا کر دوسری جگہ رہی اتنے دنوں نفقہ نہ پائیگی جو مال زید اس نے اس متبنی یا اپنے اعزاء کی شادیوں یا متبنی کے خورد و نوش میں بے اجازت زید صرف کیا اس کا تاوان ہندہ پر لازم ہے اور ناگواری کے ساتھ زید کا خاموش رہنا اجازت نہ سمجھا جائے گا "لاینسب الی ساکت قول" (خاموش کی طرف قول منسوب نہ کیا جائے۔ ت) اس سب کا مجموعہ جتنی قیمت کا ہو زید اس کے مہر میں سے کم کر سکتا ہے لصحة جریان المقاصة بينهما (کیونکہ خاوند بیوی میں لین دین کا حساب صحیح ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۳ تا ۱۹۵: از سکندرہ راؤ ضلع علی گڑھ مرسلہ امداد علی خاں ۱۸ رجب المرجب ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میری زوجہ فاقرا لعل ہونے کے باعث اپنی ضروریات زندگی و نفسانی خواہش کو محسوس نہیں کر سکتی یا ظاہر نہیں کرتی۔ نہ مری آبرو اور جان و مال کی حفاظت کرتی ہے بلکہ اشیاء کو خراب و برباد کرتی ہے اور تربیت اولاد و پاکیزگی جسم و صوم و صلوة امور شرعیہ و معاملات خانہ داری سے بالکل غافل ہے ہدایت پر عمل نہیں کرتی، جب بیماری شروع تھی تو اس سے تین لڑکے پیدا ہوئے، بے حفاظتی کے باعث بقضائے الہی فوت ہوئے، وقت شادی سے جس کو عرصہ تقریباً دس سال کا گزرا ان نقصانات کو برداشت کرتے ہوئے حتی الامکان میں نے اور میری ضعیفہ ماں نے مریضہ کی دلجوئی، خاطر تواضع میں کوئی کمی نہ کی مرض کا یقین ہونے پر حکیموں ڈاکٹروں دانیوں اور عاملوں سے علاج کرانے پر بھی کامیابی نہ ہوئی، مرض مستقل ہو گیا صحت سے مایوسی ہو گئی تقریباً پانچ سال سے خاموشی طاری ہے اور وہ میری خدمت سے قاصر ہے، اب میری ماں کی رائے اور میری خواہش ہے کہ دوسری عورت سے عقد کیا جائے مگر مریضہ کی ماں نے اس امر سے مطلع ہو کر مجھ سے اور میری ماں سے سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے اور اسی بنا پر تجاہل عارفانہ سے کام لے کر تمام برادری میں مشہور کرتی ہیں کہ میری بیٹی پاگل نہیں ہے بلکہ اس کے سرالیوں کے ظلم سے اس کی بد مزاجی بڑھ گئی ہے، اور اپنے اس قول کی تائید کے لئے اپنی بیٹی کو بلارضا مندی اپنے پاس تقریباً چھ ماہ سے رکھ چھوڑا ہے اور چاہتی ہیں کہ میرے پاس ہی اس کے لئے پانچ سو روپیہ ماہوار اور خورد و نوش کو مقرر کر دو یا ساڑھے پانچ سو روپیہ ماہوار زر مہر معینہ ادا کر کے اس کو

طلاق دے دو، میں نے مریضہ کی ماں سے درخواست کی مہر سے لادعویٰ ہو کر مجھ سے تین روپیہ ماہوار کا اقرار نامہ عمر بھر کے واسطے لکھا لویہ اس کے خورد و نوش کو کافی ہے مجھے اتنی ہی توفیق ہے اور کل زر مہر ادا کرنے کی استطاعت اس وقت مجھے نہیں ہے، وہ اس درخواست کو منظور نہیں کرتیں، اس صورت میں از روئے شرع مجھے کیا عمل کرنا چاہئے؟

دوم یہ کہ مندرجہ صورت میں دوسرا عقد ہونے پر اگر عورت خاوند کی خدمت و اطاعت کم کرے یا بالکل نہ کرے اور دوسری عورت اس سے زیادہ خدمت و اطاعت کرے تو حقوق زوجگان میں مساوات رکھنی شوہر کے ذمہ لازم ہوگی یا کوئی تفریق رہ سکتی ہے اور کیا؟

الجواب:

جب تک وہ آپ کی اجازت کے بغیر اپنی ماں کے یہاں یا کسی دوسری جگہ رہے نفقہ کی مستحق نہیں، اور جب تک طلاق یا موت نہ ہو غیر میعاد مہر واجب الادا نہیں ہوتا۔ دوسری شادی اگر کی جائے اور زوجہ اولیٰ بھی شوہر کے پاس رہے تو دینے لینے اور شب کو پاس رہنے میں مساوات ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۵ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

از شہر بریلی محلہ کانکر ٹولہ مسئلہ تلن

مسئلہ ۱۹۶:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کا حالت نابالغی میں نکاح کر دیا تھا وہ اپنے شوہر کے گھر بالغ ہوئی اور اس کے اولادیں پیدا ہوئیں حتیٰ کہ اب اس کے اولاد جوان موجود ہے مگر اسی عرصہ میں وہ آوارہ اور زانیہ ہو گئی اس سبب سے اس کے شوہر نے نکال کر اس کے حقیقی بھائی کے گھر پہنچا دیا، بھائی نے پھر اس کو شوہر کے یہاں پہنچا دیا، ایسا قصہ تین چار مرتبہ ہوا، اور ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ہندہ کو اس کے شوہر کے چچا نے اپنی لڑکیوں کی شادی میں بلوایا، اور چودھری نے اس کے شوہر کے یہاں حلقہ شادی میں پہنچا دیا، مگر صبح کو پھر اس کے شوہر نے اس کو اس کے بھائی کے یہاں پہنچا دیا، اور ایک مرتبہ ہندہ مذکور کو بھائی نے نہیں رکھا تو وہ اپنے ماموں کے گھر آئی تو ماموں نے چند روز رکھ کے کہا کہ میں کنبہ والا ہوں مجھ میں اب طاقت رکھنے کی نہیں ہے اپنے چچا تائیاؤں اور دوسرے عزیزوں کے یہاں رہو، برادر لوگ، بھائی اور ہندہ کے ماموں کا حقہ پانی بند کرتے ہیں، از روئے شرع کے ان کا حقہ پانی بند ہونا چاہئے یا نہیں؟ اور ہندہ کا رکھنا کس پر واجب ہوگا؟ چچا یا شوہر یا ماموں اور بھائی وغیرہ کس پر اس کا روٹی کپڑا مقرر ہوگا یا کوئی بھی رکھنے کا ذمہ دار نہ ہوگا؟ ہندہ کو نکال دیا جائے یا کیا کیا جائے؟ مکرر یہ کہ شوہر نے ہندہ کو ابھی طلاق نہیں دی ہے اور برابر اس کو روٹی کپڑا دیتا ہے، سال بھر سے ماقبل کے اپنے بھائی اور ماموں کے سر ہے شوہر کے بوجہ نہ دینے طلاق کے نان و نفقہ ہندہ کو دینا چاہئے یا نہیں؟ اور شوہر کو تحقیق ہو جانے زنا پر فوراً طلاق دینا چاہئے یا روٹی بند کرنا چاہئے؟

الجواب:

اگر زنا متحقق بھی ہو جائے جب بھی طلاق دینا واجب نہیں جب تک طلاق نہ دے، اور ہندہ اس کے یہاں سے خود نہ نکلے تو روٹی کپڑا شوہر کے ذمہ ہے اس پر واجب ہے کہ روٹی کپڑا دے یا طلاق دے گا تو ختم عدت تک کاروٹی کپڑا اور مہر اسے ادا کرنا ہوگا، بعد عدت ہندہ مہر وغیرہ اپنے مال سے کھائے گی اگر مال رکھتی ہو یا دوسرے شوہر کے پاس سے، اگر دوسرا نکاح کرے، اور مال نہ رکھتی ہو نہ کما سکتی ہو نہ دوسرا نکاح ہو تو اس کاروٹی کپڑا اس کے جوان بیٹے پر واجب ہے بھائی یا چچا یا ماموں وغیرہ پر کچھ نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۷: از کلنتہ دھرم تلائین مکان حاجی سلیمان یوسف مہ پارہ نمبر ۴۵ مرسلہ مولوی سید ابراہیم صاحب مدنی ۱۸ شوال ۱۳۱۹ھ

علماء اسلام کی جماعت، اللہ تعالیٰ تم پر دونوں جہان میں رحمت فرمائے اور تمہاری فضیلت کو دائم رکھے، آپ کا کیا ارشاد ہے ایسے شخص کے بارے میں جو ہمیشہ شراب پیتا ہے اور مسجد حرام اور روضہ مطہر نبی پاک ان پر ہزار ہزار صلوٰۃ و سلام ہو، کے نقش والے مبارک اوراق کی ہتک کرتے ہوئے ان کو پھاڑتا ہے، اور دیوار پر ان کی جگہ کافروں کے بتوں کی تصاویر کو آویزاں کرتا ہے اور اس نے مبارک اوراق کو گندگی میں پھینکا ہے اور بیوی کو نماز سے روکتا اور مارتا ہے اور اسے شراب نہ پینے پر مارتا ہے، اور جب اسے مسجد میں جانے کے لئے کہا جاتا ہے تو کہتا ہے میں تو شراب خانوں میں جا کر شراب نوشی کروں گا اور مجھے مسجد میں جانے کی ضرورت نہیں ہے، اور بیوی کو نفقہ نہیں دیتا اور جب اسے طلاق دینے پر مجبور کیا جائے تو وہ انکار کرتے ہوئے بیوی کو طلاق نہیں دیتا حتیٰ کہ بیوی نفقہ سے عاجز ہو کر حاکم سے شکایت کرتی ہے تو وہ حاکم کے پاس بیوی کو ماہانہ دس روپے دینے کا اقرار کرتا ہے جبکہ اب تک

ماقولکم دام فضلکم معشر علماء الاسلام رحمکم
اللہ تعالیٰ فی الدارین فی رجل یشرب الخمر دائماً
ویہتک ویمزق الاوراق الکریمۃ الی فیہا نقش
المسجد الحرام والروضۃ المطہرۃ النبویۃ علیہ الف
الف صلوٰۃ وتحبۃ ویعلق بدلہا علی الجدران تصاویر
الہۃ الکفار الفجار، وقدرمی اوراق المتبرکۃ فی القاذورات
ویضرب الزوجۃ علی اداء الصلوٰۃ ویمنعہا ویضربہا
اذا لا تشرب الخمر واذا قیل لہ تعالٰی نذهب الی المسجد
فیقول انا اذهب الی المسکرات لا شربہا ومالی حاجۃ
الیہ ولا ینفق علیہا النفقۃ واذا اجبر علی الطلاق
لا یطلقہا ویأبی الطلاق حتیٰ عجزت ورفعت شکواہا
الی الحاکم فآقر عندہ فی الشهر بعشرۃ مضروبۃ
مسکوٰۃ والان

| | |
|---|--|
| <p>تین سال ہو چکے ہیں اس نے بیوی کو کچھ نہیں دیا، تو ان تمام مذکورہ صورتوں میں اس شخص کے لئے کیا حکم ہے، کیا اس کی بیوی اس کے نکاح میں باقی ہے، اور کیا اس کے کافر ہوجانے کا حکم ہوگا یا نہیں، تو کیا مذکور امور کی وجہ سے جب اس کا نکاح باطل ہے تو بیوی دوسری شخص سے ضرورت کی بنا پر نکاح کر سکتی ہے جبکہ ظاہر یہ ہے کہ فقہ کے لئے اس کو قرض دینے والا کوئی نہیں ملتا اور کیا احناف نے حنفی قاضی کے لئے کسی شافعی مذہب والے کو اپنا نائب بنانا پسند کیا ہے تاکہ وہ شافعی مذہب کے مطابق خاوند کی موجودگی میں اس سے طلاق کا مطالبہ کرے اور انکار پر وہ دونوں میں تفریق کا فیصلہ دے، کیونکہ بیوی کی دائمی فقہ کی حاجت قرض سے پوری ہونا آسان نہیں ہے اس بنا پر دونوں میں ضرورت کی وجہ سے تفریق کے بغیر چارہ نہیں ہے، کتاب کے حوالے سے بیان کرو اور قیامت کے روز اجر پاؤ۔ (ت)</p> | <p>صارت ثلث ما عطاها شيئاً من ذلك فما حكمه في الصور البرقومة هل بقية زوجته في النكاح ام لا وهل يحكم بكفره ام لا فاذا بطل نكاحه بالامور المذكورة هل يجوز لها ان تنكح رجلاً آخر للضرورة والظاهر انها لا تجد من يقرضها وهل استحسن الاحناف ان ينصب القاضي الحنفي نائباً شافعي المذهب يفرق بينهما اذا كان الزوج حاضراً وابي عن الطلاق لان دفع الحاجة الدائمة لا يتيسر بالاستدانة فالتفريق امر ضروري بينوا بالكتاب تؤجروا بيوم الحساب۔</p> |
|---|--|

الجواب:

| | |
|---|--|
| <p>يا لله! تیرے لئے ہی حمد ہے، اے رب! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور اے رب! شیطانوں کی موجودگی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ سوال میں شخص مذکور کے برے افعال اور بدترین اقوال جو ذکر کئے گئے ہیں وہ گناہ اور وبال میں انتہائی کبیرہ ہیں، اور تمام کفر کا احتمال رکھتے ہیں کیونکہ شراب پینا کبیرہ گناہ ہے اور اس پر دوام اس سے بھی بڑا گناہ ہے اور اس پر دوام اس سے بھی بڑا گناہ ہے اور اگر اس سے کے ساتھ ساتھ وہ حلال جان کر اور شراب کی حرمت میں تخفیف جان کر پیتا ہے تو وہ کافر ہے۔ اور مبارک اور اق کو پھاڑنا اور</p> | <p>اللهم لك الحمد رب اني اعوذبك من هزات الشياطين واعوذبك رب ان يحضرون كل ما وصف في السؤال فما للرجل من سبغ الافعال واسوء الاقوال فكباثر متناهية في الاثم والوبال وكله كفر على الاحتمال فان شرب الخمر كبيرة والادمان اكبر صحة استحلال لها واستخفاف بحرمتها فقد كفر وتمزيق الاوراق الكريمة المذكورات</p> |
|---|--|

ان کو گندگی میں پھینکنا اگر بدنام زمانہ نبیوں کی روش پر مبنی ہے کہ یہ بدعت ہیں اور بدعت کو ختم کرنا چاہئے تو یہ جہالت، گمراہی اور عذاب و سزا کا مستحق بننا ہے، اور اگر اس عمل سے اس کا مقصد اوراق پر تصویروں والے مقامات کی اہانت و تحقیر مقصود ہے تو یہ کھلا کفر ہے اور واضح طور پر ارتداد ہے۔ اور بتوں کی ناپاک تصویروں کو دیواروں پر آویزاں کرنا اگر ویسے عادت کے طور پر کہ اس کو پاگل لوگ مکانات کی زینت سمجھتے ہیں اور کسی کو کفر کی طرف تجاوز نہ کیا ہو تو یہ خبیث ترین کبیرہ گناہ ہے جو جہنم میں لے جانے والا فرشتوں کو دور اور شیطانوں کو قریب کرنے والا ہے، اور اگر یہ کام کفار کی رسم کو پسند کرتے ہوئے اور دوزخیوں کے معبودوں کی تعظیم کے طور پر کیا ہو تو یہ صریح کفر جو اس کی تکفیر کا باعث ہے، واضح و ارتداد واضح بیوی کو نماز کی ادائیگی پر مارنا اور اس سے منع کرنا اور شراب نہ پینے پر اور شراب نوشی سے انکار پر اس کو مارنا تو یہ تمام انتہائی شیطنت، فرعونیت اور بغاوت ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ نماز کی فرضیت اور شراب کی حرمت کا منکر ہے اور شریعت اور اس کے اوامر اور نواہی کی تحقیر کرتا ہے تو یہ کھلا کفر ہے اور رسوا کن ارتداد ہے۔ اس کا بہترین مکان جو مسجد ہے سے اعراض کرنا اور اللہ تعالیٰ کی دعوت سنانے والے کو مکابرہ کے طور پر خبیث اور بدبو والی بات کہنا (کہ میں شراب خانے جاؤں گا مجھے مسجد کی ضرورت نہیں ہے) تو اس سے وہ کفر سے قریب اور ایمان سے دور ہو گیا (پاگلوں کے پاگل پن سے اللہ تعالیٰ کی پناہ) تو یہ بات

والقاء وها في موضع القاذورات ان كان مبنيًا على اصول الوهابية النجدية خذلهم الله تعالى من ان ذلك بدعة والبدعة تزل. فجعل وضلال واستحقاق لعذاب ونكال وان قصد اهانة تلك البقاع فكفر بواح وارتداد صراح وتعليق تلك التصاوير النجسة على الجدران ان كان على ما يتعداه المجان يزعمون فيه تزيين المكان غير متعددين الى الكفر من الكفران فكبيرة خبيثة تدعو الى النيران وتبعد المثلثة وتقرب الشيطان. وان وقع على جهة استحسان صنيع الكفار وتعظيم الالهة اصحاب النار فكفر صريح جلي الاكفار وضرب البراة على اداء الصلوة ومنعها منه وضربها على ترك شرب الخمر وابطائها عنه كل ذلك تناه في التشطين والبغى والتفرعن وان كان مع ذلك ينكر فرضية الصلوة او حرمة الخمر او يستخف بالشرع والنهي والامر فكفر واعراضه عن المسجد خير الاماكن ومكابرة الداعي الى الله بذلك القول الخبيث المنتن فهو به للكفر اقرب منه للايمان و بالله العياذ من مجون المجان فان قاله على نهج الملاعبة فيا لها

اگر کھیل میں رغبت کے طور پر کی ہے تو یہ کتنی بڑی جرات کبیرہ ہے اور بہت زیادہ قابل نفرت ہے، ورنہ یہ کھلا کفر ہے جس میں کوئی شک نہیں، تاہم کفر شدید معاملہ ہے، تو جب تک اسلام کا پہلو نکل سکتا ہے کفر کا حکم نہ لگایا جائے، اگرچہ اسلام کا احتمال بعید ہی کیوں نہ ہو، جبکہ بیوی صرف قاضی کی تفریق یا واضح کفر کی بناء پر ہی نکاح سے خارج ہوگی، ہاں ایسے شخص کو اس کی مذکورہ قباحتوں پر توبہ کرنے اور پھر بعد میں تجدید نکاح کا حکم کیا جائے، جامع الفصولین کی فصل نمبر ۳۸ کے آخر میں ہے کسی شخص کو کہا کہ مسجد کی عمارت کے لیے ایک درہم چندہ دے یا اس کو کہا گیا مسجد میں آکر نماز پڑھ، تو اس نے جواب میں یوں کہا کہ میں نہ مسجد میں آتا ہوں اور نہ درہم دیتا ہوں مجھے مسجد سے کیا کام، اور اس نے اصرار کیا ہو تو اسے کافر نہ کہا جائے گا لیکن تعزیر لگائی جائیگی۔ لیکن خرچ نہ دینے پر جب خاوند حاضر ہو اور امیر ہو نفقہ دینے پر قادر ہو تو اس صورت میں کسی حنفی نہ کسی شافعی نے تفریق کا قول کیا ہے بلکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف تصریح کی ہے لہذا خاوند جب قادر ہو اور امیر ہو تو پھر مقصد برآری کی یہی صورت ہے کہ حکام سے بیوی شکایت کرے تاکہ وہ خاوند کو نفقہ دینے پر مجبور کریں اگر نفقہ دینے پر راضی نہ ہو تو پھر اس کو طلاق دینے پر مجبور کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

من کبيرة كثيرة الشناعة والافالكفر ظاهر فيه لاشك يعتریه بید ان الكفر امر شديد لا يحكم به مع احتمال الاسلام ولو من بعيد والمرأة لاتبين الا بتفريق مبين او كفر متبين نعم يومر بالتوبة عن تلك القبائح ثم بعد ذلك بتجديد النكاح، في جامع الفصولين او اخر الفصل قيل له ياك درهم بدہ تا بمرات مسجد صرف كنم يابہ مسجد یا نماز فقال من نہ بمسجد آيم ونہ درہم درہم مرا بمسجد چہ کار وهو مصر على ذلك لا يكفر ولكن يعذر^۱، واما التفريق لعدم الانفاق والزوج حاضر وموسر قادر فلم يقل به حنفی ولا شافعی بل نص على خلافه الامام الشافعی فلا سبيل للمرام الا الاشتكاء الى الحكم ليجبروه على الانفاق وان لم يرضه فعلى الطلاق لقوله تعالى

فَامْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ^۲

^۱ جامع الفصولين الفصل الثامن والثلاثون اسلامي كتب خانہ كراچی ۳۱۶/۲

^۲ القرآن الكريم ۲۳۱/۲

فی ردالمحتار عن غرر الاذکار ثم اعلم ان مشائخنا استحسنوا ان ينصب القاضي الحنفی نائباً ممن مذهبہ التفريق بينهما اذا كان الزوج حاضراً و ابی عن الطلاق لان دفع الحاجة الدائمة لا يتيسر بالاستدانة اذ الظاهر انها لا تجد من يقرضها و غنى الزوج مالا امر متوهم فالتفريق ضروري اذا طلبته وان كان غائباً لا يفرق لان عجزه غير معلوم حال غيبته وان قضى عجزه غير معلوم حال غيبته وان قضى بالتفريق لا ينفذ قضاؤه لانه ليس في مجتهد فيه لان العجز لم يثبت¹ اه فانظر الى قوله و غنى الزوج مالا امر متوهم وقوله في الغائب لان عجزه غير معلوم يرشد انك ان الكلام انما هو في العاجز المعسر دون القادر المستكبر وانظر آخر الكلام يفيدك ان القضاء بالتفريق حيث لم يثبت عجزه باطل سحيق وقد قال في ردالمحتار ايضاً قبله

بیویوں کو اچھی طرح رکھو یا ان سے بھلائی کے ساتھ جدائی کرلو۔ ردالمحتار میں غرر الاذکار سے منقول ہے کہ ہمارے مشائخ نے یہ پسند کیا ہے کہ حنفی قاضی کسی شافعی یا اس شخص کو جس کا مذہب یہ ہو کہ نفقہ نہ دینے پر حاضر خاوند کو طلاق دینے پر مجبور کیا جائے اگر طلاق نہ دے تو قاضی تفریق کرے، اپنا نائب بنا کر اس سے تفریق کراوے کیونکہ نفقہ کی حاجت دائمی ہے جو کہ بیوی کے قرض اٹھانے پر پوری نہیں ہو سکتی کیونکہ ظاہر میں کوئی ایسا شخص نہیں ملتا جو اس کو قرض دیتا رہے جبکہ خاوند کا بالآخر غنی ہو کر نفقہ ادا کرنا موہوم بات ہے تو بیوی کے مطالبہ پر اس صورت میں تفریق ضروری ہے، اور مذکورہ صورت میں اگر خاوند غائب ہو تو تفریق نہ کی جائے کیونکہ غائب ہونے کی صورت میں خاوند کا نفقہ سے عجز معلوم نہ ہو سکے گا اس صورت میں اگر تفریق کردی تو وہ نافذ نہ ہوگی کیونکہ اس صورت میں تفریق مجتہدین کے ہاں زیر بحث مسئلہ نہیں ہے کیونکہ خاوند کا عجز معلوم نہیں ہے، اھ۔ اس عبارت میں "بالآخر خاوند کا غنی ہونا موہوم ہے" اور غائب ہونے والے کے بارے میں "یہ کہ اس کا عجز معلوم نہیں" پر غور کریں تو یہ رہنمائی ملتی ہے کہ تفریق کی بات صرف خاوند کے تنگدست اور عاجز ہونے کی صورت میں ہے، نہ کہ قادر اور ہٹ دھرم خاوند کی صورت میں، اور پھر مذکورہ کلام کا آخری حصہ تو واضح طور پر بتا رہا ہے کہ جب خاوند کا عجز ثابت نہ ہو تو وہاں تفریق کا فیصلہ

¹ ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵۶/۲

مأنصه والحاصل ان عند الشافعي اذا عسر الزوج بالنفقة فلها الفسخ وكذا اذا غاب وتعذر تحصيلها منه على ما اختاره كثيرون منهم لكن الاصح المعتبر عندهم ان لافسخ مادام موسرا وان انقطع خبره وتعذر استيفاء النفقة من ماله كما صرح به في الأمر قال في التحفة (يعني سيدنا الامام الشافعي رضي الله تعالى عنه) قال (يعني العلامة ابن حجر المكي الشافعي رحمه الله تعالى) بعد نقله ذلك فجزم شيخنا (يعني العلامة شيخ الاسلام زكريا الانصاري) في شرح منهجه ان القول بالفسخ في منقطع خبر لا مال له حاضر مخالف للمنقول كما علمت¹ الخ وفي كتاب الانوار للامام يوسف اردبيلي الشافعي رحمه الله تعالى لو امتنع مع القدرة او غاب مع اليسار او قدرت على ماله فلا خيار² - وفيه ولو جهل حال الغائب من اليسار او الاعسار او شك في يساره فلا خيار لان

بالكل باطل ہے جبکہ ردالمحتار میں مذکور کلام سے قبل بھی فرمایا، عبارت یوں ہے، الحاصل امام شافعی کے ہاں جب خاوند تنگ دست قرار پائے تو بیوی کو فسخ کے مطالبے کا حق ہوتا ہے اور یو نہی اگر خاوند غائب ہو اور اس کے ملنے کی امید نہ ہو تو بھی نفقہ کی ناامیدی پر اکثر شوافع حضرات کے ہاں فسخ مختار ہے لیکن ان کے مذہب میں معتمد علیہ اور اصح یہ ہے کہ اس وقت تک فسخ کا اختیار نہیں جب تک اس کی تنگ دستی ثابت نہ ہو جائے اگرچہ غائب ہو کہ اس کی کوئی خبر نہ ہو اور اس کے مال سے بیوی کے لئے نفقہ کی کوئی صورت نہ بن پاتی ہو، جیسا کہ امام شافعی کی کتاب "الام" میں تصریح ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحفہ میں فرمایا، علامہ ابن حجر مکی شافعی نے یہ عبارت نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ ہمارے شیخ یعنی شیخ الاسلام زکریا انصاری نے اپنی مسنج کی شرح میں یہ جزم فرمایا ہے کہ ایسے غائب شخص جس کی کوئی خبر نہ ہو اور اس کا مال بھی موجود نہ ہو، تو فسخ کا فیصلہ منقول کے خلاف ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہوا ہے۔ امام یوسف اردبیلی شافعی کی "کتاب الانوار" میں ہے کہ خاوند قادر ہونے کے باوجود نہ دے، یا امیر ہونے پر وہ غائب ہو، یا بیوی اس کے مال سے نفقہ حاصل کرنے پر قادر ہو تو پھر فسخ کا اختیار نہیں ہے، اور اس میں ہے کہ اگر غائب ہو اور اس کی تنگ دستی یا تو نگری معلوم نہ ہو یا اس کے حال میں شک ہو تو فسخ کا اختیار نہیں ہوگا، کیونکہ فسخ کا

¹ ردالمحتار باب النفقة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۵۶

² الانوار

سبب موجود نہیں ہے۔ اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر خاوند تنگدست غائب ہو اور کچھ مدت گزر جائے تو بھی اختیار فسخ نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اب وہ امیر بن چکا ہو۔ کمثری کی شرح میں ہے کہ تحفہ اور منہاج میں فرمایا کہ اصح یہ ہے کہ امیر خاوند غائب یا متوسط حال والا حاضر ہو یا غائب تو فسخ نہیں ہوگا کیونکہ بیوی کو نفقہ کا حصول ممکن ہے جیسا کہ غائب ہونے کی صورت میں اس کا مال موجود ہو تو قاضی کے ذریعہ حاصل کر سکتی ہے، اور قابل اعتماد وہ ہے جو متن میں ہے، اسی لئے الام میں تصریح ہے کہ امیر خاوند غائب ہو اگرچہ اس کی کوئی خبر نہ ہو اور اس کے مال سے نفقہ حاصل کرنا مشکل ہو، یہی مذہب منقول ہے، جیسا کہ اذری نے فرمایا کہ ہمارے شیخ نے اپنی منہج کی شرح میں فرمایا کہ ایسا غائب جس کی کوئی خبر نہ ہو اور حاضر مال بھی نہ ہو تو اس صورت میں فسخ کا قول منقول مذہب کے خلاف ہے جیسا کہ تمہیں معلوم ہوا ہے، اور فسخ جب بھی نہیں کہ غائب شخص کے تنگدست یا امیر ہونے کا علم نہ ہو بلکہ گواہوں نے شہادت بھی دی ہو کہ غائب ہونے والا تنگدست ہے تب بھی فسخ نہیں کہ یہ شہادت موجودہ حال کی نہیں ہے، تحفہ کا کلام ختم ہوا، اختصار۔ الفاضل ابراہیم شافعی نے اپنی تعلیقات میں فرمایا کہ شیخ نے اپنی منہج کی شرح میں اس پر جزم کیا ہے کہ وہ غائب جس کی خبر

السبب لم يتحقق ويفهم من هذا انه لو غاب معسر او مضت مدة فلا خيار لها لاحتمال اليسار¹، وفي شرح الكثرى قال في التحفة والمنهاج والاصح ان لافسخ بمنع موسرا و متوسط حضر او غاب لتمكنها منه ولو غائبا كماله بالحاكم والمعتد ما في المتن ومن ثم صرح في الامر بانه لافسخ مادام موسرا وان انقطع خبره وتعذر استيفاء النفقة من ماله والمذهب نقل كما قاله الاذرى فجزم شيخنا في شرح منهجه بالفسخ في منقطع خبر لامال له حاضرا مخالف للمنقول كما علمت و لافسخ بغيبته من جهل حاله يسارا او اعسارا بل لو شهدت بينة انه غاب معسرا فلا فسخ ما يشهد باعساره الان اه كلام التحفة² باختصار، وفي تعليقاته للفاضل ابراهيم الشافعي جزم في شرح منهجه بالفسخ في منقطع خبر

¹ الانوار² الانوار

| | |
|--|--|
| <p>لامال له قال ابن حجر وهو خلاف المنقول فانه صرح في الامر بانه فسخ مادام موسر وان انقطع خبره وتعذر استيفاء النفقة من ماله¹ اه وفي قرّة العين بمهمات الدين وشرحها فتح المعين كلاهما للعلامة زين الدين الشافعي تلميذ الامام ابن حجر المكي رحمهما الله تعالى (فسخ نكاح من اعسر فلا فسخ) على المعتمد (بامتناع غيره) موسرا او متوسطا من الانفاق حضرا وغابا (و) لا فسخ (قبل ثبوت اعساره) باقراره او بينة تذكر اعساره الان ولا تكفي بينة ذكرت انه غاب معسرا² اه ملتقطا والله تعالى اعلم۔</p> | <p>معلوم نہ ہو اور اس کا مال نہ ہو تو فسخ ہوگا جبکہ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ منقول مذہب کے خلاف ہے کیونکہ امام شافعی نے الام میں تصریح کی ہے کہ غائب شخص جس کی خبر معلوم نہ ہو وہ جب تک امیر ہے اور اس کے مال سے نفقہ پورا کرنا مشکل ہو تو بھی فسخ نہ ہوگا۔ علامہ زین الدین شافعی تلمیذ امام ابن حجر مکی رحمہما اللہ تعالیٰ کی دونوں کتب، قرۃ العین بمهمات الدین، اور اس کی شرح فتح المعین، میں ہے کہ تنگ دست کا نکاح فسخ ہوگا اور معتد قول کے مطابق کسی ایسے شخص کا جو امیر ہو یا متوسط ہو اور وہ نفقہ نہ دے خواہ حاضر ہو یا غائب کا نکاح فسخ نہ ہوگا تنگ دستی کا ثبوت اس کے اقرار سے ہوگا یا شہادت سے ہوگا جس میں یہ ذکر ہو کہ اب تنگ دست ہے اس میں یہ ذکر کافی نہیں کہ غائب ہوتے وقت وہ تنگ دست تھا</p> <p>ملتقطا، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p> |
|--|--|

مسئلہ ۱۹۸: از ہوڑہ رام کشنوپور محلہ بانس تلاگھاٹ روڈ مرسلہ محمد حسن رضا خاں صاحب ۱۶ شعبان المعظم ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت پردہ نشین اپنے شوہر کی مطلقہ ہے، بعد عدت عقد ثانی کیا، بعد گزرنے ایک برس میکی آئی اور ذاتی یا زوجی تکلیف کی وجہ سے شوہر ثانی کے یہاں جانا پسند نہیں کرتی ہے اور اس سے خلع چاہتی ہے اور شوہر اولیٰ کی موانست کو پسند کرتی ہے، شوہر ثانی باعث جہالت اور بہکانے دوسروں کے طلاق نہیں دیتا اور نہ کافی طور پر بی بی کا حق ادا کر سکتا ہے اور صورت اوقات بصری عورت کی ذاتی حیثیت کچھ بھی نہیں اور نہ میکی میں فراغت، پردہ بھی فرض ہے اور کھانا کپڑا بھی واجب، پھر ایسے موقعہ میں کیوں اقتداء مسائل حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ چاروں امام جب کہ برحق ہیں اور اگر اقتداء امام شافعی کی کی جائے تو حقیقت اس مسئلہ کی کیا ہے، ایسی حالت میں پیروی دوسرے

¹ تعلیقات

² فتح المعین شرح قرۃ العین عامر الاسلام پورپرس ترونکاری کیر ص ۴۲۴ تا ۴۲۷

امام کی نہ کرنے سے خوف غلبہ شیطان کا ہے نہ معلوم کس گناہ کبیرہ میں مرتکب ہو اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت اور مصلحت اقتداء لازم ہے۔

الجواب:

قرآن عظیم نے شوہر دار عورتوں کو حرام قطعی فرمایا سائل کے گول لفظ شرط مذہب شافعی کو پورا نہیں کرتے، عورتوں کو ہوائے نفس کا اتباع کرنا اور اسے کسی امام دین کے سر رکھنا دین نہیں نہ حنفی اس پر فتوے کا مجاز بلکہ اگر حنفی حاکم شرعی اس پر حکم دے گا قضا نافذ نہ ہوگی، درمختار میں ہے:

| | |
|--|--|
| لا یفرق بینہما بعجزہ عنہا ولا بعدہ ایفاءً حقہا ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ ^۱ | حنفی مذہب میں نفقہ سے عاجز ہونے یا بیوی کا حق پورا نہ کرنے پر تفریق نہ ہوگی اگر کسی حنفی نے یہ تفریق کی تو نافذ نہ ہوگی۔ (ت) |
|--|--|

چارہ کار حکومت کی طرف رجوع ہے کہ وہ اسے دو باتوں میں سے ایک پر مجبور کرے یا ادائے نفقہ یا طلاق، واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ درمختار باب النفقة مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۹/۱



کتاب الایمان

مسئلہ ۱۹۹: ۵ جمادی الآخرہ ۱۳۰۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ الحمد للہ رب العلمین ○ والعاقبة للمتقين ○ والصلوة والسلام علی رسولہ محمد
والہ واصحابہ اجمعین ○

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ مقدمہ میں کہ زید نے قسم مغالہ کھائی ساتھ اس معاہدہ کے کہ اگر میں
بکر سے کسی وقت میں ہمکلام ہوں تو زوجہ میری کو طلاق ہے چنانچہ بعد اس عہد کے بکر نے وفات پائی اور زید قبر پر گیا اور احکام
شرعیہ کو کام میں لانا یعنی سلام علیکم کہہ کر فاتحہ قبر پر زید نے پڑھی تو اس صورت میں زوجہ زید پر طلاق عائد ہوئی یا نہیں؟ فقط
الجواب:

| | |
|---|---|
| الحمد الكثير للحي القدير، والصلوة والسلام على السبيح البصير والہ وصحبہ الی یوم المصیر۔ | کثیر ترین حمدیں زندہ قدرت والے کے لئے ہیں، صلوة و سلام کامل سمع و بصر والے پر اور ان کی آل و اصحاب پر تا یوم القیامۃ۔ (ت) |
|---|---|

صورت مستفسرہ میں زن زید پر طلاق نہ ہوئی، جامع صغیر امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ میں ہے:

| | |
|---|---|
| محمد عن يعقوب عن ابي حنيفة رضى الله تعالى عنهم رجل قال | امام محمد نے امام ابو یوسف سے اور انہوں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا کہ ایک شخص نے دوسرے |
|---|---|

| | |
|---|---|
| <p>لَاخِرَ انْ ضَرِبْتَكَ فَعَبْدِي حَرَمَاتُ فَضْرَبَهُ قَالَ فَهُوَ عَلَى الْحَيَاةِ. وَكَذَلِكَ الْكُسُوةُ وَالْكَلامُ وَالِدُخُولُ¹ اِنْتَهَى۔</p> | <p>کو کہا اگر میں تجھے ماروں تو میرا غلام آزاد ہے، دوسرے کے فوت ہونے کے بعد اس نے اسے مارا (تو قسم نہ ٹوٹے گی) یوں ہی لباس، کلام یا دخولِ دار کی قسم کھائی ہو تو وہ بھی فوت ہونے کے بعد کارروائی پر نہ ٹوٹے گی کہ ان قسموں کا تعلق زندہ سے ہوتا ہے اھ (ت)</p> |
|---|---|

وجہ اس کی یہ ہے کہ بنائے یمن عرف پر ہے اور عرف میں اس سے کلام بعد الموت مقصود و مفہوم نہیں ہوتا، نہ بعد موت کلام و سلام کو یہ کہتے ہیں کہ زائر میت سے باتیں کر رہا ہے اگرچہ حقیقۃً و شرعاً کلام و سلام ہے جیسے قسم کھانے والا کہ گوشت نہ کھائے گا مچھلی کھانے سے حاش نہ ہوگا اگرچہ حقیقۃً و شرعاً گوشت اس پر بھی صادق،

| | |
|---|--|
| <p>قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِنَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا²۔</p> | <p>اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم دریا سے تازہ گوشت کھاؤ۔ (ت)</p> |
|---|--|

ولہذا اگر قسم کھائی کہ کلام نہ کرے گا اور قرآن پڑھا، تسبیح و تہلیل کی، حاش نہ ہوگا، حالانکہ حقیقۃً و شرعاً یہ بھی کلام ہے

| | |
|--|---|
| <p>قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَيَّ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ³ وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ⁴۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔</p> | <p>اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اسی کی طرف طیب کلمات اٹھتے ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: دو کلمے زبان پر خفیف، ترازوں میں بھاری، اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ہیں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم، اس کو بخاری نے روایت کیا (ت)</p> |
|--|---|

یہاں تک کہ علماء فرماتے ہیں اگر قسم کھائی زید سے کلام نہ کروں گا اور زید نماز جماعت میں اس کے برابر کھڑا تھا سلام پھیرتے وقت اس کی طرف منہ کر کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا حاش نہ ہوا اگرچہ اس سلام میں نیت حاضرین کا قطعاً حکم ہے اسی طرح اگر جس کی نسبت قسم کھائی تھی وہ امام ہوا اور نماز میں بھولا اس نے بتایا قرأت میں لقمہ دیا حاش نہ ہوگا حالانکہ یہ قطعاً اس سے خطاب ہے اور خاص بقصد خطاب صادر،

| | |
|--|--|
| <p>فِي الْهِنْدِيَةِ لَوْ حَلَفَ لَا يَتَكَلَّمُ وَلَا نِيَّةَ</p> | <p>ہندیہ میں ہے کسی نے قسم کھائی کہ کلام نہ کروں گا، اور</p> |
|--|--|

¹ جامع الصغير باب البيبين في القتل والضرب مطبع يوسف بن كنعان ص ٤٢

² القرآن الكريم ١٣/١٦

³ القرآن الكريم ١٠/٣٥

⁴ صحيح بخاری کتاب الرد علی الجہیمۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ١١٢٩/٢

| | |
|--|--|
| <p>له فصلی وقرأ فيها اوسبح او هلل لم يحنث وقال الفقيه ابوالليث ان عقد يمينه بالفارسية لا يحنث بالقراءة والتسبيح خارج الصلوة ايضاً للعرف فانه يسي قارئاً ومسبحاً لا متكلماً وعليه الفتوى كذا في الكافي اه¹ ملخصاً۔</p> | <p>خاص نیت نہ کی، تو نماز پڑھنے میں قرأت کرنے، تسبیح و تہلیل کرنے پر قسم نہ ٹوٹے گی۔ اور ابوللیث فقیہ نے فرمایا اگر کسی نے فارسی زبان میں قسم کھائی کہ بات نہ کروں گا، تو خارج از نماز قرأت کرنے اور تسبیح پڑھنے پر بھی قسم نہ ٹوٹے گی کیونکہ اس عمل والے کو عرف میں قاری اور تسبیح پڑھنے والا کہا جاتا ہے کلام کرنے والا نہیں کہا جاتا، اور اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ کافی میں ہے اھ ملخصاً (ت)</p> |
|--|--|

اسی میں ہے:

| | |
|---|--|
| <p>اذا حلف لا يكلم فلاناً فاقتدى الحالف بالمحلف عليه فسها المحلف عليه فسبح له الحالف لم يحنث كذا في المحيط²۔</p> | <p>اگر قسم کھائی کہ وہ فلاں سے بات نہ کرے گا، تو اس کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہوئے وہ بھول جائے تو قسم کھانے والے نے اسے سبحان اللہ کہہ کر لقمہ دیا تو حانث نہ ہوگا، یعنی قسم نہ ٹوٹے گی جیسا کہ محیط میں ہے۔ (ت)</p> |
|---|--|

اسی میں ہے:

| | |
|--|--|
| <p>كذا اذا سلم عن الصلوة وفلان عن جنبه كذا في العتابة³۔</p> | <p>یونہی جب نماز سے سلام پھیرے اور وہ فلاں اس کے پہلو میں ہو، جیسے کہ عتابیہ میں ہے۔ (ت)</p> |
|--|--|

اسی میں ہے:

| | |
|--|--|
| <p>لو كان المحلف عليه اماماً والحالف مقتدياً به ففتح على الامام لا يحنث⁴ الخ۔</p> | <p>جس کے متعلق قسم کھائی اگر وہ امام ہو اور قسم کھانے والا مقتدی ہو تو امام کو لقمہ دینے پر وہ حانث نہ ہوگا، الخ (ت)</p> |
|--|--|

اسی طرح صدہا مسائل میں جن کا ماخذ وہی عرف پر احکام ایمان کی بنا ہے، واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰۰: ازوجین مکان میر خادم علی صاحب اسٹنٹ مرسلہ حاجی یعقوب علی خاں صاحب ۱۷ اشوال ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے عمرو سے قسمیہ کہا کہ یہ کام کر، اور اس نے

¹ الفتاویٰ الہندیۃ الباب السادس فی الیمین علی الکلام نورانی کتب خانہ پشاور ۹۷/۲

² الفتاویٰ الہندیۃ الباب السادس فی الیمین علی الکلام نورانی کتب خانہ پشاور ۹۷/۲

³ الفتاویٰ الہندیۃ الباب السادس فی الیمین علی الکلام نورانی کتب خانہ پشاور ۹۷/۲

⁴ الفتاویٰ الہندیۃ الباب السادس فی الیمین علی الکلام نورانی کتب خانہ پشاور ۹۷/۲

نہ کیا توبہ سبب انکار اس کام کے عمر پر قسم عائد ہوتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

کسی کے قسم دلانے سے نہ اس پر قسم عائد ہو نہ اس کام کا کرنا واجب، حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لا تقسم¹ قسم نہ دو۔ معلوم ہوا کہ دلانے سے ماننا واجب نہیں ہوتا، ہاں اگر حرج نہ ہو تو مان لینا مستحب ہے کما نص علیہ الفقہاء الکرام (جیسا کہ اس پر فقہاء کرام نے تصریح فرمائی۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰: قرآن مجید کی قسم کھانے سے قسم ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور اس کا کفارہ کیا ہے؟ اور اگر کسی گناہ کرنے پر قسم کھائی ہو تو اسے توڑے یا کیا کرے؟ اور جو شخص دوسرے کو دھوکا دینے کے لئے قسم کھائے اس کے پورے کرنے کا دل میں ارادہ نہ ہو اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

قرآن مجید کی قسم شرعاً قسم ہے،

| | |
|--|--|
| در مختار میں ہے کہ کمال نے فرمایا کہ مخفی نہ رہے کہ آجکل قرآن پاک کی قسم متعارف ہو چکی ہے لہذا یہ قسم قرار پائیگی اھ (ت) | فی الدر المختار قال الکمال لا یخفی ان الحلف بالقرآن الان متعارف فیکون یبینا انتھی ² ۔ |
|--|--|

اسی میں ہے:

| | |
|--|---|
| قسموں کی بناء عرف پر ہے، تو عرف میں جس چیز کی قسم متعارف ہو جائے وہ قسم قرار پائے گی، اور جو متعارف نہ ہو قسم نہ ہوگی اھ (ت) | الایمان مبنیۃ علی العرف فہا تعرف الحلف بہ فیہین وما لا فلا انتھی ³ ۔ |
|--|---|

اور قسم اگر امر مستقبل پر ہے جس کا کرنا اس کے قبضہ اقتدار میں ہے تو اس کے جھوٹا کرنے میں گناہ ہے اور کفارہ اس کا رافع، بشرطیکہ وہ کسی معصیت پر نہ ہو مثلاً شراب پینے کا یا نماز نہ پڑھنے کا کہ اس کا تو جھوٹا کرنا پھر کفارہ دینا واجب ہے

| | |
|--|---|
| در مختار میں ہے: یبیین منعقدہ اور وہ ہوتی ہے کہ آئندہ ممکنہ چیز کے متعلق حلف دیا جائے، اس میں حانث | فی الدر المختار ومنعقدۃ وہی حلفہ علی مستقبل ات یمکنہ وفیہ الکفارۃ |
|--|---|

¹ مسند احمد بن حنبل مروی از عبد اللہ بن عباس دار الفکر بیروت ۲۱۹/۱

² الدر المختار کتاب الایمان مطبع مجتبائی دہلی ۲۹۱/۱

³ الدر المختار کتاب الایمان مطبع مجتبائی دہلی ۲۹۱/۱

| | |
|---|---|
| ان حنث وہی ای الکفارة ترفع الاثم وان لم توجد منه التوبة معها ای مع الکفارة: سراجیہ ^۱ ملخصاً۔ وفیه ایضاً من حلف علی معصیة کعدم الکلام مع ابویه او قتل فلان وجب الحنث والتکفیر لانه اهون الامرین ^۲ ۔ | ہونے پر کفارہ ہوتا ہے اور وہ کفارہ قسم کے گناہ کو ختم کر دیتا ہے اگرچہ اس کے ساتھ توبہ بھی نہ کرے، سراجیہ اہ ملخصاً۔ اس میں یہ بھی ہے اگر کسی نے گناہ پر قسم کھائی مثلاً کہا میں والدین سے بات نہ کروں گا یا فلاں کو قتل کروں گا، تو اس پر لازم ہے کہ وہ حنث کرے (یعنی قسم توڑ دے) اور کفارہ دے دے کیونکہ یہ کفارہ اس گناہ کے مقابلہ میں کم تر ہے۔ (ت) |
|---|---|

اور کفارہ ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو متوسط کھانا یا کپڑا دینا جو تین مہینہ سے زیادہ چلے اور سب بدن ڈھک لے، اور جو کچھ نہ ہو سکے تو متواتر تین روزے رکھنا ہے،

| | |
|--|--|
| فی الدر المختار وکفارتہ تحریر رقبة او اطعام عشرة مساکین کما فی الظہار او کسوتهم ببا یصلح للاوساط وینفع به فوق ثلثة اشهر ویستر عامة البدن فان عجز عنها کلها وقت الاداء صام ثلثة ایام ولاء ^۳ اہ ملخصاً۔ | در مختار میں ہے کہ اس کا کفارہ یہ ہے کہ گردن آزاد کرے، یا دس مسکینوں کو کھانا دے جیسا کہ ظہار میں ہوتا ہے، یا دس مسکینوں کو درمیانہ لباس دے جو عام بدن کو ڈھانپ لے اور کم از کم تین ماہ تک وہ لباس کام دے۔ اور اگر ان امور کی ادائیگی سے عاجز ہو تو مسلسل تین دن روزے رکھے اہ ملخصاً (ت) |
|--|--|

اور اپنی بریت کو مغالطہ مسلمین کے لئے قصداً جھوٹی قسم کھانا کہ زبان سے قسم کھانا اور دل میں اس کے خلاف پر عزم رکھتا ہو ہر گز جائز نہیں، اور احترام نام پاک الہی سے بالکل خلاف ہے، حق سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن عظیم میں ان لوگوں کی مذمت فرمائی جو قسموں کو اپنی سپر بناتے ہیں، کفارہ اس لئے مقرر ہوا ہے کہ اگر احیاناً حنث واقع ہو یہ اس کا مصلح ہو سکے نہ کہ یہ کفارہ پر تکیہ کر کے قصداً جھوٹی قسم کھائے اسے اپنی بریت کی ڈھال بنائے، واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۲۰۲: ۲۷ رمضان ۱۴۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے قسم کھائی کہ میں آج ظہر جماعت کے ساتھ ادا کروں گا

^۱ الدر المختار کتاب الایمان مطبع مجتبائی دہلی ۲۹۰/۱

^۲ الدر المختار کتاب الایمان مطبع مجتبائی دہلی ۲۹۳/۱

^۳ الدر المختار کتاب الایمان مطبع مجتبائی دہلی ۲۹۳-۲۹۲

اور مسجد کو گیا مگر امام دو رکعت پڑھ چکا تھا دو رکعت سے امام کے ساتھ اس صورت میں زید کی قسم پوری ہوئی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

زید کی قسم پوری نہ ہوئی کہ دو رکعت بلکہ تین رکعت پانے والا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والا نہیں، درمختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| و کذا مدرک الثالث لا یكون مصلیاً بجماعة علی الاظهر وقال السرخسی للاكثر حکم الكل وضعفه فی البحر ¹ ۔ | جماعت میں تین رکعتیں پانے والا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والا نہ قرار پائے گا، اظہر قول کے مطابق اور امام سرخسی نے فرمایا: اکثر کا حکم کل والا ہوتا ہے، لیکن اس کو بحر میں ضعیف قرار دیا ہے۔ (ت) |
|--|---|

ہاں ثواب جماعت کا قعدہ میں شامل ہونے پر بھی پائے گا وہ جدابات ہے بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ جو گھر سے بارادہ جماعت چلے اور جماعت ہو چکی اس نے ثواب پالیا فقد وقع اجرہ علی اللہ (ہاں اجر و ثواب اللہ تعالیٰ سے پائے گا۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰۳: مسئلہ شیخ عاشق علی خادم مسجد نبی صاحبہ شہر بریلی ۴ جمادی الاول ۱۴۱۳ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی نے غصہ میں قسم کھالی کہ میں بریلی ہی میں نہ رہوں گا، پھر غصہ دور ہو جانے کے بعد وہ پچھتایا، تو کوئی تدبیر ایسی ہے کہ بریلی میں رہے اور حانث نہ ہو یا سوا کفارہ ادا کرنے کے کوئی صورت نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب:

بریلی سے ترک سکونت کر کے نکل جانے کے لئے جس سامان و تدبیر ضروری کی اسے حاجت و اقعہ تھی اگر اس کلمہ کے زبان سے نکلے ہی اس نے شروع نہ کر دی یا اس میں معمولی واقعی کوشش نہ کی یا سامان مہیا ہو جانے پر پھر نکلنے میں ڈھیل کی تو حانث ہو گیا اور کفارہ لازم، اب چاہے نکلے یا نہ نکلے کفارہ دینا ہوگا اور نکلنا کچھ ضرور نہ رہا، اور اگر اسی وقت سے سچے طور پر تدبیر میں مشغول ہے اور اس میں ایسی سستی نہ کی جسے عرف میں ایسے کام میں سستی گنیں تو جب تک سامان مہیا کرنے میں رہے گا حانث نہ ہوگا اگرچہ کچھ دن گزر جائیں، ہاں سامان درست ہوتے ہی نکل جانا ہوگا، ایسی کوئی صورت نہیں کہ باختیار خود بریلی میں رہے۔

¹ الدر المختار باب ادراک الغریضة مطبع مکتبائی دہلی ۱۰۰/۱

اور کفارہ دینا نہ پڑے، البتہ اگر یہ تہیہ میں مشغول تھا کہ کسی نے قید کر لیا اور نکلنے نہ دیا تو جب تک یہ مجبوری رہے گی حاشا نہ ہوگا اگرچہ عمر گزر جائے، یوں ہی اگر بریلی کے سوا کہیں اس کے رہنے کا ٹھکانا نہیں نہ اپنے ذاتی مال یا حرفت یا تجارت کے ذریعہ سے دوسری جگہ بسر ممکن ہے تو بھی مجبور سمجھا جائے گا جب تک حالت ایسی باقی رہے،

تنویر الابصار اور درمختار میں ہے کہ لباس اور سواری اور سکنی پر مداومت کرنا یعنی قسم کے بعد اس کو جاری رکھنا ابتداء عمل کی طرح ہے، لہذا قسم کے بعد ایک گھڑی بھی باقی رکھنے پر قسم ٹوٹ جائے گی، ردالمحتار میں ہے: یعنی اگر قسم کھائی کہ میں اس جانور پر سواری نہ کروں گا جبکہ اس پر سوار تھا یا یہ کپڑا نہ پہنوں گا جبکہ وہ پہنے ہوئے تھا، یا اس گھر میں رہائش نہ کروں گا جبکہ اس میں رہائش پذیر تھا، تو قسم کے بعد ایک گھڑی بھی اس حال پر باقی رہا تو قسم ٹوٹ جائے گی، اور اگر فوراً سواری سے اتر گیا یا کپڑا اتار دیا، یا مکان سے منتقل ہونا شروع ہو گیا تو حاشا نہ ہوگا۔ (ت)

فی تنویر الابصار والدرالمختار دوام الركوب و اللبس والسكنی كالانشاء فی حث بکثه ساعة افی رد المحتار یعنی لو حلف لا یركب هذه الدابة وهو راكبها ولا یلبس هذا الثوب وهو لا یسهه ولا یسكن هذه الدار وهو ساکنها فکث ساعة حث فلو نزل او نزع الثوب او اخذ فی النقلة من ساعته لا یحث²۔

اسی میں ہے:

فتح میں فرمایا کہ پھر اگر کچھ دیر کردی جبکہ اس کو فوراً منتقل ہونا ممکن تھا تو حاشا ہو جائے گا، ورنہ اگر فوراً ممکن نہ تھا کہ وہاں چوری کا ڈر تھا، یا اختیار والے حاکم کی طرف سے رکاوٹ تھی، یا منتقل ہونے کو دوسرا مکان نہ تھا، یا دوسرے مکان کو تالا پڑا ہوا تھا جس کو کھولنے پر قادر نہ ہوا تو حاشا نہ ہوگا، کیونکہ فوراً منتقل ہونے میں یہ وقت بھی شمار ہوگا، اور عذر کی وجہ سے اس وقفہ کو کالعدم قرار دیا جائے گا، اور اگر وہاں

قال فی الفتح ثم انما یحث بتأخیر ساعة اذا امکنه النقل فیها والا بان کان لعذر خوف اللص او منع ذی سلطان او عدم موضع ینتقل الیه او اغلق علیه الباب فلم یستطع فتحه لا یحث ویلحق ذلك الوقت بالعدم للعذر اه ولو قدر علی الخروج بهدم بعض الحائط ولم یهدم لم یحث لان المعتبر القدرة علی الخروج

¹ الدرالمختار شرح تنویر الابصار کتاب الایمان مطبع مجتبیٰ دہلی ۱/۲۹۷

² ردالمحتار کتاب الایمان دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۷۶

| | |
|--|---|
| من الوجه المجهود عند الناس كذا في الظهيرية بحر ^۱ اہم لقطہ۔ | سے دیوار توڑ کر فوراً نکلنے پر قدرت ہو تو بھی قسم نہ ٹوٹے گی، کیونکہ نکلنے کے لئے معروف طریقے پر نکلنا معتبر ہے، جیسا کہ ظہیریہ میں ہے، بحر، اہم لقطہ (ت) |
|--|---|

اسی میں زیر قول در مختار لو یسکنہ الخروج او اشتغل بطلب داراخری او دابة وان بقى ایاماً لم یحسث (اگر نکلنا ممکن ہو یا وہ دوسرا مکان تلاش کرنے یا منتقل ہونے کے لئے سواری کی تلاش میں مصروف ہو گیا اور کئی روز اس تلاش میں گزر گئے تو بھی حاشہ نہ ہوگا۔ ت) فرمایا:

| | |
|---|--|
| هو الصحيح لان طلب المنزل من عمل النقلة فصار مدة الطلب مستثنى اذالم يفطر في الطلب فتح ۲ اھواللہ تعالیٰ اعلم۔ | یہی صحیح ہے، کیونکہ دوسرا مکان تلاش کرنا یہ منتقل ہونے کا عمل ہے لہذا تلاش کی مدت شمار نہ ہوگی بشرطیکہ تلاش کرنے میں کوتاہی نہ کرے، فتح، اھ۔ واللہ سببحنہ وتعالیٰ اعلم۔ (ت) |
|---|--|

مسئلہ ۲۰۴: از سینٹاپورتا مسن گنج دولت کدہ حضرت سید صادق میاں صاحب مرسلہ سید ارتضاحسین صاحب ۲۳ جمادی الاول ۱۳۱۶ھ
زید نے قسم کھائی کہ میں مغرب کی نماز میں امام کے ساتھ آدھی میں شریک ہوں گا، اور وہ وضو کر رہا تھا، اب وہ تیسری رکعت
میں شریک ہوا، آیا وہ حاشہ ہوگا یا نہیں؟ اور آیا اس کو آدھی نماز ملی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔
الجواب:

حاشہ ہوگا، ظاہر ہے کہ ایک رکعت تین کی تہائی ہے نہ کہ آدھی۔ قسم پوری اس وقت ہوتی کہ دو رکوع پاتا کہ دو تہائی اگرچہ
نصف سے زائد ہے مگر زیادت مانع بر نہیں،

| | |
|---|--|
| وبهذا الوجه كان البر متصوراً فأنعقدت اليبين وان لم يكن للصلاة الثلاثة نصف معتبر في الشرع نعم ان حلف ليدر كن نصفها لا اقل ولا ازيد فالظاهر | تو اس طرح قسم کو پورا کرنا متصور ہو سکتا ہے لہذا قسم قرار پائے گی اگرچہ شرعاً تین رکعت والی نماز کا نصف نہیں ہوتا، ہاں اگر قسم میں یوں کہا ہو میں اس نماز کا نصف پاؤں گا نہ اس سے کم نہ زیادہ، تو پھر ظاہر یہ ہے کہ بالکل |
|---|--|

^۱ رد المحتار کتاب الایمان دار احیاء التراث العربی بیروت ۷/۳-۷-۷۷

^۲ رد المحتار کتاب الایمان دار احیاء التراث العربی بیروت ۷/۳-۷-۷۷

| | |
|--|---|
| <p>حادث نہ ہوگا، کیونکہ اس صورت میں قسم کا پورا ہونا ممکن نہیں، یہی ظاہر ہو رہا ہے کیونکہ قسم منعقد ہونے کے لئے، اس کا پورا ہونا متصور ہو، یہ شرط ہے، جیسا کہ فقہاء نے کوزے کے مسئلہ میں تصریح فرمائی ہے۔ یہ ہے جو مجھے ظاہر معلوم ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)</p> | <p>انه لا يحنث اصلاً لعدم تصور البر فيما يظهر وهو شرط الانعقاد كما قد صرحوا به في مسألة الكوز وغيره هذا مظهر لي۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> |
|--|---|

مسئلہ ۲۰۵: از بنگالہ زین العابدین سراج گنج۔

| | |
|---|--|
| <p>اگر کوئی شخص دوسرے کو خدا اور رسول کی قسم دیتے ہوئے یوں کہے اگر تو نے یہ کام کیا تو تجھے اللہ و رسول کی قسم ہے، تو وہ دوسرا شخص اس قسم کی پروا نہ کرتے ہوئے جس کام سے منع کیا تھا اس کو کرنے پر بضد رہے تو اس شخص پر شرعاً کیا حکم ہوگا اور اس پر کیا تعزیر ہوگی۔ بینوا تو جروا۔ (ت)</p> | <p>کسے شخص را بر امر شرعی سوگند خدا و رسول داد است کہ اگر چنین کار خواہی کرد بر تو سوگند خدا و رسول است آنکس سوگند خدا و رسول در حسابے نیاوردہ ہر کارے از و منع کردہ بود از راہ سرکشی آں کار کرد شرعاً بر آنکس چہ حکم صادر آید و تعزیرش در پیش آید۔ بینوا تو جروا۔</p> |
|---|--|

الجواب:

| | |
|--|--|
| <p>دوسرے کو قسم دینے سے دوسرے کو اس وقت تک قسم لازم نہ ہوگی جب تک وہ خود قسم نہ اٹھائے لہذا مذکورہ صورت میں دوسرے شخص پر قسم لازم نہ ہوئی اس لئے اگر وہ قبول نہ کرے تو اس پر الزام نہ ہوگا، اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خواب کی تعبیر بیان کی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا کہ یہ تعبیر کچھ درست ہے اور کچھ غلط ہے، یہ بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تالیف قلبی کے طور پر فرمائی کہ خطا کو ظاہر نہ فرمایا۔ اس پر حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قسم دی کہ</p> | <p>سوگند بدادوں کسے۔ بر دیگرے لازم نمی شود بے آنکہ دیگر سوگند بر خود گیرد پذیرد پس در قبول نکردنش بر آں الزام نیست ففی الحدیث ان الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبر رؤیاً فأخبره النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه اصاب بعضاً و اخطأ بعضاً تالیفاً للصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان نجهرة واقسم علیہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تقسم¹۔</p> |
|--|--|

¹ مسند احمد بن حنبل مرویات ابن عباس دار الفکر بیروت

| | |
|---|---|
| <p>ففيه دليل واضح على ماقلنا وقد نص على المسألة العلماء-والله تعالى اعلم-</p> | <p>آپ بتائیں (کیا خطا اور کیا درست) تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم نہ دو، تو اس حدیث میں واضح دلیل ہے ہمارے بیان پر، اور علمائے کرام نے بھی یونہی مسئلہ ذکر کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p> |
|---|---|

مسئلہ ۲۰۶: از کرلی ضلع بریلی مرسلہ مولوی انعام الحق صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چار شریکوں نے باغ کی فصل خرید کی اور حصے بخرے پر جھگڑا پیدا ہوا، ایک شخص نے منجملہ ان شریکوں کے قسم کھائی اگر اس باغ میں رہوں تو اپنی ماں اور بیٹی سے زنا کروں، اور اپنے مکان کو چلا گیا، آخر کار دو آدمی اس کو جبراً اسی باغ میں لائے اور رات کو بھی رکھا اور قسم کے خلاف عمل میں آیا لیکن جبراً عمل میں آیا ہے، اور صبح کو اپنا فیصلہ کر کے مکان کو چلا گیا اور شخصوں نے اس کو اپنی برادری سے خارج کیا ہے تو اب اس پر جو قسم خوردہ ہے کیا تعزیر ہونا چاہئے؟ یا نہیں ہونا چاہئے؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

وہ ناپاک و بیہودہ قسم محض مہمل ہے، لوگ بعد قسم اسے باغ میں لائے اور شب کو رکھا اس سے اس قسم کھانے والے پر کوئی تعزیر نہ آئی نہ وہ اس بناء پر برادری سے خارج کئے جانے کے قابل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰۷: ۲۰۹۶۲۰: ۴ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک گروہ نے آپس میں فرقا فرقا حلف اٹھایا ہے نماز کی پابندی پر اور ان قواعد کی پابندی پر جو ہر شتہ تحریر ہذا پیش ہیں، اب وہ گروہ والے یہ چاہتے ہیں کہ ان قواعد میں جو قاعدہ جرمانے کا ہے وہ منسوخ ہو جائے اور حلف دروغی کے بھی مرتکب نہ ہوں اور قواعد نماز کی ترمیم بھی ہو سکے تو وہ صورت کون سی ہو سکتی ہے جس سے حلف دروغی عائد نہ ہو اور جرمانہ نماز بند ہو جائے اور قواعد نماز ترمیم ہو جائے

سوال ۲: نماز کی قضا یا اس کی قضا ادا کرنے پر بطور تنبیہ اگر کوئی جرمانہ مقرر کر دیا جائے تو وہ خلاف شرع تو نہیں ہے؟
سوال ۳: اگر جرمانہ نماز خلاف شرع شریف ہو اور اس پر حلف سہواً اٹھالیا گیا تو وہ حلف جائز طور سے ہو یا ناجائز، اور اس کے توڑنے سے گنہگار ہوں گے یا نہیں؟

قواعد متعلق پابندی نماز

(۱) اگر کوئی ممبر کسی وقت کی نماز کی قضا بھی ادا نہ کرے گا اس کو یکم نومبر ۱۹۰۴ء ایسے فی وقت کے

عوض ایک پائی بطور جرمانہ کے انجمن کے اس عہدہ دار یا ممبر کے پاس داخل کرنا ہوگا جس کے سپرد انجمن اس خدمت کو کرے گی۔

(۲) ہر ممبر اور عہدہ دار پر لازم ہوگا کہ ایسی نماز کی اطلاع کہ جس کی قضاء بھی اس سے ادا نہ ہوئی ہو بلا در یافت کے ہفتہ وار انجمن کو کر دے۔

(۳) آمدنی جرمانہ کار جسٹر جدا ہوگا۔

(۴) یہ آمدنی کسی کارِ خیر میں صرف ہوگی۔

(۵) جرمانہ قضا نماز کی ادائیگی بحالتِ موجودگی بریلی ہفتہ وار ہوا کرے گی۔

(۶) اگر ممبر یا عہدہ دار ایسا جرمانہ قصداً وقتِ معینہ پر ادا نہ کرے گا اور انجمن کی رائے میں اس کا یہ ارادہ مفسدانہ پایا جائے گا تو اس ممبر کا نام باجائز کورم جلسہ معمولی انجمن کیا جائے گا (تعداد ممبران کی ایک حد کا نام کورم ہے)

(۷) اگر کوئی قصداً حلف دروغی کا مرتکب ہوگا وہ انجمن سے خارج کیا جائے گا۔

(۸) کوئی مسلمان ممبر بلا حلف اٹھائے اس انجمن کا ممبر نہ بنایا جائے گا۔

عبارت حلف

(۱) میں حلف کرتا ہوں کہ پانچ وقت کی نماز کی ادائیگی میں کوشش کروں گا۔

(۲) اور اگر سہو یا اتفاقاً عہدہ قضا ہو جائے گی تو اس کو دوسرے وقت ادا کروں گا۔

(۳) اگر قضا بھی ادا نہ کر سکوں گا تو یکم نومبر ۱۹۰۴ء سے جو قواعد متعلق پابندی نماز انجمن ہذا سے تیار ہوئے ہیں ان کی پابندی بدل و جان کروں گا۔ واضح رہے کہ حلف اٹھانے سے قبل اور بعد بھی یہ بات سمجھادی گئی تھی کہ حلف بالا کی سطر اول اور دوم کا اثر تم لوگوں پر تمام عمر رہے گا اور سطر سوم و چہارم کا اثر فقط اسی زمانے تک رہے گا جب تک کہ تم اس انجمن کے ممبر ہو۔

بینواتوجروا۔

الجواب:

جرمانہ کے ساتھ تعزیر کہ مجرم کا کچھ مال خطا کے عوض لے لیا جائے منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل جائز نہیں کما حقہ الامام الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ والسؤال فی الدر المختار وغیرہ وقد بینا ہا علی ہامش رد المحتار (جیسا کہ اس کی تحقیق امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمائی، اور یہ مسئلہ در مختار وغیرہ میں ہے) اور ہم نے اس کو رد المحتار کے حاشیہ میں بیان کیا ہے۔ ت) اور ناجائز بات پر عمل کرنا جس حلف سے لازم آتا ہو اس کو توڑنا واجب ہے کما ارشد الیہ الحدیث

وفصلہ فی الہندیۃ (جیسا کہ اس کے لئے حدیث میں ارشاد ہے اور اسکی تفصیل ہندیہ میں ہے۔ ت) مگر صورت مذکورہ میں وہ جرمانہ انجمن والوں نے اپنے لئے لینا نہ قرار دیا بلکہ کسی کارِ خیر میں اس کا صرف کرنا بتایا ہے اور اس کے لینے میں انجمن کی طرف سے کوئی جبر واکراہ نہیں، صرف اتنا قاعدہ قرار دیا ہے کہ جو جرمانہ نہ دے انجمن سے خارج کیا جائے تو انجمن میں داخل رہنے کے لئے جو شخص یہ رقم ادا کرے گا۔ بجز و تعدی نہ ہوگا بلکہ اس کی اپنی رضا سے ہوگا کہ انجمن سے خارج ہونے میں اس کا کوئی ضرر نہ تھا اس نے باختیارِ خود یہ پسند کیا کہ یہ رقم اس سے لے کر کارِ خیر میں صرف ہو، لہذا یہ قانون جرمانہ ناجائزہ کی حد تک نہیں پہنچتا۔ رہا حلف وہ اگر عبارت حلف بے کم و کاست اسی قدر ہے اور اس سے قبل یا بعد زبانی کوئی لفظ ایسا نہ کہلایا گیا کہ حلف کو ان چاروں سطروں سے شرعاً متعلق کر دے تو حلف صرف دو سطر سابق سے متعلق ہو کہ بعد کی دو سطریں حرف عطف سے خالی ہیں،

اور یہ جملہ مستقلہ ہے اس کا پہلے عطف کے بغیر تعلق نہیں ہو سکتا، لہذا یہ قسم سے خارج ہے کیونکہ اجنبی جملہ کے فاصلہ سے قسم کا عمل ختم ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ اگر کوئی شخص یوں کہے اللہ اور رسول کی قسم میں یہ کام ضرور کروں گا، تو قسم نہ ہوگی کیونکہ اللہ کی قسم ہوتی ہے، تو درمیان میں رسول کا لفظ فاصل بن گیا، کیونکہ رسول کی قسم نہیں ہوتی، جیسا کہ عالمگیریہ وغیرہ میں بیان ہے، تو یہ یوں ہوا جیسے کوئی کہے خدا کی قسم میں ضرور نوش کروں گا ضرور کھڑا ہوں گا، تو یہ نوش کرنے کی قسم ہوگی کھڑے ہونے کی قسم نہ ہوگی، اس کے برخلاف اگر حرفِ عطف کے بعد، میں ضرور کھڑا ہوں گا، کہے، تو کھڑے ہونے کی بھی قسم ہوگی۔ یہ مجھے ظاہر ہوا اور مجھے امید ہے کہ یہ درست ہوگا۔ (ت)

والجملۃ المستقلۃ لاتتعلق بالسابقۃ الابعاطف
فبقیت خارجۃ عن الحلف لما علم ان فصل الاجنبی
یبطال عمل الحلف حتی لو قال واللہ والرسول لا فعلن
کذا لم یکن یمیناً لان قوله والرسول لیس یمیناً
فکان فاصلاً کما فی العلمگیریۃ وغیرہا فکان کقول
القائل واللہ لاشربن لاقومن لم یدخل تحت
الحلف الا لشرب دون القیام بخلاف قوله ولاقومن،
هذا ما ظہری وار جوان یکوناً صواباً۔

اس تقدیر پر پابندی جرمانہ و دیگر قواعد انجمن زیر حلف داخل ہی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۵ شوال ۱۳۲۹ھ

از دولت پور ضلع بلند شہر مرسلہ بشیر محمد خان صاحب

مسئلہ ۲۱۰:

اگر چند بار کسی شخص نے حلف شرعی کسی امر کے واسطے کیا ہو اور پھر اس کے خلاف کرے اور اس امر کا فیصلہ کہ جس کے بابت اس نے حلف شرعی کئی مرتبہ کیا ہے تو وہ اس کا فیصلہ قابل مان لینے کے

ہوگا یا نہیں؟

الجواب:

اگر خلاف کرنے میں شرعاً خیر دیکھے تو خلاف کرے اور کفارہ دے ورنہ بلاوجہ شرعی قسم توڑنا حرام ہے۔

| | |
|--|--|
| قال الله تعالى وَاحْفَظُوا أَنْفُسَكُمْ ¹ ۔ | اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنی قسموں کو پورا کرو۔ (ت) |
|--|--|

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|--|--|
| من حلف علی یمین فرأى غیرها خیرا منها فلیأت الذی هو خیر ولیکفر عن یمینہ ² ۔ رواہ احمد ومسلم والترمذی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ | جس نے کسی چیز کا حلف دیا اور اس کے خلاف سے بہتر محسوس کرے تو بہتر کو بجالائے اور قسم کا کفارہ دے۔ اس کو احمد، مسلم اور ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت) |
|--|--|

یہی حال فیصلہ کا ہے اگر حلف کیا تھا کہ یوں فیصلہ کرے گا پھر حکم شرع اس کے خلاف پایا تو اس پر فرض ہے کہ خلاف ہی کرے اور کفارہ دے، اور اگر حکم شرع وہی تھا جس پر حلف کیا پھر اس کا خلاف کیا تو قسم توڑنے کا بھی گناہ ہو اور ظلم و ناحق فیصلہ کا گناہ سخت تر ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱۱: از سر نوچ مسئلہ عبدالرشید خاں صاحب ۱۹ جمادی الاول ۱۳۳۱ھ

ایک امیر نے اپنے ملازم کو خدمت کے صلہ میں زمین دی پھر کسی بات پر ملازم سے خفا ہو کر حالت غصہ میں قسم کھائی کہ میں تیری زمین ضبط کروں گا، اور یہ بھی حلف لیا کہ میں تیرے گھر کا کھانا بھی نہ کھاؤں گا۔ اب وہ امیر اگر حلف شکنی کرے تو کیا کفارہ لازم آئے گا یا نہیں؟

الجواب:

قسم کا کفارہ لازم ہوگا کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا دس مسکینوں کو جوڑے دے یا دس مسکینوں کو فی مسکین ایک صاع جو یا نصف صاع گیہوں یا اس کی قیمت دے، صاع سو روپیہ کے سیر سے ایک روپیہ پھر اوپر ساڑھے تین سیر ہے، اور جس سے یہ نہ ہو سکے وہ تین روزے رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱۲: از راپور گول بازار ممالک متوسط مرسلہ مولوی محمد سلیم خاں کتب فروش ۲ جمادی الآخرہ ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی دوسری والدہ کے روبرو

¹ القرآن الکریم ۵/۸۹

² صحیح مسلم کتاب الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۸۸

ہوش و حواس میں قسم کھائی کہ مجھ کو خدا کا دیدار اور حضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی شفاعت نصیب نہ ہو جو میں اپنے والد کی کمائی کا روپیہ یا جلداد موجودگی یا عدم موجودگی یا بعد وفات والد ماجد کے لوں جلداد میں یا ان کی کمائی میں، اب وہ شخص کسی طرح سے اپنے باپ کی جلداد یا کمائی کا روپیہ لے سکتا ہے یا نہیں؟ امید کہ جواب امور مذکورہ بالا از روئے کتب حنفیہ عنایت فرمائیں۔ بینوا تو جروا۔

الجواب:

وہ جو اس نے کہا شرعاً قسم نہیں بلکہ اپنے حق میں بددعا ہے، اس کے سبب مال پدر سے لے لینا ناجائز نہ ہو گیا، لے سکتا ہے، اور ایسے برے لفظ سے توبہ کرے۔ ردالمحتار میں ہے:

| | |
|--|--|
| اگر کسی نے یوں کہا مجھ پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو تو یہ بھی قسم نہ ہوگی، کیونکہ یہ اپنے لئے بددعا ہے اور اس کا وقوع لازم نہیں ہے اس لئے یہ وقوع اس کی دعا کے قبول ہونے پر موقوف ہے کیونکہ یہ غیر متعارف ہے، فتح۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت) | علیہ غضبہ لایکون یمیناً ایضاً لانہ دعاء علی نفسہ ولا یستلزم وقوع المدعو بل ذلك متعلق باستجابة دعائه لانہ غیر متعارف، فتح ^۱ ، واللہ تعالیٰ اعلم۔ |
|--|--|

مسئلہ ۲۱۳: ۹ رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے متعلقوں سے ناراض ہو کر قسم کھائی اگر میں حج کو نہ چلا جاؤں تو خدا کرے میں کافر ہو جاؤں، اس پر لوگوں نے سمجھایا کہ ایسی قسم مت کھا، مگر زید نے مکرر یہ قسم کھا کر کہا اگر میں حج کو نہ چلا جاؤں کافر ہو جاؤں، لہذا بستی والوں نے مبلغ صے روپیہ چندہ کر کے دے دئے، چنانچہ زید وہ روپیہ لے کر اس بستی سے حج کے ارادہ سے ظاہر ارادہ ہو گیا مگر دس روز کے بعد پھر اپنی بستی میں واپس آ گیا اور کہا میں بمبئی سے لوٹ آیا ہوں حج کو نہیں جاؤں گا، ایک روز زید مسجد میں نماز پڑھنے کو گیا وہاں بکر نے دعا مانگی: یا اللہ پاک! تو ہر مسلمان کو حج نصیب کر۔ اس دعا کو سن کر زید نے بکر کو گالیاں دیں مجھ کو تو طعنہ دیتا ہے، درانحالیکہ زید اس وقت اندازاً مبلغ ڈھائی سو روپے کی چیزوں کا بذات خود مالک ہے یعنی بیل بھینس اور بل نیشکر کا مالک ہے تو ایسی حالت میں اس چندہ کا کیا حکم ہے جو کہ وہ ہضم کر چکا ہے اور اس کو شرع کون سے لفظ سے نامزد کرتی ہے اور مسلمان لوگ کیا برتاؤ کریں، اگر زید اس فعل مذکور سے احاطہ اسلام سے خارج ہو گیا تو دائرہ اسلام میں کس ترکیب سے داخل ہو سکتا ہے اور کس طرح گناہ سے بری ہو سکتا ہے اور کوئی مسلمان اس حالت موجودہ میں اس سے ارتباط و میل جول رکھے تو ایسے مسلمان کے واسطے کیا حکم ہے اور منکوحہ اس کی

^۱ ردالمحتار کتاب الایمان دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۷/۳

اور اولاد اس کی کا کیا ہے کہ یہ سب زید کے ساتھ کیا سلوک کریں ورنہ اولاد اور منکوحہ اس کی کے ساتھ مسلمان کیا تعلق رکھیں۔
بینواتوجروا۔

الجواب:

زید نے جو الفاظ کہے قسم نہ تھی اسکے بعد حج کو نہ جانے کے سبب احاطہ اسلام سے خارج نہ ہوا روپیہ کہ چندہ والوں نے دیا وہ بہہ تھا کہ زید بعد قبضہ اس کا ٹکٹ لے کر گیا اگر واقعی زید کا اس وقت ارادہ حج کو جانے کا تھا اور بمبئی تک گیا اور کوئی عذر پیش آیا کہ نہ جاسکا مثلاً زید بہت ضعیف ہو اور محتاج معین ہو اور اسے کوئی ایسا نہ ملا کہ اس سفر میں اس کی اعانت کرے، بجبوری پلٹ آیا تو اس پر کچھ الزام نہیں چندہ کاروپیہ بہتر یہ ہے کہ واپس کر دے ورنہ شرعاً اس پر واپسی لازم نہیں، ہاں اگر وہ دھوکا دے کر جھوٹا ارادہ ظاہر کرتا اور اس ذریعہ سے لوگوں سے روپیہ لے کر چلتا ہو ضرور شخص مجرم تھا مگر صورت سوال سے اس کا ہرگز یہ ارادہ نہیں^{عہ} نہ کسی پر بدگمانی جائز بلاوجہ قطعی اور بلاثبوت شرعی دھوکا دینے اور جھوٹا ارادہ روپیہ ہضم کر لینے^{عہ} کر لیں گے وہ سخت مجرم ہوں گے اس پر توبہ فرض ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

عہ: مسودہ میں بیاض ہے۔

عہ: مسودہ میں بیاض ہے۔



رسالہ

الجواهر الثمین فی علل نازلة الیمین^{۱۳۳۰ھ} (قسم کی مصیبت سے متعلق قیمتی جوہر)

مسئلہ ۲۱۴: از شمس آباد ضلع انک مرسلہ جناب مولنا مولوی قاضی غلام گیلانی صاحب ۱۱ محرم شریف ۱۳۳۰ھ

| | |
|--|--|
| چہ می فرمایند علمائے اندریں مسئلہ کہ زید از پسر خود بوجہ امرے خلاف مرضی ناراض شدہ زن خود را گفت کہ اگر ایں پسر مراد خانہ گزاشتی تو بر من سہ طلاق طلاق ہستی باز بعد از چند مدت بوجہ عذر خواہی پسرش زید خود ازاں پسر راضی شد و در خانہ گذاشت وزن او چیزے از لا و نعم نگفت آیا آں زن بر زید طلاق شد یا نہ؟ بینوا تو جروا۔ | علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ زید کسی ناپسندیدہ معاملہ پر اپنے بیٹے سے ناراض ہوا تو زید نے اپنی بیوی کو کہا اگر تو نے میرے اس بیٹے کو گھر میں چھوڑا تو مجھ پر تو تین طلاق ہے، پھر کچھ مدت کے بعد بیٹے کی معذرت خواہی پر زید اپنے اس بیٹے سے راضی ہو گیا اور گھر میں آنے دیا، بیٹے کے گھر آنے پر زید کی بیوی نے بیٹے کو کچھ نہ کہا، نہ ہاں اور نہ ہی نہ کہا، تو کیا اس صورت میں زید کی بیوی کو طلاق ہو گئی یا نہیں؟ بینوا تو جروا |
|--|--|

الجواب:

| | |
|--|--|
| بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہم ہدایۃ الحق والصواب۔ الحمد للہ رب | بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا اللہ! تجھ سے ہی حق و صواب میں رہنمائی ہے۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو |
|--|--|

سب جہانوں کو پالنے والا ہے، بہترین صلوٰۃ و سلام اس آقا امین پر جس کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے حبیب! آپ کے لئے دائیں جانب والے اصحاب کی طرف سے سلام ہے، اور اس کو انتہائی بزرگیوں سے نواز اور اس کو اعلیٰ اعزاز عطا فرمایا اور اس نے اپنے فضل کے مشروط وعدوں کو آپ کی امت کے حق میں غیر مشروط فرمایا، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلام آپ پر اور آل و اصحاب پر جو دائیں جانب والے ہیں، ہر نیک و بد اور پورا کرنے والے اور توڑنے والے اور عہد و قسم کی تعداد کے برابر ہو، آمین!

اس فقیر (اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے) نے اس مسئلہ میں چھان بین کے لئے نظر دوڑائی اور اپنی ہمت اور فرصت کے مطابق دور گہرائی تک پہنچا، تو طلاق نہ ہونے کی کوئی اطمینان بخش وجہ نہ پائی، گھر میں چھوڑنا، جس کا مطلب ترک کر دینا اور علیحدہ ہونا ہے، اور یہ ترک و علیحدہ ہونا دو طریقوں سے منع کرنے یا زبانی بات کرنے کے ذریعے روکنے سے متقی ہو سکتا ہے اور یہاں پر سوال سے واضح ہو رہا ہے کہ بیوی نے بیٹے کو دونوں طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے بھی منع نہیں کیا، تو جب منع کرنا متقی ہے تو تخلیہ و ترک متحقق ہو گیا جو حنث کے لئے شرط قرار دی تھی، تو اس تخلیہ کے پائے جانے سے بیوی کو تین طلاقیں لازم ہو گئی ہیں،

العلیین، و افضل الصلوٰۃ والسلام علی السید الامین، الذی قال له ربہ فسلم لك من اصحاب الیمین، اجلہ اجلالا و عززہ تعزیزا و جعل تعلیقات مواعید فضله فی حق امتہ تنجیزا، صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ و علی آلہ و صحبہ الیامین، عدد کل برو فاجر و برو حنث و عہد و یمین، آمین!

فقیر غفرلہ المولیٰ القدر دریں مسئلہ نگاہ تنقیح راجعاً دوام و بقدر قدرت و فرصت دور فرستادم عدم طلاق را وجہی کہ تخلی صدر دہد نیا فتم بخانہ گزاشتن ترک و تخلیہ است و او بد و وجہ متقی شود منع بالفعل یا نہی بالقول و اینجا بتصریح سوال ہر دو نافی متقی پس تخلیہ کہ شرط حنث بود روئے نمود و سہ طلاق لازم شد در فتاویٰ امام اجل قاضی خاں کتاب الایمان مسائل الیمین علی الترتیب است رجل أجر دارہ سنۃ ثم قال للمستاجر واللہ لا اترکک فی داری ثم قال له اخرج من داری یصیر باراً^۱، در عقود الدریہ از

^۱ فتاویٰ قاضی خاں مسائل الیمین علی الترتیب نوکثور لکھنؤ ۲۹۶/۲

فتاویٰ صغریٰ است باز در خانہ فرمود رجل حلف ان لا یدع فلاناً یدخل هذه الدار فان كانت الدار للحالف فممنوعه بالقول ولم یمنعه بالفعل حتی دخل حث فی یمنه فیکون شرط بره المنع بالقول والفعل بقدر ما یطیق وان لم تکن الدار للحالف فممنوعه بالقول دون الفعل حتی لو دخل لا یكون حاثاً¹ باز فرمود رجل حلف بطلاق امرأته ان لا یدع فلاناً یمر علی هذه القنطرة فممنوعه بالقول یكون بأرالانه لا یمنعه بالقول یكون بأرالانه لا یملك المنع بالفعل² باز فرمود رجل قال لابنه ان ترکتک تعمل مع فلان فامرأته کذا فان کان الابن بالغاً لا یقدر علی منعه بالفعل فممنوعه بالقول یكون بأراوان کان الابن صغیراً کان شرط بره المنع بالقول والفعل جمیعا³ ودر زبیر چنانست قال لابنه الکبیر ان ترکتک تعمل مع فلان فهو علی المنع بالقول ولو صغیراً فعلى

امام اجل قاضی خاں کے فتاویٰ کے کتاب الایمان میں ترک پر قسم کے مسائل میں ہے کہ ایک شخص نے اپنا گھر ایک سال کے لئے کرایہ پر دیا تو پھر اس نے کرایہ دار کو کہا خدا کی قسم میں تجھے اپنے گھر میں نہ چھوڑوں گا، یہ کہہ کر پھر اس نے کرایہ دار کو زبانی کہا تو میرے گھر سے نکل جا، تو اس کہنے پر وہ مالک قسم میں سچا ہو گیا اور اس نے اپنی قسم پوری کر لی۔ اسی طرح عقود الدریہ میں فتاویٰ صغریٰ سے منقول ہے اور پھر خانہ میں فرمایا کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ "میں فلاں کو اس گھر میں داخل نہ ہونے دوں گا" تو اگر یہ گھر قسم کھانیوالے کی ملکیت ہو تو اس نے اس کو زبانی منع کیا اور عملاً منع نہ کیا، پس وہ شخص اس گھر میں داخل ہو گیا تو قسم کھانے والے کی قسم ٹوٹ گئی کیونکہ گھر کا مالک ہونے کی وجہ سے اس کی قسم پوری ہونے کے لئے ضروری تھا کہ وہ زبانی اور عملی دونوں طریقوں سے حسب طاقت منع کرتا اور اگر وہ گھر قسم کھانے والے کی ملکیت نہ ہو تو اس کو زبانی منع کیا اور عملاً منع نہ کیا حتیٰ کہ اگر وہ شخص اس مکان میں داخل ہو گیا تو حاث نہ ہو گا خانہ میں پھر فرمایا کہ ایک شخص نے بیوی کی طلاق کی قسم کھائی کہ وہ فلاں شخص کو اس پل سے نہ گزرنے دے گا، پھر اس نے زبانی اس کو گزرنے سے روکا، تو اس کی قسم پوری ہو گئی کیونکہ وہ اس کو عملاً منع کرنے پر قادر نہ تھا۔ پھر فرمایا ایک شخص نے اپنے بیٹے کو کہا اگر میں تجھے فلاں کے ساتھ کام کرنے کے لئے چھوڑوں

¹ فتاویٰ قاضی خاں مسائل الیمن علی الترتک نوکثور لکھنؤ ۲/۲۹۶

² فتاویٰ قاضی خاں مسائل الیمن علی الترتک نوکثور لکھنؤ ۲/۲۹۶

³ فتاویٰ قاضی خاں مسائل الیمن علی الترتک نوکثور لکھنؤ ۲/۲۹۶

| | |
|--|---|
| <p>تو میری بیوی کو طلاق، تو اگر بیٹا بالغ ہو جس کو عملاً نہ روک سکتا ہو تو اس کو صرف زبانی منع کرنے پر قسم پوری ہو جائیگی، اور اگر بیٹا نابالغ ہو تو پھر قسم پورا ہونے کے لئے زبانی اور عملی دونوں طرح منع کرنا شرط ہوگا۔ اور بزازیہ میں یوں ہے کہ اگر بیٹا بالغ ہو تو پھر صرف زبانی منع کرنا قسم پورا ہونے کیلئے شرط ہے اور اگر بیٹا نابالغ ہو تو پھر زبانی اور عملی دونوں طریقوں سے منع کرنا شرط ہوگا۔ پھر خانیہ میں فرمایا کہ اگر کسی نے یوں کہا اگر میں فلاں کو اپنے گھر میں داخل ہوتا چھوڑوں تو میری بیوی کو طلاق، پس وہ شخص اس کی لاعلمی میں داخل ہو گیا تو حانث نہ ہوگا، اور اگر اس کے داخلے پر علم ہو اور منع نہ کیا تو حانث ہوگا۔ فتح القدیر میں قسموں کے بیان کے آخر میں ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں کو اس کام پر نہ چھوڑوں گا، مثلاً گزرنے نہ دوں گا، جانے نہ دوں گا، داخل نہ ہونے دوں گا، تو صرف زبانی، نہ کر، نہ داخل ہو، نہ گزر کہہ دینا قسم کو پورا کرنے کیلئے کافی ہے وہ مانے یا نہ مانے عقود الدریہ میں ہے ایک شخص نے طلاق کی قسم کھاتے ہوئے اپنی بالغ بہن کو کہا میں تجھے گھر میں تیرے دیوروں کے ساتھ رہتا نہ چھوڑوں گا، توجب وہ گھر قسم کھانے والے کا نہ ہو تو پھر زبانی روکنا مراد ہوگا عملاً روکنا مراد نہیں ہوگا تو زبانی روک دیا قسم پوری ہو جائیگی،</p> | <p>القول والفعل^۱ بازدر خانیہ فرمود و لو قال ان ترک فلان یا یدخل بیتی فامرأته کذا فدخل فلان ولم یعلم به الحالف لایحنت وان علم ولم یمنعه حنث^۲ وفتح القدیر آخر ایمان ست حلف لا اترك فلاناً یفعل کذا کلا یمر اولایذهب اولایدخل یبر بقوله له لا تفعل لا تخرج لاتنبر اطاعه او عصاه^۳ در عقود الدریہ است حلف بالطلاق علی اخته البالغة لا خلیک تسکنین مع حباتک فی الدار فحیث لاتکن الدار للحالف فینعها بالقول دون الفعل لایحنت^۴ کذا فی الخانیة و البزازیة و رسائل العلامة الشرنبلالیة درال از قتیہ است حلف لیخرجن ساکن داره الیوم والساکن ظالم غالب یتکلف فی اخراجه فان لم یسکنه فالیمین علی التلفظ باللسان^۵ در عالمگیریہ است</p> |
|--|---|

^۱ فتاویٰ بزازیة علی حاشیة فتاویٰ ہندیہ کتاب الایمان نورانی کتب خانہ پشاور ۱۴/ ۳۵۰

^۲ فتاویٰ قاضی خان مسائل الیمین علی الترتیب نوکسور کھنؤ ۲۹۷/۲

^۳ فتح القدیر کتاب الایمان مسائل متفرقة نوریہ رضویہ سکر ۴۷۴/۴

^۴ العقود الدریة فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیة کتاب الطلاق قندھار، افغانستان ۳۸/۱

^۵ العقود الدریة فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیة کتاب الطلاق قندھار، افغانستان ۵۰/۱

اذ قال ان تركت فلانا يدخل هذه الدار فامرأتى طالق فان كان الحالف يملك هذه الدار فشرط بره ان يمنعه عن الدخول بالقول الفعل هكذا ذكره الصدر الشهيد رحمه الله تعالى في واقعاته، وفي النوازل شرط بره ملك المنع ولم يعترض لملك الدار فقال ان كان الحالف يملك منعه عن الدخول فهو على النهي والمنع جميعاً وان كان لا يملك منعه فهو على النهي دون المنع وكان شيخ الامام ظهير الدين يعتبر ملك المنع وعليه الفتوى¹۔

اقول: اینجا تنبیہ باید بر امور اولاً عبارات علما چنانکہ دیدی در مسئلہ عدم ترک فلاں مثلاً نگزارم کہ بخانہ آید بر رنگمائے مختلف آمدہ امام صدر شہید اعتبار ملک دار فرمود کہ اگر خانہ خانہ اوست منع بقول و فعل کند اگر تنہا بنی زبانی عمل نماید حانث ہمیں است نص دوم امام قاضی خاں، آرے اگر خانہ ملک او نیست منع زبانی بس است، و امام فقیہ ابواللیث ملک منع را معتبر داشت کہ اگر بزور بازداشتن تواند مجرد نہی کفایت نکند گو خانہ خانہ اش مباش ورنہ کافی است گو خانہ خود از آں او باش امام ظہیر الدین ہمیریں فتوی داد و نص اول امام قاضی خاں و

یوں خانیہ، بزاز یہ اور علامہ شرنبلالی کے رسائل میں ہے اور اس میں قتیہ کے حوالے سے ہے کہ ایک نے قسم کھائی کہ میں آج فلاں رہائشی کو ضرور نکال باہر کروں گا، تو وہ رہائشی ظالم اور غالب ہو جس کو نکالنا مشکل ہو تو پھر نکالنے سے مراد زبانی کہنا ہوگا، لہذا زبانی کہہ دینا کہ نکل جا، قسم کے پورا ہونے کے لئے کافی ہے، عالمگیریہ میں ہے کسی نے کہا اگر میں فلاں کو اس گھر میں داخل ہوتا چھوڑوں تو میری بیوی کو طلاق، تو اگر گھر اس کی ملکیت ہو تو پھر قسم پورا ہونے کے لئے زبانی اور عملی دونوں طرح منع کرنا ضروری ہے، اس کو صدر الشہید رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب واقعات میں یونہی ذکر فرمایا ہے، اور نوازل میں ہے قسم پورا کرنے کے لئے منع کی قدرت شرط ہے انہوں نے گھر کی ملکیت کا ذکر نہیں فرمایا اور یوں کہا اگر قسم کھانے والا اس کو دخول سے منع کر سکتا ہے تو پھر زبانی اور عملی دونوں طرح منع مراد ہوگا، اور اگر وہ دخول سے روکنے پر قادر نہ ہو تو پھر صرف زبانی منع مراد ہوگا، اور امام شیخ ظہیر الدین منع کی قدرت کا اعتبار کرتے ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (ت) (اقول): (میں کہتا ہوں یہاں چند امور پر تنبیہ ضروری ہے اول جیسا کہ آپ نے دیکھا عدم ترک فلاں، یعنی فلاں کو نہ چھوڑوں گا کہ وہ گھر میں آئے، کے مسئلہ میں علماء کرام کی عبارات مختلف ہیں، امام صدر شہید گھر کے مالک ہونے کا اعتبار کرتے ہیں کہ اگر گھر اس کا اپنا ہے تو پھر زبانی اور عملی دونوں طرح سے روکے، اور اگر صرف زبانی روکا تو حانث ہو جائے گا، اور امام قاضی خاں کی دوسری نص بھی یہی ہے، ہاں اگر گھر اس کا اپنا نہ ہو تو پھر زبانی روکنا کافی ہے، اور امام فقیہ ابواللیث نے روکنے کی قدرت و اختیار کو معتبر رکھا ہے کہ اس

¹ فتاویٰ ہندیۃ الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمۃ ان الخ نورانی مکتب خانہ پشاور ۱۳۶۱ھ

صورت میں اگر طاقت سے روک سکتا ہے تو پھر زبانی روکنا کافی نہیں ہے اگرچہ وہ گھراپنا نہ بھی ہو ورنہ صرف زبانی روکنا کافی ہے اگرچہ گھراپنا ہی ہو، امام ظہیر الدین نے اسی پر فتویٰ دیا ہے۔ امام قاضی خان کی پہلی نص اور امام حسام الدین نے فتاویٰ صغریٰ میں، اپنا یہ مسئلہ، قسم اٹھانے والے کے اپنے گھر کے متعلق بیان کیا اور وہاں انہوں نے مطلقاً زبانی روکنے پر اقتصار فرمایا اور یہی فتح القدر کا فیصلہ اور نص ہے،

اور ہزار یہ میں بیٹے کے معاملہ میں صغیر و کبیر کا فرق کیا ہے کہ اگر بیٹا صغیر ہو تو زبانی اور عملی دونوں طرح گھر سے روکنا ضروری ہے اور اگر کبیر ہو تو پھر صرف زبانی روکنا کافی قرار دیا ہے، اور خانہ (قاضیخان) کی چوتھی نص میں یہ تقید عیاں فرمائی کہ اگر کبیر بیٹے پر علمدار روکنے کی قدرت نہ ہو تو تب زبانی روکنا کافی ہے، اور ان کی تیسری نص اجنبی شخص کے متعلق ہے کہ اس کو مطلقاً زبانی روکنا ہی کافی ہوگا کیونکہ عملی طور اجنبی کو روکنا ممکن نہیں ہے۔ میں فقیر کہتا ہوں کہ حقیقتاً یہ اختلاف نہیں ہے بلکہ اصل حقیقت وہ ہے جس کی طرف خانہ میں اشارہ گزرا کہ قدرت کے مطابق روکنا مراد ہے، ظاہر ہے کہ جو یہ کہتا ہے کہ میں فلاں کو گھر میں نہ چھوڑوں گا تو اگر وہ اس کو نکالنے پر قادر ہو گھر اس کا اپنا ہو یا نہ ہو بلکہ کرایہ دار ہو یا عاریہ ہو جو بھی صورت رہنے کی ہو تو جس کے متعلق یہ کہا وہ بیٹا بالغ ہو یا کوئی اجنبی ہو اس کو روکنے کی

امام حسام الدین در فتاویٰ صغریٰ مسئلہ خود در دار مملوکہ حالف وضع فرمود و علی الاطلاق بر نہی زبانی اقتصاد نمود و ہمیں ست قضا و نص مذکور فتح القدر، و در ہزار یہ جائے دار پسر فرق بصغیر و کبیر فرمود کہ صغیر را بازداشتن بقول و فعل جمیعاً لازم است و کبیر را تنها بقول و از نص چہارم خانہ تقید مستفادست کہ اگر بر کبیر قدرت منع بالفعل نہ باشد منع بالقول ست و در نص سومش در حق اجنبی مطلقاً منع قوی گرفت کہ منع فعلی نمی تواند

فقیر گویم بحقیقت اینجا پنج اختلاف نیست اصل سخن آنست کہ در خانہ بآں اشارہ رفت کہ قدر ما یطیق پیدا است کہ ہر کہ گفت فلاں را بخانہ نگزارم و قادر بود بر اخراج او گرچہ خانہ خانہ دیگرے باشد و لکنس با جارہ یا عارہ و غیر ہما آنجائی ماند و اگرچہ آنکس پسر بالغ یا اجنبی بود چوں طاقت خود را بکار برد و تنها ہر یکبار گفتن کہ میا، یا بیروں شوقاعت در زید قطعاً اورا بخانہ گزاشت و حانت شود ہر کہ نتواند گو خانہ خانہ اش باشد و آنکس پسر صغیر، مثلاً حالف مقعد یا ز من یا مفلوج ست و پسر سیزدہ چہارہ سالہ شری کہ سر بفرمان ننہد لاجرم اینجا ہمیں نہی بقول کافی بود در خانہ خودش غالب اختیار کلی باشد و احکام فقیہ نظر بغالب دارد ازینجہت امام صدر شہید آں تفرقہ فرمود کہ تعبیر اصل بمظنہ نیست عہ در ز من متأخر

عہ: مسودہ میں بیاض ہے۔

اختیار تمام جزیر اطفال صغار نمائند الہذا تفریق صغیر و کبیر کردند کہ نیز از ہماں دادی است دیگران نظر بفساد زمان گفتند کہ غالباً منع بتدافع وتدافع بتضارب انجماد و آتش فتنہ سر بالا کشود والقتلہ اشند من القتل الہذا از سراقضارب رخن کردند و مراد جملہ یکے وباللہ التوفیق، بالجملہ بریں قدر اتفاق ست کہ نگراشتن را کم از کم بزبان بازداشتن ناگزیر است ہر کہ اس رازن آں پسر را بر آوردن نتوانست آخر کم نہ از اس کہ یکبار گفتی میاں یا بیروں رود محلس نہ بود مگر اول وہلہ چوں آں گاہ خموشی گزید گزاشتہ حاصل شد و طلاق نازل باز منع بے سود و لاطائل و اگر آں وقت یکبار منع کردی سو گند منتہی شدے کہ مصدر بکلمہ کما نبود پس از اس ترک اگرچہ مستمر ماندے زیاں نہ رساندے و کل ذلک واضح ماقدمنا من نصوص العلماء

اقول: والسرافیہ ان التخلیۃ عدمیۃ لانہا عدم النہی والتعرض وقد اثبتت فی الشرط فیکون منفیۃ ونفی النفی اثبات و

طاقت رکھتا ہے تو پھر زبانی روکنا کافی نہ ہوگا کہ ایک بار زبانی منع کردے اور کہے کہ یہاں نہ آیا باہر ہو جا بلکہ عملی اور زبانی ہر طرح روکنا ہوگا ورنہ اندر چھوڑا تو قطعاً حاشٹ ہو جائے گا، اور جو روکنے پر قدرت نہیں رکھتا گو وہ گھر اس کا اپنا ہو اور بیٹا بھی صغیر ہو تو زبانی روکنا ہی کافی ہے، مثلاً قسم کھانے والا پانچ ہو یا معذور ہو یا مفلوج ہو اور بیٹا تیرہ چودہ سال کا شیر ہو کہ فرمانبرداری نہیں کرتا، تو ایسی صورت میں مجبوراً زبانی روکنا ہی کافی قرار پائے گا، چونکہ اپنے ذاتی گھر میں کلی اختیار ہونا اغلب ہے اور فقہی احکام کا مدار بھی غالب امور پر ہوتا ہے اس لئے امام صدر شہید نے اپنے اور غیر گھر کا فرق ذکر کیا ہے ورنہ یہ قاعدہ کا بیان نہیں ہے، اور چونکہ آخر زمانہ میں باپ کو صرف صغیر بیٹے پر ہی مکمل اختیار ہوتا ہے اس لیے فقہاء نے صغیر و کبیر بیٹے کا فرق بیان کرنا بھی اسی وجہ سے ہے، دوسرے فقہاء نے زمانہ کے فساد کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف زبانی روکنے کو ذکر کیا کیونکہ اغلب طور پر روکنے کے لئے عملی رکاوٹ ضروری ہوتی ہے اور عملی رکاوٹ مار پیٹ سے ہوتی ہے جبکہ اس سے فتنہ کی آگ بھڑک اٹھتی ہے اور فتنہ، قتل سے بھی برا ہے، اس لیے تمام عبارات کا ماحاصل ایک ہی ہے، یہ توفیق بیان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ تاہم خلاصہ یہ ہے کہ نہ چھوڑنے کے لئے کم از کم زبانی روکنا ضروری ہے، تو جب کسی نے زبانی روکنے کا عمل بھی نہ کیا تو گویا اس نے چھوڑا۔ تو زیر بحث مسئلہ میں بیوی اگر بیٹے کو عملاً باہر نہیں نکال سکتی تھی

الاثبات تکفی مرة کان قال ان لم تمنعی تطلق ای ان
منعت فلا فاذا انھت نحت والیبین قد انھت۔

تو ایک بار زبانی یہ کہہ دینے سے تو عاجز نہ تھی کہ گھر میں مت آ، یا باہر
جا، روکنے کا مقام ابتدائی مرحلہ میں ہوتا ہے جب ابتداء میں وہ خاموش
رہی تو بیٹے کو گھر میں چھوڑنا متحقق ہو گیا اور طلاق کی وجہ پائی گئی اور طلاق
ہو گئی، بعد میں منع کرنا اور روکنا بے سود ہے اگر وہ ابتداء میں ایک بار
بھی زبان سے روک دیتی تو قسم ختم ہو جاتی کیونکہ قسم میں ہینگی
کے لئے "کلمہ" کا لفظ نہ تھا ایک دفعہ روکنے کے بعد اگر نہ روکنا باقی رہتا تو
کوئی حرج نہ تھا، یہ تمام گفتگو علماء کرام کے مذکورہ نصوص سے واضح
ہے۔

اقول: (میں کہتا ہوں) اس میں نکتہ یہ ہے کہ تخلیہ یعنی لا تعلقی
عدمی چیز ہے کیونکہ یہ، نہ روکنے اور نہ چھیڑنے کا نام ہے تو شرط
میں اس تخلیہ کا اثبات کیا گیا جس سے یہ منفی بن گیا اور جب اس
منفی کا ترک ہوا تو نفی پر نفی ہو جانے سے اثبات ہو گیا (یعنی نہ
روکنے کا عدم ہو جانے سے روکنا متحقق ہو گیا) تو قسم کے پورا ہونے
کے لئے ایک دفعہ اثبات یعنی روکنا کافی ہے جس کا ما حاصل یوں ہوا،
گو یا اس نے بیوی کو کہا اگر تو نے منع نہ کیا تو تجھے طلاق ہے یعنی اگر
تو منع کر دے تو طلاق نہ ہوگی تو جب وہ منع کر دے تو طلاق سے بچ
گئی اور قسم ختم ہو گئی۔ (ت)

حاشیہ اقول: (دوسری بات کہتا ہوں کہ) جو عملاً روکنے پر قادر ہو عملاً
روکنے پر اکتفاء کر دینا کافی ہے کیونکہ اس عملی رکاوٹ پر یہ نہیں کہا
جاسکتا کہ اس نے گھر میں اسے چھوڑا اور اس سے لا تعلق رہا، بلکہ
اس نے شرط کا مقصد پورا کر دیا اب اس پر زبانی منع کرنا لازم نہ رہا،
تو واقعات اور نوازل اور خانیہ کی دوسری اور چوتھی عبارت اور وجیز
کی ظاہر عبارات سے جو وہم ہوتا ہے وہ قطعاً مراد نہیں ہے (ت)

حاشیہ اقول: (تیسری بار کہتا ہوں کہ) فقیہ ابواللیث کے نزدیک قسم
پورا کرنے کی شرط صرف روکنا ہے، لہذا نوازل کی عبارت "ملك
المنع" میں "ملك" کا لفظ زائد ہے، لیکن اگر ملک سے

ثانیاً اقول: من قدر علی المنع بالفعل فاكتفی به کفی
اذ لا یصح ان یقال انه ترک وخی بل اتی بما هو نہایة
المعنی و مقصدہ الاعلی فلیس علیہ ان یجمع معہ
القول جمعا فما یتوهم من ظاہر لفظ الوقعات
والنوازل وثانی عبارات الخانیة واربعها والوجیز
لیس مراد قطعاً۔

ثالثاً اقول: عند الفقیہ شرط برہ المنع فلفظ الملك
وقع زائدا فی عبارة النوازل اما الملك ای القدرة
فشروط

انعقاد الیہین مطلقاً و باقیء الموقنتہ خصوصاً اذہ تصور البر و لیس الکلام فیہ بل فیما اذاتی بہ بر الا ان یقال انه من وزان حصول الصورة ای المنع المملوک ای قدر مآقدر۔

رابعاً قول: المنع یعم الفعلی والقولی کما تقدم عن عدة نصوص وقد یخص بالفعلی بقیرینة المقابلة بالقولی وهو المراد فی کلام النوازل من قوله یملک منعه الی قوله دون المنع والاول المراد فی قوله اوفی ملک المنع و کذا قول الهندیة آخر فتثبت ولا تنزل۔

ایں نصوص کہ آرایم عین جزئیہ مسئلہ دائرہ بود کہ بحث ہمیں از یحییٰ برگزاشتن است و آنکہ شرط بروحش در وچیت، و تفاوت بآنکہ من نگزارم، اگر تو بگزاری، چیزے نیست کہ تغیر جزئیہ کند، حالام کہ خواہد کہ صورت دائرہ را از اس حکم برآرد محتاج بینہ واضحہ باشد ورنہ حکم ہمان ست کہ از نصوص عیان ست تبیین مرام و تسکین اوہام را نظر کردم و چند شبہ بخاطر رسید بخیاں آنکہ مباد بدین

مراد قدرت ہو تو یہ مطلقاً قسم بننے کے لئے ضروری ہے اور وقت سے مقید قسم کی بقاء کے لئے خصوصاً ضروری ہے کیونکہ اسی قدرت سے ہی قسم کو پورا کرنا متصور ہوتا ہے۔ لیکن ملک بمعنی قدرت میں یہاں بحث نہیں ہے بلکہ یہاں تو قسم کو پورا کر نیوالی چیز میں بحث ہے۔ ہاں اگر یوں کہا جاسکتا ہے کہ یہ حصول مراد کا بیان ہے کہ جس قدر ممکن طور پر روکنے پر قدرت رکھتا ہو۔ (ت) رابعاً قول: (چوتھی بار کہتا ہوں کہ) روکنا عملی اور قوی دونوں طریقوں کو شامل ہے جیسا کہ متعدد نصوص میں پہلے مذکور ہوا ہے اور جبکہ اس کو قوی کے مقابلہ میں ذکر کیا گیا ہو تو اس قرینہ کی بناء پر صرف عملی روکنے کو خاص ہوگا اور نوازل کے کلام میں جہاں انہوں نے "یملک منعه" کہہ کر اس کے بعد "دون المنع" تک عبارت ذکر کی، تو جہاں انہوں نے "منع کا مالک ہو" کہا وہاں پہلا معنی یعنی دونوں کو شامل، مراد ہے اور جہاں انہوں نے "منع کا مالک نہ ہو" کہا وہاں دوسرا معنی یعنی صرف عملی منع مراد ہے، اسی طرح ہندیہ کا دوسرا قول ہے، تو ثابت قدم رہو اور تردد مت کرو۔ (ت) جو نصوص میں نے پیش کی ہیں یہ زیر بحث مسئلہ کا یحییٰ جزئیہ ہے کیونکہ ان میں "چھوڑنے" کے متعلق بحث ہے اور اس میں قسم کے پورا ہونے اور اس کے ٹوٹنے کے متعلق یہی بحث ہے اور "میں نہ چھوڑوں گا" اور "تو نے اگر چھوڑا" کے فرق سے جزئیہ تبدیل نہیں ہوتا اور اس کے باوجود اگر کوئی زیر بحث صورت کو ان نصوص سے الگ کرے تو اس کو واضح دلیل پیش کرنی ہوگی ورنہ اس کا حکم وہی ہے جو ان نصوص سے عیاں ہوا، مقصد کو واضح اور اوہام کو دور کرنے میں، میں نے غور سے کام لیا تو چند

کسے عہ آید جائے جواب بہتر بیند آئندہ رائیش نہم و بتوفیقہ تعالیٰ عہ^۲ اما وہم شبہہ اولیٰ پسر را مرد بخانہ گزاشت نہ زن اقول ایں در ایوان گنجائش داشت کہ فعل حقیقہ از فاعل ست وہبہ ساکت اگر منسوب شود بمعنی رضا و مجاز باشد اما گزاشتن کہ تخلیہ و ترک تعرضات شک نیست کہ از زن حقیقہ متحقق ست مرد عہ^۳ زن را منع نکرد او داشت ایں گزاشت پس در ترک زن چہ جائے ظن۔

شبہہ ثانیہ: زن تابع است ولا حکمہ للتابع مع الاصل اقول: لامرہ للحقائق در صدور ترک تعرض از زن جائے سخن نیست سائل خود گوید کہ زن چیزے از لاو نعم نہ گفت و ہمیں قدر شرط حنث بود بیش از ایں در کار نیست آیانہ بنی کہ در مکان غیر شرط بر نہی بالقول داشتند اند گو بخانہ آرنده مخلوف علیہ خود صاحب خانہ باش یا دیگر آورد یا خود آمد و صاحب خانہ ہم معترض نہ شد لاطلاق حکم الکلی فی جمیع الکتاب بلکہ تصریح فرمودہ اند کہ امر عدمی بحالت اکراہ نیز موجب حنث شود چہ جائے رضا ولو تبعاء امام قاضی خاں فرماید الشیخ الامام ابو بکر محمد بن الفضل فرق و

شبہات دل پر وارد ہوئے اس خیال سے کہ شاید کسی کے ذہن میں آئیں تو ان کو وہ جواب کے لئے بہتر خیال کرے، اس لئے میں ان سب کو پیش نظر رکھتے ہوئے بحث کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ لیکن پہلے شبہہ کا وہم، وہ یہ کہ مسئلہ صورت میں گھر میں بیٹے کو مرد نے چھوڑا، بیوی نے نہیں چھوڑا۔ اقول (میں کہتا ہوں) اس شبہہ کی گنجائش یہاں اس بنیاد پر ہے کہ فعل حقیقہ فاعل کا ہوتا ہے اور اس فعل پر خاموش رہنے والے کی طرف وہ فعل رضا کے طور مجازاً منسوب ہو سکتا ہے، لیکن یہاں "چھوڑنا" جو کہ تخلیہ اور تعرض نہ کرنا ہے، یہ بیشک بیوی سے حقیقہ متحقق ہو چکا ہے، مرد نے اس پر بیوی کو منع نہ کیا اور اس نے اس چھوڑنے کو قائم رکھا، تو اس سے بیوی کے فعل کے نہ ہونے کا گمان کہاں ہو سکتا ہے۔ (ت)

دوسرا شبہہ: یہ کہ، بیوی مرد کے تابع ہے تو اصل کی موجودگی میں تابع پر حکم نہیں ہوتا، اقول (میں کہتا ہوں کہ) حقائق کو رد نہیں کیا جاسکتا کہ بیٹے سے تعرض نہ کرنا، بیوی سے اس کے صادر ہونے میں شبہہ نہیں ہو سکتا کیونکہ سائل نے خود کہا ہے کہ بیوی نے اس موقع پر ہاں یا نہ، کچھ نہ کہا، تو حانث ہونے کے لئے بس یہی کافی ہے اس سے زیادہ کوئی ضرورت نہیں، صرف زبانی روکنا ہی کافی قرار دیا گیا ہے، جس کے بارے میں قسم کھائی ہے اس کو گھر لانے والا خود صاحب مکان ہو یا کوئی غیر ہو یا وہ خود آجائے اور گھر والا، آنے پر اعتراض نہ کرے، ہر صورت میں حانث ہوتا ہے کیونکہ

عہ ۱: مسودہ میں بیاض ہے۔ عہ ۲: مسودہ میں بیاض ہے۔ عہ ۳: مسودہ میں بیاض ہے۔

قال في قوله ان لم اخرج اذا منعه مانع حنث وفي قوله لا اسكن اذا منعه مانع عن الخروج لا يحنث و الفتوى على قوله لان في قوله لا اسكن شرط الحنث السكنى والفعل لا يتحقق بدون الاختيار وفي قوله ان لم اخرج شرط الحنث عدم الخروج والعدم يتحقق بدون الاختيار¹۔

تمام کتب میں ان جملہ صورتوں کا حکم مطلق رکھا گیا ہے بلکہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ عدی امور میں جبر واکراہ کی صورت میں بھی حانث ہو جاتا ہے چہ جائیکہ رضامندی سے ہوا اگرچہ تنجانی ہو۔ امام قاضی خاں فرماتے ہیں کہ شیخ امام ابو بکر محمد بن فضل نے فرق کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر کوئی یوں قسم اٹھائے کہ "اگر میں نہ نکلوں تو" اس قسم میں اگر کسی نے اس کو نکلنے سے منع کیا تب بھی حانث ہوگا، اگر یوں قسم کھائی کہ "میں یہاں رہائش نہ رکھوں تو" اس قسم میں اگر کسی نے اس کو وہاں سے جانے اور نکلنے سے منع کیا تو قسم نہ ٹوٹے گی اور اس فرق والے قول پر فتویٰ ہے، کیونکہ میں یہاں رہائش نہ رکھوں گا، میں حانث ہونے کی شرط وہاں رہائش پذیر ہونا ہے اور یہ فعل ہے جبکہ کوئی فعل اختیار کے بغیر متحقق نہیں ہوتا، اور "اگر نہ نکلوں تو" کی صورت میں حانث ہونے کی شرط، نہ نکلنا ہے جو کہ عدی چیز ہے اور عدی چیز اختیار کے بغیر بھی متحقق ہو جاتی ہے۔ (ت)

تیسرا شبہ: یہ کہ، یہاں قسم کا سبب نافرمانی ہے اور نافرمانی بیٹے کی صفت تھی لہذا قسم کا سبب نافرمانی ختم ہو جانے پر قسم بھی ختم ہو جائے گی جیسا کہ کسی نے قسم کھائی کہ میں یہ بسر کھجور نہ کھاؤں گا تو اب وہ رطب ہو گئی یا قسم کھائی کہ یہ رطب نہ کھاؤں گا تو اب وہ تمر بن گئی۔ ایسی صورت میں قسم ختم ہو جاتی ہے جیسا کہ ہدایہ اور دیگر کتب میں ہے، عقود الدرر یہ میں ہے کہ کھجور کی یہ صفت قسم کا سبب تھی تو قسم بھی ان صفت سے مقید قرار پائے گی لہذا یہ صفت تبدیل ہو گئیں تو قسم بھی باقی نہ رہے گی، فتح القدير میں فرمایا کہ قاعدہ یہ ہے کہ جس کی قسم کھائی وہ چیز اگر صفت رکھتی ہے

شبہ ثالثہ: ایں جاداعی الیمن صفت عقود و ہذا در پسر بود و الیمن بزوال صفات داعیہ زائل شود کما فی لایاکل هذا البسر فصار رطباً و الرطب فصار تمرًا کما فی الهدایۃ و سائر الکتب۔ در عقود دریہ است هذه صفات داعیۃ الی الیمن فتتقید بہ³، در فتح القدير فرمود الاصل ان المحلوف علیه اذا کان بصفة داعیۃ الی الیمن تقید بہ فی المعروف والمنکر فاذا زال الیمن

¹ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الایمان فصل فی التزوید و لکھنؤ ۲/۲۹۶

² الہدایہ باب الیمن فی الاکل والشرب المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/۲۶۷

³ عقود الدرر کتاب الطلاق و مطالبہ حاجی عبد الغفار قندھار افغانستان ۱/۲۹۹

عنه وما لاتصلح داعية اعتبار في المنكر دون
المعرف¹۔

اقول: محلش آنجاست کہ در حلف آن صفت داعیہ را ذکر کردہ
باشد اگرچہ در معرف اگرچہ بالاشارہ بآنکہ وصف در حاضر
لغواست ولہذا الوحلف لا یکلم هذا الصبی فکلمہ شبابا حنث امداعی
بود نش داعی اعتبارش میشود چنانکہ در هذا البسر وهذا
الرطب وهذا اللبن الی غیر ذلک ورنہ وصف ملحوظ را مدار
بقائے یمین نتوان کرد کہ بنائے ایمان بر الفاظ ست نہ
براغراض، در فتح القدير فرمود من صور تخصیص الحال
ان يقول لا اکلم هذا الرجل وهو قائم ونوی فی حال
قیامہ فنیته لغو بخلاف مالو قال لا اکلم هذا الرجل
القائم فان نیته تعمل فیما بینہ وبين الله تعالى² پیدا
ست کہ در دیانت صفت داعیہ وغیر داعیہ یکساں ست نیت
خصوص باید امابے ذکر در لفظ نیت مجرودہ دیانۃ نیز بکار نیامد
تالیقضا چہ رسد، ہمداران ست ان خرجت فعبدی حرو
نوی السفر مثلاً یصدق دیانۃ فلا یحنت بالخروج
الی غیرہ تخصیصاً لنفس الخروج مالو نوی الخروج

جو قسم کا سبب بن سکتی ہے تو وہ قسم اس صفت سے مقید ہوگی
خواہ وہ چیز معرفہ کے طور پر مذکور ہو یا نکرہ مذکور ہو تو جب وہ
صفت ختم ہو جائے تو قسم بھی ختم ہو جائے گی اور اگر اس چیز کی
صفت قسم کا سبب بننے والی نہ ہو تو پھر اس کو نکرہ ذکر کرنے پر
قسم میں اس کی صفت کا اعتبار ہوگا معرفہ میں اعتبار نہ ہوگا۔
اقول (میں کہتا ہوں) اس قاعدہ کا محل وہ ہے جہاں قسم کا
سبب بننے والی صفت کو قسم میں ذکر کیا گیا ہو اگرچہ وہ معرفہ
کے طور پر مذکور ہو خواہ معرفہ اشارہ سے بنایا گیا ہو کیونکہ
اشارہ حاضر چیز کی طرف ہوتا ہے باوجودیکہ حاضرین میں
صفت کا ذکر لغو قرار پاتا ہے، اسی لئے اگر قسم کھائی کہ میں اس
بچے سے بات نہ کروں گا تو اگر اس سے جوانی میں بات کی تو
تب بھی حانث ہوگا، تاہم وصف اگر قسم کا داعی ہوگا تو اس کے
اعتبار کا بھی داعی ہوگا، جیسا کہ یہ بسر اور یہ رطب وغیرہ میں
اور یہ دودھ، وغیرہ میں یہ صفات قسم کا داعی ہونے کے ساتھ
قسم میں بھی معتبر ہیں، اگر ایسا نہ ہو تو پھر وصف داعی بھی
ہو تو غیر معتبر ہونے کی صورت میں اس کی بقاء قسم کی بقاء کے
لئے مدار نہیں بن سکتی کیونکہ قسمیں الفاظ پر مبنی ہوتی ہیں
اغراض پر مبنی نہیں ہوتیں، فتح القدير میں فرمایا حال کی
تخصیص کرنے کی صورت یوں ہے کہ ایک شخص کھڑا ہو تو
کوئی اس کے بارے میں قسم کھائے کہ

¹فتح القدير باب اليمين في الاكل والشرب المكتبة العربية كراچی ۳۹۶/۴

²فتح القدير باب اليمين في الاكل والشرب نور یہ رضویہ ستمبر ۱۴۱۰/۴

الی مکان خاص کبغداد حیث لایصح لان المكان غیر
مذکور¹۔

میں اس سے بات نہ کروں گا اور قسم میں اس کے کھڑے ہونے کی نیت کرے تو یہ نیت لغو ہوگی۔ بخلاف جب یوں کہے کہ میں اس کھڑے شخص سے بات نہ کروں گا تو اس صورت میں قسم میں کھڑے ہونے کی نیت کا اعتبار عند اللہ ہو سکتا ہے اس سے واضح ہوا کہ دیانۃ یعنی عند اللہ میں وصف داعی اور غیر داعی دونوں یکساں ہیں اس لئے نیت تخصیص ضروری ہے لیکن وصف کو ذکر کے بغیر محض نیت کرنا دیانت میں بھی کارآمد نہیں ہے تو قضاء کیے کارآمد ہو سکتی ہے، اسی میں ہے اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ اگر میں باہر جاؤں تو میرا غلام آزاد ہے، اور باہر جانے سے سفر کی نیت کی تو اس کی تصدیق دیانۃ کی جاسکتی ہے کیونکہ باہر نکلنے کو سفر کے ساتھ خاص کیا ہے تو یہ خروج مذکور کی تخصیص ہے لہذا کسی اور مقصد کے لئے باہر نکلے تو حادثہ نہ ہوگا، اس کے برخلاف اگر اس سے وہ کسی خاص جگہ مثلاً بغداد کے لئے نکلنا مراد لے تو یہ نیت صحیح نہ ہوگی کیونکہ قسم میں جگہ کا ذکر نہیں اس لئے جگہ کی تخصیص بھی معتبر نہیں ہے۔ (ت)

چوتھا شبہ: یہ کہ، قسم کے سبب کے ختم ہو جانے پر قسم بھی ختم ہو جاتی اگرچہ وہ سبب قسم میں مذکور نہ ہو، لہذا اگر قرض خواہ اپنے مقروض کو یا اس کے کفیل کو یا نفس کا کفیل اپنے کفول عنہ کو یا کفیل بالامر اپنے اصیل یعنی اصل ذمہ دار کو قسم دے کہ تو میری اجازت کے بغیر شہر سے باہر مت جائے گا، تو اس قسم کا سبب قرضہ یا کفالت ختم ہو جائے تو یہ قسم بھی ختم ہو جائے گی۔ ہندیہ میں محیط سے منقول ہے کہ قرض خواہ نے مقروض کو قسم دی کہ تو میری اجازت کے بغیر شہر سے باہر نہ جائے گا تو یہ قسم قرض کی بقاء سے مقید ہوگی کہ جب تک قرض ہے قسم باقی رہے گی ورنہ قرض ختم ہو جانے پر یہ قسم بھی ختم ہو جائے گی۔ خانیہ میں ہے کفیل بالنفس یعنی کسی شخص کو حاضر کرنے کا ضامن، اپنے اصل ذمہ دار کو قسم دے کہ تو میری

شبہ رابعہ: در بین زوال سبب زوال بین ست گو در لفظ مذکور مباح و لہذا اگر دائن مدیون یا کفیل را یا کفیل بالنفس کفول عنہ یا کفیل بالامر اصیل را سو گند دہد بے اذن من بیرون شہر نروی و دین ادا شد یا کفالت نمائند بین منتهی شود کہ باعث برو بود مگر دین و کفالت پس بزوالش زائل شود در ہندیہ از محیط ست حلف صاحب الدین مدیونہ ان لا یخرج من البلدة الا باذنه فالیمین مقیدۃ بحال قیام الدین² در خانیہ فرماید الکفیل بالنفس اذا حلف الا صیل ان لا یخرج من البلدة الا باذنه فقضى الا صیل دین الطالب ثم خرج الحالف بعد ذلك

¹فتح القدیر باب الیمین فی الاکل والشرب نوریہ رضویہ سحر ۳۰۹/۳

²فتاویٰ ہندیہ

لایحنت^۱ در تنویر فرمود حلف رب الدین غریبہ او الکفیل بامر المکفول عنه ان لایخرج من البلد الا باذنه تنقید بالخروج حال قیام الدین بالكفالة^۲ وپیدا است کہ ایں جاسبب یمین ہمیں خشم و ناراضی ست چوں برضاد بل شد سبب نمائد و مسبب رفت،

اجازت کے بغیر شہر سے باہر نہ جائے گا، تو جب اصل نے قرض والے کا قرض ادا کر دیا تو پھر وہ اس کی اجازت کے بغیر شہر سے باہر گیا تو قسم نہ ٹوٹے گی۔ تنویر میں فرمایا کہ اگر قرض خواہ نے مقروض کو یا کسی معاملے کے ضامن نے اپنے مکفول کو قسم دی کہ تو میری اجازت کے بغیر باہر نہ جائے گا تو نکلنے کے متعلق یہ قسم قرض کی بقاء اور کفالت کی بقاء سے متقید ہوگی کہ قرض و کفالت ختم ہو جائے تو یہ قسم بھی ختم ہو جائے گی، تو مذکورہ بیان سے واضح ہو گیا کہ زیر بحث مسئلہ میں قسم کا سبب بیٹے پر باپ کی ناراضگی اور غصہ ہے تو جب یہ غصہ و ناراضگی رضا میں بدل گئی تو یہ سبب ختم ہو گیا تو مسبب یعنی بیوی کے متعلق طلاق کی قسم بھی ختم ہو گئی،

اقول: (میں کہتا ہوں) ایسا ہر گز نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اس کا قائل ہے ورنہ عام قسمیں جو غصہ اور ناراضگی، نا اتفاقی پر مبنی ہوتی ہیں، مثلاً فلاں سے بات نہ کروں گا، فلاں کی شکل نہ دیکھوں گا، فلاں کے گھر نہ جاؤں گا، فلاں کو گھر کی راہ نہ دوں گا، فلاں کو ایک سو چھڑی ماروں گا، اگر ایسا کروں تو یہ ہو جائے یا وہ جائے، یا بیوی کو طلاق ہو جائے وغیرہ، تو لازم آئے گا کہ ہزار ہا قسمیں غصہ ختم ہو جانے پر برباد ہو جائیں اور بغیر کفارہ اور بغیر حانت ہوئے ختم ہو کر رہ جائیں، اور ان قسموں پر کوئی جزا لاگو نہ ہو اور ان قسموں سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے اصلاً کسی حیلہ کی ضرورت پیش نہ آئے، اور ایسی قسموں

اقول: چنان نیست نہ ہیچ کس باوقائل ورنہ عامہ ایمان عامہ کہ مبتنی بر خشم و ناچاقی و غضب و نا اتفاقی باشد فلاں سخن نکند، ورویش نہ بیند بخانہ اش نہ رود و بخانہ اش راہ نہ دہد، اور اصد چوب زند چنیں کند، چنان کند، ورنہ زن طلاقہ شود و غیر ذلک ہزاراں ہزار سو گند ہمہ بمجر ذوال خشم بر باد رفتے و بے حنت و کفارہ و لزوم ہیچ جزا باطل شدے و اصلاً احتیاج احتیال بر اثر بر نمائدے آیا ہیچکس بجا ماں قائل ایں قول شنیدہ، ائمہ کرام در ایمان مذکور بصورتہائے گوناگوں و تفریعات بو قلموں بہ نقیر و قلمیر سخن فرمودہ و بہر پہلوئے آنها موج موج تحقیقات رفیعہ و فوج فوج تنقیحات بدلیعہ نمودہ فلما ہیچ گاہ ہیچ جابہ ہیچ کتاب گفتہ اند کہ ایں ہمہ برودمات تا بقائے خشم ست چوں رضا آمد سو گند سپری

^۱ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الایمان فصل فی الخروج نوکسور لکھنؤ ۲/۱۵۱

^۲ الدر المختار باب الیمین فی الضرب الخ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۱۳

کا کوئی اثر نہ رہے، کیا آپ نے دنیا میں کبھی کسی سے یہ بات سنی ہے، حالانکہ ائمہ کرام نے ان مذکورہ قسموں کی بابت گوناگوں بحثیں کی ہیں اور طرح طرح کی تفریعات بیان کی ہیں، اور ان کے متعلق ہر پہلو سے بلند تحقیقات اور عجیب تنقیحات کے دریا بہا دئے ہیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے کبھی کسی جگہ کسی کتاب میں یہ بات نہ فرمائی کہ یہ تمام قسمیں غصہ تک ہیں جب غصہ ختم ہو جائے اور رضامندی ہو جائے تو قسمیں خود بخود ختم ہو جاتی ہیں، اور ان کے تمام غور و خوض پر بنی احکام محض تکلف بن کر رہ جاتیں، مثلاً اگر کسی نے قسم کھائی کہ اگر زید سے بات کروں تو بیوی کو تین طلاقیں ہیں، پھر یہ قسم کھانے والا زید سے بات کرنا چاہتا ہے تو کیا کیا جائے کیونکہ بات کرنے پر بیوی کو تین طلاقیں پڑتی ہیں اور کیا صورت ہو کہ بات کر لے اور تین طلاقیں نہ پڑیں، تو ایسے شخص کو ان فقہاء کرام نے فرمایا کہ یہ شخص اپنی بیوی کو ایک طلاق بائنہ دے دے تو اس کی عدت پوری ہونے کے بعد زید سے بات کرے تو اب اس پر جزا یعنی طلاق وارد ہوگی لیکن اس وقت بیوی بائنہ ہو جانے کی وجہ سے طلاق کا محل نہ رہے گی، کیونکہ ایک دفعہ قسم ٹوٹ چکی ہے اور ختم ہو چکی ہے۔ سراجیہ پھر ہندیہ میں فرمایا کہ جب کسی نے تین طلاقیں کی قسم کھا کر کہا میں فلاں سے بات نہ کروں گا، تو اس کے لئے تین طلاقیں سے بچنے کی سبیل یہ ہے کہ بیوی کو پہلے

شد و جملہ احکام نظری تا آنکہ اگر کسی سوگند خورد کہ اگر بازید سخن کند زن سے طلاق ست بازمی خواهد کہ باو سخن گوید چه بایدش کرد کہ طلاق مغلط واقع نشود اور افرمودہ اند کہ زن را یک طلاق بائن دہد و بگزارد تا از عدت بر آید باز بازید سخن راند جزا فرود آید و محل نیاید و بے اثر رود باز بازن نکاح کند و بازید ہمکلام ماند و اگر طلاق نیفتد کہ بمین بیکبار منحل شد۔ در سراجیہ باز ہندیہ فرمود اذاحلف بثلاث تطلیقات ان لا یکلم فلاناً فالسبیل ان یطلقها واحدة بائنہ و یدعها حتی تنقضی عدتها ثم یتکلم فلاناً ثم یتزوجها¹ اینمہ تکلفات چراست چرا گفتند کہ چون آں خشم رفت و باہم مصالحت شد سوگند خود باطل گشت، و این ست نبی اللہ سیدنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام در ایام بلا زوجہ مقدسہ اش رحمہ بنت آفرایم یا پیشا بن یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بمزدوری و محنت نان پیدا کردے و برائے نبی اللہ آوردے روزے نان بسیارے آورد نبی اللہ گمان برد مباد امال کسے بخانت گرفت خشم کرد

¹ فتاویٰ ہندیہ کتاب الحیل الفصل السابع فی الطلاق نورانی مکتب خانہ پشاور ۳۹۷/۶

سوگند خورد صد چوب زند باو خشم رفت و باعلام الہی براتِ خاتون ظاہر گشت فاما یمنین، برجامند تا آنکہ حضرت عزت جل جلالہ راہ خلاص از اں تعلیم فرمود کہ

وَحُدَّ بِبَيْدِكَ ضَعْفًا ضَرْبُ بَيْتٍ وَلَا تَحْتَضَّ^۱ دُستہ بدست گیر د زن رازن و سوگند مشکن پیدا شد کہ بزوال حامل وانتقائے سبب یمنین باطل نشود، اخرج ابن المنذر عن سعید بن المسيب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ بلغہ ان ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام حلف لیضربن امرأته مائة فی ان جاءته فی زیادة علی ما کانت تأتی به من الخبز الذی کانت تعمل علیہ و خشی ان تكون قارفت من الخیانة فلما رحمه الله وکشف عنه الضر علم براءة امرأته مما اتهمها به فقال الله عز وجل

وَحُدَّ بِبَيْدِكَ ضَعْفًا ضَرْبُ بَيْتٍ وَلَا تَحْتَضَّ^۱ فَاحْذِ ضَعْفًا مِنْ ثَمَامٍ وَهُوَ مِائَةُ عَوْدٍ

ایک بانہ طلاق دے دے اور اس کی عدت گزر جائے تو پھر اس فلاں سے بات کرے اور اس کے بعد دوبارہ بیوی سے نکاح کر لے، تو ان فقہاء نے اس قسم کے تکلفات کیوں فرمائے اور یہ کیوں نہ فرما دیا کہ یہ غصہ اور ناراضگی کی قسم تھی تو غصہ و ناراضگی ختم ہو گئی اور مصالحت ہو گئی تو قسم خود بخود ختم ہو گئی، دیکھئے حضرت سیدنا ایوب علیہ و علی نبینا الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ہیں کہ آزمائش و ابتلاء کے دور میں آپ کی پاکیزہ بیوی جن کا نام رحمہ بنت آفرایم، یا میشابنت یوسف بن یعقوب بن اسحق بن ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام تھا، وہ آپ کے لئے محنت و مزدوری کر کے خوراک مینا فرماتی تھیں، ایک دن انہوں نے حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں زیادہ کھانا پیش کیا تو حضرت ایوب علیہ السلام کو گمان ہوا کہ شاید وہ کسی کا مال خیانت کے ذریعہ حاصل کر لائی ہیں اس پر آپ کو غصہ آیا تو آپ نے قسم کھائی کہ اس کو ایک سو چھڑی ماروں گا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیوی کی برات معلوم ہوئی تو آپ کا غصہ ختم ہوا مگر قسم باقی تھی اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قسم سے خلاصی کی تعلیم دی کہ سو چھڑیوں کا مٹھا ہاتھ میں لے کر ایک دفعہ مار دیں اور قسم نہ توڑیں، تو اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ قسم کا سبب اور داعی ختم ہو جانے کے باوجود قسم باقی رہتی ہے اور اس کے خاتمہ سے قسم ختم نہیں

^۱ القرآن الکریم ۳۸/۴۴

فصرت بہ کہا امرہ اللہ تعالیٰ اہ¹

ہوتی (قرآن پاک میں اس واقعہ کو اشارہ بیان فرمایا گیا) ابن منذر نے سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بیوی کو سو چھڑی مارنے کی قسم کھائی کہ بیوی محنت سے روٹی مہیا کرتی تھیں ایک روز اس نے زائد روٹی آپ کی خدمت میں پیش کی جس پر آپ کو خطرہ محسوس ہوا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ زائد خوراک کسی کے مال میں خیانت کر کے لائی ہیں، تو جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر خاص رحمت کے ذریعہ تکلیف کی شدت ختم ہوئی اور بیوی کے بارے میں جو آپ کو شبہ تھا اس کی برات معلوم ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ایک مٹھالے کراپنے ہاتھ سے اس کو ماردیں اور قسم نہ توڑیں، تو آپ نے شاخوں کا ایک مٹھا جو سو چھڑیوں کا مجموعہ تھا، لے کر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق بیوی کو مارا۔ (ت)

اقول: وهذا احسن ما سمعنا في الباب وعليه التعويل ولا اصغاء الى ما زاد الناس من تهويل وقال وقيل من دون اصل اصيل والله الهادي الى سواء السبيل ودر مسائل مذكوره وجه نه آنت بلکہ آنجا تقييد و نفس بيان ست زیرا کہ باذن مقيد کرده اند پس مخصوص باشد بزمانه ولايت آنها مرادن و منع را و آن نيست مگر زمان قيام دين و كفالت و لهذا اگر کہ سلطان اسيرے راحلف دهند کہ بے اذن ملک ايشان برون نرود متقييد ماند بزمان بقائے سلطنتش تا آنکہ اگر اورا معزول کنند باز نشانند و اسير بے اذن او پيروں رود حانث نشود

اقول: (میں کہتا ہوں کہ) یہ واقعہ اس بحث میں بہترین دلیل ہے جو ہم پر واضح ہوئی اور اسی پر اعتماد ہونا چاہئے اور اس پر لوگوں کی زائد باتوں اور بے اصل قیل و قال پر توجہ نہ دی جائے، اور اللہ تعالیٰ ہی سیدھے راستے کی رہنمائی فرماتا ہے اور اس شبہ میں ذکر کردہ مسائل کی وجہ وہ نہیں جو شبہ کرنے والوں نے ظاہر کی، بلکہ وہاں قسم کی تقييد اور اس کا بیان ہے کیونکہ انہوں نے وہاں اذن (اجازت) کے ساتھ مقيد کر کے اس قسم کو اذن و منع کی ولايت کی مدت کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور ولايت کی یہ مدت صرف قرض و كفالت کے زمانہ تک ہے، اسی لئے اگر کوئی سلطان کسی قیدی کو قسم دے کہ تو میری اجازت کے بغیر میرے ملک سے باہر نہ جائے گا تو یہ قسم اس سلطان کی حکومت کی بقا

¹ درمنثور بحوالہ ابن منذر تحت آیہ مذکورہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمیٰ قم ایران ۳۱۷/۵

کے ساتھ ہوتی ہے حتیٰ کہ اگر اس سلطان کو معزول کر دیں تو اب اگر قیدی اس کی اجازت کے بغیر ملک سے باہر چلا جائے تو قیدی کی قسم نہ ٹوٹے گی کیونکہ وہ قسم سلطان کے معزول ہونے پر ختم ہو گئی، اور دوبارہ سلطان کے بحال ہونے سے قسم بحال نہ ہوگی، اسی طرح اگر خاوند کو یا قاپا اپنے غلام کو یا بادشاہ اپنی رعیت میں سے کسی کو قسم دے یا وہ خود قسم کھائے کہ میری اجازت کے بغیر باہر نہ جائے، تو یہ قسم بھی بقاء زوجیت، بقاء ملک، بقاء ملک کے ساتھ مقید ہوگی، حتیٰ کہ اگر بیوی کو نکاح سے خارج کر دیا اور اس کے بعد دوبارہ نکاح کیا یا مالک نے غلام کو فروخت کر دیا اور دوبارہ خرید یا معزول شدہ کو دوبارہ بحال کر دیا تو اس دوسری نئی زوجیت، ملک، ملک میں، بیوی، غلام، رعیت بغیر اجازت کے باہر چلے جائیں تو حانث نہ ہوگا، کیونکہ ان لوگوں کو اذن و اجازت کی ولایت اس وقت کی موجودہ ولایت تک تھی اور بعد میں دوبارہ نئی ولایت حاصل ہونے پر دوبارہ قسم بحال نہ ہوگی، لہذا اگر بیوی کو باہر جانے سے روکنے کے لئے بیوی کو قسم دی یا خود قسم کھائی جس میں اجازت کی قید کا ذکر نہیں ہے، اس لئے اگر بیوی کو کہا کہ میں تیری اجازت کے بغیر دوسری عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہوگی تو یہ قسم مطلق اور بغیر قید ہوگی، حتیٰ کہ اگر پہلی بیوی کو نکاح سے خارج بھی کر دے تب بھی اس کی اجازت کے بغیر دوسری عورت سے نکاح کرنے پر دوسری کو طلاق ہو جائیگی کیونکہ بیوی دوسری عورت سے نکاح کو روکنے اور اجازت دینے کی مالک نہیں بن سکتی، اس لئے اس صورت میں اجازت کا ذکر ہونے کے باوجود وہ قید نہ ہوگی

کہ یمن بزوال ملک منتهی شد و باز بہ عودش نکلند، ہچناں اگر شوہر زن یا مولیٰ غلام یا شہ یکے از رعایا را حلف دہد یا خود سوگند خورد کہ بے اذن من بیرون نروی متقید ماند بزمان بقائے زوجیت و ملک ملک تا آنکہ اگر زن را جدا کرد باز بزنے آورد یا غلام را فروخت باز خرید یا معزول باز منصوب شد و دریں ملک و ملک حادث زن و غلام و رعیت بے اذن بیرون روند حنث روئے نمایند کہ ولایت اذن ہمیں تا بقائے نکاح و ملک و ملک بود و در حدوث تازه یمن تازه نکرد و لہذا اگر بے تقید بودند کرست و لہذا اگر زن را گوید اگر بے اذن تو زنے را بزنے می گیرم مطلقہ باشد یمن مطلقہ غیر مقیدہ باشد تا آنکہ اگر زن را نکاح بروں کرد باز بے اذن اولیٰ بکاح آورد مطلقہ شود زیرا کہ زن بزنے مالک اذن و منع نمی شود پس دلیل تقیید متقی شد و اذن و منع نمی شود پس دلیل تقیید متقی شد و اذن لغوی محمول گشت نہ اذن شرعی و اذن لغوی مقصر ببقاء زوجیت نیست آری روز کہ آں زن میرد یمن منتهی شود کہ حالا او را صلاحیت اذن نماند، در در مختار بعد عبارت مذکورہ فرمود لو قال لہا ان خرجت من ہذا الدار الا باذنی فان طالق ثلاثا فطلقها بائنا فخرجت

اور یہ بیوی کی اجازت لغوی معنی میں ہوگی شرعی معنی میں اجازت مراد نہ ہوگی، اور لغوی اجازت بقائے نکاح پر موقوف نہ ہوگی اور نکاح ختم ہونے کے بعد بھی پہلی بیوی کی اجازت ضروری ہوگی، ہاں جس روز وہ فوت ہو جائے گی تو قسم ختم ہو جائے گی کیونکہ اب اجازت دینے کی صلاحیت نہ رہی تو اب قسم پوری ہونے کا احتمال ختم ہو جانے پر اجازت سے مشروط قسم بھی ختم ہو جائیگی۔ درمختار میں مذکورہ عبارت کے بعد فرمایا کہ اگر خاوند نے بیوی کو کہا کہ اگر تو میری اجازت کے بغیر باہر نکلی تو تجھے تین طلاق ہوں گی، اس کے بعد خاوند نے اس کو طلاق باندھ دے دی اور وہ خاوند کی اجازت کے بغیر باہر نکل گئی تو قسم نہ ٹوٹے گی کیونکہ باندھ طلاق کی وجہ سے اب خاوند کو اجازت کا اختیار ختم ہو گیا جبکہ یہ قسم بیوی کو باہر نکلنے سے منع کرنے کی ولایت اور اختیار سے مقید تھی اور یہ اختیار نکاح کے باقی رہنے تک تھا جو نکاح ختم ہو جانے پر ختم ہو گیا۔ جیسا کہ کسی حکمران نے کسی کو قسم دی کہ تو میری اجازت کے بغیر شہر سے باہر نہ جائے گا، اب اگر وہ شخص حکمران کے معزول ہو جانے پر شہر سے باہر اس کی اجازت

بغیر اذنه لا یحنت لان یمینہ تقیدت بحال تمام ولایة المنع عن الخروج وولایة المنع تزول بالطلاق البائن وهو كالسلطان اذا حلف رجلا ان لا یخرج من البلدة الا باذنه فعزل السلطان ثم خرج الحالف لا یحنت (ومعه مسئلة الكفیل المذكورة ثم قال) ولو ان الحالف تزوج المرأة بعد ما بانها فخرجت بغیر اذنه لا تطلق لان الیمین بطلت بالابانة فلا تعود بعد ذلك، وذكر فی اسیر اهل الحرب اذا حلفوا لا سیر ان لا یخرج الا باذن ملكهم فعزل الملك ثم عاد ملك فخرج الاسیر بغیر اذنه لا یحنت وكذا لو قال الرجل لعدوه ان خرجت بغیر اذنی فانت حرقبائه ثم اشتراه فخرج بغیر اذنه لا یعتق

عہ: مسودہ میں بیاض ہے۔

کے بغیر نکل جائے تو قسم نہ ٹوٹے گی (اس کے ساتھ انہوں نے کفالت مذکورہ کا مسئلہ بھی بیان کیا اور پھر فرمایا) اگر مذکورہ قسم اٹھانے والے خاوند نے مذکورہ بائعہ بیوی سے دوبارہ نکاح کیا تو اب اگر بیوی اس کی اجازت کے بغیر باہر جائے تو اب طلاق نہ ہوگی کیونکہ وہ حلف بیوی بائعہ ہو جانے پر باطل ہو گیا اور دوبارہ نکاح سے وہ حلف بحال نہ ہوگا، درمختار نے اہل حرب کے قیدی کے متعلق ذکر کیا کہ اس کو قید کرتے ہوئے انہوں نے یہ قسم دی کہ تو حاکم کی اجازت کے بغیر باہر نہ جائے گا تو اس حاکم کے معزول ہونے کے بعد دوبارہ بحال ہونے پر وہ قیدی اس حاکم کی اجازت کے بغیر باہر نکلا تو حاکم نے ہوگا یعنی قسم نہ ٹوٹے گی، اور یونہی اگر مالک نے اپنے غلام کو کہا کہ اگر تو میری اجازت کے بغیر باہر نکلے تو تو آزاد ہے، اب مالک نے اس غلام کو فروخت کر دیا اور پھر دوبارہ خریدا تو اب غلام مالک کی اجازت کے بغیر باہر نکلا تو آزاد نہ ہوگا۔ تبیین الحقائق اور فتح القدیر میں ہے، یہ عبارت فتح القدیر کی ہے کہ قسم قرض اور کفالت کی بقاء سے مفید ہوگی کیونکہ اجازت تب متصور ہو سکتی جبکہ اس کو روکنے کی ولایت حاصل ہو اور یہ ولایت قرض اور کفالت تک ہوتی ہے اور یونہی خاوند نے بیوی سے کہا کہ تو میری اجازت کے بغیر نہ نکلے گی تو یہ قسم اس زوجیت کے وجود سے مفید ہوگی، اس کے برخلاف اگر خاوند یوں کہے کہ میری بیوی گھر سے باہر نہ نکلے گی،

در تبیین الحقائق و فتح القدیر ست و هذا لفظ الفتح یتقید بحال قیام الدین والكفالة لان الاذن انما یصح ممن له ولاية المنع وكذا الاتخرج امرأته الا باذنه بقیام الزوجية بخلاف ما لو حلف لا تخرج امرأته من الدارفانه لا یتقید به، اذ لم یذكر الاذن فلا موجب لتقییده بزمان الولاية فی الاذن وكذا الحال فی حلفه علی العبد مطلقاً ومقیداً وعلی هذا لوقال لامرأته كل امرأة اتزوجها بغیر اذنك طالق فطلق امرأته طلاقاً بائناً او ثلاثاً ثم تزوج بغیر اذنھا طلقت لانه لم تتقید ببقاء النكاح لانھا انما تقید به لو كانت المرأة تستفید ولاية الاذن والمنع بعقد النكاح¹، در ہدایہ و فتح فرماید لوقال ان كلمت فلاناً الا ان یقدم فلان او یاذن فلان ومات فلان سقط البیمن لان المنوع منه كلام ینتھی المنع منه بالاذن والقدم

¹ فتح القدیر کتاب الایمان مسائل متفرقة نوریہ رضویہ سحر ۳۶۸/۳

ولم یبق الاذن والقدم بعد الموت متصور الوجود وبقاء تصوّر شرط بقاء الموقنة عند ابی حنیفة ومحمد وهذه البین موقنة بوقت الاذن والقدم اذ بهما یتمکن من البر اذ یتمکن من الکلام بلا حنث فیسقط بسقوط تصور البراه¹ ملخصاً مخلوطاً قال فی الفتح فان قيل لانسلم عدم تصور البر بموته لانه سبحانه وتعالی قادر علی اعادة فلان فیسکن ان یقدم ویأذن فالجواب ان الحیة المعادة غیر الحیة المحلوف علی اذنه فیها وقدمه وهی الحیة القائمة حالة الحلف لان تلك عرض تلاشی لا یسکن اعادةها بعینها وان اعيدت الروح فان الحیة غیر الروح لانه امر لازم للروح فیما له روح² اهـ

تو اس قسم میں اجازت کا ذکر نہ ہونے کی وجہ سے یہ قسم زوجیت کی بقاء سے مقید نہ ہوگی کیونکہ زوجیت کی ضرورت اجازت کی ولایت کے لئے تھی، اور یوں ہی غلام کے بارے میں اجازت سے مقید قسم اور غیر مقید قسم کا حال ہے، اسی قاعدہ کی بناء پر، اگر کسی نے اپنی بیوی کو کہا کہ میں جس عورت سے تیری اجازت کے بغیر نکاح کروں تو اس عورت کو طلاق ہوگی، اس کے بعد اس نے اپنی بیوی کو بائنہ یا مغفلہ طلاق دے دی پھر کسی عورت سے پہلی مطلقہ بیوی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو اس عورت کو طلاق ہو جائے گی اور یہ قسم بقاء زوجیت پر موقوف نہ ہوگی کیونکہ بیوی کو نکاح سے روکنے یا اجازت دینے کی ولایت نہیں ہوتی (لہذا قسم میں مذکور اجازت کے لئے ولایت اجازت ضروری نہ تھی۔ لہذا نکاح ختم ہونے سے اجازت کی شرط ختم ہوگی) ہدایہ اور فتح القدیر میں فرماتے ہیں، اگر کسی نے کہا اگر فلاں سے اس کی اجازت یا اس کی آمد کے بغیر بات کروں تو یہ ہو جائے، اس کے بعد وہ فلاں فوت ہو جائے تو قسم ختم ہو جائے گی کیونکہ اس سے کلام کی ممانعت کا اختتام اس کی اجازت یا آمد پر موقوف تھا جبکہ اس کی موت سے اجازت اور آمد کا تصور ختم ہو گیا، کیونکہ جب قسم کسی چیز سے مشروط ہو تو اس شرط کا متصور ہونا اس قسم کی بقاء کے لئے امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ضروری ہے چونکہ یہ قسم اس فلاں کی اجازت یا آمد سے مشروط ہے تو اس شرط کے وجود سے قسم پوری ہو سکے گی تو جب شرط کے وجود کے بغیر کلام کرنے پر حانث ہونے کا احتمال ختم ہو گیا تو قسم پورا ہونے کا احتمال بھی ختم ہو گیا لہذا یہ قسم باطل ہو جائے گی اھ ملخصاً، فتح القدیر میں مزید فرمایا کہ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس فلاں کی موت سے شرط کے وجود کا احتمال ختم ہو جانا ناقابل تسلیم نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ اس کو دوبارہ زندہ کر دے اور وہ زندہ

¹ فتح القدیر کتاب الایمان باب البین فی الکلام نوریہ رضویہ سکر ۴۲۲-۲۴۴

² فتح القدیر کتاب الایمان باب البین فی الکلام نوریہ رضویہ سکر ۴۲۴-۴۲۴

ورأيتني كتبت عليه مانصه اقول فيه ان الحياة عرض لا تبقى زمانين فالحياة التي بعد الحلف غير التي كانت عند الحلف والجواب ان مبني الايمان على العرف واهل العرف يعدونها واحدة مستمرة والمعاداة غيرها۔

ہو کر اجازت دے یا آجائے، تو اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ دوبارہ زندہ ہونے کی حیات اس حیات کا غیر ہے جس حیات سے اجازت یا آمد کی قسم کھائی تھی اور قسم والی یہ حیات وہ ہے جو قسم کے وقت تھی، کیونکہ حیات ایک ایسا عارضہ ہے جس کو بعینہ واپس لانا ممکن نہیں اگرچہ روح واپس ہو جائے کہ روح اور حیات آپس میں ایک دوسرے کے مغایر ہیں کیونکہ حیات، روح والی چیز کی روح کا لازم ہے نہ کہ وہ روح ہے (ت)

اور مجھے یاد ہے کہ میں نے اس پر یہ حاشیہ لکھا جس کی عبارت یوں ہے **اقول:** (میں کہتا ہوں) اس کلام میں بحث ہے کہ حیات جب عرض ہے تو وہ دو زمانوں میں باقی نہیں رہ سکتی تو اس سے لازم آئیگا کہ حلف کے بعد والی حیات بھی حلف کے وقت والی حیات کا غیر ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قسموں کی بنیاد عرف پر ہوتی ہے تو عرف والے لوگ مختلف اوقات کی حیات کو ایک ہی جاریہ حیات قرار دیتے ہیں لیکن موت کے بعد والی حیات کو پہلی حیات کے مغایر قرار دیتے ہیں۔

اقول: (میں کہتا ہوں) لیکن یہاں اعتراض ہو سکتا ہے کہ قسم میں خاص اس زندگی کو پیش نظر نہیں رکھا جاتا بلکہ یہاں یہ بات پیش نظر ہوتی ہے کہ قسم کھانے والے کو زمانہ اگر یہ موقعہ دے کہ مثلاً وہ فلاں سے بات کر سکے تو وہ اسکی اجازت کے بغیر نہ کرے گا، جبکہ حیات کی تبدیلی سے شخص تبدیل نہیں ہوتا کیونکہ مرنے کے بعد حشر میں وہی شخص ہوتا ہوگا تو اس زندگی میں قسم کھانے کا یہ مطلب نہیں کہ اسی زندگی پر حلف کا دارمدار ہے، اجازت کا تعلق اگرچہ زندہ سے ہوتا ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حلف کا تعلق خاص اسی زندگی سے ہو، دیکھئے اجازت صرف عقل والے سے ہی متصور ہو سکتی ہے

اقول: لكن لقائل ان يقول لانظر في الحلف الى تلك الحياة خصوصاً بل الى تسليم زمانه في هذا الامر الاباذنه مثلاً والشخص لا يتبدل بتبدل الحياة بدليل الحشر والعقد في تلك الحيوية غير العقد على تلك الحياة والاذن وان لم يكن الامن حي فلا يستلزم ذلك عقد الحلف على تلك الحياة بعينها الا ترى ان الاذن لا يمكن ايضاً الامن عاقل ولو جُنّ فلان لا يسقط

لیکن فلاں عاقل اگر عقل کھو بیٹھے اور اس پر جنون طاری ہو جائے تو اس کے باوجود قسم ساقط نہیں ہوتی کیونکہ عقل کے بحال ہونے کا احتمال ابھی باقی ہے، یہ عقل والا مسئلہ کتب میں مذکور ہے جبکہ میرا غالب گمان ہے کہ یہ مسئلہ خانیہ میں ہے بلکہ یقیناً اس میں ہے، جہاں انہوں نے فصل فی الخروج میں یہ ذکر کیا ہے کہ تین حضرات نے ایک شخص کو یہ قسم دی کہ وہ ان تینوں کی اجازت کے بغیر بخارا سے باہر نہ جائے گا اس کے بعد ان تینوں میں سے ایک مجنون ہو گیا اور باقی دو کی اجازت سے باہر چلا گیا قسم ٹوٹ جائے گی لیکن اگر ان میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے تو قسم نہ ٹوٹے گی کیونکہ قسم تینوں کی مشترکہ اجازت سے مشروط تھی تو ایک کے فوت ہو جانے سے وہ شرط ختم ہو جائے گی اور قسم باقی نہ رہے گی، اور پہلی جنون والی صورت میں عقل بحال ہونے کے امکان کی وجہ سے مشترکہ اجازت سے مایوسی نہیں پائی جاتی اھ۔

ثم اقول: (میں پھر کہتا ہوں کہ) اس اشکال کا جواب جو کہ میرے دل پر وارد ہوا ہے یوں ممکن ہے کہ قسم جب ایسی شرط سے مشروط ہو جس کا وقوع عادتاً ممکن تو اس کی بقاء کے لئے اس شرط کے عادتاً پائے جانے کا امکان ضروری ہے تاکہ قسم کا پورا ہونا متصور ہو سکے ورنہ محض عقلی احتمال کافی نہیں ہوگا، جبکہ خانیہ کا قول کہ "ابھی مایوسی نہیں ہوئی" اس جواب کی صحت کی طرف اشارہ کر رہا ہے کیونکہ ان کا یہ قول

اليامين لاحتمال ان يعود عقله والمسألة منصوص عليها واكبر ظني انها في الخانية بل هو فيها اذقال في فصل في الخروج ثلاثة حلفوا جلان لا يخرج من بخارا الا باذنهم فجن احدهم وخرج الحالف باذن الآخرين حنث وان مات احدهم فخرج لا يحنث لان اليامين تقيدت باذنهم وقد فات اذنهم بموت احدهم فلا يبقى اليامين وفي الوجه الاول لم يقع اليأس عن اذنهم¹ اھ

ثم اقول: يخلج ببالي ان لو قيل ان الموقنة اذا كانت على امر يمكن عادة فشرط بقاءها تصور البر عادة لا مجرد احتمال عقلي لحصل الجواب عن هذا ويؤمى اليه قول الخانية لم يقع اليأس فانه يفيد ان لو وقع اليأس سقط اليامين ولا شك ان

¹ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الایمان فصل فی الخروج نوکثور لکھنؤ ۳۱۶/۲

المستحيل عادة ما يوس عنه و قد قال في الفتح في
مسئلة من حلف ليصعد السماء اوليقلبن هذا
الحجر ذهباً ان العجز ثابت عادة فلا يبر في زواله¹ اه
وهذا هو معنى اليأس وقد استشهد لها في الهداية بما
اذا مات الحالف فانه يحنث مع احتمال اعادة الحياة²،
قال في الفتح فيثبت معه احتمال ان يفعل المحلوف
عليه ولكن لم يعتبر ذلك الاحتمال بخلاف العادة
فحكم بالحنث اجباً³ الخ فتبين انه ليس الوجه
مغايرة الحياة المعادة للحياة المعقود عليها الحلف،
والالم يتم الاستشهاد لكون العجز اذن عقلاً كما
قرره المحقق الاعادة بخلاف صعود السماء وقلب
الحجر ذهباً فاذن ليس النظر الا الى اليأس العادي و

بتارہا ہے کہ اگر مایوسی ہو جائے تو قسم ساقط ہو جائیگی جبکہ
مایوسی اسی چیز سے ہوتی جب وہ عادتاً محال ہو، اور فتح میں
آسمان پر چھڑھنے اور اس پتھر کو سونے میں بدلنے کے متعلق
قسم کے بیان میں فرمایا کہ اگرچہ آسمان پر چڑھنا اور پتھر کا
سونے میں بدل جانا عقلاً ممکن ہے لیکن عادتاً اس سے عجز
ثابت ہے لہذا قسم ٹوٹ جائیگی کیونکہ ایسا کرنا عادتاً ممکن نہیں
ہے، مایوسی کا یہی معنی ہے۔ اس پر ہدایہ میں یوں تائید ذکر
کی ہے کہ اس صورت میں قسم کھانے والے کے فوت
ہو جانے پر قسم باطل نہ ہوگی کیونکہ دوبارہ زندہ ہونا ممکن
ہے، فتح القدر میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے یوں فرمایا
کہ اس امکان سے حلف والے کام کو کرنے کا احتمال ثابت ہو
رہا ہے مگر اس کے باوجود یہ احتمال معتبر نہیں کیونکہ یہ خلاف
عادت ہے اس لئے فوت ہو جانے پر بالاجماع قسم کے ٹوٹ
جانے کا حکم ہوگا الخ تو اس بیان سے واضح ہو گیا کہ مرنے کے
بعد دوبارہ زندہ ہونے میں قسم کے بحال نہ ہونے کی وجہ یہ
نہیں کہ دوبارہ زندگی پہلی زندگی کے مغایر ہے ورنہ ہدایہ اور
فتح القدر کا استشاد تام نہ ہوگا کیونکہ ان کا استشاد عادی عجز پر
تھا جبکہ دونوں زندگیوں کے مغایر ہو جانے پر عجز عقلی ہو جاتا
ہے حالانکہ محقق صاحب فتح القدر نے دوبارہ زندگی

¹ فتح القدر باب اليمين في الاكل والشرب مكتبة نوريه رضويه سحر ۱۶/۳-۱۵

² ہدایہ باب اليمين في الاكل والشرب مكتبة عربيه كراچی ۱۱/۳۷

³ فتح القدر باب اليمين في الاكل والشرب مكتبة نوريه رضويه ۱۶/۳

کے احتمال کو ثابت رکھا ہے، اس کے برخلاف آسمان پر چڑھنے اور پتھر کے سونے میں تبدیل ہونے میں عقلی عجز نہیں ہے بلکہ یہاں صرف عادی مایوسی ہے جو قسم کے ٹوٹ جانے میں مقصود ہے،

اقول (میں کہتا ہوں) اس کی توجیہ مجھے یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس نے کسی عادی محال چیز جو کہ عقلی طور پر ممکن ہو، پر قسم کھائی تو اس کی قسم کے لئے یہی عقلی امکان شرط ہوگا، لیکن جس نے کسی عادی ممکن چیز پر قسم کھائی اور وہ چیز قسم کے بعد عادی محال ہو جائے تو اس صورت میں قسم باقی نہ رہے گی کیونکہ اب صرف عقلی امکان باقی ہے جبکہ قسم اس امکان پر مبنی نہ تھی بلکہ وہ عادی امکان پر مبنی تھی جو باقی نہ رہا، غور کرنا اور معاملہ کو صاف کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم، میرا حاشیہ ختم ہوا۔ (ت)

پانچواں شبہ: کہ قسم حال کی دلالت سے مقید بن جاتی ہے، اگرچہ لفظوں میں وہ مطلق ہو اور اس کے ساتھ قید کا ذکر نہ ہو، اسی باب سے کلام کا غرض سے مقید ہونا ہے، اگرچہ قسموں کی بنیاد اغراض پر نہیں ہے تاہم اغراض میں تخصیص پیدا کر دیتی ہیں، چنانچہ فقہاء کرام نے یہ تصریح کی ہے کہ غرض قسم میں زیادتی پیدا نہیں کرتی لیکن تخصیص پیدا کر سکتی ہے، ردالمحتار میں ہے کہ جامع کیر کی تخصیص میں مذکور ہے کہ عرف سے تخصیص ہو سکتی ہے لیکن زیادتی نہیں ہو سکتی حتیٰ کہ کسی نے سری کے متعلق قسم کھائی تو اس سے وہ سری مراد ہوگی جس کو عرف میں آگ سے بھون کر کھایا جائے، اور اجنبی عورت کے متعلق کہا "اگر وہ گھر میں داخل ہوئی تو اسے طلاق ہے" تو اس عورت کی ملکیت نکاح مراد نہیں ہو سکتی،

هو المقصود، اقول: ویظهر لی توجیہ ان من حلف علی محال عادی فقد عقد علی امکانه العقلی فلم یکن شرط الانعقاد الا هذا اما من عقد الموقته علی ممکن عادة ثم استحال فلا یبعد ان تبقى الیمن لان هذا الامکان غیر المعقود علیہ فلیتنا مل ولیحرر، واللہ تعالیٰ اعلم اہما کتبت علیہ۔

شبہ خامسہ: یمین بدالات حال متقید شود اگرچہ در قال مقید نبود و ازیں باب ست تقید بغرض تا آنکہ غرض را با آنکہ بنائے ایمان برو نیست تخصیص دانستہ و تصریح فرمودہ اند کہ غرض در یمین نفزاید فاما عہ خصوص را شاید در رد المحتار ست فی تلخیص الجامع الکبیر وبالعرف یخص ولا یزاد حتی خص الراس بما یکبس ولم یرد المملک فی تعلیق طلاق الاجنبیۃ بالدخول اہو ومعناه ان اللفظ اذا کان عاماً یجوز تخصیصہ بالعرف کما لو حلف لایاکل رأساً فأنه فی العرف اسم لما یکبس فی التنور ویباع

عہ: مسودہ میں بیاض ہے۔

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر لفظ عام ہو تو عرف کے ذریعہ اس کی تخصیص کی جاسکتی ہے جیسا کہ جب کوئی شخص یہ قسم کھائے کہ سری نہ کھاؤں گا، تو قسم میں اگرچہ سری عام اور مطلق مذکور ہے لیکن عرف میں وہی سری مراد ہوتی ہے جس کو بھونا جائے اور بازار میں فروخت کیا جائے اس لئے عرف میں سری سے مراد چڑیا وغیرہ کی سری مراد نہ ہوگی، تو یہاں عرف نے سری میں تخصیص کردی تو جب مطلق سری ذکر کی جائے گی تو عرفاً خاص ہی مراد ہوگی اس کے برخلاف ایسی زیادتی جو لفظوں سے مذکور نہ ہو عرف کی وجہ سے وہ زیادتی پیدا نہیں ہو سکتی جیسے کوئی شخص اجنبی عورت کو کہے کہ "اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے" تو یہاں اگر وہ یہ مراد لے کہ گھر میں داخل ہوتے وقت میری منکوحہ ہو تو طلاق ہے، تو منکوحہ ہونا قسم کے الفاظ سے زائد چیز ہے، جس کو مراد نہیں لیا جاسکتا، اگرچہ عرف میں طلاق کے لئے منکوحہ ہونا ضروری ہے مگر عرف کلام میں غیر مذکور لفظ کو زائد نہیں کر سکتا اس لئے اجنبی عورت کے لئے یہ قسم لغو قرار پائے گی، اسی رد المحتار میں ہے کہ عرف مختص بننے کی صلاحیت رکھتا ہے لیکن زیادتی پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ حال کی دلالت سے قسموں کا اغراض سے مقید ہونا، اگر میں اس کی جزئیات کو ذکر کروں تو اس کے لئے دفتر چاہئے، تاہم مذہب میں منصوص دو تین مثالیں ذکر کر رہا ہوں:

فی الاسواق وهو راس الغنم دون رأس العصفور ونحوه فالغرض العرفی یخصص عبومہ فاذا اطلق ینصرف الی المتعارف بخلاف زیادة الخارجة عن اللفظ کما لو قال لاجنبیة ان دخلت الدار فانت طالق فانه یلغو ولا تصح ارادة الملك ای ان دخلت وانت فی نکاحی وان کان هو المتعارف لان ذلك غیر مذکور ودلالة العرف لاتاثير لها فی جعل غیر الملفوظ ملفوظاً¹، ہمدان ست الغرض یصلح مخصصاً لامزید² واگر تقییدات کہ بدلات حال باغراض حالفین کردہ اندفروع آنها را بر خوانیم دفتر باید، بر دوسہ مثال منصوص فی المذہب اختیار کنیم:

¹ رد المحتار باب الیمین فی الدخول والخروج دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۳

² رد المحتار باب الیمین فی الدخول والخروج دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/۳

(۱) والی زید را سوگند داد کہ ہر مفسدے کہ بشہر بود مرا آگاہانی متقید باشد بزمان قیام ولایتش حالانکہ اینجا لفظے مثل اذن وغیرہ مفید تقييد اصلاً نیست مگر حال دال ست کہ عرفش تدارک اوست و ایں نباشد مگر بولایت لاجرم بامقید شد در ہدایہ ست اذا استحلخ الوالی رجلاً لیعلمنہ بکل داعر دخل البلد فہذا علی حال ولایتہ خاصۃ لان المقصود منہ دفع شرہ او شر غیرہ بزجرہ فلا یفید فائدتہ بعد زوال سلطنتہ^۱، در فتح القدير است هذا التخصیص فی الزمان یثبت بدلالة الحال وهو العلم بان المقصود من هذا الاستحلاف زجرہ بما یدفع شرہ او شر غیرہ بزجرہ وهذا لا یتحقق الا فی حال ولایتہ لانہا حال قدرتہ علی ذلک^۲۔ (۲) ہر مدیون خود کہ از دین منکر بود و دائن گواہان نہ داشت سوگند خورد ترا بدر قاضی کشم و حلف گیرم مدیون اعتراف کرد یا دائن

(۱) والی شہر نے زید کو قسم دی کہ شہر میں جو بھی شر پسند ہو مجھے اس کی اطلاع دے گا، تو اطلاع دینے کی یہ قسم اس والی کی ولایت کی مدت کے ساتھ مقید ہوگی حالانکہ لفظوں میں اس قید پر دلالت کرنے والا کوئی لفظ مثلاً اجازت وغیرہ موجود نہیں مگر عام حال کی یہاں دلالت موجود ہے کہ قسم دینے کا عرف میں مقصد یہ ہوتا ہے کہ حاکم اس اطلاع پر شر کا تدارک کرے اور یہ تدارک صرف ولایت سے ہو سکتا ہے تو لازماً یہ قسم ولایت کے زمانہ سے مقید ہوگی۔ ہدایہ میں ہے کہ جب والی نے ایک شخص کو قسم دی کہ تو مجھے شہر میں کسی فساد کی داخل ہونے پر اطلاع دے گا۔ تو یہ قسم اس والی کی ولایت کے زمانہ سے مختص ہوگی کیونکہ والی کا مقصد یہ ہے کہ وہ اس اطلاع پر شریر کو سزا دے کر شر کا خاتمہ کرے، لہذا ولایت کے خاتمہ کے بعد اس قسم کا کوئی فائدہ نہیں ہے، فتح القدير میں ہے کہ قسم کا زمانہ ولایت سے مختص ہونا دلالت حال کی وجہ سے ہے اور وہ یہ کہ اس قسم دینے کا مقصد شریر کو سزا دے کر اس کے یا غیر کے شر کو ختم کرنا ہے جبکہ یہ مقصد اس والی کی ولایت سے حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ ولایت کی وجہ سے وہ اس مقصد پر قادر ہوتا ہے (ت) (۲) مقرض جب قرض سے انکار کرے اور قرض خواہ کے پاس گواہ نہ ہوں تو قرض خواہ قسم اٹھائے کہ میں تجھے قاضی کے دربار میں پیش کروں گا

^۱ ہدایہ کتاب الایمان مسائل متفرقہ مکتبۃ العربیہ کراچی ۱/۸۶۸

^۲ فتح القدير کتاب الایمان نوریہ رضویہ سکر ۴/۶۸۸

اور وہاں تجھ سے قسم لوں گا تو اس کی قسم کے بعد مدیون و مقروض شخص نے قرضے کا اعتراف کر لیا یا قرض خواہ کو گواہ مل گئے، تو قرض خواہ کی قسم ساقط ہو جائے گی، کیونکہ حال کی دلالت سے وہ قسم انکار و گواہوں کے نہ ہونے کی حالت میں مخصوص قرار پائے گی۔ درمختار میں ہے کہ قرض خواہ نے قسم کھائی کہ میں تجھے قاضی کے دربار میں پیش کر کے تجھ سے قسم دلاؤں گا تو اس دھمکی پر مقروض نے قرض کا اقرار کر لیا یا اس کو گواہ مل گئے، تو قسم ساقط ہو جائیگی کیونکہ قسم کھانے والے کی یہ قسم مقروض کے انکار کے ساتھ مقید قرار پائے گی، اس پر علامہ شامی نے فرمایا کہ اس وجہ اور علت کا تعلق صرف مقروض کے انکار سے ہے، گواہوں کے دستیاب ہونے کی بات سے نہ ہوگا کیونکہ گواہوں کے دستیابی کے باوجود انکار باقی رہ سکتا ہے، تو گواہوں کی دستیابی پر قسم کے ساقط ہونے کی علت یہ ہوگی کہ گواہوں کی موجودگی میں قاضی کے ہاں قسم دلانا ممکن نہ رہے گا، اس میں غور چاہئے اھ

اقول: (میں کہتا ہوں) علامہ شامی کا فرمانا کہ گواہوں کی موجودگی میں قسم دلانا ممکن ہے کیسے صحیح ہو سکتا ہے جبکہ مدعی کو اختیار ہے کہ وہ گواہ پیش کرنے کی بجائے مقروض منکر کو قسم دلائے، لہذا قسم کو نا ممکن کہنا درست

راگواہان بدست آمد نہ یمن ساقط شود کہ بدلات حال متقید بحال انکار وعدم وجدان شہود بود۔ در در مختار ست حلف ان یجرہ الی باب القاضی ویحلفہ فاعترف الخصم او ظہر شہود سقط الیمن لتقیدہ من جهة المعنی بحال انکارہ^۱ اھ قال الشامی لکن هذا التعلیل لا یظہر بالنسبة الی قوله او ظہر شہود فأنہ بظہور الشہود لم یزل الانکار بل العلة فیہ انہ بعد ظہور الشہود لا یسکن التحلیف تأمل^۲ اھ اقول: لہ ان لا یستشہدہم ویطلب حلفہ فکیف لا یسکن کما یوہمہ قول العلامة لا یسکن التحلیف فالاولی ان یقال لتقیدہ بانکارہ وعدم وجدان الشہود اذ لا حلف علی مقرولا مع بینة شہدت، فی الدر

^۱ درمختار باب الیمن فی الاکل والشرب واللبس والکلام مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۰۴

^۲ رد المحتار باب الیمن فی الاکل والشرب واللبس والکلام دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۰۶/۳

نہیں بلکہ یوں کہنا بہتر تھا کہ وہ قسم انکار اور گواہوں کے دستیاب نہ ہونے سے مقید قرار پائے گی، کیونکہ اقرار کر لینے پر اور گواہوں کی شہادت پر قسم کی ضرورت نہیں رہتی۔ در مختار میں بحر سے منقول ہے کہ قسم، گواہی کا خلیفہ بنتی ہے تو جب اصل حاصل ہو جائے تو خلیفہ کی ضرورت نہیں رہتی اھ، اور نہ ہی حق والا گواہوں کی موجودگی میں قسم دلانے پر راضی ہوتا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مقروض جھوٹی قسم اٹھائے تو اس کا قرض ضائع ہو جائے، لہذا عرفاً یہ قسم دونوں حالوں (انکار اور گواہ نہ ہونے) سے مقید قرار پائے گی۔

اقول: (میں کہتا ہوں کہ) گواہوں کی موجودگی میں قسم کا یہ سقوط اس لئے نہیں کہ بالآخر قسم کا پورا ہونا متصور نہیں ہو سکتا کہ قسم کا پورا ہونا ناممکن ہو جانے پر ختم ہو جائے۔ اس پر اگر تو یہ اعتراض کرے کہ کیا در مختار میں یہ موجود نہیں کہ جب قاضی کے ہاں مدعی یہ کہے کہ میرے گواہ ہیں لیکن وہ شہر میں موجود ہیں اور مدعی اس صورت میں اپنے مخالف سے قسم کا مطالبہ کرے، تو امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قاضی مخالف کو قسم نہ دلائے گا۔ صاحبین کا مسلک اس کے خلاف ہے، اور اگر مدعی کے گواہ قاضی کی مجلس میں حاضر ہوں تو بالاتفاق قسم نہ لی جائیگی، ابن ملک اھ (تو قسم دلانے کا احتمال ختم ہو جانے سے قسم ساقط ہو جائیگی) قلت (میں کہتا ہوں) کیا گواہوں کو حاضر کرنا اور قاضی کو گواہوں کی موجودگی

عن البحر الیمین کالخلف عن البینة فاذا جاء الاصل انتھی حکم الخلف اھ¹ ولا یرضی الطالب بحلف المنکر مادام یقدر علی الشہود مخافة ان یحلف فیذهب ماله فیتقید بہما عرفاً۔ اقول: ولیس هذا السقوط لعدم تصور البر بقاء فان قلت الیس فی الدر قال المدعی لی بینة حاضرة فی المصر وطلب یمین خصمه لایحلف خلافا لهما ولو حاضرة فی مجلس الحكم لم یحلف اتفاقاً ابن ملک اھ²،

قلت الیس ان الاحضار والاخبار کلیهما بیده فان الشہود لایحضرون مالک یحضر واولا یعلم القاضی ان له بینة فی المصر مالک یرضی بالامکان حاصل لاشک اما اولاً فلان الیمین مطلقة فلا یضرها انتفاء

¹ در مختار کتاب الدعوی مطبع جنتائی دہلی ۱۸/۲

² در مختار کتاب الدعوی مطبع جنتائی دہلی ۱۹/۲

کی خبر دینا مدعی کے اختیار میں نہیں ہے؟ ضرور اس کے اختیار میں ہے کیونکہ جب تک وہ گواہوں کو حاضر نہ کرے وہ پیش نہ ہوں گے اور یوں ہی جب تک وہ قاضی کو گواہوں کی موجودگی کی خبر نہ دے قاضی کو معلوم نہ ہو سکے گا کہ اسکے پاس گواہ ہیں، تو بہر صورت گواہوں کی موجودگی کے باوجود مدعی علیہ سے قسم لینے کا امکان قاضی کے ہاں باقی ہے، اور اگر تو اسلئے کہ مذکورہ قسم مطلق ہے تو تاحال قسم پورا ہونا متصور نہ ہو تو اس کے لئے کچھ مضر نہیں ہے، اور ثانیاً اس لئے کہ قسم کا پورا ہونا ابھی ممکن ہے گواہوں کی موجودگی کی صورت میں تو ہم نے وجہ ذکر کر دی، اور مدعی علیہ کے اقرار کی صورت میں اسلئے کہ ہو سکتا ہے کہ مدعی علیہ، مدعی کے پاس تو اقرار کرتا ہو تو پھر ضروری نہیں کہ وہ قاضی کی مجلس میں بھی اقرار کرے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مدعی علیہ کو جب قاضی کے ہاں پیش کیا جائے تو وہ انکار کر دے تو اس صورت میں قاضی کا اس سے قسم لینا متصور ہے تو معلوم ہوا کہ بہر صورت ابھی قسم کا تصور باقی ہے لہذا یہاں قسم کا سقوط صرف عرفی قید کی وجہ سے ہو گا نہ کہ حلف کا امکان ختم ہو جانے سے قسم کا سقوط ہو گا اس پر میرا حاشیہ ختم ہوا۔ اس کے بعد میں نے امام ابو بکر محمد بن المفاخر بن عبد الرشید کرمانی کو جواہر الفتاویٰ کی کتاب الایمان کے دوسرے باب۔ امام جمال الدین بزدوی کے فتاویٰ میں ذکر کرتے ہوئے پایا جس میں ان کو بہت سے

تصور البر فیہا بعد واما ثانیاً فلانہ متصور اما فی الشہود فلما ذکرنا واما فی الاقرار فلان من اقر عند الطالب لایجب ان یقر عند القاضی فلعلہ اذا اجر الیہ انکر فیحلفہ فالتصور حاصل قطعاً فلا سقوط الاللتقید العرفی^۱ ما کتبت علیہ۔ ثم رأیت الامام ابابکر محمد بن ابی المفاخر بن عبد الرشید کرمانی ذکرہ فی جواہر الفتاویٰ کتاب الایمان، الباب الثانی فتاویٰ الامام جمال الدین البزدوی، فرأیتہ افاد فوائد منها: التعلیل بدلالة الحال ملحقاً له بمسألة تحلیف الوالی ليعلمنه بكل داعر ومنها ان التقید بالانکار فی صورة الاقرار ومنها ان فی سقوط الیہین بظہور الشہود خلافاً وان

^۱ جد المستأثر علی رد المحتار

الفتویٰ علی السقوط و هذا نصحہ رحمہ اللہ تعالیٰ رجل ادعی علی آخر کذا منا حنطة فانکر المدعی علیہ فحلفہ المدعی بطلاق امرأته ان یجرحہ الی باب القاضی ویحلفہ علی ذلک ثم ان المدعی علیہ اقرباً ادعی استغنی عن الیمن ویکون بارافی یمینہ لان الحلف علی ان یحلفہ مادام منکر افذا اقرفات الانکار ولیس هذا کما لو قال لاشربن الماء الذی فی هذا الکوز فأریق الماء انه یحنت لان الیمن هناك علی الشراب ولم یشر به وههنا الیمن علی الانکار فلم تتبع الیمن وصار کانه حلف مع السلطان ان یعلمنه بکل داعر دخل المدینة ثم عزل السلطان سقط یمینہ لانه حلف علی ان یعلمه مادام

فائدے ذکر کرتے ہوئے دیکھا، جن میں ایک فائدہ یہ کہ، وایں شہر کا کسی کو قسم دینا کہ وہ اسے ہر فساد کی اطلاع دے گا، والے مسئلہ میں، قسم کا والی کی ولایت باقی رہنے کی علت، دلالت حال کو بنایا۔ دوسرا فائدہ، مدعی کی قسم کا انکار سے مقید ہونا صرف مدعی علیہ کے اقرار کی صورت میں ہے گواہوں کی صورت میں نہیں (جیسا کہ اوپر بحث گزری)۔ تیسرا فائدہ گواہوں کی صورت میں قسم کا ساقط ہونا مختلف فیہ ہے جبکہ فتویٰ یہ ہے کہ ساقط ہو جائے گی۔ امام جمال الدین کی عبارت یوں ہے کہ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس کے ذمے ہماری اتنی گندم ہے تو مدعا علیہ نے انکار کر دیا تو اس پر مدعی نے اپنی بیوی کی طلاق کی قسم کھائی کہ میں اس کو قاضی کے دربار میں پیش کر کے اس کو قسم دلاؤں گا، تو اس دھمکی کے بعد مدعا علیہ نے اس کے دعویٰ کا اقرار کر لیا تو اب قاضی کے پاس لے جا کر قسم دلانے کی ضرورت نہ ہوگی اور قسم کھانے والا مدعی اپنی قسم سے بری ہو جائے گا کیونکہ اس کی قسم دلانے کی قسم اس مدعا علیہ کے انکار پر تھی، تو جب اس نے اقرار کر لیا تو انکار ختم ہو گیا۔ اور یہ معاملہ ایسا نہیں کہ کوئی قسم کھائے کہ میں اس کوزے کے پانی کو ضرور نوش کروں گا، تو قسم کے بعد کوزے کا پانی گرا دیا گیا ہو، تو قسم ٹوٹ جائے گی، کیونکہ یہ قسم کوزے کے پانی کو پینے سے متعلق تھی تو وہ اسے پی نہ سکا لیکن یہاں قسم انکار پر مبنی تھی جو ختم ہو گیا، تو قسم بھی ختم ہو گئی، جیسا کہ حاکم شہر کسی کو قسم دے کہ تو مجھے شہر میں داخل ہونے والے

هو الوالى فى البلد فكذلك هنا بدليل انه لو حمله الى القاضى لايحلفه فاذا لا فائدة فى حمله الى القاضى هكذا ذكر، وهذا الجواب يوافق قول القاضى ابى الهيثم ويخالف قول القاضى الامام الصاعدى فانه ذكر فى فتاواه هذا المسألة الا انه وضع المسألة هكذا ذكر مكان اعتراف المدعى عليه انه ظهر له شهود وقال القاضى الامام ابو الهيثم سقط يمينه وقال الصاعدى لا يسقط بل يقع طلاقه فاذا جواب شيخنا جمال الدين وافق جواب القاضى ابى الهيثم وهو الصحيح وعليه الفتوى¹ اهـ

(۳) مدیون را سوگند داد فلاں روز حق من دہی و دستم گیری و بے دستوری من بیرون

ہر فسادى کی اطلاع دے گا، اس کے بعد وہ حاکم معزول ہو جائے تو اس کی دی ہوئی قسم بھی ختم ہو جائیگی، کیونکہ یہاں بھی قسم کا مطلب یہ تھا کہ میری ولایت جب تک ہے اس وقت تک اطلاع دینی ہوگی، تو یہاں بھی یہی صورت ہے کیونکہ مدعی اگر مدعی علیہ کو اب قاضی کے ہاں پیش کرے تو قاضی اس سے قسم نہ لے گا اس لئے اب قاضی کے ہاں لے جانے کا فائدہ نہ رہا، اس کو امام جمال الدین بزدوی نے یونہی ذکر فرمایا ہے، یہ امام جمال الدین بزدوی کا جواب قاضی ابویہثم کے قول کے موافق ہے اور قاضی امام صاعدی کے قول کے مخالف ہے، کیونکہ امام صاعدی نے اس مسئلہ کو اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا اور مدعی علیہ کے اعتراف کی بجائے انہوں نے گواہوں کے موجود ہونے، کو ذکر کیا، جبکہ قاضی امام ابویہثم نے کہا کہ قسم ساقط ہو جائے گی اور امام صاعدی نے کہا کہ قسم ساقط نہ ہوگی بلکہ گواہوں کے موجود پانے پر مدعی کے قسم کے مطابق اس کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی، تو جب ہمارے شیخ جمال الدین بزدوی کا جواب قاضی ابویہثم کے جواب کے موافق ہے تو یہی صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، اھ۔ (ت) (۳) کسی نے اپنے مقروض کو قسم دی کہ تو مجھے فلاں روز میرا قرض دے گا اور میرا ہاتھ پکڑے گا

اس کا قول یونہی ذکر کیا ہے یعنی امام جمال الدین بزدوی نے ذکر کیا ہے اور یہاں سے آخر تک جو عبارت ہم نے نقل کی ہے وہ امام کرمانی کا کلام ہے جو اس فتاویٰ کے جامع ہیں ۱۲ منہ (ت)

عہ: قوله هكذا ذكر اى الامام جمال الدين البزدوى ومن ههنا الى آخر ما نقلنا كلام الامام الكرمانى جامع تلك الفتاوى منه۔

¹ جواہر الفتاویٰ کتاب الایمان

نہ روی بازمدیوں ہمیں روز دینش داد و ستش نگرفت و بے
دستوری اوپروں رفت حانث نشود کہ اس بیس عرفا
مقیدست بحال دیں در ردالمحتار ست فی البزازیة حلفہ
لیوفین حقہ یوم کذا ولیأخذن بیدہ ولاینصرف بلا
اذنہ فاؤفاه الیوم ولم یأخذ بیدہ وانصرف بلا اذنه
لا یحنت لان المقصود هو الایفاء اھ۔ قلت تقدم ان
الایمان مبینة علی الالفاظ لاعلی الاغراض وهذا
المقصود غیر ملفوظ لکن قدمنا ان العرف یصلح
مخصصاً وھنا کذلک فان العرف یخصص ذلک بحال
قیام الدین قبل الایفاء ویوضحہ ایضاً ما یأتی قریباً
عن التبیین^۱ اھ ما فی الشامی۔ اقول: والذی یظهر
للعبد الضعیف ان هنا ثلث ایمان فالاخیرة متقیدة
بنفس

اور میری رضا کے بغیر باہر نہ جائے گا، پھر مقروض نے اسی
دن قرض ادا کر دیا اور اس کا ہاتھ پکڑے بغیر باہر چلا گیا تو اس
کی قسم نہ ٹوٹے گی کیونکہ یہ قسم عرف میں قرض ذمہ ہونے
کی وجہ سے تھی، تو قرض ختم ہونے پر قسم ساقط ہو جائے گی۔
ردالمحتار میں ہے کہ بزازیہ میں ہے کہ قرض خواہ نے
مقروض کو قسم دی کہ تو مجھے فلاں دن میرا حق دے گا اور میرا
ہاتھ پکڑے گا اور میری مرضی کے بغیر باہر نہ جائیگا، تو مقروض
نے اس کو قرض اسی روز دے دیا اور ہاتھ پکڑے اور اس کی
مرضی کے بغیر باہر واپس چلا گیا تو قسم نہ ٹوٹے گی کیونکہ اس
قسم کا مقصد قرض وصول کرنا تھا اھ۔ قلت میں کہتا ہوں کہ
یہ گزر چکا ہے کہ قسموں کی بنیاد الفاظ ہوتے ہیں۔ اغراض بنیاد
نہیں ہوتے، اور مذکور قسم کا مقصد الفاظ میں مذکور نہیں
ہے، لیکن جیسا کہ پہلے ہم نے ذکر کر دیا ہے کہ عرف
تخصیص پیدا کر دیتا ہے تو یہ بھی ایسے ہی ہے کیونکہ یہاں بھی
عرف نے اس قسم کو قرض کی موجودگی کے ساتھ مختص کر دیا
ہے کہ اس کی ادائیگی سے قبل تک ہوگی، اس کی وضاحت
عنقریب تبیین الحقائق سے بیان کی جائے گی، علامہ شامی کا
ردالمحتار میں بیان ختم ہوا۔

اقول (میں کہتا ہوں کہ) مجھ ضعیف بندے پر جو ظاہر ہو رہا ہے
وہ یہ کہ یہاں ردالمحتار کے بیان کردہ مسئلہ میں تین قسمیں
ہیں جن میں سے

^۱ ردالمحتار باب الیمین فی الاکل والشرب دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۰۶/۳

آخری یعنی "میری اجازت کے بغیر واپس نہ جائے گا" یہ قسم لفظ اجازت سے مقید ہے جیسا کہ گزرا ہے، اور ان میں سے پہلے قسم یعنی "تو میرا حق فلاں روز ادا کرے گا" یہ وقت سے مقید ہے یعنی موقت ہے، جبکہ مقررہ اس دن میں حق کی ادائیگی نہیں ہو سکی کیونکہ ادائیگی مقررہ دن سے پہلے ہو چکی ہے اس لئے قسم ختم ہو جائے گی کیونکہ مقررہ دن میں پورا کرنا ممکن نہ رہا، پھر اس بیان کے بعد میں نے دیکھا تو فقہاء نے قسم کے خاتمہ کی یہی علت بیان فرمائی واللہ الحمد، لیکن دوسری قسم یعنی "تو میرا ہاتھ پکڑ لے" یہ حق پورا کرنے، سے مجاز ہے، یعنی تاکہ یہ بات حق کی ادائیگی میں مددگار بنے، کیونکہ خاص عضو یعنی ہاتھ پکڑنا مقصود نہیں ہے، لہذا یہ قسم مطلق قرار پائی، اور یہ حق کی ادائیگی ہو جانے پر پوری ہو چکی ہے، اور اگر اس دوسری قسم کو مطلق کی بجائے وقت یعنی مقررہ دن سے مقید اور موقت قرار دیا جائے تو تب بھی یہ ساقط قرار پائیگی، جبکہ وجیز کے اس کہنے کا کہ یہاں مقصود صرف حق کو پورا کرنا ہے، اور یہاں حال کی دلالت سے تخصیص کا کوئی دخل نہیں ہے، کا یہی مطلب ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقت حال کا بہتر عالم ہے، اور بعد میں تبیین الحقائق کے حوالہ سے جو ذکر کیا وہ صرف یہی ہے کہ یہ قسم حالف کے مقصد سے مقید ہوگی لہذا قسم کی وجہ بننے والی صفت سے یہ مقید قرار پائے گی اگرچہ وہ صفت حاضر چیز میں پائی جائے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا۔

لفظ الاذن كما تقدم والاولى كانت موقتة والمستنع الايفاء في ذلك الوقت لحصوله قبله فسقط لعدم تصور البر ثم رأيتهم به علوه، والله الحمد، اما الثانية فمجازة عن الايفاء اي ليعينه لوفاء دينه اذ من المعلوم قطعاً ان ليس المراد خصوص اخذ العضو وهي مطلقة وقدبر فيها اذا وفي وان فرضت لوقته بالتوقيت المذكور فقد سقطت ايضاً وهذا معنى قول الوجيز لان المقصود هو الايفاء فليس هنا مدخل اصلاً للتخصيص بدلالة الحال والله تعالى اعلم بحقيقة الحال وليس فيما اتى به بعد عن التبیین الان اليمين تتقيد بمقصود الحالف ولهذا تتقيد بالصفة الحاملة على اليمين وان كانت في الحاضر على ما بينا من قبل اه¹

¹ رد المحتار باب اليمين في الاكل والشرب دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۰۷۳

(تمین الحقائق کے آخر کلام تک) جبکہ یہاں یہ بحث نہیں کہ مقصد سے مقید ہوگی یا نہیں، بلکہ یہاں تو دلالتِ حال سے تخصیص میں بحث ہے اور پھر تمین الحقائق کی بات کا تعلق لفظوں میں مذکور صفت سے ہے، مثلاً میں فلاں کے غلام سے بات نہ کروں گا جبکہ آپ تو یہاں غیر ملفوظ کو ثابت کرنا چاہتے ہیں، لہذا تمین الحقائق کا کلام اس بحث کی وضاحت نہیں بن سکتا، انتہائی بات جو کی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ قسم میں "فلاں دن حق پورا کرے گا" کا معنی یہ ہوگا کہ اگر اس دن سے قبل حق پورا نہ کرے تو اس دن ادا کرے گا، تو قبل ازیں پورا نہ کرنے سے قسم مقید ہوگی اور یہ مقصد لفظوں میں غیر مذکور ہے جو صرف دلالتِ حال سے قید کے طور پر معلوم ہو رہا ہے، تو پہلی قسم پوری ہو کر ختم ہو گئی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

چونکہ مذکورہ مثال میں دلالتِ حال کے متعلق بحث کی وسیع گنجائش پیدا ہو گئی، اس لئے ایک اور مثال یہاں پیش کرتا ہوں کہ، ایک قرض خواہ نے مقروض کو قسم دی کہ تو مجھ سے منہ نہ چھپائے گا، تو اس عہد و پیمان کا معنی یہ ہے کہ جب میں تجھے طلب کروں اور تو میری طلب پر مطلع ہو جائے تو فوراً سامنے آنا ہوگا، اس لئے اگر وہ اس کی طلب کے بغیر یا طلب پر اطلاع نہ پانے پر روپوشی کرے تو قسم کی خلاف ورزی نہ ہوگی اگرچہ یہ روپوشی اس قرض خواہ کے دُور سے ہی ہو مثلاً قرض خواہ کے سامنے آ جانے پر مقروض منہ پھیر کر رک جائے، کیونکہ یہ روپوشی دوسرے خیال

ولا کلام فیہ انما الکلام فی حصول التخصیص ہناتم کلام التبیین فی صفة ملفوظة کلایکم عبد فلان وتریدون لہنا اثبات غیر الملفوظ فلا یوضحہ ما فی التبیین وغایة ما یقال ان المعنی لیوفین یوم کذا ان لم یوف قبلہ فہذا التقیید بدلالة الحال و هو المقصود الغیر الملفوظ فیکون الاولى مبرورة ساقطة واللہ تعالیٰ اعلم۔ وچوں دریں مثال در دلالتِ حال مجال مقال و سبع آمد مثالی دگر جائش بنشانیم دائن حلف گرفت کہ روئے از من پوشی و معنی ایں پیمان آن ست کہ ہر گاہ ترا طلبم و تو بر طلب من مطلع شوی ظاہر گردی ورنہ فرد روپوشی مدیون در غیر آل طلب دائن بے اطلاع بر طلب دائن موجب حش نیست گواز ترس دائن باش چنانکہ بخوف اورخ پوشاں بازار رفتن زیر کہ ایں روئے پوشیدن بخیاں ست نہ ازو سوگند بریں بود نہ براں ایں یمین بدلالت حال مقید ست بزمان بقائے دین تا آنکہ اگر دودائن بودند

ودین یکے ادا شد بمین در حق او منتہی گشت، در وجہی کردری
فصل ۱۸ فی قضاء الدین فرمود حلف الدائن المدیون کہ از من
روپوشی ولم یوقت فکل وقت طلبہ وعلم بہ ولم
یظہر لہ حنث وان دخل السوق متواریا لایحنث وان
طلبہ ولم یعلم بہ ولم یظہر الوجه لایحنث ولو کان
حین حلف بهذا الوجه رب الدین اثین ففقی لاحد
ہما انتہی الیمین فی حقہ^۱، در مسئلہ دائرہ نیز حال دال
ست کہ غرض یمین ہجراں پسر و تباعد از ذریت و مساکنت او
وسزا داندش بدوری از خانہ و خوان خود ست پس منتقید باشد
بزمان بقائے ایں مقاصد چوں پدر خودش ترک مہاجر گفت
واو سرانجام در گزشت یمین منتہی گشت چنانکہ در فروع مذکورہ
چوں بجزل سلطان و اقرار مدیون و ظہور گواہان و ادائے دیون
آں اغراض نمائد سو گند نمائد۔

سے ہے نہ کہ اس کی طلب سے روپوشی ہے، لہذا کسی اور وجہ سے
روپوشی پر قسم نہ ٹوٹے گی، کیونکہ قسم کا تعلق کسی اور وجہ سے
نہیں ہے، تو یہ قسم دلالتِ حال کی وجہ سے قرض باقی رہنے کے
حال سے مقید ہوگی، حتیٰ کہ اگر قرض خواہ دو شخص ہوں دونوں نے
یہ قسم دی ہو تو دونوں میں سے جس کا قرض ادا کر دے گا اس کے
حق میں قسم ختم ہو جائے گی۔ وجہی کردری کی فصل ۱۸ قرض کی
ادائیگی میں فرماتے ہیں کہ قرض خواہ نے مقروض کو قسم دی کہ تو
مجھ سے روپوشی نہ کرے گا اور قسم میں کسی وقت کا ذکر نہ کیا تو اس
قسم کا معنی یہ ہوگا کہ جب بھی وہ اس مقروض کو طلب کرے اور
مقروض کو اس طلب کا علم ہو جائے تو اس وقت روپوشی نہ کرے،
لہذا اگر قرض خواہ کی طلب پر مقروض اطلاع پانے کے باوجود
حاضر نہ ہو سامنا نہ کرے تو قسم ٹوٹ جائے گی، اور اگر بغیر طلب یا
طلب پر اطلاع نہ پائی ہو اور بازار میں ویسے ہی قرض خواہ کے ڈر
سے روپوشی کر کے نکلے تو قسم نہ ٹوٹے گی، اگر اس صورت میں دو
قرض خواہ ہوں جنہوں نے اس کو یہ قسم دی ہو تو ایک کا قرض ادا
کر دیا تو اس کے حق میں قسم ختم ہو جائیگی۔ زیر بحث مسئلہ
میں بھی اس قسم کا مقصد بیٹے سے بایکٹ، اس کا گھر اور رہائش
سے دور رکھنا اور اپنے گھر اور دسترخوان سے باز رکھنے کی سزا ہے
لہذا یہ قسم بھی دلالتِ حال کی وجہ سے ان مقاصد سے مقید ہوگی
اور جب باپ نے خود یہ تمام باتیں کر دیں اور سزا ترک کر دی تو
قسم ختم ہو جائے گی جیسا کہ مذکورہ بالا مسائل میں، حاکم کی
معزولی، مقروض کے اقرار، گواہوں کی حاضری اور قرض کی ادائیگی
جیسے قسم کے اغراض ہو جانے سے قسم ختم ہو جاتی ہے۔ (ت)

^۱ فتاویٰ بزازیہ علیٰ ہامش فتاویٰ ہندیہ الثامن عشر فی قضاء الدین نورانی کتب خانہ پشاور ۱۳۳۰/۴

اقول: (میں کہتا ہوں) اولاً جواب یہ ہے کہ مقصود کا متنی ہونا، اور اس کا قصد نہ کرنا یہ دو مختلف چیزیں ہیں جبکہ شبہ میں مذکور مسائل بیان جن کاموں کے متعلق قسم ہے وہ کام اپنے مخصوص مقاصد سے خالی ہوتے ہیں کہ جب والی شہر معزول ہو جائے تو شہر میں مفسد شخص کے داخل ہونے کی اطلاع اس کو دینے میں کیا فائدہ ہوگا۔ اور منکر کو تو قاضی پر پیش کر کے اس سے قسم لی جاسکتی ہے تاکہ قاضی اس کو قسم پر مجبور کرے لیکن جب قرض کا اقرار کر لیا تو اب اس سے قسم نہیں لی جاسکتی اور اس سے قسم کا مطالبہ نہیں ہو سکتا۔ اور جب مدعی کے دعویٰ پر شرعی عادل گواہ موجود ہوں تو منکر سے قسم نہیں لی جاتی اور اسی طرح گواہوں کی موجودگی میں اپنے حق کو منکر کی زبانی حلف کے سپرد کرنا اپنے حق کو خطرہ میں ڈالنا بھی مقصود کے خلاف ہے تو یہ تمام صورتیں قسم کے مقصد کے خلاف ہیں، اور قرض ادا کر دینے کے بعد مقروض کے چہرہ کو دیکھنے سے کیا کام ہے اب روپوشی کرنا نہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے، اور بیوی نکاح کی موجودگی میں تو علیحدہ رہنے میں تنہائی کی وحشت کو ختم کرنے اور اپنے خاوند سے صلح کر کے مانوس ہونے کی کوشش کرے گی جبکہ نکاح ختم ہو جانے پر اس کا یہ مقصد بھی ختم ہو جاتا ہے کیونکہ اب اجنبی ہو جانے پر اس کو اپنے پاس رہنے کی بات نہ کرے گی اور نہ جدائی کو ختم کرنے کی کوشش کرے گی، جبکہ زیر بحث مسئلہ معاملہ میں گھر میں نہ چھوڑنے کی قسم کا مقصد بیٹے کی ناشکری اور کفرانِ نعمت پر اس کو بایکٹ اور

اقول اولاً فرق ست میان افتقائے مقصود و انعدام قصد در وقوع مستشدہ افعال مخلوف علیہا خود از ثمرات مخصوصہ تہی شدہ است چوں والی معزول شد اطلاع او بر آمدن مفسد در شہر چہ سود دہد و مقصود از بردن منکر پیش قاضی و حلف از خواستن آں بود کہ قاضی او را بر حلف مجبور کند و بر مقرر حلف نتواں نہاد پس تحلیف صورت نہ بند و طلب حلف مسموع نشود و چوں بر دعوی مدعی گواہان عادل شرعی باشند نیز از منکر حلف نگیرند و بھجو گواہان داشتن و باز کار بر زبان صاحب انکار گزارستن حق خود را در خطر افکند ست کہ خلاف مقصود ست پس بہر وجہ ثمرہ مطلوبہ مفقود ست و بعد ادائے دین باروئے مدیون چہ کار ماندہ است کہ پوشیدن و نمودن ثمرہ دہد و مقصود زن حصول انس بمصالحات شوہر و منع وحشت بوحدت ست و ایں بعد زوال زوجیت میسر نیست زن مرد اجنبی را گوید کہ با من باش و جدا مشو بخلاف صورت دائرہ کہ بخانہ نگزارستن ہچناناں مشروری و ہجران و سزائے ناشکری و کفران ست مگر حالف حالازیں قصد برگشتہ است پس ایں نیست کہ آنکار ثمرہ نیارد بلکہ خود او خواہش آں ثمرہ ندارد، بالجملہ از نماندن مقصود تا قصد نمادن مقصود فرق عظیم ست ایں دوم زہار مبطل ہمیں نتواں شد ورنہ

گھر سے دور رکھنے کی سزا دینا ہے لیکن قسم والے نے اب اپنے مقصد کو چھوڑ دیا تو اس سے قسم والا معاملہ بے سود اور بیکار نہ ہوگا کیونکہ یہاں مقصد فوت نہیں ہوا بلکہ خود اس مقصد کو ترک کر رہا ہے، الحاصل، مقصود کا باقی نہ رہنا اور اس کو مقصود نہ بنانا دو مختلف چیزیں ہیں اور دونوں میں بڑا فرق ہے جبکہ دوسرا یعنی مقصد کو مقصود نہ بنانا اور اس سے روگردانی کرنا قسم کو قطعاً باطل اور کالعدم نہیں کر سکتا، ورنہ اس سے وہ تمام مفاسد لازم آئیں گے جو شبہ چہارم کے جواب میں ہم نے ذکر کئے ہیں کہ غصہ اور ناراضگی پر مبنی تمام قسمیں، غصہ ختم ہو جانے پر خود بخود ختم ہو جائیں گی اور ان پر کوئی جزاء یا کفارہ لازم نہ آئے گا کیونکہ غصہ اور ناراضگی کے دوران قسم کے جو مقاصد تھے وہ غصہ ختم ہو جانے پر باقی نہ رہے بلکہ بسا اوقات غصہ کی حالت میں قسموں پر ندامت ہوتی ہے تو لازم آئے گا کہ غصہ ہونے پر کوئی کفارہ یا جزا مرتب نہ ہو حالانکہ اس کے بطلان پر کثیر تعداد میں صحیح احادیث وارد ہیں جو غصہ ختم ہونے کے بعد بھی ان قسموں پر حث لازم آنے میں درجہ شہرت تک پہنچتی ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب تو قسم کھائے تو دیکھ کہ اس قسم کا غیر یعنی خلاف بہتر ہو تو بہتر کو بجالا اور قسم کا کفارہ دے۔ اس کو بخاری و مسلم نے سمرہ بن جندب اور احمد اور مسلم ترمذی نے ابو ہریرہ اور انس بن مالک نے عوف بن مالک کے والد سے روایت کیا ہے اور عبدالرزاق نے ابن سیرین سے مرسلًا اور ابوبکر بن شیبہ اور بیہقی نے موقوفًا امیر المؤمنین

ہماں مفاسد لازم آید کہ در جواب شبہ چہارم یاد کردیم حلفائے مبتنی بر خشم و غضب بعد فروشدن خشم خود بخود بر باد رود و تیج جزایا کفارہ لازم نشود کہ بعد زوال غضب آن ثمرات را خواہش نمی ماند بلکہ بسا اوقات نادم می شود و دلیل قاطع بر بطلان آن احادیث کثیرہ عدیدہ صحیحہ سدیدہ بسر حد استفاضہ کشیدہ ست کہ فرمودہ اند صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا حلفت علی یمین فرأیت غیرہا خیرا منها فات الذی ہو خیر و کفر عن یمینک^۱ چوں سو گندے خوری باز بینی کہ غیر او از ان بہتر ست پس آن بہتر را بجا آو سو گندت را کفارہ گزار، رواہ البخاری و مسلم عن سمرۃ بن جندب و احمد و مسلم و الترمذی عن ابی ہریرۃ و النسائی و ابن ماجۃ عن عوف ابن مالک عن ایبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عبدالرزاق عن ابن سیرین مرسلًا و ابوبکر بن شیبہ و البیہقی عن امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ من قوله، و فرمودند

^۱ صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۸۰/۲

حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے روایت کیا ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: بخدا! اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو جو قسم بھی میں کھاؤں پھر اس کے بعد اس کے غیر کو بہتر پاؤں تو بہتر کو اختیار کروں گا اور قسم کا کفارہ دوں گا۔ اس کو احمد، عبدالرزاق، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ابو موسیٰ اشعری سے اور طبرانی نے کبیر میں، حاکم اور بیہقی نے ابودرداء سے، اور حاکم نے ام المومنین عائشہ صدیقہ سے، اور طبرانی نے عمران بن حصین سے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) روایت کیا ہے۔ اور عبدالرزاق نے حضرت ام المومنین سے انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول، اور عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن حمید، ابن جریر ابن منذر، ابوشیخ، اور بیہقی نے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بالمعنی روایت کیا ہے جبکہ اس باب میں دیگر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی روایات ہیں، اور خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص اپنے اہل کے متعلق اس کو اذیت اور ضرر پہنچانے کیلئے قسم کھائے پس بخدا اس کو ضرر دینا اور قسم کو پورا کرنا عند اللہ زیادہ گناہ ہے اس سے کہ وہ اس قسم کے بدلے کفارہ دے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر مقرر فرمایا ہے، اس کو بخاری اور مسلم (شیخین) نے حضرت ابومرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انی واللہ ان شاء اللہ لا احلف علی یمین فاری غیرھا خیر امنھا الا کفرت عن یمینی وأتیت الذی ہو خیر¹ بخدا! اگر خدا خواہد ہر سو گند کہ خورم باز غیر او بہتر از و یمیم ہماں بہتر را پیش نہم و سو گند را کفارہ دہم رواہ احمد و عبدالرزاق و البخاری و مسلم و ابوداؤد و النسائی و ابن ماجہ عن ابی موسیٰ الاشعری و الطبرانی فی الکبیر و الحاکم و البیہقی عن ابی الدرداء و الحاکم عن ام المومنین الصدیقہ و الطبرانی عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عبدالرزاق عن ام المومنین عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما من قوله و عبدالرزاق و ابن ابی شیبہ و ابناء حمید و جریر و المنذر و ابوالشیخ و البیہقی عن امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمعناہ و فی الباب غیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم، و فرمودند صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واللہ لان یلج احدکم ببینہ فی اہلہ اثم له عند اللہ من ان یعطی کفارتہ التی افترض اللہ علیہ² یعنی اگر کسے در بارہ اہل خود براہیذا ضرر ایشاں

¹ صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۸۰/۲

² صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۸۰/۲

سے روایت کیا ہے۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ قسم اختیاری فعل ہے اور کوئی اختیاری فعل ارادہ اور قصد کے بغیر ممکن نہیں تو اس کے باوجود جب اس کے خلاف کو بہتر جانے تو اس بہتر کو کرے اور اپنی رائے اور ارادہ کو تبدیل کر دے اور اس کا قصد نہ کرے، تو اگر قسم والے فعل کا قصد ختم ہو جانے سے قسم ختم ہو جاتی ہے تو پھر ان احادیث میں کفارہ کا ذکر کس چیز پر ہے۔

ہائیا جواب یہ ہے، مقصود کے انقضاء سے بھی علی الاطلاق اور علی العموم قسم کا باطل ہونا غلط ہے، مثلاً کوئی شخص غیر متعید طور پر قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں کو ماروں گا، یا فلاں کی کھینچا تانی کروں گا، یا حاکم کے سامنے کروں گا یا فلاں چیز کھلاؤنگا یا پہناؤں گا، یا جوڑا پہناؤں گا، یا فلاں کو خوشخبری دوں گا، وغیرہ ذالک، تو یہ قسمیں عرفاً پوری زندگی بھر کے لئے ہوں گی اگر یہ کام نہ کئے حتیٰ کہ وہ فلاں فوت ہو جائے تو یقیناً حاث ہوگا، اور کفارہ دینا ہوگا، اور یہ قسمیں طلاق یا عتاق سے متعلق تھیں۔ تو طلاق یا عتاق واقع ہو جائے گی کیونکہ فلاں کے فوت ہو جانے سے قسم کے تمام مقاصد ختم ہو جاتے ہیں یہ تمام امور واضح ہیں اور مذہب کی کتب میں ان پر کثیر مسائل متفرع کئے گئے ہیں۔ خانہ، کبریٰ، محیط، تجنیس، خلاصہ، بزازیہ اور ہندیہ وغیرہا میں ہے کہ ایک شخص نے اپنے بھائی اور بہن سے جھگڑے میں ان کو کہا اگر میں تم دونوں کو گدھے کی دیر میں داخل نہ کر دوں تو فلاں چیز لازم آئے، تو اس قسم کی صورت میں

سو گند خورد پس بخدا کہ باضرار او برابر ارادہ باضرار شاں گناہگار تر باشد نزد خدا زینکہ سو گند و کفارہ اش کہ خدائے مقرر فرمودہ ست ادا کند رواہ الشیخان عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا است کہ ہمیں فعل اختیاری ست و فعل اختیاری را از قصد غایت چارہ نے وچوں غیر اور اخیر یا بدرائے برگردد و اس قصد نہاند پس یمین بطلان قصد باطل شدے کفارہ چرا۔

ہائیا بانقضاء مقصود نیز مطلقاً بطلان ست اگر یمین مطلقہ آرد کہ فلاں رازند یا شد یا پیش حاکم برد یا چناں خوراند یا پوشاند یا خلعت پوشاند یا خبرے خوش یا بدر ساند الی غیر ذلک مما یختص بالحیاء عرفاً و نکرد تا آنکہ فلاں مرد یقیناً حاث شود و کفارہ دہد اگر یمین بطلان و عتاق بود فرود آید بآنکہ آں جملہ مقاصد بمر گش مرد و در ہم خورد و کل ذلک واضح جلی و علیہ فروع جمة فی کتب المذہب، و در خانہ و کبری و محیط و تجنیس و خلاصہ و بزازیہ و ہندیہ و غیر ہاست رجل شاہر مع اخیه و اختہ، فقال لہما بالفارسیہ اگر من شمارا بکون خراندر نکتم تکلموافی ذلک والصحیح انه یراد بهذا القہر والغلبۃ فلا یحنت حتی یموت او یموت

الحالف^۱ هذا لفظ الخائبة في الايمان، ولفظها في الطلاق قال بعضهم لا يحنث ماداموا في الاحياء وقال بعضهم يحنث للحال لانه عاجز عن ذلك ظاهر الا ان ينوي بذلك القهر والتضييق عليهما فلا يحنث ماداموا في الاحياء فان مات الحالف او احد الاخوين قبل ان يفعل ذلك حنث وعليه الاعتماد^۲ وقال في الكبرى وغيرها وعليه الفتوى وچوں دلالت حال را باایں شبہہ کارے نمائنداز تنقیح مسئلہ اش آئندہ سخن را نیم ان شاء اللہ تعالیٰ۔

شبہہ ساوسہ: بنائے یمن بر استحقاق پسر مرانقام راست پس بدالات حال متقید شود، زمان بقائے آں استحقاق چنانکہ از علمائے متاخرین علامہ سائحانی در یک مسئلہ استظهار کردہ ست در رد المحتارست (تنبیہ) رأیت بخط شیخ مشائخنا السائحانی عند قول الشارح لو حلف ان یجوز الخ

فقہائے کرام نے بحث کی ہے اور صحیح یہ قرار دیا کہ یہ غصہ اور ناراضگی کی قسم ہے اور عمر بھر کے لئے قسم ہوگی اور اگر عمر بھر ان دونوں سے یہ کارروائی نہ کرے تو ان دونوں یا قسم کھانے والے کے فوت ہو جانے پر قسم ٹوٹ جائے گی اور کفارہ لازم آئے گا کہ یہ مذکور الفاظ خانیہ کی قسموں میں مذکور ہیں، اور خانیہ نے طلاق کی بحث میں یوں فرمایا کہ بعض نے کہا ہے کہ جب تک اس قسم سے متعلق حضرات زندہ ہیں قسم نہ ٹوٹے گی، اور بعض نے کہا ہے کہ یہ ایسا کرنے سے عاجز ہے، ہاں اگر ان الفاظ سے اس نے غلبہ اور تنگی پیدا کرنے کی نیت کی ہو تو ان کی زندگی میں نہ ٹوٹے گی بلکہ مقصد کو پورا کرنے سے پہلے تینوں میں سے کسی کے فوت ہونے پر ٹوٹے گی، اور اسی پر اعتماد ہے اھ اور کبریٰ وغیرہ میں فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہے۔ اور جب دلالت حال کا اس شبہہ میں دخل نہیں تو اس مسئلہ کی تنقیح کو ہم آئندہ پر چھوڑتے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(ت)

چٹا شبہہ: اس قسم کی بنیاد بیٹے کا باپ کی ناراضگی کی وجہ سے قابل سزا ہونا ہے تو حال کی دلالت کا تقاضا ہے کہ یہ قسم بیٹے کے قابل سزا ہونے تک کے زمانہ سے مقید ہوگی جیسا کہ متاخرین علماء میں سے علامہ سائحانی نے ایک مسئلہ میں اس کا اظہار کیا ہے، اور رد المحتار میں ہے تنبیہ میں نے اپنے شیخ سائحانی کا قول دیکھا کہ انہوں نے شارح کے اس قول پر کہ "کوئی قسم کھائے کہ میں فلاں کو

^۱ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الايمان فصل في البيمين على الشتم والقذف نوکسور لکھنؤ ۲/۳۲۵

^۲ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الطلاق باب التعليق نوکسور لکھنؤ ۲/۳۲۱

قاضی کی عدالت میں پیش کروں گا الخ" تو انہوں نے اس پر فرمایا کہ شارح کے اس قول سے یہ فائدہ ہو رہا ہے کہ جو شخص قسم کھائے کہ میں فلاں کی شکایت کروں گا، پھر قسم کے بعد صلح ہو جائے اور فلاں کو ضرر دینے کا ارادہ ختم ہو جائے اور شکایت کرنے سے گھبرائے تو قسم ساقط ہو جائیگی کیونکہ یہ قسم معنوی طور پر انتقام کے ارادہ کی بقاء سے مقید ہے، یہ وہ ہے جو مجھے معلوم ہو سکا ہے، اھ، تو غور کرو۔

اقول: (اس کے جواب میں میں کہتا ہوں) کہ متاخرین میں سے اس علامہ مذکور نے یہ مسئلہ کسی کتاب سلف یا خلف میں نہ پایا بلکہ انہوں نے یہ بات اپنی رائے سے کہی ہے اسی لئے انہوں نے فرمایا: "جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے" اور پھر علامہ شامی نے بھی اس پر اعتماد نہیں کیا اسی لئے انہوں نے اس قول کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ غور کرو، نیز انہوں نے اس کلام سے ابتداء نہیں کی بلکہ اس سے قبل انہوں نے قسم کی وجہ کو ترک کرنے کے قصد کو دلیل بنایا ہے جبکہ اس کا حال پانچویں اور چوتھے شبہ کے جواب میں آپ نے سن لیا ہے۔ اور دلالتِ حال والے مسائل کی تفریعات سے استنباط کرنا چاہا، حالانکہ آپ نے قصد نہ کرنے او مقصد کے خود فوت ہو جانے کا فرق خوب سمجھ لیا ہے، آخر میں وہ انتقام کے استحقاق کے حوالہ سے بات کر رہے ہیں اور یہ تمام امور قسم کے لئے داعی و اسباب بن رہے ہیں، جبکہ ان کا حال تیسرے

هذا يفيد ان من حلف ان يثبتكي فلاناً ثم تصالحاً و زال قصد الاضرار و اختشى عليه من الشكاية يسقط اليمين لانه مقيد في المعنى بدوام حالة استحقاق الانتقام كما ظهر لي اه فتأمل¹۔

اقول اس علامہ متاخر نیز اس حکم در ہیج کتاب سلف تا خلف اصلاً نیافت محض رائے اوست کہ فرمود کما ظہری چنانکہ مر اظاہر شدہ ست و علامہ شامی نیز برو اعتماد نکرد کہ مے فرماید فتاۃ ایں را تا سئل کن و ایں خود سخن تازہ نیست صدر کلامش بزوال قصد تمسک کرد و حالش در جواب شبہ پنجم و چہارم شنیدی و استنباط از فروع در مسائل دلالت حال خواست و فرق العدم قصد و انتقائے مقصود بما لازمید علیہ دیدی و آخر سختش بہ حالت استحقاق انتقام حوالہ نمود و ایں ہماں صفت داعیہ است کہ حالش بجواب شبہ سوم شنیدی باز قصہ سیدنا ایوب علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام زوال قصد و استحقاق انتقام ہر دو را جواب شانی و وافی ست چنانکہ در رد شبہ چہارم دیدی بالجملہ از جواب شبہ ثالثہ تا ایں جاہر چہ گفتہ ایم

¹ رد المحتار باب اليمين في الاكل والشرب الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۰۶/۳

ہمیں برسِ سخن متوجہ است، اگر نبودے کہ اس سخن بجزطع
عالیٰ برہامش کتابے نوشتہ یا قنند حاجت بہ افزا او نبود و بقطع
نظر از جملہ کلام سابق جوابے تازہ گویم کہ تقیید باستحقاق انتقام
را مبالغہ نگزارد۔

شبہ کے جواب میں آپ معلوم کر چکے ہیں، اور پھر یہ کہ حضرت
سیدنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ میں وجہ قسم کو
ترک کرنے کا قصد اور انتقام کے استحقاق کے خاتمہ، دونوں چیزوں
کا کافی اور ثانی جواب موجود ہے جیسا کہ آپ نے چوتھے شبہ کے
رد میں دیکھ لیا ہے، غرضیکہ تیسرے شبہ کے جواب سے لے کر
یہاں تک جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے وہ تمام اس بات سے ہی متعلق
ہے، اگر کسی کتاب کے حاشیہ پر کسی عالم کی یہ بات لکھی ہوئی نہ
ہوئی تو اس کو واضح کرنے کی ضرورت نہ تھی، تاہم سابقہ تمام گفتگو
سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم اس بات کا کہ اس قسم کا استحقاق
انتقام سے تعلق نہیں ہے اور یہ اس سے مقید نہیں ہے، نئے انداز
سے اثبات کرتے ہیں۔ (ت)

فاقول: (پس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں) ادنا یہ کہ زید
نے جو قسم کھائی کہ میں عمرو کو حاکم کے ہاں پیش کروں گا، اور پھر
قسم کے بعد عمرو سے صلح کر لیتا ہے تو اب دیکھنا ہے کہ عمرو واقعی
مجرم تھا اور اس نے زید کے حق میں ظلم کیا تھا یا زید بلا وجہ اپنی
مردم آزاری کی عادت پوری کرنا چاہتا تھا تو دوسری صورت میں
قسم کی وجہ استحقاق انتقام ہر گز نہ ہوئی کیونکہ عمرو کا کوئی جرم ہی
نہیں ہے تو اس صورت میں قسم کو استحقاق انتقام سے مقید کرنے کا
کوئی مطلب نہیں، اور پہلی تقدیر پر کہ عمرو نے واقعی زید کے حق
میں ظلم کیا تھا، تو پھر صلح کر لینے پر عمرو سے انتقام لینے کا قصد ختم
ہو نہ کہ اس سے انتقام کا استحقاق ختم ہوا کیونکہ زید کی صلح سے عمرو
کا جرم تو ختم نہ ہوا اور کردہ گناہ ناکردہ نہ بن سکا، تو جب جرم باقی ہے
تو استحقاق انتقام ابھی باقی ہے

فاقول: وبالله التوفیق اؤلا زید کہ سوگند مے خورد کہ
شکایت عمرو پیش حاکم برو باز مصالحت میکنند آیا عمرو بواقع
جرم و ستمتہ بحق زید کردہ بود یا زید حسب عادت بسیارے از
مردماں مردم آزار خودش ظالم بود و خود شکایتش می خواست بر
تقدیر دوم استحقاق انتقام از سر نبود و تقیید بمین بزمان انتقامش
چہ معنی، بر تقدیر اول انچہ بمصالحت زائل میشود قصد انتقام نہ
استحقاق او کہ بصلح جرم و ستم کردہ ناکردہ نشود پس بمین چرا منتہی
گردد اگر بر جوع مجرم استحقاق انتقام بر طرف شدے بایستے کہ
عفو و تجاوز از تائب نہ عفو بودے نہ تجاوز بلکہ از ظلم اور باز
داشتن و هو باطل قطعاً و لہذا نزد اہلسنت قبول توبہ واجب اصلی
نیست تا آنکہ نزدائمہ ماترید یہ بآنکہ تعذیب مطیع را محال
عقلی دانند در شرح مقاصد فرماید اما قبول التوبۃ فلا یجب
عندنا اذلا وجوب علی اللہ تعالیٰ^۱ باز دلیل معتزلہ

^۱ شرح المقاصد المبحث الرابع عشر فی التوبۃ دارالمعارف النعمانیۃ، پاکستان ۲۴۲/۲

آوردہ فرمود اکثر المقدمات مزخرف بل رہا مدعی القطع بان من اساء الی غیرہ وانتھک حرمانہ ثم جاء معتذر الا یجب فی حکم العقل قبول اعتذارہ بل الخیرۃ الی ذلک الغیران شاء صفح وان شاء جازاہ¹۔ علی قاری در شرح فقہ اکبر گوید قبول التوبۃ وهو اسقاط عقوبۃ الذنب عن التائب غیر واجب علی اللہ تعالیٰ بل کان ذلک منه فضلا خلافا للمعتزلۃ²۔ پس بمصالحہ سقوط یمین را وجہ نیست۔

تو قسم ختم نہ ہوگی، اگر مجرم کے رجوع کر لینے سے استحقاق انتقام ختم ہو جاتا ہو تو پھر مجرم کی توبہ اور رجوع پر معافی دینا اور درگزر کرنا کیا معنی رکھتا ہے بلکہ اس کی ضرورت ہی نہ رہے، بلکہ اب مجرم کو باز رکھنا بھی بے معنی ہو جائے کیونکہ جرم تو خود بخود ختم ہو گیا حالانکہ یہ بات قطعاً باطل ہے، اسی بنا پر اہلسنت مابینہ کے ہاں بھی یہی بات ہے حالانکہ وہ مطیع شخص کو سزا دینا محال عقلی جانتے ہیں۔ شرح مقاصد میں فرماتے ہیں کہ توبہ کو قبول کرنا ہمارے نزدیک واجب نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کوئی وجوب عائد نہیں ہو سکتا، اس کے بعد معتزلہ حضرات جو کہ اللہ تعالیٰ پر توبہ کو قبول کرنا واجب جانتے ہیں کی دلیل ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کی دلیل کے مقدمات سب شعبہ ہیں بلکہ ان کا دعویٰ بھی ایسا ہی ہے، کیونکہ یہ قطعی بات ہے کہ جو شخص کسی غیر سے برائی کرے اور اس کے جرمات میں دخل اندازی کرے پھر وہ برائی کرنے والا معذرت خواہی کرے تو اس حق والے غیر پر یکم عقل واجب نہیں کہ وہ اس مجرم کی معذرت کو قبول کرے بلکہ اس غیر کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ معاف و درگزر کر دے یا اس کو سزا دے، ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں فرمایا کہ توبہ کو قبول کرنا بایں معنی کہ توبہ کرنے والے سے اس کے گناہ کی سزا کو ساقط کر دینا، یہ اللہ تعالیٰ پر عقلاً واجب نہیں ہے بلکہ توبہ کو قبول کرنا محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، اس میں معتزلہ مخالف ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ صلح سے قسم کے ساتھ ساقط ہونے کی کوئی وجہ نہیں بنتی۔ (ت)

ہاجیاً کہتا ہوں کہ علماء کرام نے شکایت کے متعلق ایک مسئلہ ذکر فرمایا کہ، ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا "اگر دنیا کی ہر ہدی کو تیری طرف منسوب کر کے تیرے بھائی سے شکایت نہ کروں تو تجھ پر طلاق ہے"

ہاجیاً علماء مسئلہ شکایت را یک جزئیہ نوشتہ اندزن را گفت اگر ہر ہدی و شناعت کہ در دنیا است از تو پیش برادرت نگویم، بر توطاق اینجا تصریح فرمودہ اند کہ تا انواع ہدی ہائے کہ

¹ شرح المقاصد المبحث الرابع عشر فی التوبۃ دار المعارف النعمانیہ پاکستان ۲۴۲/۲

² منہج الروض الاذہر شرح الفقہ اکبر التوبۃ بشرائطها مصطفیٰ البابی مصر ص ۱۵۵

در کمینگاں و دزداں و مکاراں و خونریزاں می باشد از زن
برادرش گوید از سوگند بر نیاید ادا قل انہا سہ نوع بدی ست
و ہر گز نگفتند کہ چون قصد انتقام یا استحقاق آورده و با ہم آشتی
کنند یمین منہی شود بآنکہ تصریح نموده اند کہ با برادر این سوگند
بزہ کار شود و ازین گناہ توبہ را فرمودہ اند کہ بعد شکایت بہ برادر
گوید ایں ہمہ از جہت سوگند پیش میگفتم ورنہ زن ازیننا
مبرا ست اگر پیش از شکایت اورا خبر دہد کہ حفظ سوگند را چیز
ہائے بے اصل بتو خواہم گفت سودند ہد کہ بعد ازین سخن
بر بدی کہ گوید بہ بدی نسبت کردہ زن نبود،

در خانہ و خلاصہ و بزازیہ و غیر ہاست رجل قال لامرأته ان
لم اقل عنك مع اخيك بكل قبیح فی الدنیا فانت
طالق قالوا ان قال مع اخيها عنها بما هو من اخلاق
اللائم واللصوص والخادعين والقائلين يصير باراف
یمینہ و یاثم بذلك و یمینہ ہذہ تقع علی الکثیر من
ذلك و اقلہ ثلثۃ انواع من القبح و قال الفقہ ابو
اللیث رحمہ اللہ تعالیٰ ینبغی للحالف ان یقول عند
الایخ بعد ما قال من القبائح انما قلت ذلك

یہاں علماء نے یہ تصریح کی ہے کہ اس قسم کے بعد خاوند کمینے
لوگوں، چوروں، مکاروں اور خونریزی کرنے والوں میں پائی
جانے والی بدیوں کو بیوی سے منسوب کر کے اس کے بھائی
سے جب تک شکایت نہ کرے وہ قسم سے بری نہ ہوگا اور کم از
کم ان بدیوں میں سے تین ضروری ہوں گی، یہاں علماء کرام
نے یہ ہر گز نہیں فرمایا کہ خاوند اپنی بیوی سے انتقام کا قصد کئے
ہوئے تھا یا وہ بیوی کو انتقام کا مستحق قرار دئے ہوئے تھا تو اب
اگر آپس میں صلح کر لیں تو قسم ختم ہو جائے گی کیونکہ قصد
انتقام یا استحقاق انتقام ختم ہو گیا ہے، بلکہ انہوں نے اس
شکایت کو گناہ قرار دینے کے باوجود فرمایا کہ وہ اپنی قسم کو پورا
کرنے کیلئے یہ گناہ کرے اور پھر شکایت کے بعد اس گناہ سے
توبہ کر لے، اور بھائی سے شکایت کرنے کے بعد اس کو کہہ
دے کہ میں نے یہ باتیں قسم کو پورا کرنے کے لئے کی ہیں
ورنہ بیوی ان بدیوں سے بری ہے، اور شکایت کرنے سے قبل
بھائی کو یہ عذر نہ بتائے، اگر اس نے شکایت سے قبل بھائی کو
اطلاع دے دی کہ میں قسم کو پورا کرنے کے لئے تجھ سے
بیوی کے متعلق بے اصل باتیں کروں گا، تو قسم سے بری نہ
ہوگا، کیونکہ شکایت سے قبل یہ بات بتادینے میں بیوی سے
متعلق بدی کی شکایت نہ رہے گی، خانہ، خلاصہ، بزازیہ وغیرہا
میں ہے کہ ایک شخص نے بیوی کو کہا کہ "اگر میں تیرے
بھائی کو یہ شکایت نہ کروں کہ تیری بہن میں دنیا کی تمام قبیح
باتیں ہیں تو تجھے طلاق ہے" تو فقہاء کرام نے اس پر فرمایا
کہ "اگر اس شخص نے بیوی کے متعلق اس کے

بھائی کو کہنے، چوروں، مکاروں اور قاتلوں میں پائی جانے والی بدیاں بتائیں تو وہ قسم سے بری ہو جائیگا اور ایسا کرنے پر وہ گنہگار ہوگا، اس کی قسم کثیر بدیوں کے متعلق ہے جن میں سے کم از کم تین بدیاں بھائی کو بتانا ضروری ہوگا، اور فقیہ ابوليث رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا کہ قسم کھانے والے شخص کو چاہئے کہ وہ بھائی کو بدیوں کی شکایت کرنے کے بعد کہے کہ میں نے آپ سے باتیں قسم کو پورا کرنے کے لئے کی ہیں ورنہ تمہاری بہن (بیوی) ان بدیوں سے بری ہے، تو شکایت کے بعد یہ حقیقت بیان کرنا اس کی طرف سے توبہ قرار پائیگی، اور قسم اور گناہ سے بری ہو جائے گا، نوازل، تاتارخانیہ اور ہندیہ میں مذکور ہے کہ اگر شکایت سے قبل بھائی کو حقیقت سے آگاہ کر دیا تو قسم سے بری نہ ہوگا کیونکہ حقیقت سے آگاہ کرنے کے بعد بیوی سے منسوب بدیوں کی شکایت نہ بنے گی، آپ غور کریں کہ یہاں ایک پہلو گناہ کا ہے اور دوسری تکلیف دہ چیز طلاق ہے، طلاق مبغوض چیز ہے اور گناہ مبغوض چیز ہے جبکہ صلح و آشتی محبوب اور شرعاً مطلوب چیز ہے، اگر معاملہ وہی ہوتا جو آپ سمجھ رہے ہیں تو یہاں پر خاوند اور بیوی کی آپس میں صلح کرنا اور لڑائی اور ناراضگی کو ختم کرنا واجب ہوتا جس کی بناء پر مبغوض اور مبغوض دونوں سے پرہیز ہو سکتا تھا، لیکن فقہاء نے ان سے بچنے کے لئے یہ آسان راستہ نہ بتایا، تو واضح طور پر

لاجل الیہین وہی برئیۃ عن ذلک فیكون هذا الكلام توبة منه عما قال فیہا ویكون باراً¹، در نوازل و تاتارخانیہ و ہندیہ ست ولو قال له قبل ذلک لا يجوز لانه لا یكون بعد ذلک قول قبیح² نظر کنید اس جاک پہلو گناہ بود و در سوطلاق و اس مبغوض ست و اس مبغوض و آشتی محبوب و شرعاً مطلوب اگر کار ہا و کثودے ہمارا بہتو بہوں بودے واجب بودے کہ زن و شوئے بہم آمیزند و از سر جنگ و پر خاش بر خیزند تا از مبغوض و مبغوض ہر دو پر ہیز نہ داما گفتند و اس راہ آسان نہ گفتند پس روشن و عیاں شد کہ آشتی رافع یمین نتواں شد و خود علامہ را اس جا طمینان نفس نبود کہ می گوید و اختش علیہ من الشکایۃ اگر یمین بدالالت حال منتقید بقائے سزاواری سزا شدے بعد صلح آں سزاواری نماندے زوال یمین واجب بودے گواز شکایت ترس آزارے مباح مگر علامہ خواست کہ سقوط یمین را عذرے پدید آرد و پیدا است کہ سوگند پر وائے سود و زیاں کسے ندارد اگر زید سوگند خورد کہ زدا عمر و را خواہد گشت بے گناہے عمر و شفیق سقوط حلف نکرد بلکہ بر زید فرض بود کہ سوگند شکند و کفارہ ادا کند و باللہ التوفیق۔

¹ فتاویٰ قاضی خاں باب التعلیق نوکسور لکھنؤ ۲۲۶/۳

² فتاویٰ ہندیہ الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۴۴۵/۱

معلوم ہوا کہ صلح قسم کو ختم نہیں کر سکتی اور خود علامہ سائحانی رحمہ اللہ اس بات میں مطمئن نظر نہیں آتے اسی لئے انہوں نے صلح اور زوال قصد ضرر کے ساتھ، شکایت کرنے سے خطرہ کی بات کی ہے، کیونکہ اگر قسم دلالتِ حال کی وجہ سے استحقاق سزا کی بقاء کے ساتھ مقید ہوتی اور صلح کے بعد وہ استحقاق انتقام ختم ہو جاتا ہو تو پھر قسم کا ساقط ہو جانا لازم ہوتا اگرچہ شکایت کرنے سے خطرہ نہ بھی ہوتا مگر علامہ مذکور نے شکایت سے خطرہ کو قسم کے سقوط کے لئے بنانا چاہا، حالانکہ ظاہر ہے کہ قسم میں کسی کے نفع و نقصان کی پروا نہیں ہوتی، مثلاً زید نے قسم کھائی کہ وہ عمرو کو مارے گا، تو عمرو بے گناہ ثابت ہو جائے تو اس کی قسم ساقط نہ ہوگی بلکہ زید کو اپنی قسم کی وجہ سے لازم ہوگا کہ وہ قسم کو توڑ دے اور کفارہ دے، واللہ التوفیق۔ (ت)

ساقطوں شبہ: کہ بیٹے کو گھر میں چھوڑنا دو طرح ہو سکتا ہے، ایک موافقت کے طور پر کہ باپ کی مرضی سے ہو، اور دوسرا مخالفت کے طور پر کہ والد کی مرضی کے بغیر، جبکہ قسم کے ارادے کا موجب دوسرا احتمال ہے یعنی والد کی قسم کا مطلب یہ ہے کہ اس کو میری مرضی کے بغیر گھر میں نہ چھوڑنا، اور یہاں واقعہ کا تعلق پہلی صورت سے ہے کہ باپ کی رضامندی سے بیوی نے بیٹے کو گھر میں چھوڑا ہے لہذا قسم کے ٹوٹنے کی شرط نہ پائی گئی۔ (ت)

اقول اولاً: زید بر فتن بخانہ عمر و راضی نباشد زن را بازدارد او سر نہند گوید ان دخلت الدار فانت طالق ثلاثاً آیا بیچ شنیدہ کہ حنث دریں بیمین موقوف بر عدم رضائے زید ماند تا آنکہ اگر زید گاہے خودش راضی شدہ زن را دستوری دہد باز بدخول طلاق نیفتند حاشا بلکہ تاحیات زن و شوایں تعلیق بیچ گاہ زوال پذیر نیست تا بحصول شرط نزول جزاء نشود تا آنکہ اگر زید زن را یک طلاق دہد و بگزارد

ساقطوں شبہ: کہ بیٹے کو گھر میں چھوڑنا دو طرح ہو سکتا ہے، ایک موافقت کے طور پر کہ باپ کی مرضی سے ہو، اور دوسرا مخالفت کے طور پر کہ والد کی مرضی کے بغیر، جبکہ قسم کے ارادے کا موجب دوسرا احتمال ہے یعنی والد کی قسم کا مطلب یہ ہے کہ اس کو میری مرضی کے بغیر گھر میں نہ چھوڑنا، اور یہاں واقعہ کا تعلق پہلی صورت سے ہے کہ باپ کی رضامندی سے بیوی نے بیٹے کو گھر میں چھوڑا ہے لہذا قسم کے ٹوٹنے کی شرط نہ پائی گئی۔ (ت)

اقول اولاً: زید بر فتن بخانہ عمر و راضی نباشد زن را بازدارد او سر نہند گوید ان دخلت الدار فانت طالق ثلاثاً آیا بیچ شنیدہ کہ حنث دریں بیمین موقوف بر عدم رضائے زید ماند تا آنکہ اگر زید گاہے خودش راضی شدہ زن را دستوری دہد باز بدخول طلاق نیفتند حاشا بلکہ تاحیات زن و شوایں تعلیق بیچ گاہ زوال پذیر نیست تا بحصول شرط نزول جزاء نشود تا آنکہ اگر زید زن را یک طلاق دہد و بگزارد

کہ عدت بگزارد، باز زن در اں خانہ پائے نہد جزاء فرود آید و محل ندیدہ را نگاہ رود کہ زید بلا تحلیل اور ابنے تو اں گرفت پس ازاں زن بر قدر خواهد برضائے زید یا بے رضائے او باں خانہ رود طلاق نشود کہ بمین بیکار منحل شد کما تقدم عن السراجیۃ والہندیۃ۔

شرط ختم نہ ہوگی جب تک شرط پائے جانے پر جزا لازم نہ ہو جائے جس کا حیلہ یہ ہے کہ خاوند بیوی کو ایک طلاق دے کر چھوڑ دے اور عدت پوری ہو جائے تو اس کے بعد بیوی عمر کے گھر داخل ہو تو اس وقت جزاء یعنی طلاق پڑے گی لیکن اس وقت بیوی طلاق کا محل نہ ہونے کی وجہ سے وہ طلاق لغو ہو جائے گی، اور اب زید یعنی خاوند کو اختیار ہوگا کہ وہ بغیر حلالہ بیوی سے دوبارہ نکاح کر لے تو اس دوبارہ نکاح کے بعد بیوی چاہے تو عمر کے گھر داخل ہو سکے گی زید کی رضا سے یا بغیر رضا کے داخل ہو اب طلاق نہ ہوگی کیونکہ ایک دفعہ شرط پائے جانے پر قسم ختم ہو چکی ہے جیسا کہ سراجیہ اور ہندیہ کے حوالہ سے گزر چکا ہے۔ (ت)

فایضا اگر سوگند ہاکہ بر امور نامرضیہ حالف باشد متقید بعدم رضا شود ان خرجت فانت طالق یعنی نہد ان خرجت الا باذن او بر رضائی فانت طالق بود این خلاف اجماع و تصریحات جملہ کتب است۔

حاجی یہ کہ لازم آئے گا کہ ناپسندیدہ امور پر قسم کھائی جائے تو وہ قسمیں ناپسندیدگی سے مقید ہو جائیں کہ رضامندی پائی جائے تو قسم ختم ہو جائے مثلاً خاوند ناراضگی میں بیوی کو کہے کہ اگر تو باہر جائے تو تجھے طلاق ہے، یا اسی طرح یوں کہے اگر تو میری اجازت یا میری رضا کے بغیر باہر جائے تو تجھے طلاق ہے، تو لازم آئے گا کہ ان دونوں میں فرق نہ ہو حالانکہ یہ اجماع اور تمام کتب کی تصریحات کے خلاف ہے (ت)

تاکید حل آں ست کہ دلالت حال بر آں ست کہ ایں کار خلاف مرضی حالف ست نہ بر آں کہ منع تاخلاف مرضی ماندن ست در پہچو مقام خشم تا بعد توسط باشد انسان را تصور عواقب باز ندارد خودش داند کہ گنجائش رضا و زوال غضب باقی ست آنگاه امثال تعلیق شدید را مقید باذن میکند کہ بے دستوری من چنانا مکنی و چون خشم بمنستی رسید رضا در وقتے آئنده را خیال ہم پیرامون خاطرش نمی گردد و حکم

خاتون! اس صورت میں دلالتِ حال یہ ہے کہ یہ کام مثلاً گھر میں چھوڑنا، قسم کھانے والے کی مرضی کے خلاف ہے اور یہ دلالتِ اس پر نہیں کہ اس کام سے منع یعنی گھر میں نہ چھوڑنا، اس کا عدم رضاتک ہے۔ جہاں پر غصہ اور ناراضگی حدِ اعتدال میں ہو وہاں یہ غصہ انسان کو انجام سے بے خبر نہیں کرتا اور وہ جانتا ہے کہ غصہ اور ناراضگی ختم ہونے کی اور راضی ہو جانے کی گنجائش باقی ہے تو ایسے موقع پر شدید امور سے مشروط قسم کو اجازت سے مقید کیا جاتا ہے کہ میری

موبد می کند پس تخصیص و تقیید مرابودن در کنار غالباً جز تعیم و تابید تصورے ہم بذہن نمی باشد ولہذا متقید باذن وغیرہ نمیکند پس معنی سخن آن نباشد کہ بخانہ گزاشتن تا خلاف مرضی من ست کنفی بلکہ مفہوم آن ست کہ بخانہ گزاشتن خلاف مرضی من ست زہار کنفی و بریں تقدیر گوا آیندہ مطابق مرضیش شود حکم مرتفع نشود کہ خلاف مرضی آن وقت بود نہ مرضی موہوم آیندہ و ہر گاہ کند قطعاً خلاف مرضی وقت دیگر را خلاف مفہوم مباحش پس شرط حث متحقق ست۔

رباعاً اگر ایزن تدقیق گزیریم غایت آنکہ ہر دو معنی متحمل باشد و در تقیید بدالات حال شک نیست اما آنجا کہ در تقیید بدالات حال شک نیست امر محتمل صالح تقیید نتواں شد کہ اطلاق لفظ یقینی ست والیقین للیزول بالشک ولہذا اگر زن شوئے را گفت تو بر من زنے گرفتہ شوئے گفت ہر زن کہ مراہست مطلقہ است ایزن نیز طلاق شود اگرچہ بظاہر مقصود مرد ارضائے ایزن مے نماید کہ اگر زنے جز تو گرفتہ ام او را طلاق ست فاما متحمل کہ مقصود سزائے زن بود کہ چرا در حلال بر من خوردہ گرفتی و دلالت محتملہ بسندہ نیست آرے اگر نیت غیرش کردہ ست دیانۃً صحیح باشد در ہدایہ ارشادی رود و اذا قالت المرأۃ لزوجہا تزوجت علیّ

مرضی کے خلاف یہ کام نہ ہو اور جب غصہ انتہائی ہو جائے تو رضا کے حال کو دل میں نہیں لاتا اور قسم میں حکم کو ابدی کر دیتا ہے، پس اس موقع پر تخصیص و تقیید کو مراد بنانا تو در کنار وہ غالب طور پر تعیم اور ابدی حکم کے سوا کسی چیز کا تصور تک نہیں کرتا اس لئے وہ یہاں اجازت وغیرہ سے قسم کو مقید نہیں کرتا۔ پس یہاں قسم کا یہ مطلب نہیں ہوگا کہ میری مرضی کے خلاف تک اس کو گھر میں چھوڑنے کا عمل نہ کرنا بلکہ اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ اس کو گھر میں چھوڑنا میری مرضی کے خلاف ہے لہذا یہ عمل نہ کرنا، تو اس تقدیر پر بعد میں رضامندی سے بھی چھوڑے گی تو قسم کا حکم ختم نہ ہوگا کیونکہ قسم کے وقت مرضی نہ ہونے کا اعتبار ہے نہ کہ آئندہ موہوم مرضی کا اعتبار ہے بلکہ جب بھی یہ عمل ہوگا تو وہ اس قسم کی خلاف مرضی ہی میں ہوگا دوسرے وقت کی مرضی جو قسم کے مفہوم کے خلاف ہے میں نہ ہوگا، تو اس صورت میں قسم کا ٹوٹنا متحقق ہو جائے گا۔ (ت)

رباعاً اگر تدقیق مذکورہ سے قطع نظر بھی کر لیں تو زیادہ سے زیادہ یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہاں اطلاق اور تقیید دونوں کے احتمال ہیں اور دلالت حال سے مقید ہونے کے احتمال کی بنا پر قسم دلالت حال سے مقید نہ ہوگی کیونکہ قسم کے الفاظ میں اطلاق اور عموم ہے جو کہ یقینی ہے تو یہ یقین محض احتمال اور شک سے ختم نہیں ہو سکتا کیونکہ شک یقین کو زائل نہیں کر سکتا، اسی لئے مثلاً اگر بیوی خاوند کو کہے کہ تو نے مجھ پر کوئی عورت دوسری بیوی بنا رکھی ہے تو خاوند جواب میں یوں کہے کہ جو بھی عورت میری بیوی ہو اس کو طلاق ہے تو اس بیوی کو بھی طلاق ہو جائے گی۔ تو یہاں بظاہر خاوند کی قسم کا مقصد

فقال كل امرأة لي طالق ثلاثا طلقت هذه التي حلفت في القضاء ووجه الظاهر عموم الكلام وقد يكون غرضه ايحاشها حين اعترضت عليه فيها احله الشرع ومع التردد لا يصلح مقيدا وان نوى غيرها يصدق ديانة لا قضاء لانه تخصيص العام¹ باختصار. ایں قدر بسندہ بود فاما توضیح مرام و زیارت وافادت رامثالے چند ازین پہلو نیز بر خوانیم کہ دلالت حال بحال احتمال معتبر نہ داشتہ اند (۱) ہمیں مثال ہدایہ (۲) آنگہ گزشت کہ اگر بر خروج زن یا بندہ مطلقاً شو گند خرد بے تقید باذن مقتید بزمان بقائے ملک نباشد، **اقول:** زیرا کہ ممکن کہ نزد بندہ یا زن اورا رازے بود کہ بہ بروں شدن بروں افتد و حفاظی و کوچہ گردی زن اہل غیرت را بعد بینونت نیز موجب عار شود مرد ماں گویند ایں زن فلان ست اگرچہ اطلاق بلحاظ ماکان ست بلکہ نخواہد کہ ہنجوابہ خود بعد فراق نیز بکنار دیگرے رود پس از جدائی ہم اورا نگاہ دارند و تکفل نفقہ اش کنند باز تصدیق ایں معنی در حدیث یافتہ عبد الرزاق در مصنفہ گوید انبأنا معمر عن الزہری قال سأل رجل صلی اللہ

اپنی اس بیوی کو راضی کرنا ہے کہ تیرے علاوہ کوئی اور بیوی ہو تو اس کو طلاق ہے، لیکن الفاظ کے پیش نظر یہ بھی احتمال ہے کہ وہ اس بیوی کو اعتراض کرنے پر سزا دینا چاہتا ہو کہ اس نے میرے لئے حلال معاملہ میں کیوں مداخلت کی ہے تو ظاہر حال کی دلالت کا احتمال سند نہ بن سکے گا کیونکہ الفاظ میں عموم اور اطلاق ہے جو کہ یقینی ہے، ہاں اس احتمال کی بناء پر موجودہ بیوی کے علاوہ کسی دوسری بیوی کی نیت کا اظہار کرے تو دیانۃً اگرچہ معتبر ہوگی لیکن قضاءً معتبر نہ ہوگی، ہدایہ میں فرمایا ہے کہ جب بیوی خاوند کو کہے تو نے مجھ پر دوسری بیوی کر رکھی ہے تو خاوند اس کو جواب میں یوں کہے کہ جو بھی میری بیوی ہے اس کو تین طلاقیں۔ تو اس قسم دلانے والی بیوی کو بھی طلاق ہو جائیگی، قضاءً یہی حکم ہوگا کیونکہ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ قسم کے الفاظ کا عموم ہے جبکہ ایسے موقعہ پر خاوند کی غرض بھی یہ ہو سکتی ہے کہ وہ بیوی کو اس کے اعتراض پر سزا دینا چاہتا ہے کہ اس نے شرعاً حلال کام پر اعتراض کیوں کیا ہے تو کلام کے عموم اور سزا دینے کی غرض کے احتمال کے باوجود کسی اور بیوی کی نیت کے احتمال کی وجہ سے یہ قسم دلالت حال سے مقید نہ بن سکے گی، ہاں اگر دوسری بیوی کی نیت کرے تو اگرچہ وہ دیانۃً معتبر قرار دی جائیگی لیکن قضاءً معتبر نہ ہوگی کیونکہ یہ عموم میں تخصیص ہے جبکہ دلالت حال تخصیص نہیں کر سکتی اھ اختصاراً اس مقصد کے لئے یہ مثال کافی ہے تاہم

¹ الہدایہ کتاب الایمان باب الیمین فی البیع والشراء الخ المکتبۃ العربیۃ کراچی ۴۸۱/۲

وضاحت اور فائدہ کو زائد بنانے کے لئے اس پر مزید چند مثالیں پیش کرتا ہوں کہ محض احتمال کی صورت میں دلالتِ حال معتبر نہیں ہوتا، ہدایہ کی مثال کے بعد دوسری مثال یہ ہے کہ، جو پہلے گزرا کہ بیوی یا غلام باہر جانے کو تیار ہو تو اس موقع پر بیوی کو طلاق یا غلام کو آزادی کی علی الاطلاق قسم کھانا جو اجازت سے مشروط نہ ہو تو یہ قسم عام اور مطلق ہوگی اور ملک یا نکاح کی موجودگی سے مشروط نہ ہوگی، کیونکہ یہاں پر اگرچہ دلالتِ حال کی وجہ سے اس قسم کے مقید ہونے کا احتمال ہے لیکن یہ احتمال معتبر نہ ہوگا کیونکہ الفاظ میں عموم ہے،

اقول اس کے ساتھ یہ بھی ممکن ہے کہ قسم کھانے والے کا مقصد ہمیشہ کے لئے بیوی یا غلام کو باہر جانے سے روکنا ہو، کیونکہ ان کے پاس اس کا ایک ایسا راز ہے جو ان کے باہر جانے سے افشاء ہو جائے گا اور خفت اٹھانا پڑے گی یا بیوی کو ہمیشہ کے لئے باہر نکلنے سے روکنا مقصود ہوا اگرچہ وہ نکاح سے باہر اور جدا بھی ہو جائے کیونکہ غیرت مند لوگ اپنی مطلقہ کی عورت کی کوچہ گردی پر بھی غیرت اور عار محسوس کرتے ہیں کہ لوگ کہیں گے کہ یہ فلاں کی بیوی ہے اگرچہ اس کی بیوی سابقہ زمانے کے لحاظ سے کہتے ہوں بلکہ غیرت مند اپنی مباشرت شدہ عورت کو فراق اور طلاق کے بعد بھی دوسرے کی مباشرت میں دیکھنا پسند نہیں کرتے، اس لئے طلاق مغلفہ کے بعد بھی وہ اس کو اپنی نگرانی میں رکھتے ہوئے اس کے تمام اخراجات

تعالیٰ علیہ وسلم فقال الرجل یجد مع امرأته رجلاً فیقتله فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الاتسمعون الی ما یقول سیدکم قالوا لا تلمہ یا رسول اللہ فانہ رجل غیور واللہ ماتزوج امرأۃ قط الا بکر اولاً طلق امرأۃ قط فاستطاع احد منا ان یتزوجہا فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا بئی اللہ الا بالبینۃ^۱ ۱ھ، قلت والسائل هو سیدنا سعد بن عبادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والہذا سہ طلاق دفعۃً کہ گناہ بود و تقریق از مبغوض شرعی بے حاجت شرع انتشار بر و تازیانہ تحلیل مقرر فرمودہ اند و بر مجرد نکاح کفایت نمودہ تا باہم شہد ہمدگر بچشد حکمتش ہمان ست کہ غیرت منداں از تثلیث طلاق بازماند تا بہ تمیس مستعار طوق عار نشود و العیاذ باللہ تعالیٰ بخلاف آنکہ بے اذن من

^۱ مصنف عبدالرزاق حدیث حبیب الرحمن الاعظمی بیروت ۱۳۳۲/۹

کی کفالت کرتے ہیں پھر اس مضمون کی تصدیق میں نے حدیث میں پائی ہے، مصنف عبدالرزاق میں فرماتے ہیں ہمیں معمر نے زہری سے خبر دی ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا اور عرض کی ایک شخص ایک بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو پائے تو قتل کر دے، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا تم اپنے آقا کی بات کو نہیں سنتے کہ وہ کیا فرما رہا ہے تو اس پر دیگر اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس شخص کو ملامت نہ فرمائیں کیونکہ یہ غیور شخص ہے خدا کی قسم یہ صرف باکرہ عورت سے نکاح کرتا ہے اور اس کی طلاق دی ہوئی عورت کو دوسرا کوئی بھی ہم میں سے نکاح نہیں کر سکتا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قتل کی اجازت نہیں دیتا ماسوائے (قاضی کے ہاں اس کے خلاف) گواہ پیش کرنے کے، اھ، قلت (میں کہتا ہوں) وہ مسائل حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، اور اسی غیرت کی وجہ سے ایک ہی دفعہ تین طلاقیں دینا گناہ قرار دیا گیا ہے کہ شرعاً مبغوض چیز کو شرعی حاجت سے زائد استعمال کرنے پر حلالہ کی شرط کو سزا کے طور پر مقرر کیا گیا ہے اور اسی وجہ سے حلالہ میں دوسرے شخص سے صرف نکاح کو کافی نہ قرار دیا گیا بلکہ جب تک ایک دوسرے کے مزے کو نہ چکھ لیں حلالہ مکمل نہیں ہو سکتا، یہ اس لئے تاکہ غیر متمند لوگ تین طلاقیں دینے سے باز رہیں اور خواہ مخواہ دوسرے شخص کے مجامعت کو اپنے گلے میں

بیرون نرود کہ ولایت اذن بانہائے ملک منتہی شود (۳) آنکہ گزشت کہ بے اذن زن زن نے نکم مقید بقائے زوجیت نباشد
اقول: ازاں رو کہ مقصود غم نرسانیدن ست بزَن و بارہا باشد کہ بعد فراق نیز زناں بتزوج شوہر بزَن نے دیگر غمگین شوند ایام خود یادے آید و بجائے خود نشستن دیگرے رنج می رساند بخلاف آنکہ بے اذن زن بیرون نرود ایں منتقید شود چنانکہ وجہش بالا بنشتیم (۴) زن را بامردے بیگانہ چانہ زن دید سوگند خورد کہ اگر باز مرد بیگانہ چانہ زنی رسن زنی از گلو گئی و بخانہ نوچہ نوکر ست کہ باذن مرد آمد رفت دارد وزن اورا کارہائے خانگی می فرماید نیز پسر آں عم و عمہ و خالہ زن یا برادر ان مرد برضائے مردے آید یا خود در ہمیں خانہ مے مانند و بازن ہمسخن می شوند مرد بایں ہمہ راضی ست بایں ہمہ اینہا بدلات حال مستثنی نشوند وزن بعد سوگند اگر بآں نوکر یا ایں قریباں سخن گوید طلاقہ شود در جوامع الفتاویٰ باب چہارم فتاویٰ امام مفتی الجن والانس نجم الدین عمر نسفی قدس سرہ الصفی ست رجل رای امراتہ تتکلم اجنبیا فقالا اگر پیش تو بامرد بیگانہ سخن گوئی فانت طالق فکلمت تلہیذ زوجہا لیس من محارمہا او کلمت رجلا فی

هذه الدار بينهما معرفة ولكن لامحرمية بينهما او
كلهما^ع رجل من ذوى الارحام وليس من محارمها
فانه يقع الطلاق^ا قول: زیرا کہ محتمل ست کہ مرد با عتقاد
زن پیش ازین رو ادراک اینها بود چوں دید کہ با جنبی محض ہم
سخن می شود در سنش تنگ تر کشید و بانام محرم سخن گفتن مطلقاً
منع کرد پس اطلاق لفظ را تقییدے متعین نشد،
وبالله التوفیق۔

نہ ڈالیں، والعیاذ باللہ، اس کے برخلاف اگر قسم کو اجازت سے
مشروط کیا ہو تو پھر اجازت کی ولایت ختم ہو جانے یعنی نکاح
ختم ہو جانے پر قسم ساقط ہو جائیگی (۳) وہ جو گزرا کہ خاوند نے
بیوی سے کہا کہ تیری اجازت کے بغیر دوسری عورت کو بیوی
نہ بناؤں گا، تو یہ قسم موجودہ بیوی سے نکاح کی حالت سے مختص
نہ ہوگی (بلکہ اس بیوی سے نکاح ختم ہونے کے بعد بھی اس کی
اجازت ضروری ہوگی) قول: (میں کہتا ہوں) اس قسم کا
مقصد بیوی کو پریشانی سے بچانا ہے۔ کیونکہ بیوی کی پریشانی
صرف نکاح کی حالت سے مختص نہیں کیونکہ بارہا ایسا ہوتا ہے
کہ فرقت کے وقت بھی عورتیں سابقہ خاوند کی دوسری شادی
سے غمگین ہوتی ہیں، اپنا وقت یاد کر کے اپنے بجائے دوسری کو
رہتی دیکھ کر رنج پاتی ہیں،

(غرضیکہ چونکہ بیوی کی پریشانی دوسری عورت کی وجہ سے صرف حالت نکاح سے مختص نہیں بلکہ جدائی کے بعد بھی اس چیز پر وہ
پریشان ہوتی ہے لہذا اس پریشانی سے بچانا حالت نکاح کے بعد بھی ہو سکتا ہے لہذا یہ قسم بیوی سے فراق کے بعد قائم رہے
گی) اس کے برخلاف اگر خاوند قسم کھائے کہ تو میری اجازت کے بغیر باہر نہ جائے گی تو یہ قسم حالت نکاح سے مقید ہوگی جیسا کہ
اس کی وجہ پہلے ہم بیان کر چکے ہیں۔ (۴) بیوی کو غیر شخص سے بے تکلف باتیں کرتے ہوئے پائے تو اس وقت قسم کھائے کہ
اس کے بعد اگر تو نے بیگانے مرد سے بات کی نکاح کی رسی تیرے گلے سے نکل جائے گی یعنی تجھے طلاق ہوگی، جبکہ گھر میں نوکر
چا کر ہیں جو خاوند کی اجازت سے گھر میں آتے جاتے ہیں جن کو بیوی گھر کے کاموں کے متعلق ہدایات دیتی ہے

قول: (میں کہتا ہوں) یہاں بہتر یہ ہے کہ یوں کہا جائے، عورت
نے اس مرد سے بات کی۔ کیونکہ عورت کے بات کرنے سے قسم
ٹوٹے گی کسی دوسرے کے کلام کرنے سے نہ ٹوٹے گی، بشرطیکہ
عورت غیر کو جواب نہ دے ۲/۱۸۷ (ت)

عہ: قول: والاولی کلمت رجلا لان الحنث بکلامہا
لا بکلام غیرہا اذالم تجب منہ۔

^۱ جواہر الفتاویٰ کتاب الایمان

یوں ہی بیوی کے چچا یا پھوپھی زاد یا خالہ زاد یا خاوند کے بھائی خاوند کی اجازت سے گھر آتے ہیں یا اسی گھر میں رہتے ہیں اور بیوی اپنے خاوند کی رضامندی سے ان تمام حضرات سے بات کرتی رہتی ہے، اس دلالتِ حال کے باوجود یہ لوگ اس قسم سے مستثنیٰ نہیں ہوں گے بلکہ بیوی قسم کے بعد گھر کے نوکر یا ان مذکورہ قریبیوں سے بات کرے گی تو اس کو طلاق ہو جائے گی۔ جوامہ الفتاویٰ کے باب چہارم میں امام مفتی جن و انس نجم الدین عمر نسفی قدس سرہ کے فتوے ذکر کئے گئے ہیں، جن میں یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کسی اجنبی کے ساتھ باتیں کرتی ہوئی پالیا تو اس نے قسم کھائی کہ اگر اس کے بعد تو نے بیگانے شخص سے بات کی تو تجھے طلاق، تو اس کے بعد بیوی نے خاوند کے غیر محرم شاگرد سے بات کی یا اس گھر میں آنے جانے والے واقف کار غیر محرم سے بات کی یا بیوی کے غیر محرم رشتہ دار شخص نے بیوی سے بات کر لی تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

اقول: (میں کہتا ہوں) یہ اس لئے کہ قبل ازیں خاوند، بیوی پر اعتماد کرتے ہوئے ان مذکور لوگوں کے بارے میں رواداری سے کام لیتا رہا، تو جب اس نے بیوی کو خالص اجنبی شخص سے باتیں کرتے ہوئے دیکھ لیا تو اس نے بیوی کی رسی کو تنگ کرتے ہوئے مطلقاً ہر غیر محرم سے بات کرنا ممنوع قرار دیا تو اس احتمال کے ہوتے ہوئے یہ قسم دلالتِ حال کی وجہ سے مقید نہ ہوگی بلکہ یہ قسم اپنے الفاظ کے عموم پر باقی رہے گی اور ہر غیر محرم کو شامل ہوگی، اور توفیق صرف اللہ تعالیٰ سے حاصل ہے۔ (ت)

شبہ ثامنہ: ازیں ہم در گزشتیم آخر کم نہ ازاں کہ موافقہ و مخالفہ دونوع تخلیہ ست وارادہ یک نوع تخصیص عام ست کما حقہ فی الفتح و نیت تخصیص عام دیانۃ مقبول ست کما مرانفا عن الہدایۃ گو قضا پذیر مباحش وزن نیز برو اعتبار نتواں کرد لان المرأۃ کالقاضی کما فی التیسین والفتح والشامی پس اگر نیت ایں خصوص کردہ باشد باید کہ عند اللہ حانث نشود در فتویٰ التفات بایں قید می بایست لان المفتی بالدیانۃ یفتی کما فی التنبیہ وغیرہ۔

آٹھواں شبہ: یہ کہ تمام مذکورہ احتمالات کو نظر انداز کر دیں تب بھی کم از کم یہ گنجائش ضرور ہے کہ خاوند کی قسم میں موافق اور مخالف لا تعلقی کی دو قسمیں ہیں اور دونوں میں سے ایک احتمال کا ارادہ کرنا بھی ایک قسم کی تخصیص ہے جس سے عام کو خاص کیا جاسکتا ہے جیسا کہ فتح القدر میں اس کی تحقیق موجود ہے، اور عام میں تخصیص کی نیت کرنا دیانۃ مقبول ہے، جیسا کہ ابھی ہدایہ کے حوالہ سے گزرا ہے، اگرچہ یہ تخصیص کی نیت قضا قابل قبول نہیں اور بیوی بھی ایسے معاملات میں قاضی کا حکم رکھتی ہے اس لئے بیوی بھی اس کو معتبر قرار نہیں دے سکتی جیسا کہ تبیین، فتح اور شامی میں ہے، پس اگر خاوند نے اپنی قسم میں اس تخصیص کی نیت کر لی ہو تو عند اللہ قسم نہ ٹوٹے گی،

اقول: خیرست دیانہ نیز ایں نیت کارند بد موافقہ و مخالفہ و نوع تخلیہ نیست بلکہ دو وصف است و نیت وصفی خاص غیر مذکور معتبر نشود چنانکہ نسبت مردے استادہ سوگند خورد کہ بایں مرد خن کلیم و آزد کند کہ بایں مرد استادہ ایں نیت لغو باشد اگر گوید بایں مرد استادہ خن نرزد و نیت تخصیص بوقت قیامش کند دیانہ معتبرست نہ قضاء کہ وصف در حاضر لغوست و صفت قیام داعی ترک کلام نیست، ہچناں اگر سوگند خورد کہ زن نکند و مراد زن ہاشمیہ یا ترکیہ یا عربیہ یا نسب دار دیانہ معتبرست کہ ایں یک نوع زن ست و اگر زن میکہ یا ہندیہ یا عربیہ بالمسکن نیت کرد معتبر نیست کہ ایں صفت زن ست و صفت بے ذکر بمسکن عام خیمہ آں ست در فتح القدر فرمود حلف لایسکن دارفلان وقال عنیت باجر لایصح حتی لو سکنھا بغیر اجر حنث بخلاف ما لو حلف لایسکن دارا اشتراھا فلان و عنی اشتراھا لنفسہ فانہ یصدق لانه احد نوعی الشراء لانه متنوع الی ما یوجب الملك للمشتري وما یوجبہ لغیرہ فتصح نیتہ احد

جبکہ فتویٰ دیتے وقت اس قید و تخصیص کو پیش نظر رکھنا چاہئے، جیسا کہ تنویر وغیرہ میں ہے کہ مفتی کو چاہئے کہ وہ دیانت پر فتویٰ دے۔ (ت)

اقول: (جواب میں کہتا ہوں کہ) کوئی بات نہیں، کیونکہ دیانہ بھی یہ نیت کارآمد نہیں ہے، قسم میں موافق اور مخالف یہ دونوں لا تعلقی کی قسمیں نہیں ہیں بلکہ یہ لا تعلق کے دو وصف ہیں جبکہ دو وصفوں میں سے کسی غیر مذکور وصف کی نیت معتبر نہیں ہوتی جیسا کہ ایک شخص کھڑا ہو اس کے متعلق کوئی دوسرا یہ قسم کھائے کہ میں اس شخص سے بات نہ کروں گا، اور اب بعد میں کھڑے ہونے کے وصف کی بابت قسم کو بتائے تو یہ نیت لغو بیکار ہوگی، ہاں اگر قسم کھڑے ہونے کا ذکر کرتا اور قسم اس نیت پر کھاتا تو دیانہ معتبر ہو سکتی تھی اگرچہ قضاء یہ نیت معتبر نہیں ہے کیونکہ یہ قسم حاضر شخص کے متعلق ہے جبکہ حاضر میں وصف کا ذکر کارآمد نہیں اور پھر کھڑا ہونا ایسا وصف بھی نہیں ہے جو قسم کا داعی بن سکے اور بات نہ کرنے کی وجہ بن سکے، یوں ہی اگر کوئی قسم کھائے کہ میں بیوی نہ بناؤں گا، تو اس سے اگر وہ ہاشمی یا ترکی یا عربی یا کوئی خاص نسب والی عورت مراد لے تو یہ نیت دیانہ معتبر ہوگی کیونکہ یہ عورت کی اقسام میں سے ایک قسم کی تخصیص ہے، اور اگر رہائش کے لحاظ سے کسی عربی یا ہندی یا مکی عورت کے بارے میں یہ نیت کرے تو معتبر نہ ہوگی کیونکہ یہ ایک خاص جگہ والی عورت کے متعلق ہے جو اس کی صفت ہے اور کوئی صفت ذکر کئے بغیر معتبر نہیں ہو سکتی، چونکہ قسم صرف عورت کے ذکر پر مشتمل ہے اس میں

النوعین بخلاف السكنى لانها لاتتنوع لانها ليست
الا الكينونة في الدار على وجه القرار وانما تختلف
بالصفة ولايصح تخصيص الصفة لانها لم تذكر
بخلاف الجنس، وكذا لو حلف لايتزوج امرأة ونوى
كوفية او بصرية لايصح لانه تخصيص الصفة ولو
نوى حبشية او عربية صحت فيما بينه وبين الله
تعالى لانه تخصيص في الجنس كأن الاختلاف
بالنسبة الى الاءاء اختلاف بالجنس وبالنسبة الى
البلاد اختلاف بالصفة اه¹ مختصرا۔

شبهہ ناسعہ: ترک گاہے بمعنی ابقا آید قال اللہ تعالیٰ
وَتَزَوَّجْنَاكَ فِي الْآخِرِينَ ۖ سَلَّمَ عَلَى نَوْحٍ

مسکت (رہائش) کا ذکر نہیں ہے لہذا اس ذکر کے بغیر یہ قسم خیمہ والی
عورت کو بھی عام ہے۔ فتح القدیر میں ہے، قسم کھائی کہ فلاں کے گھر
سکونت نہ کروں گا، اور کہا کہ میری مراد فلاں کے گھر کرایہ پر نہ رہوں
گا، تو یہ نیت صحیح نہیں ہے حتیٰ کہ اگر اس کے گھر میں کرایہ کے بغیر بھی
رہائش پذیر ہوا تو قسم ٹوٹ جائے گی، اس کے برخلاف اگر یوں قسم کھائے
کہ "میں فلاں کے اس گھر میں سکونت نہ کروں گا جو اس نے اپنی ذات
کے لئے خریدا ہو، تو اس نیت کو مان لیا جائیگا کیونکہ خریدنے کی یہ ایک
قسم ہے خریدنے کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جو اپنے لئے خریدا اور ایک وہ
جو اس نے کسی دوسرے کے لئے خریدا ہو، تو قسم میں ان دو قسموں میں
سے ایک قسم کی نیت درست ہے اس کے برخلاف رہائش (سکئی) کے
اقسام نہیں ہیں، کیونکہ سکئی (رہائش) کا معنی یہ ہے کہ گھر میں بطور
استقرار ہونا جبکہ اس رہائش کی صفات مختلف ہو سکتی ہیں اور صفات کی
تخصیص صحیح نہیں ہے کیونکہ یہاں مذکور نہیں ہیں، بخلاف رہائش کے
کہ اس کے تحت اقسام ہوتے ہیں (غرضیکہ اقسام کی تخصیص بغیر ذکر
ہو سکتی ہے لیکن صفات کی تخصیص ذکر کے بغیر نہیں ہو سکتی) اسی لئے
اگر کسی نے قسم کھائی کہ کسی عورت سے نکاح نہ کروں گا یعنی بیوی نہ
بناؤں گا، تو اس قسم میں عورت کو فی یا بصرہ والی مراد لے تو صحیح نہ ہوگی
کیونکہ یہ صفت کی تخصیص ہے اور اگر اس قسم میں عورت سے مراد
حبشی یا عربی عورت مراد لے تو صحیح ہے اور عند اللہ بھی یہ نیت صحیح
ہوگی کیونکہ یہ جنس میں اقسام کی تخصیص ہے یہ اس لئے کہ جد اعلیٰ کے
اختلاف کے لحاظ سے نیت کرنا جنس کا اختلاف ہے اور شہروں کے اختلاف
کی نیت یہ صفات کا اختلاف ہے اہ مختصراً (ت)
نواس شبہہ کہ چھوڑنا، کبھی باقی رکھنے کے معنی میں آتا ہے، اللہ تعالیٰ نے
فرمایا: وَتَزَوَّجْنَاكَ فِي الْآخِرِينَ ۖ سَلَّمَ عَلَى نَوْحٍ

¹فتح القدیر باب الیمن فی الاکل والشرب مکتبہ نوریہ رضویہ ستمبر ۲۰۰۹ء

فِي الْعَالَمِينَ ① ای ابقینا لہ ثناء جبیلہ ۲ کما فی مجمع البحار وغیرہ والبقاء وجودی ست کہ بقاء وجودی ست۔
 اقول: ابقا کہ جی قیوم عز جلالہ میکند عند المحققین وجودی باشد اما بناء علی مذهب امام اہلسنت القاضی ابی بکر الباقلائی والامامین امام الحرمین والرازی ان البقاء عین الوجود لا امر زائد علیہ فالابقاء هو الایجاد واما بناء علی مذهب ائمة الکشف والشہود من تجدد الامثال فی کل شئی حتی الجواهر فیکون الابقاء ایجاد الامثال کل حین ولهذا چنانکہ اطلاق باری وخالق بر غیر او سبخنہ نیست اطلاق قیوم نیز نتوان شد بلکہ علماء برو تکفیر کردہ اند در مجمع الانہر فرمود اذا وصف الله بما لا یلیق به او نسبه الی الجہل او العجز او النقص او اطلق علی المخلوق من الاسماء المختصة بالخالق نحو القدوس والقیوم والرحمن وغیرہا یکفر^۳ (ملخصاً)

فِي الْعَالَمِينَ ②۔ بعد والوں میں ہم نے ان کی اچھی ثناء باقی رکھی، جیسا کہ مجمع البحار وغیرہ میں ہے، چھوڑنا، باقی رکھنے کے معنی میں وجودی چیز ہے کیونکہ بقاء وجودی ہے۔ (ت)
 اقول: (میں جواب میں کہتا ہوں) ابقا (باقی رکھنا) جی و قیوم (جل جلالہ) کا فعل ہو تو محققین کے نزدیک وجودی ہے، اس لئے کہ امام اہلسنت قاضی ابوبکر باقلانی اور امام الحرمین اور امام رازی کے مذهب پر بقاء عین وجود کا نام ہے اور وجود سے زائد کسی صفت کا نام نہیں ہے، لہذا باقی رکھنا، یہ ایجاد ہوگا جو کہ وجودی ہے، لیکن ائمہ کشف وشہود کے مذهب پر، بقاء، ہر چیز کی امثال کے تجدد کا نام ہے، لہذا ابقا، اس معنی میں ہر چیز حتی کہ جواہر کی امثال کو ہر لمحہ، ایجاد، کرنے کا نام ہے، اس لئے جس طرح باری اور خالق جیسی صفات کا اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی اور کے لئے اطلاق جائز نہیں اسی طرح قیوم کا اطلاق بھی غیر کے لیے جائز نہیں، بلکہ اس کا غیر اللہ پر اطلاق علمائے کرام کے ہاں کفر ہے، مجمع الانہر میں فرمایا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی شایان شان نہ ہو یا جہالت، عجز اور نقص کی نسبت اس کی طرف کرنا، یا وہ صفات جو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں ان کا مخلوق پر اطلاق کرنا جیسے قدوس، قیوم، رحمن وغیرہا صفات ہیں، تو یہ کفر ہے، لہذا یہاں ٹری

^۱ القرآن الکریم ۷۸/۷۹

^۲ مجمع البحار تحت لفظ ترک نوکسور لکھنؤ ۱۳۰/۱

^۳ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب المرتد ثم ان الفاظ الکفر دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۹۰/۱

احتیاط کی ضرورت ہے، بعض لوگ اس بے احتیاطی میں مبتلا ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ، خلاصہ یہ کہ، اللہ تعالیٰ کے باقی کرنے کا یہ حکم ہے، لیکن کسی انسان کا باقی رکھنا اور چھوڑنا، ازالہ کے ترک کا نام ہے، اس کے بغیر کچھ نہیں، اسی لئے اگر خاوند نے جیب یا تھیلی میں رقم رکھی ہو اور بیوی کو کہا "اگر تو نے صبح تک اس میں سے کچھ باقی رکھا تو تجھے طلاق ہوگی" اب اگر اس نے اس میں سے کچھ خرچ نہ کیا یا کچھ کیا اور کچھ نہ کیا تو اس باقی رکھنے پر طلاق ہو جائے گی، تو اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ بیوی کا رقم کو باقی رکھنا صرف اور صرف یہ ہے کہ اس نے رقم کو خرچ نہ کیا، تو معلوم ہوا کہ باقی رکھنا (خرچ نہ کرنا) عدم ہے، اگر ابقاء کوئی فعل ہوتا، اور بیوی نے اس رقم میں تصرف نہ کیا بلکہ صرف خاوند نے وہ رقم تھیلی میں رکھی ہو، تو پھر اس صورت میں قسم نہ ٹوٹتی۔ یوں ہی زید نے عمرو کے ہاتھ کوئی چیز فاسد بیچ کے طور فروخت کی تو یہ معلوم ہونے پر قاضی کے غصہ آیا حکم جاری فرمایا کہ اگر آج تمہاری اس فاسد بیچ کو باقی رکھوں تو یہ ہوگا، اب سورج غروب ہونے تک قاضی نے اس بیچ کو فسخ نہ کیا تو حاث ہو جائے گا، تو یہاں بھی باقی رکھنا، صرف فسخ نہ کرنے کا نام ہے، اگر ابقاء (باقی رکھنا) کوئی فعل ہوتا تو حاث نہ ہوتا کیونکہ قاضی نے اس بیچ کے متعلق کوئی فعل اور عمل تو نہیں کیا، تو معلوم ہوا انسان کا باقی رکھنا صرف کسی ازالہ کو ترک کرنے کا نام ہے۔ اگر تیرا یہ اعتراض ہو کہ کبھی ابقاء (باقی رکھنا) فعل سے بھی حاصل ہوتا ہے، مثلاً زید کو گھر میں لا کر زنجیر سے باندھ دیا، تو یہ باندھنا، زید کو گھر میں باقی رکھنا ہے، جبکہ باندھنا فعل ہے۔

(ت)

اقول: (میں جواب میں کہتا ہوں کہ) باندھنے کا فعل

ایجا احتیاط عظیم باید کہ بعض مردم بایں مبتلا شدہ اند والعیاذ باللہ تعالیٰ بالجملہ اینست بقائے الہی عزّ جلالہ فانا انچه از بشرست جز ترک ازالہ نیست ولہذا اگر زرے در کیسہ نہاد وزن را گفت اگر چیزے از وصا صبح باقی مانى طلاق باشی، زن بیچ خرچ نکرد یا برنے بصرف آورد و برنے باقی داشت طلاقه شود و آں نیست مگر بہ ابقا از زن نیاید مگر عدم انفاق پس ابقاء نبود مگر ہمیں عدم واگر فعلے بودے وزن خود در آں زر کارے نکردہ است تا آنکہ در کیس نہادں ہم بدست شوہر بود حنث نشدے ہمچنان اگر زید بدست عمرو چیزے بیع فاسد فروخت قاضی مطلع شدہ بر فروخت و گفت اگر امروز آں بیچ شمار باقی مانم فلذا آفتاب فرو رفت و قاضی حکم فسخ نہ کرد حاثت شود پس ابقاء نبود مگر عدم فسخ واگر فعلے بودے قاضی خود متعلق آں بیچ کارے نکردہ است حاثت نبودے، پس ظاہر شد کہ ابقائے بشری جز ترک ازالہ نیست اگر کوئی ابقاء بفعل ہم تو اس شد مثلاً زید را بخانہ آورد و زنجیر بست آں بستن کہ فعل است ابقاء شد۔

اقول: این فعل خود ابقاء نیست بلکہ

مستلزم اوست کہ منع زوال ترک ازالہ است مع شے زائد اگر گوئی در انقائے ترک بر منع بالقول اکتفاء کردہ اند کما تقدم پس اگر زید را بست و بزبان میگوید بیروں شو باید کہ ترک متحقق نشود کہ نافیش موجود است و البتہ یقیناً حاصل پس غیر ترک باشد۔

اقول: بالادانستی کہ اصل منع بقدر قدرت است و بمجرد نہی ہنگام تعسرش بسندہ کنند پس آنکہ اخراج تو آنست و بیروں شو اکتفاء کرد تارک باشد چہ جائے آنکہ ترک خروج بفعل کرد از و مجرد بیروں شود کہ صراحۃً ہزل و استہزاء است بلکہ گویا لفظ بے معنی است چہ کار آید پس ابقاء بحصول ترک حاصل است و بستن امر زائد۔

شبہہ عاشرہ: سلمنا کہ ترک را عدم امر بخروج پس ست فانا امر بعدم خروج نیز از وجوہ اوست پس ترک دو نوع شد و زیادت معنی در نوع خود قضیہ نوعیت است پس حلف اگر بواقع ارادہ نوع اقوی کردہ باشد

خود بخود ابقاء نہیں بنتا بلکہ ابقاء کو مستلزم ہوتا ہے کیونکہ اس فعل سے ازالہ کا ترک متقی ہوتا ہے تو باندھنے میں ترک ازالہ کے ساتھ ایک زائد چیز یعنی رکاوٹ، پائی گئی، جس میں ترک ازالہ پایا جاتا ہے۔ اگر یہ اعتراض ہو کہ ترک ازالہ کا خاتمہ، توگنا منع کرنے سے کافی ہو سکتا ہے، جیسا کہ پہلے گزرا ہے، تو اب زید کو گھر میں باندھ کر پھر اس کو کہا جائے تو گھر سے باہر ہو جا، تو چاہئے کہ اس صورت میں ازالہ کا ترک متحقق نہ ہو، کیونکہ زبانی ترک کے باوجود، باندھنا اس ترک کی نفی ہے تو یقیناً ابقاء یعنی گھر میں باقی رکھنا، حاصل ہو گیا، تو یوں یہ ترک، عدم کی بجائے ایک فعل کے وجود سے حاصل ہوا، لہذا انسانی ابقاء، وجودی ہو گیا۔ (ت)

اقول: (میں جواب میں کہتا ہوں) اوپر گزر چکا ہے، روکنا حسب قدرت مراد ہے، صرف توگنا اور زبانی روکنا وہاں مراد ہوتا ہے، جہاں عملاً روکنا ممکن نہ ہو، لیکن جب عملاً روکا جاسکتا ہو تو وہاں محض زبانی روکنا اور یہ کہنا کہ باہر ہو جا، یہ روکنے کا ترک ہے اس پر مزید یہ کہ باندھنے کے فعل سے اس کو نکلنے سے روکنا اور پھر کہنا کہ باہر ہو جا، تو یہ صراحۃً مذاق ہے، بلکہ اس موقع پر یہ کہنا بے معنی اور بیکار ہے، لہذا اس صورت میں ابقاء (باقی رکھنا) ترک سے حاصل ہوا اور باندھنے کا فعل اس سے زائد چیز ہے (توثابت ہوا کہ بشری ابقاء محض ترک کا نام ہے کسی وجودی چیز کا نام نہیں)۔ (ت) و سواں شبہہ: یہ کہ ہمیں تسلیم ہے کہ ترک یعنی چھوڑنے کے لئے نکل جانے کا حکم نہ دینا کافی ہے لیکن نہ نکلنے کے حکم سے بھی ترک پایا جاتا ہے پس ترک کی دو قسمیں ہو گئیں، ایک نکلنے کا حکم نہ دینا، اور دوسری قسم، نہ نکلنے کا حکم دینا، اور ایک

باید کہ دیانۂ معتبر شود گویش زن و سائر ناس مقبول مباح۔

قسم میں معنی کی زیادتی (حکم دینا) خود قسم کو پیدا کرتا ہے یعنی قسم ہونے کے منافی نہیں ہے لہذا قسم کھانے والا اگر اقویٰ یعنی زیادتی والی قسم کی نیت کرے کہ اس معنی کا ترک ہو تو طلاق ہوگی، تو دیانۂ یہ نیت قبول ہونی چاہئے، اگرچہ بیوی اور دوسرے لوگوں کے ہاں وہ مقبول نہ ہو۔ (ت)

اقول: (میں جواب میں کہتا ہوں کہ) نکلنے کا حکم نہ دینا اور نہ نکلنے کا حکم دینا، یہ دونوں چیزیں آپس میں منافی نہیں ہیں کیونکہ پہلا معنی دوسرے معنی میں بھی موجود ہے (حالانکہ اقسام کا آپس میں ایک دوسرے کے مباح ہونا ضروری ہے) لہذا یہ دو قسمیں علیحدہ علیحدہ نہ ہوں گی۔ ہاں مطلق خاموشی، اجنبی گفتگو، اور منافی گفتگو، ان تینوں صورتوں میں ترک تحقیق ہو جاتا ہے مگر یہ ترک کی قسمیں نہیں ہیں کیونکہ ترک عدم کا نام ہے اور گفتگو یعنی تکلم وجودی چیز ہے تو وجودی چیز عدمی چیز کی قسم کیسے بن سکتی ہے، تو معلوم ہوا کہ ترک کا مصداق صرف نکلنے کا حکم نہ دینا ہے، اور وہ سکوت جس کے ساتھ کوئی اور چیز نہ ہو اور مقام کلام میں وہ کلام سے مقارن قرار پاتا ہے اور کوئی چیز اپنے مقارن کے ساتھ قسم نہیں بنتی۔ اس قیل و قال کا خاتمہ یوں ہو جاتا ہے کہ ترک سے متعلق جتنے مسائل گزرے ہیں ان میں علماء کرام نے منافی گفتگو، کے احتمال کو ذکر نہیں کیا، اور انہوں نے کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ "نہ نکلنے کا حکم" تو واضح ہو گیا کہ اس احتمال کا یہاں کوئی دخل نہیں ہے۔ تحقیق یوں مناسب ہے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا مالک ہے، الحمد للہ یہ بحث اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے قسم کے پڑنے میں یہ ایسی بحث ہے جس میں علتوں کی وضاحت، خلل کا سد باب اور غلطیوں کا ازالہ اعلیٰ بیانیہ پر ہوا ہے اور اس بحث کے ضمن میں کثیر مسائل اور نادر فوائد بھی پائے گئے ہیں، پس تاریخی لحاظ سے اس کا نام الجوہر الثمین فی علل نازلة الیہین

اقول: عدم امر بخروج و امر بعدم خروج متقابل نیست کہ اول در ثانی موجود است و قسم قسم نتوان شد آری سکوت مطلق و تکلم باجنبی و تکلم بنانی ہر سہ از وجوہ تحقق اوست فاما انوا عش نتوان شد کہ تکلم وجودی ست نوعی از عدم چساں باشد پس مصداقش نیست مگر ہاں عدم امر بخروج و در سکوت محض چیزے باو نیست و در تکلمات مقارن بکلام ست و شے بمقارنات متنوع نشود و قاطع شغب آنست کہ در جملہ مسائل ترک کہ بالا گزشت علماء ازیں احتمال کہ مراد از و تکلم بمنافی مراد باشد اصلاً خبر ندادہ اند پس روشن شد کہ اور امساح نیست ہکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالیٰ ولی التوفیق الحمد للہ سخن بمنہتی رسید و دریں مسئلہ نازلہ ابانت علل و سد خلل و رد زلل بذروہ اقصیٰ در ضمن او مسائل او کثیرہ و فوائد عزیزہ بوضوح پیوست پس بلحاظ تاریخ الجوہر الثمین فی علل نازلة الیہین نامش کردن مناسب ست، واللہ تعالیٰ اعلم۔

رکھنا مناسب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

نوٹ: خادم آستانہ علیہ دار الافتاء فقیر عبید النبی نواب مرزا قادری رضوی غفرلہ ربہ القوی عرضہ دارد کہ العلیٰ حضرت شیخنا مجدد الملتہ دام ظلہ العالی پیش ازین بتاریخ یازدہم محرم شریف ایں سوال را جوابے مختصر نوشتہ ارسال فرمودہ بودند کہ در کتاب الطلاق مرسوم گشت و بوجہ عروض تب تفصیل را حوالہ بر آئندہ فرمودند کہ بتوفیقہ تعالیٰ ایں فتویٰ کتاب الایمان ست از مولینا و بالفضل اولنا جناب مولوی قاضی غلام گیلانی صاحب شمس آبادی دام بالا یادی بتاریخ ہفدہم ماہ مبارک محرم محترم نامہ دگر زبان عربی آمد و در طے اوفتوی دیوبندیاں تفصیل را لب بہ استدعا کشادہ ایجا بعونہ تعالیٰ فتوایٰ معضلہ پیش ور و دایں نامہ تکمیل یافتہ بود فتوایٰ دیوبند اگر چیزے بہ دلیل علیل گرایندے جوابش خود ایجا دیدے فاما بتقلید کو رائہ جناب گنگوہی صاحب نہ عبارتے نگاشت نہ بدلیل چنگ زد ہمیں مجتہد انہ بانگ بے آہنگ زد کہ اصلاً توجہ را نشاید آرے لطف جواب سفارشی مے شود کہ اورا ذکر کنیم تا مینند کہ مفتیان دیوبندی چساں در بند دیو جہالت اند کہ سوال ہم نفہمند و جواب مجتہد انہ دہند۔

نوٹ: آستانہ عالیہ دار الافتاء کا خادم، نبی پاک کا ادنیٰ غلام فقیر نواب مرزا قادری برکاتی رضوی، اللہ تعالیٰ اس کا رب قوی اسکی مغفرت فرمائے، عرض کرتا ہے کہ ہمارے شیخ مجدد ملت العلیٰ حضرت دام ظلہ العالی نے قبل ازین گیارہ محرم شریف کو اس سوال کا مختصر جواب لکھا اور ارسال کر دیا جو کہ کتاب الطلاق میں شامل ہے اور بخارکے عارضہ کی بناء پر اس کا مفصل جواب آئندہ پر چھوڑ دیا جبکہ استفاء کا تعلق کتاب الایمان سے ہے جس کو مولانا بالفضل اولنا جناب مولوی غلام گیلانی صاحب شمس آبادی (زمانہ بھر زندہ رہیں) نے ارسال فرمایا، مولانا مذکور نے یہی سوال عربی زبان میں دوبارہ سترہ محرم الحرام کو بصورت خط بھیجا اور اس کے اندر دیوبندیوں کا تفصیل سے خالی فتویٰ بھی موجود تھا، اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے یہ تفصیلی مضبوط، کتاب الایمان سے متعلق فتویٰ، مولانا مذکور کے دوسرے خط سے قبل پایہ تکمیل کو پہنچ چکا تھا، دیوبند کے فتوے میں اگر کوئی کمزور دلیل ہوتی تو بھی اس مفصل فتوے میں اس کا جواب نظر آجاتا، لیکن دیوبند کا فتویٰ تو محض گنگوہی صاحب کی اندھی تقلید ہے اس میں نہ کوئی حوالہ ہے نہ کسی دلیل کا سہارا ہے بلکہ وہی بے ڈھنگی مجتہد انہ بولی ہے جو ہرگز قابل التفات نہ تھی۔ ہاں تحقیقی جواب کی خوبی سفارش کرتی ہے کہ اس کو ذکر کردیں تاکہ دیکھنے والے معلوم کر سکیں کہ دیوبندی حضرات کس طرح دیو جہالت کی قید میں ہیں کہ وہ سوال کو سمجھے بغیر ہی اپنا اجتہادی جواب دے رہے ہیں۔ (ت)

(نامہ نامی جناب مولانا اینست)

(مولانا مذکور کا خط یہ ہے)

الی الجناب المستغنی عن الالقاب بل الالقاب مطروحه
دون سدة الباب مجدد الملة والاسلام والدين
ناصر المسلمين باعلاء اعلام الدين مزعج اصول
الكفرة والمبتدعة والفسقة والمضلين بسط الله
تعالى ظلال فيوضهم على رؤس المسترشدين الى يوم
الدين۔

اما بعد، فقد ورد الجواب المستطاب مع المطلوبات
من الرسالة والكتاب وانكشف الستور والحجاب
جزاكم الله تعالى خير الجزاء بتعداد المخلوقات ما
هو في جو السماء وعلى الارض من الدواب لكن كتب
من مدرسة ديوبند على خلاف ذلك فح لا بد من
الجواب المفصل المزيل للارتباك ليفتت ترائب
المخطي ويدسه في التراب ويرتفع الخلاف من البين
باجلاب الزين والتحاب وصلى الله تعالى على خير
خلقه والال والاصحاب الى يوم التناد لذوى الخياب
ويوم الريان والشباب لذوى الحجة واصحاب الاقتراب۔
العبد المذنب للاواه الخامل الجاني القاضى غلام
گيلاني الشمس ابادى حفظه الله تعالى عن ابادى
الاعادى۔

القباب سے مستغنی بلکہ القاب جن کی چوکھٹ کے سامنے
پھینکے پڑے ہیں، مجدد الملت والاسلام والدين، دين کے
جھنڈے بلند، اور کفار، بدعتی حضرات، فساق اور گمراہ لوگوں
کے اصول و قواعد کو مٹانے میں مسلمانوں کے مددگار کی
خدمت میں، اللہ تعالیٰ قیامت تک ان کے فیوض کے سائے کو
رہنمائی حاصل کرنے والوں کے سروں پر پھیلانے رکھے۔

اما بعد، آپ کا جواب مستطاب مطلوبہ قرآن واحادیث وکتاب
کے حوالوں پر مشتمل موصول ہوا، حجاب اوپر دے اٹھ گئے، اللہ
تعالیٰ آسمان اور زمین کی مخلوقات کی تعداد کے برابر آپ کو
جزائے خیر عطا فرمائے لیکن مدرسہ دیوبند سے اس کا خلاف
لکھا گیا، لہذا ضروری ہے کہ اس کا رد مفصل طور پر کیا جائے جو
شکوہ کو ختم کر دے تاکہ خطا کار کے دل کے خیالات پر آگندہ
ہو جائیں اور اس کو مٹی میں دفن کر دے اور اس خلاف کو
یہاں سے مقبول اور پسندیدہ امور کے سبب ختم کر دے۔
رسوالوگوں کی ذلت، اور محبوب اور اصحاب حجت لوگوں کی
رونق و شباب کے دن (قیامت) تک حضور الصلوٰۃ والسلام پر اللہ
تعالیٰ کی رحمتیں ہوں۔

منجانب گنہگار، پناہ کا خواستگار، پسماندہ اور جنایت کا مرتکب بندہ
غلام گیلانی شمس آبادی، اللہ تعالیٰ اسے دشمنوں کے ہاتھوں
سے محفوظ رکھے۔

| | |
|---|--|
| سوال فتوائے عین سوال مذکور ست و سوال پارسی را بزبان ہندی جواب عجب چنان: | دیوبندی کے فتویٰ میں یعنی اس فتوے والا سوال مذکور ہے اور اس فارسی سوال کا عجیب جواب انہوں نے اردو (ہندی) میں دیا ہے، جو یہ ہے: |
|---|--|

الجواب: زید جبکہ اپنے پر سے راضی ہو گیا اور خود اس کو گھر رکھا تو اس کی عورت پر اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی البتہ اگر زید اسکو نکالتا اور اس کی زوجہ اس کو رکھتی تو مطلقہ ہوتی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔



جواب پراعلیٰ حضرت کا تبصرہ

| | |
|--|---|
| در سوال بود اگر بخانه گزاشتی و در جواب میگوید "اس کو رکھتی" مساکین میفہم کہ اینجا در گزاشتن وداشتن تمیز ندارند آنہارا گزاشتن بہ کہ داشتن باز حاصل ایں شبہ ہماں شبہ اولیٰ ست کہ مرد خود گزاشت نہ زن و ایں دون ترین شبہ پیش پا افتادہ نیز ایجاد دماغ دیوبند نیست بلکہ بیچارہ مفتی محظی از سائل آموخت کہ در عبارت سوال زید راضی شدہ در خانہ گزاشت ایمائے باوجود بلے چوں دید کہ گزاشتن و منع نہ کردن بالیقین از زن نیز مستحق ست براہ گیزی گزاشتن را بداشتین بدل کردتا ایواد جادادون را بجائے ترک و تخلیہ نشاند و حرام خدا را حلال کردہ داد دیوبندیت از دیوبندیاں ستاند و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر | سوال میں تھا کہ "اگر تو گھر میں چھوڑے۔" جواب میں دیوبندی لکھتا ہے "اس کو رکھتی۔" اس مسکین بے فہم مفتی کو یہاں چھوڑنے اور رکھنے کا فرق معلوم نہ ہوسکا، ایسے مفتیوں کو چھوڑنا بہتر یا رکھنا بہتر؟ پھر یہ شبہ وہی ہے جس کو ہم نے شبہ اولیٰ کے طور پر ذکر کیا ہے کہ خاوند نے خود بیٹے کو گھر چھوڑا، بیوی نے نہیں چھوڑا، اور کمزور ترین اور حقیر سایہ شبہ دیوبندی دماغ کی ایجاد نہیں، بلکہ اس بیچارے نے یہ شبہ سائل سے سیکھا جس نے اپنے سوال میں "زید نے راضی ہو کر بیٹے کو گھر میں چھوڑا" لکھ کر اشارہ دیا ہے، پھر جب اس مفتی نے دیکھا کہ چھوڑنا اور منع نہ کرنا بیوی سے یقیناً سرزد ہوا ہے، تو پھر گزیر کرتے ہوئے اس نے "چھوڑنے" کو "رکھنے" میں بدل دیا تاکہ آنے کے موقعہ دینے کو ترک اور تخلیہ کی جگہ منطبق کر سکے، |
|--|---|

| | |
|--|---|
| یوں اس نے اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کو حلال بنا دیا ہے، دیوبندیوں کی دیوبندیت بن گئی، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، وصلى اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ (ت) (رسالہ ختم) | خلقه محمد وآله واصحابه اجمعين واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ |
|--|---|

مسئلہ ۲۱۵: از محلہ بہاری پور بریلی ۲۹/رجب ۱۳۳۸ھ مرسلہ ریاض الدین احمد
کسی سچی بات کے لئے قرآن پاک کی قسم کھانا یا اس کا اٹھانا گناہ ہے یا نہیں؟ آپ کو تکلیف دینے کی اس وجہ سے ضرورت ہوئی کہ ایک شخص سے کہا گیا کہ اگر تو سچا ہے تو قرآن شریف کو اٹھالے۔ اس کا اس نے جواب دیا کہ میں سچائی پر ہوں لیکن میں قرآن شریف نہیں اٹھا سکتا ہوں کیونکہ قرآن شریف اٹھانا ہر حالت میں گناہ ہے، دوسرا فریق کہتا ہے کہ سچا قرآن شریف اٹھانا گناہ نہیں ہے البتہ جھوٹا قرآن شریف اٹھانا گناہ ہے، مہربانی فرما کر مطلع فرمائیے کہ دونوں باتوں میں کون سی بات سچی ہے؟

الجواب:

جھوٹی بات پر قرآن مجید کی قسم کھانا یا اٹھانا سخت عظیم گناہ کبیرہ ہے اور سچی بات پر قرآن عظیم کی قسم کھانے میں حرج نہیں اور ضرورت ہو تو اٹھا بھی سکتا ہے مگر یہ قسم کو بہت سخت کرتا ہے، بلا ضرورت خاصہ نہ چاہئے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱۶: از برٹس گائبرار اتیرس و بیج ایسٹ بنک مسئلہ عبدالغفور ۲۴ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ
اگر لوگوں نے کلام اللہ کو ہاتھ میں لے کر حلف کیا اپنے پیش امام کی تابعداری کا، وہ حلف یحیٰں ہوا یا کہ نہیں؟ اور یا کہ شرف ہوا اللہ تعالیٰ کے ساتھ؟ یا گناہ ہوا؟ اور یا کہ ایسا حلف قسم کلام کا ہوا؟ اور قسم کلام اللہ کا کھانا درست ہے یا کہ نہیں؟ اور جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے اور لوگوں نے حلف کیا ساتھ کلام اللہ کے، تو وہ غیر اللہ کا قسم کہا جائے گا یا کیا کہا جائیگا؟ فقط۔

الجواب:

کلام اللہ، اللہ عز وجل کی صفت قدیمہ ہے۔ صفات الہیہ عین ذات ہیں نہ کہ غیر ذات۔ کلام اللہ کی قسم ضرور حلف شرعی ہے،

| | |
|--|--|
| لانه من صفاته وقد تعورف الحلف به فکان کالحلف بعزته وعظمتہ وجلالہ | کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ایسی صفات میں سے ہے جس کے ساتھ قسم کھانا متعارف ہے لہذا قرآن کے ساتھ حلف ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی عزت، |
|--|--|

| | |
|--|---|
| لاکالحلف برحمتہ وجودہ وکرمہ لعدم التعارف وهذا هو منات الحلف الشرعی کہا فی الدرالمختار وغیرہ۔ | عظمت اور جلال کی قسم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت، جود اور کرم کی قسم کی طرح نہیں جن سے قسم متعارف نہیں ہے، اور یہی متعارف ہونا نہ ہونا ہی شرعی قسم کا معیار ہے، جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے۔ (ت) |
|--|---|

ہاں مصحف شریف ہاتھ میں لے کر یا اس پر ہاتھ رکھ کر کوئی بات کہنی اگر لفظ حلف و قسم کے ساتھ نہ ہو حلف شرعی نہ ہو گا مثلاً
کہے کہ میں قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہوں کہ ایسا کروں گا اور پھر نہ کیا تو کفارہ نہ آئے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱۷: از شمس آباد کیمیل پور مسئلہ غلام گیلانی سہ شنبہ ۱۸ شعبان ۱۳۳۲ھ

| | |
|--|--|
| زید حلف خورد کہ من بخانہ برادر خود ہر گز نان نخواہم خورد ورنہ کذا و کذا باشد بعدہ در تقریب شادی مرد ماں آں زید را بر خوردن نان مجبور کردند او گفت کہ من بگفتہ شائیں نان را در تصور خوردم (یعنی حقیقہً نمی خورم لیکن در تصور خود میخورم و چہ نخورده ام اما خوردہ گیر بایدم ایں واقعہ پیش علمائے دیار رفت مگر حکم بجنث داد واستناد او بایں عبارت حاشیہ اصول شاشی در بحث مقتضی بایں الفاظ ست عبارت اصول شاشی ولا تخصیص عن الفرد المطلق لان التخصیص يعتمد العموم ولا عموم للمقتضی ^۱ و عبارت فصول ایں ست فان قيل فیراد الطعام الموصوف بصفة کذا قلنا هذا اثبات وصف زائد علی المطلق وهو زیادة علی قدر الحاجة فلا یثبت | زید نے قسم کھائی کہ میں اپنے بھائی کے گھر ہر گز کھانا نہ کھاؤں گا اگر کھاؤں تو فلاں چیز لازم آئے، اس کے بعد شادی کی تقریب میں لوگوں نے اس کو کھانے پر مجبور کیا تو اس نے کہا میں تمہارے کہنے پر کھانے کا تصور کر لیتا ہوں، یعنی حقیقہً نہ کھاؤں گا صرف اپنے تصور میں کھاؤں گا کیونکہ میں نے کھانا نہیں لیکن کھانے والا سمجھاؤں گا۔ یہ واقعہ علاقہ کے علماء کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے اس بات پر قسم کے ٹوٹنے کا حکم دیا، اور اسکی دلیل اصول شاشی کے حاشیہ کی اس عبارت کو بنایا ہے جو اصول شاشی میں مقتضی کی بحث میں ہے۔ اصول شاشی کی عبارت یہ ہے کہ فرد مطلق میں تخصیص جاری نہیں ہوتی کیونکہ تخصیص کی بنیاد عموم پر ہے جبکہ مقتضی میں عموم نہیں ہوتا۔ اس پر حاشیہ فصول کی عبارت یہ ہے: اگر اعتراض کیا جائے کہ کھانے کے |
|--|--|

^۱ اصول الشاشی وفصول الحواشی قبیل فصل فی الامر المطیع المحمدی پشاور ص ۲۰۰

| | |
|--|--|
| <p>قول کے بعد مطلق طعام کی بجائے خاص وصف والا طعام بطور مقتضی مراد لیا جائے تو کیسا ہے، قلنا (ہم جواب دیں گے کہ) ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ مطلق پر ایک زائد وصف کا اضافہ ہے جو قدر حاجت سے زائد ہے اور مقتضی قدر حاجت سے زائد ثابت نہیں ہو سکتا جیسا کہ مقتضی میں تعیم کی صفت ثابت نہیں ہو سکتی، جبکہ اس جواب میں بھی کام ہے، کیونکہ لعل المراد سے آگے، قیل کے تحت، کہ، یہ عموم کے باب سے نہیں بلکہ جس چیز کے متعلق قسم کھائی ہے (محلوف علیہ) اس کا حصول ہے، کیونکہ اگر وہ کھانے کے لئے متصور ہوا، تو کیا اس عبارت کا سوال مذکور کے حاث ہونے سے تعلق ہے یا نہیں، اگر حضور پر نور اس عبارت کا مطلب بمع شواہد، موافق اور نظائر فارسی میں مفصل طور پر بیان فرمادیں تو ہر طرح حجاب ختم ہو جائے گا اور اس بحث کی وضاحت ہو جائے گی، فقط۔ (ت)</p> | <p>بطریق الاقتضاء کصفة التعمیم وفيه ايضا كلام قوله لعل المراد (الی ان قال) قیل انه ليس من باب العموم بل لحصول المحلوف عليه فانه لو تصور الاكل الخ¹ را بایں حکم حث در سوال تعلق ست یا نہ، اگر حضور پر نور مطلب اس عبارت مع شواہد و توابع و نظائر در عبارت فارسی مفصل ارقام فرماید ہر آئینہ رفع حجاب و فتح باب خواہد شد، فقط۔</p> |
|--|--|

الجواب الملقوظ:

| | |
|---|--|
| <p>ایک دن حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے سامنے ایک شخص نے کہا کہ فلاں شخص نے خواب میں دوسرے شخص کی ماں سے زنا کیا ہے، تو حضرت امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ اس شخص کو دھوپ میں کھڑا کر کے اس کے سایہ پر کوڑے مارو غرضیکہ ایسی باتیں علم کے مدعی لوگوں سے بعید ہیں، کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ جزائے پائے جانے کے لئے شرط کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے، جبکہ سوال میں کھانے کی شرط کو ذکر کیا گیا ہے تو کھانا</p> | <p>روزے پیش امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے گفت کہ فلاں در خواب بامادر آئکس زنا کرده است۔ امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرمود اور اور آفتاب قائم کردہ سایہ اش را درہ زن، از مدعیان علم ہیچو سخن خیلے بعید است پیدا است کہ اس نزول جزا را از حصول شرط ناگزیرست و شرط اکل بود نہ تصور او و بمجرد تصور تحقق اکل بدایہ مخالف عقل است ہیچ صبی عاقل گمان نتواں برد کہ ہر کہ تصور</p> |
|---|--|

¹ اصول الشاشی و فصول الحواشی قبیل فصل فی الامر بالمطیع المحدثی پشاور ص ۲۰۰

| | |
|--|---|
| <p>شرط ہوگا نہ کہ تصور شرط ہوگا، کھانے کے محض تصور کر لینے سے کھانا متحقق نہیں ہوتا، یہ بات ہر عقلمند بچہ بھی جانتا ہے اور ایسا ہونا بدائے عقل کے خلاف ہے کہ کوئی کھانے کا تصور کرے تو حقیقی کھانا ہو جائے گا۔ اگر ایسا ہی ہو تو پھر دنیا سے فقر و فاقہ ختم ہو جائے، اور رزق میں تفاوت کی یہ حکمت معاذ اللہ ختم ہو جائے جس کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا، اگر اللہ تعالیٰ سب کے لئے رزق کو کشادہ کر دے تو لوگ زمین میں بغاوت کر دیں لیکن وہ بقدر مشیت رزق اتارتا ہے۔ اور اصول شاشی کے حاشیہ سے جو نقل کیا گیا اس کا معنی یہ ہے اکل (میں کھاؤں) کا فعل طعام کا مقتضی ہے تاکہ اس قسم والے کی قسم سے متعلق چیز معلوم ہو سکے کیونکہ اکل (کھانا) متعدی فعل اور کوئی متعدی فعل، مفعول بہ کے بغیر نہیں پایا جاسکتا جبکہ یہاں کھانے کا مفعول بہ طعام ہے حتیٰ کہ اگر کھانا بغیر طعام متصور ہو سکے تو پھر کھانے کے بغیر قسم ٹوٹ جائے، تو جب کھانا بغیر طعام متصور نہیں ہو سکتا تو طعام کے بغیر قسم بھی نہ ٹوٹے گی۔ یہاں پر شخص مذکور نے جو معنی مراد لیا ہے۔ وہ غلط اور باطل ہے اور اس کو مراد لینا جنون سے کم نہیں ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)</p> | <p>خوردن کرد حقیقہ خورد واگر چنان بودے فقر و فاقہ از جہاں برخاستے و حکمت الہیہ کہ باختلاف لزوم در رزق ست کہ وَكَوَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَعُوْا فِيْ الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُنْزِلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ^۱ معاذ اللہ از ہم پاشیدے و آنکہ از حاشیہ اصول شاشی منقول شد معنیش آنست کہ در (اکلت) اقتضائے طعام از جہت تحصیل مخلوف علیہ ست زیرا کہ اکل فعل متعدی ست و فعل متعدی بے مفعول بہ صورت نہ بند و اینجا مفعول بہ طعام ست تا آنکہ اگر اکل بے طعام صورت بستے حش بے اوحاصل شدے و اذلیس فلیس اینجا بر معنی باطل حمل کردن در چہ مرتبہ از جنون ست نسأل اللہ العفو و العافیۃ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> |
|--|---|

مسئلہ ۲۱۸: از مدرّس تعلیم صاحب از مقام پکاسن ملک میواڑ محلّہ مومنان ۱۶ صفر ۱۳۳۶ھ

چند شخص نے مسجد کے اندر کہا کہ جو شخص بیٹی پر روپیہ لے یا قرضدار کے یہاں کھانا کھائے تو کلمہ شریف اور قرآن سے پھرے تو اس کا کاغذ بھی لکھا مگر وہ کاغذ بھی پھاڑ ڈالا اور وہی کام کرنے لگ گئے ان کے واسطے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

^۱ القرآن الکریم ۲۷/۳۲

الجواب:

بیٹی پر روپیہ لینا ناجائز ہے اور قرضدار کے یہاں کھانا کھانا اگر قرض کے دباؤ سے ہے تو وہ بھی ناجائز ہے، اور جنہوں نے یہ اقرار کیا تھا کہ جو ایسا کرے وہ کلمہ شریف اور قرآن شریف سے پھرے، پھر اس اقرار سے پھر گئے اور وہ کاغذ پھاڑ ڈالا ان میں سے جس کے خیال میں یہ ہو کہ واقعی ایسا کرنے سے قرآن مجید اور کلمہ طیبہ سے پھر جائے گا اور یہ سمجھ کر ایسا کیا وہ کافر ہو گیا اور اس کی عورت نکاح سے نکل گئی نئے سرے سے اسلام لائے، اسکے بعد عورت اگر راضی ہو تو اس سے دوبارہ نکاح کرے ورنہ مسلمان اسے قطعاً چھوڑ دیں اس سے سلام و کلام اس کی موت و حیات میں شرکت سب حرام، اور جو جانتا تھا کہ ایسا کرنے سے قرآن مجید یا کلمہ طیبہ سے پھرنا نہ ہو گا وہ گنہگار ہو اس پر قسم کا کفارہ واجب ہے کقولہ ہو برئ من اللہ ورسولہ ان فعل کذا (جیسا کہ وہ یوں کہے اگر ایسا کروں تو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ سے بری ہو جاؤں۔ ت واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۱۹ تا ۲۲۱۸: از مولوی ضیاء الاسلام صاحب پیش امام جامع مسجد آگرہ ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ
فرازندہ راایت شریعت و مروّج احکام فطوت دام عظمتہ بعد سلام سنت الاسلام کے واضح رائے عالی ہو کہ براہ کرم جواب بہت جلد روانہ فرمائیے گا ز حد ضرورت ہے:

(۱) ایک جماعت نے متفق ہو کر اور قرآن شریف ہاتھوں پر رکھ کر قسم کھائی کہ ہم سب آدمی اپنی مستورات کو قبریں و تعزیہ و شادی وغیرہ کے خلاف شرع رسوم میں نہ جانے دیں گے اور اگر کوئی اس کے خلاف کرے گا اس کے ساتھ کھانے پینے کا تعلق اور حصہ وغیرہ کالین دین نہ کریں گے، اور نہ اس کے جنازہ میں شریک ہوں گے، یہ قسم قرآن شریف ہاتھوں میں لے کر کھائی، بعد دو روز کے ایک شادی ہوئی تو کچھ لوگوں نے متفق ہو کر اپنی عورتوں کو خود بھیج دیا اور کچھ لوگوں نے قسم کی پابندی کی، اب جن لوگوں نے اس عہد کو توڑ دیا وہ لوگ از روئے شرع کس جرم کے مستحق ہیں۔

(۲) یہ جو قسم کھا کر وعدہ خلافی کر گئے ہیں وہ کسی معاملہ میں حکم (بیخ از روئے شرع ہو سکتے ہیں یا نہیں، اور گواہی ان کی درست ہے یا نہیں؟

(۳) جو لوگ اپنی قسم پر قائم ہیں ان کی یہ حقارت کرتے ہیں اور طعنہ زن ہوتے ہیں اس کے وہ مواخذہ دار ہوں گے یا نہیں؟
بینواتوجروا۔

الجواب:

(۱) وہ شادی جس میں ان لوگوں نے اپنی عورتوں کو بعد قسم کے بھیجا اگر رسوم خلاف شرع پر مشتمل تھی تو

ان پر دوہرا گناہ ہوا، ایک ایسی جگہ اپنی عورتوں کو بھیجنے کا دوسرا قسم توڑنے کا۔

| | |
|--|--|
| اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: | وَاحْفَظُوا أَنْفُسَكُمْ ^۱ ، وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا ^۲ |
| اپنی جانوں اور اہل کو آگ سے بچاؤ (ت) | |

ان پر فرض ہے کہ توبہ کریں اور آئندہ ایسی حرکت سے باز رہیں اور گواہی سنی جائے۔

(۲) اگر وہ لوگ توبہ نہ کریں تو ایسوں کو نہ حکم بنایا جائے نہ ان کی گواہی سنی جائے۔

(۳) ضرور مواخذہ دار ہیں اور شدید بلکہ معاملہ شرعی و دینی ہے اس میں عہد الہی کو قائم رکھنے والوں کو برا جاننا اور قائم رہنے پر

طعنہ کرنا معاذ اللہ اسلام میں فرق آنے کا باعث ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۲: ایک شخص نے کسی سے غصہ میں آکر کہا کہ تیرے مکان کا کھانا پینا مجھ پر حرام ہے، یا کہا کہ تیرے منکے کا پانی حرام ہے تو شرع شریف میں ان کا کیا حکم ہے؟

الجواب:

یہ قسم ہے اگر اس کے گھر کھائے پئے گا یا دوسری صورت میں اس کے منکے کا پانی پئے گا قسم کا کفارہ دینا آئے گا پھر اگر اس سے ترک علاقہ خیر ہو تو چاہئے کہ قسم توڑے اور کفارہ ادا کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۹ جمادی الآخرہ ۱۳۳۶ھ

از ڈاکخانہ راموچکما کول ضلع چٹانگ

مسئلہ ۲۲۳:

کوئی شخص کہے کہ اگر تم سے بولوں یا تمہارے مکان جاؤں یا یہ چیز کھاؤں تو میرے حق میں حرام ہے یا صرف یہ کہنا حرام ہے، کیا یہ کہنے سے حرام ہو جائے گا، اگر حرام ہو تو اس سے بری الذمہ ہونے کی کیا صورت ہے؟

الجواب:

ہاں استحساناً یہ صورت حلف کی ہے اور یحیٰ تحریم حلال ہی ہے اس کہنے کے بعد اگر اس سے بولایا

^۱ القرآن الکریم ۸۹/۵

^۲ القرآن الکریم ۶/۶۶

گھر گیا، یا وہ چیز کھائی تو قسم ٹوٹ جائے گی، کفارہ دینا ہوگا،

| | |
|---|---|
| <p>یہ استحسان ہے جیسا کہ فتاویٰ شامی میں نہر اور فتح کے واسطہ سے منتقی سے منقول ہے اور جو خلاصہ میں پھر بحر اور پھر در مختار میں ہے وہ قیاس ہے جبکہ استحسان کو تقدم حاصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)</p> | <p>هذا هو الاستحسان كما في ش عن النهر والفتح عن المنتقى وما في الخلاصة فالبحر فالدر قیاس والتقديم للاستحسان، واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> |
|---|---|



باب النذر

(نذر کا بیان)

مسئلہ ۲۲۴: سید پرورش علی صاحب از متولی ٹولہ سسوان ضلع بدایوں ۱۰ ربیع الآخر ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کی گائے جنی تو انہوں نے کہا کہ یہ بچھیا پال کر ننھی کو دینگے، اب وہ سال بھر کی ہوئی، بہت خوب و مرغوب، دیکھ کر بے ساختہ کہا کہ اللہ کی نذر کریں گے، ننھی کو دینا یاد نہ رہا، نذر ہوئی یا نہیں؟ خریدار پہلے سات روپے قیمت تجویز کرتے ہیں کہ یہ گائے دس بارہ سیر دودھ کی ہوگی، اس کا بدل قربانی کیجیو، اگر نذر ہو گئی تو بدل جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کیا کتنا ہوگا؟

الجواب:

حضرت مولانا سید صاحب دامت افضالکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ، اس لفظ سے کہ "اللہ کی نذر کریں گے" نذر نہ ہوئی محض وعدہ ہوا، اور وہ کہنا کہ "پال کر ننھی کو دیں گے" اس سے بھی ہبہ نہ ہوا یہ بھی ایک ارادہ کا اظہار تھا، مگر اللہ عزوجل سے جو وعدہ کیا اس سے پھر نا بھی ہر گز نہ چاہئے، قرآن عظیم میں اس پر سخت وعید فرمائی ہے، افضل یہ ہے کہ کسی فقیر کو ہبہ کر کے دو ایک روپے میں اس سے خرید کر ننھی کو دے دیجائے کہ دونوں وعدے پورے ہو جائیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔ لفظ نذر جس طرح مذکور ہوا قربانی کے لئے خاص نہیں، ہاں اگر یہ نذر کرے کہ اللہ عزوجل کے نام پر قربانی کر دے گا تو قربانی ہی واجب ہے بدل ناممکن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۵: مسئلہ عبدالکریم ہاشم لاکہ کو ٹھی مقام بدامپور ڈاک خانہ رانگ دیٹہ ضلع مان پور روز پنجشنبہ تاریخ ۷ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

افضل الفضلا عالم یگانہ روزگار جناب مولانا صاحب مدظلہ العالی، بعد ادائے آداب و تسلیمات بصد تعظیم و تکریم و ہدیہ سلام مسنون الاسلام معروض خدمت سراپا برکت ہے کہ فدوی نے اپنے کارخانہ لاکہ کو ٹھی میں یوم ابتداء کار و بار سے مسلم ارادہ کر لیا تھا کہ کارخانہ مذکور میں جو کچھ نفع ہوگا اسکے سولہ حصہ میں ایک حصہ خاص جناب سیدنا و مولانا پیر و سنگیر غوث الثقلین جناب محی الدین عبدالقادر جیلانی صاحب رحمۃ اللہ علی مرقدہ و قدس اللہ سرہ کا بطور تبرک نیاز کیا تھا اور ہے اور یوم ابتداء کار و بار سے بھی کہ جمع خرچ میں بھی ایک کنہ وہ جدابنام نامی اسم گرامی محب صمدان جناب سید محی الدین عبدالقادر صاحب جیلانی قدس اللہ سرہ کے نام پاک سے موسوم کیا گیا ہے اور اب زمانہ اس کا چند سال کا ہوتا ہے کہ روپیہ نفع کا بھی جمع ہو گیا ہے تصدیقہ وہ خدمت کہ وہ روپیہ کن کن مصارف دینی میں خرچ ہو سکتا ہے یوم ابتداء کار و بار سے آج تک کوئی خاص ارادہ نہیں کیا گیا ہے اور نہ تھا کہ وہ نفع روپیہ فلاں کار خیر میں خرچ کیا جائے گا، اب خلاصہ دریافت مسئلہ یہ ہے کہ یہاں کی مسجد بے مرمت اور ویران پڑی ہے اور مسلمان یہاں کے بہت غریب ہیں جس سے مرمت کا ہونا بہت دشوار ہے تو ایسی حالت میں جو روپیہ نفع کا ہے اس کو مصارف مسجد میں خرچ کیا جاسکتا ہے کہ نہیں، ایسی حالت میں علمائے دین کا کیا اتفاق ہے اور علاوہ اس کے کن کن مصارف میں وہ خرچ کیا جاسکتا ہے بواپسی ڈاک جواب سے سرفراز فرمادیں، فقط۔

الجواب:

نیت کرنے والوں کو مولیٰ تعالیٰ جزائے خیر دے بہت محمود نیت ہے اور ہر دینی مصرف میں اسے صرف کر سکتے ہیں مسجد ویران کی آبادی نہایت اہم کام ہے اس میں صرف کرنا مقدم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۶: مرسلہ محمد ساجد علی شاذلی سلہٹی ضلع تیرپورہ ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

ماقولکم دام فیضکم اس میں بشوق حصول مطلوب غائب حاضر ہوتے یا لاولد واسطے فرزند کے یا مریض واسطے شفا کے و حاجات دینی و دنیوی کے واسطے یا فتح مہمات کے واسطے اللہ تعالیٰ میری مقصود حاصل کرے، پس واسطے اللہ تعالیٰ اتار و پیہ یا قندیل یا بتی سراج کی یا شطر نجی یا مصلیٰ یا طعام یا قربانی نذر اللہ فی سبیل اللہ ماننا معین کر کے واسطے مسجد مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے، اور علماء و فقرا اور مساکین کے واسطے اہل مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درست ہے یا نہیں، اگر مقصود حاصل ہوئے پس ایسی نذر کے اسباب ارسال کرنا امانت دار کی معرفت سے ضرور ہے یا نہیں، اگر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ارسال نہ کر کے غیر ملک مکہ مدینہ منورہ کے علماء فقرا کو دیوے کھلاوے درست یا نہیں، اور ناذر کے ذمہ سے ساقط

ہوگا یا نہیں، اگر کوئی اس حیلہ بہانہ سے منع کرے اور راہ میں ڈاکے چوری ہوتا ہے ارسال نہ کرنا لازم ہے اور بعض امانتدار خیانت کرتا ہے، ایسے احتمال گمان سے روکنا مال نذر کار درست ہے یا نہیں، اگر کوئی شخص مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی تشبیہ بھوت خانہ کالی گھر کے مثل کہے اس کا کیا حکم ہے؟ بد تعظیم بے ادب کلام ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

وہ نذر بلاشبہ جائز ہے اور نذر کا پورا کرنا واجب، قال اللہ تعالیٰ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ^۱ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنی نذروں کو پورا کرو۔) اور جب نذر میں تخصیص مساجد طیبہ حرمین شریفین کی کی ہے تو وہیں بھیجنا انسب ہے اگر آسان ہو اور اگر یہیں کی مساجد میں صرف کر دے جب بھی حرج نہیں کہ تعین مکان نذر میں نامعتبر ہے دونوں شہر کریم کی نسبت وہ کلمہ کہنا ضرور گستاخی و توہین و کلمہ کفر ہے اور نذر پوری کرنے سے جو شخص رد کرے وہ متناع للخیار (بھلائی سے روکنے والا۔) ہے، اور ایسے ناذر کو جو خاطی کہے خود خاطی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۷: نور محمد ریاست بہاول پور اسٹیشن صادق آباد ڈاک خانہ اختر پور ضلع خان پور ۳ ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ اگر بدرگاہ خداوند کریم سوال کیا جائے کہ مجھ کو فرزند عطا ہو یا بیماری دفع ہو یا قرض ادا ہو تو اس قدر خیرات فی سبیل اللہ بار و اح رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا حضرت پیر دستگیر یا ولی اللہ کر دوں گا یہ نذر جائز ہے یا نہیں؟ فقط والسلام۔

الجواب:

بلاشبہ جائز ہے اور اس کا کرنا واجب، قال اللہ تعالیٰ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ^۲ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنی نذریں پوری کرو۔) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۸: مرسلہ غلام محی الدین ملازم طبع کریم ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی کی نانی نے نیاز مانی کہ اگر میرے نواسی پیدا ہوگی تو میں چہل تنوں کی گائے ذبح کروں گی، چنانچہ ایک مدت کے بعد لڑکی پیدا ہوئی، اس کے پیدا ہونے کے بیس روز بعد نانی کا انتقال ہو گیا، اب لوگ لڑکی کے والدین سے کہتے ہیں

^۱ القرآن الکریم ۲۹/۲۲

^۲ القرآن الکریم ۲۹/۲۲

کہ یہ نیاز دلواؤ اور یہ نیاز ان شرائط سے دلواؤ کہ ایک گائے خریدو اس کے سہرا باندھو اور فقیروں کا گروہ خاص اس نیاز کے واسطے مخصوص ہے ان کو بلوا کر ان کے سر گروہ کو جوڑا پہناؤ، پھر گائے چہل تنوں کی ذبح کی جائے اس کو پکا کر مع روٹی کے فقیروں کو دے دیا جائے وہ جو کچھ اس میں سے تم کو واپس دے دیں لے کر اپنے صرف میں لاؤ، بعد اس کے کونکے بہت سے دہکا کر زمین پر بچھائے جائیں ان انگاروں پر وہ فقیر لڑکی کو گود میں لے کر لوٹیں گے اور پاؤں سے گھوندیں گے آگ کا کچھ بھی اثر ان کے بدن پر نہ ہوگا، لہذا نوشتہ بالا معنوں سے شرعاً کیا کرنا چاہئے؟ بینواتو جروا۔

الجواب:

چہل تن چالیس شہداء ہیں، اگر منت سے یہ مراد تھی کہ گائے مولیٰ عزوجل کے لئے ذبح کر کے اس کا ثواب ان شہیدوں کو پہنچایا جائے تو وہ نذر واجب ہو گئی عورت کے ترکہ سے ادا کی جائے تو بہتر ہے یعنی گائے مولیٰ عزوجل کے نام پر ذبح کر کے اس کا گوشت مساکین مسلمین کو تقسیم کر دیا جائے اور وہ لہو و لعب کہ سوال میں مذکور ہے باطل و مردود ہے، اگر منت ماننے والے کے ذہن میں یہی صورت بازیچہ تھی جو ملنگوں کا معمول ہے وہ منت ہی سرے سے باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۹ تا ۲۳۰: از باگ ضلع امچسرہ ریاست گوالیار مکان منشی اوصاف علی صاحب سب انسپٹر مرسلہ شیخ اشرف علی صاحب پشتر ریاست کوڑ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۶ھ

(۱) زید نے نذرمانی کہ اگر میرا فلاں کام اللہ کر دے گا تو میں مولود شریف یا گیارہویں شریف وغیرہ کروں گا، تو کیا اس کھانے یا مٹھائی کو اغنیاء بھی کھا سکتے ہیں؟

(۲) زید نے یہ نذرمانی کہ اگر میرا کام ہو جائے گا تو میں اپنے احباب کو کھانا کھلاؤں گا، تو کیا اس طرح کی منت ماننا اور اس کا ادا کرنا زید پر واجب ہوگا یا نہیں؟ بینواتو جروا۔

الجواب:

(۱) مجلس میلاد و گیارہویں شریف میں عرف و معمول یہی ہے کہ اغنیاء و فقراء سب کو دیتے ہیں جو لوگ ان کی نذرمانتے ہیں اسی طریقہ رائج کا التزام کرتے ہیں نہ یہ کہ بالخصوص فقراء پر تصدق، تو اس کا لینا سب کو جائز ہے، یہ نذر فقہیہ سے نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) یہ کوئی نذر شرعی نہیں، وجوب نہ ہوگا، اور بجالانا بہتر، ہاں اگر احباب سے مراد خاص معین بعض فقراء و مساکین ہوں تو وجوب ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۱: از پنڈول بزرگ ڈاک خانہ رائے پور ضلع مظفر پور مرسلہ نعت علی صاحب ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کوئی کہے یعنی منت مانے کہ جان کا بدلہ صدقہ مسجد میں لے جائینگے، اور اسی کو
بعض یوں کہتے ہیں کہ جان بچ جائے یا کام بن جائے تو نذر اللہ مصلیٰ کو کھلائیں گے، تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

مساجد میں شیرینی لے جائیں گے یا نمازیوں کو کھلائیں گے، یہ کوئی نذر شرعی نہیں، جب تک خاص فقراء کے لئے نہ کہے اسے
امیر فقیر جس کو دے سب لے سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۲: از چوہر کوٹ بارکھان ملک بہلوچستان مرسلہ قادر بخش صاحب ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

| | |
|--|---|
| اگر کسی نذر کرد کہ فلاں حاجت من بر آید بارواح فلاں مشائخ برائے اللہ فلاں زرگاؤ یا گو سفند خواہم کشت یا بدہم چوں حاجت اور آمد اکنوں گوید کہ آں زرگاؤ کہ نذر کردم بدیگر گو سفنداں بدل کردہ خیرات کنم آیا منذورہ زرگاؤ بعوض دیگر گو سفند بدل کردن جائزست یا خود آں زرگاؤ را خیرات بکند۔ | اگر کوئی یہ نذر مانے کہ میری فلاں حاجت پوری ہو جائے تو فلاں مشائخ کی روح کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے لئے فلاں بیل یا فلاں بکرے کو ذبح کروں گا، اور جب حاجت پوری ہو جائے تو وہ کہے کہ فلاں بیل کے بدلے میں چند بکرے خیرات کردوں تو کیا بیل کے بدلے چند بکرے دینا جائز ہے یا وہی بیل جس کی نذر مانی تھی دینا ہوگا؟ (ت) |
|--|---|

الجواب:

| | |
|---|---|
| نذر کہ بر جانور معین واقع شد تبدیلیش روانیست قال تعالیٰ وَلْيَبْذُرُوا ثَمَارَهُمْ ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | نذر میں جو جانور معین کیا جائے اس کو تبدیل کرنا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنی نذریں پوری کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) |
|---|---|

مسئلہ ۲۳۳: از سکندر پور ضلع بلیا پائی گلی مسئلہ محمد حسین وعطا حسین ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شہید صاحب مزار بزرگ کی قبر شریف خام ہے اور زید نے نیت کی کہ میری
مراد پوری ہو تو مزار شریف پختہ اینٹ سے بنوادوں گا، اللہ تعالیٰ نے بھرت

^۱ القرآن الکریم ۲۹/۲۲

شہید صاحب مراد پوری کردی اور اینٹ نئی موجود نہیں بلکہ زید کے باغ کے اندر ایک دیوار ہے اس دیوار سے اینٹ لے کر مزار شریف بنوا سکتا ہے یا نہیں؟ بینواتوجروا۔

الجواب:

مزار پختہ بنانے کی منت شرعی منت نہیں، اس کو پورا کرنا شرعاً واجب نہیں، وہ دیوار جو اس کے باغ میں ہے اگر اس کی ملک ہے تو اس کی اینٹوں سے مزار بنوا سکتا ہے جبکہ وہ کسی دیوار ناپاک جگہ استعمال میں نہ آئی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۲۳۴: از مانگل کسٹری ضلع گرگاواں ڈاکخانہ دھینار ریاست دو جانہ مرسلہ حافظ غلام کبریا صاحب پیش امام ۲ شوال ۱۳۳۹ھ کیافر ماتے ہیں علمائے دین بزرگوں کی منت ماننا کیسا ہے؟ بعض کہتے ہیں یہ تعظیم اللہ کے واسطے ہے غیر کونہ چاہئے۔

الجواب:

بزرگوں کی منت حقیقتہً مولیٰ عزوجل ہی کے لئے منت ہوتی ہے اور بزرگوں کو ایصالِ ثواب کر کے ان سے تقرب بغرض توسل، اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں،

| | |
|--|--|
| کما افاده العلامة عبدالغنی النابلسی قدس سرہ القدس فی الحدیقة الندیة۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | جیسا کہ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے اسے حدیقہ ندیہ میں بیان فرمایا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) |
|--|--|

مسئلہ ۲۳۵: ۹ صفر ۱۳۱۲ھ

اگر کوئی شخص منت مانے کہ میرا فلاں کام ہو جائے گا تو میں پانچ روپے کاغذ محتاجوں کو تقسیم کروں گا، اب تقسیم کے وقت کسی غریب کو کپڑے کی حاجت ہے تو کپڑا بنا دینا اور حاجت رفع کرنا ادائے نذر کے لئے کافی ہوگا یا نہیں؟ بینواتوجروا۔

الجواب:

پانچ روپے یا پانچ روپے کاغذ، کپڑا، کوئی چیز محتاج کو پہنچ جائے۔ کپڑا اگر سلوا کر دیا تو جو سلائی میں جائے گا مجرانہ ہوگا۔

| | |
|---|--|
| فی الدر المختار نذران یتصدق بعشرة دراهم من الخبز فتصدق بغیره | در مختار میں ہے کہ اگر کوئی نذر مانے کہ میں دس درہم کی روٹی صدقہ کروں گا تو اگر اس نے روٹی کے بجائے |
|---|--|

| | |
|--|--|
| جَزَانِ سَاوِی الْعَشْرَةِ كَتَصَدَقَهُ بِشَمْنِهِ ^۱ ۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی | دس درہم کے برابر کوئی اور چیز صدقہ کر دی تو جائز ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ روٹی کے بجائے دس درہم دے دے تو جائز ہے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَم۔ (ت) |
|--|--|

مسئلہ ۲۳۶: ۲۷ شوال ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں عہہ کا لڑکا بیمار ہوا اس کے والدین نے منت مانی کہ یا اللہ! اگر میرے لڑکے کو آرام ہو جائے تو رکھیں عہہ رکھیں گے تیری نذر میں تین محتاج کھلائیں گے اور پچاس رکعت نماز پڑھیں گے۔ یہ کلمہ مولوی نے دامتی مقرر کیا ہے اور اس منت کو حضرت نے بھی منع کیا ہے۔

الجواب:

اس مولوی نے غلط کہا اللہ عزوجل نے پورا کرنے کا قرآن مجید میں حکم دیا ہے وَلْيُؤْتُوا ذُرِّيَّهُمْ^۲ یعنی مسلمانوں پر لازم کہ اپنی نذریں پوری کریں، نذریں پوری کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے يُؤْفُونَ بِالَّذِي^۳ نذر پوری کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نذر ماننے سے منع نہیں فرمایا بلکہ اس کی وفا کا حکم دیا ہے۔ بخاری شریف میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے مَنْ نَذَرَ أَنْ يَطِيعَ اللَّهَ فَلْيَطِيعْهُ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ^۴ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی طاعت الہی مثل نماز و روزہ و صدقہ وغیرہ کی منت مانے وہ بجالائے اور جو کسی گناہ کی منت مانے وہ باز رہے۔ ہاں یہ سمجھنا کہ نذر ماننے سے تقدیر الہی بدل جائے گی جو نعمت نصیب میں نہیں وہ مل جائے گی جو بلا مقدر میں ہے وہ ٹل جائے گی، یہ اعتقاد فاسد ہے، ایسی ہی نذر سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے حدیث شیخین:

| | |
|---|---|
| (لَا تَنْذَرُوا، فَإِنْ نَذَرَ لَا يَغْنَىٰ مِنَ الْقَدَرِ شَيْئًا، وَأَمَّا يَسْتَخْرِجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ ^۵ ۔ | نذر نہ مانا کرو، کیونکہ نذر تقدیر سے مستغنی نہیں کرتی سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ نذر کے سبب بخیل سے مال خرچ کرایا جاتا ہے۔ (ت) |
|---|---|

عہہ: مسودہ میں بیاض ہے۔ عہہ: مسودہ میں بیاض ہے۔

^۱ درمختار کتاب الایمان مطبع مجتبیٰ دہلی ۱/۲۹۵

^۲ القرآن الکریم ۲۹/۲۲

^۳ القرآن الکریم ۷۶/۷۶

^۴ صحیح البخاری کتاب الایمان باب النذر فی الطاعة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۹۹۱

^۵ صحیح مسلم کتاب النذر باب النذر فی الطاعة قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۴۴۲

کے نیچے مرقاۃ شریف میں ہے:

خطابی نے فرمایا کہ نذر سے منع کا معنی یہ ہے کہ یہ نذر کے متعلق اہتمام کا اظہار ہے اور نذر کو اپنے ذمہ لازم کرنے کے بعد اس میں لا پرواہی پر ڈرانا مقصود ہے، اور اگر نذر سے یہ منع برائے سزا ہوتا اس سے لازم آئے گا کہ نذر کو پورا کرنے کا حکم ختم ہو جائے کیونکہ یوں نذر گناہ قرار پائے گی، لہذا بلاشبہ حدیث کی وجہ یہ ہے کہ نذر اس اعتقاد سے نہ مانو کہ نذر کی وجہ سے تقدیر بدل جائے گی کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقدر نہیں فرمایا نذر کی وجہ سے تم اس کو حاصل کر لو گے اور تقدیر میں جو چیز تم پر وارد ہونے والی ہے تم اس کو نذر کے ذریعہ لوٹا دو، اور جب نذر مانو تو اس سے بری الذمہ ہونے کے لئے اسے پورا کرو، کیونکہ جو نذر مانی ہے وہ تم پر لازم ہو چکی ہے۔ (ت)

طیبی نے فرمایا اس حدیث کی وضاحت یہ ہے کہ اس میں نہی کا تعلق اور اس کی علت، تقدیر سے نذر مستغنی نہیں کرتی، والا جملہ ہے۔ اور اس میں تنبیہ ہے کہ اس عقیدہ سے نذر ماننا کہ یہ تقدیر کو تبدیل کر دے گی اور اس سے مستغنی کر دے گی، یہ منع ہے، لیکن نذر مان کر یہ عقیدہ رکھنا اللہ تعالیٰ ہی معاملات کو آسان فرماتا ہے اور وہی ذاتی طور پر نافع اور ضار ہے اور نذر محض ایک وسیلہ ہے۔ تو اس عقیدہ سے نذر اور اس کو پورا کرنا عبادت ہے، اور یہ صورت ممنوع نہیں ہے یہ کیسے ممنوع ہو سکتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے

قال الخطابی معنى نهيه عن النذر انما هو التأكيد الامر وتحذير التهاون به بعد ايجابه. ولو كان معناه الزجر عنه لكان في ذلك اسقاط لزوم الوفاء به اذ صار معصية. وانما وجه الحديث لا تنذروا على انكم تدركون بالنذر شيألم يقدره الله تعالى لكم. او تصرفون شيئاً جرى القضاء به عليكم واذا فعلتم ذلك فاخرجوه عنه بالوفاء فان الذى نذر توه لازم لكم¹۔

قال الطيبي تحريره انه علل النهي بقوله: فان النذر لا يغنى من القدر، ونبه على ان المنهى عنه هو النذر الذى يعتقد انه يغنى من القدر بنفسه. اما اذا نذر واعتقد ان الله تعالى هو الذى يسهل الامور. وهو الضار والنافع والنذور كالوسائل، فيكون الوفاء طاعة، ولا يكون منهياً عنه. كيف وقد مدح الله تعالى جل شانہ الخيرة من عبادة بقوله:

"يُؤْفُونَ بِالَّذِئْرٍ" اِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا قُلْتُ

¹ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح باب النذور الفصل الاول المكتبة الحبيبيه کوئٹہ ۵۹۹/۶

| | |
|--|---|
| <p>وَكَذَلِكَ قَوْلُهُ "إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا" فَالْمَنْهَى عَنْهُ هُوَ الْإِعْتِقَادُ عَلَى أَنَّ النَّذْرَ يَغْنِي عَنْ الْقَدْرِ^۱ الْخِصِّ الْمُخْتَصَرِّ، وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ۔</p> | <p>نیک بندوں کی مدح میں خود فرمایا کہ وہ نذروں کو پورا کرتے ہیں۔ اور فرمایا: جو بچہ میرے پیٹ میں ہے اس کو میں وقف کرتی ہوں۔ اور میں کہتا ہوں یونہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، میں نے اللہ تعالیٰ رحمٰن کے لئے روزہ کی نذر مانی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ حدیث میں نبی کا تعلق اس نذر سے ہے جس میں یہ عقیدہ شامل ہو کہ یہ نذر تقدیر سے مستغنی کر دے گی الخ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p> |
|--|---|

۱۵ ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ

از ذلیل گنج ضلع پبلی بھیت مرسلہ مولوی کریم بخش صاحب

مسئلہ ۲۳۹۶۲۳:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

- (۱) کسی شخص نے نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو میں گائے کے سر کی نیاز کروں گا، اگر وہ شخص بجائے سر کے اور جگہ کے گوشت کی نیاز کرے اور مساکین کو کھلائے تو اس سے واجب ادا ہو گا یا نہیں؟
- (۲) کسی نے بکری یا مرغی موجودہ کی نسبت مخصوص کر کے کہا کہ میں اس بکری یا مرغی کی نیاز کروں گا، پھر کسی وجہ سے وہ مفقود ہو گئیں تو بجائے اس کے دوسری بکری مرغی یا گائے وغیرہ کی اسی قدر گوشت سے نیاز ہو گی یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔
- (۳) کسی نے مسجد کا طاق بھرنا گلگولیا مانڈوں سے مانا، اگر وہ مسجد کا طاق نہ بھرے اور گھر پر تقسیم کر دے تو نذر پوری ہو گی یا نہیں؟

الجواب:

- (۱) سر کی تعین کچھ ضروری نہیں اس قدر قیمت کا گوشت بھی کافی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔
- (۲) اگر یہ نیاز نہ کسی شرط پر معلق تھی مثلاً میرا یہ کام ہو جائے تو اس جانور کی نذر کروں گا، نہ کوئی ایجاب تھا مثلاً اللہ کے لئے مجھ پر یہ نیاز کرنی لازم ہے جب تو یہ نذر شرعی ہو نہیں سکتی، اور اگر لفظ ایسے تھے جن سے شرعاً وجوب ہو گیا تو جبکہ ایجاب خاص جانور معین سے متعلق تھا اس کے گمنے یا مرنے کے بعد دوسرا اس کی جگہ قائم کرنا کچھ ضرور نہیں، نہ اس نذر کا اس پر مطالبہ رہا، اگر دوسرا جانور کر دے گا تو تبرع ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

| | |
|--|---|
| <p>الْمَنْذُورَةُ بِعَيْنِهَا لَوْ هَلَكَتْ أَوْ ضَاعَتْ</p> | <p>نذر مانی ہوئی چیز بعینہ اگر ہلاک ہو جائے یا ضائع ہو جائے</p> |
|--|---|

^۱ مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح باب النذور الفصل الاول المكتبة الحبيبية کوئٹہ ۵۹۹/۶

| | |
|---|--|
| سقط النذر ^۱ انتہی ملنقطاً، واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔ | تو وہ نذر ختم ہو جائے گی، اھ ملنقطاً، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (ت) |
|---|--|

(۳) مسجد کے طاق بھرنے کی منت سے اگر مقصود مساکین پر تصدق ہو تو نذر صحیح ہے اس طاق بھرنے کی تعیین لغو، جہاں چاہے مساکین کو دے دے نذر ادا ہو جائے گی اور اگر اس منت سے مقصود مسجد کا طاق ہی بھرنا ہے پھر غنی مسکین جو چاہے لے لے، جیسا کہ بعض جہاں خصوصاً عورتوں کے تعامل سے ظاہر ہوتا ہے تو وہ منت ہی کرنی لغو ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۴۰: از جاس ضلع رائے بریلی محلہ زیر مسجد مکان حاجی ابراہیم صاحب مرسلہ ولی اللہ صاحب ۲ ربیع الاول شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مولود شریف کی نذر ماننا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو اوجروا۔

الجواب:

مجلس میلاد شریف کے طریقہ رائج حریم شریفین پر ہوا علی مستحبات سے ہے، خواہ نذر مان کر کریں یا بلا نذر، ہاں محل نظریہ امر ہے کہ نذر ماننے سے واجب ہو جائے گی، جیسے نماز یا صدقہ۔ یا واجب نہ ہوگی بدستور مستحب رہے گی، جیسے تلاوت قرآن مجید کہ ایک قول منت ماننے سے بھی واجب نہیں ہوتی۔ کما فی الخانیۃ وغیرہا (جیسا کہ خانیہ وغیرہ میں ہے۔ ت) اس کا جزئیہ اس وقت نظر میں نہیں،

| | |
|--|--|
| لَعَلَّ اللّٰهُ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا ^۲ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔ | ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ بعد میں کوئی صورت پیدا فرمادے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت) |
|--|--|

مسئلہ ۲۴۱: از دھڑکی ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے یہ نیت کی کہ اگر میری نوکری ہو جائے گی تو پہلی تنخواہ زیارت پیران کلیئر شریف کے نذر کروں گا، وہ شخص تیرہ تاریخ سے نوکر ہوا اور تنخواہ اس کی ایک مہینہ سترہ دن کے بعد ملی اب یہ ایک ماہ کی تنخواہ صرف کرے یا سترہ دن کی؟ اور اس تنخواہ کا صرف کس طرح پر کرے یعنی زیارت شریف کی سفیدی و تعمیر وغیرہ میں لگائے یا حضرت صابریا صاحب قدس سرہ کی روح پاک کو فاتحہ ثواب بخشے یا دونوں طرح صرف کر سکتا ہے؟ بینوا تو اوجروا

^۱ رد المحتار کتاب الاضحیہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۰۷/۵

^۲ القرآن الکریم ۱/۶۵

الجواب:

صرف نیت سے تو کچھ لازم نہیں ہوتا جب تک زبان سے الفاظ واجبہ نہ کہے، اور اگر زبان سے الفاظ مذکورہ کہے اور ان سے معنی صحیح مراد لئے یعنی پہلی تنخواہ اللہ عزوجل کے نام پر تصدق کروں گا اور اس کا ثواب حضرت مخدوم صاحب قدس سرہ العزیز کے نذر کروں گا، یا پہلی تنخواہ اللہ عزوجل کے لئے فقراء آستانہ پاک حضرت مخدوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوں گا، یہ نذر صحیح شرعی ہے، اور استحضاراً وجوب ہو گیا، پہلی تنخواہ اسے فقراء پر تصدق کرنی لازم ہو گئی۔ مگر یہ اختیار ہے کہ فقراء آستانہ پاک کو دے، اور جہاں کے فقیروں محتاجوں کو چاہے۔ اور اگر یہ معنی صحیح مراد نہ تھے بلکہ بعض سخت بے عقل جاہلوں کی طرح بے ارادہ تصدق وغیرہ قربات شرعیہ صرف یہی مقصود تھا کہ پہلی تنخواہ خود حضرت مخدوم کو دوں گا، تو یہ نذر باطل محض و گناہ عظیم ہوگی، مگر مسلمان پر ایسے معنی مراد لینے کی بدگمانی جائز نہیں جب تک وہ اپنی نیت سے صراحۃً اطلاع نہ دے۔ اسی طرح اگر نذر زیارت کرنے سے اس کی یہ مراد تھی کہ اللہ کے واسطے عمارت زیارت شریف کی پسیدی کرا دوں گا یا احاطہ مزار پر انوار میں روشنی کروں گا، جب بھی یہ نذر غیر لازم و نامعتبر ہے کہ ان افعال کی جنس سے کوئی واجب شرعی نہیں۔ رہا یہ کہ جس حالت میں نذر صحیح ہو جائے، پہلی تنخواہ سے کیا مراد ہوگی یہ ظاہر ہے کہ عرف میں مطلق تنخواہ خصوصاً پہلی تنخواہ ایک مہینہ کی اجرت کو کہتے ہیں اگرچہ اس کا ایک جزء بھی تنخواہ ہے اور عمر بھر کا واجب بھی تنخواہ ہے، تو پہلی تنخواہ کہنے سے اول تنخواہ ایک ماہ ہی عرفاً لازم آئے گی۔

| | |
|---|--|
| فان کلام کل عاقد وحالف وناذر وواقف انما یحمل علی ما هو المتعارف لکما نصوا علیہ۔ | کیونکہ کسی عقد والے، قسم والے، نذر والے اور وقف کرنے والے کے کلام کو متعارف معنی پر محمول کیا جائیگا جیسا کہ اس پر نص کی گئی ہے۔ (ت) |
|---|--|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|--|
| فی الخانیة ان برءت من مرضی هذا ذبحت شاة فبرأ لایلزمه شیء الا ان یقول فلله علی ان اذبح شاة اهوہی عبارة متن الدر وعللها فی شرحه بقوله لان | خانیہ میں مذکور ہے کہ جب کسی نے کہا کہ اگر میں اس مرض سے تندرست ہو جاؤں تو بکری ذبح کروں گا، تو تندرست ہونے پر اس پر ذبح کرنا لازم نہیں ہوگا مگر جب یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مجھ پر لازم ہے کہ میں بکری ذبح کروں گا (تو پھر نذر ہوگی اور پورا کرنا) |
|---|--|

¹ ردالمحتار باب التعليق دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۹۹/۲ و ۵۳۳

| | |
|---|--|
| <p>لازم ہوگا) یہ در مختار کے متن کی عبارت ہے اور اس کی شرح میں اسکی علت یہ بیان کی ہے کہ اس لئے کہ پورا کرنا نذر کی وجہ سے لازم ہوتا ہے، اس پر دوسری عبارت دلالت کرتی ہے، پہلی عبارت اس پر دال نہیں ہے، اور اس کی تائید بزازیہ میں ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ اگر میرا بیٹا سالم بچے تو میں تازندگی روزہ رکھوں گا، تو وعدہ ہوگا، لیکن اس کے ساتھ بزازیہ میں یہ بھی ہے کہ اگر کوئی کہے "اگر مجھے صحت ہوئی تو اتنے روزے رکھوں گا" تو پورا کرنا واجب نہ ہوگا، جب تک اس میں "اللہ تعالیٰ کے لئے مجھ پر روزہ لازم ہے" نہ کہے۔ لیکن استحسان یہ ہے کہ اس پر روزہ لازم ہو جائے گا، اور اگر کوئی کہے "اگر میں ایسا کروں تو میں حج کروں گا" اس کے بعد اس نے وہ کام کیا تو حج لازم ہوگا (اختصاراً) (ت)</p> | <p>اللزوم لا يكون الا بالنذر والادال عليه الثاني لا الاول اه ويؤيده ما في البزازیة ولو قال ان سلم ولدى اصوم ماعشت فهذا وعد لكن في البزازیة ايضاً ان عوفيت صمت كذا لم يجب ما لم يقل الله على، وفي الاستحسان يجب ولو قال ان فعلت كذا فانا احج ففعل يجب عليه الحج¹ اه باختصار۔</p> |
|---|--|

در مختار میں ہے:

| | |
|---|---|
| <p>معلوم ہونا چاہئے کہ اکثر عوام مردوں کے لئے جو نذر مان کر اولیاء کرام کی قبروں پر در اہم، شمع اور تیل وغیرہ اولیاء کے تقرب کے لئے دیتے ہیں تو ان چیزوں کو وصول کرنا بالاجماع باطل اور حرام ہے جب تک عوام ان چیزوں کو فقراء پر صرف کرنے کی نیت نہ کر لیں (ت)</p> | <p>اعلم ان النذر الذى يقع للاموات من اكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها الى ضرائح الاولياء الكرام تقرباً اليهم فهو بالاجماع باطل وحرام ما لم يقصد واصرفها للفقراء الانام²۔</p> |
|---|---|

امام ناصح حکیم علامہ عارف باللہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| <p>اور اسی قبیل سے ہے قبروں کی زیارت کرنا، اور شفا یابی یا کسی مسافر کے واپس آنے سے مشروط اولیاء کے لئے نذریں ماننا (یہ سب جائز ہیں) کیونکہ</p> | <p>ومن هذا القبيل زيارة القبور والتبرك بضرائح الاولياء والصالحين والنذر لهم بتعليق ذلك على حصول</p> |
|---|---|

¹ رد المحتار کتاب الایمان دار احیاء التراث العربی بیروت ۷۰/۳

² در مختار قبیل باب الاعتکاف مطبع مجتبائی دہلی ۱۵۵/۱

| | |
|---|--|
| <p>یہ نذریں وہاں مزارات کے خادموں کے لئے صدقہ مجازاً مراد ہوتی ہیں، جیسا کہ فقہاء کرام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی زکوٰۃ کسی کو قرض کا نام لے کر دے تو صحیح ہوگا کیونکہ معنی کا اعتبار ہوتا ہے لفظوں کا اعتبار نہیں ہوتا، اور یونہی نقلی صدقہ کسی غنی کو ہبہ کے نام سے یا فقیر کو صدقہ ہبہ کے نام سے دینا (یا ہبہ کو صدقہ کے نام سے) دینا جائز ہے۔ علامہ نابلسی کے بیان کے آخر تک، جہاں انہوں نے قتیہ کی بحث کو ذکر کر کے یہ بہترین فائدہ بیان فرمایا، اور انہوں نے امام ابن حجر مکی سے بھی اس جواز کو نقل فرمایا، قلت (میں کہتا ہوں کہ) درمختار کے قول کہ جب تک فقراء پر صرف کرنے کی نیت نہ کریں تو حرام ہے کا یہی مفاد ہے۔ (ت)</p> | <p>شفاء او قدوم غائب فأنه مجاز عن الصدقة على الخادمين لقبورهم كما قال الفقهاء فيمن دفع الزكاة لفقير وسماها قرضاً صح. لان العبرة بالمعنى لا باللفظ، وكذلك الصدقة على الغني هبة والهبة على الفقير صدقة^۱ الى آخر ما افادوا جاد ذكره في بحث القنية ونقل جوازه ايضاً عن الامام ابن حجر المكي، قلت وهو مفاد قوله حرام ما لم يقصد واصرفها لفقراء الانام۔</p> |
|---|--|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|---|
| <p>مخفی نہ رہے کہ اس کو دوسرے فقراء (یعنی نذر میں معین کردہ فقراء کے غیر) پر خرچ کرنے کا اختیار ہوگا جیسا کہ پہلے گزرا، اور ضروری ہے کہ منذور وہ چیز ہو جس سے نذر صحیح ہو جائے جیسا کہ دراہم وغیرہ کا صدقہ کرنا، ہاں اگر تیل کے چراغ قبر کے اوپر جلانے کی نذر مانی ہو یا وہاں مزار کے منارہ پر جلانے کی نذر ہو تو یہ باطل ہوگی، اھ مختصراً واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)</p> | <p>لا يخفى ان له الصرف الى غيرهم (ای غیر فقراء الباب الذی عینہ فی النظر كما مر سابقاً، ولا بد ان يكون المنذور مما يصح به النذر كالصدقة بالدرهم ونحوها اما لو نذر زيتاً لا يقد قندیل فوق ضريح الشيخ اوفى المنارة فباطل^۲ اھ مختصراً واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> |
|---|---|

مسئلہ ۲۴۲: از شہر کہنہ مرسلہ مولوی عبدالواحد متھراوی ۲۰ ذی القعدہ ۱۳۳۷ھ

زید نے عہد کیا تھا کہ میں ملازم ہو جاؤں تو ایک ماہ کی تنخواہ راہِ خدا میں صرف کروں گا، اب وہ ملازم

^۱ الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية الخلق الثامن والاربعون الخ مكتبة نوريه رضويه فيصل آباد ۱۵۱/۲

^۲ رد المحتار قبيل باب الاعتكاف دار احياء التراث العربي بيروت ۱۲۸/۲

ہو گیا، اگر زید اپنی اس ماہ کی تنخواہ کو اپنے کسی نہایت غریب بیکس و مفلس رشتہ دار کو اس نیت سے دے تو اس کے ذمہ سے وہ عہد ساقط ہو جائے گا یا نہیں، در صورت عدم ساقط ہونے کے وہ اور کس کام میں خرچ کرے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

ضرور نذر ادا ہو جائیگی جبکہ وہ عزیز نہ اس کی اولاد میں ہو، نہ یہ اس کی نہ زوج و زوجہ، نہ سید وغیرہ جنہیں زکوٰۃ دینا جائز نہیں، بلکہ عزیز کو دینے میں دو ناثواب ہے، صدقہ اور صلہ رحم، کما ثبت عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۴۳: مرسلہ منشی عبدالصبور صاحب سوداگر ۶ ذی الحجہ ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے وقت شروع کرنے روزگار کے، یہ خیال کر لیا کہ مجھ کو جو نفع ہوگا اس میں سولھواں حصہ واسطے اللہ کے نکالوں گا، اب اس کو لاگت سے زائد ایک روپیہ نفع ہوا لیکن متفرق خرچ یعنی تنخواہ ملازمان وغیرہ میں دو آنے اس نفع ایک روپے میں صرف ہو گئے باقی چودہ آنے رہے، اب وہ اصلی لاگت سے جو نفع ہوا ہے اس میں سے سولھواں حصہ نکالے یا بعد مجرا کرنے خرچ متفرق کے ماہوار میں سے نکالے۔

الجواب:

صرف خیال کر لینے سے وجوب تو نہیں ہوتا جب تک زبان سے نذر نہ کرے، ہاں جو نیت اللہ عزوجل کے لئے اس کا پورا کرنا ہی چاہیے، جو خرچ کہ تجارت کے متعلق ہو اور حساب تجارت میں اسی پر ڈالا جاتا ہے وہ مجرا دے کر جو بچے اسے نفع کہتے ہیں، پھر اس نفع میں جو کچھ اپنا خرچ خانگی وغیرہ دیگر مصارف علاوہ خرچ تجارت میں صرف ہو جائے وہ مجرانہ دیا جائے گا کہ یوں تو جو نفع بچتا ہے وہ خرچ ہی ہونے کے لئے ہوتا ہے، پس وہ نو کر اگر تجارت کا نو کر ہے اور اس کی تنخواہ حسب دستور تجارت خرچ تجارت میں محسوب کی جاتی ہے، اس کے بعد جو بچتا ہے وہ نفع سمجھا جاتا ہے، جب تو چودہ آنے کا سولھواں حصہ تصدق کرے اور اگر خرچ تجارت مجرا دے کر کامل روپیہ بچا تھا یہ تنخواہ اس کے متعلق نہیں تو پورے روپیہ کا سولھواں حصہ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۴۴: ۲۴۷: مرسلہ محمد عبدالصبور صاحب سوداگر ابن منشی محمد ظہور صاحب جوہری ۲۰ ربیع الآخر شریف

اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں علمائے دین، ایک شخص نے اپنی تجارت کے منافع میں خداوند کریم کا

سولھواں حصہ مقرر کیا ہے۔

(۱) اس سولھویں حصہ میں محفل میلاد شریف و نیاز گیارھویں شریف کرنا چاہئے یا نہیں؟

(۲) اس سولھویں حصہ میں اپنے والدین و پھوپھی و خالہ و سید صاحب و مولوی صاحب کو دینا چاہئے یا نہیں؟

(۳) اس سولھویں حصے میں سامع رمضان المبارک کو دینا و نیز افطاری رمضان المبارک کرنا چاہئے یا نہیں؟

(۴) دربارہ زکوٰۃ مذکورہ کے روپے کو طالب علموں کی خورد و نوش و لباس میں صرف کرنا چاہئے یا نہیں، اور زکوٰۃ کار و پیہ مؤذن کو دینا چاہئے یا نہیں؟

الجواب:

اگر نہ یہ منت ہے نہ زکوٰۃ ہے بلکہ یونہی دل میں نیت کر لی یا بے الفاظ نذر زبان سے کہہ لیا ہے کہ اپنے منافع تجارت سے سولھواں حصہ نیک کاموں میں اللہ تعالیٰ کے لئے صرف کیا کروں گا، جب تو اس سے محفل میلاد شریف اور گیارھویں شریف اور افطاری رمضان شریف اور اپنے والدین و سادات و علماء کی خدمت سب کچھ کر سکتا ہے کہ یہ سب نیک کام اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جب کہ نیت خالص اللہ عز و جل کے واسطے ہو، رمضان مبارک کا سامع اگر حاجتمند ہو اور اس سے اجرت نہ ٹھہری ہو اور نہ رواج کی رو سے اجرت مقرر ہو تو اسے بھی دے سکتا ہے کہ اب اسے بھی دینا نیک کام ہے، اور اگر اجرت کی شرط ہو لی یا از روئے رواج اس کی اجرت کا قرار دیا ہے تو اسے دینا کچھ نیک کام نہیں بلکہ گناہ ہے،

| | |
|--|---|
| <p>کیونکہ یہ عبادت پر اجرت ہے اور عبادت پر اجرت لینا دینا باطل ہے مگر امامت پر یا اذان اور تعلیم قرآن پر اجرت جس کو متاخرین نے اس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے وہ اور چیز ہے یہ اس قبیل سے نہیں ہے، اس کی مکمل تحقیق رد المحتار اور شفاء العلیل میں ہے۔</p> <p>(ت)</p> | <p>لانه اجارة على الطاعة والاجارة عليها باطلة الاما استثناء المتأخرون من امامة واذان وتعليم قرآن وليس هذا منها والتحقيق في رد المحتار وشفاء العلیل۔</p> |
|--|---|

اور اگر صورت مذکورہ میں ہر نیک کام کی نیت نہ تھی بلکہ بالخصوص مساکین کو خدا کے نام پر دینا تو وہ سب امور ابھی اس روپے سے جائز ہوں گے مگر یہ چاہئے کہ مجلس مبارک کا حصہ خاص محتاجین کو دے، گیارھویں شریف کی نیاز، رمضان المبارک کی افطاری، صرف مساکین کو بانٹے، سادات و علماء میں انہیں کی نذر کرے جو حاجتمند ہوں، ماں باپ کو بھی بحالت حاجتمند دے سکتا ہے،

| | |
|---|--|
| <p>کیونکہ یہ صدقہ واجب نہیں ہے اور اس نے مساکین پر تصدق کی نیت کی ہے تو جب ماں باپ بھی مساکین سے ہوں تو بطور صلہ ان پر صدقہ</p> | <p>لاھنا لیست صدقة واجبة وانما نوى التصديق على المساکین فاذا کان</p> |
|---|--|

| | |
|--|--|
| <p>منہم جاز صلتہما بہا وقد سی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الاحادیث الصحیحة ما طعت اہلک صدقة اما طعت ولدک صدقة وما طعت عیالک صدقة^۱۔</p> | <p>کرنا جائز ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صلہ رحمی کو صدقہ قرار دیتے ہوئے صحیح احادیث میں فرمایا کہ جو کچھ تو نے اپنی بیوی کو کھلایا وہ صدقہ ہے اور جو تو نے پانی اولاد کو کھلایا وہ صدقہ ہے اور جو تو نے اپنی عیال کو کھلایا وہ صدقہ ہے۔ (ت)</p> |
|--|--|

اور اگر خاص منت کے لفظ زبان سے ادا کر لئے ہیں مثلاً کہا "مجھ پر اللہ تعالیٰ کے لئے واجب ہے کہ اپنے منافع کا سولھواں حصہ اللہ تعالیٰ کے نام پر تصدق کروں" تو نہ والدین کو دے سکتا ہے نہ سادات کو اگرچہ محتاج ہوں، نہ کسی غنی کو اگرچہ عالم ہو، ہاں صرف محتاجوں کو دینا لازم ہے اگرچہ اس کی پھوپھی، خالہ، بہن، بھائی، چچا، ماموں ہوں، اگرچہ مجلس شریف یا گیارہویں شریف کر کے یا افطاری میں مالک کر دے،

| | |
|---|---|
| <p>فانہا طریق الاداء والاجتماع لذكر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او ایصال الثواب الی ولی اللہ الکریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ لاینافی النذر ولا ینغی التصدق مال زکوٰۃ ہو۔</p> | <p>کیونکہ یہ صرف ادائیگی کا ایک طریقہ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پاک کے لئے اجتماع، یا کسی والی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایصال ثواب کا ہونا نذر کے منافی نہیں ہے، اور یہ طریقے زکوٰۃ کے مال کو صدقہ کرنے کے منافی نہیں ہیں۔ (ت)</p> |
|---|---|

جب بھی یہی حکم ہے جو خاص منت کا حکم تھا مال زکوٰۃ و نذر طالب علموں کو بھی دے سکتے ہیں خواہ کپڑے بنا دے خواہ اناج یا کھانا انہیں دے کر مالک کر دے، ہاں گھر بٹھا کر کھلانے سے زکوٰۃ و نذر ادا نہ ہوگی لانہ اباحۃ والتصدق تملیک کہا نصوا علیہ (کیونکہ یہ اباحت ہے جبکہ صدقہ کرنا بطور تملیک ہوتا ہے جیسا کہ فقہاء نے اس پر نص کی ہے۔ ت) مؤذن کی تنخواہ ٹھہری ہے تو اس میں زکوٰۃ یا نذر کو محسوب نہیں کر سکتا لان واجبہا لایدخل فی واجب اخر لیس من جنسہ (کیونکہ واجب دوسرے خلاف جنس واجب میں داخل نہیں ہو سکتا۔ ت) ہاں بلا تنخواہ اذان دیتا ہو اور محتاج مصرف زکوٰۃ ہو تو دے سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم۔

^۱کنز العمال حدیث موسسة الرسالة بیروت ۴/۱۵، المعجم الاوسط حدیث مكتبة المعارف الرياض ۷/۵۵۵

مسئلہ ۲۳۸: از صدر

۸ شعبان ۱۴۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے منت مانی کہ اگر فلاں تکلیف میری رفع ہو جائے تو میں بکری وغیرہ ذبح کر کے مسکینوں کو تقسیم کروں گا، اگر زید کامیاب ہو اور بکرا ذبح کیا تو آیا زید بھی اس گوشت میں سے کھا سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

زید خود کھا سکتا ہے نہ اپنے ماں باپ وغیرہما اصول خواہ بیٹا بیٹی وغیرہما فروغ کسی ہاشمی یا غنی کو کھلا سکتا ہے بلکہ وہ خاص مساکین مصرف زکوٰۃ کا حق ہے،

| | |
|--|--|
| فی رد المحتار مصرف الزکوٰۃ هو ایضاً مصرف النذر ^۱ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | رد المحتار میں ہے کہ زکوٰۃ کا مصرف نذر کا مصرف بھی ہوتا ہے، اھ ملخصاً واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) |
|--|--|

مسئلہ ۲۳۹: (یہ مسئلہ دراصل فتاویٰ افریقہ کا مسئلہ نمبر ۶۰ ہے، مناسبت کے پیش نظر اسے یہاں شامل کیا گیا ہے) زید کہتا ہے غیر خدا جل و علا کیلئے نذر چڑھانا حرام ہے چاہے نبی علیہ السلام ہوں چاہے اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ مجموعہ خطب حریم شریفین تالیف مولوی عبداللہ صاحب کے صفحہ ۷۴ پر ہے ع صندل بھی تربتوں پہ چڑھانا حرام ہے

اسی کتاب کے صفحہ ۲۳۲ پر ہے:

نذر بھی غیر خدا کی ہے یقیناً شرک سنو غیر کی نذر کا کھانا بھی حرام اے اکرم کیا یہ اشعار اہلسنت کے خلاف ہیں یا نہیں؟ اور حضور کے رسالہ برکات الامدادیہ میں ص ۳۱ پر ہے: خود امام الطائفہ میاں اسماعیل دہلوی کے بھاری پتھر کا کیا علاج، وہ صراط مستقیم میں اپنے پیر جی کا حال لکھتے ہیں:

| | |
|--|---|
| روح مقدس جناب غوث الثقلین و جناب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند متوجہ حال حضرت ایشاں گردیدہ ^۲ | حضرت غوث الثقلین اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند (رحمہما اللہ تعالیٰ) کی روحیں حضرت کے حال پر متوجہ ہوئیں۔ (ت) |
|--|---|

اسی میں ہے:

^۱ رد المحتار باب المصروف دار احیاء التراث العربی بیروت ۵۸/۲

^۲ صراط مستقیم باب چہارم در بیان سلوک راہ نبوت الخ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۶۶

| | |
|--|---|
| شخصیکہ در طریقہ در یہ قصد بیعت میکند البتہ اور در جناب حضرت غوث الاعظم اعتقادے عظیم بہم میرسد (الی قولہ) کہ خود از زمرہ غلاماں آنجناب می شمارد اھ ^۱ ملخصاً۔ | ایک شخص نے طریقہ قادریہ میں بیعت کا ارادہ کیا یقیناً اس کو جناب حضرت غوث الثقلین میں بہت پختہ اعتقاد تھا (الی قولہ) کہ خود کو آنجناب کے غلاموں میں شمار کیا اھ ملخصاً (ت) |
|--|---|

اسی میں ہے:

| | |
|---|--|
| اولیائے عظام مثل حضرت غوث الاعظم و حضرت خواجہ بزرگ الخ ^۲ ۔ | اولیائے عظام جیسے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خواجہ بزرگ الخ (ت) |
|---|--|

یہی امام الطائفہ اپنی تقریر ذبیحہ مندرج مجموعہ زبدۃ النصائح میں لکھتے ہیں:

| | |
|--|---|
| اگر شخصے بڑے راخانہ پرور کند تا گوشت او خوب شود اور اذبح کردہ و پختہ فاتحہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواندہ بخوراند غلطی نیست ^۳ ۔ | اگر کسی شخص نے کوئی بکرا گھر میں پالنا کہ اس کا گوشت اچھا ہو جائے اور اس کو ذبح کر کے پکا کر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ دلائے اور لوگوں کو کھلائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (ت) |
|--|---|

ایمان سے کسیو غوث الاعظم کے یہی معنی ہوئے کہ سب سے بڑے فریادرس یا کچھ اور، خدا جل و علا کو ایک جان کر کہنا غوث الثقلین کا یہی ترجمہ ہوا کہ جن و بشر کے فریادرس یا کچھ اور، اور پھر یہ کیسا کھلا شرک تمہارا امام اور اس کا سارا خاندان بول رہا ہے، قول کے سچے ہو تو ان سب کو بھی ذرا جی کڑا کر کے مشرک بے ایمان کہ دو ورنہ شریعت و ہابیہ کیا آپ کی خانگی ساخت ہے کہ فقط باہر والوں کے لئے خاص ہے گھر والے سب اس سے مستثنیٰ ہیں۔

الجواب:

غیر خدا کیلئے نذرِ فقہی کی ممانعت ہے، اولیائے کرام کے لئے ان کی حیات ظاہری خواہ باطنی میں جو نذر کہی جاتی ہیں یہ نذرِ فقہی نہیں، عام محاورہ ہے کہ اکابر کے حضور جو ہدیہ کریں اسے نذر کہتے ہیں، بادشاہ نے دربار کیا اسے نذریں گزریں، شاہ رفیع الدین صاحب برادر مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رسالہ نذور میں لکھتے ہیں:

^۱ صراط مستقیم باب چہارم در بیان طریق سلوک راہ نبوت مکتبہ سلفیہ لاہور ص ۱۳

^۲ صراط مستقیم تکملہ در بیان سلوک ثانی راہ ولایت مکتبہ سلفیہ لاہور ص ۱۳۲

^۳ زبدۃ النصائح امام الطائفہ میاں اسماعیل

| | |
|--|--|
| نذریکہ ایجا مستعمل میثود نہ بر معنی شرعی ست چہ عرف آنست کہ آنچہ تیج بزرگاں می برند نذر و نیاز می گویند ¹ | یہاں نذر کا لفظ شرعی نذر کے معنی میں استعمال نہیں کیونکہ عرف میں بزرگوں کو جو کچھ پیش کیا جاتا ہے اس کو نذر و نیاز کہتے ہیں۔ (ت) |
|--|--|

امام اجل سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں:

ومن هذا القبيل زيارة القبور والتبرك بضرائح الاولياء والصالحين والنذر لهم بتعليق ذلك على حصول
شفاء او قدوم غائب فانه مجاز عن الصدقة على الخادمين بقبورهم كما قال الفقهاء فيمن دفع الزكاة لفقير
وسماها قرضا صح لان العبرة بالمعنى لا باللفظ² یعنی اسی قبیل سے ہے زیارت قبور اور مزارات اولیاء و صلحاء سے برکت
لینا اور بیمار کی شفا یا مسافر کے آنے پر اولیائے کرام کیلئے منت ماننا کہ وہ ان کے خادمانِ قبور تصدق سے مجاز ہے جیسے فقہاء نے
فرمایا ہے کہ فقیر کو زکوٰۃ دے اور قرض کا نام لے تو صحیح ہو جائے گی کہ اعتبار معنی کا ہے نہ کہ لفظ کا۔

ظاہر ہے کہ یہ نذر فقہی ہوتی تو احیاء کے لئے بھی نہ ہو سکتی حالانکہ دونوں حالتوں میں یہ عرف و عمل قدیم سے اکلرین میں
معمول و مقبول ہے۔ امام اجل سیدی ابوالحسن نور المذہب والدین علی بن یوسف بن جریر النخعی شطرنوی قدس سرہ العزیز جن کو امام
فن رجال شمس الدین ذہبی نے طبقات القراء اور امام جلیل جلال الدین سیوطی نے حسن المحاضرہ میں الامام الاوحد کہا یعنی بے
نظیر امام، اپنی کتاب مستطاب بجهة الاسرار شریف میں محدثانہ اسانید صحیحہ معتبرہ سے روایت فرماتے ہیں:

(۱) اخبرنا ابو العفاف موسى بن عثمان البقاعي بالقاهرة ٦٢٣هـ قال اخبرنا ابي بدمشق ٦١٣هـ قال اخبرنا
الشيخان الشيخ ابو عمرو عثمان الصريفي والشيخ ابو محمد عبد الحق الحريبي ببغداد ٥٥٩هـ قال كنا
بين يدي الشيخ محي الدين عبد القادر رضي الله تعالى عنه بمدرسة يوم الاحد ثالث صفر ٥٥٥هـ هم من
ابو العفاف موسى بن بقاعي ٦٢٣هـ في شهر قاهره في حديث بيان كى كنههم ميرى والد ماجد عارف بالله ابو المعاني عثمان
٦١٣هـ في شهر دمشق في خبر دى كى كنههم وولى كامل حضرت ابو عمرو عثمان صريفي وحضرت ابو محمد عبد الحق حريبي
٥٥٩هـ في بغداد مقدس في خبر دى كى كنههم ٣ صفر روزيك شنبه ٥٥٥هـ

¹ مجموعہ رسائل تسع رسالہ نذر و نیاز فیہ الدین مطبع احمدی دہلی ص ۲۱

² الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية الخلق الثامن والاربعون الخ مكتبة نوريه رضويه فيصل آباد ۱۵۱۲

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر تھے حضور نے وضو کر کے کھڑاویں پہنیں اور دو رکعتیں پڑھیں، بعد سلام ایک عظیم نعرہ فرمایا اور ایک کھڑاؤں ہوا میں پھینکی، پھر دوسرا نعرہ مارا اور دوسری کھڑاؤں پھینکی وہ دونوں ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئیں، پھر تشریف رکھی، بیت کے سبب کسی کو پوچھنے کی جرات نہ ہوئی، ۲۳ دن کے بعد عجم سے ایک قافلہ حاضر بارگاہ ہوا اور کہا ان معنا للشیخ نذرا ہمارے پاس حضور کی ایک نذر ہے فاستأذناہ فقال خذواہ منہم، ہم نے حضور سے اس نذر کے لینے میں اذن طلب کیا حضور نے فرمایا لے لو، انہوں نے ایک من ریشم اور خز کے تھان اور سونا اور حضور کی وہ کھڑاویں جو اس روز ہوا میں پھینکی تھیں پیش کیں، ہم نے ان سے کہا یہ کھڑاویں تمہارے پاس کہاں سے آئیں؟ کہا ۳ صفر روز یک شنبہ ہم سفر میں تھے کہ کچھ راہزن جن کے دوسرے ہم پر آپڑے ہمارے مال لوٹے اور کچھ آدمی قتل کئے اور ایک نالے میں تقسیم کو اترے، نالے کے کنارے ہم تھے فقلنا لودکرنا الشیخ عبد القادر فی هذا الوقت ونذر ناله شیاً من اموالنا ان سلمنا، ہم نے کہا بہتر ہو کہ اس وقت ہم حضور غوث اعظم کو یاد کریں اور جنات پانے پر حضور کے لئے کچھ مال نذر مانیں، ہم نے حضور کو یاد کیا ہی تھا کہ دو عظیم نعرے سنے جن سے جنگل گونج اٹھا اور ہم نے راہزنوں کو دیکھا کہ ان پر خوف چھا گیا ہم سمجھے ان پر کوئی اور ڈاکو آپڑے یہ آکر م سے بولے، آؤ اپنا مال لے لو اور دیکھو ہم پر کیا مصیبت پڑی، ہمیں اپنے دونوں سرداروں کے پاس لے گئے ہم نے دیکھا وہ مرے پڑے ہیں اور رہ ایک کے پا ایک کھڑاؤں پانی سے بھگی رکھی ہے ڈاکوؤں نے ہمارے سب مال پھیر دئے اور کہا اس واقعہ کی کوئی عظیم الشان خبر ہے¹۔

(۲) نیز فرماتے ہیں قدس سرہ: حدثنا ابو الفتوح نصر اللہ بن یوسف الازہجی قال اخبرنا الشیخ ابو العباس احمد بن اسمعیل قال اخبرنا الشیخ ابو محمد عبد اللہ بن حسین بن ابی الفضل قال کان شیخنا الشیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقبل النذور ویأکل منها² (ملخصاً) ہم سے حدیث بیان کی ابو الفتوح نصر اللہ بن یوسف ازہجی نے، کہا ہمیں شیخ ابو العباس احمد بن اسمعیل نے خبر دی کہ ہم کو شیخ ابو محمد عبد اللہ بن حسین بن ابی الفضل نے خبر دی کہ ہمارے شیخ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نذریں قبول فرماتے اور ان میں سے بذات اقدس بھی تناول فرماتے، اگر یہ نذر فقہی ہوتی تو حضور کا کہ اجلہ سادات عظام سے ہیں اس سے

¹ بهجة الاسرار فصول من كلامه مرصعاً بشيعة من عجائب احواله مصطفى البابی مصر ص ۶۷

² بهجة الاسرار ذكر شيعة من شرائف اخلاقه رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصطفى البابی مصر ص ۱۰۳-۱۰۴

تناول فرمانا کیونکہ ممکن تھا۔

(۳) نیز فرماتے ہیں: حدثنا الشريف ابو عبد الله بن الخضر الحسيني قال اخبرنا ابي قال كنت مع سيدي الشيخ محي الدين عبد القادر رضي الله تعالى عنه ورأى فقيراً مكسوراً القلب فقال له ما شأنك قال مررت اليوم بالشط وسألت ملاحاً ان يحملني الى الجانب الآخر فأبى وانكسر قلبي لفقرى فلم يتم كلام الفقير حتى دخل رجل معه صرة فيها ثلاثون ديناراً انذر الشيخ فقال الشيخ لذلك الفقير خذ هذه الصرة واذهب بها الى الملاح واعطها له وقل له لا ترد فقيراً ابداً وخلق الشيخ قبيصه واعطاه للفقير فأشترى منه بعشرين ديناراً¹

ہمیں شریف ابو عبد اللہ محمد بن الحضرا الحسینی نے حدیث بیان کی، کہا ہم سے والد فرمایا میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا حضور نے ایک فقیر شکستہ دل دیکھا، فرمایا تیرا کیا حال ہے؟ عرض کی آج میں کنارہ دجلہ پر گیا ملاح سے کہا مجھے اس پار لے جا، اس نے نہ مانا، محتاجی کے سبب میرا دل ٹوٹ گیا، فقیر کی بات ابھی پوری نہ ہوئی تھی کہ ایک صاحب ایک تھیلی میں تیس اشرفیاں حضور کی نذر لائے حضور نے فقیر سے فرمایا یہ لو اور جا کر ملاح کو دو اور اس سے کہنا کبھی کسی فقیر کو نہ پھیرے، اور حضور نے اپنا قمیص مبارک اتار کر اس فقیر کو عطا فرمایا وہ اس سے بیس اشرفیوں کو خرید گیا۔

(۴) نیز فرماتے ہیں: الشيخ بقا بن بطوكان الشيخ محي الدين عبد القادر رضي الله تعالى عنه يثني عليه كثير و تجله المشايخ والعلماء وقصد بالزيارات والندور من كل مصر² - حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شیخ بقا بن بطور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت تعریف فرمایا کرتے اور اولیاء و علماء سب ان کی تعظیم کرتے، ہر شہر سے لوگ ان کی زیارت کو آتے اور ان کی نذر لاتے۔

(۵) نیز فرماتے ہیں: الشيخ منصور البطائحي رضي الله تعالى عنه من اكابر مشايخ العراق اجمع المشايخ والعلماء على تبجيله وقصد بالزيارات والندور من كل جهة³ حضرت منصور بطائحي رضی اللہ تعالیٰ عنہ

¹ بهجة الاسرار ذكر شيعي من شرائف اخلاقه رضي الله عنه مصطفى الباي مصر ص ۱۰۴

² بهجة الاسرار شيخ بقا بن بطو مصطفى الباي مصر ص ۱۵۹

³ بهجة الاسرار شيخ منصور البطائحي مصطفى الباي مصر ص ۱۲۰

اکابر اولیائے عراق سے ہیں، اولیاء و علماء نے ان کی تعظیم پر اجماع کیا، اور ہر طرف سے مسلمان ان کی زیارت کو آتے اور ان کی نذر لاتے۔

(۶) نیز فرماتے ہیں: لم یکن لاحد من مشائخ العراق فی عصر الشیخ علی بن الہیثم فتوح اکثر من فتوحہ کان ینذرلہ من کل بلد^۱ حضرت علی بن ہثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں اولیائے عراق سے کسی کی فتوح ان کے مثل نہ تھی ہر شہر سے ان کی نذر آتی۔

(۷) نیز فرماتے ہیں: الشیخ ابوسعید القیلوی احد اعیان المشائخ بالعراق حضر مجلسہ المشائخ والعلماء وقصد بالزیارات والندور^۲ حضرت ابوسعید قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر اولیائے عراق سے ہیں مسلمان ان کی زیارت کو آتے اور ان کی نذر کی جاتی۔

(۸) نیز فرماتے ہیں: اخبرنا ابو الحسن علی بن الحسن السامری قال اخبرنا ابی قال سمعت والدی رحمہ اللہ تعالیٰ یقول كانت نفقة شیخنا الشیخ جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ من الغیب وكان نافذ التصریف خارق الفعل متواتر الكشف ینذرلہ کثیرا وکنت عنده یوما فمرت به بقرات مع راعیها فأشار الی احدہن وقال هذه حامل بعجل احمر اغر صفته کذا وکذا ویولد وقت کذا یوم کذا وھو نذر لی وتذبحہ الفقراء یوم کذا ویاکلہ فلان وفلان ثم اشار الی اخری وقال هذه حامل بانثی ومن وصفھا کذا وکذا تولد وقت کذا وھی نذر لی یدبحھا فلان رجل من الفقراء یوم کذا ویاکلھا فلان وفلان ولکلب احمر فیھا نصیب قال فواللہ لقد جرت الحال علی ما وصف الشیخ^۳ ہمیں خبر دی ابو الحسن بن حسن سامری نے کہ ہمیں ہمارے والد نے خبر دی، کہا میں نے اپنے والد سے سنا، فرماتے تھے ہمارے شیخ حضرت جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خرچ غیب سے چلتا تھا اور ان کا تصرف نافذ تھا ان کے کام کرامات تھے علی الاتصال انہیں کشف ہوتا تھا مسلمان کثرت سے ان کی

^۱ بهجة الاسرار شیخ علی بن ہثم مصطفی البابی مصر ص ۱۵۳

^۲ بهجة الاسرار شیخ ابوسعید القیلوی مصطفی البابی مصر ص ۱۶۱

^۳ بهجة الاسرار شیخ جاگیر رضی اللہ عنہ مصطفی البابی مصر ص ۱۶۹

نذر کرتے، ایک دن میں ان کے پاس حاضر تھا کچھ گائیں اپنے گوالے کے ساتھ گزریں، حضرت نے ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس گائے کے پیٹ میں سرخ بچھڑا ہے جس کے ماتھے پر سپیدی ہے۔ اور اس کا سب حلیہ بیان فرمایا، فلاں دن فلاں وقت پیدا ہوگا اور وہ ہماری نذر ہوگا فقراء اسے فلاں دن ذبح کریں گے اور فلاں فلاں اسے کھائیں گے۔ پھر دوسری گائے کی طرف اشارہ اشارہ کیا اور فرمایا: اس کے پیٹ میں بچھڑا ہے۔ اور اس کا حلیہ بیان فرمایا فلاں وقت پیدا ہوگی اور وہ میری نذر ہوگی، فلاں فقیر اسے فلاں دن ذبح کرے گا اور فلاں فلاں اسے کھائیں گے اور ایک سرخ کتے کا بھی اس کے گوشت میں حصہ ہے۔ ہمارے والد نے فرمایا خدا کی قسم جیسا شیخ نے ارشاد کیا تھا سب اسی طرح واقع ہوا۔

(۹) نیز فرماتے ہیں: اخبرنا الفقیة الصالح محمد الحسن بن موسی الخالدي قال سمعت الشيخ الامام شهاب الدين السهروردي رضي الله تعالى عنه يقول ما لاحظ عني شيخنا الشيخ ضياء الدين عبد القاهر رضي الله تعالى عنه مريدا بعين الرعاية الانتج وبرع وكنت عنده مرة فاتاه سوادى بعجل وقال له ياسيدي هذا نذرنا لك وانصرف الرجل فجاء العجل حتى وقف بين يدي الشيخ فقال الشيخ لنا ان هذا العجل يقول لي اني لست العجل الذي نذر لك بل نذرت للشيخ علي بن الهيثقي وانما نذر لك اخي فلم يلبث ان جاء السوادى وبيده عجل يشبه الاول فقال السوادى ياسيدي اني نذرت لك هذا العجل ونذرت للشيخ علي بن الهيثقي العجل الذي اتيتك به اولاً وكانا اشتبهاً واخذ الاول وانصرف¹۔ ہمیں خبر دی فقیہ صالح ابو محمد حسن بن موسیٰ خالدی نے کہ میں نے شیخ امام شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ ہمارے شیخ حضرت عبد القاهر ضیاء الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی مرید پر نظر عنایت فرماتے وہ پھولتا پھلتا اور بلند رتبہ کو پہنچتا، اور ایک دن میں حضور میں حاضر تھا کہ ایک دہقانی ایک بچھڑا لایا اور عرض کی یہ ہماری طرف سے حضرت کی نذر ہے، اور چلا گیا، بچھڑا آکر حضرت کے سامنے کھڑا ہوا حضرت نے فرمایا یہ بچھڑا مجھ سے کہتا ہے میں آپ کی نذر نہیں ہوں میں حضرت شیخ بن علی بن ہیتی کی نذر ہوں آپ کی نذر میرا بھائی ہے۔ کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ وہ دہقانی ایک اور بچھڑا لایا جو صورت میں اس کے مشابہ تھا اور عرض کی: اے میرے سردار! میں نے حضور کی نذر یہ بچھڑا مانا تھا اور وہ بچھڑا جو پہلے میں حاضر لایا وہ میں نے حضرت شیخ علی بن ہیتی کی نذر مانا ہے مجھے دھوکا ہو گیا تھا۔ یہ کہہ کر

¹ بهجة الاسرار شيخ عبد القاهر السهروردي مصطفى الباني مصر ص ۲۳۴ و ۲۳۵

پہلے پھڑے کو لے لیا اور واپس چلا گیا۔

(۱۰) نیز فرماتے ہیں: اخبرنا ابو زید عبد الرحمن بن سالم احمد القرشي قال سمعت الشيخ العارف ابا الفتح بن ابی الغنائم بالاسكندرية^۱ ہمیں ابو زید عبد الرحمن بن سالم بن احمد قرشی نے خبر دی کہ میں نے حضرت عارف باللہ ابو الفتح بن ابی الغنائم سے اسکندریہ میں سنا کہ اہل بطائح سے ایک شخص دبلا بیل کھینچتا ہوا ہمارے شیخ حضرت سید احمد رفاعی رضی تعالیٰ عنہ کے حضور لایا اور عرض کی: اے میرے آقا! میرا اور میرے بال بچوں کا قوت اسی بیل کے ذریعہ سے ہے اب یہ ضعیف ہو گیا اس کے لئے قوت و برکت کی دعا فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا: شیخ عثمان بن مرزوق (بطائحي رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس جا اور انہیں میرا سلام کہہ اور ان سے میرے لئے دعا چاہ۔ وہ بیل کو لے کر یہاں حاضر ہوا، دیکھا کہ حضرت سیدی عثمان تشریف فرما ہیں اور ان کے گرد شیر حلقہ باندھے ہیں، یہ پاس حاضر ہوتے ڈرا، فرمایا: آگے آ۔ قریب گیا، قبل اس کے کہ یہ حضرت رفاعی کا پیام پہنچائے سیدی عثمان نے خود فرمایا کہ میرے بھائی شیخ احمد پر سلام، اللہ میرا اور ان کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ پھر ایک شیر کو اشارہ فرمایا کہ اٹھ اس بیل کو پھاڑ۔ شیر اٹھا اور بیل کو مار کر اس میں سے کھایا، حضرت نے فرمایا: اب اٹھ آ۔ وہ اٹھ آیا، پھر دوسرے شیر سے فرمایا: اٹھ اس میں سے کھا۔ وہ اٹھا اور کھایا۔ پھر اسے بلایا۔ تیسرا شیر بھیجا، یونہی ایک ایک شیر بھیجتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے سارا بیل کھالیا، اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ بطیح کی طرف سے ایک بہت فربہ بیل آیا اور حضرت کے سامنے کھڑا ہوا، حضرت نے اس شخص سے فرمایا: اپنے بیل کے بدلے یہ بیل لے لو۔ اس نے اسے پکڑ تو لیا مگر دل میں کہتا تھا میرا بیل تو مارا گیا اور مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی اس بیل کو میرے پاس پہچان کر مجھے ستائے، ناگاہ ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور حضرت کے دست مبارک کو بوسہ دے کر عرض کی: یاسیدی نذرت لك ثور واتيت به الى البطيحة فاستلب مني ولا ادري اين ذهب^۲ اے میرے مولیٰ! میں نے ایک بیل حضور کی نذر کا رکھا تھا اسے بطیح تک لایا وہاں سے میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا معلوم نہیں کہاں گیا، فرمایا: قد وصل الينا ها هو ترا^۳ وہ ہمیں پہنچ گیا یہ دیکھو یہ تمہارے سامنے ہے۔ وہ شخص قدموں پر گر پڑا اور حضرت کے پائے مبارک چوم کر کہا: اے میرے مولا! خدا کی قسم اللہ نے حضرت کو ہر چیز کی معرفت بخشی اور ہر چیز یہاں تک کہ جانوروں کو حضرت کی پہچان کرا دی، حضرت نے فرمایا: هذا ان

^۱ بهجة الاسرار شيخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق البطائحي مصطفى الباي مصر ۱۵۹

^۲ بهجة الاسرار شيخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق البطائحي مصطفى الباي مصر ۱۵۹

^۳ بهجة الاسرار شيخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق البطائحي مصطفى الباي مصر ۱۵۹

الحبيب لا يخفى عن حبيبه شيئاً ومن عرف الله عز وجل عرفه كل شئيع۔ اے شخص! بیشک محبوب اپنے محبوبوں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھتا جسے اللہ کی معرفت ملتی ہے اللہ اسے ہر چیز کا علم عطا کرتا ہے۔ پھر نیل والے سے فرمایا: تو اپنے دل میں میرا شکی تھا اور کہہ رہا تھا کہ میرا نیل تو مارا گیا اور خدا جانے یہ نیل کہاں کا ہے مبادا کوئی اسے میرے پاس پہچان کر مجھے ایذا دے۔ یہ سن کر نیل والا رونے لگا۔ فرمایا: کیا تو نے نہ جانا کہ میں تیرے دل کی جانتا ہوں جا اللہ اس نیل کو تجھ پر مبارک کرے۔ وہ نیل کو لے کر چند قدم چلا اب اسے یہ خطرہ گزرا کہ مبادا مجھے یا میرے نیل کو کوئی شیر آڑے آئے۔ فرمایا: شیر کا خوف ہے؟ عرض کی: ہاں۔ حضرت نے جو شیر سامنے حاضر تھے ان میں سے ایک کو حکم دیا کہ اسے اور اس کے نیل کو بحفاظت پہنچا دے۔ شیر اٹھا اور ساتھ ہو لیا اس کے پاس سے شیر وغیرہ کو دور کرتا کبھی اس کے داہنے کبھی بائیں کبھی پیچھے چلتا یہاں تک کہ وہ امن کی جگہ پہنچ گیا اور اپنا قصہ حضرت احمد رفاعی سے عرض کیا، حضرت روئے اور فرمایا: ابن مرزوق کے بعد ان جیسا پیدا ہونا دشوار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس نیل میں برکت رکھی کہ وہ شخص بڑا مالدار ہو گیا¹۔

(۱۱) امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب طبقات کبری احوال حضرت سیدی ابوالموہب محمد شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں:

وكان رضى الله تعالى عنه يقول رايته النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال اذ كان لك حاجة و اردت قضاءها فانذر لنفسك الطاهرة و لو فلسافان حاجتك تقضى² یعنی حضرت مدوح رضى الله تعالى عنه فرمایا کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور نے فرمایا جب تمہیں کوئی حاجت ہو اور اس کا پورا ہونا چاہو تو سیدہ طاہرہ حضرت نفیسہ کے لئے کچھ نذر مان لیا کرو اگرچہ ایک ہی پیسہ ہو تمہاری حاجت پوری ہوگی۔

یہ ہیں اولیاء کی ندریں، اور یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ نذر اولیاء کو ما اھل بہ لغیر اللہ میں داخل کرنا باطل ہے، ایسا ہوتا تو ائمہ دین کیونکر اسے قبول فرماتے اور کھاتے کھلاتے بلکہ ما اھل بہ لغیر اللہ وہ جانور ہے جو ذبح کے وقت تکبیر میں غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔ اب امام الطائفہ اسمعیل دہلوی صاحب کے باپوں کے بھی اقوال لیجئے:

(۱) جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مولوی اسمعیل کے دادا اور دادا استاد اور پردادا پیر انفاس العارفین

¹ بهجة الاسرار شيخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق البطائحي مصطفى البابي مصرص ۱۹۵

² طبقات کبری امام عبدالوہاب الشعرانی

میں اپنے والد ماجد کے حال میں لکھتے ہیں:

حضرت ایٹال در قصبہ ڈاسنہ بزیارت مخدوم الہ دیار فتنہ بودند شب ہنگام بود در اں محل فرمودند مخدوم ضیافت مائی کنندومی گویند چیزے خوردہ روید توقف کردند تا آنکہ اثر مردم منقطع شد و ملاں بریاراں غالب آمد آنگاہ زنی بیامد طبق برنج و شیرینی بر سر و گفت نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید ہماں ساعت ایں طعام پختہ نشیندگان در گاہ مخدوم الہ دیار سانم دریں وقت آمد ایفائے نذر کردم۔¹

حضرت ایٹال قصبہ ڈاسنہ میں حضرت مخدوم الہ دیا کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے، رات کا وقت تھا اس وقت فرمایا کہ حضرت مخدوم نے ہماری دعوت کی ہے اور فرمایا ہے کہ کھانا کھا کر جائیں۔ آپ نے دعوت کا انتظار فرمایا یہاں تک کہ رات گزر جانے کی وجہ سے لوگوں کی آمد و رفت بھی ختم ہو گئی، احباب ملول ہوئے، اچانک ایک عورت بیٹھے طعام کا تھال لئے نمودار ہوئی اس نے کہا میں نے نذرمانی تھی کہ میرا خاوند جس وقت گھر واپس آئے گا میں اسی وقت طعام پکا کر مخدوم الہ دیا کی درگاہ میں قیام پذیر فقراء میں تقسیم کروں گی، میری خواہش تھی کہ خدا کرے اس وقت رات گئے درگاہ میں کوئی موجود ہوتا کہ طعام تناول کرے اور میری نذر پوری ہو۔ (ت)

(۲) اسی میں ہے:

حضرت ایٹال نے فرمایا کہ فرہادیگ کو ایک مشکل در پیش ہے، اس نے نذرمانی ہے کہ اے باری تعالیٰ اگر یہ مشکل سر ہو جائے تو میں مبلغ اتنے حضرت ایٹال کی خدمت میں ہدیہ دوں گا، وہ مشکل ختم ہو گئی اور اس کے ذہن سے وہ نذر نکل گئی، اس کے بعد اس کے چند گھوڑے بیمار ہو کر قریب المرگ ہو گئے، مجھے جب معلوم ہوا تو میں نے اس کو ایک خادم کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ اگر گھوڑوں کی خیر چاہتے ہو تو فوراً نذر پوری کرو جو تم نے فلاں جگہ فلاں وقت مانا تھی نذر پوری نہ کرنے کی وجہ سے گھوڑے بیمار ہوئے ہیں، تو وہ بہت نادم ہوا، اور نذر خدمت میں ارسال کردی تو گھوڑے فوراً تندرست ہو گئے۔ (ت)

حضرت ایٹال میفرمودند کہ فرہادیگ را مشکلی پیش افتاد نذر کردم کہ بار خدایا کہ اگر ایں مشکل بسر آید ایں قدر مبلغ بحضرت ایٹال ہدیہ دہم آں مشکل مندفع شد آں نذر از خاطر اورفت بعد چندے اسپ او بیمار شد و نزدیک ہلال رسید بر سبب ایں امر مشرف شدم بدست یکے از خادمان گفتہ فرستادم کہ ایں بیماری اسپ عدم وفائے نذرست اگر اسپ خود را میخواہی نذرے راکہ در فلاں محل التزام نمودہ بفرست وے نادم شد و آں نذر فرستاد ہماں ساعت اسپ او شفا یافت۔²

¹ انفاس العارفین (مترجم اردو) حضرت مخدوم الہ دیہ المعارف گنج بخش روڈ لاہور ص ۱۱۲

² انفاس العارفین (مترجم اردو) منکر سے بزور نذر وصول کی المعارف گنج بخش روڈ لاہور ص ۱۲۸ و ۱۲۹

(۳) حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| حضرت امیر و ذریعہ طاہرہ اور اتمام امت بر مثال پیراں و مرشداں می پرستند و امور تکوینیہ را بایشان وابستہ می دانند و فاتحہ و درود صدقات و نذر بنام ایشان رائج و معمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است فاتحہ و درود و نذر و عرس و مجلس ^۱ | حضرت امیر (علی کرم اللہ وجہہ) اور ان کی اولاد پاک کو تمام امت پیروں اور مرشدوں کی طرح سمجھتی ہے اور تکوینی امور فاتحہ، درود، صدقات اور نذر و نیازان کے نام سے رائج ہیں اور معمول بنا ہوا ہے، چنانچہ تمام اولیاء کرام سے یہی معاملہ ہے کہ ان کے نام پر نذر و نیاز، فاتحہ، درود، عرس اور مجالس منعقد کی جاتی ہیں۔ (ت) |
|---|---|

فوائد عظیمہ جلیلہ

مسلمان دیکھیں دونوں شاہ صاحبوں کی ان تینوں عبارتوں سے کتنے جلیل و جمیل وہابیت کش فائدے حاصل ہوئے، واللہ الحمد:

(۱) اولیاء کا اپنے حاضرین مزارات پر مطلع ہونا (۲) ان سے کلام فرمانا کہ جب حضرت مخدوم الہ دیا قدس سرہ کے مزار شریف پر شاہ ولی اللہ صاحب کے والد عبدالرحیم صاحب حاضر ہوئے حضرت نے مزار شریف سے ان کی دعوت کی اور فرمایا کچھ کھا کر جانا (۳) اولیائے کرام کا بعد وفات پر غیبوں پر اطلاع پانا کہ حضرت مخدوم قدس سرہ کو معلوم ہوا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کے آنے پر ہماری نذر مانی ہے اور یہ آج اس کا شوہر آئیگا اور یہ کہ عورت اسی وقت ہماری نذر کے چاول اور شیرینی حاضر کرے گی (۴) اولیاء کی نذر (۵) مصیبت کے وقت اس کے دفع کو اولیاء کی نذر مانی (۶) ان کی نذر مان کر پوری نہ کرنے سے بلا آنا اگرچہ وہ پورا نہ کرنا بھول جانے سے ہو (۷) اس نذر کے پورا کرتے ہی فوراً بلا کا دفع ہونا کہ فرہاد بیگ نے کسی مشکل کے وقت شاہ ولی اللہ صاحب کے والد کی نذر مانی پھر یاد نہ رہی، گھوڑا مرنے کے قریب پہنچ گیا، شاہ صاحب کو معلوم ہوا کہ اس پر یہ مصیبت ہماری نذر پوری نہ کرنے سے ہے، اس سے فرما بھیجا کہ گھوڑا بچانا چاہتے ہو تو ہماری منت پوری کرو، اس نے وہ نذر پوری کی گھوڑا فوراً اچھا ہو گیا (۸) فاتحہ مروجہ (۹) عرس اولیاء (۱۰) ان سب سے بڑھ کر یہ پانچ بھاری غضب کہ پیر پرستی (۱۱) مولیٰ علی وائمہ اطہار کی بندگی (۱۲) اس پر ستاری و بندگی پر تمام امت مرحومہ کا اجماع (۱۳) فتح، شکست، تندرستی، دولت مند، تنگدستی، اولاد ہونا نہ ہونا، مراد ملنا نہ ملنا، اور ان کے مثل احکام تکوینیہ کا مولیٰ علی و

^۱ تحفہ اثنا عشریہ باب ہفتم در املت سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۳

ائمہ اطہار و اولیائے کرام سے وابستہ ہونا (۱۴) اس وابستہ جاننے پر امت مرحومہ کا اجماع ہونا۔ وہ سات بڑے شاہ صاحب کے کلام میں تھے یہ بھاری پتھر چھوٹے شاہ صاحب کے کلام میں ہیں۔ اب اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان والیضاح الحق اور گنگوہی صاحب کی براہین قاطعہ وغیرہ باخراقاتِ دہابیہ سے ان ۱۴ کو ملا کر دیکھئے دونوں شاہ صاحب معاذ اللہ کتنے بڑے کٹے پکے مشرک، مشرک مگر ٹھہرتے ہیں مگر ان کا مشرک ہونا آسان نہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ (۱۵) بھاری فائدہ حاصل ہوگا کہ اسماعیل دہلوی و گنگوہی و تھانوی اور سارے کے سارے وہابی سب مشرک کافر ہیں کہ اسماعیل دہلوی ان دو مشرکوں کا غلام، ان کا شاگرد، ان کا مرید، ان کا مداح، ان کو امام و ولی چنیں و چناں جاننے والا۔ اور گنگوہی و تھانوی اور سارے کے سارے وہابی ان دو تقویت الایمانی دھرم پر مشرکوں اور اس تیسرے قرآنی دھرم پر بدین گمراہ کو ایسا ہی جاننے والے اور جو ایسوں کو ویسا جانے وہ خود مشرک کافر بے دین والحمد للہ رب العالمین ہے۔ کسی وہابی گنگوہی تھانوی دہلوی امر تسری بنگالی بھوپالی وغیرہم کے پاس اس کا جواب یا آج ہی سے وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُؤُونَ ﴿۱﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ ﴿۲﴾ بَلْ هُمْ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ﴿۳﴾^۱ (انہیں روکوان سے پوچھنا ہے تمہیں کیا ہوا اب ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے بلکہ اب وہ گردن ڈالے ہیں۔ ت) کا ظہور بے حجاب کَذَلِكَ الْعَذَابُ^۱ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۲﴾^۲ (عذاب ایسا ہوتا ہے اور بیشک آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے کاش وہ جانتے۔ ت) یہاں سے ظاہر ہو گیا کہ اس مجموعہ خطب کے اشعار موافق اہلسنت نہیں، اور برکات الامداد کی وہ عبارت متعلق بہ استمداد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ القرآن الکریم ۷۳/۲۶۲

^۲ القرآن الکریم ۶۸/۳۳

باب الکفارة

(کفارے کا بیان)

مسئلہ ۲۵۰:

۱۸ ربیع الاول شریف ۱۳۲۲ھ

| | |
|---|---|
| <p>چہ می فرمایند حامیانِ دین و مفتیانِ شرع متین دریں مسئلہ کہ زید از شراب خوری توبہ کرد و مواجہہ چار کس کلام اللہ شریف را برداشتہ قسم خورد کہ شراب را نوش نکنم و بار دیگر شخصاً دریافت کرد زید از توبہ و از قسم اقرار کرد بعدہ از زید فعل شنیع سرزد شد یعنی شراب بخورد و چہاں زید ازین گناہ بری خواہد شد چہ کفارہ باید داد؟</p> | <p>دین کے حامی اور شرع کے مفتی کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ زید نے شراب نوشی سے توبہ کی اور چار حضرات کے سامنے اس نے قرآن پاک اٹھا کر قسم کھائی کہ میں شراب نوشی نہیں کروں گا۔ لوگوں نے اس سے استفسار کیا تو اس نے اپنی توبہ اور قسم کا اقرار کیا، اس کے بعد زید سے یہ برا فعل سرزد ہوا یعنی اس نے دوبارہ شراب نوشی کی، اب سوال ہے کہ زید اس گناہ سے کس طرح بری ہو سکتا ہے اور اس کو کیا کفارہ دینا چاہئے؟</p> <p>(ت)</p> |
|---|---|

الجواب:

| | |
|---|---|
| <p>در شرع مطہر کفارہ مرگنا ہے را باشد کہ در شاعت از حد نگزد و ہر چہ قبض از حد گزشت تطہیر بکفارہ را نپذیرد و بے توبہ صادقہ حکم بمحویتش</p> | <p>شرع مطہر میں کفارہ اس گناہ کا ہوتا ہے کہ وہ برائی میں حد سے بڑھ کر نہ ہو، اور جو شخص اپنے گناہ میں حد سے تجاوز کر جائے تو وہ کفارہ سے پاک نہیں ہو سکتا</p> |
|---|---|

صورت نگیر دآں چنانکہ اگر کسی زن خود را بمادر و خواہر خویش تشبیہ دہد اور اکفارہ است کہ بعد ادالیش قریت زن برومباح گردد فلما آنکہ مادر و خواہر خود را زن خود سازد ایں جرم رانیچ کفارہ نیست جز آنکہ بتوبہ صادقہ گراید اینجا اگر مصحف کریم برداشتہ سوگند بنام او یا بنام حضرت عزت جل و علی نیز بزبان آورد پس دو چیز باشد یکے نیز سوگند چوں برو قائم نمائد کفارہ اش یک غلام آزاد کردن یا دہ مسکین رادو وقت طعام خوردن یا دہ مسکین راجامہ پوشاندن و ہر کہ برنیچ ازینہا قادر نباشد سہ روزہ پے در پے دارد۔ دوم تاکید ش بہ برداشتن مصحف کریم، و ایں امرے عظیم بود بعد اوباز بر آں عمل ناپاک اقدام نمودن منجر بتوہین مصحف شریف و استخفاف بحق عظیم اوست و ایں سخت تر کارے است و اورا صلا کفارہ نیست جز آنکہ زود بتوبہ صادقہ گردید و ازاں فعل شنیع بعزم صحیح باز آید ورنہ منتظر باید بود عذاب الیم و نارحیم والعیاذ باللہ تعالیٰ، اگر توبہ کنند نیز آنکہ شراب نگذارد اورا باید باہر جام ناپاک شراب جامے از یم و زرد آب نیز خوردہ باشد تا خوگر شود زیرا کہ شراب خوردن ناگزیر است در جہنم از یم فرج زناں زانیہ خوردن چوں آتش در زناں زانیہ در گیر دواز بدترین جاہائے آناں

اور جب تک وہ صدق دل سے توبہ نہ کرے تو اس گناہ سے پاک نہیں ہو سکتا، جیسا کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو ماں یا بہن سے تشبیہ دے تو اس کا کفارہ ہے اور کفارہ کے بعد بیوی اس کے لئے حلال ہو جاتی ہے لیکن اگر کوئی شخص اپنی ماں یا بہن کو اپنی بیوی بنا لے تو اس جرم کا کوئی کفارہ نہیں ہے بلکہ اس پر صدق دل سے توبہ لازم ہے اگر یہاں زید نے قرآن اٹھا کر قرآن کے نام سے قسم کھائی یا اللہ تعالیٰ جل و علا کے نام سے قسم کھائی اور زبان سے ادا بھی کی ہو تو اس پر دو چیزیں لازم ہیں، ایک یہ کہ وہ قسم پر قائم نہ رہا بلکہ قسم توڑ دی ہے اس لئے اس پر کفارہ لازم ہے اور وہ ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو لباس پہنانا ہے اور اگر کوئی ان مذکورہ امور پر قادر نہ ہو تو پھر تین روزے مسلسل رکھے ہوں گے۔ دوسری چیز کہ اس نے قرآن مجید اٹھا کر قسم کھائی ہے اور بہت سخت معاملہ ہے کہ قرآن اٹھا کر اس نے اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پھر سے شراب نوشی کی ہے جس سے قرآن پاک کی توہین تک معاملہ پہنچا اور قرآن کے عظیم حق کی پامالی کی ہے تو اس سخت کارروائی پر کفارہ نہیں ہے بلکہ اس کے لئے اس پر لازم ہے کہ فوراً توبہ کرے اور اس برے فعل کو آئندہ نہ کرنے کا پختہ قصد کرے ورنہ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دردناک عذاب اور جہنم کی آگ کا انتظار کرے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور اگر زبان سے قسم ادا نہیں کی بلکہ اسی قرآن اٹھانے کو قسم قرار دیا تو اس قسم کا

| | |
|---|---|
| <p>وہی حکم ہے کہ اس پر کفارہ نہیں بلکہ عذاب الیم کا انتظار کرے، توبہ نہ کرنے پر اور شراب نہ چھوڑنے پر اس کو چاہئے کہ اسی ناپاک جام کو گندی پیپ سے بھر کر پئے تاکہ اس گندگی کا عادی ہو جائے، کیونکہ شراب نوشی کرنے والے کے لئے زانی عورتوں کی شرمگاہ سے نکلی ہوئی پیپ اور غلیظ گندے پانی کو جہنم میں پینا لازمی سزا ہوگی کہ جہنم کی آگ سے زانیہ عورتیں جل کر ان کے بدن کی بدترین جگہ شرمگاہ سے جو پیپ نکلے گی شراب نوشی کرنے والا اپنی شراب کی عادت کے مطابق اس پیپ کو پئے گا، اس سزا سے وہ بچ نہ سکے گا، جیسا کہ کثیر احادیث میں بیان ہوا ہے،</p> <p>والعیاذ باللہ تعالیٰ، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (ت)</p> | <p>واگر سو گندہ برزباں نراندہ است سائل ہمیں مصحف برداشتن را سو گند خواندہ است حکمش ہمیں ست کہ کفارہ نیست وعذاب الیم را انتظار کرد ریم بر آرد آدمی ہر قدر کہ شراب خوردہ باشد ہماں قدر ازاں ریم وزرد آب فروج زانیات باں شراب خور خوراند زینہار ازو مفر نیابد چونکہ در احادیث کثیرہ ارشاد فرمودہ اند، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔</p> |
|---|---|

۱۸/ شوال ۱۳۳۲ھ

از فرخ آباد مسئولہ شمس الدین احمد شنبہ

مسئلہ ۲۵۱:

جھوٹی قسم خدا کی کھانا کیا کفارہ دینا چاہئے، اگر ایک ہی وقت میں کئی مرتبہ جھوٹی قسم خدا کی کھائے تو ایک کفارہ دے یا ہر ایک قسم کا علیحدہ علیحدہ؟ فقط۔

الجواب:

جھوٹی قسم گزشتہ بات پر دانستہ، اس کا کوئی کفارہ نہیں، اس کی سزا یہ ہے کہ جہنم کے کھولتے دریا میں غوطے دیا جائے گا، اور آئندہ کسی بات پر قسم کھائی اور وہ نہ ہو سکی تو اس کا کفارہ ہے ایک قسم کھائی تو ایک اور دس تو دس۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



کتابُ الحُدودِ والتَّعزیر

(حدود اور تعزیر کا بیان)

مسئلہ ۲۵۲: ۱۸ محرم ۱۴۰۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کا یہ بیان ہے کہ زید نے مجھ سے زنا بالجبر کیا، گواہ معاینہ کا کوئی نہیں، اور یہ بیان اس عورت کا ہے کہ جس مکان میں واقعہ مذکور گزرا ہے اس میں سوائے میرے اور زید کے اور کوئی موجود نہ تھا، زید کا انکار ہے کہ میں نے زنا نہیں کیا البتہ تہدید کے لئے عورت مذکور کو سخت اور سست کہا تھا، اور وہ تہدید یہ تھی یعنی صبح کو جس وقت زید پانی بھرنے کو اپنے ٹھکانوں میں جانے لگا تو زید نے اس عورت کو خواب سے بیدار کیا کہ ہوشیار ہو جا ایسا نہ ہو کہ کوئی آوارہ آدمی کوئی چیز اٹھالے جائے، جب زید پانی بھر کر لوٹ آیا تو عورت مذکور کو سوتا پایا تو اس نے ایک لات چار پائی اس عورت میں ماری کہ ابھی تک غافل سو رہی ہے کوئی مال اٹھالے جاتا تو کیا ہوتا، اور زید نے سخت اور سست بھی کہا، اس پر اس نے شور مچایا اور زید کو مستم بالزنا بالجبر کیا، آیا اس بارے میں بلحاظِ واقعاتِ صدرِ قولِ عورت قابلِ اعتبار ہے یا نہیں؟ اور دو شخص جن میں ایک مسلمان اور دوسرا ہندویہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے یہ سنا کہ مکان میں سے آواز آتی ہے کہ یہ شخص میری آبرو اتارے لیتا ہے، بینواتو جروا۔

الجواب:

اس عورت کا قول ہرگز قابل اعتبار نہیں، بلکہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اسے جھوٹ و بہتان سمجھے اور مسلمان کے ساتھ نیک گمان کرے، جو لوگ اس بارے میں زنِ مذکورہ کو سچا جانیں گے وہ بھی سخت گناہگار اور اس مرد کے حق میں گرفتار ہوں گے، شریعت کا حکم یہ ہے یا تو وہ چار گواہ مسلمان ثقہ پر ہیزار قابل شہادت زنا سے ثابت کرادے کہ وہ اس وقت خاص میں اس مکان معین میں اس مرد کا اس عورت کے ساتھ زنا کرنا اور اپنا پچشم خود اس کے بدن کو اس کے بدن میں سرمہ دانی میں سلائی کی طرح دیکھنا بیان کریں جب تو عورت اس الزام سے بری ہوگی اور مرد پر زنا کی حد آئے گی، ورنہ عورت کو اسی کوڑے لگائے جائیں گے، اور جو لوگ اس کا بیان سچا مان کر مرد پر یہ تہمت کریں گے وہ بھی اسی کوڑے کھائیں گے۔ یہ سب حکم خود قرآن مجید میں مذکور۔ اس ملک میں کہ حد شرع جاری نہیں اتنا فرض ہے کہ مسلمان اس عورت کو جھوٹا کذاب اور ناحق افتراء باندھنے والی سمجھیں، پس مسلمان اس سے توبہ کرائیں اور وہ مجمع میں اپنے آپ کو جھٹلائے، اگر نہ مانے تو اسے چھوڑ دیں کہ وہ سخت گناہ کی مرتکب ہوئی، اور ان دو گواہوں کی گواہی عورت کو کچھ بھی مفید نہیں کہ اول فقط ایک گواہ ہے، کافر کی گواہی کچھ مقبول نہیں دوسرے وہ اپنی آنکھوں کا دیکھا کچھ نہیں کہتے، تیسرے سننے میں بھی فقط اس عورت کی آواز بیان کرتے ہیں، یہ خود مدعیہ ہے، مدعی کا قول مسموع نہیں، چوتھے آبرو اتارنا کچھ خاص زنا کرنے ہی کو نہیں کہتے مارنے پیٹنے یا مار پیٹ کا قصد کرنے پر بھی ایسا کلمہ کہا جاتا ہے، غرض گواہی محض مہمل ہے اور عورت کا قول سراسر باطل، اور مرد الزام سے بالکل بری، اور عورت پر جھوٹی تہمت کا الزام قائم اور اس پر اس سخت گناہ سے توبہ فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۲۵۳: ۶ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کوئی بے دیکھے کسی مسلمان پر تہمت لگائے کہ اس نے اپنی بیٹی کے ساتھ زنا کیا اور اس شخص پر نہ کوئی ثبوت ہے نہ گواہی تو ایسی تہمت لگا کر بدنام کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

سخت حرام قطعی گناہ کبیرہ ہے، ایسی تہمت رکھنے والا اللہ تعالیٰ کے بڑے عذاب کا مستحق ہوتا ہے، اللہ عزوجل نے حکم فرمایا کہ ایسے شخصوں کو اسی کوڑے مارو اور ان کی گواہی کبھی نہ سنو اور وہ فاسق ہیں، یہاں کوڑے تو نہیں لگا سکتے لہذا اسی قدر کریں کہ جب تک وہ تہمت رکھنے والا مجمع میں توبہ نہ کرے اور

صاف صاف اس اپنی ناپاک گفتگو سے باز نہ آئے اس وقت تک مسلمان اس سے ملنا جلنا، اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا، اس کی شادی بیاہت میں شریک ہونا، اپنی شادی بیاہت میں اسے شریک کرنا یک قلم چھوڑیں کہ وہ اس تہمت کے اٹھانے سے ظالم ہے، اور ظالم کے پاس بیٹھنے کو قرآن مجید میں منع فرمایا، اور ایسی تہمت کا ثبوت کسی گواہی سے ہر گز نہیں ہو سکتا جب تک چار مرد نمازی پر ہیئزگار ثقہ متقی جو نہ کوئی گناہ کبیرہ کرتے ہوں نہ کسی گناہ صغیرہ پر اصرار رکھتے ہوں نہ کوئی بات خلافِ مروت چھچھوڑے پن (جیسے سر بازار کھانا کھانا یا شارع عام پر سب کے سامنے پیشاب کرنا) کی کرتے ہوں ایسے اعلیٰ درجہ کے متقی مہذب بالاتفاق ایک وقت ایک مکان میں اپنی آنکھ سے دیکھنا بیان کریں کہ ہم نے اس کا بدن اس کے بدن کے اندر خاص اس طرح دیکھا جیسے سرمہ دانی میں سلائی، اگر ان امور سے ایک بات بھی کم ہوگی مثلاً گواہ چار سے کم ہوں یا چوتھا شخص اس اعلیٰ درجہ کا نہ ہو یا ہوں تو سب اعلیٰ درجہ کے اور چار پانچ نہیں بلکہ دس بیس مگر ان میں مرد تین ہی ہوں باقی عورتیں یا کچھ گواہ آج کا واقعہ بیان کریں کچھ کل کا، یا کچھ کہیں ہم نے اس مکان میں دیکھا کچھ کہیں دوسرے میں، یا یہ سب باتیں جمع ہوں اور تین گواہ صاف صاف یہ بھی گواہی دے چکے ہوں کہ ہم نے اس کا ذکر اس کی فرج داخل میں اسی طرح دیکھا جیسے سرمہ دانی میں سلائی، مگر چوتھا اتنا کہے میں نے اس کا برہنہ ذکر اس کی برہنہ فرج کے منہ پر رکھا دیکھا مثلاً نصف حشفہ تک اندر کیا ہوا دیکھا، تو ان سب صورتوں میں یہ گواہیاں مردود اور وہ تہمت باطل اگرچہ اس قسم کی سو دو سو گواہیاں گزریں اصلاً ثبوت نہ ہوگا بلکہ تہمت کریں والے زنا کی گواہی دینے والے خود ہی سزا پائیں گے یہ سب احکام قرآن مجید و حدیث شریف و کتب فقہ میں صاف مذکور۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۴: از برودہ گجرات کلاں محلہ بھوتنے کا جھاپہ نظام پورہ مرسلہ امر او بانی بنت غلام حسین حالہ ۱۶/رجب ۱۳۳۱ھ کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو ایک آدمی اور ایک عورت کے ہمراہ کسی کام ضروری کے لئے کہیں بھیجا، بعد واپس آنے کے نان و نفقہ موقوف کر دیا کچھری گائی کوڑی میں مقدمہ ہے کچھری کہتی ہے کہ نان و نفقہ کیوں نہیں دیتا، خاوند کہتا ہے بغیر حکم میرے کیوں گئی، عورت نے گواہ شاہد قولی پیش کئے کہ اس نے عورت کو جانے کے لئے حکم دیا عورت کہتی ہے کہ مجھے میرے خاوند نے بہتان لگایا میری آبرولی، جو شخص اپنی عورت کی آبرو لے شریعت میں اس کی کیا سزا ہے؟ فریبی دعا باز و جلساز کے لئے کیا حکم ہے؟ بینوا تو جرو

الجواب:

بہتان اٹھانا، ناجائز طور پر آبرو لینا، جعل و غافلہ یہ سب باتیں گناہ ہیں خواہ اپنی عورت کے ساتھ

ہوں خواہ کسی کے ساتھ، اور ان گناہوں کے لئے شرع نے کوئی حد مقرر نہ فرمائی تو ان میں سزائے تعزیر ہے جس کا اختیار حاکم شرع کو ہے، جو سزا مناسب دے، مگر مارے تو انتالیس کوڑوں سے زیادہ نہ مارے، اور امام ابو یوسف کے نزدیک کچھتر، اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اشباہ میں ہے:

| | |
|---|--|
| ضابطۃ التعزیر کل معصیۃ لیس فیہا حد مقدر ففیہ التعزیر ^۱ ۔ | ضابطہ تعزیر یہ ہے کہ جس گناہ کے لئے کوئی حد مقرر نہ ہو اس پر تعزیر ہے۔ (ت) |
|---|--|

اسی میں ہے:

| | |
|--|---|
| من اذی غیرہ بقول او فعل یعزر کذا فی التاتار خانیۃ ^۲ ۔ | جس نے کسی دوسرے کو اپنے عمل یا قول سے اذیت دی تو اس پر تعزیر ہے، جیسا کہ تاتار خانیہ میں ہے (ت) |
|--|---|

در مختار میں ہے:

| | |
|--|--|
| التعزیر لیس فیہ تقدیر بل ہو مغوض الی رأی القاضی ^۳ ۔ | تعزیر میں سزا مقرر نہیں ہے بلکہ وہ قاضی کی رائے پر موقوف ہے۔ (ت) |
|--|--|

اسی میں ہے:

| | |
|--|--|
| اکثرۃ تسعة وثلاثون سوطاً بالضرب ^۴ ۔ | تعزیر زیادہ سے زیادہ انتالیس کوڑے ہیں، یہ سزا مارنے کی ہے۔ (ت) |
|--|--|

پھر یہ حکم بہتان زنا کے سوا اور بہتانوں میں ہے اور اگر مرد اپنی عورت کو صاف زنا کی تہمت لگائے خواہ بالقصد تہمت لگانا ہی منظور ہو یا جس طرح بیباک عوام میں کچھ لفظ دشنام کے رائج ہیں کہ غصہ میں زبان سے نکالتے ہیں اور ان کے معنی میں صراحۃً ناک۔۔۔۔۔ (جواب ناقص ملا)

مسئلہ ۲۶۴۵: از نیپال گنج بازار ڈاک خانہ روپی ڈیہہ ضلع بہرائچ مسئلہ مولوی حبیب اللہ محبوب علی شاہ دوشنبہ ۲۱ محرم الحرام ۱۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ایک محسن مرد اور محسنہ عورت بعلت زنا مشتر ہو کر دونوں نے بجلہ عام اقرار زنا کیا گو موقعہ کے

^۱ الاشباہ والنظائر کتاب الحدود والتعزیر ادارة القرآن کراچی ۲۸۵/۱

^۲ الاشباہ والنظائر کتاب الحدود والتعزیر ادارة القرآن کراچی ۲۸۴/۱

^۳ در مختار باب التعزیر مطبع مجتبائی دہلی ۳۲۶/۱

^۴ در مختار باب التعزیر مطبع مجتبائی دہلی ۳۲۶/۱

یعنی شاہد نہیں ملے مگر تحقیقات سے رموز زنا اور زانیہ کے پیام و سلام قول و قرار کے ثبوت بھی ملے۔

(۲) اب یہ عقود فسخ ہوئے یا قائم رہے؟

(۳) اور عورت زانیہ کے شوہر کو اسے طلاق دینا لازم ہے یا نہیں؟

(۴) اگر لفظ طلاق نہیں کہا اور طلاق نامہ لکھ کر دے دیا جس کی نقل منسلکہ استفتاء ہذا ہے جس روز سے یہ تحریر دی ہے اس روز

سے مواجہہ نہیں ہوا ایک روز قبل نماز جمعہ میں زانیہ کے شوہر نے طلاق بائنہ کا اقرار کیا لہذا یہ طلاق بائنہ ہوئی یا نہیں؟

(۵) اگر عورت مطلقہ نے خود طلاق مانگی تھی اور عدت بھی توڑ دی ہے اس صورت میں اب زانیہ کے شوہر کو مہر و مصارفِ

عدت ادا کرنا چاہئے یا نہیں؟

(۶) اور ایسے زانی و زانیہ کی اگرچہ شرعی سزا دینا یہاں پر اس وقت غیر ممکن ہے تو حاکم وقت مقامی سے حسبِ قانون حکومت

سزائے زنا دلانے کا عذر دار ہونا لازم ہے یا نہیں؟

(۷) مرد محسن زانی کا بھی عقد فسخ ہوا یا نہیں؟

(۸) ایک گروہ کثیر نے مرد محسن زانی کے ساتھ میل جول و حقہ پانی ترک کر دیا ہے لیکن چند اشخاص نے جن میں سے صرف

دو شخص خواندہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ اور ایک شخص خواندہ اہلسنت و جماعت جو کہ اشخاص عقائد وہابیہ مذکرہ کا صرف ہم مشرب ہے

بقیہ اشخاص ناخواندہ ہیں انہوں نے زانی و زانیہ کو توبہ کر کے میل جول حقہ پانی دے کر ہم پیالہ و ہم نوالہ ہو گئے ہیں بدیں باعث

بڑے گروہ نے ان سب کا بھی میل جول حقہ پانی ترک کر دیا ہے یہ ترک کرنا جائز ہے یا نہیں، اور یہی چند اشخاص اس زنا کے

محرم معلوم ہوتے ہیں۔

(۹) شوہر زانیہ کا پیش امام جامع مسجد و مدرس مدرسہ اسلامیہ ہے اس واسطے تنبیہاں زانی اور زانیہ کی موافق رسم و رواج حال کی

کیا سزا ہونی چاہئے؟

(۱۰) اور زانی و زانیہ کے شریک داران مذکرہ بھی کسی قسم کی سزا کے مستوجب ہیں یا نہیں؟ بینوا اتوجروا مع الکتاب۔

نقل طلاق نامہ: منکوحہ جواد ولد حسین علی متوطن لکھنؤ ساکن نیپال گنج، جو کہ مسماۃ منیرا نو مسلم میرے عقد و نکاح میں نوسال

سے تھی اب مسماۃ مذکورہ کی بد چلنی ثابت ہونے سے اور زبانی خود سے تعلق بے جا کے اقرار سے میں طلاق اس کے طلب برضا

و رغبت طلاق دیتا ہوں اور یہ چند کلمہ بطریق طلاق نامہ کے لکھ دئے کہ سندر ہے اور وقت پر کام آئے۔ العبد محمد جواد بقلم

خود۔ گواہ شد نور محمد بقلم خود۔ مورخہ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ مطابق ۷ اگست ۱۹۵۷ء بمواجہہ فقیر بخش و بدلو و منے للہ وغیرہم

کے یہ تحریر لکھی گئی۔

الجواب:

(۲۱) ایسی بازاری باتوں سے زنا کا ثبوت نہیں ہو سکتا جب تک کافی شہادت شرعیہ یا کافی اقرار زانی یا زانیہ نہ ہو، اور اگر زنا ثابت بھی ہوا تو اس سے نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا مگر ایسا زنا جس سے مصاہرت ثابت ہو جیسے شوہر کے باپ یا بیٹے سے کہ اس صورت میں البتہ نکاح فاسد ہو جاتا ہے۔

(۳) زانیہ کو طلاق دینا شوہر پر لازم نہیں۔ درمختار میں ہے:

| | |
|---|---|
| لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة ^۱ ۔ | فاجره عورت کو طلاق دینا خاوند پر واجب نہیں ہے (ت) |
|---|---|

(۴) طلاق جس طرح زبان سے ہوتی ہے اسی طرح قلم سے، جبکہ بلا مجبوری شرعی لکھا ہو، اشباہ میں ہے الکتاب کا خطاب^۲ (تحریر بھی خطاب کی طرح ہوتی ہے۔ ت) طلاق نامہ سے طلاق رجعی ثابت ہوتی ہے، لیکن شوہر نے اگر طلاق بائن کا اقرار کیا تو بائن ہو گئی۔

(۵) مہر بہر حال دینا ہو گا اور عورت پر فرض ہے کہ عدت اسی مکان میں پوری کرے۔

| | |
|---|--|
| قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَا تَخْرُجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيَّنَةٍ ^۳ ۔ | اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم بیویوں کو گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں الا یہ کہ وہ کھلے بندوں فحش کاری کریں۔ (ت) |
|---|--|

اس حالت میں تا ختم عدت شوہر پر لازم ہو گا کہ اسے نفقہ دے۔

(۶) ہر گز نہیں، سزا وہی ہے جو مطابق شرع ہے اور اس کے خلاف کی خواستگاری ناجائز۔

| | |
|--|---|
| قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ^۴ ۔ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ ^۵ ۔ | اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جو اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے پر حکم نہ کریں تو وہ لوگ ظالم ہیں۔ (ت) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کو حکم دیا گیا کہ اس سے انکار کریں۔ (ت) |
|--|---|

(۷) زانی کے نکاح پر زنا سے کوئی اثر نہیں پڑ سکتا مگر یہ کہ اس سے مصاہرت ثابت ہو جیسے اپنی

^۱ درمختار کتاب النکاح ۱/۱۹۰ و کتاب الحظر والاباحت ۲/۲۵۴ مجتہبی دہلی

^۲ الاشباہ والنظائر الفن الثالث احکام الکتابة (پج) ایم سعید کمپنی کراچی ۵۹۶/۲ ۵۹۷

^۳ القرآن الکریم ۱/۶۵

^۴ القرآن الکریم ۵/۴۵

^۵ القرآن الکریم ۴/۶۰

زوجہ کی ماں یا بیٹی سے۔

(۸) اگر ان لوگوں نے زانی و زانیہ کی توبہ کے بعد ان سے میل جول کیا ہے تو ان پر اس سے کچھ الزام نہیں اور اس بنا پر ان کا حقہ پانی بند کرنا ناجائز ہے، اور اگر بغیر توبہ کے میل جول کر لیا تو بیجا کیا اس حالت میں بطور تنبیہ ان کا حقہ پانی بند کرنے میں حرج نہیں، توبہ کے لئے اولیاء کا مواجہہ ضرور نہیں، ہاں بنظر حق العبدان کی معافی کی ضرورت ہے مگر بغیر اس کے جتنی توبہ کی ہے وہ بھی نامعقول سمجھی جائے، یہ محض باطل ہے۔ دیوبندی عقیدے والے خود مرتد ہیں اور ان سے میل جول مطلق حرام۔ اس واقعہ پر اس کو بنا کر ناور یہ نہ ہوتا تو ان سے میل جول رکھنا جہل و ضلالت ہے، یونہی وہ جو دیوبندیہ سے میل جول رکھتا ہوا گرچہ اپنے آپ کو سنی کہتا ہو سخت فاسق ہے اور مسلمانوں کو اس سے قطع تعلق لازم ہے۔

| | |
|--|--|
| اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم ظالم لوگوں کی طرف میلان نہ کرو ورنہ تمہیں آگ چھو لے۔ (ت) | قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا تَزُكُّوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَمَا تَسْكُمُ النَّارُ ^۱ |
|--|--|

(۹) یہاں ترک تعلق کے سوا کوئی سزا جاری نہیں ہو سکتی اور زنائے زن سے شوہر پر کچھ الزام نہیں جبکہ وہ اس پر راضی نہ ہو۔

| | |
|---|--|
| اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کوئی جان دوسرے کا بوجھ (گناہ) نہ اٹھائے گی (ت) | قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا تَزِمُوا إِذِمَّا تَزِمُوا إِذِمَّا تَزِمُوا ^۲ |
|---|--|

(۱۰) اگر وہ زنائیں ساعی تھے یا بعد زنا بلا توبہ انکے حامی ہوئے تو بھی مستحق سزائے شرع ہیں ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۸ صفر ۱۳۱۱ھ

مسئلہ ۲۶۵:

| | |
|---|--|
| چہ می فرماید علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں معنی کہ مثلاً زید کہ با خالد دوستی دارد و بازن او مرتکب فعل زنا شد و خالد ازیں امر کہ مکروہ تراپسندیدہ تر نزد او بود و ادا تفضیح در سوائے زید نشدہ و بدیں سبب کہ دوست او بود اور انزد قاضی برائے مواخذہ و اجرائے حد شرع نہ برد بلکہ چشم پوشی کرد | علماء دین و مفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ زید خالد کا دوست تھا اور اس کی بیوی سے زید نے زنا کیا تو خالد اس بدترین فعل کے باوجود زید سے رواداری کرتے ہوئے اس کی ذلت و رسوائی کے درپے نہ ہوا اور دوستی کی وجہ سے قاضی کے ہاں مواخذہ اور شرعی حد کے لئے اس کو پیش نہ کیا بلکہ چشم پوشی |
|---|--|

^۱ القرآن الکریم ۱۱/۱۳

^۲ القرآن الکریم ۷/۱۶۳ و ۱۸/۳۵

| | |
|--|--|
| بکراہت تمام، وبہمیں اکتفا کرد کہ الان اور ازدوستی خود خارج کرد و زن خود را طلاق داد یا در صورتیکہ این زن توبہ کرد اور از زوجیت خود خارج نکرد پس این چشم پوشی خالد کہ نسبت زید واقع شد چہ گوئہ است آیا داخل احسان و مروت است یا نہ؟ بینوا توجروا۔ | سے کام لیا اور انتہائی ناراضگی کے باوجود صرف اتنا کیا کہ اب زید سے دوستی ختم کردی اور اپنی بیوی کو طلاق دے دی، یا بیوی کی توبہ پر اس کی زوجیت سے خارج نہ کیا، زید کے بارے میں خالد کی یہ چشم پوشی کیا حیثیت رکھتی ہے؟ کیا اسے احسان و مروت قرار دیا جائے گا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔ (ت) |
|--|--|

الجواب

| | |
|--|--|
| بہ نسبت زید احسان بودنش خود پیدا است و اگر با وصف غیرت محمودہ شرعیہ محض بہ نیت پردہ پوشی مسلمانان صبر و ستر پیش گرفت خود را داخل فتن عفا و اصلحتاً جزو علی اللہ ^۱ است۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔ | زید پر احسان ہونے میں کیا شک ہے اور اگر شرعی طور پر پسندیدہ غیرت رکھتے ہوئے مسلمان کی پردہ پوشی کی نیت سے صبر کرتے ہوئے درگزر کیا تو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں داخل ہے "جس نے معاف کیا اور اصلاح کی کوشش کی تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے کرم پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت) |
|--|--|

مسئلہ ۲۶۶: از سینتاکلاں پر گنہ نواب گنج ضلع بریلی مرسلہ سید زائر حسین ٹھیکیدار ۲۲ شعبان ۱۳۳۷ھ السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت قبل شوہر کسی غیر مرد سے اپنے خاوند کے نزدیک مشکوک ہوئی اور مرد کہتا ہے کہ میں نے فعل حرام کیا اور عورت کہتی ہے کہ نہیں، لہذا دو شخص مسلمان ہیں، فاعل از روئے حلف کہتا ہے کہ میں فعل شنیعہ کا مرتکب ہوا اور مفعول کہتا ہے کہ نہیں بلکہ اس کا ایسا ارادہ تھا چونکہ مطلب برآری نہیں ہوئی بدیں وجہ ناحق الزام لگاتا ہے، اب ایسی صورت میں جب فاعل مفعول دونوں محلف بکلام الہی ہیں تو کس کا اعتبار کیا جائے، میرے نزدیک دونوں شخص مکر کے پھرتے ہیں اور دونوں حلف اٹھاتے ہیں ایسی صورت میں فاعل سچا یا مفعول سچا یا کیا؟

الجواب:

وعلیکم السلام، وہ مرد عورت دونوں اپنے حق میں سچے مانے جائیں گے اور دوسرے کے

^۱ القرآن الکریم ۴۰/۴۲

حق میں جھوٹے، عورت جو انکار کرتی ہے سچ کہتی ہے اسے جو فقط بر بنائے قول مرد، زنا کی تہمت لگائے سخت گنہگار اور اسی کوڑوں کا سزاوار ہوگا۔ مرد جو اپنے زنا کا اقرار کرتا ہے اسے زانی مانا جائے گا، اسلامی سلطنت ہوتی تو سزا پاتا، اب اسی قدر ہو سکتا ہے کہ اسے برادری سے خارج کیا جائے، مسلمان اس سے میل جول چھوڑ دیں جب تک علانیہ توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶: ذوالفقار گنج شہر، بریلی مسئلہ بابو مورخہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین در بارہ زید مقدمہ زنا میں بروقت اطلاع یا بی مقدمہ اہل برادری نے چند بچوں اہل برادری کو برائے تفتیش مقدمہ خاص موقع متنازعہ پر بھیجا موقع پر پہنچ کر تمام سکنائے اہل محلہ سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ در حقیقت یہ امر صحیح ہے، بدیں وجہ ہمارے یہاں سے خورد و نوش نشست و برخاست بند ہے لہذا بیان ملزمان و شہادت باظہار حلفی گواہان مندرجہ ذیل بخدمت شرع شریف پیش ہے کیا حکم ہے؟ اور ہم لوگوں کو کیا عمل کرنا چاہئے؟ بینوا تو جو روا۔

(۱) بیان زید کے لڑکے کی زوجہ کا میرے بارہ میں سب لوگ غلط بیان کرتے ہیں میں نے کسی سے کچھ نہ کہا،
(۲) از طرف گواہان عزیز و اقربا: واضح ہو کہ زید کے لڑکے کی زوجہ باقرار زنا اس وجہ سے انحراف کرتی ہے کہ اہل برادری نے ملزمان کو تاکید منع کر دیا تھا کہ ہر گز اس خسر سے کوئی تعلق نہ رکھنا باوجود منع کرنے کے ملزمہ بہمراہی اپنی خواشدا من و خسر کے عدم موجودگی اپنے شوہر کے چلی آئی، معلوم ہوتا ہے کہ بخوبی سکھلا پڑھادی گئی بدیں وجہ یہ انحراف ہے۔
(۳) شہادت باظہار حلفی حافظ عبدالرحمن صاحب: زید کی زوجہ کی زبانی معلوم ہوا کہ میرا شوہر زید لڑکے کی بیوی کی چھاتی پکڑتا تھا میں نے منع کیا چھاتی کیوں پکڑتا ہے تجھ کو شرم نہیں معلوم ہوتی؟ جواب دیا میرا مال ہے میں نے بافوس کہا کہ میرا لڑکا اس بہو نے تو لیا مگر میرا شوہر بھی چھین لیا، یہ ایسی بہو تھی، جبکہ یہ واقعہ زید کے لڑکے کے سامنے بیان کیا تو اس نے خاموشی اختیار کی۔

(۴) باظہار حلفی منشی نبی بخش صاحب پابند صوم و صلوة: میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ زید کی زوجہ اپنے گھر میں زید سے بعضہ کہتی تھی کہ تم لڑکے کی زوجہ کی چھاتی کیوں پکڑتے ہو تم کو کیا حاصل ہے تم کو شرم نہیں آتی؟ زید نے جواب دیا ہمارا مال ہے ہم کو اختیار ہے۔ بعدہ زید کی زوجہ میرے مکان پر میری زوجہ کے پاس آئی تو اس وقت اس سے دریافت کیا کہ روزانہ تمہارے گھر کیا جھگڑا فساد رہتا ہے؟ جواب دیا کہ اس میرے لڑکے کی بیوی نے لڑکے کو تو لیا مگر میرے خاوند کو بھی چھین لیا ضرور ایک دن خونریزی ہوگی۔

(۵) بیان محمد بخش صاحب: بموجب منشی نبی بخش صاحب کہ فی الواقع صحیح ہے بلکہ ایک دن ایسا اتفاق

ہوا کہ زید نے اپنی نواسی کو جو کہ زید کے پاس بیٹھی تھی اٹھادیا صرف موقع خالی ہونے کی وجہ سے لڑکی نے اپنی نانی سے شکایت کی کہ مجھ کو نانا نے اپنے پاس سے اٹھادیا، بعدہ زید کے لڑکے کی بیوی کی چھاتی وغیرہ پکڑی، زید کی زوجہ نے کہا کہ اب ہم کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ لڑکے کی بی بی تمہاری بی بی ہے تب سے تو یہ دو نے مٹھائی وغیرہ خوب اڑائی جاتی ہے کیوں؟ بہو تو دو نے مٹھائی وغیرہ اڑاتی ہے نا!

(۶) بیان شیخ جی صاحب تصدق حسین: میری زوجہ نے لعل محمد کے گھر میں کی چھت پر سے اپنے لڑکے کی زوجہ سے پچشم خود زنا کرتے دیکھا۔

(۷) بیان خیالی رام: میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ زید اپنے لڑکے کی زوجہ کو اپنی طرف بلاتا ہے اور زید کی زوجہ غصہ ہو کر کہتی ہے کہ میں تمہاری بی بی بنی ہوں وہ بھی تمہاری بی بی؟ زید جواب میں کہتا ہے کہ ہاں ہمارا مال ہے ہم کو اختیار ہے۔

(۸) بیان حلفی گردھاری لال: میں نے پچشم دیکھا کہ زید اپنے لڑکے کی زوجہ کو زبردستی ہاتھ پکڑ کر اندر مکان کے لے گیا وہ ہر چند منع کرتی رہی کہ چچا کیا کرتے ہو، مگر ہر گز نہ مانا۔

(۹) بیان حلفی رحمت حسین چچا کریم بخش دختر کے دادا: بزبانی لڑکی ہم کو یہ معلوم ہوا کہ میری خوشدامن کی عدم موجودگی میں میرے خسر نے بوقت بارہ بجے دن کے جبکہ میں روٹی پکاتی تھی مجھ کو اپنے پاس بلا کر زبردستی کی اور گالی وغیرہ دی، قریب ایک گھنٹہ مجھ کو اپنے پاس کھڑا کیا اور میرے ہاتھ میں کاٹا، بعدہ مجھ سے بوس و کنار کیا، میں نے بحجاب صرف اتنا کہا مگر دیگر رشتہ داروں سے صاف صاف کما حقہ بیان کیا کہ میرے خسر نے مجھ سے زنا کیا۔ ہم کو کافی یقین ہو گیا کہ درحقیقت صحیح ہے بدیں وجہ ہم کو سخت رنج و ملال ہوا رشتہ دار گواہ موجود ہیں۔

(۱۰) بیان حلفی مسماۃ غفورن: میرے گھر سب کے سامنے بیان کیا کہ میرے خسر نے مجھ کو دو گھنٹہ ڈانٹ ڈپٹ کی اور مجھ کو اپنے سامنے کھڑا کیا بعدہ میرے ساتھ زنا کیا۔

(۱۱) بیان حلفی گھسن بھوپا صاحب: جبکہ ہم نے دریافت کیا اور کہا کہ سچ کہو یہ کیا قصہ پھیلا ہوا ہے تو اس نے کہا کہ واقعی میرے خسر نے میرے ساتھ زنا کیا۔

اب صورتِ مذکورہ بالا میں زنا ثابت ہوا یا نہیں؟ اور یہ عورت زید کے لڑکے پر حلال رہی یا نہیں؟ بینوا تو جو وا۔

الجواب:

ایسے بہودہ بے معنی و بے اصل گواہوں سے زنا تو قیامت تک ثابت نہیں ہو سکتا جب تک

چار مرد عاقل بالغ مسلمان پرہیزگار دیندار جو کسی کبیرہ کا ارتکاب کرتے ہوں نہ کسی صغیرہ پر اصرار رکھتے ہوں نہ خفیف الحركات ہوں حلف شرعی کے ساتھ شہادت دیں، انہوں نے ایک وقت معین میں زید کو ہندہ کے ساتھ زنا کرتے ہوئے اپنی آنکھ سے یوں مشاہدہ کیا جیسے سرمہ دانی میں سلائی، اس وقت تک زنا شہادت سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ ان شرطوں میں ایک بات بھی کم ہوگی تو خود گواہی دینے والے شرعاً اسی^۱ کوڑوں کے مستحق ہوں گے مثلاً تین مسلمان پرہیزگار دیندار نے ویسی گواہی دی کہ سرمہ دانی میں سلائی کی طرح ہم نے اپنی آنکھ سے مشاہدہ کیا اور چوتھے نے یہ گواہی دی کہ میں نے دونوں کو سراپا برہنہ ایک پلنگ پر بیٹھے ہوئے اور باہم لپٹے ہوئے دیکھا زنا ثابت نہ ہوگا اور پہلے تین کو اسی کوڑوں کا حکم ہوگا یا چاروں مرد مسلمان عاقل بالغ پرہیزگار دیندار نے گواہی دی کہ ہم نے اپنی آنکھ سے سرمہ دانی میں سلائی کی طرح دیکھا مگر دو نے کہا کل دیکھا، دو نے کہا آج، یا تین نے کہا صبح دیکھا اور ایک نے کہا تیسرے پہر۔ سب کی گواہیاں مردود، اور زنا ثابت نہیں۔ اور سب پر اسی کوڑوں کا حکم ہوگا۔ ایسی سخت شہادت کا معاملہ وہ ان ناپاک و بیہودہ گواہوں سے ثابت ہو سکتا ہے جن میں خیالی رام و گردھاری لال تک موجود ہیں اور کچھ عورتیں ہیں اور عورتوں کی گواہیاں زنا کے بارے میں مطلق مردود ہیں اگرچہ تین مردوں کے ساتھ نو عورتیں گواہ ہوں، باقی دو ایک میں وہ سنی سنائی گواہی دو کوڑی کے مال میں بھی مقبول نہیں نہ کہ زنا میں، جتنے گواہان مذکور ہیں سب پر توبہ فرض ہے اور کوڑے تو اسلامی سلطنت میں ہوتے، غرض زنا تو بالائے طاق رہا، اب اتنی بات کہ زید کا اپنی بہو سے بارادہ فاسد مثلاً بوس و کنار کرنا جس سے وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جائے، ان گواہوں سے اصلاً اس کا بھی کہیں ثبوت نہیں سنی سنائی کہتے ہیں کوئی زوجہ زید کی زبانی کوئی اس کی بہو کی زبانی، صرف ایک نبی بخش کی گواہی اتنی ہے کہ اس نے اپنے کان سے زید کو جواب دینے میں سنا کہ میرا مال ہے اور ممکن ہے کہ محمد بخش نے بھی ایسا ہی کہا کہ اس کی گواہی کو مثل نبی بخش کہا ہے، یہ دو شخص پرہیزگار قابل قبول شرع ہوں بھی تو سائل نے بیان کیا کہ ان دونوں سے پردہ ہے انہوں نے سنا تو باہر سے سنا، اور باہر سے سنی ہوئی گواہی مردود ہے لان النغمة تشبہ النغمة^۱ کما فی العلمگیریۃ وغیرہا (آواز، دوسری آواز کے مشابہ ہو سکتی ہے جیسا کہ عالمگیری وغیرہ میں ہے۔ ت) اتنی بات بھی اصلاً ثابت نہیں اور وہ عورت اپنے شوہر پر حلال ہے ہاں اگر شوہر خود تصدیق کرے کہ اس کے باپ نے اس کی عورت کے ساتھ بدعتی سے کچھ افعال م۔ ثل بوس و کنار کئے تو البتہ عورت اس پر حرام مانی جائے گی کہ اس نے اس کو حرام ہونا تسلیم کیا اس پر لازم ہوگا کہ عورت کو فوراً چھوڑ دے اور پھر کبھی اس سے نکاح نہ کر سکے گا، اور اگر شوہر تصدیق نہ کرے تو کچھ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

^۱ فتاویٰ ہندیۃ کتاب الشہادت الباب الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۳/۵۲

مسئلہ ۲۶۸: محمد اختر حسین طالب علم مدرسہ منظر الاسلام محلہ سوداگران ۱۲ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک کافرہ عورت کے ساتھ اگر کوئی شخص زنا کرے مع اس کی رضا کے، اور خوف شرکا بھی نہ ہو، ایسی حالت میں کیا حکم ہے اور جو شخص اس امر کے جواز کا قائل ہو اس کے واسطے کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

زنا حرام ہے اور کافرہ ذمیہ کے ساتھ زنا کے جواز کا قائل ہو تو کفر ہے ورنہ باطل و مردود بہر حال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶۹: شہر بریلی محلہ ذخیرہ مسئلہ حبیب اللہ صاحب حجام ۵ جمادی الآخر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید بی بی اپنے بہنوئی کے تنہا ہونے کی وجہ سے اپنی بہن کے فوت ہو جانے کے بعد اس کو روٹی وغیرہ تیار کر کے اس کو ہر طرح کا عیش آرام دیتی رہی، چند روز کے بعد بہنوئی کی دلی محبت پیدا ہو گئی۔ ایک روز زید نے اپنی بی بی کو بہنوئی سے ہم بستر دیکھ کر اپنے مکان پر آنے سے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا تب زید نے اپنے محلہ والے اور برادری والوں کو جمع کر کے حلف اٹھوایا اور لعنتی طور پر سمجھایا، اس کے بہنوئی نے قسم کھائی کہ اگر میں نے آج تک اس کے ساتھ براکام کیا ہو تو اپنی ماں بہن اور لڑکی کے ساتھ براکام کیا ہو، چند روز کے بعد رات کے بارہ یا ایک بجے پر خود چشم دید خوب اچھی طور پر دیکھتا رہا مگر بسبب مجبوری کے اس سے کچھ نہ کہہ سکا، زید نے مجبور ہو کر دوبارہ محلہ والوں کو اور برادری والوں کو جمع کر کے طلاق دے دی، اس کے دو تین روز کے بعد وہ اپنے بہنوئی کے یہاں چلی گئی، ابھی تک کسی کو دونوں کا نکاح ظاہر نہ ہونے کی وجہ سے برادروں نے اس کے کنبہ والے اور عورت کو اور اس کے بہنوئی کو برادری سے علیحدہ کر دیا، اگر اس کے کنبہ والا یا اس کے برادری والا اس کے شریک ہوں تو شرع شریف ان کے بارے میں کیا کہتی ہے؟

الجواب:

عورت اور اس کے بہنوئی پر توبہ فرض ہے اور عدت کے اندر اس کا چلے جانا یہ دوسرا حرام تھا اس پر فرض ہے کہ عدت اپنے شوہر کے یہاں پوری کرے اگر نہ مانے تو برادری سے جو سزا اسے دی گئی ہے ضرور قائم رکھی جائے کہ اس ملک میں یہی باقی ہے نیز اس کا بہنوئی اگر توبہ نہ کرے تو اس پر بھی یہی حکم ہے بعض لوگ کہ اس سزا کو توڑیں وہ مصلحت شرعیہ کے مخالف ہوں گے اور ان کے فعل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک یہ سزا جو یہاں ہاتھ میں رہ گئی یہ بھی اٹھ جائے اور پانچاقتی قوموں کے لوگ بھی اوروں کی طرح ہر گناہ میں آزاد ہو جائیں یہ خود جرم ہے اور مجرموں کی حمایت، لہذا اگر باز نہ آئیں تو یہ بھی برادری سے خارج

کرنے کے قابل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۷۰: شہر شاہجہان پور تارین گلی بر مکان حضرت قاری صاحب مرحوم مولوی حکیم سید محمد آزاد زدانی حسرت شاہجہان پوری ۹ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ محرماتِ اندی یعنی ماں بہن وغیرہ سے جو جان بوجھ کر نکاح اور صحبت کرے تو اس پر حد شرعی نہیں آتی۔ یہ مسئلہ ہدایہ جلد نمبر ۱ ص ۴۹۶، کنز الدو ص ۱۷۵، ہدایہ مترجم فارسی جلد ۲ ص ۳۴ میں ہے، آیا یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط؟

الجواب:

گناہ تین قسم ہیں:

ایک ہلکے کہ حد کی حد تک نہ پہنچے، جیسے اجنبیہ سے بوس و کنار، ان پر حد مقرر نہیں ہوگی کہ ان کی مقدار سے زیادہ ہے، اور مولیٰ عزوجل اس سے پاک ہے کہ کسی مجرم کو اس کی حد جرم سے زیادہ سزا دے۔ ایسے گناہوں پر تحریر رکھی جاتی ہے۔
دوسرے وہ اخبث درجہ کے گناہ کہ حد کی حد سے گزرے ہوئے ہیں جیسے صورتہ مذکورہ سوال۔ ان پر بھی حد نہیں رکھی جاتی کہ حد اس گناہ سے پاک کر دینے کی ہوتی ہے اور ایسا خبیث گناہ اس حد سے پاک نہیں ہوتا۔

تیسرے متوسط درجہ، ان پر حد دو ہیں۔ اس کی نظیر پیشاب اور شراب، پیشاب شراب سے خبیث تر ہے کہ کبھی شریعت میں اس کی ایک بوند حلال یا طاهر نہ ٹھہر سکی، بایں وجہ شراب پینے پر حد ہے اور پیشاب پینے پر حد نہیں، یونہی اجنبیہ سے زنا پر حد ہے اور محارم سے نکاح پر نہیں کہ وہ خبیث کام ہے جسے حد سنبھال نہیں سکتی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۷۱: ازمارہ مطہرہ باغ پختہ ضلع ایٹہ مسئلہ سید غلام شہر ۲۰ رمضان ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ بیوہ زن پارسامکان سے تفریگ شب ماہ میں بین المغرب والعشاء دروازہ کے سامنے مشرق و مغرب پچاس قدم کے فاصلہ سے اپنی چھوٹی بہن کے ساتھ ٹہلتی تھی اور ہندہ کا پچازاد بھائی زید بھی ساتھ تھا ہندہ نے جبکہ آگے شارع عام کی طرف بڑھنے کا قصد کیا تو زید مانع ہوا اور کہا مردانہ مکان ہے یہ مقام شارع عام ہے بس آگے نہ جائیے اندر زنانے میں چلئے، یہ کہہ کر زید نے ہندہ کے پس پشت سے ہندہ کے بازو پکڑ کر دروازے کی طرف پھیر دیا، ہندہ نے زید کے کلام کی تردید کی اور چند قدم مردانے مکان کی طرف جا کر پھر از خود زنانے مکان میں چلی گئی، چند روز بعد جبکہ ہندہ سے کئی نامشروع حرکات سرزد ہو چکیں اور زید پھر مانع ہوا اسوقت ہندہ نے اس کا اظہار کیا کہ زید نے بھی فلاں روز میرے جسم کو بدیتی سے

ہاتھ لگایا تھا یعنی مذکورہ بالا واقعہ کا اظہار کیا، زید نے جواب دیا کہ میری روک ٹوک یا جسم کو ہاتھ لگانا واللہ باللہ کسی بدعتی سے نہ تھا اگر آپ کے نزدیک وہ بدعتی تھی یا اب ہے تو میں ضرور مستحق ہوں آپ یا تو مجھے معاف فرمائیں یا از روئے کتاب و سنت سزا دیں مجھے ہر گز عذر نہیں کہ میرا امر آپ کے متعلق کتاب و سنت کے خلاف نہ تھا اور نہ ہے اور نہ ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اب ہندہ کو پورا گمانِ بدزید کی جانب ہے لہذا جواب عطا ہو کہ زید کا یہ فعل و نیت ظاہری اور ہندہ کی یہ حرکت و تردد کتاب و سنت میں کیسی ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

صورتِ مذکورہ میں ہندہ کا گناہ گار و بیچیا ہونا ظاہر ہے، رہا زید بیانِ مذکور سے اس کا اصل مقصود ہندہ کو بری بات سے منع کرنا اور بیچیا کی سے روکنا معلوم ہوتا ہے اس پر وہ مستحقِ اجر ہے نہ کہ سزاوارِ سزا و زجر۔ پھر اس کا پس پشت سے ہندہ کو بازو پکڑنے کے شارع عام سے مکان کی طرف پھیر دینا اگر اس طرح ہو کہ اس کے ہاتھوں اور ہندہ کے جسم میں موٹا کپڑا حائل تھا کہ جسم ہندہ کی گرمی اس کے ہاتھوں کو پہنچنے سے مانع ہو واجب تو اس پر کچھ الزام نہیں اور اگر ایسا نہ تھا بلکہ ہندہ کے کسی حصہ جسم کو اس کا ہاتھ بلا حائل پہنچا یا حائل باریک تھا کہ گرمی محسوس ہونے سے مانع نہ ہوا تو بیشک زید پر الزام ہے اور اس پر توبہ فرض، اسے چاہئے تھا کہ زبانی مانعت پر قناعت کرتا یا موٹا کپڑا حائل رکھ کر پھیرتا یا اگر وہ بغیر اس کے نہ مانتی پھر بھی وہ بدعتی جس کا ہندہ اتہام رکھتی ہے ثابت نہیں، یہ بھی اس کے افعالِ شیعہ سے ایک فعل ہے کہ مسلمان پر تہمت رکھتی ہے اس کے اقارب پر اس کا بند و بست لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۷۲: از مارہرہ مطہرہ باغِ پنجتہ ضلع ایٹہ مسئلہ سید غلام شہر ۲۰ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زید زنِ شوہر دار سے کہ اس کی بھوج ہے مزاج کرتا ہے اور فحش مزاج اور ہاتھ پائی کو بھی جائز رکھتا ہے بلا وسواس موقع بے موقع اس کے جسم کو ہاتھ لگانا مس کرنا روا جانتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا یہ فعل مزاحا ہے کہ میں اس کے شوہر کے روبرو بھی ایسا ہی مذاق کرتا ہوں اور مذاق میں زید زنِ مذکور کی ٹانگیں پکڑ کر ایک پلنگ سے دوسرے پر اور دوسرے سے تیسرے پلنگ پر گھسٹتا ہے اور اقربائے فریقین بھی اس کو دیکھ کر کچھ بھی تعرض نہیں کرتے تو کیا شرعاً یہ حرکت اور اقربا کا سکوت جائز ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

یہ حرکات حرام ہیں اور ایسا مزاح ابلیسی مزاح ہے اور اگر شوہر واقعی دیکھتا اور اس پر راضی ہوتا ہے یا بقدرِ قدرت منع نہیں کرتا تو دیوث ہے اور دیوث پر جنت حرام ہے، نیز اقارب فریقین جو منع نہیں کرتے

شریک گناہ و مستحق عذاب ہیں،

| | |
|--|---|
| اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ ان بد کرداروں کو برائی سے منع نہ کرتے تھے البتہ جو وہ کرتے تھے بہت برا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) | قَالَ اللَّهُ تَعَالَى كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ^۱ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ |
|--|---|

مسئلہ ۲۷۳: از موضع علی پور ضلع پٹوا مسلولہ منصب علی صاحب ۱۲ شعبان ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی شخص نابالغ یا بالغ نے بکری یا گائے یا بھینس کے ساتھ مجامعت کی اس شخص کے واسطے شرع شریف میں کیا حکم ہے؟ اور نیز اس جانور کا گوشت کھانا یا پالنا جائز ہے یا نہیں؟
الجواب:

نابالغ کو تنبیہ کریں بالغ پر تعزیر ہے جس کا اختیار حاکم کو ہے، وہ جانور ذبح کر کے فنا کر دیا جائے گوشت کھال جلائیں، پالانہ جائے۔ در مختار میں ہے:

| | |
|---|--|
| لا یحد بوطی بھیمۃ بل یعزر و تذبح ثم تحرق و یکرہ الانتفاع بها حیۃ و میتۃ مجتبیٰ ^۲ ۔ | حیوان سے بد فعلی پر حد نہیں ہے بلکہ اس پر تعزیر لگائی جائے اور جانور کو ذبح کر کے جلادیا جائے کیونکہ اس جانور مردہ یا زندہ سے انتفاع حاصل کرنا مکروہ ہے، مجتبیٰ۔ (ت) |
|---|--|

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|---|
| هذا اذا كانت مبالیوکل فان كانت تؤکل جازا کلھا عندہ وقال لا تحرق ایضا زلیعی ونہر ^۳ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | یہ حکم اس جانور کے متعلق ہے جس کو کھایا نہیں جاتا، اور اگر اس کو کھایا جاتا ہو تو کھانا جائز ہے، امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین نے فرمایا اسکو جلا بھی دیا جائے زلیعی ونہر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) |
|---|---|

مسئلہ ۲۷۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ ایسے شخص سے ملنا اور

^۱ القرآن الکریم ۷/۹

^۲ در مختار باب الوطی الذی یوجب والذی لایوجبہ مطبع مجتبیٰ دہلی ۳۲۰/۱

^۳ رد المحتار باب الوطی الذی یوجب والذی لایوجبہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۵۵/۳

راہ ور غبت کرنا کیسا ہے جو باوجود تنبیہ لوگوں کے اپنی بہن بھانجی زانیہ کو اپنے گھر سے نہیں نکالتا ہے اور نہ اس سے ملنا ترک کرتا ہے اور ایک بار حلف اٹھا چکا ہے کہ نہیں ملوں گا۔ بینوا تو جروا۔

الجواب

اس شخص پر اتنا واجب ہے کہ اس عورت کو سمجھائے فہمائش کرے، اگر کسی سختی جائز پر قدرت رکھتا ہو اسے بجالائے، جو بند و بست اس کے ہاتھ ہو اس میں کوتاہی نہ کرے، اگر یہ شخص سب باتیں کرتا ہے اور وہ باز نہیں آتی تو اس کا وبال اسی پر ہے اس پر کچھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک کے گناہ میں دوسرے کو نہیں پکڑتا۔

| | |
|--|--|
| اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کوئی جان دوسرے کا بوجھ (گناہ) نہیں اٹھائے گی۔ (ت) | قَالَ تَعَالَى وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ ^۱ |
|--|--|

اور اگر یہ شخص اس کی اس حرکت پر ناراض ہے مگر فہمائش وغیرہ میں کمی کرتا ہے تو کنہ گار ہوگا کہ نیک بات کا حکم دینا اور بری بات سے روکنا جہاں تک اپنی قدرت میں ہو مسلمان پر ضرور ہے،

| | |
|---|--|
| رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم میں سے کسی برائی کو دیکھے تو اس کو ہاتھ سے مٹائے اور اگر ہاتھ سے طاقت نہ ہو تو زبان سے اگر اس سے بھی طاقت نہ رکھے تو پھر دل سے برا جانے، اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔ (ت) | قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مَنكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ ذَلِكَ أضعف الإيمان ^۲ |
|---|--|

مسلمان اسے فہمائش کریں اور اگر یہ شخص ان حرکات پر راضی ہو تو معاذ اللہ دیوث ہے مسلمان اسے سمجھائیں، اگر باز نہ آئے تو اس سے میل جول چھوڑ دیں،

| | |
|---|--|
| اللہ تعالیٰ نے فرمایا (نصیحت یاد آنے کے بعد پھر ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) | فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الدِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ^۳ وَاللَّهُ تَعَالَى اعلم۔ |
|---|--|

^۱ القرآن الکریم ۷/۲۶۳ و ۳/۲۱۸

^۲ صحیح مسلم کتاب الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۵/۱

^۳ القرآن الکریم ۶/۲۸

مسئلہ ۲۷۵: از ڈیرہ غازی خاں بلاک ۱۲ مرسلہ مولوی احمد بخش صاحب ۲۱ ذی القعدہ ۱۳۳۹ھ

حضرت ملک العلماء و الفضلاء ثقی ورجائی ادام اللہ تعالیٰ ظلمہ علی رؤس المستفیضین، نیاز بے انداز و شوق زیارت کے بعد جن کا کوئی حد اندازہ نہیں۔ گزارش اس پہاڑی علاقہ میں بعض واقعات ایسے ہوتے ہیں کہ زانی و مزنیہ کو زانی کی حالت میں قتل کر ڈالتے ہیں، اور بعض واقعات یہ ہیں کہ جب ان کے نزدیک عورت کا کسی بیگانہ کے ساتھ بیٹھتا ہوا یا آتا جاتا ہوا دیکھتے ہیں تو پہلے چند مرتبہ اسے منع کرتے ہیں اور اس کے باز نہ رہنے کے بعد اس عورت کو قتل کر دیتے ہیں اور اگر کر سکتے ہیں تو اس شخص بیگانہ کو بھی نہیں چھوڑتے، بموجب شرع شریف ان دونوں صورتوں میں قاتل گنہگار ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

جناب مولنا الحرم ذی الفضل الاتم والمجدد اکرم دامت مکارمہ، اس سلسلہ میں اضطراب کثیر ہے اور وہ جو فقیر کو کتب معتدہ دلائل شرعیہ سے تحقیق ہوا یہ ہے کہ صورت ثانیہ میں ان مرد وزن کا قتل محض حرام ہے، فقط آنے جانے اٹھنے بیٹھنے کی سزا شریعت نے بھی قتل نہ رکھی، نہ اس قدر خلوت کو مستلزم، اور حق یہ کہ مجرد خلوت بلکہ دواعی پر بھی شرع مطہر نے قتل نہ رکھا، اور سیاست کا اختیار غیر سلطان کو نہیں بلکہ سلطان کو بھی علی الاطلاق نہیں کل ذلك معلوم من الشرع بلا خفاء (یہ سب کچھ شرع سے بلا خفاء معلوم ہے۔ ت) لاجرم یہ ناحق قتل مسلم ہوا اور وہ سخت کبیرہ شدیدہ ہے اور قاتل پر قصاص عائد۔ صورت اولیٰ میں بھی حکم مطلق نہیں بلکہ واجب کہ پہلے زجر و ضرب و قہر کریں، اگر جدا ہو جائیں تو اب عامہ کو اس کا قتل حرام ہے، ہاں شہادت اربع گزریں یا مروجہ شرعی چار مجلسوں میں چار اقرار ہوں، تو ان میں جو محسن ہو سلطان اسے رجم فرمائے گا، نہایہ امام سغنائی پھر عالمگیریہ میں ہے:

| | |
|--|--|
| <p>امام ہندوانی سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر کو بد فعلی کرتے ہوئے موقعہ پر پائے تو اس کو جائز ہوگا کہ اس غیر مرد کو موقعہ پر قتل کر دے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا اگر خاوند کو یقین ہو کہ یہ زانی شور مچانے یا پٹائی کرنے سے باز آجائے تو قتل کرنا حلال نہ ہوگا اور اگر خاوند کو یقین ہو کہ ڈانٹ ڈپٹ سے باز نہ آئے گا بلکہ قتل</p> | <p>سئل الہندوانی رحمہ اللہ تعالیٰ عن رجل وجد مع امرأته رجلاً یحیل لہ قتله قال ان کان یعلم انہ ینزجر عن الزناء بالصباح والضرب بمادون السلاح لایحیل وان علم انہ لاینزجر الا بالقتل</p> |
|--|--|

| | |
|--|--|
| حل له القتل وان طأوعته المرأة حل له قتلها أيضاً اكدافي النهاية۔ | ضروری ہے تو قتل کرنا حلال ہوگا اور اگر بیوی کی مرضی اس میں شامل ہے تو اس کو بھی قتل کرنا حلال ہوگا جیسا کہ نہایت میں ہے۔ (ت) |
|--|--|

اور اگر نہ مانیں تو اس صورت میں اگرچہ زانی کو مطلقاً اور عورت کو بھی اگر مکرمہ نہ ہو صرف عین حالت اشتغال میں نہ بعد
اس سے فراغ کے قتل ازالہ منکر ہے اور اس کے لئے سلطان ہونا شرط نہیں۔

| | |
|--|---|
| قال صلى الله تعالى عليه وسلم من رأى منكم منكراً فليغيره بيده ² الحديث۔ | حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو تم میں سے کسی برائی کو دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے روکے۔ الی آخر الحدیث۔ (ت) |
|--|---|

پھر ہندیہ میں ہے:

| | |
|--|--|
| قالو الكل مسلم اقامة التعزير حال مباشرة العصبية بعد المباشرة فليس ذلك لغير الحاكم قال في القنية رأى غيره على فاحشة موجبة للتعزير فعزرة بغير اذن المحتسب فله محتسب ان يعزر المعز ان عزرة بعد الفراغ منها ³ | فقہاء نے فرمایا: گناہ میں مصروف کو روکنے کے لئے ہر مسلمان کو تعزیر کا حق ہے، لیکن گناہ سے فراغت کے بعد کسی پر تعزیر لگانا صرف حاکم کا حق ہے۔ قنیہ میں فرمایا: کسی غیر کو ایسے گناہ میں مصروف پایا جس پر تعزیر واجب ہو سکتی ہے تو محتسب کی اجازت کے بغیر لگائی تو جائز ہے اور اس گناہ سے فراغت کے بعد تعزیر لگانے والے کو محتسب چاہے تو تعزیر لگا سکتا ہے۔ (ت) |
|--|--|

مگر یہ امر فیما بینہ و بین اللہ ہے حاکم نہ مانے گا اور جب تک بینہ عادلہ سے ثبوت نہ دے اسے قتل کر لیا یا اگر مقتول معروف و
مشہور بجنابت و شرور و عادت زنا و فجور ہے قاتل سے اس کا خون بہالے گا۔ در مختار میں ہے:

| | |
|--|---|
| الاصل ان كل شخص رأى مسلماً يذني ان يحل له قتله وانما يمتنع خوفاً من ان لا يصدق انه ذني ⁴ ۔ | قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان کو زنا میں مصروف پائے تو ہر شخص کو اسے قتل کرنا حلال ہے، اور اس خوف سے کہ قتل کے بعد قاضی کے ہاں اس کا زنا ثابت نہ کر کے قاتل سے باز رہے۔ (ت) |
|--|---|

¹ فتاویٰ ہندیہ فصل فی التعزیر نورانی کتب خانہ پشاور ۱۶/۲

² صحیح مسلم کتاب الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۱/۱

³ فتاویٰ ہندیہ فصل فی التعزیر نورانی کتب خانہ پشاور ۱۶/۲

⁴ در مختار باب التعزیر مطبع مجتبیٰ دہلی ۳۲۶/۱

ردالمحتار میں ہے:

اس بات کو بعض نے جامع الفتاویٰ اور بزازیہ کے باب الحدود کی طرف بھی منسوب کیا ہے، اور اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ بات دیناً جائز ہے قضاءً نہیں، لہذا قاضی زنا کو بغیر گواہی کے تسلیم نہ کرے گا، اور ظاہر یہ ہے کہ یہاں وہ تفصیل مراد ہوگی جو سرقة کے باب میں بیان ہوئی ہے اور وہ بزازیہ وغیرہ میں یوں ہے (گھر والے نے چور کو موقعہ پر قتل کر دیا) تو گھر والے کے پاس چوری پر گواہ نہ ہوں اور وہ مقتول جرائم اور چوری میں مشہور بھی نہ ہو تو قاضی قاتل کو قصاص کے طور پر قتل کرے گا، اور مقتول چور اگر چوری میں مشہور ہے تو قیاس پھر بھی یہی حکم کرتا ہے جبکہ استحسان یہ ہے کہ اس صورت میں گھر والے قاتل کو قتل کی بجائے دیت لازم ہوگی جو مقتول کے ورثاء کو دینی ہوگی کیونکہ موقعہ نے قصاص کے متعلق شبہ پیدا کیا جس کی وجہ سے قتل نہ کیا جائے گا لیکن مالی سزا یعنی دیت میں شبہ پیدا نہ کیا۔ (ت)

عزاه بعضهم ايضاً الى جامع الفتاوى وحدود البزازية وحاصله انه يحل ديانة لا قضاء فلا يصدق القاضى الابينة. ولا ظاهراً انه يأتي هنا التفصيل المذكور في السرقة وهو مافى البزازية وغيرها ان لم يكن لصاحب الدار بينة فان لم يكن المقتول معروفاً بالشرو والسرقة قتل صاحب الدار قصاصاً وان كان متهماً به فذلك قياساً وفي الاستحسان تجب الدية في ماله لورثة المقتول لان دلالة الحال اورثت شبهة في القصاص لافى المال¹۔

یہ ہے وہ جو فقیر کے نزدیک متخ ہوا۔

اور اب میں آپ کو درمختار اور اس پر ردالمحتار نے معارضہ پیش کیا اور پھر میں نے جدالمختار میں جو اس پر کلام پیش کیا ہے، پیش کرتا ہوں تاکہ روز روشن کی طرح معاملہ واضح ہو جائے جبکہ مجھے صرف اللہ تعالیٰ سے توفیق حاصل ہوئی، تنویر الابصار اور درمختار میں فرمایا: (تعزیر کے طور پر قتل کی صورت یہ ہے) مثلاً

وها أنا اذكر لكم في الدر المختار ومعارضه به في رد المحتار وما تكلمت عليه في جدالمختار ليتجلى الامر جلاء النهار وما توفيقى الابالعزيز الغفار قال في تنوير الابصار والدر المختار (ويكون التعزير بالقتل)

¹ ردالمحتار باب التعزير دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۸۰/۳

کمن وجد رجلا مع امرأة لاتحل له، ولو اكرهها فلها قتله ودمه هدر وكذا الغلام وهبانية (ان كان يعلم انه لاينزجر بصياح وضرب بها دون السلاح والا) بان علم انه ينزجر بها ذكر (لا يكون بالقتل وان كانت المرأة مطاوعة قتلها) كذا عراه الزيلعي للهند واني ثم قال (و) في منية المفتي (لو كان مع امرأته وهو يزني بها او مع محرمة وهما مطاوعان قتلها جبيعا) اهـ واقره في الدرر قال في البحر ومفاده الفرق بين الاجنبية لايحل القتل الا بالشرط المذكور من عدم الانزجار المزبور وفي غيرها يحل (مطلقا) اهـ ورده في النهر بها في البزازية وغيرها من التسوية بين الاجنبية وغيرها ويدل عليه تنكير الهند واني للمرأة نعم.

ایک شخص نے کسی مرد کو غیر محرم کے ساتھ پایا تو اگر عورت سے جبراً زنا کر رہا ہو تو اس عورت نے زانی کو موقعہ پر قتل کر دیا یا لڑکے سے جبراً بد فعلی کرتے ہوئے لڑکے نے اس کو قتل کر دیا ہو تو یہ قتل مباح ہوا اور اس کا خون معاف ہے، وہبانیہ۔ بشرطیکہ قتل کرنے والے کو یقین ہو کہ یہ شور مچانے یا ہتھیار سے کم کی ضرب سے باز نہ آئے گا، (ورنہ) اگر معلوم ہو کہ مذکورہ کوشش سے باز آجائے گا تو پھر (روا نہیں) یعنی باز کرنے کے لئے قتل مباح نہیں ہے اور اگر (مرد کے ساتھ عورت بھی مرضی سے مبتلائے زنا ہو تو موقعہ دیکھنے والا دونوں کو قتل کر دے) اس کو زیلی نے ہندوانی کی طرف ایسے ہی منسوب کیا ہے، پھر کہا (اور) منیۃ المفتی میں ہے (اگر اس کی بیوی کے ساتھ کوئی زنا میں مصروف ہے یا اس کی محرمہ عورت کے ساتھ مصروف زنا ہے اور دونوں کی مرضی شامل ہے تو) (دونوں کو قتل کر دے) اه، اور اس بات کو درر میں ثابت رکھا ہے، اور بحر میں فرمایا کہ اس بحث کا مفاد یہ ہے کہ اجنبی عورت اور اپنی بیوی یا محرمہ عورت میں فرق ہے کہ اجنبی عورت کے ساتھ مصروف زنا پائے تو مذکورہ شرط کہ شور یا ہتھیار کے بغیر باز نہ کے بغیر قتل حلال نہ ہوگا، اور اجنبی عورت کے غیر یعنی بیوی یا محرمہ عورت کی صورت میں قتل حلال ہے (مطلقاً) اه، اور اس کو نہر میں بزازیہ وغیرہ کے بیان پر کہ تمام عورتوں یعنی اجنبی اور غیر اجنبی کا معاملہ مساوی ہے، رد کیا ہے۔ اور اس پر ہندوانی کے بیان میں عورت کو نکرہ ذکر کرنا بھی دلالت کرتا ہے کہ کوئی عورت ہو،

اگرچہ نية المفتی میں اطلاق ہے، تو اس مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا تاکہ سب کا کلام متفق قرار پائے، اسی لئے وہبانیہ نے مذکورہ شرط کا مطلقاً جزم کیا ہے اور یہی حق ہے اس قتل میں کسی کا شادی شدہ ہونا شرط نہیں کیونکہ یہ موقعہ کا قتل حد نہیں بلکہ امر بالمعروف کی صورت ہے، اور مجتبیٰ میں ہے کہ قاعدہ یہ ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کو زنا میں مصروف پائے تو اس کو قتل کرنا حلال ہے لیکن بعد میں زنا ثابت نہ کر سکنے کے خوف سے قتل نہ کرے۔ میں نے تنویر اور در کی اس عبارت پر جدالمتار میں یہ لکھا ہے **قوله** کہ غیر اجنبی عورت میں حلال ہے **اقول**: (میں کہتا ہوں) مقصود تو برائی کا ازالہ کرنا ہے تو جب تک قتل کے بغیر ازالہ ممکن ہو تو یہ غیر قتل کی صورت متعین قرار پائے گی، جبکہ سیاست قتل کرنا امام وقت کے غیر کے لئے جائز نہیں ہے، اور بیوی اور محرمہ کے معاملہ میں قتل کرنا تو اپنے مفاد کے لئے ہے جبکہ برائی کا ازالہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہوتا ہے اس معاملہ میں اپنی اور اجنبی عورت برابر ہیں، تمام عورتیں اللہ تعالیٰ کی باندیاں ہونے میں برابر ہیں، اس حکم میں مساوات کے بارے میں سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ ان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قتل سے منع فرمایا: تو میرے نزدیک اجنبی اور غیر اجنبی عورت کا معاملہ مساوی ہے لہذا قتل کے جواز کے لئے قتل کے بغیر باز نہ آنے والی شرط عام ہے

ما فی المنیة مطلق فیحمل علی المقتید لیتفق کلامہم، ولذا جزم فی الوہبانیة بالشرط المذكور مطلقاً وهو الحق بلا شرط احصان لانه لیس من الحد بل من الامر بالمعروف وفي المجتبی الاصل ان کل شخص رأى مسلماً یزنی انه یحل له قتله وانما یمتنع خوفاً من ان لا یصدق انه زنی^۱ وکتبت علیہ فی جدالمتار قوله وفي غیرها یحل اقول: المقصود ازالة المنکر ومهما حصل بغیر القتل تعین ذلك الغیر ولیست السیاسة لغیر الامام والقتل فی الزوجة والمحرم دون الاجنبیة لایكون الا انتصار النفسه وازالة المنکر لله عزوجل ولا فرق فیہ بین الاجنبیة وغیرها فالکل امام الله تعالى علی السواء وفيه حدیث سعد بن عبادۃ رضی الله تعالى عنه ونهی النبی صلی الله تعالى علیہ وسلم ایاہ عن القتل فالحق عندی التسویة بین النساء والتقیید لعدم الانزجار بغیر القتل مطلقاً

^۱ درمختار شرح تنویر الابصار باب التعزیر مطبع مجتبیٰ دہلی ۳۶۱

جیسا کہ اس کو شارح نے علامہ مدقق عمرو بن نجیم کی پیروی میں سب میں جاری مانا ہے رحمہم اللہ تعالیٰ۔

قوله اس پر ہندوئی کا عورت کو نکرہ ذکر کرنا دلالت کرتا ہے **اقول:** (میں کہتا ہوں) بلکہ انہوں نے اپنے جواب میں اس کو نصاً ذکر کیا ہے کیونکہ ان سے سوال یہ ہوا تھا کہ کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو مصروف زنا پائے، جیسا کہ ہندیہ میں نہایہ سے منقول ہے تو ان کے جواب کا حکم محرمہ عورت کو بیوی کی مساوات سے اور اجنبی عورت کو اولویت کی وجہ سے سب کو شامل ہوا تو ہندوئی کے جواب کو نقل کرنے والوں کی تنکیر کا کوئی معنی نہیں ہے۔ میرا حاشیہ ختم ہوا۔ (ت)

وقال في رد المحتار (اور رد المحتار میں فرمایا) **قوله** "اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو پایا" اس عبارت کا ظاہر یہ ہے کہ بیوی کے ساتھ خلوت میں ہوا اگرچہ بد فعلی میں مصروف نہ دیکھے، جیسا کہ آئندہ منیۃ المفتی کی عبارت اس پر دلالت کر رہی ہے آپ کو معلوم ہو جائیگا تو غور کرو، **قوله** فلها قتله یعنی اگر عورت اس سے شور مچانے یا ہتھیار کے بغیر کسی ضرب سے چھٹکارا نہ پائے تو قتل کرے، ورنہ اگر چھٹکارا ممکن ہو تو پھر عورت مجبور نہ ہوگی (جبکہ قتل کا جواب صرف مجبور عورت کے لئے ہے) تو یہاں بھی آئندہ ذکر ہونیوالی شرط معتبر ہے، جیسا کہ ظاہر ہے پھر میں نے اسکو وہبانیہ کی شرح کی کراہت کے باب میں دیکھا، جس کی عبارت

کہا مشی علیہ الشارح المدقق متابعاً للعلامة مدقق عمرو بن نجیم رحمہم اللہ تعالیٰ۔ **قوله** ویدل علیہ تنکیر الہندوئی للمرأة **اقول:** بل ہو نص جوابہ فانہ انما سئل عن وجد مع امرأته رجلاً کما فی الہندیۃ عن النہایۃ فشمّل الحکم بالحارم بدلالة المساواة والاجنبیۃ بدلالة الاولیۃ فالتنکیر من الناقلین عنہ ما معنی¹ اہما کتبت علیہ۔

وقال في رد المحتار قوله (مع امرأته) ظاہرہ ان المراد الخلوۃ بها وان لم یرمنہ فعلاً قبیحاً کما یدل علیہ ما یأتی عن منیۃ المفتی کما تعرفہ فافہم (قوله فلها قتله) ای ان لم یمکنھا التخلّص منہ بصیّاح او ضرب والالم تکن مکروہۃ فالشرط الاّتی معتبر هنا ایضاً کما ہو ظاہر ثم رأیتہ فی کراہۃ شرح الوہبانیۃ ونصہ لو استکرہ رجل امرأۃ لھا قتله وکذا

¹ جد المستأثر علی رد المحتار

یہ ہے: اگر کسی شخص نے عورت کو زنا پر مجبور کیا تو عورت کے لئے اس کو قتل کرنا جائز ہے، اور یوں ہی لڑکے کو بد فعلی پر مجبور کرنے پر لڑکے کا اس کو قتل کرنا جائز ہے اس صورت میں خون معاف ہوگا بشرطیکہ قتل کے بغیر روکنے کا کوئی چارہ نہ ہو، تو غور کرو، قولہ (ان کان یعلم) یہ عبارت اس قتل کے لئے شرط کا بیان جو اس کے قول "جیسے کوئی کسی مرد کو پائے" کے ضمن میں مذکور ہے، قولہ (ومفادہ) یہ عبارت دونوں مذکور عبارتوں میں موافقت ہے جبکہ پہلی عبارت میں قتل کے بغیر باز نہ آنے کے یقین کی شرط ہے اور دوسری عبارت میں یہ شرط مذکور نہیں ہے تو انہوں نے پہلی عبارت کو اجنبی عورت کے واقعہ پر محمول کیا، تو یہ اس صورت میں ہے جب پہلی عبارت میں، عورت کے ساتھ ہونے کا مطلب زنا میں مصروف ہونا ہو، اور اس پر اعتراض آ رہا ہے، قولہ (مطلقاً) یہ منیۃ المفتی کی عبارت پر مصنف نے اپنے شیخ صاحب بحر کی اتباع میں زائد ذکر کیا، قولہ (بما فی البرزازیۃ وغیرہا) یعنی جیسے خانہ میں کہ اس میں ہے کہ کوئی کسی کو اپنی بیوی یا دوسری عورت سے زنا میں مصروف پائے اور وہ زانی شادی شدہ ہو تو اس نے اس پر شور مچایا اس کے باوجود وہ زنا کو چھوڑ کر نہ بھاگا تو دیکھنے والے کو جائز ہے کہ اسے قتل کر دے اور اس پر قصاص نہ ہوگا، قولہ (فیحمل علی

الغلام فان قتله فدمه هدر اذا لم يستطع منعه الا بالقتل اه فافهم، قولہ (ان کان یعلم) شرط للقتل الذی تضمنہ قولہ کمن وجد رجلاً قولہ (ومفادہ الخ) توفیق بین العبارتین حیث اشترط فی الاولی العلم بأنہ لاینجزر بغیر القتل ولم یشترط فی الثانیۃ فوق بحمل الاولی علی الاجنبیۃ والثانیۃ علی غیرہا وهذا بناء علی ان المراد بقوله فی الاول مع امرأة ای یزنی بها^۲ وما یأتی الکلام علیہ،

قولہ (مطلقاً) زاد المصنف علی عبارة المنیۃ متابعۃ لشیخہ صاحب البحر قولہ بما فی البرزازیۃ وغیرہا ای کالخانیۃ ففیہا لورأی رجلاً یزنی بامرأته او امرأة اخر وهو محصن فصاح به فلم یهرب ولم یمتنع عن الزنا حل له قتله ولا قصاص علیہ اه قولہ (فیحمل علی البقید) ای

المقید (یعنی منیہ کے قول دونوں کو قتل کرنے کو اس پر محمول کیا جائے کہ جب معلوم ہو کہ شور یا کسی ضرب سے وہ باز نہ آئیگا (تو دونوں کو قتل کر دے) مجھے یہاں دونوں عبارتوں میں موافقت کی ایک اور وجہ ظاہر ہوئی ہے، وہ یہ کہ مذکورہ شرط وہاں ہوگی جہاں وہ عورت کے ساتھ کسی کو پائے تو زنا میں مصروف ہونے سے قبل قتل حلال نہ ہوگا، پھر جب اسے یقین ہو کہ شور یا کسی اور ضرب سے باز آجائیگا تو قتل حلال نہ ہوگا، خواہ وہ عورت اجنبیہ ہو یا دیکھنے والے کی بیوی یا محرمہ ہو، لیکن جب وہ اس کو زنا میں مصروف پائے تو مطلقاً قتل جائز ہے اس لئے منیہ میں زنا میں مصروف ہونے کی قید کو ذکر کیا، اور دونوں کی قتل والی صورت میں اس قید کو ذکر نہیں کیا، اس پر لازم آتا ہے کہ خانہ کی سابق مذکورہ عبارت تو اس نے اس پر شور مچایا، یہ قید نہ ہوگی، جبکہ اس پر مجتبیٰ کی آنے والی عبارت بھی دلالت کر رہی ہے، پھر میں نے حاوی زاہدی کے جنایات کے باب میں دیکھا کہ اس کی عبارت بھی اس کی تائید کر رہی ہے، جہاں انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے کسی کو اپنی بیوی سے زنا میں مصروف یا بوس و کنار یا معانقہ کی حالت میں دیکھا جبکہ بیوی کی مرضی بھی شامل تھی تو اس نے مرد یا دونوں کو قتل کر دیا تو اس پر کوئی ضمان نہ ہوگا، اور بیوی کی میراث سے بھی محروم نہ ہوگا بشرطیکہ بعد میں وہ اس جرم کو گواہی یا اقرار سے ثابت کر سکے اور

یحمل قول المنیة قتلها جميعاً على ما اذا علم عدم الانزجار بصياح او ضرب قلت وقد ظهر لي في التوفيق وجه اخر وهوان الشرط المذكور انما هو فيما اذ وجد رجلا مع امرأة لاتحل له قبل ان يزني بها فهذا لا يحل قتله اذا علم انه ينزجر بغير القتل سواء كانت اجنبية عن الواجد او زوجة له او محرماً منه اما اذا وجدته يزني بها فله قتله مطلقاً ولذا قيد في المنية بقوله وهو يزني واطلق قوله قتلها جميعاً وعليه فقول الخانية الذي قدمناه انفاً فصاح به غير قيد، وئيدل عليه ايضاً عبارة المجتبي الاتية، ثم رأيت في جنائيات الحاوي الزاهدي ما يؤيده ايضاً حيث قال رجل رأى رجلاً مع امرأته يزني بها او يقبلها او يعضها الى نفسه وهي مطاوعة فقتله او قتلها لاضمان عليه ولا يحرم من ميراثها ان اثبتته بالبينّة او بالاقرار، ولو

اگر اس نے اپنی بیوی یا اپنی محرمہ عورت کے ساتھ بیابان خالی جگہ میں کسی کو دیکھا لیکن زنا یا دواعی میں مصروف نہ پایا تو بعض مشائخ نے فرمایا اسکو دونوں کا قتل کرنا حلال ہے، اور بعض نے فرمایا جب تک بد فعلی میں مصروف نہ پائے قتل کرنا حلال نہیں ہے، اور اسی طرح خزانۃ الفتاویٰ میں بھی مذکور ہے، اور نرازیہ کے سرقہ کے باب میں ہے کہ، اگر وہ اپنے گھر میں اپنی بیوی سے کسی شخص یا پڑوسی کو بد فعلی کرتے ہوئے دیکھ لے اور پکڑنے پر خطرہ محسوس کرے کہ زانی غالب رہے گا تو اس صورت میں اس کو قتل کرنے کا جواز ہے اور بیوی کو بھی جرم میں راضی و شریک پایا تو دونوں کو قتل کرنے کا جواز ہے، تو اس سے صراحتاً معلوم ہوا کہ فرق بد فعلی میں مصروف پانے اور نہ پانے کا ہے، غور کرو۔ **قوله** (مطلقاً) یعنی اجنبیہ اور غیر اجنبیہ کے فرق کے بغیر۔ **قوله** (هو الحق) یعنی اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس کا مقابل باطل ہے اس کے کلام سے یہ ظاہر نہیں ہوا کہ اس کا مقابل باطل ہے بلکہ اس کے بعد اس نے مجتبیٰ کا جو کلام نقل کیا ہے اس سے اس کی صحت معلوم ہو رہی ہے، ہماری تقریر سے ان کے کلام کا متفق ہونا آپ کو معلوم ہو گیا، لیکن محض امر بالمعروف ہونا اور حد نہ ہونا، باز نہ آنے کے علم کی شرط کو نہیں چاہتا، غور کرو۔ **قوله** (بلا شرط احصان) یہ خانیہ کے قول کہ "وہ شادی شدہ ہو" کا رد ہے، جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔ طرطوسی نے اسی پر جزم کیا ہے۔ نہر میں فرمایا کہ اس کو

رأى رجلاً مع امرأته في مفازة خالية وراءه مع محارمه هكذا ولم ير منه الزنا ودواعيه قال بعض المشائخ حل قتلها وقال بعضهم لا يحل حتى يرى منه العمل اى الزنا ودواعيه ومثله في خزانة الفتاوى اه وفي سرقه البزازية لورأى في منزله رجلاً مع اهله او جاره يفجر وخاف ان اخذه ان يقهره فهو في سعة من قتله ولو كانت مطوعة له قتلها فهذا صريح في ان الفرق من حيث رؤية الزنا وعدمها تأمل، قوله (مطلقاً) اى بلا فرق بين اجنبية وغيرها قوله (وهو الحق) مفهوماً ان مقابله باطل، ولم يظهر من كلامه ما يقتضى بطلانه، بل ما نقله بعده عن المجتبى يُفيد صحته و"قد علمت مما قررناه ما يتفق به كلامهم واما كون ذلك من الامر بالمعروف لامن الحد" فلا يقتضى اشتراط العلم بعدم الانزجار تأمل، قوله (بلا شرط احصان) رد على ما في الخانية من قوله وهو محصن كما قد مناه، وجزم به الطرطوسى قال في النهر

وردة ابن وهبان بأنه ليس من الحد بل من الامر بالمعروف والنهي عن المنكر و هو حسن فان هذا المنكر^۳ حيث تعين القتل طريقاً في ازالته فلامعنى لاشتراط الاحصان فيه ولذا اطلقه البزازی اه قلت ويدل عليه ان الحد لا يليه الا الامام^۱ اه. وكتبت عليه في جدالمستار^۱ قوله كما يدل عليه ما يأتي عن منية المفتي اى فانه لما اطلق فيها الحكم بالقتل عن قيد عدم الانزجار قيد معية المرأة بالزنا وههنا الحكم مقيد بعدم الانزجار فتكون المعية مقيد ابعدم الزنا كيلا يتعارضاً.

اقول: ولا يخفى عليه ما في هذه الدلالة من البعد والنظر الى الخارج وابداء جمع بينه وبين كلام اخر ليس منه دلالة هذا الكلام في شيعي لاسيما وذلك الجمع غير متبين ولا متعين لانتهاء التعارض بما افاد الشارح من حمل المطلق

ابن وهبان نے رد کر دیا ہے کہ یہ حد نہیں بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے، یہ اچھی بات ہے کیونکہ یہ ایسی برائی ہے کہ اس کے ازالہ کے لئے قتل ایک طریقہ ہے لہذا اس قتل کے لئے شادی شدہ ہونے کی شرط بے معنی ہے اس لئے بزازی نے اس کو مطلق رکھا **قلت** (میں کہتا ہوں کہ) اس پر دلالت یہ بھی ہے کہ حد کو صرف امام ہی نافذ کر سکتا ہے کسی دوسرے کو اس کی ولایت نہیں ہے۔ ردالمستار کا کلام ختم ہوا۔ میں نے اس پر جدالمستار میں لکھا ہے کہ یہ قولہ کما يدل عليه ما يأتي عن منية المفتي جس طرح کہ اس پر منية المفتي کا آئندہ کلام دلالت کر رہا ہے، کیونکہ جب انہوں نے قتل کے حکم کو باز نہ آنے کے علم کی شرط سے عام رکھا جبکہ عورت کے ساتھ ہونے کو زنا سے مقید کیا تو عورت کے ساتھ معیت عدم زنا سے مقید ہوگی تاکہ دونوں باتیں متعارض نہ ہوں،

اقول: (میں کہتا ہوں) اس دلالت کا بعید ہونا آپ پر مخفی نہیں ہے، اور اس سے خارج امور اور اس کلام اور دوسرے کلام کے درمیان جمع کی صورت واضح ہو جانے کو پیش نظر رکھا جائے تو اس کلام کی دلالت اس معاملہ میں بالکل نہیں ہے خصوصاً جبکہ یہ جمع و موافقت غیر واضح اور غیر معین ہو جائے اس سبب سے کہ شارح علیہ الرحمۃ نے اس تعارض کو ختم کرنے کے لئے مطلق

^۱ ردالمحتار باب التعزیر دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۷۹-۸۰/۳

على المقيّد ثم انما مبناه على ما سبق الى خاطره رحمه
 الله من التوفيق الاتي له وسيأتيك الكلام عليه
 وليس الامر كما ظن بل اصل المسئلة للامام الفقيه
 الهند واني سئل عن رجل وجد مع امرأته رجلا
 ايحل له قتله قال ان كان يعلم انه ينزجر عن الزنا
 بالصباح والضرب بما دون السلاح لايحل وان علم
 انه لا ينزجر الا بالقتل حل له القتل وان طأعت
 المرأة حل له قتلها ايضاً اهـ، هندية عن النهاية وعنه
 اخذ في منية المفتي فعبر عنه بما تری و سنحقق انه
 لايحل القتل في الدواعي كالس والتقبيل والعناق
 فكيف بمجرد الخلوة ولا اعلم له رحمه الله تعالى سلفاً
 فيه وكيف يحل الاجترار على قتل مسلم باستظهار
 بعيد تفرد به عالم في هذا الزمان من دون سلف ولا
 برهان بل على خلاف اصول الشرع المزدان وقضية
 نصوص ائمة الشان حتى نفس

کو مقید پر محمول کرنے کی وجہ کو بطور افادہ بیان کر دیا ہے پھر
 ان کے خیال میں اس تطبیق کا مبنی وہ توفیق و تطبیق ہے جو
 انہوں نے آئندہ ذکر فرمائی ہے، حالانکہ اس پر اعتراض آ رہا
 ہے، لہذا معاملہ وہ نہیں ہے جو انہوں نے خیال فرمایا، بلکہ
 اصل مسئلہ امام ہندوئی کا پیش کردہ ہے، جب ان سے ایسے
 شخص کے متعلق سوال ہوا جس نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی
 مرد کو بد فعلی کرتے پایا کہ کیا اسے اس مرد کو قتل کرنا حلال
 ہے؟ تو جواب میں انہوں نے فرمایا کہ اگر خاوند کو یقین ہو کہ
 زانی شور مچانے یا پٹائی کرنے پر زنا سے باز آجائے گا تو قتل کرنا
 حلال نہ ہوگا اور اگر یقین ہو کہ قتل کے بغیر باز نہ آئے گا تو قتل
 کرنا حلال ہوگا، اور اگر بیوی اس مرد کے ساتھ راضی ہو تو اس
 کو بھی قتل کرنا حلال ہے اھ، یہ ہندیہ میں نہایہ سے منقول
 ہے، اور نہایہ سے ہی منیۃ المفتی میں نقل کیا لیکن جس طرح
 انہوں نے تعبیر کی وہ آپ کے سامنے ہے، اور ہم عنقریب
 ثابت کریں گے کہ ایسی صورت میں محض زنا کی دواعی مثلاً
 چھونے، بوسہ لینے یا معانقہ کرنے کی وجہ سے قتل کرنا حلال
 نہیں ہے چہ جائیکہ محض خلوت نشینی کی وجہ سے قتل حلال
 ہو، اور مجھے ان سے پہلے اس بارے میں کسی کا قول معلوم
 نہیں ہوا، تو اس زمانے کے ایک عالم کے متفرد قول کی بناء پر
 کسی مسلمان کے قتل پر کیسے جرات کی جاسکتی ہے جبکہ اس قول
 کی وجہ بھی بعید ہو اور پہلے بھی کسی نے یہ بات نہ کی ہو اور نہ
 ہی اس پر کوئی دلیل ہو بلکہ اصول شرع اور عظیم الشان ائمہ
 کرام کی نصوص کے خلاف ہو حتی کہ خود

ان کے اپنے موقف کے خلاف ہو، جیسا کہ آپ کو عنقریب معلوم ہو جائے گا، قولہ اذالم یستطع منعه الا بالقتل، جب قتل کے بغیر منع کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو، قول: (میں کہتا ہوں) یہ خود اس بات میں نص ہے کہ اگر کسی اور طریقہ سے روکنا ممکن ہو تو قتل ممنوع ہے، اور یہ کہنا کہ ورنہ مکرہہ (مجبور) نہ قرار پائی گئی، بے فائدہ ہوگا، کیونکہ نہ ہونے کا مطلب موافق رہنا اور موافقت اور رضامندی کا نتیجہ یہ ہے کہ اس گناہ میں خود شریک ہوگی، جبکہ عورت کا مرد کو یہ قتل کرنا گناہ اور برائی کا مرتکب اور اس میں مبتلا ہو اس کے منع کرنے سے دوسرا اس برائی سے نہیں رکتا، کیونکہ برائی سے روکنے کے لئے دو چیزوں کا مامور بننا ہوتا ہے ایک یہ کہ خود برائی سے باز رہے اور دوسرا یہ کہ اس برائی سے دوسرے کو منع کرے، اور ان دونوں چیزوں میں سے ایک کے فوت ہو جانے پر دوسرے کا ساقط ہونا لازم نہیں ہے اور ایک گناہ کے ارتکاب سے دوسرے گناہ کا ارتکاب مباح نہیں بنتا، بلکہ یہاں عورت کا اس مرد کو قتل کرنا گناہ سے روکنا اور خود کو باز رکھنا دونوں چیزیں ہیں، تو یہ قتل بدرجہ اولیٰ مباح ہوگا، تو ظاہر ہوا کہ جبر و اکراہ کی صورت کا بیان محض اتفاق ہے، قولہ یاتی الکلام علیہ اس پر اعتراض ذکر ہوگا، قول: (میں کہتا ہوں) آپ کے اعتراض پر اعتراض ذکر ہوگا، قولہ فله قتله مطلقاً تو اس کو قتل کرنا

هذا الرفیع المکان کما ستعرف بعون المستعان، قولہ اذالم یستطع منعه الا بالقتل اقول: هذا ایضاً نص فی امتناع القتل اذا ممکن المنع بغیرہ خلافاً لما اُثرتم وقولکم والالم تکن مکرهة لا اثر له لان غایة المطاوعة ان تكون مرتکبة لعین المنکر وهذا القتل من ازالة المنکر ومرتکب منکر لا ینهی عن نهیه غیره منه لانه مأمور بشیئین الامتناع والمنع، فان فوت احدهما لا یسقط عنه الآخر و ارتکاب احد معصیة لا تبیح له معصیة اخرى بل هذا القتل فی حق المرأة نهی و انتهاء معافکانت اولی بأباحه وظهر ان التصویر بالاکراہ صدر وفاقاً، قولہ ویاتی الکلام علیہ اقول: ویاتی الکلام علیہ قولہ فله قتله مطلقاً اقول وانما القصد ازالة المنکر فاذا حصل بالادنی تعین کما افاده الامام

الفقیہ ابو جعفر واعتمده المعتمدون وتقدم عن شرح الوهبانية وسينقله المحشى عن ابن وهبان و سيبشى عليه بنفسه قوله ويدل عليه عبارة المجتبى الاتية. اى شرحا حيث اطلق فى الزنا ان له القتل ولم يقيد بشيى اقول وفيه ما ذكر الشارح ان المطلق يحصل على المقيد وكيف يرد اطلاق المجتبى على تقييد المعتمدات وحمل المطلق على المقيد جادة واضحة بخلاف الغاء القيد، قوله فى الحاوى الزاهدى ما يريده ايضا اقول: بل يخالفه فانه جعل له القتل مطلقا فى الدواعى وانتم تخصصونه بالزنا. قوله او يقبلها الخ اقول: لم يشرع الله تعالى فى الدواعى القتل وليست السياسة لغير الامام بل ليست الدواعى الا الصغائر

مطلقاً جائز ہوگا، اقول: (میں کہتا ہوں) مقصد تو برائی کا ازالہ ہے، تو جب یہ ازالہ قتل کے بغیر کسی ادنیٰ طریقہ پر ممکن ہو تو وہ ادنیٰ طریقہ اس کے لئے متعین قرار پائے گا جیسا کہ امام فقیہ ابو جعفر نے یہ فائدہ بیان فرمایا اور اسی پر اعتماد کرنے والوں نے اعتماد کیا ہے، اور شرح وہبانیہ سے منقول ہو چکا ہے اور محشی بھی اس کو عنقریب ابن وهبان سے نقل کریں گے اور وہ خود اس کو اپنائیں گے، قوله يدل عليه عبارة المجتبى یعنی مجتبىٰ کی آئندہ عبارت بطور شرح آئیگی جہاں وہ زنا کے متعلق قتل کو مطلق بیان کریں گے اور قتل کو کسی شرط سے متعین نہ کریں گے اقول: (میں کہتا ہوں) اس میں اعتراض ہے کہ شارح نے یوں بیان فرمایا کہ مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا، اور معتمد علیہ کتب کی بیان کردہ قید کے باوجود مجتبىٰ کا اطلاق کیسے وارد ہو گیا حالانکہ واضح طریقہ ہے کہ مطلق کو مقید پر محمول کیا جاتا ہے جبکہ قید کو لغو بنانا اس کے خلاف ہے، قوله فى الحاوى الزاهدى ما يريده ايضا حاوى زاہدى کا بیان بھی اس کی تائید کرتا ہے اقول: (میں کہتا ہوں) بلکہ وہ تو اس کے خلاف ہے کیونکہ انہوں نے دواعی زنا میں بھی قتل کو مطلق جائز رکھا ہے جبکہ تم اس کو زنا سے ہی مخصوص کرتے ہو، قوله او يقبلها الخ یا وہ عورت کا بوسہ لے رہا ہو اقول: (میں کہتا ہوں) اللہ تعالیٰ نے زنا کے دواعی میں قتل کو مشروع نہیں فرمایا، اور نہ ہی امام کے غیر کو سیاسی قتل روا رکھا ہے بلکہ دواعی تو صرف صغیرہ

ولیس القتل سیاسة للامام ایضاً الا فی جنایة عظمت وفحشت کما مر قبیل باب وطی یوجب الحدان اللوطی والسارق والخنق اذا تکرر منهم ذلك حل قتلهم سیاسة اه فلم یکتف فی تلك العظائم ایضاً بمجرد صدورها بل قید حل القتل بتکررها وسیاتی ان الشارح اطلق اباحة القتل فی جمیع الکبائر فقیده المحشی بماکان منها متعدی الضرر وهو الحق الواضح ان شاء الله تعالی ولم ینقل عن السلف قتل کل من اتی کبيرة فضلا عن الصغیرة ولو اسیع القتل فی الصغائر وجعل ذلك الی العامة لاتسع الخرق وفشا القتل فی المسلمین والعیاذ بالله تعالی فای یوم لاتری جهلا من الناس علی شیئی من الصغائر فقتل کل من تراه وهذا الیس من حکم الله فی شیئی فلا شک ان ما فی الحاوی مردود والله الموفق کیف وهو من الزاهدی المعتزلی المعروف بجمع کل غث وسبین الغیر الموثوق بنقله ایضاً الغیر المعتمد علیه فی روایة ولادرایة کما صرح به ارباب الدرایة^۱ قوله فهذا صریح

گناہوں میں سے ہے حالانکہ امام کو صرف کسی بڑی جنایت اور فحش گناہ میں سیاسة قتل کرنا جائز ہوتا ہے جیسا کہ ایسی وطی جس سے حد لازم ہوتی ہے، کے باب سے تھوڑا پہلے گزرا ہے کہ لوطی، چور اور پھندا ڈالنے والا، یہ لوگ جب بار بار کارروائیاں کریں تو ان کو سیاسة قتل کرنا حلال ہے۔ اہ۔ تو ان عظیم کارروائیوں پر بھی محض ان کے صدور پر نہیں بلکہ ان کے تکرار پر قتل کو حلال کہا، اور عنقریب آئے گا کہ شارح نے تمام کبیرہ گناہوں کے متعلق سیاسة قتل کو مباح کہا تو خود محشی نے اس کو ایسے گناہ سے مقید کیا جس کا ضرر متعدی ہو، اور یہی واضح حق ہے ان شاء الله تعالی، جبکہ اسلاف سے ہر کبیرہ گناہ کے مرتکب کے متعلق قتل منقول نہیں ہے چہ جائیکہ کسی صغیرہ گناہ پر قتل منقول ہو، اور اگر صغائر کے متعلق بھی قتل کو جائز قرار دے دیا جائے اور عوام کو یہ اختیار دیا جائے تو پھر امن نہ وبالا ہو جائے اور مسلمانوں میں قتل عام شروع ہو جائے، والعیاذ بالله تعالی۔ بتائیے لوگوں کی جہالت سے صغائر سے کوئی دن خالی ہے تو کیا ہر ایک مرتکب صغیرہ قتل کیا جائے حالانکہ یہ کہیں بھی اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہے تو بیشک حاوی زاہدی کا بیان مردود ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق حق عطا فرماتا ہے، یہ کیسے صحیح ہو جبکہ یہ زاہدی معتزلی جو کہ ثقہ اور غیر ثقہ ہر قسم کی روایات کو نقل کرنے میں بھی مشہور ہے اور روایت اور درایت کے لحاظ سے غیر معتمد علیہ باتوں کو نقل کر دیتا ہے جیسا کہ ارباب درایت نے اس کی تصریح فرمائی ہے، قوله فهذا صریح

اقول: ای صراحة فيه بل تقييده بالخوف المذكور بما يؤول اليه التقييد السابق فان مثل التردد لا ينزجر بالزجر 'قوله يفيد صحة اقول: قدمنا مافيه 'قوله قررناه اقول: قد علمت مافيه 'قوله فلا يقتضي اشتراط العلم اقول: بل يقتضيه لان مراد الشارع ازالة المنكرات المظلمة لاهلاك النفوس المسلمة فاذا حصلت بدونها وجب قصر اليد عنه، 'قوله حيث تعين القتل طريقاً اقول هذا ايضاً نص في اشتراط القيد المذكور وقد عاد المحشى رحمه الله تعالى بنفسه الى الصواب اذا قال على قول الشرح وعلى هذا القياس المكابر بالظلم وقطاع الطريق وصاحب المكس وجميع الظلمة بآدنى شئ له قيمة وجميع الكبائر والاعونة

اقول: (میں کہتا ہوں) اس میں کون سی صراحت ہے بلکہ اس میں توقید کی صراحت ہے کہ کسی طرح خوف دلانے سے باز نہ آئے، جیسا کہ سابقہ قید کا بیان اس کی تائید کر رہا ہے کہ سرکش آدمی باز رکھنے کی کوشش سے باز نہیں آتا، 'قوله يفيد صحة اقول: (میں کہتا ہوں) اس میں اعتراض ہے جس کو ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے، 'قوله قد علمت مابقرناہ ہماری بیان کردہ تقریر سے آپ کو معلوم ہو گیا، اقول: (میں کہتا ہوں) اس میں جو کمزوری ہے وہ آپ کو معلوم ہو چکی ہے 'قوله فلا يقتضي اشتراط العلم تو وہ علم کی شرط کا مقتضی نہ ہوا، اقول: (میں کہتا ہوں) بلکہ یہ علم کی شرط کا تقاضا کرتی ہے، کیونکہ شارع کی مراد ظالمانہ کارروائیوں سے دفاع ہے نہ کہ مسلمانوں کی جانوں کو ہلاک کرنا، تو جب قتل کے بغیر دفاع ممکن ہو تو قتل سے باز رہنا ضروری ہے، 'قوله حيث تعين القتل طريقاً جہاں ازالہ برائی کا طریقہ قتل متعین ہے اقول: (میں کہتا ہوں) یہ بھی مذکور قید کی شرط ہونے میں نص ہے اور محشی خود بخود درستی کی طرف لوٹ آئے ہیں، جب انہوں نے شرح کی اس عبارت (اسی قیاس پر ہے جو اعلانیہ چیز کو چھین لے، ڈاکو، ظالمانہ ٹیکس وصول کرنیوالا اور ہر ظالم جو کمتر قیمت والی چیز کو ظلم سے چھین لے اور جو ظالم مرتکب کبیرہ کے ہوں اور انکے الہکار اور چغلیخوڑ ایسے تمام لوگوں کا قتل مباح ہے اور انکا قاتل ثواب کا مستحق

| | |
|---|--|
| <p>والسعاة يباح قتل الكل ويثاب قاتلهم اهنصه قوله والا عونة والسعاة عطف تفسير او عطف خاص على عام فيشمل كل من كان من اهل الفساد كالساحر وقاطع الطريق واللص واللوطي والخناق ونحوهم ممن عم ضرره ولاينزجر بغير القتل اه فقد اذعن بالتقييد وهو الحق السديد وليس الزنا بافحش من هاتيك الافا عيل فبا صرح به الائمة فعليه الاعتماد والتعويل¹، هذا ما كتبت عليه فانظره متأملاً متدبراً والحمد لله اولاً و آخراً - والله تعالى اعلم -</p> | <p>ہوگا، اھ۔) پر فرمایا کہ الاعونۃ، والسعاة، اہل کار اور عہدیدار، کا ذکر عطف تفسیری ہے یا عام پر خاص کا عطف ہے لہذا یہ قول تمام اہل فساد مثلاً جادوگر، ڈاکو، چور، لوٹی اور گلابا کر ہلاک کرنے والا وغیرہ سب کو شامل ہے جن کا ضرر معاشرہ میں عام ہو اور وہ قتل کے بغیر باز نہ آئیں اھ، تو اس بیان میں انہوں نے مذکور قید پر جزم کیا ہے اور یہی درست اور حق ہے جبکہ زنا ان مذکور امور سے زیادہ فاحش ضرر نہیں ہے، تو ائمہ کرام نے جو تصریح فرمائی ہے وہی قابل اعتماد و تسلیم ہے۔ یہ میرا حاشیہ ہے اس کو غور اور تدبر سے ملاحظہ کرو، اللہ تعالیٰ کے لئے ہی اول و آخر حمد ہے، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p> |
|---|--|

مسئلہ ۲۷۶: ۱۸ محرم الحرام ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص کسی عالم کی نسبت یا کسی دوسرے کی لفظ مردود کہے کہ وہ بیوقوف ہے کچھ نہیں جانتا اور الوہے، تو اس شخص کی نسبت شرع شریف کیا حکم دے گی؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

بلاوجہ شرعی کسی مسلمان کو ایسے الفاظ سے یاد کرنا مسلمان کو ناحق ایذا دینا ہے اور مسلمان کی ناحق ایذا شرعاً حرام۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|--|---|
| <p>من أذى مسلماً فقد أذاني ومن أذاني فقد أذى الله² - رواه الطبرانی في</p> | <p>جس نے بلاوجہ شرعی کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ</p> |
|--|---|

¹ جد المبتار علی رد المبتار

² المعجم الاوسط حدیث ۳۶۳۲ مکتبۃ المعارف الرياض ۳/۳۷۳

| | |
|--|--|
| الاولیٰ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔ | عزو جل کو ایذا دی (اس کو طبرانی نے اوسط میں سند حسن کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت) |
|--|--|

پھر علمائے دین متین کی شان تو نہایت ارفع و اعلیٰ ہے ان کی جناب میں گستاخی کرنے والے کو حدیث میں منافق فرمایا۔

| | |
|---|--|
| ثلاثة لا يستخف بحقهم الامنافق ذوالشبهة في الاسلام وذوالعلم وامام مقسط ¹ ۔ رواه الطبرانی في الكبير عن ابی امامة و ابو الشيخ في التوبیخ عن جابر بن عبد الله رضی اللہ تعالیٰ عنہم عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ | یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: تین شخص ہیں جن کا حق ہلکا نہ جانے گا مگر منافق، ایک اسلام میں بڑھاپے والا دوسرا عالم تیسرا بادشاہ اسلام عادل۔ (اس کو طبرانی نے کبیر میں حضرت ابوامامہ سے اور ابوالشیخ نے توبیخ کے باب میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت فرمایا ہے۔ ت) |
|---|--|

ایسا شخص شرعاً لائق تعزیر ہے۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۲۷۷: ۱۸ محرم الحرام ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مومن کہنا تخصیص رکھتا ہے قوم نور بان سے یا عام امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے؟ دوسرے یہ کہ اگر کوئی شخص براہِ طعنہ قوم مذکور کی نسبت مومن کہے تو اس کی نسبت کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

الحمد للہ ہر مسلمان مومن ہے اور بعض بلاد ہند کے عرف میں اس قوم کو مومن کہنا شاید اس بناء پر ہو کہ یہ لوگ اکثر سلیم القلب حلیم الطبع ہوتے ہیں جن سے اور مسلمانوں کو آزار کم پہنچتا ہے، اور حدیث میں فرمایا کہ المؤمنون من امن جارة بوائقہ² مومن وہ ہے جس کے ہمسائے اس کی ایذاؤں سے امان میں ہوں۔

¹ المعجم الكبير حديث ۷۸۱۹ عن ابی امامة المكتبة الفیصلیة بیروت ۲۳۸/۸

² صحيح البخاری باب اثم من یأمن جارة بوائقہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۸۹/۲

پھر یہ لفظ بطور طعن انہیں کہنا دوسری شاعت ہے ایک تو مسلمان کو اس کی نسبت یا پیشہ کے سبب حقیر جاننا دوسرے ایسے عظیم جلیل لفظ کو محل طعن میں استعمال کرنا، ایسے شخص کو چاہئے اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اپنی زبان کی نگہداشت کرے۔

| | |
|--|--|
| اللہم اھدنی والمسلمین انک انت ارحم الراحمین۔ امین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | اے اللہ! مجھے اور تمام مسلمانوں کو ہدایت عطا فرما بیشک تو رحم کرنے والوں سے بڑا رحم فرمانے والا ہے۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت) |
|--|--|

مسئلہ ۲۷۸: ازو نگر دایہ مہ سانہ گجرات گاڑیکے دروازہ متصل مکان بنجارہ چاند مار سول مسئلہ مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب احمد آبادی ۲۲ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی مسلمان کے مال کا نقصان کرنا اور اس کی ہتک حرمت میں کوشش کرنا کیسا ہے؟

الجواب:

اگر بلا وجہ شرعی ہے حرام قطعی ہے اور وجہ شرعی سے ہے تو کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۷۹: از شہر صدر بازار بریلی مسئلہ پیش امام جامع مسجد ۱۸ محرم ۱۳۳۹ھ

ایک شخص نماز پڑھنے سے انکار و حیلہ بہت سے کرتا تھا ہر چند اس کو برادرانہ طور بہت کچھ سمجھایا لیکن وہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آیا اور لوگ اس کو پکڑنے کے واسطے گئے اس وقت وہ مسلمانوں کو لاثقی لے کر مقابلہ کرنے کو آمادہ ہوا، لہذا دو مسلمانوں نے اس کے ہاتھ پکڑ لئے، ایک شخص نے اس کو درے لگائے، لہذا وہ نماز پڑھتا ہے، پکڑنے کے وقت اس کے ہاتھ میں گھڑی بندی تھی وہ ٹوٹ گئی وہ مسلمانوں سے طلب کرتا ہے، اس کی گھڑی دی جائے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

تفہیم چاہئے، تنبیہ چاہئے، مار پیٹ کا وقت نہیں، اور اس کی گھڑی کی قیمت دی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸۰: از بریلی محمد بہاری پور مسئلہ اشفاق حسین طالب علم ۳ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید و عمرو و بکر ایک مقام پر بیٹھے تھے، اتفاقاً ایک لڑکی اس راہ سے گزری، زید نے عمرو سے کہا یہ لڑکی تمہاری بہن ہے، عمرو نے زید کو جواب دیا کہ ہاں یہ لڑکی بہن ہے لیکن اے زید! یہ لڑکی تیری

بہن ہے، اس پر زید نے عمرو سے کہا کہ میری بہن نہیں ہے بلکہ تیری بہن ہے، عمرو نے زید سے کہا کہ جب ہم تم سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں ہیں تو ہم تم سب بھائی بہن ہیں بکر نے عمرو سے کہا کہ اس طرح تو کتے سور بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں تو کتے اور سور بھی تمہارے بھائی بہن ہوئے، عمرو نے کہا کہ نہیں ان جانوروں کو اہل اسلام کے لوگ برا سمجھتے ہیں، اس پر بکر بہت غصہ ہوا اور کہنے لگا کہ نہیں سور اور کتے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں ہیں، اور مکرر کہہ کر یہی الفاظ کہے یہاں تک کہ آپس میں جھگڑا ہونے لگا اور معاملہ طول ہو گیا۔ عرض یہ ہے کہ ان تینوں شخصوں کے واسطے کیا حکم ہے؟ واجبا عرض کیا ہے۔

الجواب:

عمرو نے جو اس کے بہن ہونے سے انکار کیا اس پر کچھ الزام نہیں بلکہ وہ اگر غیر مسلمان تھی تو بہت اچھا کہ انکار کر دیا زید نے کہ اسے عمرو کی بہن کہا اس پر الزام نہیں اگر وہ لڑکی مسلمان تھی کہ مسلمان سب آپس میں بھائی ہیں ہاں اگر وہ مسلمان نہ تھی تو برا کیا کہ اسے مسلمان کی بہن ٹھہرایا، اور فقط اولادِ آدم علیہ السلام ہونا کافی نہیں کہ کافروں کا نسب خود حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقطع ہے،

| | |
|--|--|
| اللہ تعالیٰ نے فرمایا بیشک تمام مومن بھائی بہن ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے پیارے نوح (علیہ السلام) یہ آپ کی اہل میں نہیں وہ تو اپنے عمل والا نہیں ہے۔ (ت) | قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ ^۱ ، وَقَالَ تَعَالَىٰ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ^۲ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ^۳ ۔ |
|--|--|

رہا بکر، اس نے سخت شدید شنیع بری بات کہی، اس کے قول سے نبی اللہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک عیب لگتا ہے اس پر توبہ فرض ہے بلکہ کلمہ پڑھے تجدید اسلام کرے۔ ہاں اگر وہ لڑکی کافرہ تھی اور اس نے کتے سور سے مراد کافر لئے یعنی ان کی اولاد میں تو کافر بھی ہیں جو کتوں سوروں کے مثل ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں وہ ہمارے بھائی کیسے ہو سکتے ہیں، تو اس پر الزام نہ رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸۱: از دھاموں ڈاکخانہ دھاموں ضلع سیالکوٹ پنجاب روز دوشنبہ ۲ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

اگر زید اپنی حقیقی بھائی بکر کو کسی سازش سے ایک مجلس میں باوازا کلمہ طیبہ پڑھ کر کہے کہ تم میرے بھائی نہیں ہو، ایسی صورت میں زید پر بموجب شرع شریف کچھ کفارہ لازم ہے اگر ہے تو کیا و کس

^۱ القرآن الکریم ۱۰/۳۹

^۲ القرآن الکریم ۴۶/۱۱

قدر؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

اگر اس کے بھائی نے اس کے ساتھ کوئی معاملہ خلاف اخوت کیا جو بھائی بھائی سے نہیں کرتا تو اس پر اس کہنے میں الزام نہیں کہ اس نفی سے نفی حقیقت مراد نہیں ہوتی بلکہ نفی ثمرہ، اور ایسا نہیں بلکہ بلا وجہ شرعی یوں کہا تو تین کبیروں کا مرتکب ہوا، کذب صریح و قطع رحم و ایذاء مسلم، اس پر توبہ فرض ہے اور بھائی سے معافی مانگنی لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸۲ تا ۲۸۴: معرفت مصطفیٰ رضا خان صاحب، بروز پنجشنبہ ۲۹ صفر المظفر ۱۳۳۲ھ

(۱) بعض لوگوں کا قاعدہ ہے کہ مثلاً کسی نے کہا کہ فلاں کے گھر چوری ہوئی انہوں نے کہا کہ اچھا ہوا چوری ہوئی، پھر بعض دفعہ تو جو ظاہر کلام ہے ظاہر مراد ہوتا ہے اور بعض دفعہ یہ مراد ہوتا ہے کہ چونکہ مثلاً مال رہنا مضر تھا یا اس کا انہیں غرور تھا لہذا اچھا ہوا چوری ہو گئی کہ غرور جاتا رہا یا مضر دور ہو گیا دونوں تقدیروں پر یہ ممنوع چیز کو اچھا کہنا کیسا ہے؟

(۲) ایک شخص سے کوئی خلاف کلمہ نکلا بعد کو اس نے صراحتہ انکار کیا اور اس کا فتح تسلیم کر لیا یا اس کو چھوڑ کر اس کے مخالف حق کلمہ کا اقرار کیا آیا یہ توبہ ہو گئی یا ضرور ہے کہ لفظ توبہ کہے۔

(۳) ہمارے اعزہ میں سے ایک عورت نے اپنے شوہر سے ناراض ہو کر کہا نہ معلوم تمہیں فلاں کے مکان سے (نام لے کر) کیا عشق ہے، شوہر نے کہا خدا جانے، اس پر عورت نے کہا کچھ بھی خدا جانے نہیں ہے، اور اس کے بعد ایک اور جملہ کہا جو شاید یہ تھا کہ سب تمہارے حیلہ حوالے بیکار یہ ان بے پروائیاں ہیں، یہ جملہ کیسا؟ اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب:

(۱) اس سے یہ مقصود نہیں ہوتا کہ سر قہ اچھی بات ہے جس سے حرام قطعی کا استحقاق بلکہ استحسان ہو کر معاذ اللہ نوبت بہ کفر پہنچے بلکہ اس مسروق منہ کے نقصان مال کا استحسان سمجھا جاتا ہے اور یہی مقصود ہوتا ہے کہ کبھی براہ حسد ہوتا ہے اور حسد حرام ہے، اس صورت میں تو مطلقاً گناہ ہے، کبھی براہ عداوت ہوتا ہے کہ دشمن کا نقصان دشمن کو پسند آتا ہے اس کا حکم اس عداوت کا تابع رہے گا اگر عداوت مذمومہ ہے یہ بھی فتنہ و مذموم ہے اور اگر عداوت محمودہ ہے جیسے اعداء اللہ سے دشمنی تو اس میں حرج نہیں جیسے رَبَّنَا اَظْهِسْ عَلٰی اَعْمَالِهِمْ وَاَشْدُدْ عَلٰی قُلُوبِهِمْ^۱ (اے ہمارے رب! ان کے مال برباد کر دے اور ان کے دل سخت کر دے۔ ت) جب دعا سے اس کا نقصان چاہنا روا ہے تو بعد وقوع اس پر خوش ہونا

^۱ القرآن الکریم ۸۸/۱۰

کیا بچا ہے، کبھی وہ صورت ہوتی ہے جو سوال میں مذکور ہے وہ اگر بہ نیت صحیحہ ہے تو غیر مخطور کہ یہ اس کے نقصان پر خوش ہونا نہیں بلکہ نفع پر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) لفظ توبہ نہ ضرور نہ کافی جو قول بجا صادر ہوا تھا اس پر ندامت اور اس سے نفرت و اظہار برات درکار ہے، السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ (پوشیدہ سے پوشیدہ اور علانیہ سے علانیہ۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) قائلہ کا ہر گز یہ مقصود نہیں کہ باری عزوجل سے معاذ اللہ نفی علم کرے نہ زہار اسکے کلام سے سامع کا ذہن اسطرف جاسکتا ہے، بلکہ شوہر نے کہا تھا خدا جانے یعنی کوئی چیز مخفی ہے جو مجھے معلوم نہیں یا جسے میں بتانا نہیں چاہتا اس نے کہا کچھ بھی خدا جانے نہیں اسے اس ہولناک حکم سے کوئی تعلق نہیں نیز یہاں ایک اور دقیقہ ہے بفرض غلط نفی علم ہی مراد لیں تو معاذ اللہ نفی مطلق کی ہر گز بوجہ بھی نہیں بلکہ اس امر خاص سے یعنی اس کا کوئی سبب خفی اللہ نہیں جانتا اور علم الہی سے کسی شے کی نفی اس کے علم سے نفی ہے کہ واقع ہوتا تو ضرور علم میں ہوتا،

| | |
|--|---|
| <p>تو یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے باب سے ہوگا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک بنائے فرمادے تھے ان کے نام بتائیے یا تم وہ خبر اس کو دیتے ہو جس کو اس نے روئے زمین پر نہ جانا۔ (ت)</p> | <p>فَكَانَ مِنْ بَابِ قَوْلِهِ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ قُلُوبُهُمْ أَمْ تُنْفِقُونَ مِمَّا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ ۚ ۱۔</p> |
|--|---|

ہاں ارسال لسان ہے جس سے احتیاط درکار، اور خود شوہر کے ساتھ بدزبانی بھی تکفیر العشیر^۲ (عورتیں خاوند کی ناشکری کرتی ہیں۔ ت) میں داخل کرنے کو بس ہے توبہ چاہئے واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۲۸۵: قول انوار الحق تحصیل چونیاں ضلع لاہور بروز چہار شنبہ ۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۴ھ (مکتوب)
(قول انوار الحق) میں عریضہ لکھ کر دوبارہ یا سیدنا و مولانا و مرشدنا عرض کرتا ہوں کہ آپ ہم لوگوں میں مثل رسول و نبی کے ہیں آپ خاکساروں کی عرض سن کر جواب روانہ فرمائیں۔

الجواب:

تنبیہ: مولانا! یہ لفظ بہت سخت ہے لا الہ الا اللہ یہ فقیر ذلیل سیاہ کار نابکار

^۱ القرآن الکریم ۳۳/۱۳

^۲ صحیح البخاری کتاب الحیض ۳۴/۱ و کتاب الزکوٰۃ ۱۹۷/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

کیا چیز ہے ہاں اکابر کے لئے یہ لفظ حدیث میں آیا ہے کہ الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ^۱ شیخ اپنی قوم میں مانند نبی کے ہیں اپنی امت میں مگر مثل اور مانند میں بہت فرق ہے مثل معاذ اللہ مساوات کا ایہام کرتا ہے اور مانند صرف ایک مشابہت چاہتا ہے، اس لئے سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ نے ایمانی کا ایمان جبذیل (میرا ایمان جبریل کے ایمان کی مانند ہے۔ ت) فرمایا نہ کہ مثل ایمان جبریل (مثل ایمان جبریل۔ ت) فقط

مسئلہ ۲۸۶: مسئلہ سید حمید الرحمن صاحب صابری فاروقی گولہ گھاٹ محلہ کچہری ہاٹ آسام ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مقدس اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنے مرشد زادہ کو حقارت و بے ادبی سے کچھ باتیں کہیں وہ مرشد زادہ قوم کا سید حسینی ہے اور ہندوستان کے مدرسہ عربی کا تعلیم یافتہ مولوی ہے اور اہل طریقہ میں قادریہ عالیہ ہے، حقیقت میں اس مرشد زادہ کا کچھ بھی خطا و قصور نہیں تھا جبراً اس شخص نے بہت لوگوں کے سامنے اس مرشد زادے کو بے ادبی اور حقارت سے باتیں کیں۔ اب از روئے شرع دین متین اس شخص کو کیا حکم دیتے ہیں اب ایمان و نکاح میں کچھ خلل اس کا ہو گا یا نہیں؟ فقط۔

الجواب:

بلا وجہ کسی مسلمان کو سخت و سست کہنا حرام ہے نہ کہ سید نہ کہ عالم نہ کہ اپنا مرشد زادہ۔ صحیح حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|--|---|
| من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ۔ ^۲ | جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی، جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عز و جل کو ایذا دی۔ |
|--|---|

دوسری حدیث میں ہے:

| | |
|---|---|
| ثلاثة لا يستخفف بحقهم الامنافق بين النفاق، ذو الشیبة فی الاسلام | تین شخصوں کے حق کو ہلکانہ کرے گا مگر کھلا منافق ایک وہ جسے اسلام میں بڑھاپا آیا دوسرا |
|---|---|

^۱ کنز العمال حدیث ۴۲۶۳۳ و ۴۲۶۳۴ مؤسسة الرسالة بیروت ۱۵/۶۶۴

^۲ المعجم الاوسط حدیث مکتبة المعارف الرياض / ۳۷۳

وذوالعلم وامام مقسط۔¹

عالم تیسرا بادشاہ اسلام عادل۔

صورت واقعہ اگر یوں ہی ہے جیسے سوال میں مذکور ہوئی تو وہ شخص ضرور مرتکب کبیرہ ہوا، مگر اسلام و نکاح میں خلل نہیں کہہ سکتے جب تک کوئی خاص قول و فعل ان میں مغل صادر نہ ہوا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸۷: از بشارت گنج ضلع بریلی مسئلہ حاجی غنی رضا خاں صاحب ۴ رجب ۱۳۳۹ھ

زید ایک شخص ہے جس کا نکاح بکر کی لڑکی ساتھ ہوا ہے، اب چند بچے پیدا ہونے کے بعد زید نے اپنی بیوی کی ہمیشہ کے ساتھ یعنی حقیقی سالی کے ساتھ بھی عقد کر لیا ہے اور دونوں سے مراسم بیوی کی ادا کرتا ہے اور دونوں کی اولاد بھی ہے، اور زید قوم قصاب سے ہے، آیا ایسی حالت میں اس کو زانی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اس کے ہاتھ کا گوشت خریدنا چاہئے یا نہیں؟ اور اس کی موت میں شریک ہونا چاہئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

وہ ضرور حرام کار ہے، اس سے گوشت خریدنا بلکہ سلام کلام کرنا ہی نہ چاہئے، موت اس کے عزیز و قریب کر لیں گے اور وہ کو بلا ضرورت شرکت کی حاجت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸۸: مرسلہ محمد تقی مقام بکسر متصل اسٹیشن ریلوے بتوسط حاجی بخش صاحب ۲۹ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے بکر کو اوقات مختلفہ میں اسبلیس مردود کافر متعدد بار کہا، زید معمر ہے بکر نو عمر، بکر یوم جمعہ کو خطبہ جمعہ پڑھ رہا تھا، اثناء خطبہ میں کسی آہ کریمہ میں غلطی ہوئی زید نے چلا کر بتایا، بکر نے اپنی غلطی کی اصلاح کر لی مگر زید نے اسی ساعت میں چلا چلا کر چند بار اپنی قرأت کرتا ہی رہا، پھر بعد فراع نماز زید نے سب لوگوں کو ٹھہرایا اور کہنے لگا یہ مردود اسبلیس ہمیشہ غلط پڑھتا ہے اور مجھے ذبح کر دیا ہے، بکر نے سوائے سکوت کوئی جواب نہیں دیا، اور اگر زید موجود ہے تو بکر نماز پڑھانے کے لئے زید کو کھلائے مگر زید نہ پڑھائے، پھر بکر نے دو جمعہ پڑھا کر جواب دیا کہ وہ شخص جمعہ پڑھائے جس سے کوئی غلطی نہ ہو۔ مقتدیوں نے کہا تم ضرور پڑھاؤ تو مخالفت کا باعث معلوم ہوتا ہے اور ثابت بھی ہو گیا، بہر حال دوسرے امام مقرر کئے گئے چند دنوں بعد امام صاحب نے انتقال فرمایا اس کے بعد زید خود ہی نماز پڑھانے لگا، اس حالت میں زید کی امامت صحیح ہوگی یا نہیں؟ اور ان دونوں میں شرعاً کافر و اسبلیس کون ہوگا؟

¹ المعجم الكبير حديث ۸۱۹ المكتبة الفيصلية بيروت ۲۳۸/۸، كنز العمال بحواله ابي الشيخ في التوبيخ حديث ۳۳۸۱۲ مؤسسة الرسالة

الجواب

مسلمانوں کو بلاوجہ شرعی مردود ابلیس کہنا سخت حرام ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

| | |
|---|---|
| وہ لوگ جو مومن مرد اور عورتوں کو بلاوجہ اذیت دیتے ہیں تو بیشک انہوں نے بہتان اور واضح گناہ کا ارتکاب کیا۔ (ت) | وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْيٍ مَا كُنْتُمْ بِأَعْيُنِنَا فَبَدَّلُوا إِحْسَانًا بِهَتَاكًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝ ۱ - |
|---|---|

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|--|
| جس نے کسی مسلمانوں کو ناحق ایداوی اس نے مجھے ایداوی اور جس نے مجھے ایداوی اس نے اللہ کو ایداوی۔ | من اذى مسلماً فقد اذانى ومن اذانى فقد اذى الله ۲ - |
|---|--|

اور مسلمانوں کو کافر کہنا تو ایسا سخت ہے کہ احادیث کثیرہ صحیحہ میں فرمایا فقد بآء به احدہما^۳ یہ بلادونوں میں سے ایک پر ضرور پڑے گی جسے کافر کہا اگر وہ وقع میں کافر ہے تو خیر ورنہ یہ کہنا اسی کہنے والے پر پلٹ آئے گا، ولہذا امام اعظم وائمہ بلخ وغیرہم کثیر فقہائے کرام کا فتویٰ یہی ہے کہ جو مسلمان کو کافر کہے خود کافر ہو جاتا ہے والصحیح فیہ تفصیل اور دنائہانی فتاونا (اور صحیح یہ ہے کہ اس میں تفصیل ہے جس کو ہم نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے) عین حالت خطبہ میں تصحیح بکر کے بعد بھی جو زید بار بار اپنی قرأت کرتا رہا یہ بھی حرام تھا،

| | |
|--|---|
| اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (ت) | قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ ۴ - |
|--|---|

زید اگر بلاوجہ شرعی ان الفاظ کا مرتکب ہوا ہے تو اس پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور بکر سے معافی چاہے ورنہ وہ فاسق معین ہے اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

^۱ القرآن الکریم ۵۸/۳۳

^۲ المعجم الاوسط حدیث مکتبۃ المعارف الریاض ۳۷۳/۳

^۳ صحیح البخاری کتاب الادب باب من اکفر اخاه بغیر تأویل الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۹۰۱/۲

^۴ القرآن الکریم ۲۰۴/۷

مسئلہ ۲۸۹ تا ۲۹۰: از پوسٹ کانت فقیر ہاٹ مدرسہ اسلامیہ کالائیل چانگام مرسلہ وحید اللہ صاحب ۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۶

| | |
|--|--|
| <p>ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ فی هذه المسألة ان رجلا اخأ الجهل قال لمعلم العلوم العربية اعنى المبادی والمقاصد ما أنت الا بشر مثلنا فقال له اذ كان الامر كذلك فما اصنع فی المدرسة العالیة مثلاً فاجاب له یأ راعی البقر والخنزیر ترعیهما فیها وایضاً اعتقدان اللہ یغفر ویدخل الجنة من یشرك به لمن یشاء یغفر لمن یشاء فذكر العالم شیئاً من آية القرآن والاحادیث الصحیحة فقال هذا الیس بشیئ ففی الصورة المسئلة هل یجب التوبة وتجديد النكاح علیه امر لا۔</p> <p>(۲) من قال واعتقد تارك الصلوة كافر فالقائل هل هو خارج عن مذهب ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ امر لا۔ بینوا توجروا۔</p> | <p>علمائے کرام (اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے) آپ کا کیا ارشاد ہے کہ اس مسئلہ میں کہ ایک جاہل شخص، عربی علوم کی مبادی و مقاصد، کے استاذ کو کہتا ہے کہ تو ہمارے جیسا بشر ہے، تو عربی کے معلم نے جواب میں کہا اگر یہی معاملہ ہے تو پھر میں مدرسہ عالیہ میں کیا کر رہا ہوں تو جاہل نے اسے جواب میں کہا، اے گائے اور خنزیر کے چرواہے! تو وہاں ان کو چراتا ہے اور نیز اس کا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ جس مشرک کو چاہے بخش دیتا ہے اور اس کو جنت میں داخل فرماتا ہے، تو اس پر اس عالم نے اس کو کچھ قرآنی آیات اور صحیح احادیث سنائیں، تو جاہل نے کہا یہ کوئی چیز نہیں ہے، تو کیا مسئلہ صورت میں توبہ اور تجدید نکاح ضروری ہے یا نہیں؟</p> <p>(۲) جو شخص یہ عقیدہ رکھے اور بیان کرے کہ نماز کا تارک کافر ہے، تو یہ کہنے والا، کیا وہ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب سے خارج ہے یا نہیں؟ بیان کرو اجر پاؤ۔ (ت)</p> |
|--|--|

الجواب:

| | |
|--|---|
| <p>اما ما خاطب به العالم فهو من جهله وسوء ادبه يستحق به التعزير الشديد الاثق بحاله الزاجر له ولامثاله ففي الحديث عنه صلى الله تعالى عليه وسلم لا يستخف بحقهم الا منافق</p> | <p>اس نے عالم کو جن الفاظ سے خطاب کیا ہے وہ اس کی جہالت اور انتہائی بے ادبی ہے اس کی وجہ سے وہ اور ایسے دیگر لوگ اپنے جرم کے مناسب شدید تعزیر کے مستحق ہیں۔ حدیث شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے تین حضرات کی توہین کھلے منافق</p> |
|--|---|

بین النفاق ذوالشبهة فی الاسلام وذوالعلم وامام مقسط^۱۔ اما قوله ان الله يغفر لمن يشرك به لمن يشاء فمخالف للقرآن العظيم قال الله عز وجل ان الله لا يغفر ان يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرْ مَا دُونِ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ^۲ واما قوله لايات القرآن العظيم والاحاديث هذا ليس بشيئ فهذا ليس بشيئ الا الكفر الجلي تجري به عليه احكام المرتدين فعليه ان يسلم واذاسلم فليجدد نكاحه برضأ المرأة وان لم ترضى فلها الخيار تعتد وتنكح من تشاء، والله سبحانه وتعالى اعلم۔

(۲) الحكم بالكفر على تارك الصلوة وارد في صحاح الاحاديث وعليه جمهور الصحابة والتابعين وليست المسألة فقهية بل كلامية وقد اختلف اهل السنة قديماً فمن قال باحد القولين لا يخرج به عن الحنفية۔ والله تعالى اعلم۔

کے بغیر دوسرا نہیں کر سکتا ایک عالم، دوسرا وہ جسے اسلام میں بڑھاپا آیا، اور تیسرا مسلمان عادل بادشاہ، تاہم اس کا یہ کہنا کہ، اللہ تعالیٰ جس مشرک کو چاہے بخش دیتا ہے، تو یہ قرآن عظیم کے مخالف ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ شریک بنانے والے کو نہیں بخشتا، اس کے علاوہ جس کو چاہے بخشا ہے۔ اور اس کا قرآن وحدیث کے متعلق یہ کہنا کہ، یہ کوئی چیز نہیں ہے، یہ تو خالص ایسا کفر ہے جس پر مرتدوں والے احکام جاری ہوتے ہیں، لہذا اس پر تجدید اسلام ضروری ہے اور مسلمان ہو کر عورت کی رضامندی سے دوبارہ اس سے نکاح کرے، اگر اس سے نکاح پر راضی نہ ہو تو بیوی کو اختیار ہے کہ وہ عدت پوری کر کے کسی اور سے اپنی مرضی کے مطابق نکاح کرے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

(۲) نماز کے تارک پر احادیث صحیحہ میں کفر کا اطلاق آیا ہے، اور جمہور صحابہ وتابعین کا بھی مسلک ہے جبکہ یہ مسئلہ فقہی نہیں بلکہ علم کلام سے متعلق ہے، اس میں اہلسنت کا قدیم سے اختلاف چلا آ رہا ہے لہذا اگر کوئی دو قولوں میں سے ایک قول کو اختیار کرے تو وہ حنفیت سے خارج نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

^۱کنز العمال بحوالہ الشیخ فی التوبیخ حدیث ۳۳۸۱۲ مؤسسة الرسالة بیروت ۳۲/۱۶، المعجم الكبير حديث المكتبة الفيصلية بيروت

مسئلہ ۲۹۲۲۹۱: از بنگلور بازار مرسلہ قاضی عبدالغفار صاحب مورخہ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

- (۱) ایک شخص درود شریف پورا پڑھتا ہے اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا وھادینا و مرشدنا و مخدومنا (نام اپنے پیر کا لیتا ہے) حضور صلی تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک پر نہ سیدنا وھادینا ہے اور اپنے پیر کے نام پر القاب تعظیمی لگاتا ہے، پس ایسا درود پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور کوئی پیر اس کو روارکھے تو کیسا ہے؟
- (۲) بشیر و نذیر القاب مخصوصہ سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہیں یا اور کسی کو بھی کہہ سکتے ہیں؟ اگر کوئی شخص اپنے مریدوں سے کہلوائے اور اپنی نسبت روارکھے تو اس پیر و مرشد کا شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب:

- (۱) یہ بیجا ہے اور ایک نوع ظلم ہے اسے اس سے احتراز چاہئے، ادب تو یہ ہے کہ اکابر کے نام کے ساتھ ان کے اصاغر کا نام لیا جائے، اگر وہ اپنے اکابر ہوں تو ان کے نام کے ساتھ ان کے نام میں زیادہ الفاظ تعظیمی ضروری نہیں، نہ کہ معاذ اللہ عکس۔ عرب میں کنیت تعظیم ہے۔ امام ابو یوسف امام محمد کے استاد مگر امام اعظم کے شاگرد ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم، امام محمد نے جامع صغیر وغیرہ جتنی کتابیں بروایت امام ابی یوسف حضرت امام اعظم سے روایت کیں ان میں امام ابو یوسف کو کنیت سے یاد نہ کیا بلکہ نام سے محمد عن یعقوب عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اس کا نکتہ علماء نے یہی لکھا ہے اس شخص پر اس سے احتراز لازم ہے اور پیر پر واجب ہے کہ اسے ہدایت کرے، اور اگر یہ مطلب ہو کہ پیر کی عظمت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زائد ہے تو یہ صریح کفر ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- (۲) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام صفات کریمہ بایں معنی خصائص حضور ہیں کہ کوئی صفت میں حضور کا مماثل و شریک نہیں، امام ابو محمد بوسیری قدس سرہ فرماتے ہیں:

منزہ عن شریک فی محاسنہ فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم^۱

(آپ اپنے محاسن میں کسی شریک سے پاک ہیں، تو آپ کے حسن کا مادہ منقسم نہیں ہے)

^۱ قصیدہ بردہ الفصل الثالث تاج کچنی لاہور ص ۱۰

مگر حضور نے اپنی بعض صفات کریمہ کا اپنے مستفیضوں، اپنے خادموں اور اپنے غلاموں پر بھی پرتو ڈال دیا جیسے علیم، حلیم، کریم کہ ان صفات کی تجلی جس میں متحقق ہو اس پر ان کے اطلاق میں حرج نہیں بشیر و نذیر بھی انہیں صفات میں ہیں،

| | |
|---|---|
| <p>قال تعالیٰ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ^۱، وقال تعالیٰ وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ^۲ وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشرُوا ولا تنفروا۔^۳ واللہ تعالیٰ اعلم۔</p> | <p>اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بشارت دینے والے اور ڈر سنانے والے۔ اور فرمایا: ہر امت میں ڈر سنانے والا گزرا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بشارت دو نفرت پیدا نہ کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)</p> |
|---|---|

مسئلہ ۲۹۳: ازاجیر شریف کارخانہ گریچ علاقہ نمبر ۳۰ لوہار خانہ مرسلہ جمال محمد ۱۲ جمادی الآخر ۱۳۳۸ھ

ہر کسی کو شیطان کہیں، یہ حلال یا حرام؟

الجواب:

گمراہ بد دین کو شیطان کہا جاسکتا ہے اور اسے بھی جو لوگوں میں فتنہ پردازی کرے، ادھر کی ادھر لگا کر فساد ڈلوائے، جو کسی کو گناہ کی ترغیب دے کر لے جائے وہ اس کا شیطان ہے، اور مومن صالح کو شیطان کہنا شیطان کا کام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نوٹ

جلد سیز دہم ختم ہوئی، اس کا آخری عنوان کتاب الحدود والتعزیر ہے، جبکہ آنے والی جلد چہار دہم کا پہلا عنوان کتاب السیر ہوگا۔

^۱ القرآن الکریم ۴/۱۶۵ و ۱۸/۵۶ و ۲۸/۶

^۲ القرآن الکریم ۳۵/۲۴

^۳ صحیح البخاری کتاب العلم قدیمی مکتب خانہ کراچی ۱/۱۶۱

مآخذ و مراجع

سن وفات ہجری

مصنف

نام کتاب

| | | |
|------|---|--|
| ۴۱۶ | عبدالرحمن بن عمر بن محمد البغدادی المعروف بالنحاس | ۱۔ الاجزاء فی الحدیث |
| ۴۴۶ | ابوالعباس احمد بن محمد الناطقی الحنفی | ۲۔ الاجناس فی الفروع |
| ۶۸۳ | عبداللہ بن محمود (بن مودود) الحنفی | ۳۔ الاختیار شرح المختار |
| ۲۵۶ | محمد بن اسلمیل البخاری | ۴۔ الادب المفرد للبخاری |
| ۹۲۳ | شہاب الدین احمد بن محمد القسطلانی | ۵۔ ارشاد الساری شرح البخاری |
| ۹۵۱ | ابوسعود محمد بن محمد الحمادی | ۶۔ ارشاد العقل السلیم |
| ۱۲۲۵ | مولانا عبدالعلی بحر العلوم | ۷۔ الارکان الاربع |
| ۹۷۰ | شیخ زین الدین بن ابراہیم بابن نجیم | ۸۔ الاشباہ والنظائر |
| ۱۰۵۲ | شیخ عبدالحق المحدث الدہلوی | ۹۔ اشعة المبعثات شرح مشکوٰۃ |
| ۴۸۲ | علی بن محمد البرزوی | ۱۰۔ اصول البزوی |
| ۹۴۰ | احمد بن سلیمان بن کمال باشا | ۱۱۔ الاصلاح والایضاح للوقایة فی الفروع |
| ۷۶۹ | قاضی بدر الدین محمد بن عبداللہ الشبلی | ۱۲۔ اکھام المرجان فی احکام الجنان |
| ۷۵۸ | قاضی برہان الدین ابراہیم بن علی الطرسوسی الحنفی | ۱۳۔ انفع الوسائل الی تحریر المسائل |
| ۱۰۶۹ | حسن بن عمار الشرنبلالی | ۱۴۔ امداد الفتاح شرح نور الایضاح |
| ۷۹۹ | امام یوسف الاردبیلی الشافعی | ۱۵۔ الانوار لعل الابرار |

| | | | |
|------|---|---------------------------------------|----|
| ۴۳۲ | عبدالملک بن محمد بن محمد بشران | امانی فی الحدیث | ۱۶ |
| ۳۶۴ | احمد بن محمد المعروف بابن السنی | الایجاز فی الحدیث | ۱۷ |
| ۴۰۷ | احمد بن عبدالرحمن الشیرازی | القاب الروات | ۱۸ |
| ۱۸۹ | ابو عبد اللہ محمد بن حسن الشیبانی | الاصل (مبسوط) | ۱۹ |
| ۲۰۰ | محمد بن حسن المدنی ابن زبالہ | اخبار مدینہ | ۲۰ |
| ۲۰۴ | محمد بن ادريس الشافعی | الامر | ۲۱ |
| ۲۵۶ | زبیر ابن بکار الزبیری | اخبار مدینہ | ۲۲ |
| ۳۶۰ | الحسن بن عبدالرحمن الرامهرمزی | امثال النبی صلی اللہ علیہ وسلم | ۲۳ |
| ۴۰۵ | ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ نیشاپوری | اربعة للحاکم | ۲۴ |
| ۵۰۵ | امام محمد بن محمد الغزالی | احیاء العلوم | ۲۵ |
| ۶۷۶ | محی الدین یحییٰ بن شرف النووی الشافعی | اربعة نووی | ۲۶ |
| ۶۷۶ | سید البرار ابو زکریا یحییٰ شرف النووی | الاذکار المنتخبة من کلام | ۲۷ |
| ۶۳۰ | علی بن محمد ابن اثیر الشیبانی | اسد الغابة فی معرفة الصحابة | ۲۸ |
| ۸۰۶ | امام زین الدین عبد الرحیم بن الحسین العراقی | الفیة العراقی فی اصول الحدیث | ۲۹ |
| ۸۵۲ | شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی | الاصابة فی تمييز الصحابه | ۳۰ |
| ۹۰۳ | علامہ جلال الدین محمد بن اسعد الدوانی | انبوذج العلوم | ۳۱ |
| ۹۱۱ | عبدالرحمن بن کمال الدین السیوطی | الاتقان جلال الدین | ۳۲ |
| ۹۷۴ | احمد بن حجر الھیتمی المکی | اعلام بقواطع الاسلام | ۳۳ |
| ۱۰۱۴ | نور الدین علی بن سلطان محمد القاری (ملا علی القاری) | الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة | ۳۴ |
| ۱۱۷۹ | شاہ ولی اللہ بن عبد الرحیم | الانتباه فی سلاسل اولیاء | ۳۵ |
| ۱۲۰۵ | سید محمد بن محمد مرتضیٰ الزبیدی | اتحاف السادة المتقين | ۳۶ |
| ۱۲۷۳ | عبد الغنی الدہلوی المدنی | انجاء الحاجة حاشیة سنن ابن ماجہ | ۳۷ |
| | | اعانة الطالبین سید محمد شطّا الدمیاطی | ۳۸ |
| ۴۲۸ | ابو علی حسن بن عبد اللہ الشیر با بن سینا | الاشارات ابن سینا | ۳۹ |

| | | | |
|----------|---|--|-------|
| ۳۹۔ | الاشارات ابن سینا | ابو علی حسن بن عبد اللہ الشیر با بن سینا | ۴۲۸ |
| ب | | | |
| ۴۰۔ | بدائع الصنائع | علاء الدین ابی بکر بن مسعود الکاسانی | ۵۸۷ |
| ۴۱۔ | البداية (بداية المبتدی) | علی بن ابی بکر المرغینانی | ۵۹۳ |
| ۴۲۔ | البحر الرائق | شیخ زین الدین بن ابراہیم با بن نجیم | ۹۷۰ |
| ۴۳۔ | البرہان شرح مواہب الرحمن | ابراہیم بن موسی الطرابلسی | ۹۲۲ |
| ۴۴۔ | بستان العارفین | فقیہ ابوالیث نصر بن محمد السمرقندی | ۳۷۲ |
| ۴۵۔ | السیوط فی الفروع | حبیب الاسلام محمد بن محمد الغزالی | ۵۰۵ |
| ۴۶۔ | البنایة شرح الهدایة | امام بدر الدین ابو محمد العینی | ۸۵۵ |
| ۴۷۔ | بہجۃ الاسرار | یوسف بن جریر اللغنی الشنوفی | ۷۱۳ |
| ۴۸۔ | ببلوغ المرام | احمد بن علی ابن حجر عسقلانی | ۸۵۲ |
| ۴۹۔ | بستان المحدثین | شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ | ۱۲۳۹ |
| ۵۰۔ | براہین قاطعہ | رشید احمد گنگوہی | ۱۹۰۵ء |
| ت | | | |
| ۵۱۔ | تاج العروس | سید محمد مرتضی الزبیدی | ۱۲۰۵ |
| ۵۲۔ | تاریخ ابن عساکر | علی بن الحسن الدمشقی با بن عساکر | ۵۷۱ |
| ۵۳۔ | تاریخ البخاری | محمد بن اسماعیل البخاری | ۲۵۶ |
| ۵۴۔ | التجنیس والمزید | برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی | ۵۹۳ |
| ۵۵۔ | تحریر الاصول | کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن المہام | ۸۶۱ |
| ۵۶۔ | تحفة الفقہاء | امام علاء الدین محمد بن احمد السمرقندی | ۵۴۰ |
| ۵۷۔ | تحقیق الحسابی | عبدالعزیز بن احمد البخاری | ۷۳۰ |
| ۵۸۔ | الترجیح والتصحیح علی القدوری | علامہ قاسم بن قطلوبغا الحنفی | ۸۷۹ |
| ۵۹۔ | التعویفات لسیّد شریف | سید شریف علی بن محمد البحر جانی | ۸۱۶ |
| ۶۰۔ | التہذیب لہام فی الموطا من المعانی والاسانید | یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر الاندلسی | ۴۶۳ |

| | | |
|-----|---|---------|
| ۶۱- | تنبيه الانام في آداب الصيام | ۹۱۱-۸۶۴ |
| ۶۲- | تفسير الجلالين | ۸۵۲ |
| ۶۳- | تهذيب التهذيب | ۹۲۳ |
| ۶۴- | تنزيه الشريعة المرفوعة عن اخبار الشيعة الموضوعة | ۳۲۷ |
| ۶۵- | تفسير ابن ابي حاتم | ۱۳۱۰ |
| ۶۶- | تهذيب الآثار | ۹۱۱ |
| ۶۷- | تقريب القريب | ۸۷۹ |
| ۶۸- | التقريب والتحبير | ۱۰۳۱ |
| ۶۹- | التيسير شرح الجامع الصغير | ۷۴۳ |
| ۷۰- | تبين الحقائق | ۸۵۲ |
| ۷۱- | تقريب التهذيب | ۸۱۷ |
| ۷۲- | تنوير المقياس | ۱۰۰۴ |
| ۷۳- | تنوير الابصار | ۲۹۴ |
| ۷۴- | تعظيم الصلوة | ۴۶۳ |
| ۷۵- | تاريخ بغداد | ۷۷۳ |
| ۷۶- | التوشيح في شرح الهداية | ۷۷۳ |
| ۷۷- | تاريخ الطبوي | ۳۱۰ |
| ۷۸- | تنبيه الغافلين | ۳۷۳ |
| ۷۹- | تاريخ ابن نجار | ۶۴۳ |
| ۸۰- | التزغيب والترتيب | ۶۵۶ |
| ۸۱- | التوضيح شرح التنقيح في اصول الفقه | ۷۷۷ |
| ۸۲- | تذكرة الحفاظ | ۷۷۸ |
| ۸۳- | تذبيب تهذيب الكمال | ۷۷۸ |
| ۸۴- | التلويح شرح توضيح | ۷۹۲ |
| ۸۵- | تدريب الراوي | ۹۱۱ |
| | علامه جلال الدين المحلى و جلال الدين السيوطي | |
| | ابو الفضل احمد بن علي ابن حجر العسقلاني | |
| | ابو الحسن علي بن محمد بن عراق الكنتاني | |
| | عبد الرحمن بن محمد الرازي (حافظ) | |
| | ابو جعفر محمد بن محمد بن جرير | |
| | ابوزكريا يحيى بن شرف النووي | |
| | محمد بن محمد ابن امير الحاج الحلبي | |
| | عبد الرؤف بن تاج العارفين بن علي السناوي | |
| | فخر الدين عثمان بن علي الزيلعي | |
| | شهاب الدين احمد بن علي ابن حجر العسقلاني | |
| | ابوطاهر محمد بن يعقوب الفيروز آبادي | |
| | شمس الدين محمد بن عبد الله بن احمد التمر تاشي | |
| | محمد بن نصر المروزي | |
| | ابوبكر احمد بن علي الخطيب البغدادي | |
| | عمر بن اسحق السراج الهندي | |
| | محمد بن جرير الطبري | |
| | نصر بن محمد بن ابراهيم سمرقندي | |
| | محمد بن محمود بن حسن بغدادوي ابن نجار | |
| | زكي الدين عبد العظيم بن عبد القوي المنذري | |
| | عبد الله بن مسعود بن تاج الشريعة | |
| | شمس الدين ابو عبد الله محمد بن احمد الذهبي | |
| | شمس الدين محمد بن احمد الذهبي | |
| | سعد الدين مسعود بن عمر بن عبد الله تفتازاني | |
| | جلال الدين عبد الرحمن بن ابى بكر السيوطي | |

| | | | |
|----------|---|---|------|
| ۸۶۔ | التعقبات علی الموضوعات | جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی | ۹۱۱ |
| ۸۷۔ | تاریخ الخیسی | شیخ حسین بن محمد بن الحسن دیار بکری | ۹۶۶ |
| ۸۸۔ | تذکرہ اولی الالباب انطاکی | داؤد بن عمر انطاکی | ۱۰۰۸ |
| ۸۹۔ | التبیان فی بیان ما فی لیلة النصف من شعبان | علی بن سلطان محمد القاری | ۱۰۱۳ |
| ۹۰۔ | تفسیرات احمدیہ | احمد بن ابوسعید المعروف ملا جیون | ۱۱۳۰ |
| ۹۱۔ | التفسیر المظہری | قاضی ثناء اللہ پانی پتی | ۱۲۲۵ |
| ۹۲۔ | تحفہ اثناء عشریہ | الشاہ عبدالعزیز دہلوی | ۱۲۳۹ |
| ۹۳۔ | تنبیہ ذوی الافہام | محمد امین ابن عابدین | ۱۲۵۲ |
| ۹۴۔ | التحریر المختار (تقریرات الراجعی) | عبدالقادر الراغی الفاروقی | ۱۳۲۳ |
| ۹۵۔ | تذکرۃ الموضوعات للفتنی | محمد بن طاہر الفتنی | ۹۸۶ |
| ۹۶۔ | تجنیس الملتقط | | |
| ۹۷۔ | تحفۃ المومنین فی الطب | محمد مومن بن محمد زمان الحسینی | |
| ۹۸۔ | تحفۃ الصلوٰۃ (فارسی) | حسین بن علی اکاشفی الواعظ | ۹۱۰ |
| ث | | | |
| ۹۹۔ | الثمانون فی الحدیث | ابوبکر محمد بن الحسن الآجری | ۳۶۰ |
| ۱۰۰۔ | ثبت ابو محمد بن امیر المکی المصری | | |
| ج | | | |
| ۱۰۱۔ | جامع الترمذی | ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی | ۲۷۹ |
| ۱۰۲۔ | جامع الرموز | شمس الدین محمد الخراسانی | ۹۶۲ |
| ۱۰۳۔ | الجامع الصحیح للبخاری | امام محمد بن اسماعیل البخاری | ۲۵۶ |
| ۱۰۴۔ | الجامع الصغیر فی الفقہ | امام محمد بن حسن الشیبانی | ۱۸۹ |
| ۱۰۵۔ | الجامع الصحیح للمسلم | مسلم بن حجاج القشیری | ۲۶۱ |
| ۱۰۶۔ | جامع الفقہ (جوامع الفقہ) | ابونصر احمد بن محمد العتابی | ۵۸۶ |

| | | | |
|----------|---|---|-----|
| ۸۲۳ | شیخ بدر الدین محمود بن اسرائیل باین قاضی | جامع الفصولین | ۱۰۷ |
| ۳۴۰ | ابی الحسن عبید اللہ بن حسین الکرنفی | الجامع الكبير في فروع الحنفية | ۱۰۸ |
| ۰ | برہان الدین ابراہیم بن ابوبکر الاخلاطی | جوابر الاخلاطی | ۱۰۹ |
| ۹۸۹ | احمد بن ترکی بن احمد المالکی | الجوابر الزکیة | ۱۱۰ |
| ۵۶۵ | رکن الدین ابوبکر بن محمد بن ابی المفاخر | جوابر الفتاوی | ۱۱۱ |
| ۸۰۰ | ابوبکر بن علی بن محمد الحداد البیہقی | الجوبرة النيرة | ۱۱۲ |
| ۲۳۳ | یحییٰ بن معین البغدادی | الجرح والتعديل في رجال الحديث | ۱۱۳ |
| ۹۱۱ | علامہ جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی | الجامع الصغير في الحديث | ۱۱۴ |
| ۳۱۰ | محمد بن جریر الطبری (تفسیر طبری) | جامع البيان في تفسير القرآن | ۱۱۵ |
| ۲۵۶ | ابو علی حسن بن عرفہ بعداز | جزء حديثي حسن بن عرفه | ۱۱۶ |
| ۴۶۳ | ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی | الجامع للاحلاق الراوي والسامع | ۱۱۷ |
| ۶۳۶ | محمد بن محمود الاستروشنی | جامع احكام الصغار في الفروع | ۱۱۸ |
| ۶۴۶ | ضیاء الدین عبداللہ بن احمد المالقی | جامع الادوية والاغذية | ۱۱۹ |
| ۹۱۱ | نور الدین علی بن احمد السموودی والمصری | جوابر العقدين في فضل الشرفين | ۱۲۰ |
| ۹۷۰ | محمد غوث بن عبداللہ گوالیاری | جوابر خمسة | ۱۲۱ |
| ۹۱۱ | ابوبکر جلال الدین عبدالرحمن بن کمال الدین سیوطی | جمع الجوامع في الحديث | ۱۲۲ |
| ۹۷۴ | شہاب الدین احمد بن محمد ابن حجر المکی | جوبہر منظر في زیارت قبر النبی المکرم صلی اللہ علیہ وسلم | ۱۲۳ |
| ۱۰۵۲ | عبداللہ بن سیف الدین محدث دہلوی | جذب القلوب الى ديار المحبوب | ۱۲۴ |
| ۵۵۶ | امام ناصر الدین محمد بن یوسف السمرقندی | الجامع الكبير في الفتاوى | ۱۲۵ |
| ح | | | |
| ۱۱۷۶ | محمد بن مصطفیٰ ابوسعید الخدیمی | حاشية على الدرر | ۱۲۶ |
| ۱۰۲۱ | احمد بن محمد الشلبی | حاشية ابن شلبي على التبيين | ۱۲۷ |
| ۱۰۱۳ | عبداللہ بن محمد الرومی | حاشية على الدرر | ۱۲۸ |
| ۸۸۵ | قاضی محمد بن فراموز ملا خسرو | حاشية على الدرر لملا خسرو | ۱۲۹ |

| | | | |
|------|------------------------------------|--|------------|
| ۱۵۳۔ | خزانة المفتین | حسین بن محمد السعانی السیقانی | ۷۷۰ کے بعد |
| ۱۵۴۔ | خلاصة الدلائل | حسام الدین علی بن احمد الحکی الرازی | ۵۹۸ |
| ۱۵۵۔ | خلاصة الفتاوی | طاہر بن احمد عبدالرشید البخاری | ۵۴۲ |
| ۱۵۶۔ | خیرات الحسان | شہاب الدین احمد بن حجر المکی | ۹۷۳ |
| ۱۵۷۔ | الخصائص الكبرى | جلال الدین عبدالرحمن بن کمال الدین السیوطی | ۹۱۱ |
| ۱۵۸۔ | خلاصة الوفا | علی بن احمد السمودی | ۹۱۱ |
| ۱۵۹۔ | خزائن الاسرار فی شرح تنویر الابصار | علاء الدین محمد بن علی الحصفی | ۱۰۸۸ |

۲

| | | | |
|------|-----------------------------------|--|------|
| ۱۶۰۔ | الدراية شرح الهداية | شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی | ۸۵۲ |
| ۱۶۱۔ | الدرر (درر الحکام) | قاضی محمد بن فراموز ملّا خسرو | ۸۸۵ |
| ۱۶۲۔ | الدر المختار فی شرح تنویر الابصار | علاء الدین الحصفی | ۱۰۸۸ |
| ۱۶۳۔ | الدر النثیر علامہ | جلال الدین عبدالرحمن السیوطی | ۹۱۱ |
| ۱۶۴۔ | الدر المنثور فی التفسیر بالماثور | علامہ جلال الدین عبدالرحمن السیوطی | ۹۱۱ |

۳

| | | | |
|------|---------------|---------------------------------------|-----|
| ۱۶۵۔ | ذخيرة العقبي | یوسف بن جنید الجبلی (چلبی) | ۹۰۵ |
| ۱۶۶۔ | ذخيرة الفتاوی | برہان الدین محمود بن احمد | ۶۱۶ |
| ۱۶۷۔ | ذم الغيبة | عبداللہ بن محمد ابن ابی الدنیا القرشی | ۲۸۱ |

۴

| | | | |
|------|-----------------------------|---------------------------------------|------|
| ۱۶۸۔ | الرحمانية | | |
| ۱۶۹۔ | رد المحتار | محمد امین ابن عابدین الشامی | ۱۲۵۲ |
| ۱۷۰۔ | رحمة الامة فی اختلاف الائمة | ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحمن الدمشقی | ۷۸۱ |
| ۱۷۱۔ | رغائب القرآن ابو مروان | عبدالملک بن حبیب السلمی (القرطبی) | ۲۳۹ |

| | | | |
|------------|--|--|-----|
| ۹۷۰ | شیخ زین الدین بابر نجیم | رفع الغشاء فی وقت العصر والعشاء | ۱۷۲ |
| ۲۸۰ | عثمان بن سعید الدارمی | رد علی الجہبیۃ | ۱۷۳ |
| ۱۲۳۶ء ۱۸۳۱ | مولوی اسماعیل دہلوی | رسالہ نذور | ۱۷۴ |
| ۴۶۵ | عبدالکریم بن ہوازن القشیری | رسالہ قشیریہ | ۱۷۵ |
| ۸۵۵ | بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد العینی | رمز الحقائق شرح کنز الدقائق | ۱۷۶ |
| ۸۷۹ | قاسم بن قطلوبغا المصری | رفع الاشتباہ عن سبیل البیاء | ۱۷۷ |
| ۹۱۱ | جلال الدین عبدالرحمن بن کمال الدین السیوطی | رسالہ طلوع شریا | ۱۷۸ |
| ۹۱۱ | جلال الدین عبدالرحمن بن کمال الدین السیوطی | رسالہ اتحاف الغرفہ | ۱۷۹ |
| ۹۷۰ | زین الدین بن ابراہیم ابن نجیم | رسائل ابن نجیم | ۱۸۰ |
| ۱۰۱۴ | علی بن سلطان محمد القاری | رسالہ ابتداء | ۱۸۱ |
| ۱۰۹۸ | احمد بن سید محمد مکی الحموی | رسالہ القول البلیغ فی حکم التبلیغ | ۱۸۲ |
| ۱۱۷۹ | شاہ ولی اللہ دہلوی | رسالہ انصاف | ۱۸۳ |
| ۱۲۵۲ | محمد امین آفندی ابن عابدین | رسائل ابن عابدین | ۱۸۴ |
| ۱۳۱۷ | جعفر اسماعیل البرزنجی | ۱۸۵- رسالہ میلاد مبارک (الکوکب الانوار علی عقد الجوہر) | |
| ۶۹۴ | ابو جعفر احمد بن احمد الشیر بالمحب الطبری المکی | الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ | ۱۸۶ |
| ۱۲۴۶ | میاں اسماعیل بن شاہ عبدالغنی دہلوی ۱۸۳۱ء | رسالہ بدعت | ۱۸۷ |
| | مولوی خرم علی | رسالہ وعائیہ | ۱۸۸ |
| ۱۳۴۳ | ابوالحسنات محمد عبداللہ | رسالہ غایۃ المقال | ۱۸۹ |
| | | ز | |
| | شیخ الاسلام محمد بن احمد الاسیجانی التونی اواخر القرن السادس | زاد الفقہاء | ۱۹۰ |
| ۸۶۱ | کمال الدین محمد بن عبدالواحد المعروف بابن المہام | زاد الفقیر | ۱۹۱ |
| ۱۰۱۶ | محمد بن محمد التمر تاشی تقریباً | زواہر الجواہر | ۱۹۲ |
| ۱۸۹ | امام محمد بن حسن الشیبانی | زیادات | ۱۹۳ |
| ۱۲۵۰ | محمد بن علی الشوکانی | زہر النسرین فی حدیث المعبرین | ۱۹۴ |

| | | | |
|------|-----------------------------------|---------------------------------------|------|
| ۱۹۵۔ | زہر الدہی علی المجتبی | جلال الدین عبدالرحمن السیوطی | ۹۱۱ |
| ۱۹۶۔ | زہر الروع فی مسئلۃ الحوض | محمد بن عبداللہ ابن شحہ | ۹۲۱ |
| ۱۹۷۔ | الزواج عن الکبائر | شہاب الدین احمد بن محمد ابن حجر المکی | ۹۷۴ |
| ۱۹۸۔ | زبدۃ الآثار فی اخبار قطب الاخبار | شیخ عبدالحق محدث دہلوی | ۱۲۵۲ |
| ۱۹۹۔ | زبدۃ الاسرار فی مناقب غوث الابرار | شیخ عبدالحق محدث دہلوی | ۱۲۵۲ |

س

| | | | |
|------|------------------------------------|---------------------------------------|------|
| ۲۰۰۔ | السراج الوہاج | ابوبکر بن علی بن محمد الحدادی البیہقی | ۸۰۰ |
| ۲۰۱۔ | السنن لابن ماجہ | ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ | ۲۷۳ |
| ۲۰۲۔ | السنن لابن منصور | سعید بن منصور الحر اسافی | ۲۷۳ |
| ۲۰۳۔ | السنن لابن داؤد | ابوداؤد سلیمان بن اشعث | ۲۷۵ |
| ۲۰۴۔ | السنن للنسائی | ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی | ۳۰۳ |
| ۲۰۵۔ | السنن للبیہقی | ابوبکر احمد بن حسین بن علی البیہقی | ۴۵۸ |
| ۲۰۶۔ | السنن لدارقطنی | علی عمر الدارقطنی | ۳۸۵ |
| ۲۰۷۔ | السنن لدارمی | عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی | ۲۵۵ |
| ۲۰۸۔ | سیرت ابن ہشام | ابو محمد عبد الملک بن ہشام | ۲۱۳ |
| ۲۰۹۔ | سیرت عیون الاثر | محمد بن عبد اللہ ابن سید الناس | ۷۳۴ |
| ۲۱۰۔ | سراجی فی المہراث | سراج الدین سجاوندی ساتویں صدی ہجری | |
| ۲۱۱۔ | سیر اعلام النبلاء | نفس الدین محمد احمد الذہبی | ۷۳۸ |
| ۲۱۲۔ | السعایہ فی کشف ما فی شرح الوقایہ | محمد بن عبدالحلہ لکھنوی | ۱۳۰۴ |
| ۲۱۳۔ | سیرت عمر بن محمد | عمر بن محمد | |
| ۲۱۴۔ | سیرت ابن اسحاق | محمد بن اسحاق بن یبار | ۱۵۱ |
| ۲۱۵۔ | سراج القاری | | |
| ۲۱۶۔ | السعدیہ | | |
| ۲۱۷۔ | السعی المشکور فی رد المذہب المأثور | محمد بن عبدالحلہ لکھنوی ہندی | ۱۳۰۴ |

ش

| | | |
|------|------------------------------------|--|
| ۲۱۸۔ | الشافی | شمس الائمیۃ عبداللہ بن محمود الکردری |
| ۲۱۹۔ | شرح الاربعین للنووی | شہاب الدین احمد بن حجر المکی |
| ۲۲۰۔ | شرح الاربعین للنووی | ابراہیم ابن عطیۃ المالکی |
| ۲۲۱۔ | شرح الاربعین للنووی | علامہ احمد بن الحجازی |
| ۲۲۲۔ | شرح الاشباہ والنظائر | ابراہیم بن حسین بن احمد بن محمد ابن البیری |
| ۲۲۳۔ | شرح الجامع الصغیر | امام قاضی خان حسین بن منصور |
| ۲۲۴۔ | شرح الدرر | شیخ اسماعیل بن عبد الغنی النابلسی |
| ۲۲۵۔ | شرح سفر السعاده | شیخ عبدالحق المحدث الدہلوی |
| ۲۲۶۔ | شرح السنۃ | حسین بن منصور البغوی |
| ۲۲۷۔ | شرح شرع الاسلام | لیقوب بن سیدی علی زادہ |
| ۲۲۸۔ | شرح مختصر الطحاوی للاسبیجانی | ابونصر احمد بن منصور الحنفی الاسیجانی |
| ۲۲۹۔ | شرح الغریبین | |
| ۲۳۰۔ | شرح المسلم للنووی | شیخ ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی |
| ۲۳۱۔ | شرح معانی الآثار | ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی |
| ۲۳۲۔ | شرح المنظومۃ لابن وہبان | عبدالبر بن محمد ابن شحنیہ |
| ۲۳۳۔ | شرح المنظومۃ فی رسم المفتی | محمد امین ابن عابد بن الشامی |
| ۲۳۴۔ | شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور | علامہ جلال الدین عبدالرحمن السیوطی |
| ۲۳۵۔ | شرح مواہب اللدنیۃ | علامہ محمد بن عبدالباقی الزرقانی |
| ۲۳۶۔ | شرح مؤطا امام مالک | علامہ محمد بن عبدالباقی الزرقانی |
| ۲۳۷۔ | شرح المہذب للنووی | شیخ ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی |
| ۲۳۸۔ | شرح النقایۃ | مولانا عبدالعلی البرجنڈی |
| ۲۳۹۔ | شرح الوقایۃ | صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود |
| ۲۴۰۔ | شرح الہدایۃ | محمد بن محمد بن محمد ابن شحنیہ |

| | | | |
|------|--|---------------------------------------|------|
| ۲۴۰۔ | شرح الہدایۃ | محمد بن محمد بن محمد بن شحنتہ | ۸۹۰ |
| ۲۴۱۔ | شرعۃ الاسلام | امام الاسلام محمد بن ابی بکر | ۵۷۳ |
| ۲۴۲۔ | شعب الایمان | ابوبکر احمد بن حسین بن علی البیہقی | ۴۵۸ |
| ۲۴۳۔ | شرح الجامع الصغیر | احمد بن منصور الحنفی الاسمیجانی | ۴۸۰ |
| ۲۴۴۔ | شرح الجامع الصغیر | عمر بن عبدالعزیز الحنفی | ۵۳۶ |
| ۲۴۵۔ | الشفاء فی تعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم | ابوالفضل عیاض بن موسیٰ قاضی | ۵۴۴ |
| ۲۴۶۔ | شرح شافیہ ابن حاجب | رضی الدین محمد بن الحسن الاسترابی | ۶۸۶ |
| ۲۴۷۔ | شرح کافیہ ابن حاجب | رضی الدین محمد بن الحسن الاسترابی | ۶۸۶ |
| ۲۴۸۔ | شرح طالع الانوار | محمود بن عبدالرحمان الاصفہانی | ۷۳۹ |
| ۲۴۹۔ | شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام | تقی الدین علی بن عبدالکافی السبکی | ۷۵۶ |
| ۲۵۰۔ | شرح عقائد النسفی | سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی | ۷۹۲ |
| ۲۵۱۔ | شرح المقاصد سعد الدین | مسعود بن عمر تفتازانی | ۷۹۲ |
| ۲۵۲۔ | شرح الواقف | سید شریف علی بن محمد الجرجانی | ۸۱۶ |
| ۲۵۳۔ | شرح السراجی | سید شریف علی بن محمد الجرجانی | ۸۱۶ |
| ۲۵۴۔ | شرح چغینی | موسیٰ پاشا بن محمد الرومی | ۸۴۱ |
| ۲۵۵۔ | شرح حاشیۃ الكنز ملا مسکین | معین الدین البرہوی ملا مسکین | ۹۵۴ |
| ۲۵۶۔ | شرح فقہ اکبر | علی بن سلطان محمد القاری | ۱۰۱۴ |
| ۲۵۷۔ | شرح عین العلم | علی بن سلطان محمد القاری | ۱۰۱۴ |
| ۲۵۸۔ | شرح قصیدۃ اطیب النغم | شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم الدہلوی | ۱۱۷۹ |
| ۲۵۹۔ | شرح قصیدۃ ہمزیہ | شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم الدہلوی | ۱۱۷۹ |
| ۲۶۰۔ | شرح رباعیات | شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم الدہلوی | ۱۱۷۹ |
| ۲۶۱۔ | شرح فواتح الرحموت | شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم الدہلوی | ۱۱۷۹ |
| ۲۶۲۔ | شفاء العلیل | شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم الدہلوی | ۱۱۷۹ |
| ۲۶۳۔ | شرح النقایہ لابن البکار | ابوالکلام بن عبداللہ بن محمد بعداز | ۹۰۷ |
| ۲۶۴۔ | شرف المصطفیٰ | حافظ عبدالملک بن محمد نیشاپوری | ۴۰۶ |
| ۲۶۵۔ | شرح مقدمہ عثمانیہ | احمد بن ترکی الماکلی | |

| | | | |
|-----|--|------------------------|-----|
| ۶۸۶ | مبارک بن محمد المعروف بابن الاثیر الجزری | شرح جامع الاصول للمضيف | ۲۶۶ |
| ۹۸۷ | محمد بن محمد المعروف بابن البهنسی | شرح الملتقى للبهنسی | ۲۶۷ |
| ۷۶۸ | عبدالوہاب ابن احمد الشیر بابن وہبان | شرح در البحار | ۲۶۸ |

ص

| | | | |
|------|--|--------------------------------------|-----|
| ۳۹۳ | اسمعیل بن حماد الجوبیری | صحاح الجوبیری | ۲۶۹ |
| ۳۵۴ | محمد بن حبان | صحیح ابن حبان (کتب التفسیر والانواع) | ۲۷۰ |
| ۳۱۱ | محمد بن اسحاق ابن خزیمہ | صحیح ابن خزیمہ | ۲۷۱ |
| ۶۹۰ | ابو فضل محمد بن عمر بن خالد القرشی تقریباً | المصراح | ۲۷۲ |
| ۹۵۶ | ابراہیم الحلبي | صغیری شرح منیہ | ۲۷۳ |
| ۱۲۴۶ | سید احمد شہید بریلوی | صراط مستقیم | ۲۷۴ |
| ۹۷۳ | شہاب الدین احمد بن حجر المکی | الصواعق المحرقة | ۲۷۵ |

ط

| | | | |
|------|--------------------------------|---------------------|-----|
| ۱۳۰۲ | سید احمد الطحاوی | الطحاوی علی الدر | ۲۷۶ |
| ۱۳۰۲ | سید احمد الطحاوی | الطحاوی علی المراتی | ۲۷۷ |
| ۷۴۸ | محمد بن احمد الذہبی | طبقات المقرئین | ۲۷۸ |
| ۸۳۳ | محمد بن محمد الجزری | طبقات القراء | ۲۷۹ |
| ۹۸۱ | محمد بن بکر علی المعروف بکرکلی | الطریقة المحمدیة | ۲۸۰ |
| ۵۳۷ | نجم الدین عمر بن محمد النسفی | طلبة الطلبة | ۲۸۱ |

ع

| | | | |
|------|---|---------------------------------------|-----|
| ۸۵۵ | علامہ بدر الدین ابی محمد محمود بن احمد العینی | عمدة القاری شرح صحیح البخاری | ۲۸۲ |
| ۷۸۶ | اکمل الدین محمد بن محمد الباری | العناية شرح الهداية | ۲۸۳ |
| ۱۰۶۹ | شہاب الدین الخفاجی | عناية القاضی حاشیة علی تفسیر البیضاوی | ۲۸۴ |

| | | | |
|----------|--|--|------|
| ۲۸۵- | عيون المسائل | ابوالليث نصر بن محمد السمرقندي | ۳۷۸ |
| ۲۸۶- | عقود الدرّة | محمد امين ابن عايد بن الشامى | ۱۲۵۲ |
| ۲۸۷- | عدّة كمال الدين | محمد بن احمد الشير بطاشكبرى | ۱۰۳۰ |
| ۲۸۸- | عمل اليوم والليلة | ابوبكر احمد بن محمد ابن السنن | ۳۶۴ |
| ۲۸۹- | عوارف المعارف | شهاب الدين سهروردى | ۶۳۲ |
| ۲۹۰- | عقد الفريد | ابوعبدالله محمد بن عبد القوي المقدسى | ۶۹۹ |
| ۲۹۱- | عين العلم | محمد بن عثمان بن عمر الخنفي الحلبي | ۸۳۰ |
| ۲۹۲- | عقد الجيد | شاه ولي الله بن شاه عبدالرحيم الدهلوي | ۱۱۷۹ |
| ۲۹۳- | عقود الدرّيه في تنقيح الفتاوى الحامديه | محمد امين آفندي ابن عايد بن | ۱۲۵۲ |
| ۲۹۴- | عمدة الراعيه في حل شرح الوقايه | محمد بن عبدالحل الكهنوي | ۱۳۰۴ |
| غ | | | |
| ۲۹۵- | غاية البيان شيخ قوام الدين | امير كاتب ابن امير الاتقاني | ۷۵۸ |
| ۲۹۶- | غرر الاحكام | قاضي محمد بن فراموز ملا خسرو | ۸۸۵ |
| ۲۹۷- | غريب الحديث | ابوالحسن علي بن مغيرة البغدادى المعروف باثرم | ۲۳۰ |
| ۲۹۸- | غمز عيون البصائر | احمد بن محمد الحموي المكي | ۱۰۹۸ |
| ۲۹۹- | غنية ذوالاحكام | حسن بن عمار بن علي الشرنبلالي | ۱۰۶۹ |
| ۳۰۰- | غنية المستمل | محمد ابراهيم بن محمد الحلبي | ۹۵۶ |
| ۳۰۱- | غيث النفع في القراء السميع | ميجلي بن شرف النووي | ۶۷۶ |
| ف | | | |
| ۳۰۲- | فتح البارى شرح البخارى | شهاب الدين احمد بن علي ابن حجر العسقلاني | ۸۵۲ |
| ۳۰۳- | فتح القدير | كمال الدين محمد بن عبد الواحد باين الممام | ۸۶۱ |
| ۳۰۴- | فتاوى النسفي | امام نجم الدين النسفي | ۵۳۷ |
| ۳۰۵- | فتاوى بزازية | محمد بن محمد بن شهاب ابن بزاز | ۸۲۷ |

| | | |
|------|--------------------------|------|
| ۳۰۶۔ | فتاویٰ حجّہ | ۱۰۸۱ |
| ۳۰۷۔ | فتاویٰ خیریہ | ۵۷۵ |
| ۳۰۸۔ | فتاویٰ سراجیہ | ۵۹۲ |
| ۳۰۹۔ | فتاویٰ عطاء بن حمزہ | ۶۱۹ |
| ۳۱۰۔ | فتاویٰ غیاثیہ | ۵۳۰ |
| ۳۱۱۔ | فتاویٰ قاضی خان | ۵۳۶ |
| ۳۱۲۔ | فتاویٰ ہندیہ | ۱۵۰ |
| ۳۱۳۔ | فتاویٰ ظہیریہ | ۹۲۸ |
| ۳۱۴۔ | فتاویٰ ولوالحیہ | ۶۳۸ |
| ۳۱۵۔ | فتاویٰ اکبری | ۱۲۲۵ |
| ۳۱۶۔ | فقہ الاکبر | ۴۱۴ |
| ۳۱۷۔ | فتح المعین | ۱۲۵۲ |
| ۳۱۸۔ | فتح المعین شرح قرۃ العین | ۱۰۳۱ |
| ۳۱۹۔ | الفتوحات المکیّۃ | ۲۶۷ |
| ۳۲۰۔ | فوائد الروحوت | ۲۹۴ |
| ۳۲۱۔ | الفوائد | ۴۹۲ |
| ۳۲۲۔ | فوائد المخصّصۃ | ۶۳۶ |
| ۳۲۳۔ | فیض القدیر | ۷۸۶ |
| ۳۲۴۔ | فوائد سیویۃ | ۹۰۳ |
| ۳۲۵۔ | فضائل القرآن لابن ضریس | ۹۷۰ |
| ۳۲۶۔ | فوائد الخلیج | |
| ۳۲۷۔ | فصول العبادی | |
| ۳۲۸۔ | فتاویٰ تاتارخانیہ | |
| ۳۲۹۔ | فتح المغیث | |
| ۳۳۰۔ | فتاویٰ زینیہ | |

| | | | |
|----------|-----------------------------------|---------------------------------------|------|
| ۳۳۱۔ | فتح المعین شرح اربعین | شہاب الدین احمد بن محمد ابن حجر المکی | ۹۷۴ |
| ۳۳۲۔ | فتح الالہ شرح المشکاة | شہاب الدین احمد بن محمد ابن حجر المکی | ۹۷۴ |
| ۳۳۳۔ | فتاویٰ الفقہیہ ابن حجر مکی | شہاب الدین احمد بن محمد ابن حجر المکی | ۹۷۴ |
| ۳۳۴۔ | فتاویٰ انقرویہ | محمد بن حسین الانقروی | ۱۰۹۸ |
| ۳۳۵۔ | فتاویٰ اسعدیہ | سید اسعد ابن ابی بکر المدنی الحسینی | ۱۱۱۶ |
| ۳۳۶۔ | فوائد مجموعہ | شوکانی محمد بن علی بن محمود الشوکانی | ۱۲۵۰ |
| ۳۳۷۔ | فتاویٰ جمال بن عمر المکی | جمال بن عمر المکی | ۱۲۸۴ |
| ۳۳۸۔ | فضل لباس العباءم | ابو عبد اللہ محمد بن وضاح | |
| ۳۳۹۔ | فتاویٰ قاعدیہ | ابو عبد اللہ محمد بن علی القاعدی | |
| ۳۴۰۔ | فتاویٰ غزی | محمد بن عبد اللہ التمرتاشی | ۱۰۰۴ |
| ۳۴۱۔ | فتاویٰ شمس الدین الرملی | | |
| ۳۴۲۔ | فتح الملك المجید | | |
| ۳۴۳۔ | فتح العزیز (تفسیر عزیزی) | عبد العزیز بن ولی اللہ الدہلوی | ۱۲۳۹ |
| ق | | | |
| ۳۴۴۔ | القاموس المحيط | محمد بن یعقوب الفیروز آبادی | ۸۱۷ |
| ۳۴۵۔ | قرۃ العین | علامہ زین الدین بن علی الملباری | ۹۲۸ |
| ۳۴۶۔ | القنیۃ | نجم الدین مختار بن محمد الزاہدی | ۶۵۸ |
| ۳۴۷۔ | القرآن الکریم | | |
| ۳۴۸۔ | قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب | ابوطالب محمد بن علی المکی | ۳۸۶ |
| ۳۴۹۔ | القول المسدد | شہاب الدین احمد بن علی القسطلانی | ۸۵۲ |
| ۳۵۰۔ | قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین | شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم الدہلوی | ۱۱۷۹ |
| ۳۵۱۔ | القول الجبیل | شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم الدہلوی | ۱۱۷۹ |
| ۳۵۲۔ | قمر الاقبار حاشیہ نور الانوار | محمد بن عبدالحلیم لکھنوی انصاری | ۱۳۰۴ |
| ۳۵۳۔ | القول الصواب فی فضل عمر بن الخطاب | ابراہیم بن عبد اللہ البینی | ۱۳۰۴ |

ک

| | | | |
|-----|----------------------------------|---|-------------|
| ۳۵۴ | الکافی فی الفروع | حاکم شہید محمد بن محمد | ۳۳۴ |
| ۳۵۵ | الکامل لابن عدی | ابو احمد عبد اللہ بن عدی | ۳۶۵ |
| ۳۵۶ | الکبریٰ الاحمر | سید عبد الوہاب الشعرانی | ۹۷۳ |
| ۳۵۷ | کتاب الآثار | امام محمد بن حسن الشیبانی | ۱۸۹ |
| ۳۵۸ | کتاب الآثار | امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاری | ۱۸۲ |
| ۳۵۹ | کتاب الالباء فی آداب دخول الحمام | ابو الحاس محمد بن علی | |
| ۳۶۰ | کتاب السواک | ابو نعیم احمد بن عبد اللہ | ۴۳۰ |
| ۳۶۱ | کتاب الہدیۃ لابن عماد | عبد الرحمن بن محمد عماد الدین بن محمد العمادی | ۱۰۵۰ |
| ۳۶۲ | کتاب الطہور لابن عیینہ | | |
| ۳۶۳ | کتاب العلل علی ابواب الفقہ | ابو محمد عبد الرحمن ابن ابی حاتم محمد الرازی | ۳۲۷ |
| ۳۶۴ | کتاب الاصل | امام محمد بن حسن الشیبانی | ۱۸۹ |
| ۳۶۵ | کتاب الوسوسۃ | ابو بکر بن ابی داؤد | |
| ۳۶۶ | کشف الاسرار | علاء الدین عبد العزیز بن احمد البخاری | ۷۳۰ |
| ۳۶۷ | کشف الرمز علامۃ المقدسی | | |
| ۳۶۸ | کشف الاستار عن زوائد البزار | ابن الدین عبد الوہاب بن وہبان الدمشقی | ۷۶۸ |
| ۳۶۹ | کنز العمال | علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین | ۹۷۵ |
| ۳۷۰ | الکفایۃ | جلال الدین بن شمس الدین الخوارزمی | تقریباً ۸۰۰ |
| ۳۷۱ | کف الرعاع | شہاب الدین احمد بن حجر المکی | ۹۷۳ |
| ۳۷۲ | کنز الدقائق | عبد اللہ بن احمد بن محمود | ۷۱۰ |
| ۳۷۳ | الکفی للحاکم | ابو عبد اللہ الحاکم | ۴۰۵ |
| ۳۷۴ | الکواکب الدراری | شمس الدین محمد بن یوسف الشافعی الکرمانی | ۷۸۶ |
| ۳۷۵ | کتاب الجرح والتعديل | محمد بن حبان التمیمی | ۳۵۴ |
| ۳۷۶ | کتاب المغازی | یحییٰ بن سعید القطان | ۱۹۸ |

| | | | |
|-----|---|---|------|
| ۳۷۷ | کتاب الصمت | عبداللہ بن محمد ابن ابی الدنیا القرشی | ۲۸۱ |
| ۳۷۸ | کتاب الزہد | عبداللہ بن مبارک | ۱۸۰ |
| ۳۷۹ | الکشاف عن حقائق التنزیل | جار اللہ محمود بن عراز محشری | ۵۳۸ |
| ۳۸۰ | کتاب الحجہ | امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ ابو عبداللہ محمد بن حسن الشیبانی | ۱۸۹ |
| ۳۸۱ | کتاب المشیخۃ | امام محمد ابو عبداللہ محمد بن حسن الشیبانی | ۱۸۹ |
| ۳۸۲ | کتاب المراسیل | سلیمان بن اشعث السجستانی | ۲۷۵ |
| ۳۸۳ | کتاب البعث والنشور | عبداللہ بن محمد ابن ابی الدنیا | ۲۸۱ |
| ۳۸۴ | کتاب الاخوان | ابوبکر عبداللہ بن محمد ابن ابی الدنیا | ۲۸۱ |
| ۳۸۵ | کتاب الضعفاء الکبیر | ابو جعفر محمد بن عمرو العقلمی | ۳۲۲ |
| ۳۸۶ | کتاب الزہد الکبیر للبیہقی | احمد بن حسن البیہقی | ۴۵۸ |
| ۳۸۷ | کتاب الرواۃ عن مالک ابن انس | ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی | ۴۶۳ |
| ۳۸۸ | کتاب الحجہ علی تارک الحجہ | نصر بن ابراہیم المقدسی | ۴۹۰ |
| ۳۸۹ | کیماۃ سعادت | امام محمد بن محمد الغزالی | ۵۰۵ |
| ۳۹۰ | کفایۃ الطالب الربانی شرح لرسالہ ابن ابی زہر القہروانی | ابوالحسن علی بن ناصر الدین الشاذلی | ۹۳۹ |
| ۳۹۱ | کشف الظنون | مصطفیٰ بن عبداللہ حاجی خلیفہ | ۱۰۶۷ |
| ۳۹۲ | کشف الغمہ | شیخ عبدالوہاب بن احمد الشعرانی | ۹۷۳ |
| ۳۹۳ | کتاب الصفین | یحییٰ بن سلیمان الجعفی (استاد امام بخاری) | |
| ۳۹۴ | کتاب المصاحف ابن الانباری | | |
| ۳۹۵ | کمالین حاشیہ جلالین | شیخ سلام اللہ بن محمد شیخ الاسلام محدث رامپوری | ۱۲۳۳ |
| ۳۹۶ | کتاب المغازی | محمد بن عمر بن واقد الواقدی | ۲۰۷ |
| ۳۹۷ | لمعات التنقیح | علامہ شیخ عبدالحق المحدث دہلوی | ۱۰۵۲ |
| ۳۹۸ | لقطہ المرجان فی اخبار الجآن | علامہ جلال الدین عبدالرحمن بن محمد السیوطی | ۹۱۱ |

ل

| | | | |
|----------|---|---|------|
| ۳۹۹۔ | لسان العرب | جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور المصری | ۷۱۱ |
| ۴۰۰۔ | الآلی المصنوعه فی الاحادیث الموضوعه | ابوبکر عبدالرحمن بن کمال الدین السیوطی | ۹۱۱ |
| ۴۰۱۔ | لواقح الانوار القدسیہ سیدالمنتخب من الفتوحات المکیه | عبدالوہاب بن احمد الشحرانی | ۹۷۳ |
| ف | | | |
| ۴۰۲۔ | مبارق الازہار | الشیخ عبداللطیف بن عبدالعزیز ابن الملک | ۸۰۱ |
| ۴۰۳۔ | مبسوط خواہر زادہ | بکر خواہر زادہ محمد بن حسن البخاری الحنفی | ۴۸۳ |
| ۴۰۴۔ | مبسوط السرخسی | شمس الائمۃ محمد بن احمد السرخسی | ۴۸۳ |
| ۴۰۵۔ | مجری الانہر شرح ملتقى الابحر | نور الدین علی الباقانی | ۹۹۵ |
| ۴۰۶۔ | مجمع بحار الانوار | محمد طاهر الصدیقی | ۹۸۱ |
| ۴۰۷۔ | مجموع النوازل | احمد بن موسی بن عیسیٰ | ۵۵۰ |
| ۴۰۸۔ | مجمع الانہر فی شرح ملتقى الابحر | عبدالرحمن بن محمد بن سلیمان المعروف بداماد آفندی ششی زادہ | ۱۰۷۸ |
| ۴۰۹۔ | المحیط البرہانی | امام برہان الدین محمود بن تاج الدین | ۶۱۶ |
| ۴۱۰۔ | المحیط الرضوی | رضی الدین محمد بن محمد السرخسی | ۶۷۱ |
| ۴۱۱۔ | مختارات النوازل | برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی | ۵۹۳ |
| ۴۱۲۔ | مختار الصحاح | محمد بن ابی بکر عبدالقادر الرازی | ۶۶۰ |
| ۴۱۳۔ | المختارۃ فی الحدیث | ضیاء الدین محمد بن عبدالواحد | ۶۴۳ |
| ۴۱۴۔ | المختصر | علامہ جلال الدین السیوطی | ۹۱۱ |
| ۴۱۵۔ | مدخل الشرع الشریف | ابن الحاج ابی عبداللہ محمد بن محمد العبدری | ۷۳۷ |
| ۴۱۶۔ | مراق الفلاح بامداد الفتاح شرح نور الايضاح | حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی | ۱۰۶۹ |
| ۴۱۷۔ | مرقات شرح مشکوٰۃ | علی بن سلطان لما علی قاری | ۱۰۱۴ |
| ۴۱۸۔ | مرقات الصعود | علامہ جلال الدین السیوطی | ۹۱۱ |
| ۴۱۹۔ | مستخلص الحقائق | ابراہیم بن محمد الحنفی | |
| ۴۲۰۔ | المستدرک للحاکم | ابو عبد اللہ الحاکم | ۴۰۵ |
| ۴۲۱۔ | المستصفی شرح الفقہ النافع | حافظ الدین عبداللہ بن احمد النسفی | ۷۱۰ |

| | | | |
|------|---|-------------------------------------|------|
| ۱۱۱۹ | محب اللہ الباری | مسلم الثبوت | ۴۲۲۔ |
| ۲۰۴ | سلیمان بن داؤد الطیالسی | مسند ابی داؤد | ۴۲۳۔ |
| ۳۰۷ | احمد بن علی الموصلی | مسند ابی یعلیٰ | ۴۲۴۔ |
| ۲۳۸ | حافظ اسحاق ابن راہویہ | مسند اسحاق ابن راہویہ | ۴۲۵۔ |
| ۲۴۱ | امام احمد بن محمد بن حنبل | مسند الامام احمد بن حنبل | ۴۲۶۔ |
| ۲۹۲ | ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق البرزازی | مسند الکبیر فی الحدیث | ۴۲۷۔ |
| ۲۹۴ | ابو محمد عبد بن محمد حمید الکشی | مسند الکبیر فی الحدیث | ۴۲۸۔ |
| ۵۵۸ | شہر دار بن شیر ویہ الدلمی | مسند الفردوس | ۴۲۹۔ |
| ۷۷۰ | احمد بن محمد بن علی | مصباح المنیر | ۴۳۰۔ |
| ۷۱۰ | حافظ الدین عبد اللہ بن احمد النسفی | المصنفی | ۴۳۱۔ |
| ۲۳۵ | ابو بکر عبد اللہ بن محمد احمد النسفی | مصنف ابن ابی شیبہ | ۴۳۲۔ |
| ۲۱۱ | ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی | مصنف عبد الرزاق | ۴۳۳۔ |
| ۶۵۰ | امام حسن بن محمد الصغانی الہندی | مصباح الدجی | ۴۳۴۔ |
| ۴۳۰ | ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی | معرفة الصحابة | ۴۳۵۔ |
| ۳۶۰ | سلیمان بن احمد الطبرانی | المعجم الاوسط | ۴۳۶۔ |
| ۳۶۰ | سلیمان بن احمد الطبرانی | المعجم الصغير | ۴۳۷۔ |
| ۳۶۰ | سلیمان بن احمد الطبرانی | المعجم الكبير | ۴۳۸۔ |
| ۷۴۹ | محمد بن محمد البخاری | معراج الدراية قوام الدین | ۴۳۹۔ |
| ۷۴۲ | شیخ ولی الدین العراقي | مشکوٰۃ المصابیح | ۴۴۰۔ |
| ۶۹۱ | شیخ عمر بن محمد الخبازی الحنفی | المغنی فی الاصول | ۴۴۱۔ |
| ۶۱۰ | ابو الفتح ناصر بن عبد السید المطرزی | المغرب | ۴۴۲۔ |
| ۴۲۸ | ابو الحسن احمد بن محمد القدوری الحنفی | مختصر القدوری | ۴۴۳۔ |
| ۹۳۱ | یعقوب بن سید علی | مفاتیح الجنان | ۴۴۴۔ |
| ۵۰۲ | حسین بن محمد بن مفضل الاصفہانی | المفردات للامام راغب | ۴۴۵۔ |
| | ابو العباس عبد الباری العشماوی المالکی | المقدمة العشماویة فی الفقه المالکیة | ۴۴۶۔ |

| | | |
|------|---|-----|
| ۵۵۶ | الملتقط (فی فتاویٰ ناصری) ناصر الدین محمد بن یوسف الحسینی | ۴۴۷ |
| ۸۰۷ | نور الدین علی بن ابی بکر السیتمی | ۴۴۸ |
| ۸۲۷ | محمد بن محمد بن شہاب ابن بزار | ۴۴۹ |
| ۳۰۷ | عبد اللہ بن علی ابن جارود | ۴۵۰ |
| ۳۳۴ | الحاکم الشیر محمد بن محمد بن احمد | ۴۵۱ |
| ۱۲۵۲ | محمد امین ابن عابدین الشامی | ۴۵۲ |
| ۱۰۰۴ | محمد بن عبد اللہ التمر تاشی | ۴۵۳ |
| ۹۵۶ | امام ابراہیم بن محمد الحلبي | ۴۵۴ |
| ۶۷۶ | شیخ ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی | ۴۵۵ |
| ۶۹۴ | مظفر الدین احمد بن علی بن ثعلب الحنفی | ۴۵۶ |
| | شیخ عیسیٰ بن محمد ابن ایناج الحنفی | ۴۵۷ |
| ۴۵۶ | عبد العزیز بن احمد الحلوانی | ۴۵۸ |
| ۵۱۰ | الحافظ ابو الفتح نصر بن ابراہیم البرودی | ۴۵۹ |
| ۲۶۲ | یعقوب بن شیبہ السدوسی | ۴۶۰ |
| ۷۰۵ | سید الدین محمد بن محمد اکاشغری | ۴۶۱ |
| ۱۷۹ | امام مالک بن انس المدنی | ۴۶۲ |
| ۸۰۷ | نور الدین علی بن ابی بکر السیتمی | ۴۶۳ |
| ۶۴۲ | احمد بن مظفر الرازی | ۴۶۴ |
| ۴۷۶ | ابی اسحق ابن محمد الشافعی | ۴۶۵ |
| ۹۷۳ | عبد الوہاب الشعرانی | ۴۶۶ |
| ۷۴۸ | محمد بن احمد الذہبی | ۴۶۷ |
| ۴۱۰ | احمد بن موسیٰ ابن مردویہ | ۴۶۸ |
| ۳۲۷ | محمد بن جعفر الخراکلی | ۴۶۹ |
| ۱۵۰ | ابو حنیفہ نعمان بن ثابت | ۴۷۰ |
| ۱۸۹ | ابو عبد اللہ محمد بن الحسن الشیبانی | ۴۷۱ |

| | | | |
|------|--|-----------------------------------|-----|
| ۳۰۳ | حسن بن سفیان النسوی | المسند فی الحدیث | ۴۷۲ |
| ۳۸۸ | احمد بن محمد بن ابراہیم الخطابی | معالم السنن لابی سلیمان الخطابی | ۴۷۳ |
| ۵۱۶ | قاسم ابن علی الحریری | مقامات حریری | ۴۷۴ |
| ۵۱۶ | ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی | معالم التنزیل تفسیر البغوی | ۴۷۵ |
| ۵۴۸ | ابوالفتح محمد بن عبدالکریم الشسرستانی | الملل والنحل | ۴۷۶ |
| ۵۹۷ | ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن الجوزی | موضوعات ابن جوزی | ۴۷۷ |
| ۶۴۲ | ابوعمر و عثمان بن عبدالرحمن ابن الصلاح | مقدمہ ابن الصلاح فی علوم الحدیث | ۴۷۸ |
| ۶۵۶ | عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری | مختصر سنن ابی داؤد للحافظ المنذری | ۴۷۹ |
| ۷۱۰ | ابوالبرکات عبداللہ بن احمد النسفی | مدارک التنزیل تفسیر النسفی | ۴۸۰ |
| ۷۵۶ | عضد الدین عبدالرحمن بن رکن الدین احمد | البواقف السطانیہ فی علم الکلام | ۴۸۱ |
| ۸۳۳ | محمد بن محمد الجوزی | مقدمہ جزریہ | ۴۸۲ |
| ۹۰۲ | شمس الدین محمد بن عبدالرحمن السحاوی | مقاصد حسنہ | ۴۸۳ |
| ۹۲۳ | احمد بن محمد القسطلانی | البواب اللدنیہ | ۴۸۴ |
| ۱۰۱۴ | علی بن سلطان محمد القاری | المنح الفکریہ شرح مقدمہ جزریہ | ۴۸۵ |
| ۱۰۱۴ | علی بن سلطان محمد القاری | المسلك المتقسط فی المنسک المتوسط | ۴۸۶ |
| ۱۰۵۲ | شیخ عبدالحق بن سیف الدین الدہلوی | ماثبت بالسنۃ | ۴۸۷ |
| ۱۰۹۶ | قاضی میر حسین بن معین الدین | المیبذی | ۴۸۸ |
| ۱۱۷۹ | شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم الدہلوی | مسوی مصفی شرح موطا امام مالک | ۴۸۹ |
| ۱۱۷۹ | شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم الدہلوی | مکتوبات شاہ ولی اللہ | ۴۹۰ |
| ۱۱۹۵ | مرزا مظہر جان جاناں | مکتوبات | ۴۹۱ |
| ۱۱۹۵ | مرزا مظہر جان جاناں | ملفوظات | ۴۹۲ |
| ۱۱۹۵ | مرزا مظہر جان جاناں | معمولات | ۴۹۳ |
| | محمد حسین بن محمد الہادی بہادر خاں | مخزن ادویہ فی الطب | ۴۹۴ |
| ۱۲۴۳ | ابوالحسنات محمد عبداللہ | مجموعہ فتاویٰ | ۴۹۵ |
| ۱۲۴۳ | سید نذیر حسین الدہلوی | معیار الحق | ۴۹۶ |

| | | | |
|------|---|--------------------------|------|
| ۴۹۷۔ | مظاہر حق مولوی | نذیر الحق میرٹھی | |
| ۴۹۸۔ | مکتوبات امام ربانی | شیخ احمد سرہندی | ۱۰۳۴ |
| ۴۹۹۔ | مناصحہ فی تحقیق مسئلۃ المصافحہ | | |
| ۵۰۰۔ | مفتاح الصلوٰۃ | | |
| ۵۰۱۔ | مجتبیٰ شرح قدوری | | |
| ۵۰۲۔ | مشیحہ ابن شاذان | | |
| ۵۰۳۔ | معرفۃ الصحابہ لابن نعیم | احمد بن عبد اللہ اصہبانی | ۴۳۰ |
| ۵۰۴۔ | مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر) امام فخر الدین رازی | | ۶۰۶ |

ن

| | | | |
|------|------------------------------------|---|------|
| ۵۰۵۔ | النقایۃ مختصر الوقایۃ | عبد اللہ بن مسعود | ۷۴۵ |
| ۵۰۶۔ | نصب الراية | ابو محمد عبد اللہ بن یوسف الحنفی الزلیلی | ۷۶۲ |
| ۵۰۷۔ | نور الايضاح | حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی | ۱۰۶۹ |
| ۵۰۸۔ | النهاية | حسام الدین حسین بن علی السخناقی | ۷۱۱ |
| ۵۰۹۔ | النهاية لابن اثیر | مجد الدین مبارک بن محمد الجزری ابن اثیر | ۶۰۶ |
| ۵۱۰۔ | النهر الفائق | عمر بن نجیم المصری | ۱۰۰۵ |
| ۵۱۱۔ | نواذر فی الفقہ | ہشام بن عبید اللہ المازنی الحنفی | ۲۰۱ |
| ۵۱۲۔ | نور العین | محمد بن احمد المعروف بنشانی زادہ | ۱۰۳۱ |
| ۵۱۳۔ | النوازل فی الفروع | ابواللیث نصر بن محمد بن ابراہیم السمرقندی | ۳۷۶ |
| ۵۱۴۔ | نواذر الاصول فی معرفۃ اخبار الرسول | ابوعبد اللہ محمد بن علی الحکیم الترمذی | ۲۵۵ |

و

| | | | |
|------|------------------|-------------------------------|-----|
| ۵۱۵۔ | الوافی فی الفروع | عبد اللہ بن احمد النسفی | ۷۱۰ |
| ۵۱۶۔ | الوجیز فی الفروع | ابو حامد محمد بن محمد الغزالی | ۵۰۵ |
| ۵۱۷۔ | الوقایۃ | محمود بن صدر الشریعۃ | ۶۷۳ |

| | | | |
|------|------------------------|---------------------------------------|-----|
| ۵۱۸۔ | الوسیط فی الفروع | ابی حامد محمد بن محمد الغزالی | ۵۰۵ |
| ۵۱۹۔ | الہدایۃ فی شرح البدایۃ | برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی | ۵۹۳ |
| ۵۲۰۔ | البواقیت والجواب | سید عبدالوہاب الشعرانی | ۹۷۳ |
| ۵۲۱۔ | ینابیع فی معرفۃ الاصول | ابی عبداللہ محمد ابن رمضان الرومی | ۷۶۹ |



ضمیمہ مآخذ و مراجع

| نمبر شمار | نام کتاب | مصنف | سن وفات ہجری |
|-----------|--|---|----------------------|
| ۱۔ | انوار التنزیل فی اسرار التاویل (تفسیر البیضاوی) | ناصر الدین ابوسعید عبداللہ بن عمر البیضاوی ہدیۃ العارفین | ۶۸۵/۶۹۶/۶۹۱ ۴۶۳/۱ |
| ۲۔ | الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب | ابو عمر یوسف بن عبداللہ النمری القرطبی | ۴۶۲ |
| ۳۔ | اوضح رمز علی شرح نظم الكنز | علی بن محمد ابن غانم المقدسی | ۱۰۰۴ |
| ۴۔ | الاستذکار | یوسف بن عبداللہ ابن عبدالبر الاندلسی | ۴۶۳ |
| ۵۔ | الافراد | علی بن عمر الدار قطنی | ۳۸۵ |
| ۶۔ | الایضاح فی شرح التجرید | امام ابوالفضل عبدالرحمن بن احمد الکرمانی | ۵۴۳ |
| ۷۔ | اسباب النزول | ابوالحسن علی بن احمد الواحدی | ۴۶۸ |
| ۸۔ | ایضاح الحق الصریح فی احکام البیت والضریح | شاہ محمد اسماعیل بن شاہ عبدالغنی دہلوی | ۱۲۴۶ |
| ۹۔ | انفاس العارفین | شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم | ۱۱۷۶ |
| ۱۰۔ | انسان العین | شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم | ۱۱۷۶ |
| ۱۱۔ | انسان العیون فی سیرۃ الامین المأمون | علی بن برہان الدین حلبی | ۱۰۴۴ |
| ۱۲۔ | ارشاد الطالبین | قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی | ۱۲۲۵ |
| ۱۳۔ | الاعلام بأعلام بلد اللہ الحرام | قطب الدین محمد بن احمد الحنفی | ۹۸۹ |

| | | |
|----|---|--|
| ۱۴ | ارشاد الساری الی مناسک الملا علی القاری | حسین بن محمد سعید عبدالغنی المکی الخنفی |
| ۱۵ | الآداب الحمیدہ والاخلاق | محمد بن جریر الطبری |
| ۱۶ | الاربعمین طائیفہ | ابوالفتح محمد بن محمد الطائی الہمدانی |
| ۱۷ | انیس الغریب | جلال الدین عبداللہ بن ابی بکر السیوطی |
| ۱۸ | الارشاد فی الکلام | امام ابوالمعالی عبدالملک ابن عبداللہ البجینی الشیر بامام الحرمین |
| ۱۹ | افضل القراء بقراء امر القراء | احمد بن محمد ابن حجر مکی |
| ۲۰ | الاعتبار فی بیان الناسخ والمنسوخ من الاخبار | محمد بن موسیٰ الحارمی الشافعی |

ت

| | | |
|----|-----------------------------|--|
| ۲۱ | تلخیص الجامع الکبیر | کمال الدین محمد بن عباد الخنفی |
| ۲۲ | تحفة الحریص فی شرح التلخیص | علی بن بلبان الفارسی المصری الخنفی |
| ۲۳ | تقویۃ الایمان | شاہ محمد اسماعیل بن شاہ عبدالغنی دہلوی |
| ۲۴ | تعلیم المتعلم | امام برہان الدین الزرنوجی |
| ۲۵ | التغییب والتہییب | ابوالقاسم اسماعیل بن محمد الاصبہانی |
| ۲۶ | تذکرۃ الموتی والقبور | قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی |
| ۲۷ | التشبیہ عند التبیہ | جلال الدین عبدالرحمن بن کمال الدین السیوطی |
| ۲۸ | تلخیص الادلہ لقواعد التوحید | ابواسحق ابراہیم بن اسماعیل الصغار البخاری |
| ۲۹ | تفہیم المسائل | |
| ۳۰ | تنبیہ الغافل والاسنان | محمد امین ابن عابدین الشامی |

ث

| | | |
|----|------------------------|--|
| ۳۱ | ثقفیات | ابوعبداللہ قاسم بن الفضل الشافعی الاصفہانی |
| ۳۲ | ثواب الاعمال لابن حبان | محمد بن حبان |

ج

| | | |
|----|-----------------------------------|----------------------------------|
| ۳۳ | الجامع لاحکام القرآن (تفسیر طبری) | ابوعبداللہ محمد ابن احمد القرطبی |
|----|-----------------------------------|----------------------------------|

| | | | |
|------|------------------------------------|-------------------------------------|----|
| ۶۷۱ | ابو عبد اللہ محمد ابن احمد القرطبی | الجامع لاحکام القرآن (تفسیر طبری) | ۳۳ |
| ۸۳۲ | یوسف بن عمر الصوفی | جامع المضمرات والمشکلات (شرح قدوری) | ۳۴ |
| ۱۳۴۰ | امام احمد رضا بن نقی علی خاں | جد المبتار علی رد المبتحار | ۳۵ |

ح

| | | | |
|------|---------------------------------------|------------------------------------|----|
| ۶۴۴ | محمد بن محمد بن عمر حسام الدین الحنفی | الحسابی | ۳۶ |
| ۱۰۶۲ | اسمعیل بن عبد الغنی نابلسی | حاشیہ در غرر نابلسی | ۳۷ |
| ۹۸۲ | عبد القادر الفاکھی | حسن التوسل فی زیارة افضل الرسل | ۳۸ |
| ۱۳۴۰ | امام احمد رضا خاں بن نقی علی خاں | حواشی علی معالم التنزیل | ۳۹ |
| ۱۳۴۰ | امام احمد رضا خاں بن نقی علی خاں | حسام الحرمین علی منحر الکفر والبدع | ۴۰ |

خ

| | | | |
|-----|--------------------------------|--------------------|----|
| ۹۱۱ | نور الدین علی بن احمد السهمودی | خلاصۃ خلاصۃ الوفاء | ۴۱ |
|-----|--------------------------------|--------------------|----|

د

| | | | |
|------|---------------------------------------|---|----|
| ۴۵۸ | ابوبکر بن احمد بن حسین البیهقی | دلائل النبوة | ۴۲ |
| ۱۱۷۶ | شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم | در شہین فی مبشرات النبی صلی اللہ علیہ وسلم | ۴۳ |
| ۸۶۷ | ابوالقاسم محمد بن عثمان الوائلی دمشقی | در منظر فی مولد النبی المعظم صلی اللہ علیہ وسلم | ۴۴ |
| ۴۵۸ | احمد بن حسین البیهقی | کتاب الدعوات | ۴۵ |
| ۱۰۱۴ | نور الدین علی بن سلطان محمد القاری | الدرة المغیبة فی زیارة المصطفویة | ۴۶ |
| ۶۴۳ | حافظ محب الدین محمد بن محمود بن نجار | الدرة الثمنیہ فی اخبار المدنیة | ۴۷ |
| ۱۳۰۴ | مفتی احمد بن السید زینی وحلان | الدرر السنیة فی الرد علی الوهابیة | ۴۸ |

ذ

| | | | |
|-----|--|-----------|----|
| ۲۸۱ | عبد اللہ بن محمد ابن ابی الدنیا البغدادی | ذکر الموت | ۴۹ |
|-----|--|-----------|----|

| | | | |
|----------|--|----------------------------------|-----|
| ۱۲۵۲ | محمد امین ابن عابدین الشیر بابن عابدین | رفع الانتقاض ودفع الاعتراض الخ | ۵۰۔ |
| س | | | |
| ۵۸۶ | حافظ ابو الطاهر احمد بن محمد السلفی | سلفیات من اجزاء الحديث | ۵۱۔ |
| ۱۰۷۰ | علی بن محمد بن ابراہیم المعری العزیزی | السراج المنیر فی شرح جامع الصغیر | ۵۲۔ |
| | عبدالغنی بن احمد بن شاہ عبدالقدوس گنگوہی | سنن الہدی | ۵۳۔ |
| ۳۵۳ | حافظ ابو علی سعید بن عثمان ابن السکن البغدادی | سنن فی الحديث | ۵۴۔ |
| ش | | | |
| ۱۲۷۶ | علامہ ابراہیم بن محمد الباجوری | شرح رسالہ فضالیہ | ۵۵۔ |
| ۸۹۵ | علامہ محمد یوسف السنوسی | شرح الصغری | ۵۶۔ |
| ۴۰۲ | ابو القاسم اسماعیل بن حسین البیہقی الحنفی | الشامل فی فروع الحنفیہ | ۵۷۔ |
| ۷۹۶ | محمد بن یوسف الکرمانی | شرح صحیح بخاری الکواکب الدراری | ۵۸۔ |
| ۱۲۷۱ | مولوی خرم علی بیلوری غالباً | شفاء العلیل شرح القول الجبیل | ۵۹۔ |
| | ناصر الدین علی بن محمد ابن منیر | شرح صحیح بخاری | ۶۰۔ |
| ۹۳۳ | عبدالعلی بن محمد بن حسین | شرح زینج سلطانی | ۶۱۔ |
| ۱۲۵۲ | ابن عابد بن محمد امین آفندی | شفاء العلیل وبل الغلیل | ۶۲۔ |
| ص | | | |
| | الصالح المأثور عن النبی صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم | | ۶۳۔ |
| ۹۵۶ | شیخ ابراہیم بن محمد الحلبي | صغری شرح منیة المصلی | ۶۴۔ |
| ۱۲۴۶ | شاہ محمد اسماعیل بن عبدالغنی دہلوی | صراط مستقیم | ۶۵۔ |

| | | | |
|------|---|--|-----|
| ۱۲۴۶ | شاہ محمد اسماعیل بن عبدالغنی دہلوی | صراط مستقیم | ۶۵۔ |
| | | <u>ط</u> | |
| ۲۳۰ | محمد بن سعد الزہری | الطبقات الکبریٰ | ۶۶۔ |
| | | <u>غ</u> | |
| ۷۲۸ | نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری | غرائب القرآن و غائب الفرقان (تفسیر نیشاپوری) | ۶۷۔ |
| ۲۲۴ | قاسم بن سلام البغدادی | غریب الحدیث | ۶۸۔ |
| ۲۸۵ | ابراہیم بن اسحاق الحرابی | غریب الحدیث | ۶۹۔ |
| ۱۲۷۱ | مولوی خرم علی بیلوری غالباً | غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار | ۷۰۔ |
| | | <u>ف</u> | |
| ۱۲۰۴ | سلیمان بن عمر الشافعی الشیرازی | الفتوحات الالهیة (تفسیر جمل) | ۷۱۔ |
| ۲۸۱ | عبداللہ بن محمد ابن ابی الدنیا البغدادی | الفرج بعد الشدة | ۷۲۔ |
| | | فاتح شرح قدوری | ۷۳۔ |
| | | فوائد حاکم و خلاص | ۷۴۔ |
| ۱۰۳۱ | عبدالرؤف المناوی | فیض القدير شرح الجامع الصغير | ۷۵۔ |
| ۱۱۷۶ | شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم | فیوض الحرمین | ۷۶۔ |
| ۱۱۳۳ | شاہ رفیع الدین | فتاویٰ شاہ رفیع الدین | ۷۷۔ |
| ۹۷۴ | احمد بن محمد ابن حجر مکی | الفتح المبین شرح اربعین نووی | ۷۸۔ |
| | | فصل الخطاب فی رد ضلالت ابن عبد الوہاب | ۷۹۔ |
| ۵۶۱ | سید شیخ عبدالقادر گیلانی | فتوح الغیب | ۸۰۔ |
| ۱۰۰۴ | عبدالعزیز بن ولی اللہ دہلوی | فتاویٰ عزیز | ۸۱۔ |
| | | <u>ق</u> | |
| ۱۲۵۲ | محمد امین ابن عابدین الشیرازی | قرۃ عیون الاخبار | ۸۲۔ |

ک

- ۸۳۔ کشف الغطاء ما لزم لموتی علی الاحیاء محمد شیخ الاسلام بن محمد فخر الدین
- ۸۴۔ کتاب اتبایع الاموات ابراہیم بن اسحاق الحرابی ۲۸۵
- ۸۵۔ کتاب الدعوات سلیمان بن احمد الطبرانی ۳۶۰
- ۸۶۔ کتاب الثواب فی الحدیث ابو الشیخ عبداللہ بن محمد بن جعفر ۳۹۹
- ۸۷۔ کشف النور عن اصحاب القبور عبدالغنی نابلسی ۱۱۴۳
- ۸۸۔ کتاب الزہد امام احمد بن محمد بن حنبل ۲۴۱
- ۸۹۔ کتاب القبور عبداللہ بن محمد ابن ابی الدنیا ۲۸۱
- ۹۰۔ کتاب الروضہ ابو الحسن بن براء ۲۸۱
- ۹۱۔ کتاب الزہد حافظ ہناد بن السری التیمی الدارمی ۲۴۳
- ۹۲۔ کتاب ذکر الموت
- ۹۳۔ کتاب ادعیۃ الحج والعمرة قطب الدین الدہلوی ۱۲۸۹
- ۹۴۔ کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق عبدالرؤف بن تاج الدین بن علی المناوی ۱۰۳۱
- ۹۵۔ کتاب الخروج قاضی امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم حنفی ۱۸۲
- ۹۶۔ کف الرعاع عن المحرمات للہود السماع ابو العباس احمد بن محمد ابن حجر مکی ۹۷۴

ل

- ۹۷۔ لباب المناسک شیخ رحمۃ اللہ بن قاضی عبداللہ السندی ۹۷۸

م

- ۹۸۔ منح الدروس الاذہب فی شرح الفقہ الاکبر علی بن سلطان محمد القاری ۱۰۱۴
- مجموعہ خانی (فارسی)
- ۹۹۔ مقامات مظہر و ضمیمہ مقامات مظہر مرزا مظہر جان جاناں ۱۱۹۵
- ۱۰۰۔ مشارق الانوار القدسیہ فی بیان العہود المحمدیہ عبد الوہاب بن احمد الشعرانی ۹۷۴

| | | | |
|----------|--|---|------|
| ۱۰۱ | مسند الکبیر فی الحدیث | ابو محمد عبید بن حمید الکاشی | ۲۴۹ |
| ۱۰۲ | الستقی فی احادیث الاحکام عن خیر الانام | احمد بن عبد الحکیم ابن تیمیہ | ۷۲۸ |
| ۱۰۳ | منظومۃ النسفی فی الخلاف | نجم الدین عمر بن محمد النسفی | ۵۳۷ |
| ۱۰۴ | معراج الدراية فی شرح ہدایۃ | امام قوام الدین بن محمد الکاکی | ۷۳۹ |
| ۱۰۵ | المسند الصحیح فی الحدیث | ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق الاسفرائینی | ۳۱۶ |
| ۱۰۶ | مسند الشامیین | | |
| ۱۰۷ | مدارج النبوة | شیخ عبد الحق محدث دہلوی | ۱۰۵۲ |
| ۱۰۸ | مجمع البرکات | شیخ عبد الحق محدث دہلوی | ۱۰۵۲ |
| ۱۰۹ | منہل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء | جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی | ۹۱۱ |
| ۱۱۰ | مختصر تاریخ ابن عساکر | امام محمد بن مکرم المعروف بابن منظور | ۷۱۱ |
| ۱۱۱ | مأئدة مسائل | محمد اسحق محدث دہلوی | ۱۲۶۲ |
| ۱۱۲ | مسائل اربعین | محمد اسحق محدث دہلوی | ۱۲۶۲ |
| ۱۱۳ | مآلید منہ | قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی | ۱۲۲۵ |
| ۱۱۴ | مشکوۃ المصابیح | ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب | ۷۴۰ |
| ۱۱۵ | منتشیر یاخر منتقی فی شرح الملتقی | علاء الدین الحصکفی | ۱۰۸۸ |
| ۱۱۶ | موضح القرآن ترجمۃ القرآن | شاہ عبد القادر بن شاہ ولی اللہ دہلوی | ۱۲۳۰ |
| ۱۱۷ | مثنوی شریف فارسی منظوم | ملا جلال الدین محمد بن محمد بن محمد الرومی البلخی القونوی | ۷۲۲ |
| ۱۱۸ | مصطلحات الحدیث | علی بن السید محمد بن علی البحر جانی سید شریف | ۸۱۶ |
| ۱۱۹ | المقاصد فی علم الکلام | علامہ سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی | ۷۹۱ |
| ۱۲۰ | مغنی المستفتی عن سوال المفتی | علامہ حامد آفندی | |
| ۱۲۱ | مظاہر تی ترجمہ مشکوۃ المصابیح | قطب الدین دہلوی | ۱۲۸۹ |
| ۱۲۲ | منۃ الجلیل | ابن عابد بن محمد امین آفندی | ۱۲۵۲ |
| ۱۲۳ | مفتاح الغیب فی شرح فتوح الغیب | عبد الحق بن سیف الدین محدث دہلوی | ۱۰۵۲ |
| ن | | | |
| ۱۲۴ | نافع فی الفروع | امام ناصر الدین محمد بن یوسف السمرقندی | ۴۰۲ |

| | | | |
|-----|----------------|--|-----|
| ۱۲۴ | نافع فی الفروع | امام ناصر الدین محمد بن یوسف السمرقندی | ۴۰۲ |
|-----|----------------|--|-----|

| | | | |
|------|---|---|-----|
| ۱۲۵۰ | محمد بن علی الشوکانی | نبیل الاوطار شرح منتقى الاخبار | ۱۲۵ |
| ۱۲۷۱ | خرم علی بیلوری | نصیحة المسلمین | ۱۲۶ |
| ۸۹۸ | عبدالرحمن بن احمد الجامی | نفحات الانس من حضرات القدس | ۱۲۷ |
| ۱۰۶۹ | قاضی عیاض احمد بن محمد الخفاجی | نسیم الرياض فی شرح شفاء قاضی عیاض | ۱۲۸ |
| ۸۳۳ | شمس الدین محمد بن محمد بن الجزری | النشر فی قراة العشر | ۱۲۹ |
| ۸۵۲ | احمد بن علی حجر القسطلانی | نزہة النظر فی توضیح نخبة الفکر | ۱۳۰ |
| ۱۳۰۶ | مولوی عبدالعلی مدراسی | نفع المفتی والمسائل | ۱۳۱ |
| ۲۵۵ | ابو عبد اللہ محمد بن علی حکیم الترمذی | نواذر الاصول | ۱۳۲ |
| | عمر بن محمد بن عوف الشامی | نصاب الاحتساب فی الفتاویٰ | ۱۳۳ |
| | علی بن غانم المقدسی | نور الشیعة فی ظفر الجبعہ | ۱۳۴ |
| ۹۴۴ | عبدالرحیم بن علی الرومی المعروف شیخ زادہ | نظم الفرائد و جمع الفوائد فی الاصول | ۱۳۵ |
| | | نافع شرح قدوری | ۱۳۶ |
| | شرف الدین بخاری | نام حق | ۱۳۷ |
| ۹۸۸ | شمس الدین احمد بن قورد المعروف بقاضی زادہ | ۱۳۸۔ نتائج الافکار فی کشف الرموز والاسرار | |
| | | و | |
| ۶۸۱ | شمس الدین احمد بن محمد ابن خلکان | وفیات الاعیان | ۱۳۹ |
| ۳۲۵ | | واقعات المفتیین | ۱۴۰ |
| ۹۱۱ | نور الدین علی بن احمد السموودی | وفاء الوفا | ۱۴۱ |
| | | ھ | |
| ۱۱۷۹ | شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم دہلوی | ہوامع | ۱۴۲ |
| ۱۱۷۹ | شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم دہلوی | ہمعات | ۱۴۳ |